ہماری ویب ڈیجیٹل بک

فرقان حنیف

FURQAN HANIF

ہماری ویب پر شائع شدہ تحریروں کا مجموعہ

E-BOOK SERVICES

Collection of Published Articles
By "Furqan Hanif"
at Hamariweb.com

ملکی مسائل اور دردمندانہ التجا

مملکت پاکستان کے مسائل بے انتہا بڑھتے جارہے ہیں اور ہم خواب غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ کیا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مسائل ہمارے پیدا کیے ہوئے ہیں نا بابا نا۔

دراصل بات یہ ہے کہ قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے فرمادیا ہے جسکا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ یہود ، عیسائی اور مشرک (اللہ میرے ترجمے کی کمی بیشی معاف فرمائے) مسلمانوں تمہارے دشمن ہیں اور یہ تمہیں پریشان دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم پریشان ہی رہو۔ تو آپ دیکھ لیں کہ ہندو، یہودی، عیسائی یہ سارے ایک ہو چکے ہیں اور چاہتے یہی ہیں کہ مسلمانوں کو ذلیل و رسوا اور دہشت گرد ثابت کرکے نا صرف پریشان رکھیں بلکہ ان کی نسلوں میں بھی نشہ، تعصب، بغض کا بیج ہوتے رہیں، اور ہم مسلمان بھی اپنا محاسبہ کریں مسلمان (کچھ ممالک) امیر ہیں تو بے انتہا امیر ہیں اور کچھ غریب ہیں تو بے انتہا غریب ہیں۔ جانے کب ہم اسلامی بھائی چارے اور مساوات پر عمل کریں گے۔ ہمارے مسائل کا حل بڑا زبردست قسم کا مجاہدہ ہے ہمیں جہالت، نفس، مادہ پرستی، تعصب کے خلاف جہاد کرنا ہے صرف تلوار اٹھا کر کافر کو گلا کاٹ دینا ہی جہاد نہیں ہے۔ مسلمانوں علم حاصل کرو نا صرف دنیا کمانے کے لیے بلکہ آخرت کمانے کے لیے بھی۔ میں پریشان رہتا ہوں جب یہ دیکھتا ہوں کہ مسلمان کتنے فروعی معاملات میں گھرے ہوئے ہیں (ففٹی

ایٹ ٹوپی کا مسئلہ، وردی کا مسئلہ، ججز کا مسئلہ، پانی کا مسئلہ) ارے بھائی یہ بھی کوئی مسائل ہیں ارے اپنے ایمان ویقین کو بچانے کی فکر کرو بھائیوں کہ یہ بڑا مسئلہ ہے۔ خدارا بھائیوں تعلیم عام کرو، تعصبات کو چھوڑ دو اور آگے دیکھو پیچھے والوں سے سبق سیکھتے ہوئے ناکہ گئے ہوئوں کے لیے گو گو اور انتقال فرما جانے والوں کے لیے زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے۔ دل دکھتا ہے عقل حیران وپریشان ہے کہ کیا کریں اور کیسے کریں۔

اللہ ہمارے ایمان کی، ہم مسلمانوں کی تمام اسلامی ممالک بشمول ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے آمین

کیا کہوں کیسے کہوں کہ وہ بات اب نہیں ہے

سب کو سلام، سب کے لیے دعائیں اور نیک تمنائیں۔

سوچ رہا تھا کہ کیا کہوں کیسے کہوں کہ وہ بات اب نہیں ہے۔ لیکن سوچا کہ چلو کچھ کہنے کی کوشش کر لینے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

کیا دور تھا آج سے دو تین سال پہلے کا مسئلہ مسائل ہر جگہ ہوتے ہیں چاہے وہ امریکہ یا یورپ میں رہنے والے لوگ ہوں یا ہماری مملکت پاکستان میں رہنے والے امیر و غریب ہوں۔ مگر چند واقعات جیسے امریکہ کے مفادات کی خاطر اپنے ملک کا امن و سکون غارت ہو جانا، لال مسجد کے مسئلے کو غلط طریقے سے حل کرنے کی کوشش کرنا اور کسی کا بھی اس کی ذمہ داری قبول نہ کرنا، ججز اور وکلا کے ہاتھوں عوام و سول سوسائٹی کا اس حد تک چلے جانا کہ کہیں بھی رہو، ججز کا مسئلہ ہی زیر بحث آ رہا ہے اور لوگ ایک دوسرے سے فضول میں ہی الجھتے رہتے تھے، مودبانہ جسارت سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا ججز مسئلہ خصوصاً چیف جسٹس کا مسئلہ حل ہو گیا ہے اب سول سوسائٹی کیوں خاموش بیٹھی ہے۔ ہمارے وہ فوجی افسران جو مشرف صاحب کے ٹیک اور کے وقت ان کے ساتھ تھے آج کیوں ایکس سروس مینز بنائے بیٹھے ہیں اور وہ ایکس سروس

مینز آج کیا کر رہی ہے جب امریکہ پہلے سے زیادہ خطرناک طریقے سے پاکستان کے مفادات کے خلاف ہمارے لوگوں کو قتل کر رہا ہے کیا ایکس سروس مینز کا کام صرف مشرف کو ہٹانا ہی تھا۔ ارے بھائی کب تک ہم اپنے ملکی مفادات کو دوسروں کے ذاتی مفادات کی خاطر برباد کرتے رہیں گے۔ اب تو سیاسی حکومت ہے سیاسی لوگ ہیں سب ایک دوسرے سے تعاون کر رہے ہیں اپوزیشن بھی فرینڈلی رویے سے کام کر کر رہی ہے تو بھائی مشرف دور میں آمری آٹا پچیس روپے کا آج تیس روپے کا اور آمریت کی چینی تیس روپے والی آج جمہوری چینی چالیس روپے میں کیوں فروخت ہو رہی ہے۔ کیا ہمیں شرم نہیں آتی جب ہم اپنے ہی عوام سے جینے کا حق چھینتے ہیں اور دوسری اقوام کے سامنے کشکول توڑتے اور پھر جوڑتے پھر توڑے اور پھر جوڑ کا کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بھائیوں علم و عمل میں تضاد بھی اس کی ایک وجہ ہو سکتی ہے۔ باقی باتیں پھر کبھی سہی فی الحال تو اپنی بے بسی اور بے حسی کے حصار سے مجھے نکلنے کا کچھ وقت درکار ہے۔ اللہ آپ کی اور ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ میری باتیں اگر بری لگی ہوں تو میری طرف سے معزرت بھائیوں میں پاکستان سے اور پاکستان مجھ سے ہے اور انشااللہ رہے گا۔ پاکستان زندہ باد

فنا اگر ہے تو سب کو ہے

فنا سے جی چرانا ممکن ہی نہیں فنا ہر شے کو ہے سوائے واحدہ لا شریک کہ جسکو ہم رب العالمین کہتے ہیں پہلے تو یہ بات ہمیں ہر وقت نظر میں رکھنی چاہیے۔

کب تک ہم غیر ملکی اخباروں کی ہیڈ نگز اپنے معصوم لوگوں کو سنا سنا کر انکو بلا ضرورت پریشان کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان خدانخواستہ دو ہزار دس یا دو ہزار بیس میں دنیا کے نقشے سے مٹ جائے گا اور یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا۔ ارے بھائی کیا آج سے دس بارہ سال پہلے کے غیر ملکی اخبار کے کالمز اور ماہرین

کی آرا بھول گئے جن کو پاکستان دو ہزار اور دو ہزار چار میں بھی دنیا کے نقشے میں نظر نہیں آرہا تھا۔ یہ غیر ملکی ماہرین جو اپنے آپ کو تھنک ٹینک کا نام دے کر فضول میں ترقی پذیر ممالک کو پریشان کرتے رہتے ہیں تاکہ ترقی پذیر ممالک اپنے راستے پر چلنے کے بجائے گھراہٹ میں دوسرے راستے تلاش کرنا شروع کریں۔ کیا ہوا ان نیویارک ٹائمز اور واشنگٹن پوسٹ کے اقتصادی ماہرین کو کہ آج انکا ملک اور تمام ترقی یافتہ ممالک کس طرح کے بے انتہا وسائل اور سرمائے کے باوجود کتنے خطرناک قسم کے اقتصادی بحران کا زمہ دار ہے اس کو تو کوئی نہیں دیکھ رہا اور پاکستان دہ ہزار بیں میں لوگوں کو نظر نہیں آرہا ۔ اوہ میرا بھائی ہاتھ ھولا رکھ اور

پاکستان تو لوگوں کو خواب میں بھی نظر آ آکر پریشان کرتا ہو گا اور انکو دو ہزار بیس میں نظر نہیں آرہا۔ کیا کھانے کے مسائل، دہشت گردی ، سرکاری خراب حکمت عملی ، آمریت اور مزید بہت سی چیزیں کیا صرف پاکستان کا مسئلہ ہے کیا پاکستان کے مقابلے میں خطرناک مسائل دوسرے ممالک میں نہیں ہیں (افغانستان، شمالی کوریا، عراق، صومالیہ، سری لنکا، بنگلہ دیش، زمبابوے، سابق رشیا کی کئی ریاستیں، خود ماضی کا عظیم روس، مالدیپ، قریبا پورا افریقا سوائے چند افریقی ممالک کو چھوڑ کر، شمالی امریکہ، برازیل، میکسیکو، وغیرہ وغیرہ، تو ان تمام ممالک کے مسائل تو پاکستان سے بھی کئی گنا زیادہ ہیں مگر انکو تو کوئی ماہر نہیں کہتا کہ یہ دو ہزار بیس اور دو ہزار تیس میں دنیا کے نقشے

سے مٹ جائیں گے۔
ایک امریکی ڈالر کے مقابلے میں زمبابوے کی کرنسی دس لاکھ سے بھی زیادہ مل جاتے ہیے ، کچھ پتہ ہے کہ ایک پاکستانی روپے میں کتنے عراقی دینار اور کتنے افغانی روپے خدا کے واسطے پاکستان کے لیے سوچو اور پاکستان کے لوگوں کو فضول میں مت پریشان کرو تمام لوگوں کو خدا کا واسطہ

پاکستانی سیاست طاقت ور منصب کے دیوانے معذول بے چارے لوگ

ہمارے ملک میں دستور یہ ہے کہ طاقت کے منصب پر فائز لوگ اپنے آپ کو عقل کل سمجھتے ہیں اور جب ان سے وہ طاقت ور منصب کوئی اور طاقت ور چھین لیتا ہے تو سب کو بے چارے بھولے بھالے سیدھے سادھے سولہ کروڑ عوام یاد آ جاتے ہیں۔ اب افتخار چودھری کو ہی دیکھ لیجیے ایک وقت تھا کہ ان معزول چیف جسٹس نے پرویز مشرف کی طاقت کے آگے سر تسلیم خم کیا اور لعنتی پی سی او کے تحت حلف اٹھایا اور جب اپنے سے زیادہ طاقت ور نے آنکھیں دکھائیں تو دوسروں کا سہارا لیا اور اپنے نا اہل بیٹے اور اپنے خلاف دوسرے ریفرنسز کا سامنا کرنے کے بجائے اپنے پیٹی بند بھائیوں (ججز اور وکلا) کا سہارا لیا اب ججز کے احترام میں تو کوئی بات کرنی مناسب نہیں لیکن ہمارے وکلا کا جو حال ہے وہ سب کے سامنے ہے ایک بڑا مشہور محاورہ ہے کہ پیدا ہوا وکیل تو شیطان نے کہا کہ لو جی میں بھی صاحب اولاد ہو گیا۔

ویسے آپس کی بات ہے وکلا تحریک میں جان پہلے تھی اب تو جان نکلتی جا رہی ہے۔

کسی سیاسی پارٹی نے اگر اپنے کسی دیرینہ ساتھی اور وفادار کارکن کی رکنیت اگر ختم کر بھی دی ہے تو اس سے کسی کے پیٹ میں تو درد نہیں ہونا چاہیے۔ وکلا اور بار

کونسلز بھی تو اپنے دیرینہ ساتھیوں کی رکنیت ختم کرنے کے سلسلے میں ریکارڈ قائم کرنے میں لگی ہوئییں ہیں۔ نواز شریف کی تو سمجھ ہی نہی آتی ہے کہ وہ کرنا کیا چاہتے ہیں کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ اب نواز شریف اور انکے بھائی شہباز شریف دونوں عدالت کی طرف سے نااہل قرار دیے جا چکے ہیں اب حکومت تو ہو گئ ختم اور سلمان تاثیر جیسے گورنر سے نمٹ سکیں تو ہم سمجھیں کہ سیاست آتی ہے اور جہاں تک نواز شریف کی پریس کانفرنس اور لانگ مارچ میں بھرپور شرکت کے اعلان کی بات ہے اپنی حکومت ختم ہونے کے بعد بھرپور شرکت کیا ہوتی ہے ذرا یہ بھی سولہ کروڑ عوام کو دیکھ لینے دیجیے۔ اپنی حکومت تھی تو شرکت تو سرکاری اور بھرپور ہونی ہی تھی اب دیکھنا یہ ہے کہ کس طرح جان بچانی ہے بھرپور شرکت بھی کرنی ہے اور تاثیر صاحب کی میزبان نوازی کا مزہ بھی چکھنا پڑ سکتا ہے۔ اور قاضی صاحب کچھ اور کر سکیں یا نا کر سکیں لانگ مارچ اور دھرنے کی کالیں خوب دیتے ہیں۔ ایک تو ہمارے عوام کا حافظہ بڑا کمزور ہے ابھی پچھلے سال یا کچھ اور پہلے بھی تو لانگ مارچ اور دھرنے کی باتیں ہوئیں تھی جس میں مرد بیزار جناب علی احمد کرد صاحب واقعتاً صحت کی خرابی کے باعث شرکت سے غالباً محروم رہ گئے تھے اور سرکاری طعام و قیام کے مزہ لوٹ کر اور اسلام آباد کی پر فضا سیر کے بعد وکلا یا وکلا کے لبادے میں کچھ لوگ رخصت ہوئے تھے اور ایک دوسرے کو الزامات دیتے واپس اپنے اپنے راستوں پر گامزن ہوئے تھے۔

کون کہتا ہے کہ یہ تحریک ایک شخص جسے لوگ معزول جسٹس افتخار چوہدری کے نام سے جانتے ہیں چلا رہا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس تحریک میں جو کروڑوں بلکہ کچھ صاحب نظر لوگ فرماتے ہیں کہ سوا ارب روپے سے زائد کے اخراجات ہو چکے ہیں چوہدری صاحب اگر یہ تحریک چلا رہے ہیں تو بھائی کسی جسٹس کے پاس اتنا پیسا کہاں سے آیا ہاں اگر وکلا بھی ساتھ ہیں تو سمجھ میں آتا ہے کیوں کہ انکے پاس بڑا پیسا ہے۔ صرف تین پارٹیوں یعنی متحدہ قومی موومنٹ پاکستان پیپلز پارٹی اور جناب مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے طرز عمل کے ساتھ ساتھ اگر دوسری پارٹیوں یعنی نواز لیگ، اے این پی، تحریک انصاف کا نام لیتے ہوئے پتا نہیں کیوں لوگوں کو شرم آتی ہے کیا نواز لیگ کا تصور بغیر نواز شریف اور بھائی شہباز کے ہے، اور کیا اے این پی بھی مورثی نہیں اور کیا تحریک انصاف عمران خان کی تن تنہا پارٹی نہیں ہے۔ اب بات یہ ہے کہ شخصیت پرستی اگر کسی تنظیم میں ہے تو کوئی ایسی بات نہیں یہ تنظیمیں کم از کم عوام کے دیے ہوئے ٹیکس کے پیسے سے تو تنخوائیں پا رہیں چودھری تو ملک کی عدلیہ کے معزز جج تھے ان کا کیا کام پارٹی بنانا اور جلسوں سے خطاب کرنا اور عوام کے درمیان آنا۔ انہیں جس کام کے پیسے ملتے تھے اگر وہ اپنا کام ہی کرتے رہتے تو ٹھیک تھا مگر جب اپنی نوکری خطرے میں دیکھ کر واویلا مچا دینا اور ادھر ادھر سے بد عقل لوگوں کو جمع کر کے اپنی حمایت حاصل کر لینا کس زمرے میں آتا ہے۔ اگر اتنا ہی شوق ہے تو اپنی پارٹی بنا لو اور میدان میں آکر دیکھ لو۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

اور جہاں تک متحدہ قومی موومنٹ کا تعلق ہے تو اس جماعت کا قائد ایک ایسا شخص ہے جسے لوگ الطاف حسین کے نام سے جانتے ہیں اور اس نام سے جو لرزہ اور بے چینی ظالموں، بے حسوں، جابروں پر طاری ہو جاتی ہے اس کے بارے میں پوچھوں وڈیروں، جاگیرداروں اور ایسی سوچیں رکھنے والوں سے کہ استحصال کرنے والوں کو پتہ ہے کہ اگر متحدہ قومی موومنٹ کا منشور اور پیام ملک کے ۹۸ فیصد عوام تک پہنچ گیا تو ملک میں وڈیرانہ اور جاگیردارانہ سوچ رکھنے والوں کا تو سمجھ لو حقہ پانی بند۔ کوئی ایک نام اگر پتہ ہو تو ہمیں بھی بتادو بھائیوں کے الطاف حسین نے اپنے کسی بھائی، چچا، ماموں یا اپنے کسی عزیز کو قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ٹکٹ دلوائے ہوں۔

اور شخصیت پسندی کی بعض مثالیں پیپلز پارٹی کے متعلق بھی دی جاتی ہیں ارے بھائی نواز اینڈ کمپنی کو کیوں بھول جاتے ہو کیا پورے پنجاب میں وزیراعظم بننے کا حق صرف نواز شریف کو ہے اور وزیر اعلیٰ بننے کے لائق صرف شہباز شریف ہی ہے اور کیا پورے پنجاب میں کوئی اور ایسا نہیں ہے جو ان دو بھائیوں سے زیادہ لائق فائق ہو یا بات صرف یہ ہے کہ وزیراعظم نواز شریف، وزیر اعلی شہباز شریف اور اپنی اولاوں کو بھی سیٹیں دلوائیں اور بیک ڈور سے سیاست میں لے آئیں اور جو بے چارے مظلوم کارکن ہیں وہ سڑکوں پر نعرے لگاتے اور پولیس کی ماریں کھاتے رہیں کچھ تو خدا کا

خوف کرو بھائیوں۔ اپنے اپنے عزیزوں، دامادوں، رشتے داروں اور اپنی جج جے کار لکھنے والوں کو جتنا نواز رہے ہو اللہ کے سامنے جواب دینا پڑے گا تو پتا چلے گا نواز شریف اینڈ کمپنی نے اپنی جماعت میں کونسے الیکشن کروائے ہیں۔ آئی ایس آئی کے سابق سربراہ حمید گل نے آئی جے آئی بنوائی اور نواز شریف تو خود فوجی جرنل کے باغیچے میں پل کر سیاستدان بنے اور سیاست دان بھی ایسے بنے کہ کسی انٹرنیشنل لیول پر ان سے کسی موضوع پر تقریر کروا کر دیکھ لو اگر کوئی ڈھنگ کی بات کر جائیں تو ہم جانیں اپنے بھولے بھالے عوام کو لارے لپے دینا اور ان کے جزبات سے کھیلنا اور بات ہے اور ڈھنگ کی بات کرنا اور بات۔ ن لیگ بننے کے بعد سے کون ن لیگ کو چلا رہا ہے کوئی ہے جو چلا سکے نواز اینڈ کمپنی کے جیتے جو ارے توبہ کریں جی

لوگ فاروق نائیک کی فکر میں لگے ہوئے ہیں ارے بھائی یاد کرو جب نواز شریف اینڈ کمپنی کانپتے ہاتھوں سے جرنل کے پیر چھو کر اور معاہدے کرنے کے بعد صندوق کے صندوق لے کر ملک سے چوروں کی طرح گئے تھے تو یاد کریں کہ ن لیگ کا حشر کیا ہوا تھا آج جو ن لیگ ہے اس کا تو حال یہ تھا کہ شہباز شریف کی وطن آمد پر جس طرح حکومت نے ان کو دوسری فلائیٹ سے واپس بھیج دیا تھا تو ن لیگ والے ہزار آدمی جمع نا کر سکے تھے۔ تو بے نظیر کے انتقال کے اتنے کم عرصے میں پیپلز پارٹی نے جس طرح سے زمام حکومت اور اس کے معاملات سنبھالے اس پر وہ داد کے مستحق ہیں۔

ایک شخص جسے لوگ معزول جسٹس افتخار چودھری کے نام سے جانتے ہیں وہ ایک لعنتی پی سی او کا جج تھا جو اپنے خلاف ریفرنسز کے نتیجے میں اتنا خوف زدہ ہوا کہ قوم کو ایسے ایسے بحرانوں میں پھنسوا گیا جس کے نتیجے میں آٹا، دال، بجلی پانی عوام سے کوسوں دور ہو گیا اور عدلیہ کی بحالی کے نعرے لگنے لگے کونسی عدلیہ بحالی مشرف کے جوتے چاٹنے والی پی سی او کے تحت حلف اٹھانے والی عدلیہ اور معزول چیف جسٹس اور سوموٹو ایکشن ایسا کونسا لے لیا جس سے ملک کے وارے نیارے ہو گئے اور ملک ترقی کی منازل طے کرنے لگا۔ اپنے مخالفین کے خلاف سوموٹو ایکشن اور ملک کی عدلیہ کی بوسیدہ الماریوں میں مظلوموں اور بے یار و مددگار لوگوں کے۔برسوں پرانے پیڑھی در پیڑھی نامکمل رہ جانے والے مقدموں اور اس سلسلے میں عوام کی شب و روز جمع کی ہوئی پونجی اور جائیداد و مکانات کے فروخت سے حاصل ہونے والی رقوم سے ان وکلا اور اس پرانی عدلیہ کا پیٹ اب تک تو بھر گیا ہوگا۔

کتنے افراد بحال کرا سکا تھا معزول چیف جسٹس اور اتنے عرصے میں کونسے ایسے کام کر گزرا تھا کہ مزید موقع ملنے پر یہ کر جاتا اور وہ کر جاتا کچھ پتہ ہے کہ ۳ یا ۴ سال میں اپنے مزہ کروانے کے علاوہ اور پروٹوکول کے مزے لوٹنے کے علاوہ معزول چیف جسٹس کر کیا سکا تھا۔ اس کا جواب ہے کسی کے پاس تو ہمیں بھی بتا دینا۔ عوام کو سستا انصاف تو جبھی ملے گا جب ان کروڑ پتی وکلا کا پیٹ بھر جائے اور یہ

تمام غریبوں کے مقدمات مفت میں کرنے پر راضی ہو جائیں۔ ورنہ عوام کو آٹا سستا مل جائے انصاف تو اللہ کے ہاں مل ہی جائے گا۔

مکافات عمل کا سامنا کرتے نواز شریف

آخر کار خداوند تعالیٰ کی بے آواز لاٹھی چل پڑی اور کبھی ملک بھر میں دو تہائی اکثریت رکھنے والے وزیر اعظم نے طاقت کے نشے میں چور جس طرح اپنے سے چھوٹے صوبے یعنی سندھ کی منتخب حکومت پر شب خون مارا تھا اور گورنر راج نافذ کیا تھا اور متحدہ قومی موومنٹ کو مٹانے کی جو شرمناک کوشش کی تھی آج قدرت نے اپنا چکر مکمل کیا اور وہی ذائقہ میاں نواز شریف اینڈ کمپنی کو اٹھانا پڑا اور اتنے بڑے صوبہ میں اتنی بھاری اکثریت رکھنے کے باوجود ملک کی اعلیٰ ترین عدلیہ یعنی سپریم کورٹ آف پاکستان نے لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کو نا اہل قرار دے دیا۔

سپریم کورٹ آف پاکستان میاں صاحب کو اچھی طرح یاد ہوگی جب ایک چھوٹے صوبے کے چیف جسٹس جناب جسٹس سجاد علی شاہ کے وقت کی سپریم کورٹ پر حملہ کروایا تھا اور آج عدلیہ کے محافظ بننے کے دعوے دار بنے بیٹھے ہیں عدلیہ نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔

پرانے زمانے میں لوگ بڑے وضع دار ہوا کرتے تھے نا اہلی تو دور کی بات ایسی کسی بات پر بھی جان دے دیتے تھے کہ عزت کی قدر ہوتی تھی مگر اب تو لوگ نا اہل ہونے کے بعد بھی شرم نہیں محسوس کرتے اور اپنی نا اہلی پر ڈھکے چھپے الفاظ میں

دھمکیاں دے بیٹھتے ہیں کہ خدانخواستہ پاکستان ہاتھ سے نکل جائے گا اور یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا۔ ارے بھائی جب صندوق بھر بھر کر کانپتے ہاتھ پیروں کے ساتھ فوجی بوٹوں پر ہاتھ رکھ کر قسمیں وعدے دے کر اور بیچ پر ضامنوں کو ڈال کر دس دس سال تک پاکستانی سیاست میں نا آنے کے معاہدے کر کے ملک اور عوام کو نجات دے کر گئے تو اس وقت ملک بہت بہتر حالات میں تھا اور جب سے وطن واپس آئے ہیں ملک کا جو حال ہے سب کے سامنے ہے۔ نواز شریف اینڈ کمپنی نے آج جو پریس کانفرنس سے خطاب کیا اس میں فرماتے ہیں کہ عدلیہ نے پنجاب حکومت کی منتخب حکومت پر نا صرف ڈاکا ڈالا ہے بلکہ پنجاب کے ووٹرز کی بھی توہین کی ہے تو بھائی جب سندھ کی منتخب حکومت پر شب خون مارا تھا ن لیگ نے تو اس وقت سب صحیح تھا کیا بھولے بادشاہ۔ پنجاب سے نکل کر بھی کچھ سیاست کر لو دل جیت سکو تو جیت لو ورنہ ایسے ہی نا اہل قرار دیے جاتے رہو گے۔

اپنی حکومت ہاتھ سے گئی تو یاد آ گئے زرداری صاحب کے معاہدے اور اب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ یہ دور تو مشرف دور سے بھی برا ہے۔بڑی دیر سے سمجھ میں آتی ہے بھولوں کو۔ زرداری صاحب نے جس طرح ملک میں ہر چھوٹی بڑی جماعت سے بات کی اور انکو قومی دھارے میں شامل رکھتے ہوئے سب کو ساتھ رکھتے اور سب کا انصاف سے بھرا حصہ دیا تو اس سے ن لیگ کو بڑی تکلیف ہوئی ن لیگ اصل میں چاہتی یہ ہے کہ اکثریت صرف پنجاب میں ہے اور چاہتے ہیں کہ ملک بھر کی سیاست انکے طریقے سے چلے۔

اب عوام کو بتا رہے ہیں کہ زرداری صاحب نے تو بزنس ڈیل کی بات کی تھی کہ عدلیہ کے خلاف باتیں کرنا چھوڑ دو تو نا اہلی کا مسئلہ حل کروا دونگا۔ یہ ساری باتیں جب ہوئیں تھیں تو جب یاد نہیں آئیں اور اب سب یاد آ رہا ہے بات ہے بھئی آپکی یاد داشت کی ۔ اب دیکھتے ہیں پیشہ ور لفافہ باز نواز اینڈ کمپنی کی شان میں کیا قصیدہ لکھتے ہیں اور کب تک لکھتے ہیں۔

ویسے اب آئے گا مزہ وکلا تحریک اور ن لیگ اینڈ کمپنی کے ڈراموں کا اب حکومت (ڈنڈہ بردار) ہو گی سلمان تاثیر کی پنجاب میں اور اب دیکھتے ہیں کہ وکلا تحریک اور معزول عدلیہ اور نام نہاد چلے ہوئے کارتوس (ایکس سروس مینز) کیا کارنامے انجام دیتے ہیں سلمان تاثیر جیسے قدر دان میزبان کی موجودگی میں۔

ویسے آصف زرداری نے جتنی سیاست ڈیڑھ سال میں سیکھ لی ہے نواز اینڈ کمپنی تیس سال میں نہیں سیکھ سکے۔ یہ فرق ہوتا ہے پروفیشنل سیاستدان میں اور اتفاقی سیاست دان میں اور بھائی دل لگتی کہوں گا کہ آصف زرداری نے نواز اینڈ کمپنی کو سیاست میں کوسوں پیچھے چھوڑ دیا ہے میری بات اچھی لگے یا بری پاکستان زندہ باد

جمہوری اور آمری رویے

پاکستان ایک عظیم مملکت خداداد ہے جس میں عوام، خواص، سیاستدان امراہ، غربا، بیوروکریٹ، پیشہ ور عسکری افراد، دانشور، قلم کار، بے کار بدکار، حرام کار، مزہبی رہنما اور نام نہاد مزہبی رہنما، جس کا جیسے دل چاہتا ہے کرتا ہے اور سمجھتا یہ ہے کہ بس وہ ہی صیح کر رہا ہے اور باقی سب غلط کر رہے ہیں۔ اور پھر بھی یہ ملک چل رہا ہے چلو چلتا نا سمجھو اب تک کسی حد تک برقرار تو ہے۔

دنیا میں قوموں کو ایک ملک کی تلاش ہوتی ہے ہمارا پیارا مگر بد نصیب ملک دنیا کا شاید واحد ملک ہے جس کو اپنی قوم کی تلاش ہے۔ اس ملک میں سب کچھ ہے قدرت کے بے بہا خزانے، سمندر، دریا، پہاڑ، معدنیات، ٹیلنٹ اور حقیقتاً سب کچھ ہے اگر کمی ہے تو ایک مخلص قوم کی ہم سب کچھ ہیں پنجابی ہیں، بلوچی ہیں، سندھی ہیں، پٹھان ہیں اگر نہیں ہیں تو پاکستانی نہیں ہیں کاش ہم یہ سمجھ سکیں اور ایک قوم بن سکیں۔

نواز شریف صاحب ایک پرانے سیاستدان ہیں کہتے ہیں کہ نواز شریف کو ایک معمولی صوبائی وزیر سے وزارت عظمیٰ کے عہدے تک پہنچنے میں کم و بیش دس سال لگے اور

وزارت عظمٰی کھونے سے معاہدہ کرکے ملک سے جلا وطن ہونے میں صرف ایک سال کا قلیل وقت لگا۔ ایک قیدی کی حیثیت میں ایک سالہ تکالیف اٹھانے کے بعد نواز شریف اقتدار کے اٹھارہ بیس سال کے مزے فراموش کرکے ملک و قوم کے وسیع تر مفاد میں ملک سے نکلنے میں کامیاب رہے اور اس کا سہرہ جاتا ہے ہمارے ایک انتہائی محترم برادر اسلامی ملک کو کہ جس کی وجہ سے نواز شریف صاحب اس قسم کے انتقام سے بچ نکلنے میں کامیاب رہے کہ جس کے بعد سیاستدان کے پاس کچھ نہیں بچتا۔

آج صوبہ پنجاب میں جو افراتفری اور بے ہنگم سا مجمع نظر آرہا ہے اس کی وجہ بظاہر تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ صوبہ پنجاب کے دورِ حکومت میں جو کہ ایک سال سے کچھ کم عرصے قائم رہ سکا، صوبہ پنجاب میں مسلم لیگ (ن) نے پچاس فیصد سے کم نشستیں حاصل کی تھیں اور پورے پنجاب پر حکومت بلا شرکت غیرے کرنے کے چکر میں لگی رہی اور حال یہ رہا کہ انتخابات کے بعد سے نااہلی تک پنجاب میں دونوں برادران نے کابینہ تک مکمل نہیں ہونے دی (نااہل ہونے کے لیے اخلاقاً یہ بات بھی کافی ہے) کہ کسی اور کو اپنے صوبے میں حکومت میں شریک کرنا جمہوری پنجاب کی حکومت رکھنے والوں کے لیے ناقابل برداشت تھا۔

اب جبکہ حکومت پنجاب پر جناب سلمان تاثیر صاحب نے کنٹرول سنبھال لیا ہے اب ن لیگ کا یہ کہنا کہ منتخب حکومت پنجاب کو برطرف کرکے وفاقی حکومت نے پنجاب کے

مینڈیٹ کی توہین کی ہے کیا اس سے ایک پاکستانی کے دل و دماغ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ نواز شریف قومیت کو استعمال کرنے کے چکر میں لگ رہے ہیں۔ اب جبکہ ن لیگ کو صاف نظر آ رہا ہے کہ اگلی پنجاب حکومت میں ن لیگ کی وزارت اعلیٰ کے عہدے تک رسائی ممکن نہیں ہو پا رہی تو اب وہ لوٹے اور غدار کہ جن سے بات نہ کرنے کی نواز شریف نے قسمیں کھا رکھیں تھیں اب ان ہی ٹوٹے ہوئے لوٹوں کی ٹونٹیاں پکڑ پکڑ کر لوٹوں کا رخ اپنی طرف کرنے سے انکی پارٹی کے ارکان نہیں رک پا رہے ظاہر ہے کہ پارٹی ارکان اپنے رہنماؤں کے حکم کے بغیر اتنا بڑا گناہ کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اور دوسری طرف وکلا کی تحریک تو لگ رہا ہے کہ اگلی پیشی پر چلی گئی ہے۔ سب کو سانپ سونگھ گیا لگتا ہے نئے اور پرانے تمام وکلا خاموش ہو گئے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں کہ جو بولے وہی کنڈی کھولے۔ لگتا ہے وکلا کو بھی سلمان تاثیر صاحب کی متوقع میزبان نوازی کی سن گن مل گئی ہے۔ اور مارچ میں جو دما دم مست قلندر ہونے جا رہا تھا لگ رہا ہے کہ وہ صرف ٹی وی اسکرین کی حد تک ہی رہ گیا ہے اور چونکہ اب مارچ میں موسم بھی تھوڑا گرم ہو جاتا ہے لہٰذا حسب معمول اور حسب عادت وکلا رہنما اگلی ڈیٹ لے لیں گے اور دھرنا ورنا موسم سرما پر اٹھا رکھے گے۔

بڑی مایوسی ہوتی ہے کہ ایسے کڑے وقت میں ہماری نام نہاد سول سوسائٹی اور ایکس ویکس لوگوں کو کیا ہوا، کیا سب سمجھ گئے ہیں کہ امریکہ کیا چاہ رہا ہے اب سب کچھ ٹھیک ٹھاک لگ رہا ہے نا جمہوری دور ہے بھئی اور ہمارے سیاستدانوں کا کہنا کہ بدترین جمہوری دور بہترین آمریت سے اچھا ہی ہوتا ہے اب کیوں بھولے بھالوں کو یہ لگنے لگا کہ یہ جمہوری دور تو مشرف دور سے بھی زیادہ برا ہے۔ کیا دور اگر اپنا ہو تو سب ٹھیک ہے اور اگر دوسرے کا ہو تو بد اور بدترین ہے۔ واہ رے میرے ملک کے سیاستدانوں۔
اب حکومت پنجاب کی برطرفی کے بعد حکومت پنجاب کے سلیکٹڈ لوگ جو میڈیا پر نظر آتے تھے غائب ہوتے جارہے ہیں اور جو پیچھے بیٹھتے تھے اور جیلوں کے عادی ہیں ان کو آگے لایا جارہا ہے

غرض یہ کہ جمہوری طریقے سے منتخب ہونے والے محترم صدر جناب آصف علی زرداری جب تک ساتھ تھے قابل احترام تھے اور چھوٹے بھائی تھے اور جب آپکی حکومت برطرف کی گئی تو این آر او اور گریجویشن کی ڈگری نا ہونا اور بزنس ڈیل کرنا یہ سب اچانک سامنے آگیا۔ کیوں ملک و قوم سے کھیلتے ہو خدارا اب تو بس کرو جتنا کما کھا لیا کیا کافی نہیں ہے اور ایک پولیس والے کو اسٹیج پر بلوا کر اس کی ٹوپی اور بیلٹ ہاتھ میں اٹھا کر اپنا وفادار ثابت کرنا اور اس کو پھولوں کے ہار پہنوا دینا کیا کسی ڈرامے کا حصہ نہیں ہے ایک احتجاجی جلسے میں پھولوں کے پلے پلائے ہار کہاں سے آگئے کیا وہ ہار اسکرپٹ لکھنے والے نے پہلے سے منگوا نا رکھے تھے۔

کچھ لوگ سیاست میں جانے کے بجائے اگر اسٹیج ڈراموں میں آتے تو زیادہ ملک و قوم کی خدمت کر سکتے تھے۔ اللہ ہی ہمارے ملک کی حفاظت کر سکتا ہے ورنہ ہم ایک عظیم مملکت کی ایک قوم نہیں بلکہ قومیتوں کا ملغوبہ ہیں۔

سری لنکن ٹیم نہیں پاکستان پر حملہ

آج صبح اہل وطن بڑی اذیت اور تکلیف کے ساتھ اس خبر کو سنا کہ جس میں یہ خبر دی گئی کہ سری لنکن ٹیم پر اس وقت حملہ کیا گیا جب وہ ٹیسٹ میچ کھیلنے لبرٹی لاہور کے راستوں پر رواں دواں تھی اپنی منزل یہ قزافی اسٹیڈیم لاہور۔

کیا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سری لنکن ٹیم پر حملہ تھا ہاں بادی النظر میں یہ سری لنکن ٹیم پر حملہ تھا مگر حقیقتاً یہ مملکت خداوند پر حملہ تھا اور اس کے فی الوقت کے نتائج یہ ہیں کہ دنیا میں یہ خبر بریکنگ نیوز کی طرح دی گئی اور اس طرح کا تاثر دیا گیا کہ جیسے پاکستان میں یہ معمول کے واقعات ہیں اور مزید یہ کہ سری لنکن ٹیم کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ پاکستان جسے روگ ریاست کا درجہ دلانے کی کوششیں کی جارہیں ہیں کا دورہ کرتی۔

اس واقع کو وسیع تر تناظر میں دیکھنے کے لیے ہم کو سیاسی نظر سے دیکھنا ہوگا کہ کس طرح اور کس طرف ملکی سیاست جارہی ہے۔ اور مملکت پاکستان کی موجودہ حکومت کو بدنام کرنے کے لیے دشمن پاکستان جو کہ نا صرف باہر کی

حکومتوں کے زریعے بلکہ ملک میں بھی بیٹھے سیاست کی بساط بچھا کر بھی اپنا کام کر رہے ہیں اب یہ سارا شور شرابہ بدنامی کس کے نام چڑھے گی ظاہر ہے زرداری صاحب اور حکومت کے تو بھائیوں زرداری صاحب کو اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ ہاں اب آئی بات سمجھ میں کہ اس کا فائدہ کس کو بلکہ کس کس کو ہوگا اب پکڑو انکو جو اس کا فائدہ اٹھائیں گیں اور انکے جلسے جلوس دھرنے اور سیاسی قلابازیاں اپنے عروج پر ہونگی۔ گزشتہ مہینوں میں لاہور اور پنجاب کے مختلف شہروں میں کریکرز اور دستی بموں کے کئی واقعات ہوئے مگر شہباز شریف صاحب کی حکومت میں کتنے لوگ گرفتار ہوئے اگر اس وقت ان اقدامات کا جائزہ لیا جا چکا ہوتا اور ملزمان قرار واقعی سزا پا چکے ہوتے تو اتنا شرمناک واقعہ ہوتا۔ بات یہ ہے کہ چند دن پہلے تک حکومت کرنے والے اور حکومتی مشینری کی یہ طاقت اور حکمرانی تھی کہ ایسے واقعہ کو اتنی آسانی کے ساتھ سرانجام ہونے دیا گیا۔ شاباش کے مستحق ہیں وہ شہدا جو آج کے واقعہ میں اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور اپنی طرف سے ملک و قوم کا سر فخر سے بلند کیا کہ پاکستانی پولیس کے پانچ سات افراد سب سے پہلے شہادت کا جام نوش کر گئے۔

یہ ہم سب کے لیے شرم کا مقام ہے کہ ہم اپنے ملک میں اپنے مہمانوں کی حفاظت کا خیال نہیں رکھ پاتے مگر نہیں ٹھریے ہم تو اپنوں کی سیکورٹی کا خیال نہیں رکھ پاتے پاکستان وہ واحد ریاست ہے کہ جب سے ہمارا وطن معرض وجود میں آیا

ہے ہمارے رہنما، سیاستدان، علما و مشائق اور دوسرے ایسے لوگ جو ملک و قوم کے لیے کچھ کرنا چاہتے ہیں انہیں بڑی آسانی کے ساتھ اس ملک سے ملک عدم کی طرف بھیج دیا جاتا ہے اور ناکارہ اور نا اہل لوگوں کو ہمارے درمیان سیاست و حکومتیں کرنے کی آزادی دی جاتی ہے۔ اب زرداری صاحب کو ہی لیجیے جب وہ قومی مصالحت اور بات چیت کے زریعے حکومت کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کی مخالفت میں کئی ایسے لوگ جو چلے ہوئے کارتوس ہیں چاہے وہ ایکس سروس مینز ہوں یا پرانی بودیتی عدلیہ کے کرتا دھرتا جو اپنے وقتوں میں تو اپنی ملازمتوں کے دوران خوب مزے کر کر اور عیاشیاں کر کے نکل گئے اور اب کی حکومتوں میں انہیں کیڑے نظر آرہے ہیں مسئلہ صرف یہ ہے کہ انہیں رقوم کی فراہمی بند ہو گئی ہے اور باقاعدگی سے ملنے والے چیک اب بند ہو گئے ہیں اور جو ایک دو افراد چیک دینے والے رہ گئے ہیں وہ بھی حکمرانی کے لیے با ضابطہ نا اہل قرار دیے جا چکے ہیں۔

ہم سری لنکن کرکٹرز اور عوام سے شرمندہ ہیں کہ آپ نے تو ہمارے ملک کا دورہ کرنے کا نا صرف یہ کہ فیصلہ کیا بلکہ اس پر عمل بھی کیا جبکہ آپ کو ہر طرف سے دھمکیاں اور مشورے مل رہے تھے کہ پاکستان مت جانا ورنہ یہ ہوگا اور وہ ہوگا مگر آپ سری لنکنز نے جس طرح خطرات میں گھرا ہونے کے باوجود ہمارے ملک کا تاثر بحال کرنے کا فیصلہ کیا ہم آپ کے شکر گزار ہیں اور ہم انشا اللہ

سری لنکن فیصلوں کی قدر کرتے ہیں اور ہم شرمندہ ہیں ہم اپنی طرف سے کوئی حیلہ بہانہ نہیں کرنا چاہتے ہم صرف شرمندہ ہیں اور باقی جو کچھ ہم ہیں وہ ہم اپنی ملکی سیاست میں کریڈٹ لیتے آپکو نظر آجائیں گے۔

آج حقیقت میں پنجاب اور لاہور کے سافٹ امیج کو جو نا قابل تلافی نقصان پہنچا ہے اور لاہور جو ثقافت اور تفریح کا گہوارہ ہے اس شہر میں آج جو دہشت گردی کی واردات ہوئی ہے اس کی مثال ہمیں اس نوعیت کی نہیں ملتی۔ آج اس مشکل گھڑی میں ہم لاہوری ہم وطنوں کے ساتھ ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس ہم سب پاکستانیوں کو بدنام کرنے کی سازش رچی گئی ہے۔ ہم سب ایک ہیں اور ہم سب دہشت گردی کی ہر طرح سے مذمت کرتے ہیں۔

آخر میں سیاستدانوں سے گزارش ہے کہ خدارا وقت کی نزاکت کو سمجھیں ایک ہو جائیں اور صرف اقتدار کے لیے ایک دوسرے کا گلا نا دبائیں کہیں ایسا نا ہو کہ سب کا گلا دبانے کے لیے دشمن جو بھیڑ کے روپ میں بھیڑیا بیٹھا ہو ہے وہ آپ سب کو دبوچ کر چبا جائے خدا کے واسطے سیاست کرو اچھی حکومت کرنے کے لیے نا کہ حکومت کا قبضہ جمانے اور راج کرنے کے لیے۔

ایک بار پھر دکھی دل اور پراگندہ خدشات کے ساتھ آپ سب سے معاملہ فہمی کی

درخواست کرتا اور نا پنجابی، نا سندھی، نا بلوچی اور نا پٹھان بلکہ اپنے ملک پاکستان کا ایک پاکستانی ہم وطن بننے کی درخواست کرتا ایک پاکستانی۔ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین

ق لیگ کس کی جھولی میں گرے گا؟ جو قیمت زیادہ دے گا

ق لیگ کس کی جھولی میں گرے گا ؟ جو قیمت زیادہ دے گا ظاہر ہے اس کی جھولی میں

ہمارے ایک محترم بھائی نوید قمر صاحب کے مضمون کی مناسبت سے کچھ گزارشات اور اپنا تجزیہ پیش کرنا مقصود تھا وگرنہ اگر میں نوید قمر بھائی کے کالم کے تبصرے کے طور پر کچھ پیش کرتا تو تبصرہ کالم کی قیود میں گرفتار رہتا۔

ق لیگ کس کی جھولی میں گرے گی؟ظاہر ہے کہ جس کی بولی اچھی ہو گی اور پھر خیال یہ ہے کہ بولی اچھی نواز شریف صاحب سے زیادہ کس کی اچھی ہو سکتی ہے کہ جو نامی گرامی صحافیوں، وکلا اور ایکس ویکس ٹائپ کے لوگوں کو بھی جھولی میں سما چکے ہیں۔

میرا تجزیہ تو کچھ اس طرح ہے کو جو زیادہ قیمت دے گا ق لیگ اس کی طرف ہی جائے گی اور ظاہر ہے کہ اس معاملے میں میاں صاحبان سے زیادہ اچھا قدر دان

اور کون ہو سکتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر میری بات تعصب و لسانیت کی نظر سے نا دیکھیں تو چونکہ نواز شریف صاحب پہلے بھی نعرہ لگا چکے ہیں (جاگ پنجابی جاگ تیری پگڑ وچ لگ گیا داغ) اور حال ہی میں جس طرح نواز شریف صاحب نے ایک صوبائی رہنما کی طرح اپنی پریس کانفرنس میں یہ بات زور دے کر کہی ہے کہ آصف زرداری صاحب نے پنجاب کے منتخب نمائندوں کی منتخب حکومت کو بر طرف کر کے پنجاب کے منہ پر طمانچہ مارا ہے تو آپ بھائی آپکا کیا خیال ہے کہ ق الیگ اپنی تمام تر نا معقولیت اور اپنے ہر لمحے بدلتے ماضی سے قطع نظر کسی بھی طور پیپلز پارٹی کے پلڑے میں اپنا پورا وزن ڈال سکتی ہے میرا جواب اس معاملے میں معزرت کے ساتھ نہیں میں ہو گا کیوں اور حالانکہ ق لیگ ایک حد تک قومی جماعت ہے (اب مشرف صاحب کو اسکا کریڈٹ دیں یا نا دیں کہ ق لیگ ایک حد تک قومی جماعت کا لبادے اوڑھنے کا شرف حاصل کر چکی ہے جیسے کہ پہلے ن لیگ کا تھا) کہ اس کا ووٹ بنک پورے ملک کی سطح پر پھیلا ہوا ہے مگر ق لیگ میں چند گنے چنے معزز حضرات کے سوا ق لیگ بھی ایک حد تک صوبائی پارٹی ہی ہے اور جاگ پنجابی جاگ سے جس جس پنجابی کو جگانہ مقصود تھا وہ اپنا کام کر گزرا ہو گا اور اس زہر کے اثرات ہمیں عنقریب نظر آ جائیں گیں۔ بین الاقوامی سیاست میں کہتے ہیں کہ قومیت پرستی کو اگر اچھے طریقے سے استعمال کیا جائے تو قومیں اپنے ترقی کی منازل آسانی کے ساتھ طے کر گزرتی ہیں مگر جب اس قوم پرستی کو اپنے اندر رکھا جائے اور اپنی ریاست میں اس قوم پرستی کو اختیار

کیا جائے تو یہ ایک لعنت بن جاتی ہے اور ایسی قوم پرستی کا زہر اپنی ہی قوم میں ناسور کی طرح پھیل جاتا ہے۔ قوم پرستی ایک وسیع مفہوم ہے اور اسکو استعمال کرنے والے ہی اس کے اسرار و رموز سے واقف ہوتے ہیں اور ان ہی کو یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ اس کے اثرات ملک و قوم پر مثبت پڑیں گے یہ منفی۔

آپس کی بات ہے ق لیگ اپنی نہ بن سکی تو کسی اور کی کیا بنے گی۔ اب زرداری صاحب کی بدقسمتی نہ کہیں تو کیا کہیں کہ پورے ملک میں زمہ دارانہ قول و فعل اور معاملہ فہمی اور معقولیت پسندی کے ساتھ تینوں صوبوں کو ساتھ ملا چکنے کے بعد (جس میں بلوچستان جیسے محروم اور صوبہ سرحد جیسے دہشت گردی سے متاثر صوبوں اور جہادی عناصر سے بات چیت کے زریعے امن بحال کرنے کی کوششوں کے باوجود) آصف زرداری صاحب ایک ایسے صوبے میں پھنس کر رہ گئے ہیں جہاں کے لیڈران اپنے سوئے ہوئوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمائے ہیں جاگ پنجابی جاگ۔! پنجابی تو جاگ رہا ہے جدہر دل چاہے دیکھ لو ہماری تمام آرمڈ فورسز میں دیکھ لیں تمام قومی اداروں میں اور ہر ہر جگہ ملک بھر میں گھوم پھر کر دیکھ لیں کہ ہمارے پنجابی بھائی نا صرف جاگ رہے ہیں بلکہ خوش ہیں تو یہ جاگ پنجابی جاگ کا کیا مطلب ہوا کیا اس کا مطلب مثبت ہے یا منفی اس کا تو اعلان کرنے والے لیڈران ہی بتائیں جب ملک سے معافی نامہ لکھ کر جارہے تھے تو کسی کو نا جگایا۔ بحرحال حسب معمول میں کالم کو مزید تلخی سے بچانے کے لیے اپنے

بھائیوں سے التماس کرتا ہوں کہ میری بات اگر کسی پاکستانی کو بری لگی ہو تو میں اللہ کو حاظر و ناظر جان کر معافی چاہتا ہوں ہاں اگر کوئی تعصبی و لسانی نظر سے دیکھ تو اسکے لیے اللہ عزوجل سے دعا ہی کر سکتا ہوں۔ اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے آمین۔

ہارس ٹریڈنگ - آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ

ملکی سیاست جتنے جمہوری پینترے بدل رہی ہے اس کی مثال کسی جمہوری دور میں ہی ڈھونڈی جا سکتی ہے خصوصاً وہ دور جو پاکستان کی دو بڑی پارٹیوں نے گزارا کہ جس میں دونوں پارٹیوں کا ایک دوسرے کی حکومت کو برداشت کرنا کبھی ایک سال اور کبھی دو سال سے زیادہ نہ ہو سکا۔ اور کسی بھی بہانے سے غیر جمہوری قوتوں کی حوصلہ افزائی کی گئی اور ایک دوسرے کی حکومت کو گروا دیا گیا۔ کاش کہ ہمارے ملک کی تمام اور خصوصاً ملک کی دو بڑی پارٹیاں ماضی سے کچھ سبق سیکھ سکتیں مگر افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگرچہ دونوں پارٹیاں اس بات کو تسلیم کرتی ہیں کہ ماضی میں جو کھینچا تانی کی سیاست ہوتی رہی اس سے نا صرف ان مزکورہ بڑی جماعتوں نے بلکہ ملک و قوم نے اچھا خاصا کافی مہنگا سبق سیکھا اور جمہوری طور طریقوں کو مضبوط بناتے ہوئے بڑی پارٹیوں نے عہد کیا کہ ہم ماضی کی غلطیاں نہیں دہرائیں گے۔ مگر افسوس صد افسوس کے ساتھ گزارش عرض یہ ہے کہ ملک کی دونوں بڑی جماعتیں وہی ماضی کی غلطیاں دہرانے میں مصروف ہیں۔ ایک مخصوص ادارے عدلیہ کی بحالی کے نام پر ایک پارٹی دوسری پارٹی کی حکومت کو چلتا کرنے کے چکر میں لگی ہوئی ہے اور اپنے تئیں یہ سمجھ رہی ہے کہ یہ سب کچھ جمہوری طریقے سے ہو رہا ہے۔ مگر ہماری سمجھ میں یہ بات

نا معلوم کب آئے گی کہ اداروں کی بحالی کسی مخصوص پارٹی کے زریعے ہونے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے کیا یہ نہیں کہ وہ مخصوص پارٹی اس ادارے کی آڑ میں اپنے سیاسی مقاصد (حکومت کو پانچ سال سے پہلے چلتا کر دینے کے لیے اس کے علاوہ کوئی چارہ انہیں نظر نہیں آتا) پورے کرنے میں مصروف ہے۔

.بڑی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ دیکھا گیا کہ ایک پارٹی کے لیے جب دوسری پارٹی ناقابل.برداشت ہو گئی تو ایک صوبے میں گورنر راج نافذ کر دیا گیا۔ اب دوسری پارٹی بھلا کیسے پیچھے رہ سکتی تھی اس نے ایک مخصوص لسانی نعرے کی آڑ میں اپنی قوم کو جگانے کے لیے نعرہ دیا کہ جاگ فلاں جاگ۔ جسکے بعد گھوڑوں کی تجارت جسے حرف عام میں ہارس ٹریڈنگ کہا جاتا ہے شروع ہوئی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) نے اپنی صوبائی طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لیے اپنی عددی طاقت سے زیادہ طاقت دکھاتے ہوئے ان لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا جو لوٹے سمجھے جاتے رہے ہیں اب یہ تو ہوئی سیاست کی بات کہ ماضی کے لوٹے حال کے جگری اور بھائی کیسے بن پاتے ہیں اس طرح مسلم لیگ ن نے عددی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ۳۷۵ کے ایوان میں ۲۰۷ اراکین صوبائی اسمبلی کو اپنی طرف سے دکھا دیا۔ اب یہ تیس چالیس اراکین اسمبلی کہاں سے آ گئے اور ان کے ضمیر اچانک کیسے جاگ گئے یا یہ کہ تیس چالیس اراکین اسمبلی کے لیے کتنے کروڑہاں روپے نچھاور کیے گئے اور ان سے کون کون سے مستقبل کے وعدے وعید لیے اور دیے گئے یہ تو وہی جانے

جنھیں اللہ نے شاید پیدا ہی اسلیے کیا ہے کہ ملک و قوم کی تقدیر کے ساتھ کھلواڑ کریں اور کھل کر جمہوری کھیل کھیلتے رہیں۔ بحر حال آج جب جواب غزل کے طور پر پاکستان پیپلز پارٹی نے بھی وہی جمہوری حق استعمال کیا اور ایوان میں پاکستان مسلم لیگ ن کے ستائیس اراکین اسمبلی کو اپنے ساتھ شامل کھڑا ثابت کر دیا۔ اس معاملہ میں پاکستان پیپلز پارٹی کو شاباش ہے کہ لاکھ کوشش کے باوجود مسلم لیگ ن پیپلز پارٹی کے کسی رکن کو توڑنے میں کامیاب نہ رہی جس یقیناً پیپلز پارٹی کے لیے فخر کی بات ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ میاں نواز کے جیتے جی اور ان کے ملک میں بلکہ صوبہ پنجاب میں ہوتے ہوئے بھی مسلم لیگ ن کے اتنے کثیر اراکین اسمبلی پیپلز پارٹی کی جھولی میں جا گرے۔ اور مسلم لیگ ن کے مشہور زمانہ رہنما، اپنی کچھ خاص وجوہات کی بنا پر نا کہ سیاسی بنا پر، جناب خواجہ سعد رفیق صاحب فرماتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کی جانب سے پنجاب میں ہارس ٹریڈنگ اس بات کا ثبوت ہے کہ پیپلز پارٹی نے ماضی سے کچھ سبق نہیں سیکھا۔ کون قربان نا ہو جائے ایسے بھولے بادشاہوں پر، آپ تیس چالیس کسی پارٹی کے توڑ کر اپنی طاقت دکھائیں تو وہ تو ہوئی جمہوریت اور دوسرا جب وہی عمل کرے تو اس نے ماضی سے کچھ سبق نہیں سیکھا واہ رے بادشاہوں واہ اسے کہتے ہیں جمہوریت ؟ اور مزید فرماتے ہیں چھ مارچ کا ریلا الطاف بھائی اور پیپلز پارٹی کی ننھی منی ریلیوں کو بہا کر لے جائے گا۔ کیا ہی خوب تھا کہ سعد رفیق صاحب غیر جانبدار مبصرین اور ذرائع ابلاغ (اپنے زر خرید نہیں) کو

بیچ میں لاکر دکھادیں کہ چھ مارچ کا ریلا کیا بلا ہوگی۔ ایک بات تو انصاف کی ہے ملک کے سیاسی لیڈران جہاں جہاں عوام اور جلسوں اور ریلیوں سے خطاب کر رہے ہیں بغیر کسی حفاظتی شیلڈ کے کر رہے ہیں کاش کہ ن لیگ والے بھی اپنے جھنڈے میں لگی شیر کی تصویر سے کچھ سبق سیکھ لیں کہ کسی شیلڈ اور بلٹ پروف شیشے کے پیچھے سے تقریر کرنے سے یہ تاثر ہی ابھرتا ہے کہ شیر پنجرے میں بند ہے اور پنجرے میں بند شیر اور کھلے عام پھرنے والے شیر میں جو فرق ہوتا ہے وہ کاش آپ کی سمجھ میں آجائے، جبھی تو کہتے ہیں کہ شیر بنو شیر یہ نہیں کہ پنجرے کے پیچھے والا شیر بنو۔

جس طرح میاں صاحبان کے ملک میں ہوتے ہوئے بھی ان کی پارٹی سے فارورڈ گروپ کا نکلنا چاہے وہ کوئی بھی وجہ ہو چاہے انہیں کسی نے ڈرایا دھمکایا ہو یا خرید لیا ہو، اس سے کیا ثابت ہوتا ہے کیا یہ نہیں کہ نواز شریف صاحب کا اپنی پارٹی پر کنٹرول کس طرح کا ہے کہ ملک عزیز میں رہتے ہوئے اتنے اراکین اسمبلی ٹوٹ گئے اگر میاں صاحب کسی کام یا کسی اور وجہ سے ملک سے باہر جا بسیں تو انکی جماعت کا وہی حشر تو نا ہو جائے گا جو محترم نواز شریف کی جماعت کا اس وقت ہوا تھا جب آپ سعودی عرب کے دورے پر زبردستی بھیج دیے گئے تھے۔ اس معاملے میں لوگ بڑی باتیں کرتے ہیں کہ الطاف حسین تو ایسا اور ویسا مگر شاباش ہے الطاف حسین بھائی پر کہ ملک سے چاہے خود ساختہ جلاوطنی ہی

اختیار کی ہوئی ہے مگر ان کی جماعت سے ایک بھی قومی رکن اسمبلی تو دور کی بات صوبائی اسمبلی تو دور کی بات، ناظم اعلیٰ تو دور کی بات، ٹاؤن ناظم تو دور کی بات ایک یو سی ناظم بھی آپ خرید اور توڑ سکیں تو کر دکھائیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ میاں صاحبان کو اقتدار جتنا مرغوب ہے انکے اراکین اسمبلی کو بھی اتنا ہی عزیز ہے چاہے وہ میاں صاحب کی پارٹی میں رہتے ہوئے حاصل ہو یا کسی اور پارٹی میں شامل ہو کر حاصل ہو جائے۔ جبکہ متحدہ قومی موومنٹ کے اراکین اسمبلی کو پتہ ہے کہ الطاف بھائی کو اقتدار کا کوئی لالچ نہیں ہے اور الطاف بھائی نے اپنے کسی بھائی، بھانجے بھتیجے، ماموں چاچا کو اقتدار پر لا کر نہیں بٹھانا اور جب یہ بات ایک عام ورکر سے لے کر اراکین اسمبلی تک سمجھ میں آتی ہے تو جس منصب پر الطاف حسین کو ان کے کارکنان بٹھاتے ہیں وہ تمام کے لیے قابل تقلید ہے اور جو باتیں ایم کیو ایم اور جناب الطاف حسین سے منسوب کی جاتیں ہیں تو اس کے جواب میں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر ایم کیو ایم ایسی ویسی جماعت ہوتی تو اسے ملک کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ تعلیم یافتہ شہری رکھنے والے شہر پر کبھی ایسا مینڈیٹ حاصل نا ہو پاتا جس تک پہنچنا تو دور کی بات اس کے خواب دیکھنا بھی بکاؤ مال تنظیموں کے بس کی بات نہیں ہمیں سب سے پہلے یہ چاہیے کہ اپنی سیاسی جماعتوں کے آگے سے یہ ل م ن وق ٹائپ کی چیزیں ختم کریں جس سے یہ تاثر بھی ختم ہو کہ یہ تنظیمیں کسی فرد واحد کی نہیں بلکہ ملک عزیز کی پارٹیاں ہیں۔

ہر بات میں کہتے ہیں ابے تو کیا ہے آپ فرمایئے یہ انداز گفتگو کیا ہے

انسانی معاشرے میں جن شخصیات نے ظہور کیا ہے اور تاریخ بشریت میں ان کا نام سنہرے حرفوں سے
لکھا ہے ان لوگوں نے یہ ترقیاں اپنے معنوی امتیازات اور پاکیزہ اخلاقی جرآت کے ساتھ ہی کیا ہے جس
معاشرے میں اخلاقیات کا فقدان ہو اور انسانی تعلیم اس معاشرے پر حاکم نہ ہو تو وہ معاشرہ شائستہ حیات و زندگی نہیں ہو کرتا۔ بزرگ ترین تمدنوں اور بڑی بڑی اقوام کی شکست کے اسباب صرف اقتصادی وضع کی خرابی ہی نہیں تھی بلکہ ان کے سرمایہ معنوی واخلاقی کا فقدان بھی تھا اسی لیے فضیلت و معنویت کے ستونوں میں تنزل اور معاشرے کے ویران و برباد ہونے کی سب سے بڑی علت اسی سرمایہ کا فقدا ہے۔
دوست بنانا وجود انسانی کی فطری ضرورت ہے مگر غیر فطری دوست بنانا یہ تو زہر قاتل ثابت ہوتی ہے۔
خوشبختی وسعادت کا راز اس بات میں ہے کہ اچھے دوست بنائیں جائیں ناکہ سیاسی دوست۔ بہت دیکھ بھال کر اور جانچ پرکھ کر چھان پھٹک کے دوست منتخب

کرنے چاہیے۔ جس شخص کی پاکیزگی اور فضیلت پر بھروسہ نہ ہو اس سے راہ و رسم محبت پیدا کرنا غلطی ہے اور بعد میں اس دوست سے اپنی توقعات کے مطابق نا فیصلے ہونے کے بعد اپنے اس دوست کو اپنا دشمن بنانا ایک اور بڑی غلطی ثابت ہو سکتی ہے مگر جب ایک شخص دوست بنانے میں احتیاط سے کام نہیں لے پاتا تو اس سے یہ بعید رکھنا کہ وہ اچھا دشمن بنا سکے گا ایک اور غلطی ہو گی۔ کسی کا نا ہو سکے نا ہوا اپنا تو بن۔ یہ تو ہو گئی ایک تمہید اب آتے ہیں اصل بات کی طرف :

جسے انگریزی میں کہتے ہیں ناں ایٹ لاسٹ، تو جناب ایٹ لیسٹ نہیں ایٹ لاسٹ پیپلز پارٹی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا (صحیح یا غلط کا فیصلہ عوام پر چھوڑ دیتے دیجیے)۔ اور میاں صاحبان کی عجیب و غریب گفتگو اور انداز گفتگو کے بعد پیپلز پارٹی نے بڑے مہذب اور بڑے پارلیمانی طریقے سے یہ اعلان کر دیا کہ نواز لیگ اور پیپلز پارٹی کی راہیں جدا جدا ہیں۔ بیچ میں بڑے ماہرین یعنی جناب مولانا فضل الرحمٰن صاحب، اسفند یار ولی صاحب اور رئیسانی صاحب نے ایڑی چوٹی کا زور لگا لیا مگر توبہ کیجیے جو کوئی ملک و قوم کے حق میں کوئی بات نکل کر سامنے آئی ہو اور بحر حال پیپلز پارٹی نے تو یہ فیصلہ کر لیا اور اس فیصلے کے بعد بھی کئی فیصلے کر لیے گئے ہونگے جو دوسروں کے انداز گفتگو کی طرح ہوئے تو ملک میں نوزائیدہ جمہوریت بڑے اذیت ناک مناظر دیکھنے پر

مجبور ہو جائے گی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جلسوں میں تو میاں صاحبان جس پنجرے یا شیلڈ کے پیچھے سے چنگھاڑ رہے تھے جب لانگ مارچ کا دن آئے گا تو میدان یعنی لانگ مارچ والے دن کیا شیلڈوں کے سائے میں میاں صاحبان جائیں گے یا عوام کے ساتھ کھلے آسمان تلے قیادت فرمائیں گیں۔ ویسے ہمارے کچھ دوستوں کو یہ بات ہضم نہیں ہوتی اور یار لوگ پوچھتے ہیں کہ یار یہ لانگ مارچ اگر کوئی پنجاب یا سندھ سے کرتا ہے تو لانگ مارچ تو لانگ مارچ ہونی چاہیے ہمارے یار کہتے ہیں کہ مارچ مطلب تو پیدل چلنا سمجھ میں آتا ہے یہ گاڑیوں اور ٹرینوں میں سفر کرنے سے تو یہ گاڑی مارچ یا ٹرین مارچ بن جاتی ہے لانگ مارچ تو نہیں رہتی تو ارے میرے بھولے یاروں یہ لانگ مارچ اصل میں عوام کے لیے کہا جاتا ہے کہ تم کیونکہ عوام ہو تو پیدل چلو اور لانگ مارچ کرو ہم تو تمہاری لانگ مارچ میں شرکت کرنے فوٹو ووٹو کھچوانے اور ٹی وی وغیرہ پر آنے کے لیے آتے ہیں۔

بالاخر آخری خبریں آنے تک صدر پاکستان جناب محترم عزت مآب آصف علی زرداری صاحب نے بارہ مارچ کو چند اہم کام نمٹانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور امکان یہ ہے کہ سینٹ کی چیئرمین شپ جیسا بھاری بھرکم عہدہ جناب فاروق نائیک صاحب کے کندھوں پر پہنچا ہی چاہتا ہے۔ اسکے علاوہ ق لیگ بھی بڑی حد تک سرگرم ہو چکی ہے اور ق لیگ کس کی جھولی میں گرے گی اس کا فیصلہ تو وقت ہی بتا سکتا ہے ہم

تو اپنی باتوں کو بار بار بدل نہیں سکتے اب تو اللہ ہی کرے جو ہونا ہو۔

گزشتہ دنوں مسلم لیگ کے ایم این اے جناب وقاص صاحب ٹی وی شو پر آرہے تھے اور بڑی جزباتی باتیں کر گئے کہ ن لیگ کو جب ہی این آر او اور زرداری صاحب کی بی اے نا ہونے جیسے مسائل جب ہی یاد آئے جب اپنی پنجاب حکومت ہاتھ سے گئی۔ بات تو اچھی کہی دوسری طرف چلیں اس طرح نواز شریف صاحب نے پہلے تو اس بات کا اعتراف کیا تھا اپنی پریس کانفرس میں کہ اس دور سے اچھا تو مشرف کا دور تھا اور اب بی اے کی ڈگری کی بات پر چلیں شکر ہے مشرف صاحب کے گریجویٹ ہولڈر ہونے کے آرڈینس کو بھی شرف قبولیت دے دیا کیا ہی پتا کچھ دنوں کے بعد کچھ اور اور اس کے بعد کچھ اور اس طرح پہلے جان پھر جان جاں اور پھر جان جاناں نا ہو جائیں نصیب دشمناں مشرف صاحب ویسے مشرف صاحب کی پنجاب میں موجودگی کے باوجود صوبہ پنجاب میں محترم پرویز مشرف صاحب کے بہترین پروٹوکول تو ملتا ہی رہا ہے۔

ویسے جتنے پر مغز اور جزباتی جلسے نواز شریف اور شہباز شریف صاحبان پنجاب حکومت جانے کے بعد کر گزرے ہیں کاش ایسے ہی جلسے جلوس قریباً دو سال پہلے .ہر طرف اور معزول کی جانے والے عدلیہ کے لیے بھی لر لیے ہوتے تو شائد عدلیہ آزاد ہی ہو چکی ہوتی۔ اصل میں بقول ہمارے ایک دوست شاعر

عشق کی چوٹ تو پڑتی ہے ہر دل پر یکساں
لیکن ظرف کے فرق سے آواز بدل جاتی ہے

بحرکیف جو ہوا اچھا نہیں ہوا، جو ہو رہا ہے اچھا نہیں ہو رہا اور نصیب دشمناں جو ہو گا اچھا نہیں ہوگا۔ میں اپنے اس مضمون کا اختتام اس دعائیہ شعر کے ساتھ کرتا ہوں

نا وہ سمجھ سکیں ہیں نا سمجھ سکیں گے میری بات
الہی دے مجھ کو زباں اور جو نا دے دل ان کو اور

شاعر سے معزرت کے ساتھ

الہی ہمارے ملک کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا اور جو اس ملک اور اسکی بدنصیب قوم کے حق میں اچھا ہو الہی اپنے غیبی خزانے سے کچھ ایسا کر دے کہ سب کچھ بگڑنے کے بعد بھی کچھ نا بگڑے کیونکہ یہاں کسی کا کھونا اور کسی کا پانا اصل میں قوم کا کچھ کھونا اور قوم کا کچھ پا جانا ہے۔

بھائیوں اور سجنوں سے گزارش ہے کہ میں نے اپنے مقدور بھر یہ کوشش کی ہے کہ

میری زبان کسی بھی طرح غیر پارلیمانی نا ہونے پائے اس میں مجھے کتنی کامیابی ملی یہ تو
میرے مہربان مجھے بتا دیں گے مگر میں اپنے پڑھنے والے بھائیوں سے بھی درخواست
کروں گا کہ جہاں مجھ سے یہ غلطی ہوئی ہو اور میرے بھائیوں کو میری کوئی بات ناگوار
گزری ہو تو معافی اور معزرت کے لیے میرے دونوں ہاتھ حاضر ہیں

میرا مقصد کسی کا دل دکھانا نہیں ہے ہر ایک کا اپنا ایک پوائنٹ آف ویو ہوتا ہے جسے ہم
نقطہ نظر کہتے ہیں اور ظاہر ہے آپ کا بھی ہو گا اور آپ کا اور میرا نقطہ نظر ایک ہو جائے
یہ بھی کوئی ضروری نہیں ہے۔ تو جس کو میرے نقطہ نظر سے اختلاف ہے ان کے لیے
تبصرے کا میدان حاضر ہے میں کوئی تبصرہ.برائے تبصرہ نہیں دوں گا آپ کی رائے اور
تبصرے میرے لیے روشنی و معلومات کا سمندر ثابت ہو سکتے ہیں

کشمیر کیا ہوا پرایا دل نے ان کا دکھایا

ملک کی سیاست کچھ ایسے نقاط پر اٹک کر رہ گئی ہے کہ عوام آٹا دال چاول تیل تندور کو بھول گئے ہیں جب اتنی چیزوں کو بھول سکتے ہی تو کشمیر تو ہم ساٹھ سال سے بھولے بیٹھے تھے اب کیسے یاد رکھتے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ ۲ نومبر، عدلیہ، وزیراعظم کے اختیارات اور صدر کے ناجائز اختیارات اور دھرنے اگر مگر کے چکر میں ہم کو ایسا الجھا دیا گیا ہے کہ کشمیر کے مسئلے اور نام کو ہی لگ رہا تھا کہ ہم بھول گئے وہ تو شکر کریں کہ ملک کے سابق صدر جناب عزت مآب پرویز مشرف جو کہ ہمارے ملک عزیز کے سپہ سالار یعنی چیف آف آرمی اسٹاف بھی تھے وہ بھارت کے دورے پر گئے ہوئے ہیں اور جس طرح وہ کشمیر کا مقدمہ بھارتی میڈیا اور عوام کے سامنے لڑتے پائے گئے اور پاکستان کا دفاع کرتے پائے گئے ہم پاکستانیوں کو فخر کرنا چاہیے کہ ہمارا ایک سولجر ایکس ویکس میں نہیں جا بیٹھا بلکہ حقیقتاً ملک کی نظریاتی سرحدوں کا دفاع کرتا پھر رہا ہے وہ نا صرف امریکی اداروں میں جا کر انکو آنکھیں دکھانے کی جرآت کر رہا ہے بلکہ لائن آف کنٹرول کے اس پار جا کر بھی اس کا لب و لہجا ڈپلومیٹک نہیں ہوا بلکہ وہ وہاں جس طرح کشمیر کے مسئلہ کے حل اور پاکستانی خفیہ اداروں اور حکومتی اداروں کا دفاع کر رہا ہے اسے کہتے ہیں جزبہ ہو تو بے سیف بھی لڑتا ہے مومن۔

ہمارے نام نہاد ایسے ایسے سیاستدان پڑے ہوئے ہیں جنہوں نے کشمیر کے نام پر کیا کچھ نہیں بنایا کیا کیا سیاسی فائدے حاصل کیے اور کتنے معصوم لوگوں کا خون مٹی میں ملایا اور جب موقع آتا ہے تو ایسے بے ضمیر نام نہاد سیاستدانوں کو ہم کبھی دیکھیں تو ایسی باچھیں کھلا کھلا کر بھارتی سائڈ پر جا کر باتیں کرتے ہیں کہ دیکھ کر عقل حیران و پریشان رہ جاتی ہے۔ اگر مشرف نے پاکستان بھارت دوستی کی پیٹھ میں چھرا گھونپا تھا تو وہ کیوں وہاں بیٹھا پاکستان کا دفاع کر رہا ہے اور بس دوستی اور پتہ نہیں کون کون سی دوستیوں کے دعوے دار کیا کر رہے ہیں جو لوگ اپنے مخصوص صوبے سے نکل کر پاکستان کے باقی کے تین صوبوں میں جا کر قوم سے نا مل سکیں اور باقی کے تین صوبوں سے دوستی نہ رکھ سکیں کیا ان سے یہ توقع کی جا سکتی تھی کہ وہ بھارت سے دوستی کی باتیں بھگاریں۔ کیا جناب سابق پاکستانی وزیراعظم نے اپنے کسی دھرنے اور جلسے میں کشمیر کے حل کے لیے کچھ کرنے کا وعدہ کیا یا لیا اپنی قوم سے یا صرف اپنی حکومت کی بحالی اور دو یا تین افراد پر باقی حلف سے محروم رہ جانے والی عدلیہ (دراصل معزول چیف جسٹس) کے لیے ہی نعرے مارتے ہیں۔

اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتایئے کہ کیا اسے کہتے ہیں سیاست، سیاست نام ہے اچھے طریقے سے حکمرانی کا فن، کیا ہمارے سیاست دان سیاست کر رہے ہیں یا محلاتی سازشیں کر رہے ہیں۔ عوام مہنگائی، ناانصافی، بدامنی، بے چینی، بے

روزگاری، عزت نفس کے مجروح ہو جانے کے عوامل کے نیچے دبتی چلی جارہی ہے مگر ہمارے سیاستدان، ہمارے نام نہاد علمائے سو اور ہمارے بکاؤ مال قلم کار جنکا پیشہ ہی لکھنا ہے اور جو زیادہ دے اس کے لیے لکھنا ہے یہ تمام خدا کے لیے بس کریں ان تمام کے بچوں کو دیکھو اچھی طرح پل پلا کریا تو بیرون ملک میں بیٹھے ہونگے یا اگر کہیں خدا نا کرے اس ملک میں رہ گئے ہونگے تو بھی بڑے فائدے اٹھا رہے ہونگے اور مزے کر رہے ہونگے اور ہم عوام ہمارا برا حال ہے ہر گزرتا دن ہمارے دلوں میں امید ونا امیدی کے دیے روشن اور گل کرتا ہے سوتے ہیں تو سوچوں میں گم سوتے ہیں کوئی کام کرتے ہیں تو پتہ نہیں کس دل وجان سے کرتے ہیں کھاتے ہیں تو خوف کھاتے ہیں پیتے ہیں تو غم وغصہ پیتے ہیں اور دیکھتے ہیں تو افراتفری بے چینی اور قیامت دیکھتے ہیں۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے۔۔۔۔۔ اب تو گھبرا کر کہتے ہیں مر جائیں گیں مر کے بھی چین نا پایا تو کدھر جائیں گے۔

ویل ڈن مسٹر مشرف ہم یقیناً آپ کو مس کرتے ہیں آپ نے یہ کیا جمہوری تحفہ عوام کو دے دیا کہ جسنے ہمارے ملک سے ایک عظیم رہنما محترمہ بے نظیر بھٹو کو چھین لیا اور ایسے ایسے بحران ہمیں دے دیے۔ کاش آپکے کچھ فیصلے ایسے نا ہوتے کہ جس کی بنا پر ہم آپ جیسے صدر سے محروم ہو گئے۔ آپ کی انڈین میڈیا کے سامنے بیٹل یعنی جنگ دیکھ کر ہمیں اندازہ ہو چلا ہے کہ آپ سے جو کچھ غلط

ہوا بحر کیف اس کا جواب آپکو اپنے رب کے حضور دینا ہو گا مگر لگتا ہے ہمارا ملک بڑا بدنصیب ہے کہ جسے ایک قوم کی تلاش ہے اور ہم ایک ایسی قوم ہیں جسے ایک لیڈر کی تلاش ہے نام نہاد لیڈر تو ہم میں بہت ہیں مگر کیا کوئی لیڈر ایسا ہے جسے کسی ملکی عہدے و منصب کی ہوس و بھوک نا ہو ہاں لوگ کہتے ہیں ایک لیڈر ایسا ہے دیکھو وہ کب ہمارے درمیان آتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں سچ بولنے والا تین باتوں کو حاصل کر لیتا ہے

نمبر ایک ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لوگ اس پر بھروسہ کرتے ہیں

نمبر دو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لوگ اس سے محبت کرتے ہیں اور

نمبر تین ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کی ہیبت چھا جاتی ہے

ایسی صفات رکھنے والے کسی شخص کو موجودہ سیاست ڈھونڈنا کوئی مشکل نہیں ہے کیا آپکی نظر میں ایسا کوئی ایک شخص ملکی سیاست میں ہے ؟ چاہے ملک میں ہو یا بیرون ملک

تبصرے وزن دار، زور دار اور با تہزیب ہوں تو بہتر ہے

بجائے اس کے کہ آپ اپنا وقت ضائع کریں پورا آرٹیکل پڑھنے اور تبصرے میں

ولادت با سعادت آقائے دو جہاں کی آمد

روشنی کی کرن۔

جب کہ ساری دنیا میں گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا۔ لوگ خدائے واحد کو چھوڑ کر بتوں کو اپنا خدا مانے ہوئے تھے۔ جب تاریخ ایک انقلابی قوت کی تلاش میں تھی۔ اس اندھیرے میں روشنی کی ضرورت تھی۔ ایک ایسے ہادئی برحق کی ضرورت جو بھٹکی ہوئی مخلوق کو راہ راست پر لگائے۔ ایسی حالت میں خدائے برتر و بزرگ نے اپنے بندوں کو اس تاریکی سے نکالنے کے لئے روشنی کی کرن سے اجالا کیا۔ جس کی روشنی نے تمام روئے زمین کو منور کر دیا اور وہ کوئی اور نہیں بلکہ ہمارے پیارے نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، رشد و ہدایت کا یہ آفتاب ملک عرک کے شہر مکہ میں طلوع ہوا۔ یہ سعادت دنیاکے تمام حصوں میں سے عرب کے شہر مکہ کے حصہ میں آئی کہ اس پرنور ہستی نے یہاں آنکھ کھولی جس کے نور سے ساری دنیا روشن ہوئی عرب کے ایک معزز ترین خاندان قریش کی شاخ بنو ہاشم میں سے حضرت عبداللہ کے گھر بارہ ربیع الاول ۵۷۱ (پانچھ سو اکہتر عیسوی) میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کا نام حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہم اور

والد ماجد کا نام عبداللہ تھا۔ آپکے دادا جنکا نام عبدالمطلب تھا نے اپنے پوتے کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا جس کے معنی تعریف کے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضائی ماں کا نام حلیمہ تھا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے چند ماہ پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد کا سفر شام سے واپسی میں مدینہ میں انتقال ہو گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے چھٹے سال ہی اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کرکے واپسی پر انتقال فرما گئی تھیں اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی عمر عزیز کے چھٹے سال ہی اپنے والدین سے جدا ہو گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن ایسے ماحول میں گزرا جہاں ہر طرف جہالت کا دور دورہ تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس دور کی کوئی برائی اثر انداز نہ ہو سکی۔ لوگ شراب پیتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے پرہیز فرماتے۔ لوگ جھوٹ بولتے بددیانتی کرتے مگر آپ کو ان چیزوں سے نفرت تھی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "صادق" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ غرض یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن عرب کے ان تمام مفاسد سے پاک رہا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچپن سے جوانی کی حدود میں قدم رکھا تو عمر عزیز کے اس

حصے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن آلودگیوں سے پاک رہا اور لوگ آپکو صادق وامین کے نام سے پکارتے رہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر عزیز جب چالیس سال کے قریب ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشہ تنہائی کی طرف مائل ہونے لگے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے باہر کوہ حرا کے ایک غار میں پانی اور ستو لے کر جاتے اسی حالت میں دنیا والوں کے کردار پر غور وفکر کرتے دل میں ایک تلاش اور جستجو کا جزبہ رہتا۔ بعثت سے سات برس پہلے ایک روشنی اور چمک سی نظر آنے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حرا میں اسی چمک اور روشنی کے متعلق سوچتے رہتے عبادت کرتے اور جب تک پانی اور ستو ختم نہ جو جاتے شہر میں نا جایا کرتے۔ جیسے جیسے بعثت کا زمانہ قریب آتا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبعیت میں خلوت گزینی کی عادت بھی بڑھتی گئی اور ایسی ہی ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نبوت کے درجے پر باقاعدہ فائز فرما دیا گیا چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام غار حرا میں آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ " پڑھ " آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تین مرتبہ یہ فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تینوں بار یہ جواب دیا جسکے بعد حضرت جبرائیل علہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینے سے

لگایا اور قرآن پاک کی یہ آیت بڑھی "اقرا باسم ربک الزی خلق" یعنی "اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھ جس نے تمھیں پیدا کیا۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل و زبان کے قفل کھول دیے گئے اور یہ وہ وحی تھی جس کے زریعہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت ملی۔ اس کے بعد متواتر وحی آنا شروع ہوئی جس میں توحید اور صفات کمال باری تعالیٰ کی تعلی تھی، شرک سے اجتناب اور بت پرستی کی خرابیاں بیان کی گئی اور بتایا گیا کہ خداوند کریم نے اپنے برگزیدہ بندوں کو اسی امر کی تعلیم کے لیے بھیجا اور ان کے زریعہ سے بندوں کی ہدایت کے لئے کتابیں نازل فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شروع میں خفیہ تبلیغ شروع فرمائی اور پھر اللہ کے حکم سے اعلانیہ تبلیغ کا آغاز فرمایا گیا قریش والوں کی مخالفت اپنے عروج پر پہنچ گئی اور مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ارادوں سے باز رکھنے کے لیے لالچ، ڈراوے غرض ہر طرح سے کوشش کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادوں میں کوئی تنزلزل نہیں آیا تو اب قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اسلام کے جاں نثاروں کو مشق ستم بنانا شروع کیا کہ شاید جسمانی تکلیف سے گھبرا کر اسلام کی تبلیغ نہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ میں کانٹے بچھائے گئے، عبادات کرتے وقت گندگی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر ڈالی گئی اور اپنی ناپاک زبانوں سے ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی گئیں۔ مسلمانوں کو تپتی ریت پر گھسیٹا گیا غرض دنیا جہاں کی تکلیفیں دی گئیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچ گوئی اور حق پرستی چھوڑ دیں اور شرک پرستی اور کفر پرستی کی طرف چلے جائیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دی جانے والی تکالیف کے باوجود اپنے مشن کو آگے بڑھاتے رہے اور بد دعا کی جگہ دعائیں ہی دیتے رہے۔ چنانچہ آہستہ آہستہ مسلمانوں کی تعداد بڑھنا شروع ہوئی اور مشرکین کی طرف سے تکالیف میں اضافہ ہوتا گیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دیا اور مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے جہاں پہنچ کر مسلمانوں کو واقعی سکون ملا مشرکین وہاں بھی پہنچ گئے اور نجاشی کے دربار میں مسلمانوں کو نکلوانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے اور واپس مکہ لوٹ گئے مشرکین۔

ادھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کو ایک گھاٹی میں تین سال تک محصور رہنا پڑا جو کہ شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہوئی۔ قریش کی ستم ظریفیوں کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کا سفر کیا

یہاں بھی مشرکین نے اپنے نیٹ ورک کو استعمال کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مصائب کے دہانے کھول دیے اور بے انتہا تکالیف کے سامان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پیدا کیے گئے اور بالاخر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ واپس آگئے اور وہیں رہ کر اسلام کو پھیلانے کی جدوجہد میں مصروف ہو گئے

اللہ کے حکم سے اسلام مکہ سے نکل کر مدینہ میں بھی بھیلا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے تیرھویں سال ہجرت کا سلسلہ شروع ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت فرما گئے۔

ہجرت مدینہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلہ خطبہ جمعہ دیا اور انصار و مہاجرین کے درمیان ایک ایسا رشتہ اخوت قائم کیا جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

مشرکین مکہ کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشن نا قابل.برداشت ہو گیا تو انہوں نے مسلمانوں سے کئی جنگیں لڑیں جن میں غزوہ بدر، غزوہ احد اور غزوہ خندق بڑی اہمیت کی حامل تھیں۔ اور صلح حدیبیہ جو کہ سن ٦ ہجری میں

مسلمانوں اور قریش کے درمیاں ایک تحریری دس سالہ معاہدہ ہوا جسکے بعد مسلمان نسبتاً اطمینان کے ساتھ اسلام کو دنیا میں پھیلانے کے مشن میں مصروف ہوئے چنانچہ قیصر روکو، نجاشی کو، شہنشاہ ایران کو، مصر کے بادشاہ مقوقس کو اور روسائے عرب کو خطوط روانہ کیے گئے جس میں ان کو اسلام کی دعوت قبول کرنے کے لیے کہا گیا۔

صلح حدیبیہ جو بظاہر دب کر معلوم ہوتی تھی درحقیقت فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اور جب بیچ میں آنے والے کئی واقعات و اقدامات کے بعد بالاخر فتح مکہ سن ۸ ہجری میں مسلمانوں کو نصیب ہوئی یہ دنیا کی واحد فتح ہے جس میں کوئی باقاعدہ جنگ نہیں کرنی پڑی اور دشمن نے ہتھیار ڈال دیے اور بغیر خون خرابہ ہوئے مسلمانوں کو اللہ کی رضا سے فتح مکہ نصیب ہوئی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں ہدایت و رشد کے لیے اتنی کوششیں کی کہ کئی مرتبہ قرآن میں اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے مفہوم) کہا کہ کیا آپ اس سبب سے کہ تمام لوگ مسلمان نہیں ہو رہے کیا اپنی جان) دے دیں گے۔

مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت سے اتنی محبت تھی کہ آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ظاہر ہے بخشے ہوئے تھے اللہ کے پاکیزہ ترین بندے تھے مگر اپنی امت کے خاطر رات رات بھر اللہ کے حضور کھڑے رہتے اور اپنی امت کے لیے دعائیں کرتے رہتے اور اللہ عزوجل سے اپنی امت کو معاف کروانے کے لیے وعدے لیتے رہتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اور درود تو ہم بھی پڑھتے ہیں جیسا کہ اللہ اپنی آیات قرآنی میں حکم دیتا ہے کہ (ترجمہ) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں اے ایمان والوں تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے رہو۔

دیکھا آپ نے اللہ اور اس کے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں تو کیا ہم جو کہ امتی ہونے کے دعوے دار ہیں ہم سے یہ نہیں ہو سکتا جب کہ اس کے فوائد بھی ہمیں رٹے ہوئے ہیں کیا خدانا کرے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے بھیجے گئے درود و سلام کے محتاج ہیں اور کیا کم درود و سلام بھیجنے سے (معاذ اللہ) اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کوئی کمی لائے گے نہیں میرے پیارے پیارے ایمان والے بھائیوں اور بہنوں اصل میں درود و سلام بھیجنے میں ہمیں ہی کچھ ملنے کا آسرا ہو گا جب قیامت میں ہم خالی ہاتھ کھڑے ہونگے اور اللہ کے نام بلند کرنے اور اللہ کے

رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجے گئے درود و سلام کے نتیجے میں ہمارے نامہ اعمال میں اچانک اور حیرت انگیز اضافہ ہو گا جب ہمیں پتہ چلے گا کہ کاش ہم ساری زندگی ہی یہ کام کرتے رہتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے ایک مثال ہے اور ہمیں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی زندگی گزارنے والا بن کر رہنے کی ضرورت ہے پھر دیکھنا یہ مفلسی، یہ بے چارگی، یہ زلت و رسوائی جو آج مسلمانوں پر چھا رہی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت و رشد سے مسلمانوں کی دوری کی بنا پر ہے آج ہم صرف درود و سلام نہ پڑھیں بلکہ اپنی زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے زریں اصولوں پر ڈھالنے کی کوشش کریں تاکہ کل قیامت کے دن جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے طلب گار ہوں تو وہ بھی ہمیں یا امتی کہ کر اپنے سینے سے لگا سکیں نا کہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں سے نظر پھیر لیں کہ یہ کیا مشرکین جیسے کام کرنے کی ہدایات میں تم کو دے کر گیا تھا۔

اے میرے پیارے پیارے مسلمان بھائیوں اور بہنوں آج سچے دل سے اللہ کے حضور توبہ کر لو اور اللہ کے سچے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی ہدایات کے مطابق اپنے اعمال سرانجام دیے لو اسی میں ہماری دنیا اور

آخرت کی بھلائی ہے سمجھ جائو بھائیوں۔

اللہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اور انکی دعاؤں کے مطابق ہمیں سچا پکا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور ہمیں حق بات کہنے حق بات سمجھنے اور حق بات کو پھیلانے والا بنادے آمین آمین

درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب سرور دو عالم نور مجسم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچانے کی اللہ تعالی سے عاجزانہ درخواست کرتا یہ گناہ گار اپنے گناہوں سے شرمندہ ہے اور اللہ سے معافی کا طلبگار ہے۔

جلسے جلوس - دھرنہ ورنہ

تو جناب عالی بارہ ربیع الاول کا مبارک دن الحمداللہ خوشیوں اور خوشدلی کے ساتھ خیریت سے اختتام پذیر ہونے کی طرف رواں دواں ہے۔ مالک ذوالجلال کا کروڑہا احسان ہے کہ ہمارے دھڑکتے دلوں اور ہر لحہ پریشان کن خیالات کے باوجود رحمت العالمین کی اس دنیا میں آمد سے منسوب یہ دن اپنے روائتی جوش و خروش اور نیک تمنائوں کے ساتھ رخصت ہوا۔

اب آتے ہیں ملک کے سب سے بڑے مسائل (فی الوقت) یعنی عدلیہ کی بحالی ورنہ دھرنوں اور جلوسوں کی طرف۔

حکومت وقت نے کھل کر اعلان کر دیا ہے کہ اب ن لیگ والوں سے مزاکرات و مفاہمت نہیں کریں گے اور جو کوئی حکومتی امور میں مداخلت کرے گا اور مفاد عامہ کی خلاف ورزی کرتا ہوا پایا جائے گا دھرنے و جلوسوں میں ان کو قرار واقعی سزادی جائے گی۔

نواز شریف صاحب اور انکی پارٹی کے دوسرے ارکان کو شاید اندازہ نہیں تھا کہ

حکومت عین دھرنے سے کچھ پہلے اس قسم کا لب و لہجہ اختیار کرلے گی۔ ن لیگ کا خیال شاید یہ تھا کہ ہم روٹھے صنم کا کردار ادا کرتے رہیں گے اور حکومت کسی بے چین اور بے قرار عاشق کی طرح ہمارے نخرے اٹھاتے ہوئے ہمارے اٹھکلیوں کو اپنے سر آنکھوں پر رکھے گی۔ مگر جناب جس طرح کا غیر آئینی اور غیر اخلاقی رویہ ن لیگ کے چوٹی کے خصوصاً میاں صاحبان نے اختیار کیا اس کو صرف نظر کر دینا حقیقتاً بے غیرتی اور بے عزتی کی مترادف تھا جس کی سکت پیپلز پارٹی جیسی پارٹی جس کی نمائندگی نا صرف ملک کے چاروں صوبوں میں بلکہ آزاد کشمیر تک میں ہے، نا برداشت کر سکی اور نا کر سکتی تھی۔

تو جناب مخالف پارٹیوں یعنی نواز لیگ اور جج بحال کرو وکلا لیگ کے لیے کافی گھمبیر ہوتی جارہی ہے اور اب جناب دھرنے کے حامی حضرات ان باتوں پر اتر آئے ہیں کہ ہمارا جلسہ اور دھرنہ پر امن ہوگا اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا ورنہ پہلے تو محترم نعرے لگاتے پائے گئے کہ میں نہیں مانتا میں نہیں جانتا اور یہ کہ سول نافرمانی کریں گے اور یہ کہ علم بغاوت بلند کریں گے وغیرہ وغیرہ۔

تو اب وکلا تحریک کے چیدہ چیدہ اور نامی گرامی حضرات تو کافی عرصے سے پردہ اسکرین سے غائب ہی محسوس ہوتے ہیں ہر کوئی اس سوچ اور فکر میں گم ہے کہ اگر

ہم چلے اور دھرنے میں پکڑ لیے گئے تو جو مار کٹائی ہونی ہے اس سے بہتر تو یہ ہے کہ اے اللہ ہمیں کسی طرح نظر بند کروا دے یا صوبہ بدر کروا دے۔ اب تو معلوم ہوتا ہے اس طرح کی دعائیں مانگی جا رہی ہیں کہ کسی طرح دھرنہ میں شریک بھی نہ ہوں اور عزت بھی رہ جائے تو بھائی عزت و ذلت تو اللہ عزوجل کے ہاتھ ہے اور لیڈران سے مؤدبانہ گزارش یہ ہے کہ آپ نے کونسے جلسے جلوس کے اصل مزے چکھنے ہوتے ہیں وہ تو عوام کو ہی چکھنے پڑتے ہیں کیونکہ اصل ٹکا ٹک لاٹھیاں تو عوام کو پڑتیں ہیں آپ لیڈران تو زراہٹ کے زیادہ سے زیادہ موبائلوں میں بٹھا دیے جاتے ہیں اور وہاں سے وکٹری کے نشان بناتے پتا نہیں کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں کیا یہ نہیں کہ دیکھ لو ہم تو لاٹھیوں سے بچ نکلے۔

تو بھائی وکلا تحریک کا مقصد جس کسی کی جو سمجھ میں آئے اب اللہ کرے فیصلہ ہو جائے کہ اگر معزول افتخار چوہدری کو چیف جسٹس بنانا ہے تو بنا دو اور اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو خدا کے لیے بس کرو بس کرو کچھ خوف خدا کرو تم نے اللہ کی مخلوق عوام کو کس کام پر لگا رکھا ہے کچھ روٹی روزگار کی بھاگ دوڑ بھی عوام کو کرنے دو ہر ایک کے پاس آپ جیسے اختیارات اور زرائع اور بینک بیلنس نہیں ہوتے کہ دو دو سال کی تحریکوں کے باوجود عوام کے گھر کے چولھے جلتے رہیں۔

میں نے اس دفعہ اللہ سے واقعی سچے دل سے یہ دعا ہی کہ اے اللہ اس جج کے مسئلے کو جیسا بہتر ہو حل کردے اب کتنی مزید جانیں اس مسئلے پر قربان ہو نگیں۔

دشمن خاموش بیٹھے خوش ہو رہے ہیں کہ جس ملک کو ایسے ایسے نان ایشو مسئلے مسائل میں گرفتار کرکے پاگل اور احمق بنایا جاسکتا ہے اس ملک سے کسی جنگ کی کیا ضرورت ہے خود ہی کوئی فریق ہار جائے گا اور جو جیت جائے گا اس پر یکبارگی حملہ کرکے اس کو بھی ختم کردیں گے۔

شاطر امریکی ڈرامے کی اگلی قسط

شاطر امریکی ڈرامے کی اگلی قسط - ڈاکٹر صاحب اللہ ہی آپ کی حفاظت فرمائے

بالاخر شاطر امریکہ نے اپنی شیطانی زنبیل سے ایک اور بحران نکال کر ہماری قوم کے سامنے کر دیا۔ جب صبح ہماری قوم جاگے گی (کاش ہماری قوم واقعی جاگ جائے) تو اسے ایک افسوسناک اور ہولناک خبر کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہ یہ کہ آج امریکی ایوان نمائندگان نے پاکستان کی امداد کا بل مشروط کر دیا ہے ڈاکٹر عبدالقدیر خان تک رسائی دینے میں

اس خبر سے ہماری قوم کے ان معصوم اور بھولے بھالے لوگوں کے دل و دماغ میں کیا قیامت گزرے گی جو کڑھ رہے ہیں اور پریشان ہیں کہ ملک میں جلتی ایک ڈرامہ سیریل " عدلیہ کی آزادی " کا ڈراپ سین کیا ہو گا اور اس کے مقاصد اور اسکے پیچھے کیا سازشیں کارفرما ہیں۔

کیا ڈاکٹر عبدالقدیر کی قسمت میں چین و سکون نہیں ہے۔ چلو ایک آمر نے اتنا کچھ تو کیا کہ امریکی رسائی کبھی بھی ڈاکٹر صاحب تک نہ ہونے دی کاش اے کاش ہماری موجودہ قیادت اور اپوزیشن بھی اس طرح کا کردار ادا کر سکیں کہ امریکہ

کی جرآت نہ ہو کہ ڈاکٹر صاحب تک رسائی لے سکے۔

امریکی ایوان نمائندگان میں پیش ہونے والے اس بل اور خدانخواستہ اگر یہ بل منظور ہو گیا تو اس کے نتیجے میں ملک و قوم پر جو آزمائشیں آئیں گی اس کا سوچ کر بھی دل کانپ جاتا ہے۔ کیا ہمارے سیاستدان چاہے حکومت میں ہوں یا حکومت سے باہر، کیا ان میں اتنی عقل و صلاحیت ہے کہ امریکی، یہودی، بھارتی دماغوں اور ان کی سازشوں سے نمٹ سکے۔ ارے ہم تو وہ بدنصیب قوم ثابت ہونے کے لیے بے چین ہیں کہ جو اپنے مسائل خود حل نہیں کر سکتے اور ایک برطرف شخص کی بحالی کے نام پر ہم نے ملک و قوم اور اس کی قسمت کے ساتھ جو مزاق برپا کر رکھا ہے اس سے ہماری صورتحال دنیا پر اچھی طریقے سے واضح ہو چکی ہے۔

کیا ہم میں اتنی قومی حمیت و غیرت ہے کہ اگر ہمارے ملک پر اقتصادی بحران مسلط کر دیا جائے اور اس کو سنگین بنانے پر ہمارے سارے بیرونی دشمن تل جائیں تو کیا ہم ان بحران کو جھیل سکتے ہیں یا اپنے ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کو ٹرے میں سجا کر امریکی ایجنسیوں کے حوالے کر دیں گے۔

یاد رکھو جب کوئی قوم اقتصادی غلامی کا شکار ہو جاتی ہے تو اس کے سیاست دان، ججز، سول سوسائٹی، جرنیل، صحافی کوئی بھی اپنے فیصلوں میں آزاد نہیں رہ

سکتا۔ انہیں اپنے آقاؤں کی مرضی کے مطابق فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔ قومی مفاد اور ملکی سلامتی تو بے چارے ویسے ہی درمیان میں آجاتے ہیں۔

ہمارے ملک کے وہ لوگ جو دھرنے اور جلسے جلوس کی تحریکوں میں پیش پیش ہیں اور در پردہ امریکہ کو برا بھلا بھی کہتے ہیں مگر دس دس منٹ تک معصوم اور بھولی صورتیں بنا کر انہیں امریکی اہلکاروں کے سامنے اپنے دکھڑے رو رہے ہیں اور امریکی پریشر ڈلوا کر حکومت کو ڈراوے دے رہے ہیں۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

تمام لوگ چاہے وہ حکومت میں ہوں یا حکومت سے باہر، چاہے وہ عوام ہوں یا خواص اگر واقعی ان کے سینوں میں پاکستانی دل دھڑک رہے ہیں تو وہ سب موجودہ صورتحال پی سی او زدہ معزول عدلیہ کی نام نہاد آزادی، گورنر راج، صدارتی اختیارات، دہشت) گردی، امریکی ڈرون حملے وغیرہ وغیرہ) سے پریشان ہیں اور اللہ سے دعائیں کر رہے ہیں کہ ہمارے ملک کے یہ بحران جلد از جلد ختم ہو جائیں۔

وہی پرانا دور شروع ہو گیا کہ جب امریکہ بہادر پاکستانی حکومت اور اس کے عوام کو سیدھا رکھنے کے لیے پابندیاں لگانا ضروری سمجھتے تھے۔ ابھی کچھ

عرصہ پہلے ہی ایک اعلی امریکی عہدے دار کا یہ بیان کیا معنی رکھتا ہے کہ "پاکستان اندرونی دہشت گردی اور افغانستان بیرونی دہشت گردی کا شہار ہیں"۔ کیا اس میں صاف صاف نہیں بتادیا گیا ہے کہ پاکستان میں جو دہشت گردی کی کاروائیاں ہوتی ہیں ان کے تانے بانے پاکستان میں ہی بنے جاتے ہیں اور بے چارے افغانستان میں جو دہشت گردی کی کاروائیاں ہو رہیں ہیں ان کے تانے بانے بھی پاکستان میں بنے جاتے ہیں۔

کاش ہمارے ملک کے سیاستدان، سول سوسائٹی، وکلا اور وہ تمام جو عدلیہ کے نام کی مالا جپ رہے ہیں کاش کچھ تو عقل کریں کچھ تو غور کریں کہ مانا کہ دنیا میں کہیں کسی جج کو اس طریقے سے نہیں ہٹایا گیا اور نا ہٹایا جاتا ہے مگر کیا ایک شخص کی بحالی کے نام پر جو طوفان بد تمیزی اس ملک میں برپا کرنے کی کوششیں کی جارہیں ہیں ان سب سے ہم کس کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں۔

کل ایک ٹی وی پروگرام میں مبشر لقمان کے پروگرام سے کچھ ضروری معلومات حاصل ہوئیں اور وہ یہ کہ عراق میں فوجی و غیر فوجی اخراجات کی مد میں امریکہ کے قریب کوئی پانچ سو بلین ڈالر سے زائد کے اخراجات ہوئے، افغانستان میں کوئی سوا سو یا ڈیڑھ سو بلین ڈالر کے اخراجات ہوئے اور پاکستان میں دس بلین ڈالر کے اخراجات ہوئے ان اخراجات میں مزکورہ حکومتوں کو معاونت کے طور پر ملنے)

والی رقم بھی شامل ہے) تو پاکستان جس کے حصے میں بھیک کے طور پر صرف دس بلین ڈالر آئے اور سب سے زیادہ نقصان میں بھی پاکستان ہی پھنسا ہوا ہے۔

ملک کی سلامتی کے لیے میرے ہاتھ تو اللہ کے حضور بلند ہوئے ہی ہیں آپ بھی دعا کیجیے کہ اللہ اس ملک کی حفاظت فرمائے اور اندرونی اور بیرونی خطرات سے ہمارے ملک کو اپنے حفظ و امان میں رکھے آمین۔

سازشوں کی خوشبوئیں

وکلا کی عدلیہ بحالی تحریک اپنے جس منطقی انجام کی جانب رواں دواں ہے اس سے عام و خواص سب اچھی طرح واقف ہیں۔ ریلیاں اور اسکے نتیجے میں ملک میں جو افرا تفری اور بے چینی اور مشکلات پھیل رہیں ہیں ان کا اندازہ تو ان ہی لوگوں کو ہو سکتا ہے جو ان ریلیوں اور طوفان بد تمیزی کی وجہ سے متاثر ہو رہے ہیں اور جن عوام کی خاطر ہماری آزاد عدلیہ کے علمبردار روڈ اور راستے بند کیے بیٹھے ہیں۔ اگر حکومت ممکنہ نا خوشگوار واقعات کو روکنے کے لیے کچھ اقدامات کر رہی ہے تو اسے ہم بو کھلاہٹ اور غیر جمہوری اقدامات کیسے کہہ سکتے ہیں دنیا کے کیا مہزب معاشرے میں کسی بھی ملک میں دھرنے اور جلسے اور ریلیاں اس طرز پر ہوتی ہیں جیسے ہماری نام نہاد جمہوری پارٹیاں کرنے کی کوشش کر رہیں ہیں اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہماری وہ جمہوری پارٹیاں جو حکومت میں شامل نہیں ہو سکیں وہ دنیا کی دوسری جمہوری پارٹیوں سے زیادہ ہوشیار اور جمہوری اقدار رکھنے والی ہیں۔ دوسرے بات بھائی عرض یہ ہے کہ پاکستان میں عدلیہ موجود ہے اور اگر چند اختلاف رائے رکھنے والے جج جو پی سی او میں تو فوراً حلف اٹھانے والے بن گئے تھے اب سیاسی فائدے اٹھانے کے چکر میں حلف نہیں اٹھا رہے تو کیا ان گنتی کے ججز کے مخصوص مقاصد کے پورا نا ہو سکنے اور حلف نا اٹھانے کے عمل کی وجہ سے ہم یہ قرار

دے دیں کہ عدلیہ بحال نہیں ہے۔ عدلیہ بے شک بحال ہے اور ان میں وہی جج حضرات موجود ہیں جنہوں نے چودہری افتخار معزول چیف جسٹس کے ساتھ اسٹینڈ لیا تھا اور ان حضرات کو شاید یہ اندازہ ہو گیا کہ چند حلف نا اٹھانے والے ججز حقیقتاً کن قوتوں کے ہاتھوں کھیل رہے ہیں اور ان کے اصل مقاصد کیا ہیں۔ اب اگر جمہوری اقدار کو نظر میں رکھیں تو پچاس پچپن ججز ایک طرف اور تین چار ججز ایک طرف تو میرے بھائی انصاف سے فیصلہ کرکے اپنے دل میں اپنے آپ ہی کو جواب دے دو ایمانداری کے ساتھ کہ جمہوریت کی رو میں اسے کیا کہتے ہیں۔ جمہوریت میں ووٹ گنے جاتے ہیں نیت نہیں۔

کسی ناخوشگوار واقعات سے بچاؤ کا راستہ

کل کلاں کو کوئی ناخوشگوار واقعہ ہو گیا تو کچھ بھائی یہ کالم لکھنے میں مصروف ہونگے کہ حکومت کو کسی بھی ناخوشگوار واقعے سے نمٹنے کے لیے اقدامات کرنے چاہیے تھے۔
اور میرے بھائی کراچی میں گیارہ مارچ کی شب سے جو گرفتاریاں اور ٹول پلازہ سے جو گرفتاریاں کی گئیں تھیں ٹی وی اور اخبارات کی خبروں سے معلومات یہ ہوئیں ہیں کہ ان تمام حضرات کو کراچی میں لا کر رہا کر دیا گیا ہے تو میرے بھائی کراچی کے امیج کو مزید خراب کرنے کے لیے کراچی کی بات اس طرح کرنے سے ہمیں بچنا چاہیے۔
دوسرے یہ کہ قطعہ نظر اس بات کے کہ دفعہ ایک سو چوالیس صحیح نافذ کی گئ یا غلط کیا اگر حکومت اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے ایسی دفعات نافذ کرتی ہے تو آپ کیسے قانون کی خلاف ورزی کر سکتے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ قانون کے نام نہاد نگہبان ہی جب قانون شکنی پر اتر آئیں اور انہیں ہم جیسے مہربان لوگوں کی حمایت حاصل ہو جائے تو ان کو اور کیا چاہیے۔ اور زرا ہمت اور انصاف سے ان اہم رہنماؤں کے نام بھی بتا دیں جو گرفتار ہوں اور دوسرے یہ کہ ہماری معلومات کے مطابق بہت بڑے بڑے اور نامی گرامی رہنما اس چکر میں لگے ہوئے ہیں کہ ان کو گرفتار کر لیا جائے اور نظر بند کر دیا جائے تاکہ وہ جلسوں اور ریلیوں اور دھرنوں کے زحمت سے بچ نکلیں آپ ہمارے سیاستدانوں کو شاید

جانتے نہیں ہیں کہ کس قماش کے رہنما ہماری سیاسی پارٹیوں میں موجود ہیں جو ہر وقت اپنی ذات کو تکلیف سے بچانے کے چکر میں لگے رہتے ہیں۔

اور موازنہ صرف پی پی پی حکومت کا نہ کریں بلکہ نواز لیگ کا بھی کریں ان کی سیاست اختلافات اور لڑائی جھگڑے کے علاوہ اور ہے ہی کیا۔ جب امیر المومنین بننے کے چکر میں لگے تو جنرل کرامت سے کشیدگی، سجاد علی شاہ سے لڑائی، سپریم کورٹ آپ پاکستان پر حملہ، فاروق احمد خان لغاری سے جھگڑا، صدر اسحاق خان سے زبردست اختلافات، کارگل پر سابق صدر پرویز مشرف سے اختلاف، اس وقت کے چیف آف آرمی اسٹاف کی پاکستان میں غیر موجودگی کے وقت ان کو برطرف کرنے کے احکامات اور پھر طیارہ سازش کردار اور بالاخر درمیاں مین ضامنوں کو پڑوا کر اپنی ن لیگ کو بے یار و مددگار چھوڑ کر صندوق کے صندوق بھروا کر ملک سے معافی نامے لکھ لکھ کر بھاگ جانا اور اور جس پارٹی کے اپنے دور حکومت میں اتنوں سے اختلافات اور جھگڑے ہوں تو وہ اپوزیشن میں رہتے ہوئے کیا کچھ کر دے کم ہے۔

آج ان معافی نامہ کا انکار۔ جو شخص اپنے معاہدوں کو پورا نا کرسکا ہو آج وہ ایک منتخب صدر کیا اسکے وعدے یاد دلاتا کیا اچھا لگتا ہے۔ اگر کوئی معاہدے کرکے ملک سے نہیں گئے تھے تو بھائی آٹھ سال تک کیا کرتے رہے سعودیہ میں

مسئلہ یہ ہے کہ جب اندازہ ہوا کہ مشرف ایک جمہوری سوچ رکھنے والا اور اعتدال پسند حکمران بنا بیٹھا ہے تو ہمت کرکے واپس آ گئے اور گزشتہ وعدوں سے مکر گئے اور عوام بھولی عوام کہاں سمجھتی ہے ان جھمیلوں کو۔

صدر صاحب اور پی پی پی میں اختلافات کی گمراہ کن سن گن

کچھ ہمارے بھائیوں کا یہ خیال باطل محسوس ہوتا ہے کہ موجودہ تحریک کے نتیجے میں صدر صاحب کی اپنی پارٹی کے جو لوگ میڈیا پر مخالفت کرتے دکھائیں دے رہے ہیں اصل میں ان میں سے اکثریت کو عہدے اور سیٹیں نہیں دی گئی تو وہ تو جو واویلا کریں کم ہیں۔ تو سینیئر رہنما اپنی قیادت کے ان فیصلوں کی وجہ سے ناخوش ہیں کہ مذکورہ رہنماؤں کو ان کا حصہ بقدر جصہ نہیں مل پا رہا۔

اپنی صوبائی حکومت ختم ہوئی تو شکایات اور اختلافات کے انبار لگ گئے ورنہ جو فروری کے انتخابات کے بعد سے ہو رہا تھا اس پر زبانی کلامی بیانات چلتے رہے اور اپنی حکومت ہاتھ سے گئی تو تکلیف کے انتہا ہو گئی۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ہمارے سیاستدان اقتدار کے بھوکے ہیں ورنہ ایک وقت میں سپریم کورٹ پر حملہ کروانے والی پارٹی اب سپریم کورٹ کی حمایت میں بات کر رہی ہے تو بھائی یاد رکھو کہ بھیڑیا کبھی بکری کا دوست نہیں ہوتا۔

ہم پتا نہیں کونسی دنیا میں رہتے ہیں قرآن میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے جسکا مفہوم کچھ اسطرح سے ہے کہ جیسی قوم ہوتی ہیں ہم ان پر حکمران بھی ویسے ہی

مسلط کرتے ہیں تو بھائی قرآن کی اس بات سے نتیجہ تو یہ نکلتا ہے کہ ہم کو بحثیت ایک قوم پہلے اپنی حالت بہتر بنانی ہے حکمران بھی بہتر آنے شروع ہو جائیں گے۔ ہم تو رہیں کرپٹ، بدنیت، بے ایمان، دھوکے باز اور حکمران ہمارے فرشتوں جیسے آئیں تو یہ تو ممکن نہیں۔

اور جناب محترم بھائیوں اب تک مسند صدارت پر جو بھی بیٹھا ہے نام لینے کی ضرورت نہیں کیا ان تمام کے قول و فعل میں یکسانیت تھی کسی ایک کا نام تو بتا دو سب عوام سے وعدے وعید کچھ کرتے رہے اور کرتے کچھ اور رہے۔

چلیں بسبیل تزکرہ چند نام لیتے ہیں ایوب خان نے کم و بیش سال دس سال تک حکومت کی کیا وہ محترم جب اقتدار پر قابض ہوئے تھے دس سال کا کہہ کر آئے تھے اور نواز شریف صاحب کے سیاسی سرپرست اعلی جناب ضیا الحق مرحوم نے کتنے دنوں میں انتخابات کا وعدہ کیا تھا اور اپنی زندگی کی آخری ساعت تک اقتدار چھوڑنے کے بارے میں سوچا بھی نہیں ہوگا اور جسطرح اپنی ہی سجائی ہوئی جونیجو حکومت کا جو حشر کیا تھا کیا وہ ہمارے محترم بھائیوں کو نظر نہیں آتا یا محض تعصب کی عینک لگا کر اور عصبیت کی چادر اوڑھ کر بیٹھے ہیں۔

اور جو اپنے منصب سے انصاف نہیں کر پا رہا اور اس کے قول و فعل میں تضاد کی

خوشبوئیں لوگوں کو آرہی ہیں تو کیا غیر جمہوری طریقے اختیار کیے جائیں اور لوگوں کو آپ کی مرضی کے مطابق منصب پر فائز اور منصب سے ہٹایا جائے یا اس کا بھی کوئی قانونی طریقہ آئین میں موجود ہے۔ اس کا طریقہ کچھ اسطرح کا نہیں ہے کیا کہ جو اپنے منصب سے انصاف نہیں کر پا رہا عوام اسے دوبارہ منتخب نہیں کریں گے اور عوام کو اختیار ہے جسے چاہیں لے آئے اور جسے نا چاہیں اسے نا لائیں ہماری جمہوریت یہ ہی کہتی ہے نا یا کچھ اور کہتی ہے۔

غلط کرنے والا بالآخر اپنے ووٹر کے پاس جائے گا اور اسکے ووٹر اسے مسترد کردیں گے یہی ہو گا نا میرے بھائی یا ہماری اور آپکی پسند نا پسند کے مطابق فیصلے ہونے چاہیے۔ جنرل مشرف کی پالیسیوں کو اگر عوام نے مسترد کر دیا ہے تو وہ تو ماضی ہو گیا اب ہمیں مشرف فوبیا سے نکل آنا چاہیے یا پھر آزادی کے بعد سے ہونے والے تمام حالات و واقعات پر بحث اور نقطہ چینی کرنی چاہیے۔ مشرف کہیں ملک سے باہر تو نہیں گیا ہے اس کو لے آئیں کٹھمرے میں اور لے لیجیے اس سے حساب وہ کیا کہے گا یہی نا کہ اگر میں جامعہ حفصہ میں غلط کر رہا تھا تو ملک کی اعلیٰ ترین اقدار رکھنے والی نوے فیصد جماعتیں انگلینڈ کے پر شکوہ ہوٹل میں جو اے پی سی ٹائپ کا ڈرامہ کر رہیں تھیں اس میں کیا ہو رہا تھا اور اس کے نتیجے میں کیا ملک و قوم کے ساتھ اچھا ہوا ہمیں بھی تو پتا چلے نواز شریف صاحب نے کروڑوں روپے تین دن تک انگلینڈ کے مہنگے ترین

ہوٹل کو بک رکھا اور سیاسی لیڈران جو غریب ملک کے غریب عوام کی نمائندگی کر رہے تھے وہاں جو گلچھڑے اڑاتے رہے وہ تین دن تک اس بھوکی قوم نے بخوبی دیکھا۔ اور آج اس اے پی سی اور اس لندن ڈیکلریشن کے ٹوٹ جانے کے گلے شکوتے اور طعنے دیے جارہیں ہیں۔

امریکی تمام کے تمام صدور اور برطانوی حکومتوں کے سربراہوں نے اپنے کون سے وعدے پورے کیے ہیں اپنی قوم کے ساتھ اور ہمارے ساتھ عراق کا معاملہ ہو یا افغانستان کا، پاکستان کا ہو یا کسی اور کا۔ مگر شرم ہم کو مگر نہیں آتی، خود ہم جیسے بھی ہوں حکمران ہمیں فرشتے جیسے درکار ہیں اسے منافقت کہتے ہیں میرے بھائی۔

ووٹر اگر اپنے لیڈر سے اپنی قیادت سے متنفر ہوگا تو ظاہر ہے اگلی مرتبہ اس کو ووٹ نہیں دے گا آپ کا اور ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس پر تو آپ خوش ہونگے یا نہیں اس جمہوری حکومت کو پانچ سال سے پہلے ہی چلتا کر دینے کے چکر میں لگے رہیں گے۔

برطانوی اور امریکی اخبارات کا سہارا لینا بند کردو بس کردو بس

کب تک ہم برطانوی اور امریکی اخبارات سے اچک اچک کر خبریں لے کر اپنے عوام کو دھوکے میں رکھیں گے۔ بھائی میرے عوام کو پوری بات بتائیں، آرمی چیف نے نا صرف صدر آصف علی زرداری صاحب بلکہ نواز شریف صاحب سے بھی بات کی ہے اور یہ کہنا کہ جنرل اشفاق کیانی صاحب نے صدر مملکت کو متنبہ کیا ہے یہ ایک بے پر کی آرائی ہوئی کہ علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ کون گواہ ہے اس بات کا اور کتنی سچائی نظر آتی ہے اس بات میں کہ ایک چیف آف آرمی اسٹاف جو کہ سیاسی معاملات سے حتی الامکان دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اس حد تک سیاسی معاملات میں مداخلت پر اتر آئیں گے، خدارا ایسے جھوٹے الزامات سے پرہیز کریں یا پھر کوئی ثبوت پیش کریں۔ کسی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی نہیں کہ ہم کہہ دیں کہ ایک برطانوی یا امریکی اخباری خبر کے مطابق تو بھائی کچھ تو ہمیں بھی زمہ داری کا ثبوت دینا چاہیے۔ وہ امریکی اور برطانوی اخبارات کی ہیڈ لائنز بھول گئے آپ کہ جن کے مطابق ان کے تھنک ٹینکس کو پاکستان دو ہزار اور دو ہزار پانچ میں دنیا کے نقشے میں ہی نظر نہیں آرہا تھا۔

تو بھائیوں یا تو یہاں کی کرا ور سن لو یا وہاں کی سن لو۔ جس کو جہاں سے مل رہا ہے وہ وہی کے راگ الاپنے میں لگا ہوا ہے۔ جب کسی بات کا کوئی ثبوت نا ہو تو باہر کے اخبارات کے حوالے دینا شروع کر دینا دانشمندی نہیں اور بھی تو حوالے دینے چاہیے بیرونی ممالک کے اخبارات کے۔

کسی سیاسی جماعت کے خلاف تعصب - نا کر بھائی نا کر

فاروق ایچ نائیک صاحب چیئر مین سینٹ اور جان محمد جمالی صاحب ڈپٹی چیئر مین سینٹ منتخب ہو چکے ہیں ان کو مبارک ہو۔ ان کے خلاف کسی ق اور ن اور و جماعت نے کیوں مقابلہ نہیں کیا وہ تو وہ جانیں۔

متحدہ قومی موومنٹ کو بدنام اور دہشت گرد ثابت کرنے کی کوششوں میں لوگ جب سے ہی مصروف ہیں جب سے ایم کیو ایم وجود میں آئی ہے اور اب جبکہ مرحلہ وار متحدہ قومی موومنٹ ایک قومی سطح کی جماعت کا درجہ حاصل کر چکی ہے (کیا ہوا اور ملک کے تمام صوبوں میں اسکے ارکان اسمبلی نہیں ہیں) اور قومی سطح کی سیاست کرتی ہے کسی تعصبی نعرے کی بنیاد پر سیاست نہیں کر رہی ہے۔ اور لاکھ پرانی حکومتوں نے کوشش کی متحدہ قومی موومنٹ کو دہشت گرد ثابت کرنے میں مگر آج متحدہ قومی موومنٹ پہلے سے زیادہ تناور سیاسی درخت کا درجہ حاصل کر چکی ہے اور دو تہائی اکثریت رکھنے والے جو اپنے آپ کو فرعون سمجھ رہے تھے ان کے ساتھ تقدیر اور قدرت نے جو ہاتھ کیا ہے وہ تو اسی میں پھنسے ہوئے ہیں۔

اور متحدہ قومی موومنٹ لاکھوں لوگوں کے ووٹ کی امانتدار ہے اور جوابدہ ہے اپنے ووٹرز کو جو اس پر یقین کامل رکھتے ہیں اور سازشی عناصر جو متحدہ کی

مقبولیت سے خائف ہیں اور متحدہ کو الزامات کی زد پر رکھتے ہیں انشا اللہ وہ وقت دور نہیں جب متحدہ قومی موومنٹ کے منتخب نمائندے ملک بھر سے منتخب ہو کر آئیں گے اور جس طرح کی ترقی کراچی کے نصیب میں آئی ہیں وہ پورے ملک میں پھیلے گی اور یہ تعصبی نعرے کہ متحدہ قومی موومنٹ خدانخواستہ ایک قاتل اور لسانی جماعت ہے متحدہ قومی موومنٹ نے اپنے کردار اور اپنے عمل سے اس چیز کو غلط ثابت کر دکھایا ہے یہی وجہ ہے کہ کراچی کے ووٹرز متحدہ قومی موومنٹ کے امیدواروں کے حق میں جس جزبہ سے ووٹ کاسٹ کرتے ہیں وہ دنیا بھر کے مبصرین اور فوج اور رینجرز کی موجودگی میں ہوتا ہے اور کوئی کسی کو اسلحہ کے زور پر ووٹ کاسٹ کرواکے یہ کسی گاؤں دیہات اور قصبوں میں تو ممکن ہے ہاریوں، کسانوں اور غریبوں کے ساتھ مگر کراچی جیسے تعلیم یافتہ اور مڈل کلاس سے تعلق رکھنے والے میٹروپولیٹن شہر میں ایسی سوچ رکھنا بھی بے وقوفی ہو گا۔

اور جس طرح چاہے اور جس کسی کے سامنے انتخابات کروالیں انشا اللہ کراچی میں رہنے والی تمام اقوام چاہے وہ پنجابی، سندھی، پختون، بلوچی، اردو، سرائیکی غرض جو زبان بھی بولنے والے ہوں وہ ایک ہی زبان بولتے ہیں اور وہ ہوتی ہے ووٹ کی زبان اور جب ووٹ کی زبان کسی کے حق میں فیصلہ دے دیتی ہے تو باقی ساری سازشیں دم توڑ دیتی ہیں۔

اور کچھ تجزیہ نگاروں کا اس بات کی توقع رکھنا کہ متحدہ قومی موومنٹ کو کیونکہ ڈپٹی چیئرمین سینٹ کا عہدہ نہیں ملا اور وہ حکومت سے الگ ہو جائے گی اور احتجاجی سیاست کرے گی اس کے جن حضرات کو آثار نظر آرہے ہیں ان کے تجزیوں کے لیے دعائے خیر ہی کی جاسکتی ہے۔ ہمارے کچھ مہربان تجزیہ نگاروں کو متحدہ قومی موومنٹ کے قائد جناب الطاف حسین صاحب کے چند بیانات تو بڑے عجیب لگتے ہیں اور جو ملک کی دوسری پارٹیوں کے لیڈران کے بیانات ہوتے ہیں ان کی شاید ہمارے تجزیہ نگار بھائیوں کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی، ن لیگ والے ق لیگ کے ساتھ اور ق لیگ والے ن لیگ کے ساتھ اور مخالفت میں روز جو پینترے اور کیمپ بدل رہے ہیں وہ تو ہمارے تجزیہ نگار بھائیوں کے کچھ اہم نہیں اور قائد تحریک جناب محترم الطاف حسین بھائی کے ایک بیان نے تجزیہ نگار بھائیوں کے سارے حواسوں اور احساسات اور محسوسات کو اپنی طرف اس بری طرح گھیر لیا ہے کہ کیا کہنا۔

الطاف حسین صاحب کے بیانات بڑے متوازی ہوتے ہیں اور اگر وہ اپنے کولیشن پارٹنر کو کوئی مشورہ دے رہیں ہیں تو اب اس پر بھی ہمیں اعتراضات ہونے لگے اور سازشوں کے پلاؤ اور بریانی کی خوشبوئیں آنے لگیں۔ ایک اتنے سے بیانات کے تناظر میں عجیب عجیب قسم کے غیر منتطقی اور حاشیہ آرائی ٹائپ کے نتائج

اخذ کرنے کے کو رائی کا پہاڑ بنانے کے علاوہ ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ متحدہ قومی موومنٹ جب سندھ میں کولیشن پارٹنر (ق لیگ) کے مقابلے میں کئی زیادہ اکثریت رکھنے کے باوجود وزارت اعلیٰ کے منصب سے دستبردار ہو گئی تھی اور پورے گزشتہ دور میں کوئی سازش نہیں کی اور کبھی حکومت گرانے میں ملوث نہیں رہے تو اب جبکہ سینٹ میں متحدہ قومی موومنٹ کی اتنی بڑی اکثریت ابھی تو نہیں ہے کہ متحدہ غیر عملیت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اتنے بڑے ایوان میں اپنے کولیشن پارٹی سے اس حد تک اختلاف رکھے اور اپنے راسے جدا کرنے کی کوشش کرے۔

متحدہ کے اندرونی ذرائع واقعی جمہوری اور تنظیمی لحاظ سے بڑے اسٹرانگ ہیں اور آنے والے حالات کی سن گن نہیں بلکہ حالات واقعات کا عملیت پسندی سے جائزہ لیتے اور نا صرف اپنی اعلیٰ قیادت بلکہ اپنی رابطہ کمیٹی کے درمیاں معاملات پر بات چیت ہوتی ہے اور کسی کا ذاتی فیصلہ نہیں بلکہ اکثر و بیشتر رابطہ کمیٹی جن پالیسیوں پر متفق ہوتی ہے وہ کیے جاتے ہیں اور ظاہر ہے جو فیصلے اکثریت رائے سے ہوں ان کے نتائج اچھے ہی نکلتے ہیں۔

متحدہ کے کسی بیان کو یہ کہہ دینا کہ نواز شریف صاحب کے حق میں ہے تو بھائی الطاف حسین صاحب نے تو نواز شریف صاحب کو وکلا کا ایک پینل مہیا کرنے کی

بھی پیش کش کی تھی اس وقت تو تجزیہ نگار اور ماہرین کچھ سونگھ نا سکے اور ایک بیان میں انہیں تبدیلی کے طوفان امنڈتے نظر آنے لگے۔ نواز شریف صاحب کی ہمدردی میں الطاف بھائی کے یہ بیان بھی غور طلب تھے کہ شریف.برادران کی نااہلی ایک افسوسناک فیصلہ ہے جب بھی کسی کے لیے اس بیان میں نواز شریف صاحب کے کیمپ میں جانے کی خوشبوئیں نہیں آئیں۔ ایک ایک بیان سے اگر تبدیلیوں کی خوشبوئیں آنے لگی ہونا شروع ہوجائیں تو ہمارے اخبارات میں جو بیانات ہر ایک کے ہر روز چھپتے ہں ان کے حساب سے تو روز اس ملک میں اقتدار کی تبدیلیاں نظر آنے لگیں۔

کچھ لوگوں کو اب تک ق لیگ کا کردار سمجھ میں نہیں آ رہا اور فرماتے ہیں کہ بظاہر غیر جانب دار محسوس ہوتا ہے۔ اگر غیر جانب دار ہوتے تو میرے بھائی وہ اپنا سینٹ چیئرمین کا امیدوار کیوں بٹھا لیتے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جو سمجھنا چاہیے وہ ہم نظر انداز کرتے ہیں اور جو غیر ضروری ہوتے ہیں اس میں ہمیں سازشوں اور تبدیلیوں کی خوشبوئیں آنے لگتی ہیں۔

کب سے انقلابات کے نعرے لگ رہے ہیں مگر جب تک ملک کے اٹھانوے فیصد عوام نہیں اٹھے گیں ان پیٹ بھرے وکلا اور ججز کے لیے اگر انقلاب آنے لگتے تو اب تک آچکے ہوتے اور دوسرے بات یہ کہ انقلابات لائے نہیں جا سکتے وہ تو آجاتے

ہیں اور ان کے لیے دو چار سال کے اسپانسرڈ جلسے جلوس کوریج اور دھرنے نہیں ہوتے
بلکہ انکے لیے عوام اور حالات دونوں درکار ہوتے ہیں اور ہاں ایک بے لوث قیادت جو
اپنے اور اپنے رشتے داروں سے اقتدار کے محل بھرنے والی نا ہو بلکہ بے لوث ہو اور
ذاتی مفادات اور کسی منصب اور عہدے کی لالچی نا ہو۔

اے ایمان والوں ایسی بات کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں

تمام پڑھنے والوں کو اسلام وعلیکم اور دعائے خیر۔
سورہ القف پارہ نمبر ۲۸ سورہ نمبر اکسٹھ میں آیت نمبر دو میں اللہ عزوجل ایمان والوں کو مخاطف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں
ترجمہ " اے ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو کرتے نہیں.بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہاں کہ کہو وہ بات جو نہ کرو "
تو میرے مجھ سمیت تمام مسلمان بھائی اس آیت پر غور کریں اور سوچیں کہ کیا ہم وہ کرتے ہیں جو کہتے ہیں یا یہ کہ ہم کہتے تو دوسروں کو ہیں کہ یہ کرو اور وہ کرو اور جب اپنی ذات کی باری ہے تو ہم اس سے پہل تہی کرتے ہیں۔ جیسے کہ کہتے تو ہم سب یہ ہیں کہ جھوٹ مت بولو، بے ایمانی مت کرو، انصاف سے کام لو اور وغیرہ وغیرہ اور جب خود کی باری آتی ہے تو ہم موقع ملتے ہی جھوٹ داغنے شروع کردیتے ہیں اور وہ بھی ایسے جھوٹ کہ جن کا کوئی فائدہ نہیں (فائدہ ہو بھی تو جھوٹ تو جھوٹ ہے)، بے ایمانی، بے انصافی اور بے راہ روی تو لگتا

ہے ہماری قوم کے خون میں رچ بس گئی ہے اگر نہیں تو پھر ہماری اقوام عالمی میں اتنی بری حالت کیوں ہے جبکہ ہم کلمہ گو مسلمان ہیں اور ہمارے نبی کو تو مشرکین اور دشمن صادق اور امین کہتے تھے۔ تو بھائی اپنی اصلاح کا عمل ہمیں شروع کر دینا چاہیے اور ظاہر ہے اگر کسی کو سمجھانے کے کوشش کریں گے تو وہ ناراض ہو گا اور آپ سے لڑنے لگے گا کہ مجھے جھوٹا، بے ایمان اور بے انصاف سمجھتے ہو، بھائیوں اپنی اصلاح پہلے اپنی ذات سے شروع کیجیے اور پھر اس کے دائرہ کار اپنے گھروں، محلوں، اپنے دوستوں، عزیزوں، رشتے داروں اور پھر پورے معاشرے تک پھیلا دینے کے لیے کوشش کریں۔

بر سبیل تزکرہ گذشتہ دنوں ہمارے ایک بڑی سیاسی جماعت کے لیڈر جناب قاضی حسین احمد کا بیان نظر سے گزرا اور بہت افسوس ہوا کہ ہمارے لیڈران ہی اصل میں ہماری قوم کی نمائندگی کرتے ہیں جیسے ہمارے لیڈران ہوتے ہیں ویسی ہی ہماری قوم ہو گی۔

محترم فرماتے ہیں

قوم دفعہ ایک سو چوالیس کی پروا نا کرے اور جلوس میں شرکت کے لیے نکل پڑے، "میں (قاضی حسین احمد) گرچہ نظر بند ہوں اور چاہوں تو اپنی نظر بندی توڑ کر تماشہ دکھا سکتا ہوں مگر میں ایسا نہیں کرونگا "

خاصا غور طلب بیان ہے ہمارے ایک بڑی پارٹی کے سب سے بڑے لیڈر کا اور انہیں یہ بھی چاہیے کہ اوپر حوالہ دی گئ آیت قرآنی کی روشنی میں اپنے بیان کا جائزہ لیں اور اگر جرات مومن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے قول و فعل کے درمیان تضاد پر نا صرف اللہ عزوجل سے بلکہ اپنی عوام و قوم سے بھی معافی مانگیں۔

یہ صرف محترم جناب قاضی حسین احمد صاحب ہی کے لیے لمحہ فکریہ نہیں ہے بلکہ ملک کے تمام وہ لیڈران بالخصوس اور عوام بالعموم اپنے اپنے قول و فعل میں یکسانیت پیدا کرنے کی کوشش کریں خصوصا وہ لیڈران جو ایک مرتبہ سے زیادہ دھوکے اور ہاتھ ہونے کے الزامات دوسری جماعتوں پر لگا رہے ہیں وہ بھی زرا ایک حدیث پر غور کریں جسکے مطابق " مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاسکتا" اس حدیث کی روشنی میں بار بار دھوکہ کھانے والا (ڈسا جانے والا شخص) کیا ایک مومن یعنی اچھا مسلمان ہو سکتا ہے۔

میں بھی کوشش کرتا ہوں کہ اپنے قول و فعل میں پائے جانے والے تضاد کو ختم کرنے کے لیے جہاد کروں اور دوسروں سے بھی یہی التماس ہے۔

کہتے ہیں یہ وقت بھی نہیں رہے گا اور انشا اللہ پاکستان سولہ مارچ کے بعد بھی محفوظ رہے گا۔ باقی رہے نام اللہ کا اللہ اکبر۔

والسلام

نیا گیم پلان

آج رات.بروز اتوار کچھ ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ جیسے بظاہر عدلیہ بحالی تحریک میں سرکار ایک یو ٹرن لینے جارہی ہے۔ جسکے اشارے گزشتہ دنوں امریکی ہیلری کلنٹن کی طرف سے دونوں فریقوں یعنی جناب صدر آصف علی زرداری اور نواز شریف سے ٹیلی فون اور ہائی کمان امریکی اہم اہلکاروں کی دونوں فریقوں سے ملاقاتیں شامل ہیں۔ اور بظاہر یہ لگ رہا ہے کہ عدلیہ کی نام نہادی آزادی (جس سے گرچہ بہت سے متفق ہوں مگر ہر کوئی متفق نہیں) قریب ہے۔

اگر ممکنہ بحالی ہو بھی جاتی ہے تو وکلا کو شائد یہ خیال کرتے رہیں گے اور ناچتے گاتے رہیں گے کہ عدلیہ بحالی شائد وکلا کی وجہ سے ہوئی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وکلا تو اپنے اپنے جلسوں میں تاحال پہنچ نہیں پائے ہیں

علی احمد کرد صاحب کوئٹہ سے اپنے زور سے نکل پاتے تو ہمیں وکلا تحریک کی وجہ کامیابی کا کچھ یقین ہو جاتا، وہ تو جب تک حکومت وقت نا چاہے اپنے صوبے سے نہیں نکل پارہے جبکہ وہ ایک صوبے کے نہیں بلکہ پاکستان سپریم کورٹ کے موجودہ صدر ہیں

،اعتزاز احسن صاحب بھی کسی بڑے جلسے سے لائیو خطاب نہیں کر پائے ہیں
اسکے علاوہ عمران خان کا ایک ٹی وی بیان نظر سے گزرا جنکے مطابق وہ اسلیے روپوش ہیں
کہ انکے گھر پر چھاپے پڑ رہے ہیں۔

اب اگر عدلیہ بحال ہو بھی جاتی ہے جس کے امکانات نظر آرہے ہیں تو وہ یقینا مسلم
لیگ ن کی وجہ سے ممکن ہوسکے گا کیونکہ جس قسم کی طاقت کا مظاہرہ ن لیگ نے اپنے
صوبے میں کیا ہے اگر حکومت اس کے خلاف جاتی ہے تو ملک کے حالات سنگین ہو جائیں
گے اور اگر حکومت جج بحال کر بھی دیتی ہے تو کچھ عرصے بعد ن لیگ نے کوئی اور ایشو
اٹھا لینا ہے یقین نا آئے تو کچھ ایک دو مہینے کا انتظار کر دیکھیے۔

وکلا تحریک کے نامی گرامی جیسے منیر اے ملک، رشید رضوی اور بہت سے دوسرے
حضرات اپنے طور پر کچھ نہیں کر پائے مگر کریڈٹ سب پورا پورا لے جائیں گے۔

بحر حال ضروری نہیں کہ ہمارے سارے اندازے صحیح ثابت ہو ہی جائیں اور عدلیہ صحیح
انداز سے بحال ہو بھی جائے۔

چلیں ہم بھی دیکھتے ہیں کہ آنے والے دنوں میں پاکستان کے ساتھ مزید اور کیا کیا ہوتا ہے۔ بالفرض معزول ججز اگر بحال ہو بھی گئے تو ہم بھی دیکھتے ہیں اور آپ بھی دیکھیے گا کہ پاکستان میں کیسا انصاف کا بول بالا ہوتا ہے اور کیسے ملک میں سب کو برابر انصاف ملتا ہے۔ کیا شخصیات کی بحالی سے ادارے بھی بحال اور فعال ہو سکتے ہیں مجھے یہ دیکھنا ہے اور آپ بھی دیکھیے گا۔

بہت سی باتیں ہمیں سمجھ نہیں آتیں اور وہ ہو جاتی ہیں اور بہت سی باتیں ہمیں سمجھ میں آتیں ہیں اور وہ نہیں ہو پاتیں۔

ابھی تو بہت سے واقعات نظر سے گزریں گے آنے والے دنوں میں اور خصوصا معزول ججز کی بحالی کے بعد۔

بحرحال جو بھی ہو پاکستان کے لیے کتنا اچھا ہوگا اس کے لیے دعا ہی کر سکتے ہیں۔ اللہ پاکستان کو بحرانوں سے محفوظ رکھے۔

شاطر امریکی ڈرامے کی اگلی دوسری قسط

امریکہ جو پاکستان کی عدلیہ کی بحالی کے سلسلے میں گزشتہ دو سال سے لاتعلق تھا۔ اس نے اپنی مداخلت کا آغاز ن لیگ کے لیڈران اور آصف علی زرداری صاحب سے ملاقاتیں شروع کرکے کر دیا ہے گزشتہ دنوں نواز شریف اور شہباز شریف سے ملاقاتیں اور آصف علی زرداری سے بھی رابطے کیے گئے اور جس طرح سابقہ صدر مشرف کو استعفیٰ کے لیے مجبور کرنے میں امریکہ کا ایک دباؤ تھا وہی دباؤ اب معزول ججز کی بحالی کے سلسلے میں بھی نظر آ رہا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ امریکی ڈرامے کی اس قسط کے بعد کیا ہوتا ہے۔

پہلی قسط کے نتائج کا بھی ہمیں انتظار ہے جسکے مطابق پاکستان کی امداد کو ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب تک رسائی دینے سے مشروط کیا گیا ہے اس کے نتائج کیا آئیں گے ہم پاکستانی دھڑکتے دل کے ساتھ اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ معزول ججز کا مسئلہ حل کرانے میں امریکی حیرت انگیز پھرتی اور چابکدستی سے بھی دل ڈر رہا ہے۔

یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے امریکی انٹرسٹ کیا ہے اور کیا امریکی انٹرسٹ اور پاکستان کا قومی مفاد دونوں ہی ہمارے ملک و قوم کے لیے سود مند ثابت ہونگے۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو ہمارے ملک کی ان جماعتوں کا کیا ہونے جارہا ہے جنکی ساری سیاست ہی امریکہ مخالفت میں گھومتی ہے جیسے عمران خان اور قاضی صاحب جو کھل کر امریکی مداخلت کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت قرار دیتے ہیں یہی موقف کافی حد تک نواز شریف بھی اپنا چکے ہیں انکی کچھ عرصے سے تقریریں یہی باتیں ظاہر کرتیں تھیں پاکستان کی سیاست کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا اور خاص طور پر پاکستان کی موجودہ جمہوری سیاست کے بارے میں۔

جناب سلیم اللہ شیخ کے سوالات اور میری سعی جوابات

جناب سلیم اللہ شیخ صاحب آپ کا کالم پڑھا، ہم تو آپ کی تحریروں سے پہلے ہی متاثر تھے، مگر آپ نے تو الزامات کی بارش برسا کر بھگو کر رکھ دیا ہے۔

آپ کے کالم "فرقان صاحب ان سوالوں کا جواب قرض ہے آپ پر" میں سوال مجھ سے کیے جارہے ہیں اور مخاطب قارئین کو کیا جارہا ہے۔ اپنی چھوٹی سی کالم نگاری کی تاریخ و معلومات کے مطابق بڑے بڑے لکھاری استادوں کی ایک بات گرہ میں باندھنے کی کوشش کی تھی کہ کسی کے کالمز اگر آپکی رائے و خیالات کی مخالفت میں معلوم ہوں تو کبھی ان حضرات کا نام لے کر طعنے تشنے اور الزامات کی کوشش مت کرنا ورنہ لوگ کہیں گے (مشہور کہاوت ہے کہ اپنے ہاتھوں سے کبھی کسی دوسرے اوپر گند مت اچھالو ہوسکتا ہے کہ جس پر آپ گند اچھال رہے ہیں وہ تو اس سے بچ جائے مگر ایک بات یقینی ہے کہ آپکے ہاتھ ضرور گندے ہونگے یہ کہاوت جہاں میرے لیے سبق آزمودہ ہے آپ کو بھی اس پر کچھ فکر کرنی چاہیے) کہ لکھنے کو کچھ نہیں ملا تو لوگوں کو نام لے لے کر کوسنا شروع کر دیا۔

مگر چونکہ آپنے مجھ سے جوابات طلب کیے ہیں تو میں اپنے طور پر کوشش کرتا

ہوں کہ آپ کے سوالات کا جواب دینے کی اپنی سی سعی کر دیکھوں کیا پتہ کب کس کو میری باتیں بری لگنی ختم ہوجائیں اور حق ویقین کا خزانہ مجھ سمیت ہو سکتا ہے آپ کے بھی نصیب میں اللہ عزوجل نے لکھ رکھا ہو۔ میری تو اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں حق کہنے، حق سننے، حق سمجھنے، حق کہنے، حق کو پہچاننے، حق پر عمل کرنے الغرض ایک حق پرست بنادے (آمین) میری اس بات سے یقیناً میرے کچھ بھائیوں کو بڑی تکلیف ہوگی مگر حق تو حق ہے۔ اور ہو سکتا ہے جیسے آپ نے ارشاد فرمایا میں بھی آپکی خوبصورت بات کو دہرانے میں اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں کہ میری باتیں آپ کو بری تو لگیں گی لیکن جب آپ کی سمجھ میں آجائیں گی تو پھر آپ کو بری نہیں لگیں گی ایک نوآزمودہ کالم نگاری کی سعی مسلسل کرنے کا عزم لے کر اور اپنی تحریروں میں آپ جیسے محترم بھائیوں کی راہنمائی اور اصلاح کی غرض سے کچھ عرصے پہلے (یعنی چند ہفتوں یا چند مہینوں) سے اپنے اندر موجود تشنہ طلب اور جواب مانگتے حقائق سے گھبرا کر اور آپ جیسے محترم بھائیوں کی تحریریں پڑھ پڑھ کر اور یہ جان کر کہ لکھتے لکھتے ہی لکھاری بنا جاتا ہے اور ظاہر ہے سوچتا کون نہیں ہوگا مگر لکھنے اور تحریر کا عمل (شاید بہت قلیل تعداد میں لوگ) شروع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بحر کیف میں یہ بات تسلیم کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ
نمبر ا
جیسا کہ آپ نے انکشاف فرمایا کہ میرا (لگاؤ اور دلی) تعلق متحدہ قومی موومنٹ سے ظاہر ہوتا ہے اور میری تحریروں میں یہ تاثر بخوبی محسوس کیا جاسکتا ہے۔ متحدہ قومی موومنٹ جو کہ پاکستان کی ایک سیاسی جماعت ہے اور جو اپنے حلقہ میں لوگوں کی خدمت کا عزم کیے ہوئے ہے اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اس تحریک سے وابستگی اور ہمدردی رکھنے والے الحمداللہ لاکھوں لوگ ہیں جو سنگینوں اور رینجرز اور فوج کی چھتری تلے ہونے والے انتخابات میں بھی متحدہ قومی موومنٹ کے بیلٹ بکس قانونی طریقے سے بھر آتے ہیں (اس سلسلے میں فروعی الزامات چاہے تو کوئی بھی لگا سکتا ہے کہ متحدہ قومی موومنٹ ظلم و ستم کرکے اور لوگوں کو مجبور کرکے ووٹ لیتی ہے یا یہ کہ لوگ بندوق کے سائے میں متحدہ قومی موومنٹ کو ووٹ ڈال آتے ہیں)۔
نمبر ۲
بھائی محترم آپکے اتنے کثیر تعداد میں شائع ہونے والے کالمز (خصوصاً پندرہ مارچ سے پہلے والے) بلاشبہ میں لاجواب ہوتے ہیں مگر کیونکہ ہم سے براہ راست سوال کیے گئے ہیں اور جواب مانگے گئے ہیں۔ تو میرے محترم بھائی بصد

احترام کے آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ اس ناچیز کو تو آپ کالمز میں سوائے وکلا تحریک اور پی پی پی حکومت مخالفین کی حمایت و ستائش کے کبھی کچھ ایسا نظر نہیں آیا کہ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے پی پی پی اور اسکی اتحادی پارٹیاں کوئی شیطانی ٹولا اور ن لیگ اینڈ کمپنی (بشمول نام نہاد وکلا اتحاد) آسمانی مخلوق ہیں کہ جو وہ کر رہے ہیں وہی حق ہے اور باقی سب باطل ہے اور جو کچھ اب تک ن لیگ اور اسکے حمایتی ٹولے نے کیا وہ ہمیشہ صحیح کیا (جگ پنجابی جگ اور بغاوت کے نعرے اور اللہ نا کرے پاکستان کی سلامتی خطرے میں پڑنے والے بیانات اور کسی موجودہ متفقہ صدر کو زرداری غداری کے نعرے لگوانا وغیرہ وغیرہ۔ اور الوداع زرداری صاحب، آج کی سپرہٹ فلم، نوید صاحب کی خدمت میں اختتام (جس میں آپ نے بڑی مستند حدیث کی مثال دی کہ اپنے بھائی کے بارے میں اچھا گمان رکھو، آپکے گمان آپکے کالمز میں نظر آتے رہتے ہیں کیا کسی حدیث میں یہ لکھا ہے کہ فلاں صوبے یا فلاں علاقے کے بھائی کے لیے تو اچھا گمان رکھو اور جس سے نظریاتی اختلاف ہو اس کے پیچھے پڑ جاؤ اور اپنی آنکھ کا شہتیر تو نظر آئے نا اور دوسرے کی آنکھوں میں تنکے نظر آنے لگیں، معزرت چاہتا ہوں یہ باتیں کہیں آپ کو بری نا لگ رہی ہوں میں تو آپکے بارے میں گمان خیر کا ہی طلب گار ہوں لیکن بات وہیں آجاتی ہے کہ حق بات کہو، اسکے علاوہ رنگ بدلتی سیاسی صورتحال پر میرا تبصرہ بھی شاید آپ کی نظر سے گزرا ہو)۔

اور جیسا کہ آپکے کالمز نواز شریف صاحب اور انکے بھائی کی تعریف میں اٹے ہوئے ہوتے ہیں تو کیا سلیم بھائی مجھ ناچیز یا کسی یہ حق حاصل نہیں کہ ہم بھی اپنے نقطہ نظر کو بیان کرنے کی جسارت کریں۔ کالمز اگر جیسا آپ نے کہا کہ آپ غیر جانبداری سے لکھتے ہیں تو قارئین کو فیصلہ کرنے دیجیے میں تو تسلیم کرتا ہوں کہ میرے کالم میں میری ہمدردیاں متحدہ قومی موومنٹ سے اور موجودہ حکومت سے جسے ملک کے تین کمزور اور چھوٹے صوبے کی مکمل حمایت حاصل ہے ایک بڑے صوبے میں پھنس کر رہ گئی ہے۔ ظاہر ہے تعصبی نعرے لگا کر کسی کو جگانا کہ جاگ فلاں جاگ، اس کا کیا نتیجہ نکلے گا یہ تو ہمیں اسی دنیا میں اور آخرت میں پتہ چل جائے گا بے شک ہمارا رب بہتر فیصلے کرنے والا ہے۔

چورانوے سے چھیانوے کے دوران متحدہ قومی موومنٹ حکومت کے خلاف آئے دن ہڑتالیں کر رہی تھی۔۔ بھائی میرے وہ کسی نام نہاد جج کی حمایت اور اسکے غیر آئینی اختیارات استعمال کرنے کے حق یا مخالفت میں نہیں کر رہی تھی بلکہ شہر کراچی میں جو بدترین ریاستی آپریشن اس وقت کی ایم کیو ایم پر مسلط کیا گیا تھا اور مشہور زمانہ ماورائے عدالت قتل کی جو تاریخ رقم کی رہی تھی اس کے خلاف تھی کسی کے کارکن اور ہمدرد گاجر مولی کی طرح کاٹے جارہے تھے، آپ اور ہم بھی کراچی میں رہتے تھے مگر اپنے اپنے گریبانوں میں ہم سب کو جھانکنے کی

ضرورت ہے کہ ہمارے کون سے پیارے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ آج جب صوبہ سرحد اور فاٹا میں جو لوگ دہشت گردی کی کاروائیوں میں مصروف ہیں انکے لیے تو آپ فرمادیں کہ کیونکہ انکے پیارے قتل ہوئے ہیں اسلیے وہ انتقام لے رہے ہیں اور کراچی میں جو قتل عام ہوا تھا اسکی داد رسی تو کسی نے نا کی مگر کراچی کے عوام نے اپنے ووٹوں سے بدلہ لینے کی کوشش کی ظالموں سے اور اگر آج متحدہ قومی موومنٹ پی پی پی کے ساتھ اشتراک عمل میں شریک ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ قوموں کی تاریخ میں ایسے نشیب و فراز آتے ہیں اور بڑی بڑی قربانیاں دی جاتی رہی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوج بر حق کو غزوہ احد میں اگر خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ (جو غزوہ احد کے وقت مشرکین میں شامل تھے) نے بڑی جانی ضرب لگائی تھی تو کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہہ دیا تھا کہ کیونکہ خالد نے مسلمان لشکر کے اتنے اتنے افراد کو شہید کیا تھا اسلیے میں کبھی خالد کو قبول نہیں کرونگا۔ نہیں میرے بھائی ایسا نہیں ہوتا بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب سپہ سالاروں میں خالد بن ولید شامل رہے جنھیں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار جیسا مشہور لقب عنایت فرمایا (اب معاذ اللہ اللہ کی تلوار کا لقب پانا ایک ایسے شخص کے حصے میں کیوں آیا جو غزوہ احد میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی تلواروں سے کئی مسلمان صحابی رضوان اللہ تعالی اجمعین کو شہید کر چکے تھے) تو میرے بھائی حق کو

سمجھنے کی کوشش کرو۔ حضرت علی اور اماں عائشہ کے درمیاں غلط فہمی کی وجہ سے ایک مشہور معرکہ آپکو معلوم ہوگا) اسلیے ہر وقت کوئی صیح اور غلط نہیں ہوتا جیسے کہ اب اپنے ممکنہ عہدے پر فائز ہونے والے چودہری افتخار کیا اس وقت صیح تھے جب انہوں نے آمریت کو طول دینے کے لیے نظریہ ضرورت کو صیح قرار دیا تھا اور اپنے کئ ساتھیوں سمیت پی سی او جیسے لعنتی آرڈیننس کے تحت حلف لیا تھا یا اب صیح ہیں جب ایک سیاسی جماعت کی جگث فلاں جگث کے نعرے کے نتیجے میں اور امریکی اور دوسری غیر ملکی مداخلت کے سبب بحال ہونے جارہے ہیں۔ تو بھائی حق کو سمجھنے کی کوشش کرو ورنہ نام بھی نا ہوگا ہمارا زمانہ میں۔ دوسری بات یہ کہ نواز شریف نے پہلے تو آصف علی زرداری صاحب کے کئ برسوں کے لیے قید میں رکھا اور یہاں تک کے ان کی زبان کاٹنے اور انکو قتل کرنے کی بھی کوشش کی اور اب کچھ عرصے پہلے بھائی بھائی بن بیٹھے اور بڑے وعدے وعید لیے اور دیے گئے اور پھر زرداری غداری کے نعرے لگوائے گئے اور اب ممکن ہے دوبارہ بھائی بھائی بن بیٹھیں۔ تو بھائی نواز شریف یا تو اس وقت صیح تھے یا اب ہیں۔ پہلے تو فوجی کیاری میں پل کر جوان ہوئے اور پی پی کے ایک اہم رہنما کے بقول نواز الحق (جیسے اعجاز الحق) کا خطاب پایا اور پھر اسی گالی دیتی جماعت کی سربراہ کو بہن بنا بیٹھے۔ او میرے بھائی سیاست میں کچھ غیرت بھی ہوتی ہے اور وہ بھی کسی چھوٹی لسانی، صوبائی اور علاقائی جماعت کی حیثیت سے نہیں بلکہ نام نہاد قومی جماعت کے دعوے داروں سے (پنجاب

سے اکثریت باقی جگہ بدمعاشی کیونکہ جگٹ فلاں جگٹ کا جادو تو پورے پاکستان میں چلتا ہے)۔

متحدہ نے اپنے خلاف ہونے والے مقدمات کی بڑی تعداد کا سامنا کیا اور منافق اور تعصب رکھنے والے ججز اور عدلیہ کے لیے کبھی نہیں کہا کہ ہم ان عدالتوں کو نہیں مانتے، متحدہ قومی موومنٹ تو وہ جماعت ہے جسکے خاتمے لے لیے اینٹی ٹیررسٹ عدالتیں قائم کی گئی اور جس کی ثمرات ایسی عدالتیں قائم کرنے والوں کو بھی بھگتنا پڑے۔

اپنے طور پر یہ فیصلہ کرلینا کہ مجھ ناچیز نے یہ کہا ہے کہ حکومت وقت کے خلاف احتجاج کرنا اور سسٹم کو خطرے میں ڈالنے والا باغی ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہے بھائی میرے تھوڑا صبر و تحمل کا مظاہرہ کیجیے میری تحریروں سے اگر آپ کو ایسا لگا ہے تو میں معزرت چاہتا ہوں کہ آپ میری تحریروں کو جس نظر سے دیکھ رہے ہونگے ان سے تو کوئی بھی اختلافی نظریہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔ کاش کہ کراچی کے عوام بالخصوص ایم کیو ایم کے کارکنان کو جس بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا کاش ہمارے صوبے میں بھی کوئی ایسے کرتا کہ ایسے احکامات کو ماننے سے انکار کرتا مگر انکار تو جب کرتا جب شہیدوں کو اپنا سمجھتا جیسے کہ پنجاب پولیس نے اپنا سمجھا۔ تو میرے بھائی قربانیاں دینے اور جگٹ فلاں جگٹ کے

نعرے لگانے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ پی پی پی اور ایم کیو ایم کی تو تاریخ بھری پڑی ہے اپنے شہیدوں کی قربانیوں سے ملک کی دوسری پارٹیوں کو اللہ کا شکر گزار ہونا چاہیے ورنہ آسان نہیں ہوتا ایسے ظلم و ستم برداشت کر جانا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ مجھ سے یہ سوالات کبھی نہیں کرتے لیکن مجھ ناچیز نے آپ کو مجبور کیا چلیں میرے لیے تو بات مان لیتے ہیں مگر جناب نوید قمر صاحب کی خدمت میں۔ اختتام نامی ایک اور کالم میں بھی بھائی نوید قمر کو پی سی او زدہ عدالت میں کھڑا کرکے کافی سوالات آپ نے کیے اور بڑے ماہرانہ سے سوالات کے ساتھ ساتھ اپنا کلکوزن بھی عنایت کر دیا اسی کالم میں اور مجھ ناچیز کے ساتھ بھی آپکا کم و بیش یہی رویہ ہے۔ تو میں تو آپ سے ایک بھائی (عمر میں شائد اور تجربہ میں بلاشبہ) کی حیثیت سے درخواست کرتا ہوں کہ میری رہنمائی فرمائیں اور واقعی کیا معلوم اللہ ہم میں سے کس کی آنکھیں حق کے راستے پر کھول دے اور ہمیں وہ نظر آ جائے جو ہماری دنیا اور عاقبت دونوں کے لیے بہتر ہو۔

یہ سوال جواب کا سلسلہ تو میں امید ہی کر سکتا ہوں کہ یہاں ختم ہو جائے باقی رہے سیاسی کالمز تو انشا اللہ ان کا سلسلہ جاری رہے گا اور میں اپنی بات میں پختگی لانے کی کوشش کرتا رہوں گا

اللہ میں دعا کرتا ہوں کہ مجھ سمیت ہر مسلمان کو حق بات پر جم جانے والا بنا دے۔

M. Furqan Khan

بد خلقی اور ذہنی انتشار

کچھ بداخلاقیاں اور بعض ناپسندیدہ عادتیں انسانیت و دوستی کی بنیاد کو کمزور کر دیتی ہیں۔ جسکے اخلاق اچھے نہ ہوں جس کے مزاج میں سختی ہو وہ اپنے اور دوسروں کے درمیان ایسی دیوار کھڑی کر لیتا ہے کہ مفاہمت مشکل سے مشکل ہوتی چلی جاتے ہے۔ بد خلقی انسانی قدر و قیمت کو گرا دیتی ہے اور بداخلاق انسان سمجھتا ہے کہ میں نے دوسروں کو اپنی چرب زبانی سے چپ کروا دیا ہے درحقیقت لوگ اس سے دور ہوتے جاتے ہیں اور اگر وہ بداخلاق شخص کسی اختیار و طاقت کا مالک بھی ہو تو لوگ اس سے ڈر کر اسکی عزت کرتے ہیں جس کی وعید میں ایک مشہور حدیث ہے جس کے مفہوم کے مطابق (اللہ میری کمی بیشی معاف فرمائے) کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ بداخلاق و بدگو شخص سے لوگ ڈر کر اسکی عزت پر مجبور ہونگے۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہر شخص بداخلاق شخص سے دور رہتا ہے اس سے کسی حد تک نفرت بھی کرتا ہے۔ ایک نامانوس و بدمزاج شخص کی صحبت سے انسان کو رنج و تکلیف کے سوا کچھ نہیں ملتا اور ایسا شخص غیر ارادی طور پر دراصل اپنی ہی ترقی کی راہوں میں روڑے اٹکا رہا ہوتا ہے۔

معاشرے میں کامیابی کی اہم شرائط میں سے ایک شرط حسن خلق ہے جس کے لیے فرمایا گیا بہتر وہی ہوگا جس کے خلق اللہ کی مخلوق کے ساتھ اچھے ہونگے۔

انسان میں حسن خلق کی عادت بہت ہی اچھی اور لوگوں کو اپنی طرف راغب کرنے والی ہوتے ہے جس سے انسان کی شخصیت میں غیر معمولی جاذبیت پیدا ہوتی ہے یہ انسانی کی صلاحیتوں اور طاقتوں کو ابھارتی ہے اور معاشرتی زندگی گزارنے میں بہت معاون و موئثر ہوتی ہے۔

جس شخص کو حسن خلق کی دولت مل گئی بس سمجھیے اسکو ایک خزانہ مل گیا اس سے دوسرے کبھی اذیت کا شکار نہیں ہونگے اور اس شخص کی پوری کوشش ہوگی کہ اپنے چاروں طرف اس خزانہ کو بانٹے جس کے جواب میں اسے مزید خزانے ملتے رہیں گے کسی بھی حلقہ احباب میں محبوب و مقبول ہونے کا راز خوش خلقی ہے بد اخلاق کی عادت جس میں ہوگی وہ دوسروں کے لیے نا قابل.برداشت ہوگا اور لوگ اس سے متنفر رہیں گے۔

حسن اخلاق ایک عظیم دولت ہے مگر شرط یہ ہے کہ یہ دولت آپ اپنے تک محدود نا رکھیں بلکہ اپنے جاننے والے اور نا جاننے والوں پر اس دولت کو نچھاور کرنا

شروع کریں جسکے جواب میں آپ کو جو کچھ اس دنیا میں ملے گا وہ تو ملے گا آخرت میں
آپ جس انعام کے حقدار پائیں گے اس کا ادراک اگر آپ کو ہو جائے تو یقین کریں کہ
آپ سارے کام چھوڑ کر حسن اخلاق کی دولت لٹانے میں لگے رہیں۔

اچھے خیالات جن سے شائد ہم کچھ اچھا کر سکیں

دنیا میں بہت سے اچھے طریقے ہیں جن پر عمل کرتے ہوئے ہم نا صرف اپنی زندگیوں میں خوشگوار تبدیلیاں لا سکتے ہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی کچھ اچھا دے سکتے ہیں ان میں سے مندرجہ ذیل پیش خدمت ہیں۔

۱۔ اپنے دماغ کو خوش رکھنے کی کوشش کیجیے اور سیکھیے کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں سے کس طرح لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔

۲۔ اپنے حالات سے بہترین چیز حاصل کرنے کی کوشش کیجیے، یقین رکھیے سب کے پاس ہر چیز نہیں ہوتی۔ سیکھیے یہ فن کہ کس طرح مسکراہٹ اور ہنسی دور بھگا دے آنسوں اور نا امیدیوں کو۔

۳۔ اپنی زات کو زیادہ سنجیدہ مت بنائیں۔ اور نہ سوچیے کہ اپنے آپ کو اس آنے والی گھڑی سے کیسے بچائے رکھیں جس کا شکار آپ نے اگر ہونا ہے تو ہونا ہے۔

۴۔ آپ ہر کسی کو خوش اور مطمئن نہیں رکھ سکتے لہٰذا تنقید پر پریشان ہونا چھوڑ دیجیے بلکہ تنقید سے کچھ سیکھنے کی کوشش کیجیے۔

۵۔ اپنے پڑوسیوں اور دوستوں کو اجازت مت دیجیے کہ وہ آپ کے لیے معیار بنانے شروع کر دیں یہ کام آپ خود بہتر کر سکتے ہیں اپنے لیے لہٰذا خود کوشش کریں۔

۶۔ وہ چیزیں کریں جن سے آپ کو خوشی ہوتی ہے نا کہ ناخوشی۔

۷۔ کیونکہ نفرت زہر آلود کر دیتی ہے روح کو، لہٰذا نفرت کو اپنے اندر نا جگہ دیں اور ان لوگوں سے بچیں جو آپ کو ناخوش کرتے ہوں۔ جتنا آپ ان سے دور رہیں گے آپ نفرت کے جزبہ سے بھی دور رہیں گے۔

۸۔ بہت سے مشغلوں میں مصروف رہیں۔ اگر آپ زیادہ سفر نہیں کر سکتے تو کم از کم نئی جگہوں کے متعلق پڑھنے کی کوشش کر دیکھیے۔

۹۔ اپنے وقت کو دکھ و تکلیف دینے والی غلطیوں میں مت الجھائے رکھیں اچھا کے لیے کوشش کر دیکھیے کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۰۔ کچھ کیجیے ان لوگوں کے لیے جو آپ کی نسبت کم خوش نصیب ہوں۔

۱۱۔ مصروف رہنے کی کوشش کیجیے۔ کہتے ہیں ایک مصروف آدمی کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ ناخوش رہے۔

اپنے پیاروں کو اپنے سے قریب رکھیں کیونکہ ان کی جدائی کے بعد ہو سکتا ہے کہ ایک دن آپ کی آنکھ کھلے اور آپ کو احساس ہو کہ آپ نے کوئی قیمتی ہیرا کھو دیا ہے اس وقت جب آپ بہت مصروف تھے بے کار پتھر چنتے ہوئے۔

آپ سب کا مخلص، نیک دعاؤں کا طالب،

جناب جاوید چودھری صاحب کی تحریروں سے ایک منتخب تحریر

اور معزز شخص چہرہ اٹھا کر مجھے مخاطب کرتا

جاوید تم یقین کرو پاکستان کا کرپٹ ترین ادارہ عدالتیں ہیں، تم عام سے عام سول جج کے لیونگ سٹینڈرڈ دیکھو، پاکستان کے بڑے بڑے کاروباری لوگ اس کا تصور نہیں کر سکتے، تم ججوں کے بچوں کے تعلیمی ادارے دیکھو، کوئی ایماندار افسر اتنی فیسیں ادا نہیں کر سکتا، تم عدالتی اہلکاروں کی بیویاں دیکھو، بڑے بڑے امیر لوگوں کی بیویاں اتنے قیمتی زیورات نہیں پہن سکتیں، تم ان لوگوں کے گھر دیکھو، یوں لگے گا جیسے کسی عرب شہزادے کے محل میں آ گئے ہو، یہ رزق فراوانی کہاں سے آتی ہے؟ یہ وسیع تر وسائل کس جگہ سے آتے ہیں؟ یہ من و سلوی کیونکر اترتا ہے، اس ملک میں کوئی سوچتا ہے؟ کسی نے کبھی تحقیق کی؟ کسی نے اس پر غور و فکر کی زحمت گوارا کی؟ نہیں کی، لیکن ایک بات لکھ لو، لکھو، لکھو تمہارے پاس قلم بھی ہے اور کاغذ بھی۔ جب تک پاکستان کا عدالتی نظام درست نہیں ہوتا، احتساب کا آغاز ججوں سے نہیں ہوتا، یہ ملک نہیں چل سکتا، نظام درست نہیں ہو سکتا۔ ساتھ ہی باریش معزز شخص نیچے جھکتا اور ہاتھ میں پکڑے فرمارائے آم پر ہونٹ رکھ دیتا۔

لیکن آپ بھی تو اسی عدالتی نظام کا حصہ رہے ہیں۔ راشد حجازی نے اپنے روایتی انداز سے ہوا میں ہاتھ چلائے۔

ہوں، ہوں، معزز شخص نے ہونٹ آم سے الگ کیے، دائیں ہاتھ سے ٹشو پیپر کے ڈبے سے ایک نرم اور ملائم کاغذ کھینچا اسے ہونٹوں پر پھیرا اور پھر مسکرا کر بولا: میں تھا راشد صاحب لیکن اپنے ضدی پن کی وجہ سے میری کیا حال تھی آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ میں سیشن جج تھا، جی او آر لاہور میں میری سرکاری رہائش گاہ تھی، گاڑی تھی نہیں لہٰذا ویگن پر دھکے کھاتا ہوا کورٹ آتا اور اسی طرح دھکے کھاتا ہوا واپس جاتا اور اکثر ایسے بھی ہوتا کہ دو دو گھنٹے ویگن کے انتظار کے بعد میں واپس گھر آ جاتا جبکہ تیز بارشوں میں بھیگتے ہوئے کمرہ عدالت تک پہنچنے کے تو کئی واقعات ہیں۔ اسے بھی چھوڑیں، پوری زندگی میں اکھٹے دو جوڑے کپڑے نہیں بنا سکا۔ ایک آدھ جوڑے سے زائد کبھی جوتے نہیں خریدے۔ ڈائننگ ٹیبل پر بھی ساگ پات کے سوا کبھی کچھ نہ ملا اور آج میں سینئر ہوں تو یقین کریں میرے پاس اب بھی گورنمنٹ ہاسٹل کے اخراجات پورے کرنے کے لیے پیسے نہیں۔

بڑی بات ہے، میرے منہ سے بے اختیاری میں نکل گیا نہیں نہیں معزز شخص نے چر مرایا ہوا آم ٹوکری میں پھینک کر اپنی عمیق نظریں مجھ پر جمائیں اور بولا

نہیں جاوید، اس بات کا قطعاً یہ مطلب نہیں تھا میں خود کو پارسا، ایماندار اور درویش ثابت کرنا چاہتا ہوں، میں تو صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں اگر ایک شخص ان تمام دکھوں، اذیتوں اور مسائل کے باوجود زندگی بھر خوش و خرم، مطمئن اور مسرور رہ سکتا ہے تو دوسرے جج کیوں نہیں رہ سکتے۔ آخر ان لوگوں کو بھی تو سمجھایا جا سکتا ہے رزق حلال کی برکات سے متعارف کرایا جا سکتا ہے۔

پر یہ کون کرے گا؟ میں نے آہستہ سے پوچھا: کوئی ایسا بندہ خدا، جس کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو، جس کے عمل اور گفتار میں بعد نہ ہو، جو اندر اور باہر سے دو رنگا نہ ہو۔ باریش شخص نے پھر آہستہ سے کہا۔

اگر کبھی زندگی میں آپ کو ایسا اختیار مل گیا تو میں نے شوخی سے پوچھا، باریش معزز شخص نے قہقہہ لگایا پھر دیگچے میں ہاتھ ڈال کر برف کی ایک پگھلتی ہوئی ڈلی اٹھائی، اسے ہتھیلی پر جمایا اور پھر اس پر نظریں جما کر بولا جاوید اگر مجھے زندگی میں کبھی ایسا موقع ملا تو میں پاکستان کا عدالتی نظام درست کردوں گا، انصاف کے راستے میں کھڑی رکاوٹیں دور کردوں گا، ججوں کو رزق حلال تک محدود رہنے پر مجبور کردوں گا، سائلوں کو جگہ جگہ زلیل ہونے سے بچاؤں گا، لیکن میرا نہیں خیال مجھے کبھی ایسا کوئی اختیار ملے گ

اور کل صبح جب ٹھیک چھ ماہ بعد میرے بچے نے تازہ اخبار اٹھار کر میرے سامنے بھیلا دیے تو میں تمام اخبارات کی لیڈ سٹوری میں اس بارلیش معزز شخص کی تصویر دیکھ کر حیران رہ گیا۔۔۔۔۔۔ یہ جناب رفیق تارڑ ہی تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ ہم میں سے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ ہم چار لوگوں میں سے ایک شخص چھ ماہ بعد اس ملک کا صدر ہوگا، افواج پاکستان کا سپریم کمانڈر ہوگا، ہر قانون، آئین کی ہر ترمیم اس کے دستخطوں سے جاری ہوگی، چیف آپ آرمی اسٹاف اور چیف جسٹس اس کے مرضی سے مقرر ہوں گے۔

جی ہاں، جناب رفیق تارڑ آپ نے فیڈرل لاجز تھری کے گیٹ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا تھا: جس معاشرے میں انصاف نہیں ہوتا، وہاں کوئی قانون نہیں ہوتا اور جہاں قانون نہیں ہوتا، وہاں انسان نہیں درندے بستے ہیں اور اس ملک کے تیرہ کروڑ لوگ شہروں نہیں، جنگلوں میں زندگی گزار رہے ہیں، جہاں خونخوار درندے کمزور دانتوں اور چھوٹے ناخنوں والے جانوروں کو کچا چبارہے ہیں۔ اور آپ نے کہا تھا، قانون پانی کی طرح ہوتا ہے اگر وہی زہریلا ہو تو فصلیں کیسے صحت مند ہو سکتی ہیں، پھلوں میں توانائی کیسے آسکتی ہے۔ اور آپ نے کہا تھا تاریخ میں حکمران وہی زندہ رہے ہیں جو قانون بناتے ہیں، جو مظلوموں کے آنسو پونچھتے ہیں، جو ظالم کو راستہ روکتے ہیں اور آپ نے کہا تھ جس ملک کا

سیاستدان بد دیانت ہو، حکمران لالچی، ہو، مولوی منافق ہو، دانشور چور اور جج کرپٹ ہوں اس ملک کے قائم رہنے کا کوئی جواز نہیں ہوتا اور آپ نے کہا تھا قدرت ہمیں اصلاح کا ایک موقع ضرور دے گی، ہم سنبھل گئے تو ہماری اولادیں ایک خوشحال پاکستان دیکھیں گی لیکن ہم نے یہ موقع بھی کھو دیا تو۔۔۔۔؟ اور آپ نے اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہا تھیار آج گرمی بہت ہے، اگر میں مزید کچھ دیر یہاں ٹھرا رہا تو مجھے سن سٹروک ہو جائے گا، اجازت دو جلد ملیں گے۔

ہاں جناب رفیق تارڑ شاہد فیڈرل لاجز تھری کا وہ نیم تاریک کمرہ، وہ ٹھنڈے آم اور لوح محفوظ سے ٹوٹا ہوا وہ لمحہ آج بھی آپ کے حافظے کے کسی کونے میں ڈرا سہا بیٹھا ہو، جب آپ نے بڑی حسرت سے کہا تھا اگر کبھی مجھے اختیار مل گیا تو میں عدالتی نظام درست کردوں گا اور کوئی ایسا بندہ خدا چاہئے جس کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو، جس کے عمل اور گفتار میں بعد نہ ہو اور جو اندر اور باہر سے دو رنگا نا ہو۔۔۔۔ لیکن نہیں سردی کی شاموں میں، ہیٹر کے بالکل قریب بیٹھ کر، پاؤں پر جاپانی کمبل گرا کر اور ہاتھ میں بھاپ اڑاتی چائے کا کپ پکڑ کر جون کی کسی تپتی دوپہر، جلتے سایوں اور سڑکوں کی پھگلی ہوئی تارکول یاد کرنا آسان کام نہیں؟

کس کی جیت - کیا سب کی جیت؟

آج میں جناب نذیر ناجی صاحب کا ایک کالم پیش کرنا چاہتا ہوں اور میری نظر میں یہ ایک زبردست کالم ہے جس میں مختلف زاویوں سے حالیہ بحرانوں کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی ہے۔ نذیر ناجی راقم ہیں

" یہ ایسی جنگ تھی۔ جس میں دونوں جیت سے ڈر رہے تھے۔ اندرونی اور بیرونی دوستوں نے سمجھا بجھا کر دونوں کو جیت سے بچا کر ایک ایسے نتیجے پر پہنچایا، جس میں سب کامیاب رہے۔ میں نے ایک ٹیلیوژن انٹرویو میں کئی دن پہلے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ "سب کامیاب ہوں گے۔" اینکرپرسن نے حیرت سے پوچھا "سب کیسے؟" میں نے عرض کیا کہ کسی ایک فریق کی کامیابی تباہ کن ہو گی۔ اس لئے ایسا نتیجہ لازم ہے۔ جس میں سب کامیاب ہوں۔ نتیجہ نکل آیا۔ نواز شریف اپنا مطالبہ منوا کر کامیاب ہوئے۔ صدر آصف زرداری پاکستان کو خانہ جنگی اور تباہی سے بچا کر کامیاب رہے۔ چیف جسٹس آف پاکستان اپنی کرسی حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ جس قسم کے آرڈر سے وہ معزول ہوئے۔ اسی قسم کے آرڈر سے بحال ہو گئے۔ پہلا اس لئے غلط تھا کہ خلاف گیا۔ دوسرا اس لئے قابل تعریف ہے کہ حق میں آیا۔ چودھری اعتزاز احسن اس لئے کامیاب رہے کہ قومی تاریخ کی سب

سے کامیاب سیاسی مارکیٹنگ کا فخر انہیں حاصل ہوا۔ میڈیا اس لئے کامیاب ہوا کہ صدر اور وزیر اعظم کے بعد، چیف جسٹس آف پاکستان بھی اس کی طرف دیکھا کریں گے۔ اس نے ایک چیف جسٹس کے انکار کو تقدس کا درجہ دے دیا اور دوسرے کے انکار پر رسوائی کا رنگ چڑھا دیا۔ جتنے ہیرو تحریک چلانے والوں میں ابھرے۔ ان سے زیادہ ہیرو میڈیا نے اپنے لئے پیدا کر لئے۔ آگے چل کر میڈیا میڈ میٹریل ہی پاکستان پر راج کرے گا۔

میں نے شروع میں لکھا کہ دونوں فریق جیت سے ڈر رہے تھے۔ صدر آصف زرداری کے ڈر کی وجہ یہ تھی کہ وفاق پاکستان کو بچانا ان کی زمہ داری تھی۔ لیکن جیسے جیسے اسلام آباد پر یلغار کا وقت قریب آ رہا تھا۔ سندھ میں متوقع رد عمل کے بھیانک خدوخال ابھرتے نظر آنے لگے تھے۔ سندھ کو وفاق کا بہت ہی اذیت ناک تجربہ ہے۔ وہاں سے اسے ملک کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کی میت بھیجی گئی۔ دوسرے وزیر اعظم زوالفقار علی بھٹو کی میت بھیجی گئی اور پہلے خاتون وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کی میت بھیجی گئی۔ ہر میت پر کوئی نہ کوئی آگ بجھانے والا موجود تھا۔ لیاقت علی خان کا دکھ بنگالی بھائیوں نے بانٹا۔ شہید ملت وہیں سے منتخب ہوئے تھے۔ بھٹو کے دکھ پر ان کی بیگم اور بیٹی نے مرہم رکھا۔ بے نظیر شہید کے غم میں بھڑکتے شعلوں کو "پاکستان کھپے" ،کہ کر آصف زرداری نے ٹھنڈا کیا۔ مگر ان شعلوں کے جھلسائے ہوئے ریلوے اسٹیشن

وفاقی عمارتیں، ٹرک، بسینں اور کنٹینرز آج بھی جگہ جگہ پھیلے پڑے ہیں۔ بے نظیر کی شہادت پر بہنے والے آنسو ابھی تک رکے نہیں ہیں۔ آصف زرداری کو زندہ یا مردہ نکال کر پھینکا گیا تو ردعمل میں بھڑکنے والی آگ کے اندر، پہلی تینوں شہادتوں کا ایندھن ہوگا اور بجھانے کے لئے کوئی نہیں۔ بلاول ابھی چھوٹا ہے اور صدمہ بہت بڑا ہو گا۔ نتیجے میں کیا ہو سکتا ہے؟ اس کا اندازہ الطاف حسین اور پیر مظہر الحق کے بیانات اور منجھے ہوئے سیاستدان مولانا فضل الرحمٰن کے تبصرے سے کیا جا سکتا ہے۔ صدر آصف زرداری نے ایک بار پھر "پاکستان کھپے" کے عزم کو دہرایا۔ پسپائی ہی ان کی کامیابی ہے۔ وکلا نے چیف جسٹس کو واپس ان کی کرسی پر بٹھا کر اپنا عہد پورا کیا۔ چیف آف آرمی اسٹاف جنرل اشفاق پرویز کیانی نے ملک کی سالمیت اور تحفظ کا فرض جرات و دانش کے امتزاج سے ادا کیا۔ امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنے اتحادی کو کمزور ہونے سے بچایا۔ پاکستان میں سیاسی استحکام اس کی ضرورت ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس ملک کی دونوں بڑی جماعتیں مل کر کام کریں۔ مگر دونوں بیک وقت اقتدار میں کیسے رہ سکتی ہیں؟ پہلے بھی امریکہ نے زبردستی کرکے دونوں کو اکھٹے کیا۔ ایک ہی کرسی پر بیٹھے دو افراد، زیادہ حصے پر قبضہ کرنا چاہیں تو ایک کو اٹھنا یا گرنا پڑتا ہے۔ نواز لیگ جن دو کرسیوں پر بیٹھی۔ تنگ آکر ان میں ایک سے اٹھ گئی اور دوسری سے سلمان تاثیر نے گرا دیا۔ چند ماہ کے بعد کرسی کی چھینا جھپٹ تیز ہونے ہی والی تھی کہ امریکہ ایک بار پھر بیچ

میں آیا اور سیاسی استحکام کے ٹائر کو پنکچر لگانے میں کامیاب ہوا۔ لیکن یہ پنکچر بہت کمزور ہے۔ زیادہ دن نہیں نکالے گا۔ اس پورے ڈرامے کے جس کردار کو بھی دیکھیں۔ وہ کامیاب نظر آتا ہے۔ اطہر من اللہ، اٹل ارادے سے مشہور ہوئے، طارق محمود اپنی سنجیدگی اور خوش گفتاری پر پسندیدہ ٹھہرے، علی احمد کرد کوئل کے گلے سے شیر کی دھاڑ نکال کر ہجوم کو حیرت زدہ کرتے رہے۔ حامد خان نے تحریک کے اندر اپنی تحریک بھی جاری رکھی۔ اس تحریک کے کندھوں پر سوار ہو کر "منجی کتھے ڈاہواں؟" گروپ کے سیاستدان ایک بار پھر زمیں پر آکھڑے ہوئے ہیں اور اپنی منجی اٹھائے پھر سے وہ جگہ ڈھونڈ رہے ہیں جہاں یہ اپنی سیاست کی چارپائی رکھیں۔ اللہ سب کا وارث ہے۔ پاکستان بہت زرخیز ہے، یہاں ہر وقت نئے سے نئے فتنے اٹھتے رہتے ہیں۔ "منجی کتھے ڈاہواں گروپ" کو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ جلد ہی پی سی او ججوں کو نکالنے کی تحریک شروع ہونے والی ہے۔ اپنی پنی مرضی کا جج ڈھونڈ کر اس کے خلاف نعرے لگائیں۔ کامیابی سب کے قدم چومے گی۔ جج کافی ہیں۔ ہر لیڈر اور ہر جماعت ایک جج کو ہدت بنا کر اس کی بطرفی پر اپنی چھاپ لگا سکتی ہے اور تحریک کی کامیابی پر دعویٰ کر سکتی ہے کہ جج کو نکلوانے کا کارنامہ اس کا ہے۔

ٹی وی چینلز اتنے ہو گئے ہیں کہ دانشور پورے نہیں پڑتے۔ ایک ایک اینکر کو اپنے شو کے لئے روز تین تین چار چار دانشوروں کی ضرورت پڑتی ہے۔ قلت کے

نتیجے میں بڑے۔بڑے تماشے ہوتے ہیں۔ عیدالاضحیٰ پر آپ نے دیکھا ہو گا کہ مرغی کاٹنے والے قصائی، بکرے اور گائے زبح کرنے تک کھڑے ہوتے ہیں اور جب کھال اتارنے کا وقت آتا ہے ان کی بے بسی دیکھنے والی ہوتی ہے۔ درجنوں ٹی وی چینلوں پر درجنوں ٹاک شوز کا پیٹ بھرنے کے لئے، مرغیوں کے ماہر دانشوروں کا بھی دائ لگ رہا ہے۔ میں بھی انہی میں ہوں۔ ایک شرارتی اینکر نے کہا "ایک ہی دن دو بڑے واقعات ہوئے، چیف جسٹس کی بحالی اور مختاراں مائی کی شادی" میں نے کہا فکر مند نہ ہوں۔ آپ لوگ جلد ہی کوئی نئی مختاراں مائی ڈھونڈ لیں گے۔

آپ اچھا کریں گے تو سب اچھا ہو سکتا ہے

میرے پیارے دوستوں، ساتھیوں اور بھائیوں کو میرے طرف سے السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ

کچھ چیزیں آپکی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں جن میں کچھ ایسا لگا کہ آپ تک بھی پہنچا دیا جائے شائدکے اتر جائے کسی دل میں میری بات۔

اگر آپ مہربان ہیں اور پرسکون ہیں تو لوگ ہو سکتا ہے آپ کو کہیں کہ مغرور ہے گھمنڈی ہے اور یہ کہ آپ دھوکے دینے کے لیے ایسے بنے ہوئے ہیں

کوئی بات نہیں آپ مہربان اور پرسکون ہی رہیے۔

جو کچھ آپ نے بنانے پر برسہا برس خرچ کیے کوئی اسکو ایک ہی رات میں تباہ کرنے کی کوشش کر سکتا ہے کوئی بات نہیں آپ بناتے رہیے۔

اگر آپ سچے بھی ہیں اور مخلص بھی تو ہو سکتا ہے کچھ لوگ آپ کو دھوکا دینے

کی کوشش کریں
پھر بھی آپ سچے اور مخلص ہی رہیے گا۔
اس دنیا کو وہ سب کچھ اچھا دینے کی کوشش کریں جو آپ دے سکیں، آپ کا دیا ہوا اچھا کبھی کافی نہیں ہوگا۔ پھر بھی دنیا کو اپنی طرف سے اچھا ہی دیتے رہیے۔
اگر آپ اطمینان سے ہیں اور خوش و خرم بھی ہیں تو ہو سکتا ہے لوگ آپ سے حسد کریں اور آپ سے جلیں مگر آپ پھر بھی اطمینان سے رہیے گا اور خوش و خرم بھی
دیکھا آپ نے کہ بالاخر یہ سب کچھ آپ کے اور آپ کے رب کے درمیان ہے۔
یہ کبھی آپ اور لوگوں کے درمیان تو تھا ہی نہیں تو پھر دوسروں سے کیا کہنا سننا۔

بادشاہ اور درویش

ایک نیک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ ایک بادشاہ جنت میں مزے کر رہا ہے اور دوسرا ایک درویش دوزخ میں پڑا رو رہا ہے۔ وہ سوچ میں پڑ گیا کہ لوگ تو یہ سمجھ رہے تھے کہ بادشاہ دوزخ میں جائے گا اور درویش جنت میں۔ لیکن یہ تو معاملہ اس کے برعکس نکلا۔ معلوم نہیں اس کا کیا سبب ہے۔ غیب سے آواز آئی یہ بادشاہ درویشوں سے عقیدت رکھتا تھا اس لیے جنت میں ہے اور اس درویش کو بادشاہوں کے قریب جانے کا بڑا شوق تھا اس لیے جہنم میں پڑا ہے۔

کچھ آوارہ سے خیالات

کسی بھی بحث کی تین سائیڈز ہوتیں ہیں ایک آپ کی سائیڈ ایک میری سائیڈ اور ایک رائٹ سائیڈ۔

میں روزانہ آفس دیر سے پہنچتا ہوں مگر اس کا ازالہ کرنے کے لیے میں آفس سے وقت سے پہلے نکل جاتا ہوں یعنی اگر میں آفس جلدی نہیں پہنچ سکتا تو کیا ہوا میں گھر تو واپس جلدی جا سکتا ہوں نا۔

آفس میں کچھ نا کرنا بھی بڑا مشکل کام ہوتا ہے آپ کو پتہ ہی نہیں چل پاتا کہ کب آپ نے کام ختم کیا۔

سگریٹ چھوڑنا دنیا کا آسان ترین کام ہے میں یہ بات جانتا ہوں کیونکہ میں خود ہزاروں دفعہ سگریٹ نوشی سے کنارہ کش ہو چکا ہوں۔

میرا دوست کہتا ہے کہ جب وہ پیدا ہوا تھا تو وہ اتنا سرپرائزڈ تھا کہ دو سال تک کچھ نا بولا۔

کہتے ہیں اپنے موجودہ عہدے کے لیے اتنے اہل ثابت نہ ہو جاؤ کہ ترقی کر کے دوسرا عہدہ حاصل ہی نا کر سکو۔

کسی بے وقوف سے بحث میں مت الجھو کہیں ایسا نا ہو کہ لوگ تم دونوں میں فرق نا محسوس کر پائیں یہ بات مجھے کافی دیر سے سمجھ میں آئی مگر شکر ہے سمجھ آ گئی بے وقوف سے پہلے

سراب، سازش اور سرسراہٹ - حسن نثار

آج میں جناب حسن نثار صاحب کے کالم سے کچھ منتخب تحریریں پیش کرنا چاہ رہا ہوں۔
جمعہ ۲۷ مارچ کے روزنامہ جنگ میں تحریر کرتے ہوئے کہتے ہیں
ججوں کی بحالی کے بکس سے جو کچھ نکلے گا وہ افقی بھی ہو گا اور عمودی بھی۔ اسی لئے "
اس خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ بھائی لوگو۔ بھنگڑے لڈیاں ڈال کر بے حال ہونے
اور تھکنے کے بجائے اپنی ساری انرجی سنبھال کر رکھو تاکہ کسی اگلے مارچ میں کام
آسکے اور یہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر اگلے کی نوبت آئی تو معاملہ اتنا سادہ نہ ہو گا
کیونکہ سائیں گزشتہ تجربے سے بہت کچھ سیکھ چکے ہیں۔ کسی میرے جیسے بیوقوف نے
کسی سیانے سے پوچھا۔۔۔۔۔۔ "سانپ سے زیادہ کس چیز سے ڈرنا چاہیے؟" زخمی
سانپ سے" سیانے نے سرگوشی سے جواب دیا۔ یاد رہے کہ اصلی لانگ مارچ لینڈ
کروزروں پر نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کی مسافت چند کلومیٹر تک محدود ہوتی ہے۔
انقلاب" اور "عظیم فتوحات" اگر اتنی ہی آسانی سے دستیاب ہوتیں تو ہر قوم "
انقلاب" کے رتھ پر سوار "فاتح اعظم" ہوتی۔ "

مائزے تنگ والے لانگ مارچ کا مقابلہ اس فائیو اسٹار "منی مارچ" سے کریں تو آدمی "ہنستے ہنستے فوت ہو جائے ورنہ پاگل ہونا تو یقینی ہے

اور آگے لکھتے ہیں

اور اگر اس قسم کے فائیو اسٹار، منرل واٹر، چکن برگر، لینڈ کروزر اور موبائل فون بغیر" کسی خراش والے منی مارچ کے نتیجہ میں "انصاف" اور "جمہوریت" مل سکتے ہیں تو مجھ سے زیادہ خوش کون ہو سکتا ہے؟ لیکن شائد "مارننگ واک" قسم کے "لانگ "مارچ" سراب، سازش اور سرسراہٹ ہے دے سکتے ہیں

یہ تو کسی تعصبی نے نہیں لکھا ایک بڑے زبردست لکھاری نے لکھا ہے امید ہے باتیں اب شاید کچھ اور لوگوں کو سمجھ میں آنے لگیں بشمول مجھ جیسے نالائق کے۔

اور خواب پورے ہوگئے - کیا واقعی۔

جناب نذیر ناجی صاحب کا ایک اور کالم پڑھا اور سوچا کہ آپ لوگوں سے شئیر کرتا چلوں۔

فرماتے ہیں۔

میڈیا اور اپوزیشن کی نظر سے دیکھا جائے تو منتخب حکومت کی پہلی سالگرہ پر پاکستان کے لئے صرف ایک خوشخبری ہے اور وہ ہے چیف جسٹس آف پاکستان کی بحالی۔ جس پر ہر طرف فتح کے شادیانے بجائے جارہے ہیں۔ کامیابی ایک ہے۔ سہرے باندھ کر سلامیاں وصول کرنے والے دولہا کئی ہیں۔ میڈیا ہے۔ (ن) لیگ ہے۔ عمران خان ہیں۔ وکلا ہیں۔ جماعت اسلامی ہے۔ پیپلز پارٹی ہے۔ مظاہروں میں شریک مولانا فضل الرحمٰن بھی ہوتے رہے۔ مگر وہ سہرا باندھنے سے کترا رہے ہیں۔ مولانا بہت گہرے اور تہہ دار سیاست دان ہیں۔ سہرا باندھنے سے ان کے گریز میں کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہے اور جب میں نے یہ پڑھا کہ اصل دولہا چودھری اعتزاز احسن کامیابی کی تقریبات کے دوران ہی وکلا کی سیاست سے دستبردار ہوگئے ہیں۔ تو مولانا فضل الرحمٰن کے گریز پر زیادہ توجہ مرکوز ہوگئی۔ کچھ نہ کچھ ہے

ضرور۔ اللہ کرے وہ خیر کی صورت میں ہو۔

میں کھلا اعتراف کرتا ہوں کہ ایک فرد کی بحالی کے لئے چلنے والی تحریک کو میں نے کبھی عدلیہ کی بحالی کی تحریک نہیں سمجھا۔ میں نے ہمیشہ لکھا کہ انصاف ہمیشہ حکومتیں فراہم کرتی ہیں۔ اگر حکومتیں اچھی نہیں تو عدلیہ از خود انصاف فراہم کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔

اور مزید فرماتے ہیں کہ

جہاں تک موجودہ چیف جسٹس کی بحالی کا تعلق ہے۔ اس کا سہرا جتنے دولہا چاہیں اپنے سر باندھیں۔ حقیقت صرف ایک ہے کہ نواز شریف نے لانگ مارچ شروع کرکے حکومت کو چیف جسٹس کی بحالی پر مجبور کیا۔ ورنہ دو سال سے چلنے والی مختلف سماجی طاقتوں کی تحریک کامیاب نہیں ہو سکی۔ اصل سہرے کے حقدار صرف نواز شریف ہیں۔ وہ یہ زمہ داری سیاسی ضروریات کے تحت اپنے سر لے چکے تھے۔ اب سرخرو ہو چکے ہیں۔ لیکن وکلاکے باقی مطالبات کی زمہ داری اٹھانے سے اب وہ کترائیں گے۔ ان کے سامنے اپنی سیاسی ضروریات ہیں۔ عدلیہ کی بھالی کے نتیجے میں انہیں کوئی فائدہ ہوا تو ٹھیک ہے۔ مگر فائدہ ہونے یا نہ ہونے سے قطع نظر۔ اب وہ باقی مطالبات کے چکر میں نہیں پڑیں گے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جیسے ہی حکومت کی طرف سے چیف جسٹس کی بحالی کا پیغام ملا۔

انہوں نے مزید

کوئی تفصیل پوچھے بغیر لانگ مارچ کال آف کر دیا۔ نو آموز سیاسی کھلاڑی کمانڈو کی طرح زیر زمین ہو کر سہرا اور ہار پہنے اسلام آباد میں لانگ مارچ کے منتظر رہے لیکن۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدی

تحریک کے دوران چیف جسٹس کی بحالی کی اہمیت اجاگر کرنے لے لئے عوام کو جو خواب دکھائے گئے، ان کی چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔ دہشت گردی کی ہر واردات پر بیان آتا تھا کہ "اگر عدلیہ موجود ہوتی تو بم دھماکے نہ ہوتے، لوڈ شیڈنگ پر کہا جاتا۔ چیف جسٹس بحال ہوتے تو لوڈ شیڈنگ نہ ہوتی۔ بیروزگاری کی وجہ صرف اصل عدلیہ کی عدم موجودگی ہے۔ چیف جسٹس کی بحالی کے بغیر کرپشن ختم نہیں ہو سکتی۔ پاکستان میں حقیقی عدلیہ موجود ہوتی تو بھارت ہمارے حصے کا پانی بند نہیں کر سکتا تھا" میرے پاس ریکارڈ نہیں۔ ورنہ زرا سی محنت سے ایسے ایسے بیانات بھی نکالے جا سکتے ہیں۔ جن میں بیرونی قرضوں سے لے کر خارجہ پالیسی کے امور تک ہر مسئلے کا ایک حل بتایا جاتا تھا اور وہ یہ کہ چیف جسٹس بحال ہو گئے۔ تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ وہ خوش قسمتی سے بحال ہو چکے ہیں۔ امید ہے اب مسائل حل ہونے کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ مگر کیسے؟ اپنے منصب پر واپسی کے پہلے ہی دن چیف جسٹس کے سامنے جو درخواستیں آنا شروع

ہوئی ہیں۔ ان کا تعلق عدلی میں اکھار پچھاڑ سے ہے۔

مزید آگے لکھتے ہیں

عدلیہ کی عالمی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی چیف جسٹس کے گھر پر سیاسی کارکنوں نے اپنی جماعتوں کے پرچم لہراتے ہوئے عدلیہ کا پرچم بلند کیا۔ جن جماعتوں کے پرچم اور کارکن اس تقریب میں نہیں تھے، وہ انصاف کی کتنی امید رکھ سکتے ہیں؟ ہر مقدمے میں دو یا ان سے زیادہ فریق ہوتے ہیں۔ اگر کوئی فریق نہیں ہوتا تو صرف عدلیہ نہیں ہوتی۔

کیا اب بھی وہی صورتحال ہوگی ؟ سوال پر سوال چلا آ رہا ہے۔ کہاں تک درج کروں؟ حقیقی عدلیہ نے کام شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کی بحالی کی تحریک چلانے والوں نے جو وعدے کیے تھے، وہ پورے ہو جائیں۔ پہلے ہم سیاسی جماعتوں کو افراد کے نام سے جانتے تھے۔ مسلم لیگ کا تو نام ہی نواز لیگ ہے۔ (ق) لیگ چودھری شجاعت حسین۔ پیپلز پارٹی آصف زرداری۔ ایک جے یو آئی کا نام فضل الرحمٰن ہے۔ دوسری کا نام مولانا سمیع الحق ہے۔ جماعت اسلامی کا نام قاضی حسین احمد ہے۔ تحریک انصاف کا نام عمران خان ہے۔ فوج کا نام اس کے سربراہ کا نام ہوتا ہے۔ کل اس کا نام پرویز مشرف تھا۔ آج اس کا نام اشفاق

پرویز کیانی ہے۔ ایک عدلیہ کا ادارہ باقی تھا۔ اب اس کا نام بھی ایک فرد کے نام پر ہوگیا ہے۔ دنیا کہتی ہے ہم ادارے قائم کریں اور ہم ہیں کہ رہے سہے اداروں کو بھی افراد کی ذات میں سمیٹ رہے ہیں۔

تو جناب یہ کالم بھی خوب ہی لکھا ہے جناب نذیر ناجی صاحب نے اور دیکھتے ہیں کتنے صاحب علم اپنی اپنی تشریح پیش کرتے ہیں اپنے سابقہ عدلیہ بحالی موقف پر۔

آج ایک ٹی وی تازہ ترین کے مطابق آٹے کی فی کلو گرام قیمت میں پانچ سے چھ روپے کا اضافہ کر دیا گیا ہے یعنی دس سیر آٹے کی بوری پر پچاس سے ساٹھ روپے کا اضافہ۔ جئے جمہوریت اور جئے آزاد عدلیہ۔ آٹا زیادہ سستا نہیں کروا سکتے تو کم از کم آمریت کے ریٹ یعنی پچیس روپے فی سیر ہی دلوا دو اور جو چینی آمریت کے دور میں تیس روپے میں فی سیر میسر تھی وہ زرا اپنے دکانداروں سے پوچھو کہ کتنے روپے فی سیر ہے۔ میری کوشش تھی کہ اپنے طور پر زیادہ کوئی بات نہیں کروں گا مگر دل دکھتا ہے تو آواز تو نکل ہی آتی ہے۔

اور آج کے اخبار کے مطابق امریکی حملے میں آٹھ افراد اپنی قیمتی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے دیکھتے ہیں آزاد عدلیہ کب اپنے ملک کے بے گناہ عوام کے خون

سے ہولی کھیلنے والوں کو اپنی عدالت میں طلب کرتی اور ان کو ان کے گھناؤنے
حملوں پر سزا سناتی ہے۔

کیا آپ واقعی بہت کچھ جانتے ہیں - تو کیا آپ یہ بھی جانتے تھے کہ

آپ سب کو اس ناچیز کی طرف سے اسلام و علیکم اور بہت سی دعائیں اور پیار میرے تمام دوستوں، بھائیوں اور مہربانوں کو۔

کچھ نئی نئی معلومات تک رسائی ہوئی تو سوچا کہ میں تو کچھ بھی جانتا تھا اور مجھے محسوس ہوا کہ ہو سکتا ہے کہ ان معلومات سے آپ کو بھی کچھ فائدہ پہنچے۔

مجھ ناچیز کو آپ بھائیوں اور مہربانوں کی دعاؤں کی اشد ضرورت ہے میرے لیے اصلاح و خیر کی دعا فرمایئے گا اور اللہ سے یہ بھی دعا کیجیے گا کہ وہ میرا سینہ اسلام کے لیے کھول دے اور میری مدد فرمائے اور مجھے حق کی سمت چلادے آمین۔

" کہتے ہیں "علم مومن کی گمشدہ میراث ہے جہاں سے ملے حاصل کر لینی چاہیے

اور غالب امکان یہ بھی ہے کہ اوپر دی ہوئی بات کسی حدیث کا حصہ ہے، اللہ

میری کمی بیشی معاف فرمائے آمین۔

تازہ مگر چھوٹے کوکونٹ میں موجود پانی کو بلڈ پلازمہ (Blood Plasma) کے متبادل کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

کسی عام کاغذ کے صفحہ کو آپ سات مرتبہ سے زیادہ آدھا تہہ نہیں کر سکتے۔ ٹرائی کر دیکھیں۔

کہتے ہیں کہ گدھے ایک سال میں اتنے لوگ مار دیتے ہیں جتنے لوگ جہاز کریش یا شارک مچھلی کے حملوں سے نہیں مرتے خبردار رہیے گا پلیز

جتنی کیلوریز آپ خرچ کرتے یا جلاتے ہیں ٹی وی دیکھتے ہوئے اس سے زیادہ کیلوریز آپ جلاتے یا خرچ کرتے ہیں سوتے ہوئے

Oak درخت نہیں پیدا کرتے یا نہیں بناتے acorns جب تک یہ درخت پچاس سال یا اس سے زیادہ پرانے نا ہوجائیں

دنیا میں پہلی چیز جس پر بار کوڈ ڈالے گئے وہ تھی Wrigley's gum

تاش کی دنیا میں دل کا بادشاہ وہ واحد بادشاہ ہے جس کی موچھیں نہیں ہیں۔ دیکھیں تو زرا تاش کی گڈی کھول کر اور کیا کہتے ہیں ہمارے ہاں جس کی مچھ نہیں اس کی کچھ نہیں

امریکن ایئر لائن نے چالیس ہزار امریکن ڈالر بچائے انیس سو ستاسی میں، (کیا کرکے) فرسٹ کلاس پسنیجرز کے کھانے کی سلاد سے صرف ایک Olive کم کرکے فی پلیٹ۔
Venus واحد پلانیٹ ہے جو کلاک وائس Clockwise گھومتا ہے اور کیونکہ وینس عام طور پر منسلک کیا جاتا ہے خواتین کے ساتھ، تو اس بات سے کیا یہ تو ثابت نہیں ہو رہا کہ خواتین صحیح سمت میں جا رہیں ہیں۔ اللہ خیر کرے اور اللہ کرتا ہی خیر ہی خیر ہے اللہ کرے یہ خبر------ ثات ہو، خواتین سے معزرت کے ساتھ
سیب زیادہ فائدہ مند ہیں آپ کو صبح اچھا رکھنے میں چائے کے مقابلے میں۔
آپ کے گھر میں موجود گردوغبار زیادہ تر بنتے ہیں Dead Skin سے۔

کیا آپ کو پتہ ہے Malboro Company کے پہلے مالک صاحب کا انتقال پھیپڑوں کے کینسر سے ہوا اور پہلے 'Malboro Man' بھی اسی مرض میں وفات پا گئے تھے۔

کہتے ہیں کہ والٹ ڈزنی جسنے ڈزنی لینڈ بنایا تھا وہ چوہے سے ڈرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ موتی پگھل یا میلٹ ہو جاتا ہے کس چیز میں بھلا جی ہاں Vinegar میں۔

کہتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ گائے کو سیڑھیوں سے اوپر صحیح طریقے سے چڑھانے میں آپ کو کامیابی ہو مگر گائے کو سیڑھیوں سے صحیح طریقے سے نہیں اتارا جا سکتا (کوشش بھی مت کیجیے گا ورنہ ٹانگیں ٹوٹ جائیں گی ! کسی کی تو۔

کہتے ہیں کہ ایک A duck's quack doesn't echo اور کوئی یہ بھی نہیں جانتا کہ کیوں۔

اور مزید یہ بھی کہا جاتا ہے کہ Turtles can breathe through their butts

امید ہے کہ یہ معلومات آپ کے لیے اچھی ہونگیں۔

یہ ڈو مور کیا بلا ہے بھائی - پتہ نہیں امریکہ جانے

آج بروز جمعہ ستائیس مارچ دو ہزار نو کو امریکی صدر باراک حسین اوباما نے نئی حکمت عملی کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ جسے دوسرے الفاظ میں پہلے کہتا رہا ہے کہ Do More Do More Do More

وہ دہشت گرد جنھوں نے 9/11 کو پلان کیا اور سپورٹ کیا وہ پاکستان اور افغانستان" میں موجود ہیں" انھوں نے مزید کہا کہ "القائدہ اور دوسرے جنگجو شدت پسندوں نے 11/9 کے بعد سے ہزاروں پاکستانیوں کو قتل کیا ہے۔ اور یہ کہ کئی پاکستانی سولجرز اور پولیس کے لوگوں کو بھی قتل کیا ہے۔" باراک اوباما نے محترمہ بے نظیر بھٹو کا نام لے کر کہا کہ ان دہشت گردوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو کو قتل کر دیا۔ وہ دہشت گرد بلڈنگیں دھماکوں سے اڑا رہے ہیں، غیر ملکی سرمایہ کاروں کو بھگا رہے ہیں اور مملکت کی سالمیت کے لیے خطرہ ہیں۔ اور یہ کہ القائدہ اور اسکے شدت پسند حامی ایک ایسے کینسر کی طرح ہیں جو پاکستان کی ریاست کو اندر ہی اندر ختم کر رہا ہے۔" (اتنا خیال تو ہمیں اپنا نہیں ہے جتنا امریکہ کو ہے واہ واہ بھی واہ!)

انھوں نے مزید کہا کہ امریکی کانگریس ایک بل پاس کرے گی جس کے تحت ہر سال اور پانچ سال تک پاکستانی عوام کو ایک اعشاریہ پانچ بلین ڈالر براہ راست (پاکستانی حکومت کو نہیں بلکہ اپنے منتخب اداروں یعنی این جی اوز کے زریعے) مدد فراہم کرنے کے لیے دیے جائیں گے اور انھوں نے مزید کہا کہ ہم پاکستان کو بلینک چیک نہیں دے سکتے۔ پاکستان کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ القائدہ اور اسکے شدت پسند حامیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے پر عزم ہے۔ اور مزید ایک منتخب صدر فرماتے ہیں کہ چاہے حالات کچھ بھی ہوں ہم ایکشن لینگے جب کبھی ہمیں خفیہ زرائع سے پتہ چلا High Level Target کے بارے میں اور پھر مزید بھیک کے سکے ڈالتے ہوئے کہا کہ امریکہ کہے گا ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کو کہ پاکستان کی مدد کریں"

تو میرے دوستوں، بھائیوں، سجنوں اور وغیرہ وغیرہ۔

آج (امریکی پالیسی میں جان اور وزن ڈالتے ہوئے) خیبر ایجنسی کے علاقے جمرود میں آج جمعہ کی نماز کے دوران دھماکہ ہوا اور آخری خبریں آنے تک ستر سے زائد افراد ہلاک اور سو سے زیادہ لوگ زخمی ہو چکے تھے۔ تو امریکی پالیسی اپنے پہلے ہی دن اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی کہ پاکستان از

دی سینٹر آف ایول۔((Pakistan Is The Center And Cause Of Evil))
اللہ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے زلت دے یہ تو ہو گئی ہمارے ایمان کی بات بات وہیں آ گئی جہاں سے چلی تھی۔ پرویز مشرف کا حشر خراب کیوں ہوا ہے۔ وقت کا ایسا شخص جس کے اشارے پر ملک نو دس سال بلا شرکت غیرے چلتا رہا۔ اور وہ طاقت ورترین شخص جو مجبور کیا گیا۔ کس کام کے لیے ڈو مور (یعنی اور کرو، اور کرو) کے لیے اور جب اس شخص نے امریکہ اور مغرب کو آنکھیں دکھائیں کہ کیا ڈو مور ڈو مور، ہمیں ثبوت دو اور ہمیں معلومات فراہم کرو کاروائی ہم خود کرلیں گے اور جب مشرف نے امریکہ کو یہ بتانا شروع کیا کہ امریکی پالیسیوں کی وجہ سے دہشت گردی میں اضافہ ہو رہا ہے تو امریکہ بہادر اور اسکے حواریوں نے اپنے پتے پھیلائے جس کے نتیجے میں ملک و قوم جیسے جاگ سی گئی اور پوری قوم، پوری سول سوسائٹی اور سارے (پرنٹ و الیکٹرونک) میڈیا کو اچانک پتہ چلا کہ مشرف تو ایک گالی ہے اس ملک کے لیے اور اس کو لٹکانے اور اس کو عبرت کا نشان بنانے کی باتیں چل پڑیں اور ان باتوں کی آڑ میں آٹا مشرف دور کے پچیس روپے سے تجاوز کرتے ہوئے چالیس اور چینی تیس روپے سے تجاوز کرتے ہوئے چھیالیس روپے کی ہو گئی ہے۔ بجلی، گیس کے ریٹ آسمانوں کو

چھونے لگے۔

ہاں تو بات ہو رہی تھی ڈو مور پر امریکہ کو آنکھیں دکھانے والے کی آنکھیں اور طاقت کا امریکہ بہادر نے جو حشر کیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ اور جو لوگ.برسہا.برس خاموش رہے اور اپنے اکیلے میں اپنے سائے سے بھی بات کرنے اور بیان دینے اور میڈیاکے سامنے آنے سے سے گھبراتے رہے (ملک میں یا ملک سے باہر) وہ اب شیروں کی طرح دھاڑتے پھر رہے ہیں تو میرے بھائی یہ طاقت اگر آپ کو عوام کی لگتی ہے تو لگتی رہے میں تو خدا لگتی کہوں گا کہ جس کی ڈور امریکہ کے ہاتھ میں آجاتی ہے وہ ناچنا شروع کر دیتا ہے اور جس کی ڈور امریکہ سائڈ میں رکھ دے اس کا کھیل رک جاتا ہے۔

تو آصف زرداری صاحب کیا عوام کی طاقت کے آگے مجبور ہیں نہیں میرے بھائی ہمارے محترم صدر کو ان زمینی حقائق کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور ان کو اس بات کا اندازہ ہے کہ پاکستانی حکمرانوں کے پاس حکمرانی کتنی محدود ہوتی ہے۔ اب اگر آصف علی زرداری صاحب اپنے تمام تر خلوص کے ساتھ بھی کام کرتے ہیں تو بھی امریکی مفادات کے تحت ان کو ڈو مور کی ہدایات پہنچ چکی ہیں اور جس نئی پالیسی کا اعلان صدر اوباما نے کیا ہے کیا ان سے پاکستان کا کوئی اچھا مفاد وابستہ ہے۔ آصف علی زرداری صاحب کو گزشتہ کئی دنوں سے میڈیا اور باہر سے

اچھی طرح باخبر کر دیا گیا ہے اور انکو یہ باور کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی ہے کہ واشنگٹن نواز شریف کے لیے نرم گوشہ رکھنے لگا ہے۔ یعنی زرداری صاحب وہ کرنے پر مجبور کیے جا رہے ہیں جن سے انکار کی صورت میں امریکہ وہ کام اپنے کسی اگلے منتخب پاکستانی حکمران سے لے لے گا چاہے وہ نواز شریف صاحب ہوں یا زرداری صاحب۔

اب زرداری صاحب بھی کیا کریں، ففٹی ایٹ ٹو بی سے شاید وہ چند دنوں میں دستبردار ہو جائیں اور امریکی اشاروں کو سمجھتے ہوئے وہ شرکت اقتدار کے لیے نواز شریف صاحب کا ساتھ قبول کرلیں وہی نواز شریف صاحب جنہوں نے ہاتھ لہرا لہرا کر اور نام لے لے کر کہا تھا " کہ اب آصف زرداری صاحب سے کوئی بات نہیں ہو گی وہ ہمارے ساتھ ہاتھ کر چکے ہیں اور وہ ہمیں کئی مرتبہ دھوکہ دے چکے ہیں وغیرہ وغیرہ " ویسے آصف علی زرداری صاحب کے لیے اچھا ہی ہوا کہ انہیں کھرے اور کھوٹے کا پتا چل گیا کہ کون بھائی بنانے میں کتنا تیز ہے اور زلیل و رسوا کرنے میں کتنی جلدی دکھاتا ہے۔

اور جو برے وقت میں ہی دوسرے کیمپ سجا بیٹھے ان پر بھروسہ تو زرداری صاحب کو اب بھی کرنا پڑے گا چاہے وہ پاکستان کے مفاد میں ہو یا نہ ہو مگر امریکی مفادات کے ضرور حق میں ہوتا۔

آصف علی زرداری صاحب بھی کیا کریں، اگر اشارے ملنے لگے تو عدلیہ بھی این آر او کو دیکھنے پر مجبور ہو گی۔

ادھر سے بچ نکلے تو بلوچستان میں جو امریکی مفادات کا ڈرامہ رچایا جا رہا ہے جس میں ہندوستان بھی پورے زور شور سے شرکت کے لیے بے چین ہے اس سے بھی نکلنے کے لیے آصف علی زرداری صاحب کو بڑی طاقت اور ہمت و عزم کا مظاہرہ کرنا پڑے گا۔

ہماری دعائیں ہمارے منتخب صدر کے ساتھ ہیں۔

آج زرداری صاحب کو یقینا لگ رہا ہو گا کہ صدر مملکت کی مسند کوئی پھولوں کی سیج نہیں بلکہ کانٹوں کا ہار ہے۔ قوم اسی پر اعتماد آصف علی زرداری کو دیکھنا چاہتی ہے جیسے پر اعتماد وہ انتخابات کے فورا بعد نظر آتے تھے۔ کاش صدر مملکت تک ہماری یہ التجا پہنچ جائے کہ زرداری صاحب آپ کے گرد جو سازشوں کے جال بنے جا رہے ہیں ان سے تو آپ کو خود ہی نمٹنا ہو گا۔ آپ کی مدد کے لیے ہم تو صرف یہ کہا سکتے ہیں کہ قائداعظم نے ایک جگہ فرمایا تھا کہ "میری جیب میں بھی کچھ کھوٹے سکے ہیں" انہوں نے کھوٹے سکے کن کن حضرات کو کہا تھا ان کا تو وہ اور ماہرین جانیں مگر آپ اپنے کھوٹے سکوں سے ذرا بچ کر رہیے گا کیونکہ اتنی قیمت آپ شائد اپنے کھوٹے سکوں کو نہ دے سکیں جتنی کوئی اور دے جائے گا۔

اللہ ہمارے قومی ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر کی حفاظت فرمائے کیا پتہ کب کیسے اور کیوں امریکی
مفادات کے آگے اللہ ہمیں وقت سے محفوظ فرمائے۔
اللہ ہم سب کا حامی و ناصر رہے۔ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین۔
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ اس دعا کے بعد۔

جمرود میں دہشت گردی کی واردات اور ہماری بے حسی

آج بروز جمعہ یہ خبر پڑھ کر اور جان کر دل جیسے رک سا گیا کہ خیبر ایجنسی کے علاقے جمرود میں نماز جمعہ کے دوران خود کش حملہ آوروں نے خود کو دھماکوں سے اڑا لیا جس کے نتیجے میں ستر افراد ہلاک اور سو سے زائد زخمی تھے۔ یاد رہے کہ مسجد کے قریب ہی ٹرائبل پولیس چیک پوسٹ بھی قائم تھی۔

تو میرے عزیز بھائیوں یہ کیا ہو رہا ہے۔ اب تو ملک میں آمریت بھی نہیں ہے، منتخب لوگ ہر جگہ پر کام کر رہے ہیں، عدلیہ بھی آزاد ہو چکی ہے، جنہیں شدت پسند اور دہشت گرد قرار دیا جا رہا تھا ان سے نا صرف مزاکرات کیے جا چکے ہیں بلکہ ان کی شرائط کو بھی مان لیا گیا ہے (صوفی محمد صاحب وغیرہ)۔

اب تو سب سے افہام و تفہیم ہو رہی ہے۔ اب کون لوگ ہیں جو بھولے بھالے لوگوں کو کس نام سے استعمال کرتے ہوئے وہی کاروائیاں کر رہے ہیں جن کاموں کے الزامات و تمغے گزشتہ غیر منتخب حکومت کو دیے جاتے رہے ہیں۔

اور بھائی کیا کسی کے کان پر جوں بھی نہیں رینگی اور ہماری سول سوسائٹی اور

ہمارے ایکس ویکس ٹائپ کی ایجنسیاں اور ہمارے میڈیا اور عقل سلیم رکھنے والے حضرات اور انسانی حقوق کی دعوے دار تنظیمیں کیا کر رہیں ہیں کیا ستر افراد جو ہلاک ہوئے اور جو سو سے زائد زخمی ہوئے کیا وہ مسلمان یا انسان نہیں تھے۔ کیا ان بے گناہوں کا خون بارہ مئی کے روز ہلاک و زخمی ہونے والوں سے کسی طرح کم ہے۔ اور کیا اتنی غیرت و شرم ہمارے ان لوگوں کو نہیں آتی جو ان علاقوں سے ہی منتخب ہوئے ہیں اور دوسرے شہروں اور علاقوں میں تو دہشت گردی اور کسی کی غنڈہ گردی انہیں نظر آتی ہے اور اپنے ہی علاقوں میں اتنی خونریزیوں کے باوجود وہ اطمینان و سکون سے اپنی منتخب حکومت کا دستر خوان جمائے بیٹھے ہیں۔

شرم آتی ہے ہمیں اپنی اس بے حسی، تعصب پسندی اور بے غیرتی پر کہ جب جس کا جی چاہے وہ ملک کے علاقوں میں ہونے والے کسی واقعات کو تو انٹرنیشنل سطح پر لے جائے اور جب اپنے مفاد میں نا ہو تو ستر اسی افراد بھی اگر کسی واقعہ میں ہلاک ہو جائیں تو ان کے کانوں پر جوں بھی نہ رینگے۔

اب تو گھبرا کر کہتے ہیں کہ مرجائیں گے مر کر بھی چین نا پایا تو کدھر جائیں گے۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

اے اللہ ہمیں ہدایت کاملہ نصیب فرما آمین

کیا واقعی آپ کو معلوم ہے کہ

ویسے تو ہمیں بہت کچھ پتہ ہے مگر کیا ہمیں یہ بھی پتہ ہے اگر نہیں تو اب پتہ چل گیا شکر ہے اللہ کا اور زرا غور کریں کہ کتنی چیزیں ہمیں اب بھی نہیں پتہ جن کے متعلق جان کر ہم حیرت زدہ رہ جاتے ہیں کہ کیا واقعی ایسا ہے تو بھائی یقین کرلو کہ اللہ بہت بڑا ہے ہمیں ایسی کروڑوں زندگیاں بھی مل جائیں تو بھی ہم اپنے مالک کی نعمتیں اور چیزیں نہیں سمجھ سکتے جو اس نے کائنات میں پھیلا رکھی ہیں۔

بحرحال چند دلچسپ حقائق آپ کی خدمت میں حاضر ہیں:

ہمارے جسم کی سب سے مضبوط Muscle ہماری زبان ہے۔

دنیا میں لوگ اتنا موت سے نہیں ڈرتے جتنا مکڑی سے ڈرتے ہیں۔

سارے پولر بیئر یعنی برفانی ریچھ الٹے ہاتھ سے کام کرتے ہیں یعنی کھبے ہوتے ہیں۔

یعنی: Left Handed

تتلیاں اپنی ٹانگوں سے چکھتی ہیں۔

ایک لال بیگ اپنے سر کے بغیر بھی ۹ دن تک زندہ رہ سکتا ہے مر اس لیے جاتا ہے کہ کھا نہیں سکتا ظاہر ہے جب سر ہی نہیں ہوگا تو نہ منہ ہوگا جس سے کچھ

کھایا جاسکے۔

انسانی دل کے پٹھے Muscles اتنے طاقتور ہوتے ہیں کہ انسانی خون کو دس میٹر کے فاصلے تک پھینک سکتے ہیں۔

یہ ناممکن ہے کہ کسی انسان کی چھینکتے ہوئے آنکھیں کھلی ہوں۔ (تجربہ شرط ہے)۔

(!اسٹار فش کا دماغ نہیں ہوتا (وہ تو ہم میں سے کئی کا نہیں ہوتا

مچھروں کے دانت ہوتے ہیں (صرف ڈنک ہی نہیں ہوتا)۔

قدیم لڑائیوں کے دوران جب فوجیں لڑائی کے بعد بغیر کسی جانی نقصان کی واپس پہنچتی تھیں تو ایک تحریر بورڈ پر لکھی جاتی تھی جو سب پڑھ لیتے تھے اور لکھا ہوتا تھا O Killed ۔ وہاں سے شارٹ فارم ہو گئی O K جسکا مطلب ہوتا تھا سب صحیح ہے۔ وہیں سے یہ O K نکلا جسے ہم آج تک استعمال کرتے ہیں اور کسی سے پوچھو کہ O K کس چیز کا مخفف ہے تو کوئی شاید ہی بتا سکے۔

کیا آپ کو پتہ ہے کہ دنیا کا کون سا جانور ہے جو چھلانگ نہیں لگا سکتا جی ہاں وہ ہے ہاتھی۔

یاد رکھنے لائق باتیں

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے جو ہے رب تمام جہانوں کا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں ارشاد فرمایا کہ " سن لو اور یاد رکھو کہ دنیا ایک عارضی اور وقتی سودا ہے۔ جو فی الوقت حاضر اور نقد ہے (اور اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں اس لیے) اس میں ہر نیک و بد کا حصہ ہے اور اس میں سے سب کھاتے ہیں (اگر اس میں نفع ہوتا تو بد کو کوئی حصہ نہیں ملتا)۔

اور یقین کرلو کہ آخرت مقررہ وقت پر آنے والی ہے۔

یہ ایک سچی اٹل حقیقت ہے اور سب کچھ قدرت رکھنے والا شہنشاہ اس میں (لوگوں کے) اعمال کے مطابق جزا اور سزا کا فیصلہ کرے گا۔

یاد رکھو کہ ساری خیر اور خوشگواری اور اس کی تمام اقسام جنت میں ہیں۔

اور سارا دکھ اور شر اس کی تمام اقسام دوزخ میں ہیں۔

پس خبردار (جو کچھ کرو) اللہ سے ڈرتے ہوئے کرو

اور یقین کرو کہ تم اپنے اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جاؤ گے۔

جس نے ذرہ بھر بھی کوئی نیکی کی ہو گی وہ اس کو بھی دیکھ لے گا

اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی وہ اس کو پالے گا"۔

تو میرے بھائیوں جنت کا طلب کرنا اور اسکے لائق کوشش کرنا واجب ہے اور اسی طرح دوزخ سے پناہ طلب کرنا اور اس سے بچنے کے لیے کوشش کرنا بھی واجب ہے۔

ہمیں چاہیے کہ جو کام بھی کریں اللہ سے ڈرتے ہوئے کریں جیسے کسی نے خوب کہا ہے کہ ایمان کی علامات میں سے ہے کہ آپ جو کریں ڈرتے ڈرے کریں اور کرتے کرتے ڈریں۔ یہ ہے میانہ روی کا تقاضہ۔

بس بھائی اللہ سے دعائیں مانگتے رہو، کیونکہ ممکن اور نا ممکن تو ہماری سوچ و فکر میں ہے مگر اللہ کے لئے تو کچھ بھی نا ممکن نہیں ہے اور وہ تو ایسا سخی ہے ہے کہ مانگنے سے خوش ہوتا ہے اور عطا کرنے کے لیے تیار رہتا ہے شرط یہ کہ کوئی مانگے اور یقین و دل سے مانگے۔

اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمارے ساتھ درگزر کا معاملہ فرمائے آمین

بے مہار نام نہاد خدائی فوجدار

بے مہار نام نہاد خدائی فوجدار اور ہماری بے بسی۔ مگر اگر علیہ بحال ہے تو

آج ٹیلی ویژن اسکرین پر طالبان کے ہاتھوں ایک عورت کو کوڑوں کی سزا بھگتے دیکھ کر یقین کریں میرا سر تو شرم سے جھک گیا۔

کسی بھی کام کے دو پہلو ہو سکتے ہیں ایک خیر کا پہلو اور ایک شر کا پہلو۔

ٹی وی پر ایک طالبان نمائندے کو اس سزا کا دفاع کرتے دیکھ کر یہ یقین مزید پکا ہو گیا کہ یہ نام نہاد ملا (علمائے حق ہمارے سر آنکھوں پر) جس طرح اسلام، مسلمانوں اور ہمارے ملک عزیز کو بدنام کرنے کا گھناؤنا کام کر رہے ہیں وہ نا قابل برداشت اور قومی و مذہبی حمیت کے بھی خلاف ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس طرح کے کاموں کو روکنے کے لیے حکومت وقت کچھ کرے ورنہ اگر عوام نے اپنے صبر کا پیمانہ لبریز کر دیا تو ایسے مذہبی دہشت پسندوں کو کہیں منہ چھپانے کی جگہ بھی نہیں ملے گی۔

واقعہ جو میرے علم میں آیا اس کے مطابق

ایک سترہ سالہ عورت اپنے سسر کے ساتھ گھر سے باہر نکلی جس کی سزا کے طور پر اسکو" کوڑوں کی سزا دی جارہی تھی۔ افسوس کی بات ہے کہ اپنے سسر (یعنی ایک غیر محرم) کے ساتھ گھر سے باہر نکلنے کی سزا کے طور پر اسے درجنوں غیر محرموں کے سامنے جس طرح تماشہ بنایا گیا وہ نا صرف قابل افسوس بلکہ قابل مزمت بھی ہے۔ اور جو طریقہ کار تھا کوڑے مارنے کا وہ بھی (غالبًا) غیر شرعی تھا یعنی کوڑے پیٹھ پر مارے جانے چاہیے اور کوڑے کی ساخت اور ہییت کے بارے میں بھی کچھ اصول و ضوابط ہوتے ہیں جن کا بظاہر اس سزا میں خیال نہیں رکھا گیا اور کوڑے بھی پیٹھ پر مارنے کے بجائے پیٹھ سے نیچے مارے گئے۔

مزید برآن جو شخص کوڑے برسانے پر مامور تھا اس کو کس بات کی غیرت آرہی تھی جو اس نے اپنا چہرہ عورتوں کی طرح چھپایا ہوا تھا اگر وہ کوئی شرعی کام کر رہا تھا تو مجمع کو بھی نظر آنا چاہیے تھا اس کا چہرہ تاکہ لوگ جان سکتے کہ کیسا شرعی آدمی ہے جو شرعی سزا پر عمل درآمد کر رہا ہے۔ اور جس طرح بھیڑ بکری کو زبح کرتے ہوئے اس کے ہاتھ پاؤں پکڑے جاتے ہیں اسی طرح اس بے چاری اور بے بس عورت کے ہاتھ پاؤں بھی تین مردوں نے پکڑے ہوئے تھے (پتہ نہیں وہ کیسے مرد تھے جنہوں نے ایک عورت کو پکڑا ہوا تھا اور کیا پتہ ان کا ایک

عورت کو اسطرح پکڑنا بھی شرعی تھا یا نہیں)۔
تحریک طالبان پاکستان کا ایک ترجمان ٹی وی پر کہہ رہا تھا کہ شکر کریں کہ شرع کی رو سے یہ کم سزا تھی وگرنہ تو اور مزید سخت سزا کی مستحق تھی وہ عورت۔ یقین کریں دل تو چاہ رہا تھا کہ کاش میرے اختیار میں ہوتا تو اس کا منہ نوچ لیتا۔
دوسری طرف استفسار کرنے کہ عورت کے ساتھ نکلنے والے اس کے سسر صاحب کو کیا سزا دی گئی تو وہ ترجمان بول رہا تھا کہ اس کے ساتھ نکلنے والے شخص (سسر) کو بھی شرعی سزا دی گئی ہے (جو کہ ہو سکتا ہے سنگسار کرنے والی ہو) مگر وہ خفیہ رکھی گئی ہے۔
اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ مرد کو جو سزا دی گئی ہے وہ کیوں مجمع میں نہیں دی گئی۔ جبکہ ہمارے علم میں ہے (اللہ کمی بیشی معاف فرمائے) کہ ایسی سزائیں سرعام اور مجمع کے سامنے دی جاتی ہیں۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شرعی سزا کو خفیہ دینا دراصل شریعت کی خلاف ورزی ہے۔
خدا کی قسم جس طرح اس قماش کے لوگ ہمارے مذہب کے ٹھیکیدار بنے رہے گے، ہم

اس دنیا اور آخرت میں بھی زلیل و خوار رہیں گے۔ ان نام نہاد مذہبی ٹھیکیداروں کی اکثریت سے کسی آیت قرآنی و حدیث کی کوئی معلوم کرنے کی کوشش کر دیکھیے یہ جاہل ملا آپ کو الجھا کر رکھ دیں گے اور آپ بھی چکرا کر رہ جائیں گے۔

شرعی سزائیں اپنی جگہ برحق ہیں مگر جو طریقہ کار اور جو من مانی و ہٹ دھرمی کی اعلیٰ مثالیں قائم کی جارہی ہیں ان کو دیکھ کر ہمیں تو واقعتاً اپنی قومی و مذہبی حمیت پر شرم آرہی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے ملک کی نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیمیں اس سلسلے میں کیا کرتی ہیں اور کیا وہ طالبان و مذہبی انتہا پسندوں کے اس قسم کے گھناؤنے کرتوتوں پر کوئی قرار واقعی عملیت پسندی کا ثبوت دے پاتی ہیں یا پھر ٹی وی اور واکس ہی کرکے اپنا فرض پورا کرتی رہیں گی۔

افتخار چودھری صاحب آپ کے سامنے ایک حقیقی کیس آگیا ہے جس میں آپ کونسا سوموٹو ایکشن لیتے ہیں اور کس طرح انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہیں اور کس طرح ملک عزیز کو اس طرح کے شدت پسندوں سے نجات دلواتے ہیں اب دیکھنا ہے آپ کی آزادی کو بھی اور آپ کے اختیارات کو بھی۔

سیاسی مقدمے اور سیاسی تصفیے بہت مل جائیں گے اس طرح کا انسانی مسئلہ جو کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس کی حیثیت سے آپ کے سامنے آکھڑا ہوا ہے خدارا اس کو ایسے ہی نہیں نظرانداز کردیجیے گا جس طرح این آر او کو کرتے چلے آرہے ہیں۔ بلکہ اس کو بھی اس طرح اٹھایئے گا جس طرح شریف.برادارن کے کیسسز اٹھائے جارہے ہیں۔

اس کے علاوہ اب تو آمریت کا دور نہیں ہے جو لوگوں کو سرعام کوڑے مارے جاتے ہوں اب تو جمہوریت اور قانون کی بالادستی ہے۔ عدلیہ بھی آزاد ہے

وہ کیا نعرے تھے کہ

زندہ ہے وکلا زندہ ہیں اور پتہ نہیں کیا کیا

اب دیکھنا یہ ہے کہ کون کون زندہ ہے اور کون کون مردہ ہے۔

پختونوں کی نمائندگی کرنے والی سرحد حکومت پر.برسراقتدار پارٹی اے این پی کی رٹ بھی دیکھنی ہے جو ملک کے دوسرے شہروں میں تو پختونوں کے حقوق اور ان کے حقوق کی خلاف ورزی پر پورے ملک میں بات کرتی نظر آتی ہے مگر اپنی ناک کے نیچے اس قسم کے گھناؤنے اقدامات کی سرکوبی کے لیے کتنی غیرت کا مظاہرہ کرتی ہے یہ بھی دیکھنا ہے۔

اور کیا کہوں سمجھ نہیں آتا اور اپنی بے بسی پر شرم بھی آتی ہے کہ ہماری قوم اور ہمارے ملک کو چند مٹھی بھر جہلا جس طرح بدنام کرنے پر لگے پڑے ہیں اور ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اے کاش کوئی صاحب اقتدار اس سلسلے میں کچھ کر سکے۔ ورنہ قدرت اس طرح کے افعال کی سزا کے طور پر ڈرون حملوں، زلزلوں اور قدرتی آفات سے ہم سے انتقام لیتی رہے گی۔

جیسے عوام ویسے حکمران - بشکریہ اسرار احمد راجہ صاحب

اردو ادب کا ایک عظیم نام اشفاق احمد اپنی ایک تحریر میں فرماتے ہیں کہ " مسلمان اور مومن میں کیا فرق ہے" میں ذہنی کشمکش میں مبتلا تھا۔ مجھے کہیں سے اس کا جواب نہیں مل رہا تھا بہت علماء مفکرین سے پوچھا مگر تسلی نہیں ہوئی۔آخر ایک گاؤں سے گزر ہوا کہ ایک بزرگ جو درخت کی چھاؤں میں بیٹھے آرام فرمارہے تھے نہ جانے کیوں میرے دل میں ان سے وہی سوال پوچھنے کا خیال آیا۔بزرگ نے نہایت آرام اور دھیمے لہجے میں فرمایا، ' مسلمان وہ ہے جو اللہ کو مانتا ہے جبکہ مومن وہ جو اللہ کی مانتا ہے' یہ سنتے ہی میری تسلی ہو گئی۔دور حاضر پر اگر نظر ڈالی جائے تو واقعی ہی ہم مسلمان کہلوانے کے حقدار بھی نہیں چونکہ ہم خدا کو بھی دل سے نہیں مانتے ۔ اگر خدا کو دل سے مان لیں تو ہمیں امید اسی سے ہو کسی سپرپاور کے سامنے سر جھکانے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

کیا بات کی ہے اسرار احمد راجہ صاحب نے مزید فرماتے ہیں کہ

کہتے ہیں کہ جیسی قوم ہو اس پر حکمران بھی ویسے ہی ہوتے ہیں کوئی اچھا حکمران عوام کے اچھا ہونے کی دلیل ہوتا ہے۔ پاکستانی عوام روشن خیال ہوئی

توخدا کی طرف سے مشرف کو مسلط کر دیا گیا۔ اسی طرح دن بدن ہمارے خیال، ہماری ترجیحات بدلتی ہیں تو اسی حساب سے ہم پر حاکم بھی آ جاتے ہیں۔ ہمیں مغرب کا معاشرہ بڑا اچھا لگتا ہے ہر کوئی اسی کی مثال دیتا ہے لہٰذا ہم پر مستقل حاکم بھی انہیں ہی بنا دیا گیا۔ پاکستان کے اندر پرویز مشرف ہو یا شوکت عزیز، زرداری ہو یا یوسف رضا گیلانی فرق نہیں پڑتا، اصل حکمران کون ہے؟ پالیسیاں کس کی ہیں؟ اشارے کس کے چلتے ہیں؟ سب کو معلوم ہے۔ مگر عوام جو ان تمام کو جھیلتی ہے کو پاگل بنانے کے مختلف اور اپنے اپنے انداز اپنائے جاتے ہیں۔

پرویز مشرف دور کو اور پرویز مشرف کو بہت برا، ڈکٹیٹر اور بہت کچھ کہا جاتا ہے۔ اس دور کو کہا گیا کہ یہ پالیسیاں کہیں اور سے آتی ہیں حکم کوئی اور کرتا ہے۔ اپنے عوام کو قیدی بنا کر کسی اور کے سپرد کر کے ڈالرز لئے گئے، ججز کو اس نکالا، پی سی او اس نے لایا، زرِ مبادلہ اس نے گنوایا، پرائیوٹائیزیشن میں اس نے کھایا۔ الغرض ہر ایک عیب اور برائی تھی مشرف دورِ حکومت میں۔ مگر ایک سے بڑھ کے ایک آتا ہے یہاں، پرائیوٹائیزیشن سے اس نے کھایا تو آپ پہلے ہی سے کھائے ہوئے کو حلال کرانے کے لئے این آر او لے آئے۔ ججز اس نے نکالے تو آپ نے ان کو مزید زلیل کر دیا، پی سی او اس نے لایا تو آپ نے اسکو قانونی بنانے کا بندوبست کر دیا۔ بڑے آقا کی آمد پر وہ بھی اپنے

شہریوں کے لاشے تحفہ میں دیتے تھے آپ نے بھی یہ ریت پشاور شہر میں آپریشن کرکے جاری رکھی۔ مگر ہماری اطلاعات کی وزیر بڑے مطمئین ہو کر بتا رہی ہوتی ہیں کہ اس دور میں بم ہوا سے گرائے جاتے تھے اور معلوم نہیں ہوتا تھا کہ نشانہ کون بن رہا ہے اور ہم زمین سے اور چن چن کے دیکھ بھال کے مار رہے ہیں، ارے بابا! تمہیں معلوم ہے کہ یہ تمہارے اپنے پاکستانی ہی ہیں جن کو قتل کئے جا رہے ہو۔

دیگر ممالک کے وزرائے خارجہ دوسرے ممالک کے دورے اپنے ملک کی سالمیت اور بقا کے لئے کرتے ہیں۔ مگر ہمارے وزیر صاحب جاتے ہیں تو اپنے ملک کی سرحدوں پر میزائل داغ دیئے جاتے ہیں اور پھر ان کی جوانمردی دیکھئے خود سے ہی ان کی طرف سے معذرت کا پیغام بھی سنا دیتے ہیں، پر اگلے روز دو میزائل اور آ کر آپ کے فوجیوں کو شہید کرکے ان کی معذرت کو حقیقی رنگ دے دیتے ہیں۔

وفاق کی طرف سے فاٹا، سوات بلوچستان میں آپریشن بند کر دینے کا حکم دے دیا جاتا ہے۔ صوبوں کی حکومتیں ان کے ساتھ معاہدے کر رہی ہوتی ہیں۔ اور امن کی فضا قائم کرنے کے لئے کوششیں کر رہی ہوتی ہیں، انہیں معلوم ہی نہیں ہوتا آپ کو فوراً ہی تین سو چیک پوسٹیں بنانی پڑ گئی، آپریشن بھی شروع کرنا پڑا اور پھر اس کی بھاگ ڈور بھی آرمی کے حوالے کر دی۔ معلوم نہیں نہ تو صوبوں کو نہ

ہی اتحادیوں کو کہ آپ کو کیا مشکل آن پڑی۔
اتحادی بناکے بڑے بھائی اور پھر اپنا وزیر اعظم تک کہہ دیتے ہو مگر کون سی مجبوری آن پڑی کہ اس کے کاغزاتِ نامزدگی تک مسترد کرانے پڑے، جب دیکھا کہ عوام میں نفرت زیادہ بڑھ گئی ہے تو سیاسی ورکر کی طرح صدر کو ہٹانے کے بڑے بڑے نعرے لگا دیے اور امداد کا حصول کیسے ممکن ہوا؟ تمام اہم عہدوں پر f/16 مگر پھر چپ لگ گئی کیوں؟ آج بھی وہی پرانے ملک قیوم بیٹھے ہیں کیوں؟ حکومت بھی کر رہے ہو اور احتجاج بھی، دہرنا بھی ہڑتال بھی یہ کیا کر رہے ہو اور کس کو دھوکہ دے رہے ہو۔؟
مسائل کا اگر واقعی ہی حل چاہتے ہو تو کسی پڑے لکھے، مہذب ، ڈیموکریٹک ،ایڈوانس اور سپرپاور سے پوچھنے کی بجائے اشفاق احمد کے اس محب الوطن بزرگ جو کسی درخت کی چھاؤں تلے بیٹھا اپنے اس بیٹے کا انتظار کر رہا ہے جو بوڑھے باپ اور معصوم بچوں کو کھانا دینے کے لئے آٹا لینے لمبی قطار میں کھڑا تھا مگر واپس نہ آ سکا معلوم نہیں کسی خود کش حملے کا شکار ہو گیا، کسی کا ہم شکل ہونے کی وجہ سے اٹھا لیا گیا، کسی اتحادی کے اندھے میزائل کا نشانہ بنایا اپنوں کے کسی خوش آمدی آپریشن کی نظر ہو گیا۔ وہ بزرگ تمہیں درست مشورہ دے گا اور بتائے گا کہ دہشت گردی، بیرونی امداد، بیرونی دباؤ، خطرات،

آٹا، بجلی سمیت مشرف کی بیماری یا ججز کی بحالی تمام کا حل صرف چند الفاظ میں ۔ کسی اسّی یا سو نکات کی ضرورت نہیں رہے گی۔ یوں دھوکہ کھانے اور دھوکہ دینے والے نشانِ عظمت نہیں بلکہ نشانِ عبرت بن جایا کرتے ہیں۔ فیصلہ کر لو کہ کیا بننا چاہتے ہو؟ ربِ ذوالجلال سے دعا ہے کہ وہ پاکستانی عوام کو بھی اپنے اعمال اور اپنا قبلہ درست کرنے کی توفیق دے تاکہ ہمارے حکمران ہم پر عذاب نہیں بلکہ کرم اور عنایت بن کر آئیں۔ امین

جی ہی راجہ صاحب ہم سب آپ کی دعا کے جواب میں صدق دل سے آمین کی صدائیں بلند کرتے ہیں اس ایمان اور یقین کے ساتھ کہ واقعی سب کچھ حکمرانوں کا ہی کیا دھرا نہیں ہوتا بلکہ اس کی زمہ داری ہم سب پر بھی لازم ہوتی ہے۔

اللہ عزوجل ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور ہمیں مزید زلت و رسوائیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شرم بھی ہم سے رخصت چاہتی ہے

سوات میں عورت پر کوڑے بازی کرنے کا واقعہ (حقیقت یا فسانہ!)۔
کل اسلام آباد جیسے شہر میں جہاں اگر حکومت نا چاہے تو کوئی پرندہ پر بھی نہیں مار سکتا
دھرنوں اور ریلیوں کے سلسلے میں محاورتا)۔)
مگر جس طرح دہشت گرد اور خود کش حملہ آوروں نے اپنے آپ کو نا صرت اڑا دیا
بلکہ سیکورٹی اہلکاروں کو بھی شہید کرنے میں کامیاب ہو گئے۔
کل کوئٹہ کے علاقے میں ایک ایسے کنٹینر کی موجودگی کی اطلاع ملی جس میں موجود
پچاس سے زائد افراد ہلاک ہو چکے تھے اور بے ہوش انسان بے ہوش تھے۔ (مسلمان)

۔

پہلے تو اسلام آباد والے واقعہ کو لیتے ہیں
اس قسم کی کاروائیاں کوئی عام دہشت گرد نہیں کر سکتے اور یقین کرنے کو دل

چاہے گا کہ ان تمام حرکات و معاملات کے پیچھے کوئی ایک ملک نہیں بلکہ ممالک کا گٹھ جوڑ ہے۔ ہمیں کسی پر الزام نہیں لگانا چاہیے کیونکہ ہم ایک زمہ دار ملک ہیں مگر ہمارے حکمرانوں اور ہماری سیکیورٹی ایجنسیوں کا اس بات کا ضرور پتہ لگانا چاہیے کہ ان تمام سازشوں کے تانے بانے نا صرف کہاں سے بنے جا رہے ہیں بلکہ ان تمام کے آگے کے مراحل کیا ہو سکتے ہیں۔ بحر حال ایک عام شہری ہونے کے ناطے میں نا صرف ان تمام معاملات و واقعات کو گہری نظر سے دیکھ کر پریشان ہو رہا ہوں بلکہ میرے لاشعور میں یہ بات راسخ ہوتی جا رہی ہے کہ ہو نا ہو ان تمام واقعات کے پیچھے کوئی نہایت گھناؤنی اور ملک دشمن سازشیں اپنا تانہ بانہ بننے میں مصروف ہیں۔

دوسرے سوات میں عورت پر طالبان (یا طالبان نما) کی کوڑے دار شریعت نافذ کرنے کی تصدیق بعد ازاں اس کے خطرناک نتائج کے بعد اس سے لا تعلقی۔ (اب اگر طالبان ہی لا تعلقی کا اظہار کر رہے ہیں تو ان حضرات کے کیا کہنے جو اس کو شرعی ثابت کرنے پر تل گئے تھے) بھائی ہم بھی شریعت کے ماننے والے ہیں مگر کیا ثبوت و حقائق کی غیر موجودگی میں کوئی شریعت نافذ کی جا سکتی ہے اور کیا کی جانی چاہیے۔ اگر ایسا ہے تو سوات میں سینکڑوں لوگوں کے قتل، ان کی جائیدادوں کے لٹنے، چوری، ڈاکے اور راہزنی کے واقعات کے سلسلے میں کتنے لوگوں پر شریعت نافذ کی گئی۔

سوات میں معاملہ جو بھی ہوا ہو یہ بھی مملکت پاکستان کے خلاف ایک سوچی سمجھی سازش ہو سکتی ہے۔

کوئٹہ میں ایک کنٹینر ایسا پہنچتا ہے کہ جس میں انسانوں کی اسمگلنگ کی جارہی تھی اور جو افغانستان کے راستے ہوتا ہوا کوئٹہ کے ایک علاقے تک پہنچ جاتا ہے۔

اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ ایک بند کنٹینر بغیر کسی روک ٹوک اور تلاشی کے ایک ملک کے شہر سے دوسرے ملک کے شہر تک سینکڑوں میل کا سفر طے کر لیتا ہے اور وہ دو ممالک بھی دنیا کے وہ بد نصیب ممالک جو دہشت گردی اور انتہا پسندی میں نمبر ایک اور نمبر دو ہونے کی دوڑ میں انتہائی جانفشانی سے مصروف ہیں۔

اب فرض کیجیے اس میں بے وقعت (انتقال کر جانے والوں سے معذرت کے ساتھ کہ اللہ ان کی مغفرت و بخشش فرمائے آمین) انسانی بے جان جسموں کے کوئی انتہائی خطرناک اسلحہ بارود، میزائل یا ایٹم بم ٹائپ کی کوئی چیز ہوتی تو کیا اتنا آسان ہے ایسی چیزوں کا اس طرح بغیر روک ٹوک کے سفر کر جانا۔

میرا تو یہ سوچ کر ہی دماغ ماؤف ہو رہا ہے کہ یہ کیسا سسٹم ہے ہمارے ملک

میں کہ ایک سوزوکی یا ٹرک یا ٹرالی نہیں بلکہ ایک ٹرالر جسمیں ہزاروں من وزنی چیزیں بآسانی سما جاتی ہیں وہ کس طرح ہزاروں سیکیورٹی اہلکاروں، پولیس والوں، سرحد پر گشت کرنے والوں، سونگھ کر چیزوں کی جانچ کر لینے والوں اور انتہائی حب الوطنوں کی ناک تلے بلکہ آنکھوں کے سامنے سے اس طرح نکل گیا اور اس سارے عمل میں کن کن لوگوں نے کتنا کتنا حصہ وصول کیا ہوگا۔ کیا اس طرح کی حرکتیں کرکے ہم ایک زمہ دار ملک کا کردار ادا کر سکتے ہیں اور شرم کی بات یہ ہے کہ ڈرائیور خود ہی بھاگ گیا حقیقت جان کرنا کے یہ کہ اسے روکا اور چیک کیا گیا ہو جو وہ بھاگ کھڑا ہوا ہو۔

کس کس بات پر شرم سے سر جھکائیں اور کیا کہیں یہ جمہوریت اور عدل کی اعلیٰ ترین مثالیں قائم ہو رہیں ہیں۔ اب تو اتنی شرم آچکی ہے کہ آنے والے دنوں میں جو بے شرمی کے کچھ اگر مزید واقعات ہوئے تو شرم کا اظہار کرنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہے گی کہ اتنی شرم کے بعد تو انسان بے شرم ہو جاتا ہے آپ نا ہو رہے ہوں میں تو بے شرم ہی محسوس کرتا ہوں اپنے آپ کو اور مجھے تو یہ بھی لگتا ہے کہ میں بھی زمہ دار ہوں ان لوگوں کے ساتھ ساتھ جو سارے واقعات میں زمہ داری سے شریک ہوئے ہوں چاہے ٹرالر کو انسانوں سے بھرنے والے یا ٹرالر کو بغیر چیک کیے چھوڑ دینے والے اور اپنے بیوی بچوں میں اس حرام کی رشوت سے گلچھڑے اڑانے والے جن کے کھانے کے ہر نوالے میں ان مظلوم بے گناہوں انسانوں

ے خون کی چھینٹیں شامل ہونگیں جو سسک سسک کر اور ایک ایک سانس کو کھینچ لینے کی کوشش میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اور اپنے سر ٹرالر کی مضبوط دیواروں پر مارتے مارتے اس بے وفا دنیا سے رخصت ہوئے ہونگے۔

اور تف ہے ان لوگوں پر جنھوں نے فی کس افراد سے چار چار لاکھ روپے لیے اور ان لوگوں کو دھوکہ دے کر نا صرف انکی رقم ہتھیا لی بلکہ انکی جانیں بھی ہتھیا لیں اور اب وہ لوگ جنھوں نے پیسے لیے ہونگے کیسے اپنے گھروں میں اپنے بیوی بچوں اور اپنوں کے ساتھ بیٹھے ٹی وی اسکرین پر وہ مناظر دیکھ رہے ہونگے جن میں بے گناہوں کی لاشیں ٹرالر سے بوریوں کی طرح اتاری جا رہی تھیں۔ کیا وہ موت کے سوداگر مسلمان تو چھوڑیں اپنے آپ کو انسان بھی سمجھتے ہونگے۔ کاش اللہ ان کی نسلوں تک سے انتقام لے اور ہر مرنے والے کی ہر ہر سانس کے انتقام میں ان موت کے سوداگروں سے ایسا انتقام لے کہ یہ ظالم لوگ مر بھی نا سکیں اور جی بھی نا سکیں اور قیامت تک ایسے عذابوں میں گرفتار رہیں۔ آمین یا رب العالمین۔

اللہ ہم بہت گناہ گار ہیں یا تو ہمیں اس دنیا سے ایمان کے ساتھ اٹھا لے ورنہ ہمیں طاقت دے کہ ہم ظالم کے ظلم کو صرف دل اور زبان سے برا نا سمجھیں بلکہ اپنے ہاتھ کی طاقت سے ظالم کو روک سکیں۔ آمین

ممکنہ سوموٹو ایکشن

ممکنہ سوموٹو ایکشن ۔ لسٹ تو بڑی لمبی ہے ۔ چلیں ایک ٹیسٹ کیس ہی سہی۔

ماضی قریب کے معزول چیف جسٹس اب دوبارہ اپنے عہدے پر فائز ہونے کے بعد ملک کی سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس بن چکے ہیں، چلیں کیسے ہوئے ایک بحث تھی جیت کس کی ہوئی اور ہار کس کی یہ تو سب پر روز روشن کی طرح عیاں ہے ۔
اب چیف جسٹس صاحب کو اپنے کندھوں پر پہلے سے زیادہ بوجھ محسوس ہو رہا ہوگا۔ اور ہونا بھی چاہیے کیونکہ چیف جسٹس صاحب کی معزولی کے دوران جو ملکی مسائل بگڑے ان کی جانچ پڑتال اور عدل کے فیصلے یقیناً چیف جسٹس صاحب کے منصب سے انصاف کا تقاضہ کرتے ہیں۔ جس پر پورا اترنے کے لیے چوبیں چوبیں گھنٹوں کی ریلیاں (چاہیں کچھ لوگ اسے سیاسی کہیں یا غیر سیاسی) نکالیں گئیں اور ان میں جو وعدے وعید قوم سے اور اپنے آپ سے کیے گئے ان کے مطابق بس مزکورہ عدلیہ جو کہ اب اپنے تمام تر جوبن پر نظر آتی ہے، کے بحال ہونے کی دیر ہوتی ہے اور ملک کے مسائل اس طرح غائب ہو جائیں گے جیسے مشرف کی وردی اور طاقت (تمام کا اس سے متفق ہونا کوئی اتنا ضروری بھی نہیں)۔
بحرکیف عدلیہ کی آزادی کو کوئی مہینہ ہونے کو آرہا ہے اور قوم کسی بڑے بریک

تھروکے انتظار میں ہے جو چاہے تو امریکی بے مہار ڈرون حملوں کا حساب کتاب امریکہ بہادار سے مانگ لینے کا ہو، یا مشرف کے آئینی و غیر آئینی اقدامات ہوں، چاہے وہ عدلیہ کی بے توقیری ہو یا کسی سابق منتخب وزیراعظم کی جلاوطنی و توہین ہو، چاہے وہ عافیہ صدیقی ہوں یا ان جیسے کتنے ہی پاکستانی جو امریکہ یا ترقی یافتہ ممالک کے حوالے کیے گئے ہوں (کچھ مشرف دور میں کچھ نواز دور میں اور کچھ دوسرے ادوار میں) ،
چلیں جی اتنے بڑے بڑے مسائل اتنی ننھی سی جان اور جنگل بیابان جسی نوخیز و ناتواں مگر تازہ تازہ عدلیہ کے بس کی بات نہیں ہیں تو لال مسجد جیسے لوکل مسئلے کو ہی ٹیسٹ کیس کے طور پر قبول کرنے کی درخواست ہے۔ چلیں مان لیتے ہیں کہ این آر او بھی ایک ایسا کیس ہے جس کے متعلق عدلیہ بحال تحریک کے سرکردہ لیڈران اور ہمارے ملک کے مایہ ناز سیاسی لیڈران یہ کہہ رہے تھے کہ چیف جسٹس کو بحال ہوتے ہی ٹیسٹ کیس کے طور پر این آر او کو لینا چاہیے۔ مگر کیا کیجیے اس ظالم امریکہ کا جو لگ رہا ہے کہ ایسی گارنٹیاں دے اور لے بیٹھا کہ این آر او کی رٹ لگانے والوں کو بھی سانپ سونگھ گئے ہیں تو عدلیہ کو کیا آپ نے کوئی ٹارزن سمجھ رکھا ہے کہ جو این آر او کے مسئلے کو چھو بھی سکے (کیا ہوا جو وہ مشرف صاحب کا کوئی قابل نفرت آرڈیننس تھا، اب کیا مشرف صاحب کے ہر اقدام کو ختم کرنے کا ٹھیکہ عدلیہ نے لے رکھا ہے)۔

گزشتہ دنوں جے یو آئی کے سیکریٹری جنرل جناب سینیٹر عبدالغفور حیدری صاحب کا بیان نظر سے گزرا جس میں حضرت نے بجا ارشاد فرمایا" کہ افتخار محمد چوہدری اب جبکہ چیف جسٹس سپریم کورٹ کے طور پر بحال ہو چکے ہیں تو انہیں اب فی الفور لال مسجد کے واقعے کا از خود نوٹس لینا چاہیے۔ انہوں نے مزید کہا کہ لال مسجد میں سینکڑوں طلبا و طالبات شہید کر دیے گئے۔ اسلیے جب کہ چیف جسٹس افتخار چوہدری صاحب جہاں دیگر بہت سے معاملات پر سو موٹو ایکشن لے رہے ہیں انہیں لال مسجد کے واقعے کا بھی از خود نوٹس لینا چاہیے۔۔" بات کوئی ایسی انوکھی اور نا قابل عمل بھی نہیں ہے اور چونکہ سارے کردار گھوم پھر کر ق لیگ پر ہی ٹوٹیں گے اس لیے یہ سو موٹو ایکشن کوئی ایسا مشکل و دشوار بھی نہیں کہ جیسا این آر او ہو سکتا ہے۔ تو بھائی کچھ تو کریں۔ شریف برادران کے حق میں سو موٹو ایکشن اور پنجاب حکومت کی بحالی والے سو موٹو ایکشن سے ن لیگ تو بڑی خوش ہے اور انہیں خوش ہونا بھی چاہیے۔ فیصلے جسکے حق میں جاتے ہیں وہ تو خوش ہی ہوگا۔

بھائی ہم تو شمار ہوتے ہیں افتخار چوہدری صاحب کے ناقدین میں اور کوئی ایسا بھی نہیں ہے کہ کیونکہ افتخار چوہدری چیف جسٹس بن گئے ہیں تو ہم آنکھ بند کرکے ان کے فیصلوں اور کاموں کو ماننے لگ جائیں۔ ہم تو دیکھیں گے کہ جو قوم سے وعدے اور دعوے کرکے لوگ بحال ہوتے ہیں کیا وہ سچ میں کچھ ایسا کر

دکھاتے ہیں کہ ہم جیسے ناقدین بھی ان کے گرویدہ ہو جاتے ہیں یا ہم صحیح تھے جب ہم کہتے تھے کہ دیکھتے ہیں کیا کر دکھاتے ہیں معزول لوگ دوبارہ بحال ہو کر۔

کامیابی کا راز

ایک نوجوان نے سقراط سے پوچھا کہ کامیابی کا راز کیا ہے۔
سقراط نے کہا کہ علی الصباح دریا کے کنارے ملنا۔ دونوں جب دریا کنارے علی الصباح ملے تو سقراط نے نوجوان سے کہا کہ میرے ساتھ دریا میں کچھ دور چلو، جب دونوں کندھے تک گہرے پانی میں پہنچ گئے تو سقراط نے اچانک نوجوان کو سر سے پکڑا اور اسے پوری طاقت لگا کر ڈبونے کی کوشش کی۔ نوجوان کیونکہ اس بات کے لیے تیار نہ تھا اسلیے زیادہ مزاحمت نا کر پایا اور قریب تھا کہ نوجوان کا سانس رک جاتا، سقراط نے اس نوجوان کو چھوڑ دیا اور وہ نوجوان پانی سے سر نکال کر گہرے سانس لینے لگا۔
سقراط نے نوجوان سے پوچھا "جب تم سر سمیت پورے کے پورے پانی کے اندر تھے اور باہر نکلنے پر اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہے تھے تو وہ کون سی اہم ترین بات تھی جو تمہارے زہن، دماغ اور دل میں آ رہی تھی۔
اس نوجوان نے کہا "ہوا اور سانس" کہ وہ چیزیں تھیں جو میرے لیے قیمتی ترین

تھیں جن سے میری جان بچنے کی امید تھی۔

سقراط نے کہا" میاں یہ ہے کامیابی کا راز کہ جب تمہیں کامیابی کی اتنی شدید ضرورت ہو جتنی تمہیں زندگی بچانے کے لیے ہوا کی ضرورت تھی اور وہ کامیابی تمہیں مل جائے تو پھر تمہیں اس کی قدر کرنی چاہیے۔ اور جس طرح تم زندگی بچانے کے لیے ہوا کی اہمیت اب سمجھ گئے ہو اس طرح اچھی زندگی گزارنے کے لیے اگر کامیابی کی اتنی ہی شدت سے کوشش کرو جتنی جان بچانے کے لیے ہوا کھینچنے کے لیے کر رہے تھے تو یاد رکھنا کہ وہ کامیابی تمہارے۔ڑی قیمتی ہونی چاہیے دنیا میں اس سے۔ڑا کامیابی کا راز کوئی اور نہیں ہے"۔

شریعت کا انکار در حقیقت کفر ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الحمد اللہ رب العالمین۔

سب سے پہلے تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینے کی ہے کہ شریعت کا انکار در حقیقت کفر ہے۔ اور نادانی سے اگر ایسا ہو جائے تو اللہ عزوجل سے معافی مانگ لینی چاہیے اور اگر شریعت کے انکار کا فعل اختیاری ہے تو یقیناً کفر اور شدید ترین کفر ہے۔

اللہ سے امید ہے کہ اللہ ہمارے گناہ معاف فرمائے اور ہمیں ایک دوسرے سے محبت کرنے والا بنائے آمین۔

آج کل دیکھنے میں یہ آ رہا ہے کہ سوات کے واقعے کے بعد بہت سے لوگ اس کو شرعی اور بہت سے لوگ اس کو غیر شرعی قرار دے رہے ہیں۔

اب سب کو دیکھنا چاہیے کہ اگر شرعی تھا تو کیا تمام شرعی تقاضے پورے ہوئے

تھے اگر نہیں تو اس سزا کو شرعی قرار دینا بھی ایک ایسا دلیرانہ عمل ہے کہ سے اللہ کے غضب و غصہ کو آواز دی جا رہی ہے۔

اب ہو تو یہ رہا ہے کہ اس واقعے کو شرعی کہنے اور سمجھنے والے اب اس بات کا واویلہ کرتے نظر آرہے ہیں کہ ایسا واقعہ سرے سے ہوا ہی نہیں ہے اور چونکہ ہوا ہی نہیں ہے تو اس سلسلے میں شرعی و غیر شرعی کی بحث کا کیا فائدہ؟

گزشتہ دنوں ایک مشہور صحافی جناب ہارون الرشید نے روزنامہ جنگ کے ایک اداریے میں تحریر کیا ہے کہ "شریعت اسلامی کے بارے میں کس کی رائے کو معتبر مانا جائے۔ سید ابوالاعلی مودودی یا صوفی محمد۔ وہ جو شریعت کے علمبردار ہیں، صوفی محمد کی حمایت کیسے کر سکتے ہیں۔ صوفی صاحب کا تازہ ترین ارشاد یہ ہے "جمہوریت کفر ہے اور کفر کے سوا کچھ بھی نہیں"۔ ان کا یہ ارشاد جماعت اسلامی کے ایک جریدے میں خاص طور پر لئے گئے انٹرویو میں من و عن چھپا ہے۔ ایک طرف برادرم انصار عباسی اور سید منور حسن ہیں دوسرے طرف عزیزم رؤف کلاسرا اور محترم و مکرم قائد انقلاب السید الطاف حسین۔ بیچ میں اہل سوات اور اہل پاکستان حیران کھڑے ہیں۔ بیچ میں سچائی ششدر کھڑی ہے۔۔۔۔۔۔

آگے مزید لکھتے ہیں کہ " محض حکم اور قانون نہیں اس سے کہیں زیادہ اسلام

تعلیم ہے۔ وہ تربیت کا ایک نظام اور ماحول ہے۔ اوپر سے مسلط کیا جانے والا نہیں بلکہ انسانی قلب و دماغ میں بتدریج پروان چڑھنے والا ایک داخلی نظم۔ اسلامی معاشرہ تدریج کے ساتھ وجود میں آتا ہے۔ کردار کے اعلیٰ ترین عملی نمونوں سے، علم سے، تلقین سے، محبت والفت اور انس کے ساتھ۔ اسلامی معاشرے میں سزا توان بدبختوں کا مقدر ہوتی ہے جو رزق کی فراوانی کے باوجود نقب لگائیں۔ ماحول کی پاکیزگی کے باوجود اپنے اندر کے شیطانوں کو گنے کا رس پلاتے رہیں۔ عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قحط میں چوری کی سزا معطل کر دی تھی۔ انیس سو ستر کو گلبرگ کے ایک جلسہ عام میں سید ابوالاعلیٰ مودودی نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا تھا کہ جماعت اسلامی کو اقتدار ملا تو پردہ حکماً نافذ نہ کیا جائے گا۔ اپنی کتاب رسائل و مسائل میں انہوں نے لکھا ہے کہ اس معاشرے میں اسلامی سزائیں نافذ کرنے کا کوئی جواز نہیں جو گندگی، جرم اور استحصل سے بھرا ہو۔ حیرت ہے کہ اس کے باوجود سید منور حسن صوفی محمد کی حمایت کرتے ہیں جن کا ارشاد یہ ہے کہ "جمہوریت کفر ہے اور کفر کے سوا کچھ بھی نہیں"۔ سید منور حسن اور برادرم انصار عباسی سے مودبانہ سوال یہ ہے کہ عالم کون ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی یا صوفی محمد؟۔ کس کی رائے پر غور کیا جائے۔ کس کی بات سنی جائے، کون سی شریعت اس ملک میں نافذ ہوگی۔ بیروزگاروں کو غیر سودی برضے دینے والے ٹیپو سلطان اور فتح مکہ کی یاد تازہ کرنے والے صلاح الدین ایوبی یا عورتوں کو برسر بازار کوڑے مارنے والے

طالبان کی شریعت"؟

تو میرے بھائیوں یقیناً کچھ لوگوں کو ہارون الرشید صاحب کی کچھ باتوں سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ مگر کیا یہ حقیقت نہیں کہ اگر کچھ لوگ سواتی عورت کو کوڑے مارنے والی سزا کو غیر شرعی قرار دینے پر مصر ہیں تو جو اس کو شرعی قرار دینے پر مصر ہیں کیا وہ تمام شہادتیں اور گواہ لائے تھے جس کے بعد شریعت نافذ کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ یا یہ کہ طالبان یا ان جیسے کچھ لوگوں نے جسے شریعت سمجھ لیا ہم سب بھی اسے شریعت سمجھنے کے پابند ہیں۔ شریعت صاف اور کھلی ہے اور اس کے لیے کئی شرائط و ضوابط ہیں کہ جن کے بعد شریعی سزاؤں کا منعقد کیا جانا برحق ہے۔ تو بھائی اگر چلیں میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ شریعت کی آڑ میں غیر شرعی سزائیں دی جارہیں ہیں تو کیا میں نعوذ باللہ شریعت کا منکر ہوں (اللہ مجھے اور آپ کو ہدایت عطا فرمائے)۔

اور تو اور صوفی محمد صاحب لگتا ہے کبھی ناراض اور کبھی راضی ہوتے رہتے ہیں۔ کل شگر کوٹڈ دھمکی بھی قوم کی دے دی گئی ۔ کہ اگر امن معاہدے پر صدر مملکت نے دستخط نہ کیے تو سوات اور ان علاقوں میں جو کچھ ہوگا اس کی ذمہ وار حکومت پاکستان ہوگی۔ واہ بھی واہ کیا عمدہ طریقے ہے قائل کرنے کو دوسرے فریق کو۔ اور کل تک امن کیمپ کے اکھڑنے کی باتیں اور آج پھر امن کیمپ گاڑے

جانے کی خبریں ہیں۔ اللہ ہمارے ایمان کی اور ہمارے ملک و قوم کی حفاظت فرمائے۔
شریعت ہم سب کا مطالبہ ہے مگر بے عمل جاہل شدت پسند جس کو بھی چاہیں شریعت قرار دے لیں اس کو ہم نہیں مانتے۔ ہمیں شریعت محمدی منظور ہے۔ شریعت طالبان نہیں

بارہ مئی قریب ہے۔ ہوشیار باش

بارہ مئی قریب ہے - ہوشیار باش - سیاسی و مفادی شعبدے بازوں سے ہوشیار

سب بھائیوں کو اسلام وعلیکم۔
بعد از سلام ملک کے ایک اہم واقعے کی طرف اپنے تمام پاکستانی بھائیوں اور بہنوں کی توجہ مبذول کروانے کی کوشش کرتا ہوں۔
بارہ مئی کے واقعہ کو لے کر کچھ لوگ مذموم کوشش کریں گے کہ اس واقعہ کو بہانہ بنا کر کراچی کا امن و سکون غارت کیا جائے تمام بھائیوں سے التجا ہے کہ ایسے ظالموں کی ایک ایک بات اور ایک ایک حرکت پر نظر رکھیں اور ان سے ہوشیار رہیں۔ یاد رکھیں ایسے تمام مذموم اقدامات جن سے مملکت پاکستان کا امن و سکون و سالمیت خطرے میں پڑے ان سے اپنے آپ کو آگاہ رکھیں اور خود دیکھ لیں کہ اگرچہ پاکستان کا اصل دشمن بیرونی ہے مگر جس کے ہاتھ میں اندرونی دشمنوں کی باگیں بھی ہیں۔
ہوشیار باش۔
جیسا کہ آپ تمام کے علم میں ہے کہ پاکستان میں یوں تو کئی واقعات ایسے ہوئے

ہیں جن میں بے شمار انسانی جانوں کا ضیاع ہوا ہے مگر شاید بہت کم لوگوں کو ان کی تاریخیں یاد ہوں ہاں ایک واقعہ ایسا ضرور ہے کہ جس کی تاریخ (سیاسی اور) کئی وجوہات کی بنا پر بہت سے پاکستانیوں کو نا صرف یاد ہے بلکہ یاد کرائی جاتی رہتے ہے جس میں پچاس کے قریب انسانی جانیں ضائع ہوئیں۔ ایک جان کی قیمت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ہم تصور کریں تو ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں یقین نہیں آتا تو ہم اگر اپنے آپ کو ان لاشوں میں سے ایک سمجھ سکیں تو شاید ہمیں اندازہ ہو کہ انسانی جان کی قیمت کیا ہوتی ہے۔ بحر کیف بارہ مئی کا واقعہ پاکستان کی تاریخ کے بدترین واقعات میں سے ایک ہے اور اس کے زمہ داروں کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیے۔ چاہے وہ کوئی بھی ہوں اور کتنے ہی طاقتور کیوں نا ہوں۔

میرے کچھ ناقد بھائی اس میں کسی کو بھی شامل کر سکتے ہیں ظاہر ہے ظلم جس نے بھی کیا وہ ظلم ہے اور اب چونکہ عدالتیں بھی آزاد ہیں اور ان واقعات کی فوٹیجز بھی آزاد میڈیا مینز کے پاس محفوظ ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ چیف جسٹس آف پاکستان مسٹر جسٹس افتخار محمد چوہدری ان واقعات کا نوٹس لیں اور فی الفور ایک بڑی بینچ بنا کر ان حالات و واقعات کی عدالتی تحقیقات کرائیں کہ جن وجوہات کی بنا پر بارہ مئی کا واقعہ پیش آیا اور چونکہ مسٹر جسٹس افتخار چوہدری صاحب بھی اس واقعہ کے پیش آنے کے کرداروں میں سے تھے جن سے حکومتی

سطح پر درخواست کی گئی تھی کہ برائے مہربانی اس دن کورٹ میں ہونے والے کسی تقریب میں شرکت کے لیے براستہ سڑک ریلیوں کی صورت میں نہ جائیں، اور حکومت وقت نے اس وقت مسٹر جسٹس افتخار کو یہ پیش کش بھی کی کہ اگر تقریب میں جانا اتنا ہی ضروری ہے تو ان کے لیے ہیلی کاپٹر کا انتظام کیا جاسکتا ہے، کیونکہ ریلی کی صورت میں اس وقت جانے سے تصادم کا احتمال ہے مگر کیا کیجیے ان سیاسی شعبدوں بازوں کا کہ جنھوں نے اس امر کی مخالفت کی اور اس بات پر مصر رہے کہ ریلی ہی کی صورت میں ہی نکلنا ہے۔

اور پھر وہی ہوا کہ چند ناعاقبت اندیشوں اور ملک دشمن عناصر جو ایسے کسی واقعہ کی تلاش میں رہتے ہیں انہوں نے بیچ میں پڑ کر کراچی کی سڑکوں پر ظلم و بربریت کا وہ کھیل کھیلا اور کھلوایا جسکے نتیجے میں اتنی انسانی جانوں کا ضیاع ہوا کہ جن کی تلافی ممکن نہیں، مرنے والے بدنصیبوں کو کس بات کی سزا ملی یہ تو ان کو قتل کرنے والے جانیں۔ کاش ہمارے سیاسی لیڈران اس بات کو سمجھ سکیں کہ انسانی جانیں کتنی عزیز ہوتی ہیں ایسے واقعات میں کسی لیڈر کا کوئی پیارا قتل ہو تو ان کو کچھ پتہ بھی چلے۔ قتل ہونے والے تو زیادہ تر بے چارے غریب اور معصوم لوگ ہوتے ہیں اور مارنے والے ظالم ہوتے ہیں چاہے ان کا تعلق کسی بھی گروہ یا جماعت سے ہو۔

بحر حال مسٹر جسٹس افتخار چوہدری صاحب اور انکے ارد گرد سیاسی اور وکلا تحریک کے سرکردہ لیڈران جو اس اصولی مؤقف پر ڈٹے ہوئے تھے کہ واپس نہیں جانا اور جانا ہے تو ریلی کی صورت میں ہی جانا ہے۔ بالآخر ایک خونی شام کے سائے گھرے ہونے پر اپنے مؤقف سے پیچھے ہٹے اور شہر کراچی کو ایک ایسا مکروہ تحفہ دے گئے کہ جس پر اہل کراچی کا دل ہمیشہ غمگین رہے گا۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ یوں تو ملک عزیز میں اب تک ہزاروں لوگ مارے جا چکے ہیں اور خصوصاً صوبہ سرحد میں تو جنازوں تک پر حملے اور چالیس پچاس افراد کا قتل ہو جانا تو عام واقعہ ہوتا ہے۔ ان کی تاریخیں کسی کو یاد ہوں تو بتائیں (دیکھ کر نہیں اپنے ذہن کو ٹٹول کر دیکھیں اور تاریخیں یاد ہیں تو بتائیں ایسے واقعات کی) اور اب چونکہ بارہ مئی کے واقعات سے بہت سی جماعتوں نے بہت فائدے اٹھائیں ہیں اور ملک کے معصوم لوگوں کے دل و دماغ میں بارہ مئی کے واقعے کو چپکا کر رکھ دیا ہے۔ وہ اس بات کی کوشش میں ہیں کہ کس طرح بارہ مئی کے دن مزید اپنی طاقت کا مظاہرہ کریں اور شہر کراچی پر مزید کوئی مہلک داغ لگائیں۔

کاش کراچی میں طاقت دکھانے کے لیے پر عزم لوگ و جماعتیں اپنے علاقوں میں بھی کچھ طاقت دکھائیں ان لوگوں کو کہ جن سے یکطرفہ صلح و معاہدے ہونے کے لیے

مرے جا رہے ہیں اور یہ جان کر کہ مخالف اتنا طاقتور ہے کہ صوبہ سرحد کی حکومت بھی اس کے سامنے بے بس ہے صوبہ سرحد کی حکومت اس سلسلے اس قدر جھکی جا رہی ہے کہ شرم بھی شرمندہ ہے کہ ظالموں کے ساتھ جو کہ اسلحہ سے لیس اور ظلم و ستم میں لاجواب ہیں ان سے طاقت ور حکومت سرحد اتنی خوفزدہ ہے کہ اس بات پر شکر گزار ہے کہ صوفی محمد یا طالبان اس قسم کے بیانات دے رہے ہیں کہ صوبائی حکومت سے ہم طالبان) مطمئن ہیں۔ ارے ظلم سے لڑو ہم نے تو سنا تھا کہ اپنے گھر میں تو کتا بھی شیر) ہوتا ہے یہ کیسی حکومتیں ہیں کہ اپنے ہی گھر میں شیر نہیں بن پا رہی۔

صوفی محمد اور دوسرے صاحبان جب چاہتے ہیں یہ کہہ دیتے ہیں کہ امن کیمپ ختم اور اب جو کچھ ہوگا اس کی ذمہ دار حکومت ہو گی، مطلب یہ کہ اگر ہمارے مطالبات یکطرفہ طور پر نا مانے اور امن معاہدہ (یکطرفہ) نا ہو سکتا تو اس کے نتیجے میں قتل و غارت گری کی دھمکیاں دی جا رہیں ہیں اور یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ اس کی ذمہ دار حکومت (وفاقی) ہو گی۔ واہ رے واہ میرے مولا ایسے بھی ظالم لوگ ہیں جو ایسی باتیں کریں اور ہمارے طاقت کے مظاہرے کرنے کے دعوے دار اپنے صوبے میں تو بھیگی بلی بنے رہیں اور دوسرے شہروں میں طاقت دکھانے کے دعوے کریں۔ ارے جو اپنے گھر میں طاقت نہیں دکھا سکتا وہ کیا اس بات کا حق دار ہے کہ دوسرے جگہ طاقت دکھا سکے۔ یاد رکھنا یہ امر کہ جب چونٹی بھی

پیر کے نیچے آتی ہے تو پلٹ کر کاٹ لیتی ہے۔۔۔
میری تمام پاکستانیوں سے گزارش ہے کہ خدارا حق کا ساتھ دیں اور ظلم و ستم کے لیے جتنی طاقت ہو (ہاتھ سے روکنے کی، زبان سے روکنے کی یا کم از کم دل سے برا جاننے کی) اتنی طاقت کا مظاہرہ کریں اور لسانی گروہ بندیوں اور اپنے زاتی و خاندانی مفادات کے چکر سے باہر نکل آئیں ملک ایک عظیم ترین دوراہے پر کھڑا ہے اور جتنا ملک پاکستان آج خطرے میں ہے اتنا میرے علم میں تو انیس سو اکہتر میں بھی نہیں ہوگا (گو میں اس پیدا بھی نہیں ہوا تھا)۔
مزید کیا کہوں کہنے کو تو بہت کچھ ہے مگر۔۔۔
اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین

اسلحہ کا سرعام عظیم مظاہرہ - ناکر بھائی ناکر

کل بروز ہفتہ مورخہ ۱۱ اپریل کو ٹیلی وژن اسکرین پر صوبہ سرحد کے دارالحکومت پشاور میں ایک ضمنی انتخاب کے موقع پر دو گروہوں کے درمیان فائرنگ کا زبردست تبادلہ ہوا۔

مختلف ٹی وی چینلز بدل بدل کر دیکھے اور یہ دیکھ کر حیرت سے گم سم سا ہو گیا کہ کس طرح سرعام لوگ جدید اسلحہ لیے سڑکوں پر دندناتے پھر رہے تھے اور کچھ لوگوں کے سروں پر ایک مخصوص جماعت کی ٹوپیاں (واضح طور پر غیر طالبان تھے کیونکہ ان لوگوں کے چہروں پر بظاہر شرعی علامات ناموجود تھیں) اور کچھ کے سینے پر مخصوص سیاسی جماعت کے انتخابی بیجز بھی لگے ہوئے تھے اور فوٹیجز اتنی واضح اور قریب سے تھی کہ لوگ باآسانی پہچانے جارہے تھے اور جس طرح روڈیں بھریں پڑیں تھیں اسلحہ برداروں سے تو مجھے ایک سوچ مجبور کر گئی کہ کیا صوبہ سرحد میں اتنی بڑی تعداد میں اسلحہ بردار موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ حکومت سرحد پھر بھی طالبان اور شدت پسندوں سے لڑنے سے قاصر ہے اور جھکی اور پچھی جارہی ہے کہ کسی طرح طالبان ان کی جان چھوڑدیں اور وفاقی حکومت کو اپنا دشمن سمجھیں۔

ایسا کوئی واقعہ کراچی کی سڑکوں پر ہوتا تو پورا مہینہ ایسے واقعات پر باتیں ہوتیں رہتیں مگر حیرت اس امر کی تھی کہ ملک کے بڑے بڑے مفکر، تجزیہ نگار اور دانشور اور بال کی کھال نکالنے والے صحافی حضرات جیسے کہ محترم انصار عباسی، حامد میر اور طلعت حسین بھی ایسے واقعات کو نظر انداز کر دیکھتے ہیں جیسے ایسے واقعات کو ایسے نظر انداز کردیتے ہیں کہ جیسے کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں اگر ایک ضمنی انتخاب کے موقع پر یہ حال ہوتا ہے تو بڑے پیمانے پر انتخابات کے موقع پر کتنا اسلحہ اور ہتھیار ہوتے ہونگے اس کا زرا تصور تو کریں۔ اور بارہ مئی قریب ہے پھر دیکھیے گا سب کے کرتب اور شعبدہ بازیاں۔ اور آپکو ایسا لگے گا کہ ملک میں شاید بارہ مئی کے واقعات میں ہی پچاس کے قریب لوگ جو ہلاک ہوئے ہیں ان کے علاوہ ملک عزیز میں تو بالکل امن و سکون اور چین ہی چین ہے اور ملک میں کوئی قتل و غارت توبہ کریں جو کہیں ہوتی ہو۔

الہی مجھ سمیت سب کو عقل و شعور کی دولت میں سے کچھ عنایت فرما اور ہمارے ملک کی حفاظت فرما آمین۔

جلتا سلگتا احساس محرومی شکار بلوچستان

صوبہ سرحد، صوبہ پنجاب اور اب صوبہ بلوچستان بھی گرم ہواؤں کی لپیٹ میں آگیا ہے اور جس طرح کا امن و سکون ملک بھر میں. برباد کرنے کی اندرونی اور بیرونی سازشیں ہو رہیں ہیں ان کے نتیجے میں پاکستان کا سب سے زیادہ پسماندہ، محرومیوں اور ناانصافیوں کا سب سے .بڑا شکار بلوچستان بھی ایک ہولناک آگ کی لپیٹ میں آگیا ہے۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق تربت میں بلوچ رہنماؤں کی ہلاکت کے بعد بلوچستان میں امن و سکون جس طرح غارت ہوا ہے گزشتہ کئی دنوں سے پر تشد مظاہروں ہو رہے ہیں۔ کل ہی صوبائی دارالحکومت کوئٹہ میں ١١ افراد کو قتل کر دیا گیا کہ جن میں ٦ (چھ) افراد غریب کان کن تھے جو اپنے اور اپنے بیوی بچوں کی خاطر حصول رزق جیسے عظیم فریضے کی ادائیگی میں مصروف تھے۔ کون ہیں وہ ظالم جو غریبوں کو اس .بری طرح مار رہے ہیں کیا وہ کان کن ذمہ دار تھے ان رہنماؤں کے قتل کے یا پھر یہ ایک اور گہری سازش ہے کہ جس کا مقصد ملک عظیم میں افراتفری اور بے چینی کو فروغ دینا ہے تاکہ حکومت پاکستان اور قوم اس بات پر مجبور ہو جائے کہ کھلے عام اور درپردہ ملک دشمنوں سے مزاکرات کرنے پر راضی ہو جائے۔

جس طرح تربت میں بنکوں کو، آفسوں کو، میوزیم کو اور مخالف پارٹیوں کے دفاتر کو آگ لگائی گئی کیا اس سے صوبے اور ملک پر اچھے اثرات مرتب ہونگے یا دشمنوں کے مقاصد یعنی صوبوں میں منافرت و غصہ بڑھے گا جس کا فائدہ کسی غریب کو نہیں بلکہ ملک دشمن عناصر کو پہنچے گا۔ کوئٹہ میں پولیس اور فرنٹیر کور کے اہلکاروں پر فائرنگ تو عام بات بن گئی ہے ان پر تشدد واقعات کے دوران۔ ریلوے ٹریک کو دھماکہ خیز مواد سے اڑادیا گیا۔ حال تو یہ ہے کہ بلوچ علاقوں میں رہائش پزیر آبادگاروں نے بھی نقل مکانی شروع کردی ہے۔

کاش کوئی کام ایسا بھی ہو کہ جس سے ملک دشمن عناصر کو تشویش اور نقصان ہو یا پھر ایسا ہی ہوتا رہے گا کہ ملک دشمن عناصر کے ایک ایک مقصد و منصوبے کی بڑے شاندار طریقے سے تکمیل ہوتی رہے گی اور ان کا کوئی ایک وار بھی خالی نہیں جائے گا اور ہم کسی وار کو روکنا تو دور کی بات اس کو سمجھ بھی نہیں پائیں گے اور ہر ہونے والے واقعات کا ذمہ دار اپنے ہی کسی مخالف (سیاسی) پر لگاتے رہیں گے۔

عدلیہ کہاں ہے کیا ملک میں پھیلی بے چینی اور دہشت ناک کاروائیاں کسی سوموٹو ایکشن کی متقاضی نہیں ہیں اور کیا سوموٹو ایکشن پتنگ بازی، ون ڈش

پارٹیوں اور ایسے ہی فروعی معاملات یا پھر اپنے سیاسی پارٹنروں کے لیے ہی لیے جاتے رہیں گے رہ گئی سوات کی عورت کی سوموٹو کی کہانی تو اس پر بھی سوموٹو تو لے لیا ایکشن یا انصاف کب ملے گا اور ملے گا بھی یا نہیں۔

کچھ عرصے پہلے سے یہ بات واضح ہونی شروع ہو گئی تھی کہ صوبہ بلوچستان میں بھارت اور امریکہ سرگرم ہیں اور پھر طالبان کے متعلق بھی خدشات ظاہر کیے گئے۔ مگر صوبہ بلوچستان کی حکومت مصر تھی کہ نہیں کوئی ایسے واقعات نہیں ہیں اور صوبے پر امن و سکون ہے کاش صوبائی حکومتیں اس بات کا ادراک کر لیا کریں کہ جب کوئی خبر ہوتی ہے تو کوئی نا کوئی پس پردہ اصلیت بھی ہوتی ہے اور کاش ایسے اقدامات کر لیے جائیں کہ جن سے شاید کچھ بچاؤ ممکن ہو سکا کرے۔

جس طرح سندھ حکومت میں شریک ایم کیو ایم کب سے شور مچا رہی ہے کہ سندھ میں طالبان کا عمل دخل شروع ہونے والا ہے پہلے تو صوبائی وزیر ذوالفقار مرزا اس بات کی تردید کرتے رہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور انکے ساتھ ساتھ دوسرے سیاسی لیڈران بھی چیں بچیں رہے کہ ایم کیو ایم ایک فروعی بات کر رہی ہے مگر گزشتہ دنوں آئی جی سندھ نے جس طرح خبردار کیا ہے کہ سندھ اور بالخصوص کراچی میں طالبان عناصر کا خطرہ بڑھتا جا رہا ہے اور اسی طرح سی پی او وسیم

احمد نے بھی اس خطرے کو واضح طور پر نا صرف محسوس کیا بلکہ ایسے عناصر کی موجودگی سے لوگوں کو خبردار بھی کر دیا ہے۔ اور گزشتہ کئی ہفتوں سے سہراب گوٹھ اور دوسرے علاقوں سے جس طرح اسلحہ بردار جدید اسلحہ سے لیس گرفتار ہوئے ہیں اور ان کے تانے بانے ایک مشہور معروف صوبے سے ملے ہیں جہاں طالبان کی ناصرف افزائش ہوتی ہے بلکہ اسلحہ اسمگل بھی وہیں سے ہو رہا ہے۔ اور جب کوئی کنٹینر انسانی لاشیں لیے اور بغیر کسی روک ٹوک کے افغانستان سے ہوتا ہوا صوبہ بلوچستان کے شہر کوئٹہ تک بغیر روک ٹوک پہنچ سکتا ہے تو جدید اسلحہ کیوں نہیں پہنچ سکتا کراچی۔، سوچنے کی بات ہے یا نہیں اگر نہیں تو دیکھ لینا کہ ایسے واقعات ہم اور آپ کچھ بھی کر لیں ہونے کے قریب ہیں ہاں اگر کوئی انقلاب ہی ہو جائے اور ہمارے ملک کی لا انفورسمنٹ قوتیں اپنی دیانت داری پر اتر آئیں تو شاید ہمارے ملک کا چپہ چپہ ایسے واقعات سے محفوظ رہ سکے۔

میں ایک بات اور کہنا چاہوں گا کہ بلوچستان میں حالیہ تشدد کہیں اللہ کا وہ غضب و غصہ تو نہیں کہ جب لاشوں سے بھرے کنٹینر صوبہ بلوچستان کے (بے غیرت و بد کردار) حکومتی اہلکاروں کی جیبیں بھرتے ہوئے عین کوئٹہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ کاش ہمارے (نا صرف بلوچستان بلکہ ملک بھر کے) نیک و ایماندار حکومتی اہلکاروں کی تعداد بد کردار اور بے غیرت اہلکاروں سے زیادہ ہو جائے تو

ہمارا ملک بھی ایک ذمہ دار ملک ہونے کا ثبوت دے سکے۔
بحرحال اب تو جمہوریت ہے میرے بھائی تو کیا وجہ ہے کہ ڈرون حملے بھی ہو رہے ہیں،
پورے ملک کے ہر ہر علاقوں (صوبوں) میں افراتفری بے چینی بھی ہے، مسنگ پرسنز
بھی اپنی جگہ ہیں بے راہ روی اور شریعت کے نام پر قتل و غارت گری بھی جاری ہے
سب کچھ تو ہو رہا ہے تو کیا کر رہے ہیں ہمارے جمہوری ادارے، ہمارے جان و عزت و
مال بچانے پر مامور اہلکار اور ہماری عدالتیں۔
واہ میرے مولا تیرے کرم سے عدالتیں بھی آزاد ملک میں جمہوریت بھی قائم اور ہم
اب تک ایک بدترین قوم کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں۔
کاش

امریکہ شکست خوردہ اور بس بھاگنے ہی والا ہے

ہم مطمئین ہیں - امریکہ شکست خوردہ اور بس بھاگنے ہی والا ہے - جاگ جاؤ خدارا

واقعی لگتا ہے کہ ہم بڑے مطمئین ہیں اور ملک میں کیونکہ جمہوری طرز حکومت ایک روشن چاند کی طرح اپنی آب وتاب سے چمک رہا ہے اور سونے پہ سہاگہ یہ کہ ہمارے ملک کی عدالتیں بھی پوری طرح خود مختار اور آزاد ہیں اور ہمیں یعنی عوام کو اب فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہمارا کام تو ووٹ دینا اور ریلیوں میں نکلنا تھا اور وہ ہم میں سے بہت سے یہ کر گزرے اور اب عوام فارغ ہیں اور بے فکر ہیں ہر قسم کی فکر و فاقے سے جو جمہوری حکومت ہم نے منتخب کی ہے وہ روٹی، کپڑے اور مکان کے نعرے پر آئی ہے اور ہم ان تینوں چیزوں سے فی الحال اگر فارغ ہیں تو کچھ ہی عرصے میں ہمارے پاس یہ تینوں چیزیں ہونگیں اور ہمارے وہ قومی بھائی اور بہنیں جن کے ساتھ آج تک کسی نے انصاف نہیں کیا ہے اب آزاد عدلیہ کا دروازہ کھٹکھٹائیں، اور خبردار نوکری کے لیے بھی گھروں سے نا نکلیں کہ ایسا نا ہو کہ انصاف آپ کے گھر کی دہلیز پر پہنچے اور آپ گھر میں ناموجود ہوں تو انصاف آپ کو کہاں تلاش کرتا پھرے گا--- تو جناب یہ ہے ایک بالکل عام آدمی کی سوچ اس میں اگر طنز و مزاح کا کوئی پہلو آپ کو ملتا ہے تو وہ آپ کا حسن زن ہوگا وگرنہ یہ باتیں ہمارے ایک بڑے حساس دوست

نے کیں تھیں سوچا آپ کے پیش نظر کردیں

گزشتہ دنوں ایک صحافی کا اداریہ پڑھ رہا تھا۔بڑی دلچسپ اور سبق آموز باتیں انہوں نے تحریر کیں فرماتے ہیں

بہادر شاہ ظفر آخری لمحے تک اپنی شکست سے انکار کر رہے تھے۔ اپنے بیٹوں کے کٹے ہوئے سر دیکھنے کے بعد وہ مان گئے۔ آج کا دور ہوتا تو وہ بھی نا مانتے اور اپنے بیٹوں کے کٹے ہوئے سروں کو جعلی قرار دے کر اسلام دشمن انگریزوں کو شرمندہ کر دیتے۔

ایوب خان اور یحییٰ خان، آخری دنوں تک مٹھی بھر سات کروڑ بنگالیوں کا مزاج درست کر دینے پر یقین رکھتے تھے۔ اگر ہم خود کش بمباروں کو مسلمان بھائی، لڑکیوں کے سکول جلانے والوں کو مجاہدین اسلام، پاکستان کی سیکورٹی فورسز پر ہلاکت خیز حملے کرنے والوں کو اسلام کے محافظ اور کلمہ گو مظلوموں کے سر کاٹ کر ان کی لاشیں سڑک پر پھینک دینے والوں کو اسلامی نظام نافذ کرنے والا، نہیں سمجھتے تو یہ نا خلفی ہے۔۔۔۔ تباہی کی قوتیں رکیں نہ رکیں۔ انسان کا اپنا دل مطمئین رہتا ہے۔ طالبان افغانستان میں تھے اور ہم مطمئین تھے، وہ فاٹا میں آئے۔ ہم مطمئین ہیں، سوات میں آئے، ہم مطمئین ہیں۔ سرحد کے تمام اضلاع میں ان کی جڑیں پھیل گئیں۔ ہم مطمئین ہیں اب اسلام آباد سے لاہور تک خود کش حملوں میں اضافہ ہو رہا ہے ہم مطمئین ہیں، ہم

مطمئین ہی رہیں گے اور سات ہزار میل دور بیٹھے ہوئے لوگ خوش کش بمباروں سے لڑنے کے لئے آ رہے ہیں۔ یہ جنگ ان کی ہے، وہ طالبان کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ جماعت اسلامی کے نومنتخب امیر تو انتہائی اعتماد سے خبر دے رہے ہیں کہ افغانستان میں امریکہ کو شکست ہو گئی ہے۔ امریکہ اپنی شکست کی خفت مٹانے کے لئے مزید فوج لا رہا ہے۔

امریکیوں کو بھی ہارنے کا بڑا شوق ہے۔ وہ جہاں بھی جاتے ہیں ہار کے بھاگ لیتے ہیں اور جس مقبوضہ ملک کو چھوڑتے ہیں وہاں خوشحالی کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ ان کی بمباریوں سے ہونے والی تباہی جعلی ہوتی ہے۔ ویت نام، عراق اور اب افغانستان نے کھنڈرات میں بدل کر امریکیوں کو بھگا دیا۔ یہ منور حسن کی روایت ہے۔ امریکیوں نے پاکستان کا رخ کیا تو ہم بھی انہیں ناک رگڑنے پر مجبور کر دیں گے۔ منور حسن، عمران خان، بیت اللہ محسود اور ملا عمر کا یہی خیال ہے۔

مردوں کے ہجوم میں ایک عورت کو سزا دینے کا منظر ٹی وی پر دکھایا گیا، تو عجیب رد عمل دیکھنے میں آیا۔ سواتی طالبان کے ترجمان مسلم خان نے پہلے کہا کہ ہم تو عورتوں کو چار دیواری کے اندر سزا دیتے ہیں۔ پھر کہا یہ اسلامی سزا ہے۔ ہم اس پر مناظرے کے لیے تیار ہیں۔ ایک بار کہا کہ یہ معاہدہ امن سے

پہلے کا واقعہ ہے اور پھر سٹوری ڈویلپ ہوتے ہوتے جعل سازی کے الزام تک آ گئی اور آخر میں یہ مؤقف اختیار کر لیا گیا کہ کوڑے مارنے کی ویڈیو جعلی ہے۔ اس کے ساتھ ہی طالبان کے وکیلوں نے ماہرانہ تبصرے شروع کر دیے۔ جعلسازی کا سب سے بڑا ثبوت یہ بتایا جا رہا ہے کہ وہ لڑکی چونتیس ڈنڈے کھانے کے بعد کھڑی کیسے ہو گئی ؟ واہ کیا زبردست دلیل ہے؟

کہتے ہیں کہ مرد مومن - مرد حق - ضیاالحق جب صحافیوں وکیلوں، مزدور لیڈروں اور سیاسی کارکنوں کو کوڑے لگوا رہے تھے وہ کوڑے یا درے چمڑے سے گندھے ہوئے ہوتے تھے۔ جنہیں رات بھر تیل میں ڈبو کے رکھا جاتا اور صبح ایک ہٹا کٹا شخص، اسلامی مارشل لا کی گرفت میں آئے ہوئے مظلوم شہری کی پشت پر کوڑے برساتا۔ یہ بہت خوفناک کوڑا ہوتا تھا۔ بیشتر لوگ اسٹریچر پر جاتے مگر کئی ایسے بھی ہوتے جو یہ کوڑے کھانے کے بعد بھی اپنے پیروں پر ہسپتال کی طرف چل دیتے۔ کیونکہ کوڑے لگانے کے بعد طبّی معائنہ ہوتا تھا۔ یہ جو سوات میں کوڑے لڑکی کو مارے گئے، وہ دراصل ایک ڈنڈا نما چیز تھی جسے زور سے مارا جاتا رہا۔ اس طرح ڈنڈے کھانے کے بعد لڑکی کا کھڑے ہونا کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ اس ویڈیو کی اصل اور نقل سے قطع نظر کتنی بودی بات ہے اس قسم کے اعتراضات۔ اس جعلی ویڈیو میں دکھائے گئے منظر کے دفاع میں، طالبان کے ایک وکیل نے قرآن پاک کی آیات سنادیں اور یہاں تک کہہ دیا کہہ اس اسلامی سزا پر

اعتراض کرنے والے کفر کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ گویا انہوں نے تسلیم کر لیا کہ جو سزا ویڈیو میں دکھائی گئی وہ اسلامی ہے۔ مسلم خان صاحب نے بھی اس سزا کا دفاع کیا۔ اگر فلم جعلی ہے تو اس میں دکھائی گئی سزا کو اسلامی کہہ کر اس کے دفاع میں قرآنی آیات سنانے کی ضرورت کیا تھی؟ اور اگر دکھائی گئی سزا شرعی ہے تو ویڈیو کو جعلی قرار دینے کی ضرورت کیا ہے؟

دوسرے یہ ہمارے کچھ بھائی اس حد تک چلے گئے کہ انہوں نے تو یہ فتوے تک دے دیے کہ اسلامی شرعی قوانین کا مذاق اڑایا گیا ہے ایسے شرعی سزاؤں کے خلاف بولنے والوں نے۔

ان بھائیوں سے دست بردار ہو کر گزارش ہے کہ بھلا کون ہے جو شرعی سزاؤں پر عمل درآمد کرانے کا ذمہ دار ہے یقیناً حکومت وقت ! تو میرے بھائی کسی کو کس طرح حق ہے اپنی طرف سے کسی کام یا سزا کو شرعی قرار دے دینا اور وہ بھی بغیر کسی قوائد و ضوابط کو نظر میں رکھے بغیر۔ اور جو غلط طریقوں سے اپنے مفاد میں کسی چیز کو شرعی قرار دے لے تو کیا ہم اس کو شرعی مان لیں گے ہم کیا شدت پسندوں کے علاقوں میں رہتے ہیں جو ان سے ڈر کر بغیر سوچے سمجھے ان کے قرار دیئے ہوے کو شرعی یا غیر شرعی مان لیں گے ۔ قرآن تو کہتا ہے کہ اللہ کی باتوں پر بھی مومن غور و فکر کرے نا کے اندھے بہرے اور گونگے ہو کر

گر پڑے، اب اس بات پر بھی ہمارے فتویٰ انگیز یا فتنہ انگیز مخالفین بغیر حق کو تسلیم کیے ہوئے کوئی فتویٰ مار سکتے ہیں۔ بحر حال ہمیں کوئی فکر و غم نہیں ہے دو کوڑی کے علمائے سو کا اور غیر حق کی حمایت کرنے والوں کا ہم تو علمائے حق کے متوالے ہیں اور ان کے پیروں کی خاک ہیں اور شریعت پر ہماری جان مال اور سب کچھ قربان ہے۔ شریعت وہ جو صاحب شریعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے اور ان کی پہنچائی ہوئی شریعت پر ہم کو مکمل ایمان و یقین ہے۔

شریعت کی سزاؤں میں کتنی احتیاط و توجہ کی ضرورت ہے یہ جاہل ملا (علمائے حق ہمارے سر آنکھوں پر) اور طالبان نما لوگ جو لوگوں کے جان مال اور عزت کو لوٹنے میں لگے رہے ہیں انکو کیا پتہ، زرا ان طالبان سے پوچھو تو کہ اللہ تو حصول رزق کے لیے جو تراغیب دیں ہیں یہ طالبان یا القائدہ کس طرح حصول رزق کے لیے سر کردہ ہیں، لوگوں اور حکومتوں کو بلیک میل کر کے اور لوگوں کی جان و مال کو لوٹ کر۔

زرا سوچو تو کہ حکومت وقت کے پاس تو بے شمار وسائل ہوتے ہیں ٹیکس وغیرہ اور دوسرے طریقوں سے (چاہے تو غیر ملکی امداد کے نام کی بھیک کے طور پر) پیسے جمع کرنا ،اور اپنی سیکورٹی ایجینسیوں کی مالی ضروریات جیسے تنخواہ، اسلحہ

نقل و حرکت، اور دوسرے اخراجات تو حکومت تو کہیں نا کہیں سے پورے کر لیتی ہے۔
اب زرا یہ تو بتاؤ کہ ان شدت پسنوں نما نام نہاد خدائی فوجداروں کے پاس اتنے وسائل ور روپیہ پیسہ کہاں سے آتا ہے کہ وہ نا صرف پاکستان حکومت اس کی ایجینسیوں بلکہ غیر ملکی افواج کے خلاف بھی لڑ رہے ہیں کہاں سے آتے ہیں ان کے پاس وسائل اب یہ نا کہہ دینا لاجواب ہو کر کہ اللہ دیتا ہے، بے شک اللہ دیتا ہے مگر کوئی دنیاوی) زریعہ بھی تو ہوتا یا پھر معجزے ان شدت پسندوں کے لیے ہو رہے ہیں فی الواقع دور میں)۔ تو بھائی ملک دشمن قوتیں پال رہیں ہیں ان شدت پسندوں اور ظالموں کو کاش کہ یہ بات ہمارے بھولوں کو سمجھ میں آجائے ورنہ نام بھی نا ہو گا ہمارا نام والوں میں۔
شریعت اور دین حق کھلا ہے اللہ عزوجل نے قرآن میں کہ دیا ہے جس کا مفہوم کچھ اسطرح کا ہے (اللہ کی بیشی معاف فرمائے) "اور کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل تو تھا ہی مٹنے کے لیے اور ہم نے اتاری یہ کتاب قرآن کہ جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کا تو اس سے خسارہ اور بڑھتا ہے" (اور مزید کسی جگہ کچھ اسطرح بھی فرمایا ہے کہ جس کا مفہوم کچھ اسطرح نکلتا ہے کہ حق بھی کھلا ہے اور باطل بھی کھلا ہے تو جو حق کا ساتھ دے گا وہ کامیاب ہو جائے گا اور جو باطل کا ساتھ دے گا تو برباد ہو جائے گا) یہ میرا فتویٰ یا نظریہ نہیں ہے کمی بیشی کی اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔

تو بھائی حق تو قرآن و سنت ہمارے پاس موجود ہے قرآن سے جو شرعی ثابت ہو جائے اور اس کی شرائط بھی پوری ہو جائیں تو ہمارے سر آنکھوں پر وگرنہ دنیا بھر کے علمائے سو جمع بھی ہو جائیں اور کسی بات پر اجماع بھی کر لیں تو ہم تو علمائے حق کے ساتھ ہی کھڑے رہیں گے۔ چاہے ہمارے سر بھی ہماری کندھوں سے اتار لیے جائیں۔

باقی نام رہے اللہ کا اور شریعت رہے شریعت محمدی باقی سب باطل ہے اللہ اور اس کا رسول اور ان کی شریعت حق ہے اور ہم حق کے ساتھ ہیں اور حق کے ساتھ ہی جینا و مرنا چاہتے ہیں۔

افسوسناک واقعات اور ہماری بے بسی - جمہوریت زندہ باد

سب بھائیوں کو السلام وعلیکم، بعد از سلام
کچھ دنوں سے دل نہیں چاہ رہا تھا کچھ لکھنے اور پڑھنے کو کہ اچانک ایک خبر پر نظر پڑی اور اس خبر کو پڑھتے ہی ایسا لگا کہ جیسے یہ واقعہ میرے ساتھ ہی ہوا ہو اور جو اس خبر کے مطابق افراد و بچے قتل ہوگئے ان کا خون میں نے اپنے کندھوں پر محسوس کیا اور میں نے یہ بھی محسوس کرنے کی کوشش کی کہ اگر میں حاکم وقت (چاہے صوبے کا ہی) ہوتا تو کیا میں اس جرم کے بارے میں خدا کا جواب دے ہونے کی صلاحیت رکھتا ہوتا چاہے میری مقبولیت گیلپ سروے کے مطابق اسی فیصد ہی کیوں نا ہوتی۔
اگر آپ کے دل میں انسانیت کے جراثیم اب تک زندہ ہیں تو خدارا ان بے گناہ مرنے والوں کا احساس اپنے دل سے محسوس کرنے کی کوشش کیجیے گا اور سوچیے گا کہ کیا مرنے والوں کے گھر جانے فوٹو سیشن کروانے ٹی وی کے سامنے آکر مرنے والوں کے لیے پانچ پانچ یا دس دس لاکھ روپے کے معاوضے کا اعلان کرنا کیا انسانیت ہے یا مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچوانا انسانیت ہے۔

خبر کے مطابق

ڈسکہ، سیالکوٹ میں جائیداد کے جھگڑے میں ایک شخص نے تیز دھار آلہ سے اپنے سگے جی ہاں ماں جائے) چھوٹے بھائی، اپنی سگی بھابی، اپنے ۸ (آٹھ) معصوم بھتیجوں اور بھتیجیوں (یعنی ۱۰ افراد) کو موت کے گھاٹ اتارنے اور فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا واہ رے واہ فرار ہو گیا کیسے ہو گیا بھی پولیس کی تنخواہیں تو غالباً اب ڈبل کر دی گئیں) ہیں اور پولیس والے بڑے نعرے لگاتے اور بڑے جوش جزبے سے بھرپور نظر آ رہے تھے پھر بھی ملزم فرار ہو گیا)۔

مزید تفصیلات کے مطابق تھانہ ستراہ کے موضع "جھلکی" میں چند روز قبل جائیداد کی تقسیم کے حوالے سے مقتول جاوید اور اس کے بھائی ملزم ظفر میں معمولی تکرار ہوئی جس کا ملزم کو رنج تھا۔ جمعرات کو علی الصبح جاوید اپنے بیوی فہمیدہ، بیٹوں عاطف، ابراہیم، اسماعیل اور بیٹیوں حنا، رمنا، عائشہ، علیشاہ کے ہمراہ اپنے گھر میں سو رہا تھا کہ ملزم ظفر نے گھر میں داخل ہو کر تیز دھار آلہ سے وار کر کے تمام اہل خانہ کو سوتے میں قتل کیا اور اطمینان سے فرار ہو گیا۔ جائے وقوعہ پر دیواروں اور زمین پر خون کے نشانات پڑے ہوئے تھے۔ مرنے والے بچوں کی عمریں چھ ماہ سے دس سال تک کی ہیں۔

اب بتایئے کہ یہ خون ناحق کس کس کے سروں پر ہے کیا ہم اس خون ناحق سے بری الزمہ محسوس کرتے ہیں اپنے آپ کو اگر آپ کرتے ہوں تو آپ کی جرآت کے کیا کہنے میں تو اس جرم میں اس تمام معاشرے بالشمول اپنے آپ کو زمہ دار محسوس کرتا ہوں اور خصوصاً حکومت وقت کو اور بالخصوص پنجاب حکومت کہ جس کی حکومت بڑے آب وتاب اور بڑے دھڑلے اور بڑے زور اور دعووں کے ساتھ چل رہی ہے۔ کیا یہ حکومت کا کام نہیں ہے کہ چلیں ایسے واقعے کو وقوع ہونے سے روک تو نا سکے تو اس کے زمہ داروں کو عبرت کا ایسا نشان بنا دیا جائے کہ جس کی مثال رہتی دنیا تک قائم رہے اور میں پھر ملک کی اعلیٰ ترین عدلیہ کے اعلیٰ ترین جج مسٹر جسٹس افتخار چوہدری سے یہ امید کروں گا کہ اس واقعہ کی صوبائی عدالتوں کے زریعے تحقیقات کرائی جائیں اور انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ملزم کو گرفتار اور الزام ثابت ہونے پر اس کو عبرت کا نشان بنایا جائے۔

ایک اور ٹی وی خبر میں جناب محترم قبلہ عزت مآب عالی القدر شہباز شریف صاحب حسب معمول ایک واقعے کے وقوع ہونے کے بعد ایک اسپتال میں ایک لڑکی کی عیادت کے سلسلے میں ٹی وی اسکرین پر نظر آئے (میڈیا کوریج کی کیا بات ہے) جہاں وہ ایک مظلوم لڑکی کہ جسکے پیر رشتے کہ تنازعے میں کاٹ دیے گئے تھے کی عیادت کرتے اور یہ بیان کرتے پائے گئے کہ اصل ٹانگیں تو ہم نہیں لوٹا سکتے مگر

آرٹیفیشل ٹانگوں کا ہم انتظام کر دیں گے اور اس لڑکی کو جو کہ یتیم بھی ہے ایک چھوٹا سا گھر بھی رہائش کے لیے دیا جائے گا۔

اس کے علاوہ ایک اور خبر پر نظر پڑی جسکے مطابق صوبہ پنجاب کے ہی (غالباً) ایک علاقے میں ایک لڑکی کے بھائیوں اور باپ کو باندھ کر انسان نما درندوں نے ایک لڑکی کے ساتھ کھلے عام زیادتی کی اور حسب معمول اطمینان کے ساتھ فرار ہونے میں کامیاب رہے۔

پوچھنا یہ ہے کہ روٹی فراہم کرنا اور وہ بھی روپے دو روپے کی تو حکومت کا کام ہے اور لوگوں کی عزت، جان و مال حفاظت نا کرنا کیا کسی اور کا کام ہے اور کیا روپے دو روپے کی روٹی خرید کر غریب مجبور لاچار بے بس انسان اپنی عزتوں اور اپنی جانوں سے یوں ہی ہاتھ دھوتا رہے گا اور کیا ایک غریب انسان روپے دو روپے کی روٹی لیکر اپنی عزت کے لٹ جانے کے بعد بھی نعرے لگاتا رہے گا۔

اب تو الحمداللہ جمہوریت کا دور دورہ ہے عدلیہ بھی آزاد ہے پھر کیا معنی ہے انصاف کی فراہمی اور وہ بھی غریبوں کو جو کہ انصاف کو خرید اور افورڈ نہیں کر سکتے اپنی جیبوں سے۔

اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرما اور ہمیں، بشمول مجھ ناچیز کو، حق بات کہنے حق بات لکھنے اور حق بات کو سمجھنے اور سمجھانے والا بنا دے۔

ذمہ داری کا مظاہرہ

گزشتہ کئی دنوں سے یہ بات محسوس کی جارہی ہے کہ کچھ جماعتیں آنے والی بارہ تاریخ یعنی بارہ مئی کی آڑ میں گھناؤنے منصوبوں کی تیاریوں میں مشغول ہیں اور ان منصوبوں کے پورا ہوجانے کے بعد جس کا الزام وہ کراچی کی مشہور معروف سیاسی جماعت ایم کیو ایم کے سر پر ڈالنے کی کوشش کریں گیں اور پھر طے شدہ منصوبوں کے زریعے متحدہ قومی موومنٹ اور پیپلز پارٹی میں دراڑیں پیدا کرنے اور ان دراڑوں کو پھیلا کا فصیل کا درجہ دینے اور بالاخر شہر پرسکون کراچی جسے عروس البلاد کہا جاتا ہے اس کے امن وسکون کو بری طرح متاثر کرنے کی ہر ممکن کوششوں میں مصروف ہیں۔

گزشتہ دنوں ایک اخباری خبر بذات خود اپنی گناہ گار آنکھوں سے پڑھنے کا موقع ملا جس میں کراچی میں اپنے ایک جلسہ میں اے این پی کے صوبائی صدر شاہی سید صاحب یہ فرماتے پائے گئے اور جس بیان میں انہوں نے اعتراف (جرم) کرتے ہوئے فرمایا کہ "گورنر سندھ کے پاس سو لڑنے والے میں سے صرف ایک اصل لڑنے والا ہے اور اے این پی کے پاس سو لڑنے والوں میں سے ننانوے اصل لڑنے والے ہیں (اخباری خبر کی فوٹو کاپی میرے پاس محفوظ ہے اور کسی صاحب کو اگر واقعتاً اس خبر کی

صداقت پر کوئی شبہ ہے تو میں انہیں یہ اخباری کٹنگ کی کاپی ارسال کر سکتا ہوں۔ شکر خدا کا یہ ہے کہ اس طرح شاہی سید صاحب نے یہ اعتراف کر لیا کہ متحدہ کے پاس تو صرف ایک فیصدی لڑاکا موجود ہیں اور اے این پی کے پاس ننانوے فیصدی لڑاکا موجود ہیں۔

اب اصل سوال یہ اٹھتا ہے کہ اگر اے این پی کے پاس اتنے زبردست اور لڑاکا اصل لڑنے والے موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وہ طالبان کے سامنے گر اور لیٹ گئے اور اس سے کبھی بھی مقابلے کی جرآت اپنے اندر پیدا نہیں کر سکی اور طالبان نے جس طرح اے این پی کے لیڈران جیسے جناب اسفندیار ولی صاحب اور دوسرے بھی کئی لیڈران پر نا صرف حملے کیے بلکہ ان کو ان کے اپنے علاقوں (جہاں سے اے این پی نے ووٹ لیے تھے) سے بھاگ نکلنے پر مجبور کر دیا۔ کیا اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں نہیں ہوتی کہ اے این پی جب اپنے برابر یا اپنے سے زیادہ طاقتور کو دیکھتی ہے تو بھاگ نکلنے میں ہی عافیت محسوس کرتی ہے اور جب اپنے سے طاقت میں بظاہر کم کو دیکھتی ہے تو اس دبانے کی فکر میں لگ جاتی ہے۔

جیسے اے این پی کے لیڈران کے آج کل کے بیانات بھی غور کریں جس میں وہ متحدہ قومی موومنٹ کے قائد جناب الطاف حسین بھائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

الطاف حسین.برطانیہ میں شیشے کے گھر میں بیٹھ کر سنگ باری کر رہے ہیں اور مزید یہ کہ الطاف حسین کو پاکستان آ کر سوات اور ان علاقوں کا دورہ کرنا چاہیے تو بات یہ ہے ہمارے اے این پی کے بھائیوں کہ الطاف حسین اگر بالفرض پاکستان آ بھی جاتے ہیں تو کیا سوات پاکستان کا حصہ لگتا ہے جو وہ وہاں جائیں اور جہاں اے این پی کی حکومت کے باوجود اے این پی کی لیڈر شپ خود ساختہ نظام عدل (جان بچانے اور سیاست چمکانے کے لیے نام نہاد نظام عدل کاش یہ واقعی اصل نظام عدل ہوتا) سے پہلے سوات جانے کی جرآت اپنے اندر پاتے تھے خدا کو حاضر ناظر جان کر
اپنے دل و دماغ کو ٹٹول کر دیکھ لیں۔

اور متحدہ قومی موومنٹ کی رابطہ کمیٹی کے رکن قاسم علی رضا نے عوامی نیشنل پارٹی صوبہ سندھ کے صدر جناب شاہی سید کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے بجا طور پر کہا ہے کہ شاہی سید عوام سے پہلے عوامی نیشنل پارٹی کے ان رہنماؤں کو پشاور اور چارسدہ واپس آنے کی تلقین کریں جو طالبان کے ڈر سے اپنے علاقے چھوڑ گئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ شاہی سید کی جانب سے دہشت گردی اور قتل و غارتگری کے باعث سوات سے نقل مکانی کرنے والے افرد سے اپیل کی جارہی ہے کہ وہ واپس اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔ انہوں نے کہا کہ دنیا جانتی ہے کہ طالبان کی دہشت گردی، قتل و غارتگری اور خود کش حملوں کے خوف سے عوامی نیشنل پارٹی

کے لیڈران پشاور اور چارسدہ سے بھاگ چکے ہیں اور کراچی و اسلام آباد میں مزے کی زندگی گزار رہے ہیں۔ قاسم علی نے کہا کہ شاہی سید سوات سے نقل مکانی کرنے والوں کو اپنے گھروں کو واپس آنے کی تلقین کرنے کے بجائے پہلے اپنی جماعت کے رہنماؤں کو پشاور اور چارسدہ واپس آنے کی تلقین کریں جو اپنی زندگی بچانے کے لیے اپنے شہروں اور علاقوں سے بھاگ چکے ہیں۔ (اور وہ بھی کلی طور پر اپنی صوبائی حکومت ہونے کے باوجود)۔

متحدہ قومی موومنٹ کے قائد جناب الطاف حسین کی خصوصی ہدایات پر ایم کیو ایم کے زیر اہتمام پاکستان میں طالبائزیشن کے بڑھتے ہوئے خطرات اور قومی اسمبلی میں منظور کئے گئے نظام عدل ریگولیشن کے موضوع پر علما و مشائخ کنونشن منعقد کیا جائے گا۔ یہ کنونشن مورخہ انیس اپریل بروز اتوار دوپہر ایک بجے پرل کانٹی نینٹل ہوٹل ، کراچی میں منعقد کیا جائے گا جس میں ملک بھر سے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے ممتاز علمائے کرام، مشائخ عظام اور مزہبی اسکالرز شرکت کریں گے۔ ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی اور علما کمیٹی کے ارکان کی جانب سے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام سے رابطے اور انہیں کنونشن میں شرکت کیلیے دعوت نامے تقسیم کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ ممتاز عالی دین علامہ ڈاکٹر طاہر القادری سے الطاف حسین کی بات ہوئی جس میں الطاف حسین نے انہیں اسلام کے نام پر دہشت پھیلانے والوں کے اصل مقاصد سے آگاہ

کیا۔ علامہ طاہر القادری نے الطاف حسین کے خیالات سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے کہا
کہ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے جو نہ خود کش حملوں کے زریعے انسانی جانوں کو تلف
کرنے کی اجازت دیتا ہے اور نہ مخالف عقائد رکھنے والوں اور دیگر مزاہب کے ماننے
والوں کے گلے کاٹنے اور نہ جبر و بربریت کا درس دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام
خوف اور جبر ختم کرنے، امن دینے، انسانی حقوق کو فروغ دینے اور احترام انسانیت کو
عام کرنے کیلیے آیا ہے۔ پاکستان قطعی جبر و بربریت کے ماحول کا متحمل نہیں ہو سکتا۔
علاوہ طاہر القادری نے نظام عدل ریگولیشن کے معاملے پر ایم کیو ایم کے اصولی موقف کو
سراہا اور پاکستان میں مزہبی رواداری، فرقہ وارنہ ہم آہنگی اور برداشت کے رویہ کے
فروغ کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا۔
اللہ ہمیں عقل سلیم عطا فرما آمین

میرے لیے بولنے والا کوئی نہیں بچا تھا

بھائیوں آیئے اللہ سے عہد کریں کہ ہم اپنی صفوں میں اتحاد یگانگیت پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اپنے دوسرے بھائیوں کو سمجھانے کے لیے ہر ممکن طور کوشش کریں اور اگر کوئی ہماری باتوں کو ہماری کمزوری سمجھتا ہے تو ہمیں یہ بتا دینا چاہے ہیں کہ شریعت محمدی اور دین حق اسلام کے ہم سچے سپاہی ہیں اور چاہے پاکستان کی دوسری جماعتیں مصلحتاً اگر خاموش بھی رہیں اور دل میں دوسری رائے رکھتی رہیں ہیں تو ہم تو جو ہمارے دل میں ہے وہی ہماری زبان پر بھی ہوگا اور ہم چند حکومتی سیٹوں اور حکومتی مزوں کی خاطر عوام کو استحصال و ظلم و بربریت کا شکار نا ہونے دیں گے۔

یاد رکھنے والی بات جناب رؤف کلاسرہ نے کچھ دنوں پہلے اپنے ایک کالم میں سوات کے واقعہ کے حوالے سے لکھی ہے فرماتے ہیں کہ

اخبارات میں ان کے حق میں ایسے ایسے کالم چھپوائے گئے کہ اگر کسی دوسرے آدمی" نے ان سے اختلاف کرنے کی کوشش بھی کی تو ایسے لگا جیسے وہ ملک دشمن ہو۔ وہ ملک جہاں ستر فیصد لوگ غریب اور ان پڑھ ہوں وہ دنیا میں تباہی تو لا

سکتے ہیں۔ ان سے خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ ہماری اسٹیبلیشمنٹ اور ان کے ساتھ ملے میرے جیسے دانشور آج بھی یہ سمجھتے ہیں کہ طالبان پاکستان کا اسٹریٹجک اثاثہ ہیں اور ان کا ہر نخرہ برداشت کرنا قومی مفاد میں ہے۔ آج افغانستان میں کسی عورت کو سرعام کوڑے یا مجمع کے سامنے گولی نہیں ماری جاتی کیونکہ خیر سے یہ کام ہمارے لوگ اب سوات میں کر رہے ہیں۔ ہمارے دانشوروں نے اب ہمیں ایک نئی گولی دینا شروع کردی ہے کہ امریکہ کو افغانستان میں شکست ہو رہی تھی لہذا یہ چند دنوں کی بات ہے جب طالبان پھر افغانستان پر قبضہ جمالیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مزید رقم کرتے تحریر فرماتے ہیں امریکیوں نے خود یہ شور مچانا شروع کیا کہ افغانسان میں انہیں شکست ہو رہی تھی اور کانگریس سے سترہ ہزار مزید فوجی افغانستان بھیجنے کی منظوری لے لی اور اپنے بجٹ میں مزید اضافہ کرالیا۔

جماعت اسلامی کے نئے منتخب امیر منور حسن جن سے سب کو بڑی امیدیں تھیں ان سے زیادہ اچھی بات تو صوفی محمد کی تحریک کے ترجمان عزت خان نے کی ہے جس نے لڑکی کو کوڑے مارنے کی شدید مذمت کی۔ منور حسن الٹا یہ طعنے دیتے پائے گئے کہ ڈروں حملوں پر اتنا شور کیا نہیں مچایا جاتا۔ لگتا ہے موصوف نہ اخبار پڑھتے ہیں نہ کوئی ٹیلیوژن چینل دیکھتے ہیں۔ اسلیے شاید انہیں کوئی علم نہیں کہ ان ڈروں حملوں کے خلاف کتنا احتجاج کیا جاتا ہے۔

آگے رؤف کلاسرہ صاحب مزید لکھتے ہیں " میں طالبان سے بڑھ کر اس ملک کے صدر زرداری، وزیراعظم گیلانی اور اے این پی کے اسفندیار اور فوجی اسٹیبلشمنٹ کو اس لڑکی کی پشت پر لگنے والے کوڑوں کا ذمہ دار سمجھتا ہوں۔ جنھوں نے بڑی آسانی کے ساتھ ایک پوری ریاست ان لوگوں کے ہاتھوں میں دے دی ہے جو کسی دوسرے کی ماں بہن پر کوئی بھی جھوٹا الزام لگا کر اسے سرعام کوڑے مارتے ہیں۔ مجھے اب بھی کوئی شک نہیں ہے کہ آپ اسی اخبار کے انہی صفحات پر بہت سارے ایسے کالم پڑھیں گے جو کسی شخص کی بیٹی کی پشت پر سرعام لگنے والے کوڑوں کی ایسی ایسی وضاحتیں پیش کریں گے کہ ہم سب کا جی چاہے گا کہ اب سوات کے بعد دیر، بنوں، کوہاٹ اور پھر پشاور اور آخر میں اسلام آباد ان کے حوالے کر دیں۔ ہم ایک ایسی ریاست اور معاشرے میں زندہ رہ رہے ہیں جو مسلسل "حالت انکار" میں ہے۔ ہم کوئی بھی بات ماننے کو تیار نہیں ہیں کہ ہماری ایجنسیاں اور ان کے لاڈلے مل کر کیا کھیل کھیل رہے ہیں۔ کھیل وہ کھیلتے ہیں اور ان کی کاروائیوں کی وضاحتیں ہم کرتے ہیں۔ ہم ساری دنیا کو جھوٹا اور اپنے لاڈلوں کو سچا سمجھتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے تک یہ لاڈلے افغانستان میں یہ سب کچھ کرتے تو ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ کام ہمارے ہاں کبھی نہیں ہوگا۔ اب یہ کام سوات میں ہو رہا ہے تو ہم سمجھتے ہیں یہ کوڑے اسلام آباد، لاہور اور کراچی کی عورتوں کی پشت پر نہیں لگیں گے۔

ایک شخص نے بڑی مشہور نظم جنگ عظیم دوم میں لکھی تھی کہ کیسے نازی فوجی آئے اور میرے ساتھ والے ہمسائے کو اٹھا کر لے گئے۔ میں چپ رہا، کیونکہ مجھے لگتا تھا کہ میری باری کبھی نہیں آئے گی۔ اگلے دن وہ ایک اور ہمسائے کو اٹھا کر لے گئے تو بھی میں چپ رہا، ایک دن وہ سارے یہودیوں کو اٹھا کر لے گئے تو بھی میں چپ رہا۔ ایک صبح وہ مجھے اٹھانے آئے تو میں نے خوف کے مارے ادھر ادھر دیکھا تو میرے لیے بولنے والا کوئی نہیں بچا تھا!!!! " بلاشبہ رؤف کلاسرہ صاحب آپ نے مرض کی بالکل صحیح تشخیص کی کچھ لوگ ہو سکتا ہے آپ کے نقطہ نظر سے خوش نا ہوں مگر آپ حق کے راستے پر چلتے رہیں اور بلا خوف وخطر اپنے قلم کی نوک سے قوم کی بیماری کی اسباب اور انکے حل بتاتے رہیں اللہ آپ کی حفاظت فرمائے اور آپ کے علم و عمل میں قوت عطا فرمائے آمین۔

اللہ ہمارے ملک اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرما اور ہم پر ایسا بوجھ مت ڈالیو مالک کہ جسے ہم برداشت نا کرپائیں۔آمین۔

غافل انسان

بسمہ اللہ الرحمٰن الرحیم۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے جو ہے پالنے والا تمام کے لیے۔

آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی نے فرمایا جب آدمی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پیٹھ موڑ کر چل دیتے ہیں، وہ ان کے جوتوں کی آواز تک سنتا ہے۔ اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اس کو بٹھلاتے ہیں۔ پوچھتے ہیں تو ان صاحب (محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی) کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے دوزخ میں جو تیری جگہ تھی اس کو دیکھ لے۔ اللہ نے اس کے بدل تجھے بہشت میں ٹھکانا دیا ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی نے فرمایا تو وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے اور کافر یا منافق (کمبخت) فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے۔ میں نہیں جانتا۔ میں تو وہی کہتا تھا۔ جو لوگ کہتے تھے، پھر اس سے کہا جائے گا۔ نہ تو نے خود غور کیا اور نہ عالموں کی پیروی کی۔ پھر لوہے کی گرز سے اس کے کانوں کے بین ایک مار لگائی جاتی ہے۔

وہ ایک چیخ مارتا ہے۔ کہ اس کے پاس والی مخلوق آدمی اور جن کہ سوا سن لیتی ہے" (صحیح بخاری)

حضرت ابو سیعد خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب میت کھاٹ پر رکھا جاتا ہے تو پھر مرد اس کو اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو اور اگر نیک نہیں ہوتا۔ وہ اپنے لوگوں سے کہتا ہے ہائے خرابی! مجھے کہاں لیے جاتے ہو۔ اسکی آواز ہر مخلوق سنتی ہے۔ ایک آدمی نہیں سنتا۔ سنے تو بے ہوش ہو جائے (صحیح بخاری)

پیارے دوستوں آج تو ہم اس دنیا میں ایسے الجھے کہ اللہ اور اسکے رسول کے حکموں کو بھول ہی گئے کہ یہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے اور ہمیں ایک دن جانا ہے۔ قیامت کے دن ایک فرشتہ منادی کریگا کہ فلاں ابن فلاں۔ فلاں فلاں کا بیٹا یا بیٹی آج اسکی نیکیاں گھٹ گئی۔ وہ بازی ہار گیا۔ اب کامیاب نہ ہوگا۔ اسکے بعد فرشتے اسکو حلق سے پکڑیں گے اور جہنم کی طرف لیکر چلیں گے وہ چلائے گا رحم کرو، فرشتے کہیں گے۔ کہ تیرے اللہ نے ساری زندگی تیرے لئے رحمت کے دروازے کھولے پر تو نا آیا اب تو رحمان نے رحم نہیں کیا ہم کیا کریں۔ دوزخ کے سات حصے ہیں۔ جن میں سب سے ہلکا جہنم ہے۔ اور یہ مسلمانوں

کیلیے ہے اگر جہنم کی زنجیر کی ایک کڑی زمین پر گر جائے تو وہ زمین کو جلاتی ہوئی پار نکل جائے۔ موت سے پہلے کسی وقت بھی توبہ کرلیں تو اللہ قبول کرتا ہے۔ اسکی رحمت بندے کا انتظار کر رہی ہے۔ لیکن وقت گزر گیا تو پھر کچھ کام نا آئے گا۔ مرنے کے بعد کسی نے نہیں پوچھنا کہ آپ نے ایم بی اے کیا ہے یا ایم بی بی ایس کیا اور کتنے گھر بنائے اور کتنے مزے کیے بقول شاعر۔

ملے خاک میں اہل شان کیسے کیسے
مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشان کیسے کیسے
زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے

اور

اجل ہی نے نہ چھوڑا نہ کسریٰ نہ دارا
اس سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

اور یہ کہ

یہی تجھ کو دھن ہے رہوں سب سے اعلیٰ

ہو زینت نرالی وہ فیشن نرال

جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا

تجھے حسن ظاہر نے دھوکے میں ڈال

اجل کر جائے گی سب کچھ سفایا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے۔

ہمارا دوست کہتا ہے یہ اس لیے نہیں لکھی کہ پڑھ کر محفوظ کرلیں یہ اس جذبے سے لکھی جاتی ہے کہ دوست کچھ اپنے دلوں میں اللہ کریم کی یاد کو زندہ کریں نماز پڑھیں ذکر کریں وہ آپ کی طرف ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ اگر آپ اپنی زندگی سے اس کو بھلائیں گے تو وہ تو پہلے ہی بے نیاز ہے۔ اپنا نقصاف آپ خود کریں گے۔ اکثر دوستوں کے پاس وقت نہیں ہوتا نا۔ بحر حال موت سے پہلے وقت ملا تو سوچیے گا اللہ ہم سب پر اپنا رحم فرمائے آمین۔

مساجد میں دھنیں اور آپ کی وعیدیں

ایک حساس اور اہم مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کرانے کی جسارت کر رہا ہوں اور امام مسجد کی اجازت کے بعد اس مسئلے پر کچھ لکھنے کی کوشش کر رہا ہوں، میرا مقصد کسی کو بدنام اور بے توقیر ثابت کرنا ہر گز نہیں بلکہ اصلاح پیش نظر ہے اور اللہ عزوجل سے امید ہے کہ اس نیک سلسلے میں اللہ میری کمی بیشی معاف فرمائے اور مجھے ہدایت کی طرف گامزن فرمائے آمین۔

گزشتہ دنوں شہر کی ایک مسجد میں نماز عصر پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ دوران نماز کسی بھائی کا موبائل فون بج اٹھا جس کی ٹون ایک فلمی گانے پر مبنی تھی۔ اب حالت یہ تھی کہ سب نمازی حضرات نماز کے دوران اللہ کے حضور حاضر تھے اور دوسری طرف شیطانی گانے کے بول ایک ہولناک منظر پیش کر رہے تھے۔ جیسے تیسے نماز مکمل ہوئی تو تسبیحات کے بعد امام مسجد کی دلوگیر اور دل بے چین کر دینے والی آواز آئی۔ حالانکہ ایسے مواقع پر نمازی حضرات اور امام صاحبان کا رویہ بڑا درشت اور سخت ہوتا ہے۔ مگر مذکورہ امام مسجد نے بڑے سبق آموز لہجے میں بغیر کسی کو دیکھ اور بغیر کسی کی طرف انگلی اٹھائے فرمایا "کہ حالانکہ مسجد میں جگہ جگہ ہدایت درج کروادی گئی ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اپنے

موبائل فون بند کرلیں مگر چونکہ انسان جلدی میں ہوتا ہے اور کبھی کبھی بھول جاتا ہے مگر بھائیوں جوں ہی دوران نماز اگر کسی کا موبائل بجنے لگے تو خدارا جیب میں ایک مرتبہ ہاتھ ڈال کر موبائل نکال لیں اور دیکھ کر موبائل بند کرکے دوبارہ جیب میں رکھ لیں آپ کی نماز میں انشااللہ کوئی کمی واقع نا ہوگی۔ پھر مزید فرمایا کہ ہمیں ہماری نمازوں کا حال تو پہلے ہی پتہ ہے کہ ہوتے ہم اللہ کے دربار میں ہیں اور اللہ کے سامنے کھڑا ہونے کا مطلب ہے دنیا اور دنیا والوں سے بے خبر اور بے نیاز ہو جانا اور اگر پھر بھی ہم دوران نماز موبائل کی صورت میں دنیا سے پانچ چھ منٹ بھی رابطہ نہیں ختم کر سکتے اور اللہ سے پانچ چھ منٹ بھی صحیح رابطہ نہیں رکھ سکتے کیا۔ اور ایک حدیث بیان فرمائی کہ دوران نماز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بچے کے رونے کی آواز آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآت مختصر فرمادی اور نماز کے بعد ارشاد فرمایا کہ آج میرا زرا لمبی قرآت کرنے کا ارادہ تھا لیکن جب میں نے بچے کے رونے کی آواز سنی تو مجھے بچے کی ماں کی بے چینی کا احساس ہوا اسلیے میں نے قرآت مختصر فرمائی (اللہ واقعے سے متعلق میری کمی بیشی معاف فرمائے آمین ازطرف فرقان) ۔

چنانچہ زرا ہم موبائل رکھنے والوں کو یہ احساس کرنا چاہیے کہ اول تو اپنے موبائل کی دھنوں کو کیا ہم کسی طرح کفر و شرک وگانے بجانے سے پاک نہیں رکھ

سکتے کیا۔ کیا دنیا میں ایسی کوئی آواز نہیں جو ہم اپنے موبائل کی گھنٹی کے طور پر محفوظ کر سکیں اگر نہیں تو خدارا ہم اپنے موبائل کو سائیلنٹ اور وائبریشن پر تو لگا سکتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ہم کیا یہ سوچتے ہیں کہ ہماری نمازیں اور ہماری عبادات کیا اتنی حقیقتاً خالص اور اصل ہیں کہ موبائل نکالنے اور بند کرنے سے ہماری عبادت کے خشوع و خضوع میں فرق پڑ جائے گا اور کیا ہم دنیا اور دنیا والوں سے اتنے بے فکر ہوتے ہیں کہ بجنے والی دھنیں دوران نماز ہمیں متاثر نہیں کر رہی ہوتیں۔

میں تو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری ایسی عبادت کہ جس سے مخلوق کو تکلیف اور کافی تکلیف ہو رہی ہو میرے کسی کام آنے کی مجھے تو امید نہیں لگتی۔

تو میرے بھائیوں خدا کا کچھ تو خوف کرو مجھ گناہ گار پر بھی یہ بات لاگو ہوتی ہے۔ اور اللہ کے واسطے جو وقت ہم اللہ کے لیے خالص کر لیتے ہیں اس میں تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نا کریں۔

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے سورہ لقمان آیت نمبر ۶ میں

اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو لہو الحدیث خریدتے ہیں، تاکہ (

لوگوں کو بغیر علم اللہ کی راہ سے روک سکیں، اور اسے مذاق بنائیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے ذلت آمیز عذاب ہو گا

.اکثر مفسرین حضرات کہتے ہیں کہ: " لہو الحدیث " سے مراد گانا بجانا ہے

اور کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ: آلات موسیقی کے ہر آلہ کی آواز اس میں داخل ہے، مثلاً بانسری، باجا، سارنگی، وغیرہ کی آواز یہ سب کچھ اللہ تعالی کی راہ سے روکنے والی ہیں، اور ضلالت و گمراہی کا سبب ہیں. (موبائل کی ٹونز بھی میری طرف سے شامل کر دیکھیے اللہ مجھے معاف فرمائے اگر میں نے ناحق کہا تو از طرف گناہ گار فرقان)

صحابہ کرام میں سے جلیل القدر صحابی و عالم دین ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے :ثابت ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا

اللہ کی قسم یہ گانا بجانا ہے، اور ان کا کہنا ہے: یہ دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے .جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے

اس موضوع کی احادیث بہت ہیں جو سب گانے بجانے اور اس کے آلات کی حرمت پر

دلالت کرتی ہیں، اور یہ کہ یہ بہت سارے شر اور برے انجام کا وسیلہ ہے، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " اغاثۃ اللھفان " میں گانے بجانے اور آلات موسیقی کے موضوع پر تفصیلًا کلام کی ہے.

کالم نگار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولتے ہوئے یہ منسوب کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موسیقی اور گانے سنا کرتے تھے، اور عید اور مختلف تہوار مثلًا شادی بیاہ اور خوشی کے موقع پر اس کا حکم دیا کرتے تھے.

حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو صرف یہ ثابت ہے کہ آپ نے بطور خصوص صرف دف بجانے کی اجازت دی ہے اور اس میں بھی ناچ اور عشق و محبت کے اشعار نہ ہوں، اور موسیقی کے آلات استعمال نہ ہوں، اور صرف عورتوں میں ہی ہو مرد اس میں شامل نہ ہوں، آج کل کے گانوں کی طرح نہیں جس میں یہ سب کچھ پایا جاتا ہے.

بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو نکاح کا اعلان کرنے کے لیے شادی بیاہ کے موقع پر دف بجانے کے ساتھ صرف وہ اشعار پڑھنے کی اجازت دی ہے جو ان قبیح قسم کے اوصاف سے خالی ہوں، اور اس میں ڈھول باجا اور دوسری آلات

. موسیقی استعمال نہ کیے جائیں

بلکہ صحیح حدیث میں تو یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر قسم کے موسیقی کے آلات حرام کیے ہیں، اور انہیں استعمال کرنے پر شدید قسم کی وعید سنائی ہے،

: جیسا کہ درج ذیل صحیح بخاری کی حدیث میں بیان ہوا ہے

: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

" میری امت میں کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو زنا اور ریشم اور شراب اور گانا بجانااور آلات موسیقی حلال کرلیں گے۔ اور ایک قوم پہاڑ کے پہلو میں پڑاؤ کریگی تو ان کے چوپائے چرنے کے بعد شام کو واپس آئیں گے۔ اور ان کے پاس ایک ضرورتمند اور حاجتمند شخص آیگا وہ اسے کہیں گے کل آنا، تو اللہ تعالی انہیں رات کو ہی ہلاک کر دیگا، اور پہاڑ ان پر گرادے گا، اور دوسروں کو قیامت تک بندر اور خنزیر بنا کر مسخ کر دیگا "

یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زناکاری، اور مردوں کے لیے ریشم پہننا، اور شراب نوشی کرنا، اور گانے اور موسیقی سننا اور آلات موسیقی

کا استعمال حرام کیا اور اسے زنا و شراب اور مردوں کا ریشم پہننا کے ساتھ ذکر کیا ہے،
.جو آلات موسیقی اور گانے بجانے کی شدید قسم کی حرمت پر دلالت کرتا ہے

اللہ میری کمی بیشی معاف فرمائے ایک حدیث کسی جگہ پڑھی تھی کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ مساجد میں سے موسیقی کی آوازیں آئیگیں۔

ہم لوگ بڑے حیران تھے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ مساجد میں سے مسلمانوں کی موجودگی میں موسیقی اور گانے بجانے کی آوازیں آئیں۔ مگر کیا آج ہماری مساجد میں سے موبائل ٹونز کے زریعے سے اور ہمارے جیسے مسلمانوں کی جیبوں میں سے موسیقی کی آواز ہماری بدنصیبی کی دلیل دیتی نظر نہیں آتیں اور کیا یہ حق ثابت نہیں کرتیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق فرمایا تھا اور وہ بھی آج سے چودہ سو سال پہلے۔

میں تو بڑا شرمندہ اور گناہ گار اپنے آپ کو سمجھتا ہوں کہ وہ وعیدیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سالوں پہلے دیں تھی وہ ہم بدنصیبوں کی وجہ سے پوری ہو رہیں ہیں۔

اللہ ہمارے ایمان کی جان کی مال کی عزت و آبرو اور انجام کی حفاظت فرمائے اور ہماری معاملہ خیر کے معاملوں کے ساتھ انجام پہنچائے۔

فقط آپکا دوست و طالب دعا

جمہوریت کا نظام کفر کا نظام؟

آج اللہ کا شکر ہوا کہ جماعت اسلامی کے نومنتخب امیر جناب سید منور حسین نے ایک پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے مولانا صوفی محمد کو متنبہ کیا کہ مولانا صوفی محمد کو کسی ایک رائے کی بنیاد پر جمہوریت کو کفر کا نظام قرار نہ دیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ مولانا صوفی محمد کا تعلق دیو بند مسلک سے ہے جس سے تعلق رکھنے والے کئی علما اور اکابرین سینٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان رہے ہیں بلکہ موجودہ اسمبلی میں بھی کئی دیوبندی علما کرام موجود ہیں۔ جناب سید منور حسین نے مولانا صوفی محمد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ مولانا کو جمہوریت یا موجودہ پارلیمانی نظام کے بارے میں پہلے اپنے مسلک کے اکابرین سے مشاورت کرلینی چاہیے اور پھر کوئی فتویٰ دینا چاہیے۔

چلیں جی کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے۔ خبریں یہ ہیں کہ صوفی محمد پہلے جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے تھے پھر وہ اس نقطہ نظر کے ہوگئے کہ انتخابات لڑنا اور اسمبلیوں میں جانا ٹھیک نہیں ہے (انگور کھٹے ہیں کے مصداق ظاہر ہے الیکشن لڑنا کنونسنگ کرنا اور لوگوں سے ووٹ لینا اتنا آسان تھوڑا ہی ہے

جتنا بندوق کے زور پر عوام پر رعب و دبدبہ قائم کرنا)۔

تو بھائی یہ تو حال ہے مولانا صوفی محمد کا جو اپنے ڈھاٹے پہنے اور زیور کی طرح غیر قانونی اسلحہ لٹکائے ساتھیوں اور اپنے آپ کے علاوہ کسی اور کو مسلمان سمجھتے ہی نہیں اور ان کی ہر بات کی تان اسی بات پر ٹوٹتی ہے کہ اگر ان کے مطالبات نا مانے گئے تو آگے کے نتائج کی ذمہ داری حکومت وقت پر عائد ہوگی۔ واہ جی واہ کیا معصومانہ دھمکی ہے صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔

مولانا نے امریکہ اور اس مغربی حواریوں کے خلاف تو اب تک کچھ خاطر خواہ نہیں کیا ہاں اپنے ہم وطن پاکستانیوں کی جتنی لاشیں گرائیں ہیں وہ بھی ایک ریکارڈ بننے کے قریب ہے۔

بحر حال بھائی ہم تو یہ جانتے ہیں کہ کفر کے فتوے صادر کرنا کسی کو مسلمان کرنے سے کہیں زیادہ آسان کام ہے اور مولانا صاحب وہی کچھ کر رہے ہیں۔

اللہ انہیں ہدایت نصیب فرمائے اور انہیں توفیق دے کہ اگر وہ واقعی شریعت نافذ کرنا چاہتے ہیں تو سب کو سمجھائیں اور سب کو ساتھ لیں اور پورے

پاکستان میں شریعت نافذ کریں تاکہ اپنے علاقوں میں اپنی مرضی کی شریعت اور دوسرے علاقوں میں دوسروں کی شریعت۔ اس طرح کیا شریعت کا مذاق نہیں اڑا رہے۔

اور ہم تو ایک بات جانتے ہیں کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹ جانے کے لیے ہی ہے۔ اور اللہ انشا اللہ حق کے ساتھ ہو گا اور ہم بھی حق کے راستے پر قربان ہونے کے لیے تیار ہیں چاہے تو کوئی ہمیں کافر قرار دیتا پھرے یا کچھ بھی ہمیں اللہ کو جواب دینا ہے ان نام نہاد مولانا کو نہیں۔

بدترین دہشت گردی اور لاقانونیت کا شکار صوبہ سرحد یا پختونخواہ

موجودہ دنیا میں ہمارے ملک عزیز کے صوبہ سرحد میں زمانہ حال کی بدترین دہشت گردی اور قتل و غارت گری ہو رہی ہے اور باہر والے تماشہ دیکھ رہے ہیں تو گھر والے بھی جلتی پر تیل چھڑک رہے ہیں۔

گزشتہ دنوں اورکزئی میں سیکورٹی فورسز کی ایک کاروائی کے نتیجہ میں دس عسکریت پسند ہلاک ہوگئے۔ ذرائع کے مطابق اورکزئی ایجنسی میں سیکورٹی اہلکارہ پر شدت پسندوں کی جانب سے حملے کی کوشش کی گئی جس کے جواب میں سیکورٹی اہلکاروں نے جوابی کاروائی کرتے ہوئے گن شپ ہیلی کاپٹر سے شیلنگ کردی جس کے نتیجے میں دس شدت پسند ہلاک ہوگئے۔ اورکزئی میں سیکورٹی فورسز کی کاروائی کے دوران ہلاک ہونے والے شدت پسندوں کی تعداد بائیس ہو گئی ہے۔

یہ کیا ہو رہا ہے کیا اس ظلم و ستم اور اس لاقانونیت کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کیا عدلیہ آزاد نہیں ہے کیا پارلیمنٹ موجود نہیں ہے کیا ہمارے ملک کے دوسرے ادارے موجود نہیں ہیں جو ان مسائل کو نا سمجھ اور سلجھا سکتے ہوں۔

ادھر گزشتہ دنوں سرحد کے ضلع ہنگ میں سیکورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر ہونے والے خود کش حملے میں جاں بحق ہونے والے افراد کی تعداد ستائیس ہو گئی ہے۔ جبکہ چونسٹھ افراد زخمی ہوئے ہیں۔ ڈی ایس پی ہنگو فرید خان نے بتایا کہ دوآبہ کے علاقے میں چیک پوسٹ پر تعینات اہلکاروں نے مشتبہ گاڑی روکنے کی کوشش کی تو گاڑی میں سوار خود کش حمہ آور نے دھماکہ خیز مواد سے بھری گاڑی چیک پوسٹ سے ٹکرا دی تھی۔ اب کیوں یہ خود کش حملے سرحد میں ہو رہے ہیں اور وہ لوگ کہاں گئے جو کہتے تھے کہ امن معاہدہ ہونے کے بعد یہ حملے نہیں ہونگے۔ کیسے نہیں ہونگے بھائی یہ تو ملک و قوم کے ساتھ دشمنی ہو رہی ہے۔

جنوبی وزیرستان میں امریکی حملے میں خواتین و بچوں سمیت ۸ افراد ہلاک ہو گئے۔

تفصیلات کے مطابق امریکی جاسوس طیارے وانا کے علاقے پر رات بھر پرواز کرتے رہے۔ جس سے علاقے میں خوف و ہراس پھیل گیا اور اتوار کی صبح امریکی جاسوس طیارے نے گنگی خیل میں واقع ایک پرانے گھر پر دو میزائل فائر کیے جس سے اس گھر میں موجود بارود سے بھری دو گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔ علاقے کے مکینوں کے مطابق حملے کے بعد زوردار دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں اور علاقے سے بارود کی بدبو بھی آرہی ہے۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ اس علاقے میں اس

سے قبل اتنے زوردار دھماکے کبھی نہیں ہوئے۔ حملے کے بعد علاقے سے سیاہ دھویں کے بادل اٹھتے دکھائی دیے۔ مقامی انتظامیہ کے ایک اہلکار شباب علی شاہ نے غیر ملکی خبر رساں ادارے سے گفتگو کرتے ہوئے ڈرون حملے کی تصدیق کی اور ایک اور اہلکار نے نام ناظاہر کرنے کی شرط پر بتایا کہ حملے کا نشانہ شدت پسندوں کا ٹھکانہ تھا۔ دریں اثنا خیبر ایجنسی کے علاقے لنڈی کوتل میں پولیٹیکل انتظامیہ نے مساجد اور لاوڈ اسپیکر کے زریعے مقامی افراد کا بتادیا ہے کہ رات ۹ بجے تا صبح ۷ بجے تک کرفیو نافذ کردیا گیا ہے اور خلاف ورزی کرنے والوں کو گولی ماردی جائے گی۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے کیا یہ سب پانچ ارب ڈالر کی امداد کا نتیجہ ہے۔

ہمارے وزیراعظم کچھ دن پہلے کہہ چکے ہیں کہ امریکہ نے وعدہ کر لیا ہے کہ پاکستان کی مرضی کے بغیر پاکستان کے کسی علاقے پر کوئی ڈرون حملہ نہیں کیا جائے گا تو کیا اب یہ سمجھا جائے کہ یہ ڈرون حملے پاکستان کی حکومت کی مرضی سے ہو رہے ہیں۔

اور عمران خان صاحب اور دوسرے حمایتی کیا کہیں گے اب کون سے معاہدے اور صلاح نامے ہونے چاہیے کہ پاکستان کے اپنے اور غیر سب پاکستان پر حملے کرنا

بند کردیں اب تو عدالتیں بھی آزاد ہیں اور پارلیمنٹ بھی ربڑ اسٹیمپ نہیں بیٹھی جو فوجی آمر کے جوتے چاٹنے والی ہو۔ اب تو حق کہو خدارا غلط کو غلط کہنے کی تو کوشش کرو اللہ غلط کو روکنے کی طاقت عطا کردے گا۔

کاش ہم اپنی آنکھوں سے اپنی اپنی قوموں کے لیے تعصب کی عینک اتار کر حق بات کہنے والے بن جائیں اللہ مجھ سمیت سب کو اس بات کی توفیق عطا فرما کہ ہم سب حق پرست بن جائیں۔

اللہ ہماری اور ہماری ایمان کی حفاظت فرمائے آمین

انڈین پریمیر لیگ میں آئی ایس آئی کا کردار

گزشتہ دنوں انڈین پریمئیر لیگ کی افتتاحی تقریب کے دوران ایک کتے کی بے جا مداخلت کو انڈین میڈیا نہایت پیشہ ورانہ انداز سے زیر تفتیش لا رہا ہے۔ اور یہ معاملہ زیر غور ہے کہ کہیں اس واقعہ کے پیچھے پاکستان کی مشہور و معروف خفیہ ایجنسی I S I تو ملوث نہیں ہے کہ جس کے ہر معالے میں ملوث ہونے کے ناقابل تردید تصورتات و تخیلات انڈین میڈیا کے پاس موجود ہوتے ہیں (جن کو ثبوت اور حقیقت میں بدلنے کی ہر ممکن انڈین کوشش نامعلوم کیوں پوری نہیں پاتیں)۔

بحر حال حسب معمول انڈین میڈیا کا ماضی کا کردار دیکھتے ہوئے یہ بات یقین سے کہی جارہی ہے کہ انڈین میڈیا کو اس واقعے میں بھی پاکستان پرئمئیر (پریمیر لیگ نہیں) ایجنسی کا کوئی نا کوئی کردار نظر آہی جائے گا اور حسب عادت بغیر کسی ثبوت کے بھی رائی کا پہاڑ بنانے کے لیے اس دفعہ کوئی قصاب نہیں مل سکا تو ہو سکتا ہے کوئی نانبائی یا پھر کوئی دھوبی ہی مل جائے۔ افسوسناک امر تو یہ ہے کہ وہ بے چارہ کتا اپنی صفائی میں کہ وہ کسی پاکستانی ایجنسی کی طرف سے نہیں بھیجا گیا جیسے تردیدی بیانات یا پھر عدالت میں اپنے بیان سے مکر

جانے سے محروم رہ جائے گا (بے زبان جو ہوا)۔ اجمل قصاب تو کسی طرح شائد بچ جائے مگر یہ کتا تو لگ رہا ہے لٹک ہی جائے گا وہ کیا کہتے ہیں انگریزی میں Hang Till Death اور ویسے بھی بے چارے کتوں کے لیے تو ویسے ہی مشہور ہے Give a Dog a Bad Name and Hang Him۔ یقیناً انڈین پریمیئر لیگ کے کمشنر مسٹر للیت مودی (موزی یا مودی جو بھی ہوں) مزید بات چیت کریں گے جنوبی افریقی حکام سے کہ ایسے پوائنٹس پر بھی نظر رکھی جائے کہ وہاں موجود باقی کتے بھی کہیں کسی پاکستانی ایجنسی کی طرف سے نا بھیجے گئے ہوں۔

شریعت کی آڑ میں شرارت ؟ اگر نہیں تو

کل بروز اتوار کے جلسہ میں مسٹر صوفی محمد کہتے پائے گئے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان، اور تمام ہائی کورٹس غیر شرعی ادارے ہیں۔ ججز، وکلا اور جمہوری علما آئین کے باغی ہیں۔ ۲۳ اپریل تک دارالقضا قائم کی جائے، ججز ہٹائے جائیں یہ صوفی محمد کی حکومت کو ڈیڈ لائن ہے اور مزید کہتے ہیں کہ دارالقضا کے فیصلوں کو کورٹس میں چیلنج کرنے کی اجازت نہیں، حکمران کفر کے نظام کو مسلط کر کے مغرب کو خوش کر رہے ہیں۔

سوات تحریک نفاذ شریعت محمدی کے مرکزی امیر صوفی محمد نے کہا ہے کہ حکومت معاہدے کے تحت مالاکنڈ ڈویژن بھر سے تمام ججز ختم کرے اور ۲۳ اپریل تک ڈویژنل سطح پر دارالقضا (اپیلیٹ کورٹ) اور ایک مہینے کے اندر اندر تمام اضلاع میں قاضی تعینات کرے تاکہ شریعت کے مطابق فیصلے شروع کیے جاسکیں۔ بصورت دیگر ہم دوبارہ تحریک شروع کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کا موجودہ عدالتی نظام غیر شرعی ہے، جمہوریت پسند علما، ججز، وکلا اور سیاسی رہنما آئین کے باغی ہیں۔ انہوں نے کہا نفاذ شریعت کا اعلان کافی نہیں، عملی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ حکومت معاہدے پر فوری عمل درآمد کرے ورنہ دوبارہ

تحریک شروع کریں گے۔ ملک میں طبقاتی نظام رائج ہے جو صحیح نہیں۔ ان اداروں میں اپیل کرنا حرام ہے دارالقضاکے فیصلوں کو ہائی کورٹ و سپریم کورٹ میں چیلنج کرنے کی اجازت نہیں۔ ان خیالات کا اظہار صوفی محمد نے مینگوری میں گراشی گراؤنڈ میں منعقدہ امن جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ مزید کہتے پائے گئے کہ حکومت مالاکنڈ ڈویژن میں تعنیات سول ججز کو فوری طور پر ہٹا کر ایک ماہ میں قاضیوں کی تعیناتی کو یقینی بنائے حکومت نے مطالبات تسلیم نہ کئے تو خون خرابہ کی ذمہ دار حکومت ہوگی (واہ بھی واہ معاہدے پر دستخط بھی بلیک میلنگ کروائے کے کرالیے گئے اور اب تمام واقعات کی ذمہ دار بھی حکومت ہوگی اور صوفی محمد تو بوریہ بستر سمیٹ کر جہاں سے آئے تھے وہیں نکل لیں گے) انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان میں موجودہ قوانین غیر اسلامی ہیں۔ جمہوریت بھی غیر اسلامی نظام ہے۔ پاکستان اسلامی ملک ہے لیکن عدلیہ میں غیر مسلم ججز بھی تعینات ہیں قاضی وہی تعینات کیے جائیں جو اسلامی فقہ کو سمجھتے ہوں اور آزاد ہوں۔ قاضی کے فیصلوں کو باہر چیلنج نہیں کیا جائے گا۔ انہیں اعلیٰ عدالتوں میں چیلنج کرنا شرعاً حرام ہوگا اور یہ اللہ کے حکم کے منافی فعل ہوگا۔ سرحد حکومت نے اسلام دوستی کا ثبوت دیا ہے اور نفاذ شریعت کے لئے عملی اقدامات کئے۔ انہوں نے نظام عدل ۱۹۹۴ اور ۱۹۹۹ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس وقت کی حکومتں نے ان کے ساتھ دھوکا کیا تھا اب وہ کسی دھوکے میں نہیں آئیں گے۔ موجودہ حکومت کو ایک ماہ کی ڈیڈ لائن دی ہے کہ مالاکنڈ ڈویژن کے

سات اضلاع کوہستان میں قاضیوں کو تعینات کیا جائے اور قاضی عدالتوں کو بااختیار بنایا جائے۔ صوفی محمد نے مزید کہا کہ مالاکنڈ ڈویژن میں شریعت کے نفاذ کے اثرات حکومت کے چاروں صوبوں میں نظر آئیں گے اور وہاں کے عوام بھی اس کا مطالبہ کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ علما حکمران اور عوام متحد ہو جائیں۔ مولانا صوفی محمد نے کہا کہ کالی پگڑی سنت نبوی ہے، کسی دوسرے رنگ کی پگڑی کا استعمال سنت نبوی نہیں ہے۔ موجودہ نظام اسلام اور قرآن سے متصادم ہے۔

اے اللہ ان صوفی محمد نامی شخص کو دین کی صحیح فہم نصیب فرما۔ جو شخص ساٹھ ستر سال تک چپ کرکے بیٹھا رہا اب اچانک کیسے شریعت اس کی سمجھ میں آ گئی اور نافذ کرنے کا جو طریقہ نکالا گیا ہے اس کے کیا کہنے۔

سب سے پہلے تو شرم آنی چاہیے ہماری نام نہاد سول سوسائٹی کو کہ کیسے بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شرمناک خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ ایسے کفر کے فتوے سن سن کر۔ پھر بات آئی ہے عدلیہ کی، اب عدلیہ کو کیوں سانپ سونگھ گیا ہے ملک میں شرعی عدالتیں بھی قائم ہیں اور ایک عسکریت پسند اور شدت پسند اٹھ کر کہتا ہے کہ اس کی مرضی کی شریعت (ناکہ شریعت محمدی) نافذ کی جائے اور عدلیہ کے اعلیٰ ترین ججز شرمناک حد تک خاموش بیٹھے ہوئے ہیں، کیا ہوا ڈر گئے شدت پسندوں اور خودکش حملہ آوروں کے لیڈروں سے۔ اب کیوں نہیں

سوموٹو ایکشن لیا جاتا اور صوبہ سرحد کے آئی جی کو بلا کر زرا باز پرس تو کریں جس طرح دوسروں کو بلا کر ہدایات دیتے ہیں ہمارے چیف جسٹس صاحب۔

تمام ججز چاہے سپریم کورٹ کے ہوں یا ہائی کورٹ کے ہوں یا پھر ہمارے زندہ ہیں وکلا زندہ ہیں، تمام آئین کے باغی ہیں ؟ واہ بھی واہ اب دیکھتے ہیں کتنے وکلا زندہ ہیں اور آواز بلند کرنے کی جرآت کرتے ہیں عسکریت پسندوں کے خلاف اور اعتزاز احسن صاحب اب آیئے اور شیر دل علی احمد کرد صاحب غرض سب پر ایک اور امتحان آن پڑا ہے۔

دوسرے وہ جو جمہوریت کے چیمپئن بننے کے دعوے دار ہیں اور سولہ کروڑ عوام کی نمائندگی کے دعوے ہیں اب کیوں سانپ سونگھ گیا ہے۔ کیا ہوا ہر وقت آئین آئین کی باتیں کرنے والوں کو صوفی محمد کہتا ہے پاکستان میں موجود قوانین غیر اسلامی ہیں (چند قوانین نہیں کہا) اور یہ کہ جمہوری بھی غیر اسلامی نظام ہے کان کھول کر سن لیں ہمارے خصوصاً وہ سیاسی رہنما جو مذہبی جماعت میں ہیں اور سیاست میں بھی حصہ لیتے ہیں اور مزید یہ کہ صوفی صاحب کی شریعت کے خلاف کسی عدالت میں فیصلہ چیلنج کرنا شرعاً حرام ہے لو کر لو جی یہ تو فتوؤں کے ڈرون حملے ہی لگ رہے ہیں۔

چلو جی سرحد حکومت کے گرنے پڑنے سے کچھ تو تعریفیں اور شاباشیں سرحد حکومت کو بھی مل گئیں ہیں کہ سرحد حکومت نے اسلام دوستی کا ثبوت دیا ہے۔

اور ایک مسلسل بلیک میلنگ والی اسٹیٹمنٹ بھی ذرا کان کھول کر سن لیں "حکومت نے اگر مطالبات تسلیم نہ کئے تو خون خرابہ کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔ واہ بھی واہ کیا شگر کوٹڈ دھمکی ہے اگر حکومت نے نظام عدل پر دستخط نہیں کیے تو ذمہ دار حکومت، اگر حملے نا روکے تو ذمہ دار حکومت اب اگر جبجز وغیرہ کو ختم نا کیا تو ذمہ دار حکومت اگرمزید مطالبات تسلیم نہ کئے تو خون خرابے کی ذمہ دار حکومت واہ بھی صوفی کیا بات ہے بھی آپکی

اور صوفی محمد کہتے ہیں کہ کالی پگڑی سنت نبوی ہے کسی دوسرے رنگ کی پگڑی کا استعمال سنت نبوی نہیں۔

صوفی صاحب بھی سواری کے لیے اونٹ، گھوڑا، خچر یا گدھے کا ہی استعمال کرتے ہونگے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سفر کے لیے یہی جانور تھے کہیں صوفی صاحب اور ان کے ماننے والے (نعوذ باللہ) کوئی گاڑی کار جیپ وغیرہ تو استعمال نہیں کرتے اگر کرتے ہیں تو یاد رکھیں گاڑی کار جیپ وغیرہ کا استعمال بھی سنت نبوی نہیں ہے۔

اور اسپیکر و لاؤڈ اسپیکر بھی استعمال نہیں کرتے ہوں گے کیونکہ ان کا استعمال بھی سنت نبوی نہیں تھا۔

کوئی موبائل اور ریڈیو بھی نا سنتے ہوں گے اور نا استعمال کرتے ہوں گے کہ ان کا استعمال بھی سنت نبوی نہیں تھا۔

اور ہتھیار تو صوفی صاحب اور ان کے عقیدت مند وہی استعمال کرتے ہوں گے جو ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے تھے یعنی تلوار، نیزے، تیر کمان وغیرہ اور اگر خدانخواستہ صوفی صاحب اور ان کے عقیدت مند کوئی اس نئی دنیا کی چیز جیسے رائفل، پستول، گنیں، بم، کلاشنکوف وغیرہ تو ہرگز استعمال نہیں کرتے ہوں گے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن چیزوں کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے صرف ان کا ہی استعمال صوفی صاحب کی شریعت کے حساب سے سنت کی پیروی ہے اور اگر موجودہ دور کا جدید اسلحہ استعمال کرتے ہوں تو بھی کھلم کھلا سنت کی خلاف ورزی ہے۔

کچھ تو خدا کا خوف کرو، کیا منہ دکھاؤ گے اللہ کو نام صوفی محمد اور کام ایسے

اللہ ایسوں سے ہمارے ایمان، دین و دنیا سب کی حفاظت فرمائے آمین۔

آئین اگر غیر شرعی ہے تو نام نہاد نظام عدل پر دستخط کس کے ہیں

خیر سے آج خبر آئی ہے کہ ن لیگ کے نواز شریف صاحب نے بھی نظام عدل معاہدے اور صوفی محمد کی سرگرمیوں پر تشویش اور پریشانی کا اظہار کیا ہے۔ جذبات کی رو میں بہنے والے ہمارے بہت سے بھائی صرف شریعت کے لفظ کو لے کر اور پکڑ کر بیٹھ گئے ہیں وہ یہ نہیں دیکھ رہے کہ شریعت کا نام لے کر کام کرنے والوں کا مقصد کیا ہے اور ان کی عزائم کیا ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اس وقت ایک ستر سالہ بوڑھے کو شریعت یاد آگئی جب جسم و جان و ہڈیوں میں زیادہ طاقت تھی تو اس وقت یہ صوفی صاحب کیا کر رہے تھے زرا یہ تو پتا چلے کہ گزشتہ تیس چالیس سال سے کون سے شرعی معاشرے میں وقت گزاری کر رہے تھے اچانک سب کچھ (عدالتیں، وکلا، آئین، ججز سیاسی لوگ) کیسے غیر شرعی نظر آنے لگے صوفی صاحب کو۔

خیر بھائی کچھ بھائیوں کو یہ بات بڑی بری لگ رہی ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ ہم کسی طالبان کی شریعت کو نہیں مانتے ہم تو مانتے ہیں اس شریعت کو جس کو صاحب شریعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے اور جب شریعت میں یہ کہہ دیا گیا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے تو یہ

طالبان ٹائپ کے لوگ کون ہوتے ہیں جو معاہدوں سے پہلے تو اسکولوں کو تباہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں معاہدوں کے بعد دیکھیں گے کہ عورتوں کو تعلیم دلانے کے سلسلے کو بھی دیکھ لیں گے۔ اور ہمارے مذہب میں پروردگار عالم نے کہہ دیا ہے اللہ کی بیشی معاف فرمائے سورۃ البقرہ میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے "لا اکرہ فی الدین یعنی دین میں کوئی جبر نہیں۔" اور سورۃ الکفرون میں اللہ نے ارشاد فرمایا ہے جس کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے "تم اپنے دین پر میں اپنے دین پر" کیا اس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ نہیں میں تو اپنے دین پر صحیح ہوں اور تمہیں تلوار کے زور پر اپنے دین میں لے آؤں گا۔

اب آہستہ آہستہ ہمارے بھائیوں کو طالبان کی شریعت اور انکے عزائم نظر آنے لگے ہیں اور انشا اللہ وہ وقت دور نہیں جب ان طالبان کے عزائم پوری طرح نظر میں آنے کے بعد لوگوں کے لیے حق کے راستے کو چننا آسان ہو جائے گا۔ میں تو خلوص دل سے دعا کرتا ہوں کہ میرے وہ بھائی جو شریعت کے نام کو لے کر چومنے اور چاٹنے میں لگ رہے ہیں وہ زرا غور تو کریں کہ شریعت کے نام پر کون کیا کیا کرنے کے عزائم لے کر آ رہا ہے۔ یاد کریں محترم جناب ضیا الحق صاحب بھی تو کتنے شرعی ارادے لے کر آئے تھے اور کتنی شریعت دے کر گئے تھے جن لوگوں نے ضیا دور میں نام نہاد شرعی کوڑے کھائے ہیں ان سے پوچھیں۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق طالبان دیر کے علاقے پر بھی قابض ہوا چاہتے ہیں اور اسکے بعد دوسرے علاقے اور پھر دوسرے علاقے اور دیکھتے ہیں کہ یہ سلسلہ کہاں جا کر رکتا ہے۔

اور مزید غور فرمائیں شانگلہ میں طالبان نے اعلان کر دیا ہے کہ جمعرات کو جو بھی غیر شرعی عدالتوں میں پیش ہوگا اس کا انجام دکھا دیں گے۔

یہی بات جب الطاف حسین بھائی کہہ کہہ کر نا تھک رہے تھے تو ہمارے دوسرے سیاسی لیڈران پتہ نہیں کیا سوچنے میں لگے ہوئے تھے اور سر ہلا ہلا کر انکاری تھے اور اب پریشانی کے عالم میں اپنے خدشات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اسے کہتے ہیں لیڈر جو وہ کچھ وقت سے پہلے بھانپ لے جو عام لوگوں کو کچھ دیر میں سمجھ میں آئے۔ میری ان باتوں سے میرے کچھ بھائیوں کو بڑی تکلیف پہنچ رہی ہو گی اور وہ حق کی بات سمجھنے کے بجائے الٹے سیدھے بیانات اور تاویلیں نکال کر لائیں گے۔ بحر حال مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

دیکھ لو میرے دوستوں جب ایم کیو ایم نے نام نہاد نظام عدل کے قومی اسمبلی سے پیش ہونے کے وقت احتجاج اور مخالفت کی تھی تو جب بھی تو ایم کیو ایم حکومت میں شریک تھی مگر اصولی مؤقف جو ایم کیو ایم جیسی سیاسی جماعت کی نظر

میں اصولی ہو گا اس پر ڈٹ جانا ہی اصل میں ملک و قوم کے ساتھ وفاداری ہے۔ نا کہ اس وقت بے غیرتوں کی طرح چپ رہ جانا اور اب شور کرنا کہ طالبان پر ہمیں تشویش ہے اور یہ ہے اور وہ ہے۔ ایم کیو ایم نے یہ نہیں سوچا ایک لمحے کے لیے بھی حکومت میں ہوتے ہوئے ہم بالکل اکیلے کسی چیز کی اس طرح مخالفت کے بعد برے حالات کا شکار ہو سکتے ہیں۔

اچھا میرے بھائیوں اب تو دیکھتے جائیں آگے آگے کہ کیا ہوتا ہے اور کس کا مؤقف صحیح ثابت ہوتا ہے۔

ہمارے محترم لوگ تو سیاسی چیف جسٹس کی بحالی پر بھی بڑے خوش و خرم تھے کہ پاکستان کی تقدیر بس اب تو بدل ہی جائے گی مگر اپنے حلیف کی حکومت بحال کروانے میں جتنا ایکٹو کردار مسٹر چیف جسٹس نے ادا کیا اس کے بعد تو چپ سادھ کر ہی بیٹھ گئے ہیں۔

کیا یہ عدالت کی توہین نہیں ہے کہ کوئی کہے کہ ہم ان غیر شرعی اور حرام عدالتوں کو نہیں مانتے اور آئین کو بھی غیر شرعی اور اسمبلیوں کو بھی غیر شرعی کہتے ہیں۔ اور پھر بھی نام نہاد سول سوسائٹی اور زندہ ہیں وکلا زندہ ہیں کہاں ہیں بھی وہ زندہ بڑے بڑے ٹی وی پر بیانات دینے والے وکلا رہنما

اور سابقہ چیف جسٹس حضرات اور وہ ہمارے بڑے فوجی تبصرہ نگار خصوصا جنرل اسلم بیگ، جنرل حمید گل اور وہ چلے ہوئے کارتوس ایکس سروس مین اور اب تو منور حسن صاحب بھی کھل کر طالبان سے ناراضگی کا اظہار کرتے نظر آرہے ہیں۔ کاش اس وقت نام نہاد نظام عدل کی (طالبان کی نظر میں) غیر شرعی قومی اسمبلی میں پیش ہونے اور پاس ہونے کے وقت کچھ تو غیرت کا مظاہرہ بڑی سیاسی جماعتیں بھی کر لیتیں۔

ویسے یہ طالبان بھی بڑے دلچسپت لوگ ہیں سوال یہ ہے کہ ایک طرف سیاسی جماعتوں اور اسمبلیوں کو غیر شرعی قرار دے رہے ہیں دوسری طرف اے این پی اور صوبہ سرحد کی اسمبلی اور حکومت کی تعریفیں کی جارہیں ہیں۔

ایک طرف صوبائی اسمبلیاں اور قومی اسمبلی غیر شرعی اور آئین پاکستان بھی غیر شرعی اور پھر بھی اسی قومی اسمبلی اور اسی آئینی صدر سے نام نہاد نظام عدل پر دستخط کروانے کے لیے زور و شور ڈالا گیا تھا کیا ہم لوگوں کو ایسے منافق لوگوں کی اب بھی سمجھ نہیں آرہی۔

زرا یہ سوال کوئی طالبان سے پوچھنے کی جسارت تو کرے

میرے کچھ بھائیوں کو بڑی تکلیف پہنچی ہو گی اور ان کے تبصرے بتا دیں گے کہ تکلیف کی شدت کتنی ہے۔ مگر میں تو جو حق سمجھوں گا کہوں گا کیونکہ مجھے کسی طالبان یا انکے کسی چیلوں کو جواب نہیں دینا آخرت میں بلکہ مجھے تو اپنے رب کو جواب دینا ہے اور میرا اپنے رب سے جو تعلق ہے اسکے بیچ میں کوئی نہیں آتا۔

ن لیگ کے میاں صاحب طالبان کے لیے اب کیا کہتے ہیں

آج مورخہ ۲۲ اپریل ۲۰۰۹ کو کئی دنوں کے بعد ن لیگ کے قائد جناب نواز شریف صاحب فرماتے ہیں کہ

سیاستدان متحد ہو جائیں، طالبان سوات کے بعد دیگر علاقوں پر بھی کنٹرول چاہتے ہیں۔
اور پھر فرماتے ہیں کہ عسکریت پسندی سے نمٹنے کے لیے اعتدال پسند طالبان سے مذاکرات ہونے چاہیے۔ معاشی ترقی کے زریعے شدت پسندی پر صرف دو سال کے اندر قابو پایا جاسکتا ہے۔ ملک کو غیر مستحکم کر رہے ہیں نہ اقتدار حاصل کرنے کی خواہش ہے۔ میاں صاحب نے مزید فرمایا کہ مقامی طالبان سوات کے باہر بعض دیگر علاقوں پر بھی کنٹرول چاہتے ہیں ۔ اور یہ کہ عسکریت پسندوں کی سرگرمیوں میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے جو کہ باعث تشویش ہے اور اگر ان کی سرگرمیوں پر قابو نا پایا گیا تو ان کا دائرہ کار وسیع ہو جائے گا۔ مزید فرماتے ہیں کہ عسکریت پسندوں سے کوئی بھی معاہدہ اس صورت میں ہونا چاہیے جس میں حکومت کی رٹ چیلنج نہ ہو اور جمہوریت کا احترام کیا جائے

اپنے بیان کے پہلے حصے میں میاں صاحب فرمارہے تھے کہ عسکریت پسندی سے

نمٹنے کے لیے اعتدال پسند طالبان سے مزاکرات ہونے چاہیے اور پھر فرماتے ہیں کہ عسکریت پسندوں سے معاہدہ اس صورت میں ہونا چاہیے کہ۔۔۔۔۔۔اب یہ بتائیں کہ عسکریت پسند طالبان یا اعتدال پسند طالبان سے مزاکرات کیے جائیں اور زرا یہ تو بتائیں کہ اعتدال پسند طالبان (اگر کوئی ہیں تو) کی کوئی ایسی موثر آواز ہو گی جو ان کے عسکریت پسند طالبان بھائیوں سے مختلف ہو۔ کیا طالبان کو بھی سیٹوں کے لیے لڑنے جھگڑنے والا سیاستدان سمجھ رکھا ہے کہ ان کے دہ گروہ ہونگے عسکریت پسند اور اعتدال پسند۔

ہمارے میاں صاحب بھی کتنے بھولے ہیں کچھ دنوں پہلے جب ایم کیو ایم چیخ چیخ کر طالبان کے خطرے سے پورے ملک کو آگاہ کر رہی تھی تو ہماری چوٹی کے سیاستدان اس کو مذاق سمجھ کر اس کا مذاق اڑا رہے تھے اور اب نیندیں اڑ گئیں ہیں کہ بھی ایک ایسا گروہ سامنے آرہا ہے جو نا پارلیمنٹ کو مانتا ہے نا آئین کو نا عدالتوں کو اور نا سیاست کو اب ان سے نمٹ کر تو دکھاؤ اگر دم ہے تو۔

مزید توجہ طلب ہے کہ مستونگ کے تعلیمی اداروں میں قومی ترانہ اور پرچم کشائی بند کر دی گئ ہے جسکی وجہ وہ خطوط ہیں جو دھمکیوں سے بھرے ہوئے ہیں جن سے اساتذہ اور طلبہ میں بے چینی پھیل گئ ہے۔ گورنمنٹ ٹیچرز ایسوسی ایشن

مستونگ نے ضلعی رابطہ افسر اور ڈی پی او مستونگ کو تحریری طور پر یادداشت پیش کی ہے اور اساتذہ کے لیے سیکورٹی کا مناسب انتظام کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ سیکورٹی والے اپنی سیکورٹی کے لیے پریشان ہیں اور یہ نئ سیکورٹی کی ڈیمانڈ کہاں سے پوری ہوگی ؟

ادھر گلگت کے علاقے کرروٹ میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے جاں بحق ہونے والے شمالی علاقہ جات قانون ساز اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر سید اس زیدی کے سوگ میں شمالی علاق جات کے تمام تعلیمی ادارے بند رہے۔

واہ بھی واہ کیا امن و سکون نصیب ہوا ہے صوبہ سرحد کے بد نصیب لوگوں کو اس نام نہاد نظام عدل کے نفاذ سے اور اس کے زمہ دار وہ سب ہیں جنھوں نے کسی بھی سطح پر اس نام نہاد نظام جبر کو نافذ کیا اور اس کی حمایت کی۔

ارے نافذ کرنا ہی ہے تو اپنی زات اور اپنے اوپر تو پہلے شریعت نافذ کرلو معاشرے کا نمبر تو بعد میں آتا ہے۔

شرم ان کو مگر نہیں آتی مجھے تو آتی ہے خدا کی قسم۔

اللہ ہمیں ہدایت نصیب فرمائے اور ہمارے حال پر رحم فرمائے آمین

طالبان کی پیش قدمی اور رحمان ملک

رحمان ملک صاحب فرماتے ہیں کہ طالبان بھارت بھی جا سکتے ہیں۔ دونوں ملکوں کو مل کر مقابلہ کرنا چاہیے، امن معاہدے پر عمل نہ ہوا تو کاروائی کریں گے۔ مشیر داخلہ مزید فرماتے ہیں کہ دس ہزار غیر ملکی مقامی طالبان کو تربیت دے رہے ہیں۔ عالمی .برادری دہشت گردی کے خاتمے کے لیے پاکستان کی مدد کرے (اور کتنی بھیک ہماری بدنصیب قوم کے سر چڑھاؤ گے ظالموں، ہم طالبان اور عسکریت پسندوں سے مذاکرات اور ان کے آگے گھٹنے ٹیکتے رہیں اور عالمی .برادری سے تعاون کی اپیل کرتے رہیں اور انہیں ڈراتے رہیں کہ یہ طالبان بڑے خطرناک لوگ ہیں) اور مزید فرماتے ہیں کہ صوفی محمد آئین پاکستان کو پڑھے بغیر غیر اسلامی قرار دے رہے ہیں (تو کیا بے چارے پڑھ نہیں سکے اس لیے قابل معافی ہیں) اور مزید مشیر داخلہ نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان میں دہشت گردی کی وارداتوں میں افغان اسلحہ اور کرنسی استعمال ہونے کی مصدقہ اطلاعات ہیں۔

ادھر سوات میں طالبان کی چوکیاں اور مورچے پھر سے قائم ہو گئے ہیں، بونیر کی اہم پہاڑیوں پر طالبان نے قبضہ جما لیا ہے ڈرائیوروں کو میوزک بند کرنے کا حکم اور این جی اوز کو بونیر سے نکل جانے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ مقامی

لوگوں نے نام نہاد نظام عدل کے پہلے مرحلے میں اپنے علاقوں سے نقل مکانی شروع کردی ہے (واہ بھی واہ ثمرات پہلے مقامی لوگوں پر ہی پڑنے تھے ہمارے اور آپ کے شہروں تک تو بعد میں ثمرات آئیں گے)۔ مقامی افراد کے مطابق حکومتی ارکان منظر سے غائب ہو رہے ہیں، بونیر کے اکثر علاقوں میں طالبان نے مسلح گشت شروع کر دیا ہے۔ خواتین کو پردے کرنے اور نوجوانوں کو داڑھی رکھنے کا حکم دینا شروع کر دیا ہے طالبان بعض علاقوں کے تھانوں میں گئے اور جرائم پیشہ افراد سے متعلق تفصیلات طلب کیں (کیوں کیا موجودہ طالبان فورس کم پڑ رہی ہے جو مزید بھرتی کرنے ہیں)۔ ادھر بونیر سے بہادر اے این پی اور پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والی بااثر شخصیات اور لوگوں نے پشاور، ایبٹ آباد اور اسلام آباد کا رخ کر لیا ہے اور ان کی اکثریت نے اپنے اپنے رشتہ داروں کے گھروں میں رہائش اختیار کر لی ہے (رہ گئے مقامی لوگ تو وہ نام نہاد نظام عدل کے ثمرات لوٹیں اور خوش رہیں)۔

نظام عدل کے خلاف آئینی درخواست

سپریم کورٹ میں نظام عدل کے خلاف آئینی درخواست

چلیں جی ایک درخواست گزار شاہد اورکزئی صاحب نے سوات کے نظام عدل ریگولیشن کے خلاف آئینی درخواست داخل کر دی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ نظام عدل ریگولیشن ریاست، مذہب، اور شریعت محمدی کے خلاف ہے، یہ نظام عوام کے ان بنیادی حقوق کے بھی خلاف ہے جو آئین پاکستان دیتا ہے درخواست میں نظام عدل ریگولیشن کی دفع ۱۲ پر عملدرآمد روکنے کے لیے بھی حکم امتناعی جاری کرنے کی درخواست کی ہے۔ معاہدے کو چیلنج کرتے ہوئے استدعا کی گئی ہے کہ قاضی عدالتوں کو اس نظام کے تحت سزائے موت کے فیصلے دینے سے روکنے کے لیے حکم امتناعی جاری کیا جائے۔

اب دیکھنا ہے کہ زندہ ہیں وکلا زندہ ہیں کہ مصداق زندہ ہے عدلیہ زندہ ہے یا نہیں اور سانپ سونگھ گیا ہے عدلیہ کو کہ جس کے خود اپنے شرعی ہونے کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ کیوں ملک کے اتنے بڑے ہنگامے میں عدلیہ نے اور عدلیہ کے کرتا دھرتاؤں نے اور ایکٹو بار ایسوسی ایشنز کے بڑے بڑے نامور لیڈران نے چپ سادھ لی ہے کیا غیرت کا معیار یہ ہے کہ جب کوئی کمزور اور جواب نا دینے والا موجود ہو تو اسکے خلاف تو بڑی بڑکیں مارو اور جب کوئی طاقتور سامنے آموجود

ہو تو بے غیرتی کے اعلیٰ ترین ریکارڈ بنانے شروع کردو۔ شرم ہم کو مگر نہیں آتی۔

ہم تو منتظر ہیں مسٹر جسٹس افتخار چودھری صاحب کے اس حکم کے جس میں صوفی محمد اور حکمران جماعت کو حاضر کیا جائے اور اس نام نہاد نظام عدل کے بارے میں پوچھا جائے۔

صوفی محمد کونسلر کا انتخاب لڑے اور کچھ تھوڑے سے کافر ہوئے تھے

آج ٹی وی پر جماعت اسلامی کے نو منتخب امیر جناب منور حسن صاحب نے نیا انکشاف کیا کہ صوفی محمد بھی ایک مرتبہ کونسلر کا الیکشن لڑے تھے تو تھوڑے بہت کافر تو وہ بھی ہو گئے ہونگے۔ انہوں نے مزید کہا کہ آئین کو غیر شرعی قرار دینے سے پہلے یہ سوچنا چاہیے صوفی محمد کہ اس وقت تمام حاضر علمائے کرام اس انیس سو تہتر کے پاکستان کے آئین پر متفق تھے۔

دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ جماعت اسلامی بھی اس سلسلے میں بہت محتاط رویہ رکھنے پر مجبور ہو رہی ہے اور کھل کر طالبان کے خلاف بیان بھی نہیں دینا چاہ رہی اور ان کی واضح حمایت کرنے سے بھی گریزاں ہے۔ جیسے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔

ادھر متحدہ قومی موومنٹ کے قائد جناب الطاف حسین بھائی نے کہا کہ سیاسی و مذہبی جماعتیں صوفی محمد کی دھمکیوں پر کیوں خاموش ہیں ملکی سلامتی کو نقصان پہنچا تو اس کی ذمہ دار صرف بیرونی طاقتیں نہیں ہونگیں۔ محب وطن عوام میری اپیل سمجھیں اور میدان عمل میں آئیں۔ اور مزید کہا کہ سیاسی و مزہبی

جماعتیں اور ان کے رہنما تحریک نفاذ شریعہ کے رہنما صوفی محمد کی جانب سے دی جانے والی کھلی دھمکیوں، قومی و صوبائی اسمبلیوں اور سینٹ سمیت ملک کے تمام اور پورے جمہوری و عدالتی نظام، وکلا برادری اور سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کے مقدس اداروں کو غیر شرعی اور بت کدہ قرار دیے جانے، انیس سو تہتر کے متفقہ آئین کو اور پارلیمنٹ کو غیر شرعی اور جمہوریت کو کفر قرار دیے جانے پر مجرمانہ خاموشی کیوں اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اقتدار کے حصول اور اپنی اپنی پارٹی کے مفادات کے لیے بڑے بڑے جلسے جلوس، ریلیاں، احتجاجی دھرنے اور لانگ مارچ کی شکل میں اپنے احتجاج کا کئی بار نہیں ہزار بار مظاہرہ کر چکی ہیں لیکن یہ سیاسی و مذہبی جماعتیں اور دیگر انجمنیں آج صوفی محمد کے دھمکی آمیز بیانات اور آئین و قانون کی کھلی دھجیاں بکھیرنے اور عدلیہ اور پارلیمنٹ کو غیر شرعی قرار دینے پر کیوں خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہیں۔ تمام آئین و قانون کی بالادستی و سربلندی کے لیے کام کرنے والی بار کونسلوں اور وکلا انجمنوں سے سوال ہے کہ کل تک تو وہ عدلیہ کی آزادی اور ججز کی بحالی کے لیے جس جرات و ہمت کے ساتھ نا صرف احتجاجی مظاہرے، دھرنے لانگ مارچ جلسے جلوس کر رہے تھے بلکہ اپنی جانوں کی قربانی دینے کے بھی دعوے کر رہے تھے مگر افسوس کہ آج سپریم کورٹ ہائی کورٹ اور وکلا برادری کے پیشہ کو غیر شرعی قرار دینے خصوصاً سوات کے ساڑھے چار سو وکلا کو قاضی عدالتوں سے دور رکھنے اور ان کے گھروں کے چولہے ٹھنڈے کرنے کے عمل پر کیوں خاموش بیٹھے ہیں سول

سوسائٹی، انسانی حقوق کی تنظیموں اور خواتین انجمنوں کی جانب سے صوفی محمد اور طالبان کے دیگر رہنماؤں کے دھمکی آمیز بیانات پر مجرمانہ خاموشی اختیار کرنے پر دلی افسوس کا اظہار کیا۔

واقعی متحدہ قومی موومنٹ جس طرح غلط کو غلط کہنے سے نہیں گھبرا رہی کہ طالبان تو ایسے ہیں کہ ان سے امریکہ بھی گھبرا کر نیچے آکر مقابلہ نہیں کرنا چاہتا ایسے وقت میں متحدہ قومی موومنٹ جس طرح ایک اصولی مؤقف پر کھڑی ہوئی اور اب تک قائم ہے اور دوسری سیاسی و مذہبی جماعتیں نا چاہتے ہوئے بھی اس نام نہاد نظام عدل اور صوفی محمد کے خلاف لب کشائی کر رہے ہیں لیکن اس وقت جب متحدہ اکیلے ان شدت پسندوں کے خلاف احتجاج کرنے کھڑی ہوئی تھی تو سب اس کا مذاق اڑا رہے تھے اور متحدہ کے مؤقف کو شریعت مخالفت کا نام دے رہے تھے اور اب جو ریوڑ چلا ہے صوفی محمد کی مزمت کرنے وہ سب شرعی ہیں۔

بہت تکلیف ہو رہی ہو گی میرے مؤقف سے بہت سے لوگوں کو مگر اگر انہیں اللہ ہدایت دے اور وہ سچے اور صاف دل سے سوچیں تو شاید ان پر حق کے دروازے کھل جائیں اللہ مجھے بھی حق پرست بنائے رکھے آمین کہ میں جو حق سمجھوں اور دیکھوں اس کی تائید اور تقلید کرنے والا بن جاؤں یعنی حق پرست بن جاؤ آمین

اللہ ہمیں عقل سلیم عطا فرمائے آمین یا رب العالمین

صوفی محمد غور سے سن لیجیے

کچھ اور تحقیق کرنے کی کوشش کے سبب صوفی محمد صاحب کے بارے میں مزید کچھ باتیں معلوم ہوئیں ہمارے کچھ ساتھیوں کو تو یہ باتیں شاید پہلے سے ہی معلوم ہوں مگر جن کے علم میں نہیں ان کی معلومات کے لیے کچھ باتیں لکھنے کی کوشش کر رہا ہوں تاکہ قوم کو یہ تو پتہ چلے کہ نام نہاد شریعت کا جھنڈہ لے کر جو شخص آگے بڑھ رہا ہے اس کا ماضی، حال اور مستقبل (مستقبل تو ویسے اللہ کے ہی علم میں ہوگا ہم تو ایک رائے قائم کر رہے ہیں ایک گمان جو کسی کو اچھا بھی لگ سکتا ہے اور کسی کو برا بھی) کیا ہے۔

تحریک نفاذِ شریعت محمدیہ کے لیڈر صوفی محمد 'دیر' (جلدی یا دیر میں نہیں بلکہ صوبہ سرحد کے ایک علاقے دیر میں) میں پیدا ہوئے۔انھوں نے 1980 میں جماعت اسلامی کے رکن کی حیثیت سے شمولیت لی۔صوفی محمد نے کونسلر کے انتخاب میں بھی حصہ لیا۔ان کے ساتھیوں نے 2001 میں افغانستان کے جہاد میں حصہ لینے کی کوشش میں جیل کاٹی۔اس پارٹی سے اکثریت رکھنے والوں کا تعلق سوات، مالاکنڈ اور دیر سے ہے۔پرویز مشرف کے دور میں ۱۹۹۹ کو گرفتار کیے گئے اور جمہوریت کی روشنی میں 2008 میں جب حالات خراب ہوئے تو انہیں رہا کر دیا گیا۔

مولانا فضل اللہ صاحب صوفی محمد کے داماد ہیں۔

اپنی رہائی کے بعد میں انہوں نے علاقے میں امن قائم کرنے کی ذمہ داری لی۔ اب سے کچھ عرصہ پہلے سرحد حکومت اور صوفی کے درمیان پائے جانے والے معاہدے کی توثیق پارلیمنٹ نے کی۔ اب جبکہ اس معاہدے کو طے پائے کچھ عرصہ ہی ہوا تو صوفی محمد صاحب کے خیالات، بیانات، مقاصد اور اس کے ساتھیوں کے جذبات تبدیل ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ ان کے ساتھ معاہدہ یہ کیا گیا تھا کہ وہ اپنے علاقے میں امن و امان قائم رکھیں گے اور وہاں شرعی عدالتیں اپنا کام کریں گی۔ اب یکسر صوفی محمد صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ ہمارے ملک میں جمہوریت غیر شرعی ہے اور تمام عدالتیں غیر شرعی ہیں، نیز یہ کہ علما جو جمہوریت کے حق میں ہیں وہ بھی غیر شرعی ہیں۔

حقیقت کی روشنی میں دیکھا جائے تو صوفی محمد صاحب حکومت کے ساتھ کئے جانے والے معاہدے کی سراسر خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ صوفی محمد صاحب کو ان کے اکابرین یہ سمجھانے کی کوشش میں لگ گئے ہیں کہ فتویٰ جاری کرنے کیلئے انسان کو اس فتویٰ کے مرتبے پر فائز ہونا چاہیئے یعنی کہ کسی بھی مفتی کے پاس ایک خاص ڈگری یا مقررہ معیار ضروری ہے۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیا صوفی محمد کے پاس وہ ڈگری ہے (ڈگری نہیں ہے تو کیا ہے خطرناک اور بے پناہ ہتھیار تو ہیں

کسی میں دم ہے تو ڈگری کی تکرار اور فرمائش کر دیکھے، غیر شرعی اور فسادی قرار دینے کے بعد قتل کر دیا جائے گا)۔ صوفی صاحب ایک طرف تو محب وطن ہونے کا نعرہ لگا رہے ہیں اور دوسری طرف پاکستان کے خلاف ہتھیار کشی کرنے والوں کو اپنا ظاہر کر رہے۔ معاہدے کے مطابق وہاں پولیس اور فوج کے علاوہ کوئی ہتھیار لیکر نہیں پھرے گا۔ لیکن ان ایک دو دنوں میں وہاں لوگوں نے طالبان کی سرگرمیوں میں خاطر خواہ اضافہ ریکارڈ کیا ہے۔ اور شانگلہ اور دوسرے علاقوں میں بھی اپنی سرگرمیاں شروع کر دی ہیں۔ اب صوفی محمد صاحب کو اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے پاکستان سے سچی محبت کا اظہار کرنا ہوگا اور اپنے ساتھیوں کو واضح کرنا ہو گا کہ اسلحہ کی نمائش وعدے کی خلاف ورزی ہے؟

ملک کی واحد جماعت ایم کیو ایم تھی جس نے کمال ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور یہ جانتے ہوئے کہ طالبان نما یہ عسکریت پسند کس قدر خطرناک ہیں اپنے اصولی مؤقف کی بنا پر اس معاہدے اور طالبانائزیشن کیخلاف شروع دن سے شور مچانا شروع کر دیا ہے۔اے این پی نے اپنے لیڈران کی ٹارگٹ کلنگ اور مزید اعلیٰ قیادت کی جان بخشی کی گارنٹی کی صورت میں صوفی محمد صاحب پر اعتماد کیا لیکن اب صوفی محمد صاحب کو بھی تو اعتماد دلانا چاہیے۔ صوفی محمد صاحب کو چاہیے کہ اپنے ساتھیوں اور مولانا فضل اللہ گروپ سے کہیں کہ وہ سارے

ہتھیاروں پھینک کر جتنی چیزوں کو تہہ و بالا و برباد کیا ہے جتنے اسکول کالج دکانیں گھر اڑائے ہیں اور اجڑے ہوئے لوگوں اور تباہ شدہ سوات میں اس کی تعمیر وترقی میں بھر پور حصہ لیں اور وہ بھی مکمل اپنی صوابدید پر ناکہ حکومتی زرائع و وسائل سے۔

جنگ، لڑائی اور اسلحہ کیا دیتا ہے۔ یہ چیزیں موت، خوف اور تباہی کے سوا کچھ بھی تو نہیں۔ کسی بھی بے معصوم و غیر جانبدار انسان سے پوچھ لیں وہ بھی اپنے وطن کی حب الوطنی میں اپنے وطن کے اندر کسی دوسری ریاست کے بننے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے گا۔ یہ ملک بہت ہی قربانیوں اور دعاؤں کے بعد حاصل ہوا ہے، اس ملک کو تباہی سے بچانے کے لئے ہم سب کو آگے بڑھنا ہوگا۔ صوفی محمد صاحب آپ سوات میں اسلام کا بول بالا کریں ہم ۔سب پاکستانی آپ کا کام اور آپ کا جذبہ اور نتیجہ دیکھیں گے اور اللہ نے چاہااور آپکے جذبے صادق ہوئے تو صوفی محمد صاحب ! خدا کی قسم ہم آپ کی بات ناصرف سنیں گے بلکہ آپ سے رہنمائی بھی طلب کریں گے مگر ایک اور بات یاد رکھیے صوفی صاحب ! خدا کی قسم اگر آپ دہشت گردی کو پروموٹ کریں گے تو ہم سب پاکستانی کنکریٹ کی دیوار ثابت ہوں گے۔ ہم پاکستانی نہ تو امریکہ کی مداخلت کو پسند کرتے ہیں نا ڈرون حملوں کو نا بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ کو اور نہ ہی کسی کی اپنی طرف اٹھی بندوقوں کو۔ اس ملک کا ایک ایک چپہ بہت قیمتی ہے۔ چاہے خون کی ندیاں بہہ

جائیں ہم سب کسی دہشت گرد یا دہشت گردی کو برداشت نہیں کریں گے۔ جو محب وطن ہے وہ ہمارا بھائی ہے اور جو اس ملک کو میلی آنکھ سے دیکھے گا وہ ہم سب پاکستانیوں کا دشمن اور اسکی آنکھیں نوچنے کی صلاحیت ہے ہم میں ہم کوئی سوات کے بے بس و مجبور انسان نہیں ہیں بلکہ ہم محب وطن پاکستانی ہیں جس کے لیے ہمیں کسی کے فتوے یا سرٹیفیکٹ کی ضرورت نہیں۔ پاکستان انشا اللہ قائم رہے گا اور انشا اللہ ان آزمائشوں اور مشکلات سے کندن بن کر نکلے گا ہماری خون کی آخری بوند بھی ہمارے جسم میں ہو تو ہم اپنے ملک و قوم کا دفاع کرنے کے لیے موجود رہیں گے۔ باقی رہے نام اللہ کا پاکستان زندہ باد۔ اللہ اکبر۔

بلاشبہ یہ ملک اسلامی اقدار کی سربلندی کے لئے بنا ہے اور اس کو قائم رکھنا صوفی محمد اور ہر پاکستانی کا فرض ہے۔ صوفی محمد صاحب نے اگر سوات میں امن قائم کیا تو بہت اچھا کیا اور اگر وہ یا ان کے ساتھی اس معاہدے کی پاسداری نہیں کرتے تو پھر ان کے فتوؤں کی کیا حیثیت؟ بونیر کی خراب صورت حال کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ یہ ذمہ داری اب حکومت پر نہیں بلکہ صوفی محمد پر عائد ہوتی۔ خدارا سارے پاکستانی اور پاکستانی سیاستدان جاگ جاؤ۔ کوئی بھی اس وقت انڈیا کی پشت پناہی نہ کرے۔ ہمارے ملک کے حالات خراب کرنے میں کچھ انڈیا نواز این جی اوز اور کچھ انڈین ٹاؤٹز کا ہاتھ ہے۔ سارے اتحاد کرو اور ملک کی سلامتی کیلئے متحد ہو جاؤ! صوفی محمد صاحب آپ کی شریعت نہیں یہ اللہ

کی شریعت ہے۔خدا کیلئے آپ پاکستان کو مضبوط بنائیں۔ ہمارے ملک کے بے گناہ مرنے والوں کی فہرست طویل نہ کریں۔

طالبان کا اسلام آباد پہنچنا خواب ہے؟ واقعی

طالبان کا اسلام آباد پہنچنا خواب ہے ، فوزیہ وہاب۔
گزشتہ دن پاکستان پیپلز پارٹی کی سیکرٹری اطلاعات فوزیہ وہاب صاحبہ کا کہنا ہے کہ طالبان کا اسلام آباد پہنچنا محض خواب ہے پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے محترمہ نے کہا کہ طالبان کی سرگرمیوں کے بعد تمام جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر متحد ہیں اور طالبان کے مسئلے پر جماعت اسلامی، تحریک انصاف کے سوا تمام جماعتوں میں اتفاق پایا جاتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ سوات امن معاہدے کے منفی اثرات سامنے آرہے ہیں، طالبان بے نقاب ہوگئے۔ فوزیہ وہاب کا کہنا تھا کہ سوات امن معاہدہ کے منفی اثرات بھی سامنے آرہے ہیں ان کا کہنا تھا کہ ہزاروں سال پرانی سوچ کے مالک وحشی لوگ اسلام آباد پر قبضہ نہیں کر سکتے انہوں نے کہا کہ اسلام آباد پر قبضہ کرنا اتنا آسان نہیں۔
اب زرا تبصرہ کرتے ہیں محترمہ کہتی ہیں کہ طالبان کا اسلام آباد پہنچنا محض خواب ہے محترمہ امکان یہ ہے کہ انسان جو کچھ محسوس اور حاصل کرنا چاہتا ہے

اس کا پہلے خواب ہی دیکھتا ہے کہیں ایسا نا ہو کہ آپ کا یہ دیرینہ خواب پورا ہو ہی جائے۔

دوسرے یہ کہ طالبان کی سرگرمیوں کے بعد تمام جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر متحد ہیں جی ہاں ایک کے علاوہ باقی تمام جماعتیں تو اس وقت بھی متحد تھیں جب ان مذہب پسندوں کی کی آڑ میں یہ گروہ طالبان قومی اسمبلی سے اپنے مطلب کا نام نہاد نظام عدل منظور کرانے میں کامیاب ہو گیا تھا اس وقت تو سب بڑے خوش تھے اور بڑے مطمئن تھے اور واحد متحدہ قومی موومنٹ کے شدید ترین تحفظات و خدشات کو بے معنی اور بے وقعت سمجھ رہے تھے اور اب ساری جماعتوں کو سمجھ آرہی ہے کیا یہ ہوتی ہے لیڈر شپ اور قائدانہ صلاحتیں اتنی بڑی بڑی اور نامی گرامی سیاسی جماعتوں کی۔ اب جس طرح کا یو ٹرن تقریباً تمام جماعتیں لے رہی ہیں کاش یہ باتیں اس وقت سمجھ میں آجاتیں جب صرف ایک جماعت یہ باتیں کر رہی تھی۔ چلو دیر آئی درست آئی شکر ہے صرف سوات میں نام نہاد نظام عدل کی بات ہوئی تھی اگر پورے پاکستان میں اس نام نہاد جعلی نظام عدل کی قرار داد ہو جاتی تو کیا ہوتا۔

ان کا یہ کہنا تھا کہ سوات امن معاہدے کے منفی اثرات سامنے آرہے ہیں کیا معنی رکھتا ہے کہ نظام تو آپ نے منظور کیا ہے تمام وہ جنہوں نے اس نظام کی

قرارداد کی کسی بھی سطح پر حمایت کی وہ ذمہ دار ہیں اس ظلم و بربریت کے جو طالبان اسلام اور شریعت کے نام پر اپنے ہی لوگوں پر کر رہے ہیں اگر اتنی ہی طاقت اور عدل ہے تو زرا کسی ایک امریکی یا نیٹو کے فوجی کو تو مار کر دکھاؤ اور ان کے جہازوں کو مار گراؤ۔ اور یہ کہنا کہ طالبان بے نقاب ہوگئے ہیں معذرت کے ساتھ وہ تو پردہ دار بیبیوں کی طرح اب بھی نقاب پوش بنے ٹی وی اور میڈیا پر نظر آرہے ہیں جی ہاں ان ہزاروں سال پرانی سوچ کے مالک وحشی لوگ جب قومی اسمبلی جیسے جدید ادارے کو اپنی طاقت وزعم سے متاثر کرکے اپنی مرضی کی ریگولیشن کرواسکتے ہیں تو اسلام آباد پر قبضہ چہ معنی رکھتا ہے یہ ہماری بھول ہے کہ اسلام آباد پر قبضہ کرنا اتنا آسان نہیں۔بڑا آسان ہے میرے بھائی بس طاقت ہونی چاہیے۔

تحریک انصاف کی طالبان کے بونیر میں داخلے کی مذمت کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے ۔ محاورتاً

بالآخر تحریک انصاف پنجاب نے طالبان کی جانب سے بونیر میں داخل ہونے کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ طالبان امن معاہدہ کی خود خلاف ورزی کر رہے ہیں اور ان کا دوسرے علاقوں پر قبضہ کرنے کا اعلان تشویشناک ہے (اعلان کیا وہ تو بونیر پر قبضہ کر بھی چکے ہیں میرے بھولے بادشاہوں اور اب شانگلہ پر چڑھائی کی جارہی ہے)۔ تحریک انصاف پنجاب کے رہنماؤں احسن رشید، امین زکی، راجہ جاوید مجتبٰی اور ڈاکٹر شاہد صدیق خان نے کہا کہ طالبان کی سرگرمیوں سے ملک بھر میں خوف کی فضا پیدا ہو گئی ہے اور طالبان جس علاقے میں بھی جاتے ہیں وہاں لوٹ مار کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا طالبان نے آئین کو تسلیم نہ کرنے کی بات کرکے دراصل پاکستان کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے جو غداری کے زمرے میں آتا ہے۔ (اچھا تو غداری کی سزا بھی تجویز کر دی ہوتی کہ جو آئین پاکستان سے غداری کرے اس کی سزا کیا ہے مشرف کے لیے تو سزائے موت تجویز کرتے ہیں آئین کو توڑنے کی پاداش میں اور جو آئین کو ہی نا مانے اور اسے ہی حرام یا غیر شرعی قرار دے اس کی سزا کیا ہے اللہ ہی بہتر جانے)۔

تحریک انصاف پنجاب نے بھی بالآخر طالبان کی سرگرمیوں اور پیش قدمیوں پر

تحفظات کا اظہار کر دیا ہے اور یہ جانتے ہوئے تمام سیاسی جماعتیں اب طالبان سے دوری اور تحفظات کا اظہار کرنے میں نمبر لے جانے میں مصروف ہیں کیونکہ ان سیاسی جماعتوں کو اب سمجھ میں آگیا ہے کہ طالبان کا اصل مقصد کیا ہے جو وہ شریعت کی آڑ لے کر انجام دینا چاہتے ہیں اور یہ سیاسی جماعتیں شاید اب یہ محسوس کر رہی ہیں کہ کل کلاں کو طالبان کے ہاتوں بے گناہ شہریوں پر جو ظلم و ستم ہو سکتا ہے اس کے نتیجے میں عوام میں ان سیاسی جماعتوں کا اعتبار و یقین ختم ہو جائے گا اسلیے حالات کو بگڑتے محسوس کرکے سب اب اپنے اپنے طور پر طالبان سے دوری کا اشارہ دینے میں مصروف ہیں پہلے کچھ بیانات و خیالات تھے اور اب کچھ ہیں کیا یہ ہی ہوتی ہے سیاسی سمجھ بوجھ اور سیاسی بلند نظری۔

ادھر سابق وفاقی وزیر اطلاعات شیریں رحمن صاحبہ فرماتی ہیں کہ وفاقی حکومت نے اے این پی کی خواہش پر معاہدے کو قبول کیا۔ اور کہتی ہیں کہ طالبان نے معاہدے کی پاسداری نہیں کی اس پر نظرثانی کی ضرورت ہے۔ سابق وفاقی وزیر کا کہنا تھا کہ وہ پہلے بھی امن معاہدے کے خلاف تھیں (اب تو سب یہ ہی دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہم معاہدے کے خلاف تھے تو بھائی میرے یہ قومی اسمبلی سے صرف ایک جماعت کی مخالفت کے بعد پاس کیسے ہوگیا (شرم ہم کو مگر نہیں آتی)۔

اگر اے این پی کی خواہش تھی تو اے این پی کو کہنا تھا کہ صوبائی حکومت کیونکہ آپ کی ہے اسلیے اس مسئلے کو آپ اپنے صوبے میں ہی حل کرنے کے لیے قانون سازی کریں مگر کیا کریں اے این پی نے اپنے گندے کپڑے دھونے کے لیے صوبائی اسمبلی کی جگہ قومی اسمبلی کا ہی انتخاب کیا اور کپڑے دھلوا بھی لیے

معلوم نہیں ہماری سیاسی جماعتوں میں سیاسی شعور کب پیدا ہوگا اور ہوگا کیسے سب نے ہی تو سیاست کو موروثی بنا رکھا ہے اور اپنے بھائیوں، چچوں، ماماؤں، رشتے داروں کو سیاست کے پر تعیش گل زار میں جمع کر رکھا ہے اور عوام کو جیے اور مردہ باد کے نعرے لگانے اور جہاد کے نام پر اپنی جانوں سے ہاتھ دھونے میں مصروف ہیں۔

دین میں کوئی جبر نہیں - حصہ اول

الحمد اللہ رب العالمین والعاقبت للمسلیین والصلوت والسلام علی رسولہ الکریم
اللہ سے دعا ہے کہ اللہ عزوجل اس عاجز و عاصی کو صحیح بات سمجھنے اور علی الاعلان اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ یہ ناچیز و عاجز انتہائی کم علم ہے اور اللہ سے دعا ہے کہ مجھ سمیت تمام کو علم اور اس کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دوسروں پر مفتی و مولانا بن جانے سمیت دوسرے فتوے ڈالنے جیسی باتوں سے بچا اور پھر میں ہمیشہ کی طرح یہ واضح کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اللہ میری کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور میں اپنے فہم کے مطابق دین و دنیا میں عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور جہاں مجھے یہ احساس ہو جائے کہ میں غلطی پر ہوں تو اللہ سے معافی کا فورا طلب گار ہوتا ہوں۔ اور میں کسی آیت کو پیش کرکے یہ ہرگز جرات نہیں کر سکتا کہ میں یہ کہنے کی کوشش کروں کہ زیر مثال آیت کا صحیح مفہوم یہ ہے جو میں نے سمجھا اور جو دوسروں نے سمجھا وہ غلط سمجھا اللہ مجھے صحیح سمجھ عطا فرمائے اور مجھے شر انگیز فتنہ انگیزی اور فتوی دینے (اپنی اوقات و حیثیت سے تجاوز جس کا مجھے اختیار نہیں کہ میں نا تو کوئی مفتی ہوں اور نا کوئی عالم) سے محفوظ فرمائے

اور ہمیں اور ہمارے دوستوں کو جو غلط فہمیاں ہو جاتیں ہیں اللہ ان سے ہم سب کو محفوظ فرمائے۔

سب سے پہلے تو یہ بات واضع ہو جانی چاہیے کہ ہم اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اگر ایمان رکھتے ہیں تو کیا ہمارا ایمان کسی خاص شخص، بزرگ، شیخ، مفتی، مفسر یا دوسرے قابل احترام حضرات کی وجہ سے موجود و مقصود ہے یا ہم اللہ عزوجل کی توفیق و رضا سے پیدائشی مسلمان ہونے کے بعد اپنے اپنے فہم اور اپنی رضا و منشا سے اسلام کی زریں اصولوں (جتنے بھی اب تک ہمارے دل و دماغ میں آسکے اور جتنے آئیں گے انشا اللہ) کو سمجھتے یا ان پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر آئیڈیل صورتحال دیکھ لی جائے تو بھائیوں اللہ اور اس کے رسول کے چند اہم ترین احکامات میں سے ہے نماز، جسکے لیے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت تاکید فرمائی ہے اور اس کے نا ادا کرنے والے کے لیے قیامت وآخرت میں سخت سزا کی وعیدیں فرمائیں ہیں تو کیا اس صورت کے باوجود کے اللہ اور اسکے رسول کے کسی ایک حکم کو بھی نا ماننے کا مطلب کفر ہے تو کیا پھر بھی ہم اور آپ یا کسی کو بھی اللہ نے اس بات کا اختیار دیا ہے کہ وہ اس طرح کے فتوی لگاتا پھرے۔ کیا ہم میں سے کسی کی یہ مجال، جرات و اختیار ہے کہ کسی ایک بھی شخص جس کے متعلق ہمیں یقین کامل ہو کہ وہ نماز نہیں پڑھتا کیا کسی بھی مذہبی لیڈر، کسی بھی مفتی اور

کسی بھی صاحب علم حضرت کی یہ مجال و اختیار ہے کہ کسی نماز نا پڑھنے والے شخص کے لیے کفر کا فتوی جاری فرما دے اور یہ کہہ دے کہ وہ فلاں شخص جو نماز نہیں پڑھتا وہ مطلقاً کافر ہے اور اس کا نکاح فسق اور اس کی نماز جنازہ بھی جائز نہیں ہے۔

میری بات کا اعلان سن لیں "میں اگر اپنی فہم و دانست اور سوچ کے مطابق کوئی بات اگر کرتا یا لکھتا ہوں اور وہ بھائی کو کسی ایک یا ایک سے زیادہ وجوہات کی بنا پر سمجھ میں نہیں آتی یا اچھی نہیں لگتی تو میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں کوئی مفتی یا کوئی مولانا یا کوئی مفسر یا کوئی محدث ہوں۔ اور اس طرح ظاہر ہے کہ کسی پر کسی بھی قسم کا فتوی جاری کرنے کے بارے میں سوچنے کا بھی حقدار نہیں ہوں اور میں آپ بھائیوں سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ دوسروں پر اس طرح کا فتوی دینے کا اختیار (اگر آپ بھی کوئی مفتی نہیں ہیں) تو آپ کو بھی نہیں ہے جیسے ہمارے کچھ بھائی فرماتے ہیں

آج کل ہمارے معاشرے میں ہر فرد بزعم خود مفتی و مولانا بن جاتا ہے اور اسلامی " احکامات کی من مانی تفسیر و تعبیر کرنا شروع کر دیتا ہے۔ بالخصوص جب کسی کو اسلامی احکامات کی پابندی کا کہا جائے تو وہ فوراً کہہ دے گا کہ جناب دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ ایسا کہنے والے دراصل اپنی کم علمی کا ثبوت

" دیتے ہیں۔ کیوں کہ اس آیت کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے جو یہ لوگ سمجھتے ہیں۔

اب دیکھ لیں صاحب تحریر نے اپنے ہی ایک فتوی میں آج کل کے معاشرے میں ہر فرد کو گھسیٹ لیا، میرے بھائی اکثر حضرات تو خود بیزار ہیں اس فتنہ انگیزی نما فتووں سے،

اب یہ کسی صاحب کا ایک فتوی نہیں تو اور کیا نام دیا جائے اس بات کو۔

اپنے اگلے کالم میں مزید کچھ اللہ کی توفیق سے لکھنے کی کوشش کروں گا اگر زندگی نے وفا کی

انشا اللہ

دین میں کوئی جبر نہیں - حصہ دوم

دین میں کوئی جبر نہیں - آسان قرآنی ترجمہ کی روشنی میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

قرآن میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں

الغاشیہ (22-27) " پس بکثرت نصیحت کر، تو محض ایک بار بار نصیحت کرنے والا ہے، تو ان پر داروغہ نہیں، ہاں وہ جو پیٹھ پھیر جائے اور انکار کردے تو اسے اللہ سب سے بڑا عذاب دے گا، یقیناً ہماری طرف ہی ان کا لوٹنا ہے، پھر یقیناً ہم پر ہی ان کا حساب ہے"

کیا نظر آتا ہے ایک عام مسلمان کو اوپر والی آیات سے کیا یہ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو کوئی ذمہ داری ہے داروغہ بننے کی کہ جو پیٹھ پھیرے یعنی تیری بات نا مانے اور انکار کرے (تیرے کہے سے) تو آپ ان کو پکڑ کر سزا دیں کیا ایسا کچھ بظاہر نظر آتا ہے ان آیات میں اور اللہ عزوجل کا

ارشاد بھی دیکھ لیں کہ ہم (اللہ عزوجل) ہی اسے عذاب دیں گے اور ہماری ہی طرف لوٹنا ہے پھر ہم ہی ان کا حساب لے لیں گے۔ (مفسرین و عالم کیا کہتے ہیں ان آیات کی بیچ وہ بھی یقیناً صحیح کہیں گے مگر مجھے اللہ کے حضور جب کھڑا کرکے پوچھا جائے گا اللہ کے احکامات کے متعلق اور اچھے اور برے کے متعلق تو میرے فہم اور میرے اعمال ذمہ دار ہوں گے اور اس وقت میں یہ نہیں کہہ سکوں گا کہ فلاں مفسر صاحب کی تفسیر میں تو میں نے یہ پایا اور اس پر عمل کیا۔ تو کیا اس کا مطلب یہ نا ہوجائے گا کہ اے اللہ تو نے معاذ اللہ و نعوذ باللہ) اتنا مشکل کلام اتارا کہ میری کیا مجال تھی کہ میں اسے پڑھ اور) سمجھ سکتا (جبکہ قرآن میں اللہ عزوجل نے ایک سورت میں تکرار کی ہے اس بات کی کہ ہم نے یہ قرآن اتارا اور سمجھنے کے لیے آسان کر دیا تو کوئی ہے جو اس کو سمجھے (اللہ کمی بیشی معاف فرمائے) لہٰذا ہم کہیں کہ نہیں میں تو اسے نہیں سمجھ سکتا تھا اور میں نے علما اور مفسرین کی کتابوں سے مدد لی اور یہ سمجھا اور وہ سمجھا تو کیا اللہ عزوجل ہمارے جوابات کی درستگی کے لیے ان فلاں فلاں مفسر صاحب کو تکلیف دیں گے کہ آپ نے یہ (کیوں لکھا تھا اپنی تفسیر میں یا وہ کیوں لکھا تھا

سورت التغابن (13) " اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم "منہ موڑ لو تو ہمارے رسول پر محض پیغام کا صاف صاف پہنچا دینا ہے

تو بھائی اوپر اللہ ارشاد فرماتے ہیں اللہ و رسول کی اطاعت کرو ورنہ منہ موڑ لو تو ہمارے رسول پر محض پیغام کا صاف صاف پہنچا دینا ہے (یعنی ہر احکام کے نا کرو کے کے ذمہ دار رسول کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں) تو کیا اس آیت قرآنی سے یہ بات ثابت ہو سکتی ہے کہ رسول پر تو ذمہ داری نہیں اطاعت کروانے کی ہاں کوئی مفتی یا کوئی صوفی چودہ سو سال بعد آئے گا اور وہ خدائی فوجدار ہوگا اللہ کے احکامات کو بزور نافذ کروانے کا (معاذ اللہ) اللہ مجھے اور آپ کو صحیح فہم عطا فرمائے۔

سورہ المائدہ: (93) " اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور بچتے رہو۔ "اور اگر تم پیٹھ پھیر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف واضح پیغام پہنچانا ہے

سورہ ق (46) " ہم اسے سب سے زیادہ جانتے ہیں جو وہ کہتے ہیں اور تو ان پر زبردستی اصلاح کرنے والا نگران نہیں ہے پس قرآن کے ذریعہ اسے نصیحت کرتا چلا جا جو میری تنبیہ سے ڈرتا ہے"

اللہ اکبر کتنا صاف صاف اللہ اپنی آیات میں بتا رہے ہیں ہم جانتے ہیں جو وہ

کہتے ہیں اور (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے) آپ ان پر زبردستی اصلاح کرنے والے نگران ہیں ہیں (تو کیا صوفی یا کوئی مفتی یا کوئی مفسر یا کوئی اور نگران ہے اللہ کے علاوہ) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا نصیحت کرتا چلا جا جو میری تنبیہ سے ڈرا ہے۔ سبحان اللہ میرے رب کی شان کیسا اپنی آیات کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور ہم ہیں کہ صاف صاف آیات کو بھی خود سے سمجھنے کے لیے آمادہ نہیں اور مفتی اور مفسرین پر سارا بوجھ ڈال دیتے ہیں اگر ایسا ہی تھا تو اللہ عام مسلمان بلکہ کافر کو بھی مخاطب نا کرتا اپنے کلام میں اور مفسرین و محدثین اور علماء کو خطاب کرتا کہ میری مخلوق کو یہ حکم سمجھا دو اور وہ سمجھا دو ارے بھائی کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ بے شک بہت سی چیزیں اگر ہمارے فہم و فراست و عقل و دانش کی حدود و قیود سے باہر ہوں تو بالحق رجوع کرو علما و مفسرین سے مگر کیا صاف صاف احکامات بھی ہمارے سمجھنے کے لیے نہیں ہیں جس کا اللہ دعوی کرتا ہے قرآن میں کہ ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان بنا دیا تو ہے کوئی جو سمجھے۔ اللہ ہمیں عقل سلیم عطا فرمائے آمین

سورہ شوریٰ (49-48) " اپنے رب کے فرمان پر لبیک کہو پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے جس کا ٹلنا اللہ کی طرف سے کسی صورت ممکن نہ ہوگا۔ تمہارے لئے اس دن کوئی پناہ نہیں ہے اور تمہارے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہو گی۔ پس اگر

وہ منہ پھیر لیں تو ہم نے تجھے ان پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔ تجھ پر پیغام پہنچانے کے سوا اور کچھ فرض نہیں اور یقیناً جب ہم اپنی طرف سے انسان کو کوئی رحمت چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہو جاتا ہے اور اگر انہیں خود اپنے ہاتھوں کی بھیجی ہوئی کوئی برائی پہنچی ہے تو یقیناً انسان سخت ناشکرا ثابت ہوتا ہے۔

کیا کہہ دیا اللہ نے زرا کان کھول کر سن لو ان آیات میں اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں اگر وہ (نافرمان) تجھ سے منہ پھیر لیں (تیری نا مانیں) تو ہم (اللہ) نے تجھے (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پاسبان یا حفیظ بنا کر نہیں بھیجا تجھ پر پیغام پہنچانے کے سوا اور کچھ فرض نہیں (یہ نہیں کہ تمام احکامات بزور طاقت ٹھونس ہی آؤ) تو کیا کسی صوفی محمد کے لیے کوئی دروازہ کھلا رہ گیا ہے پاسبانی کے شوق کا

مندرجہ بالا آیات قرآنی کی لفظ بالفظ ترجمہ کی کوشش کو پیش نظر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور محترم علما و مفسرین کرام کے فہم وفراست کی مدد فی الحال نہیں لی گئی ہے ہاں میں نے اپنے فہم و علم کے مطابق جو مجھے آیات قرآنی میں واضح نظر آیا اس کو اپنے الفاظ میں پیش کرنے کی جسارت کی ہے کہیں

اسے فتویٰ یا کوئی ایسی بات نہیں سمجھ لیجیے گا کہ میں آپ یا کسی کے دماغ میں کوئی بات ٹھونسنے کی کوشش کر رہا ہوں قرآن کی آیات واضح ہیں اور ہر شخص کے شعور و فہم کو دعوت فکر دیتیں ہیں۔ اور میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ حالانکہ اوپر دی گئی تمام آیات قرآنی میں واضح زکر موجود ہے مگر بہت سے مفسرین کرام کی رائے و تفسیر اوپر بیان کی جانے والی آیات قرآنی کے لیے مختلف و منفرد ہو سکتیں ہیں۔

علمائے حق و محترم و معتبر مفسرین کرام اور اکابرین ہماری سر آنکھوں پر اور ان کی خدمات اور کاوشیں بلاشبہ ناقابل تردید ہیں اور دین اور مسلمانوں کے لیے علمی خزانہ لیے ہوئے ہیں اگر میں کسی ایک یا زائد مفسرین کی رائے سے کچھ تھوڑا سا (علمی) اختلاف رکھتا ہوں تو بھائی میرے مجھے کیا یہ حق بھی حاصل نہیں جبکہ آخرت میں حساب تو مجھے دینا ہے اپنے معاملات و اعمال کا یا میرے لیے کوئی میرے پسندیدہ مفسر یا عالم حضرت آکر میرا حساب کتاب دیں گے۔

دین میں کوئی جبر نہیں - چند باتیں

ہمارے ایک محترم بھائی کی تحریر پڑھی جس میں " دین میں کوئی جبر نہیں " سے متعلق کچھ خیالات کا اظہار کیا گیا اور اس کے پیش نظر بڑے بڑے علما کے مقالات و تفاسیر پیش کرنے کی گئیں۔

ایک بات تو واضع ہے کہ اگر ہماری کسی معاملے و مسئلے پر ایک ہو، چاہے قرآنی آیات کے متعلق ہی تو کیا اس کے جواب میں یہ خود ساختہ مفتیوں کو یہ فتویٰ دینا مناسب ہو گا کہ کہ آج کل معاشرے میں ہر فرد بزعم خود مفتی و مولانا بن جاتا ہے اگر ایسا ہے تو بھائی لوگوں کا یہ فتویٰ دوسروں کے لیے دینا کیا معنی رکھتا ہے

دوسرے یہ بھائی اگر میں کوئی دینی حکم پر عمل نہیں کر رہا تو کیا جبراً کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ میں بالفرض اگر نماز نہیں پڑھ رہا تو مجھے نماز پڑھا سکے یا مجھے جبراً حج کروا سکے یا مجھے جبراً داڑھی رکھوا سکے یا میرے پائنچے ٹخنوں سے اونچے رکھوا سکے۔ نہیں میرے بھائی ایسا کرنا (میری ناقص رائے و معلومات و کم علمی جو بھی آپ کو مناسب معلوم ہو کہہ لیں) یا یہ کہنا دین

اسلام میں نا تو مقصود ہے اور نا مقبول جب ہر شخص کو اچھے اور برے راستے کا بتا دیا گیا ہے تو ہر شخص اپنے کیے کا خود ذمہ دار ہے اور اس کا جواب آخرت میں اسے دینا پڑے گا دنیا میں کوئی ایسا فورم اور کوئی ایسا پلیٹ فارم یا کوئی ایسی عدالت نہیں جو یہ فیصلہ اور حکم نافذ کرسکے کہ فلاں نے نماز نہیں پڑھی تو اس کی یہ سزا ہے اور اس نے حج نہیں کیا تو اس کی یہ سزا ہے (دل پر ہاتھ رکھ کر اور حق کی بات کہیں کیا ایسا ممکن اور مقصود ہے (دین اسلام میں

تفسیر ابن کثیر کا، مولانا مودوودی صاحب کا اور امام احمد رضا خان بریلوی صاحب کا زکر کیا گیا اور "دین میں کوئی جبر نہیں کی" تشریح پیش کرنے کی کوشش کی گئ جو میری ناقص رائے میں (جو ہو سکتا ہے غلط بھی ہو) اس اہم ترین بات "یعنی دین میں کوئی جبر نہیں" کو اتنے معمولی انداز سے ان مفسرین نے بیان نہیں فرمایا ہوگا (کہ ایک لائن یا دو لائنوں میں مفہوم پیش کر دیا گیا ہو) بلکہ اس پر کئی کئی لائنیں اور ہو سکتا ہے کئی پیراگراف پیش کئے ہوں اور ان میں سے اپنے مطلب کی چند لائنیں اٹھا لینا کسی کے لیے بھی بڑا آسان ہے میں محترم شخصیات کے رائے و تفسیر پر کچھ کہنے سے پہلے ان شخصیات کے بیانات کا مطالعہ کرنا پسند کروں گا اور پھر کوئی مناسب نقطہ نظر اختیار کرنا میرے لیے حق ہوگا۔

اور روشن خیالی کے ناطے ہمیں دنیاوی مثالیں دیں گئیں (ظاہر ہے دنیا کی زیادہ سمجھ ہے ہمیں اسلیے روشن خیال ہونے کے ناطے مثالیں بھی دنیاوی ہی دینی پڑتیں ہیں کیونکہ سمجھنے اور سمجھانے والے دونوں کو اسی میں آسانی محسوس ہوتی ہے)۔

بھائی فرماتے ہیں ۔۔۔اسی طرح اللہ کا قانون ہے اگر کوئی فرد مسلمان ہے تو اس پر دین کے احکامات کی پابندی کرنا لازم ہوگی۔اگر وہ اسلامی احکامات کی پابندی نہیں کرتا اور کوئی اسلامی حکومت (کونسی اسلامی حکومت مثلاً) ہو تو وہ اس فرد کو سزا بھی دے گی۔

اچھا فرض کریں دنیا میں فی الوقت سعودی عربیہ میں اسلامی حکومت ہے (اگر کوئی مانے تو) تو وہاں اگر کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا تو میرے بھائی زرا میری معلومات میں اضافہ تو کریں کہ کیا اسلامی سزا ہے اس بارے میں یا اسلام خاموش ہے اس بارے میں

فرض کریں

اچھا اگر کوئی مسلمان نماز نا پڑھے تو دنیا میں کیا اسلامی سزا نافذ ہونی چاہیے اس مسلمان پر۔

اچھا اگر کوئی مسلمان زکوات نہیں دیتا تو دنیا میں کیا اسلامی سزا نافذ ہونی چاہیے اس مسلمان پر

اچھا اگر کوئی مسلمان روزہ نہیں رکھتا تو دنیا میں کیا اسلامی سزا نافذ

ہونی چاہیے اس مسلمان پر

پاکستان میں روزہ خوری کرنا اور وہ بھی پبلک مقامات پر اس کی سزا ہے تعزیرات میں) (غالباً

اچھا اگر کوئی مسلمان حج نہیں کرتا تو دنیا میں کیا اسلامی سزا نافذ ہونی چاہیے اس مسلمان پر۔

اچھا کوئی مسلمان جھوٹ بولتا ہے، سود کھاتا ہے، سود کھلاتا ہے، یتیم کا مال ناحق کھاجاتا ہے، مکر کرتا ہے فریب کرتا ہے، دھوکہ دیتا ہے غرض اس طرح کے کئی ایسے کام کرتا ہے جس سے اللہ نے اور رسول اللہ نے منع فرمایا ہے تو میرے بھائی زرا مجھے تو دنیا میں کیا اسلامی سزائیں نافذ ہونی چاہیے اس مسلمان پر (حاکم وقت کی طرف سے جو کہ اگر فرض کرلیں اسلامی بھی ہو) زرا بیان کردیں۔

حق کہا کہ منکرین زکوت کا معاملہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں پیش آیا اور جیسے کہ آپ نے کہا ویسا ہی معاملہ ہوا مگر اس سے کیا یہ بات شریعت بن گئی ہے کہ اب اگر کوئی زکوۃ نا دے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا عمل کیا جانا چاہیے یا کیا جائے گا اور اگر ایسا ہے تو اس کو ثابت کریں۔ پھر اس سے حضرت عمر رضی للہ تعالیٰ عنہ والے معاملے میں ان کے کرتے کے کپڑے زیادہ ہوجانے والے واقعہ کو بھی تو نظر میں رکھتے ہوئے

موجود دنیا بھر کے تمام مسلمان حکمرانوں کے لیے کچھ تجویز کردیں۔ اور پھر کئی مثالیں اور بھی ہیں۔

بھائی نے کہا اسلام کہتا ہے (میری ناقص رائے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا) کہ سات سال کی عمر سے بچے کو نماز پڑھنے کی ترغیب دو اور دس سال کے بعد بھی اگر بچہ نماز نہ پڑھے تو اس پر سختی کرو اور اسکی پٹائی کرکے بھی اس کو نماز کا پابند بناؤ۔ بھائی ذرا روشن خیالوں کو ایک طرف رکھ کر غور فرمائیں کہ اس طرح کی سختی وتربیت سات سال اور پھر دس سال تک کے لیے ہی کیوں بیان کی گئی تھی (اللہ میری کم علمی کو معاف فرمائے) یہ کب کہا گیا کہ جب وہ بالغ اور باشعور ہو جائے تو اس کو ڈنڈے اور درے لگاؤ یا فلاں فلاں سختی یا سزا دو نماز نا پڑھنے پر، اس سے کیا ثابت ہوا کیا یہ نہیں کہ جب تک انسان باشعور نا ہو جائے اس وقت تک اس کو تربیت دو مگر باشعور اور ہوشمند ہونے کے بعد سختی نا شریعت میں مقصود ہے نا مقبول کیونکہ باشعور اور ہوشمند ہونے کے بعد تو انسان کا امتحان اور اس کی آزمائشیں شروع ہو جاتی ہیں۔

پھر روشن خیالی کی پہلے تردید ومذمت کرنے والے روشن خیال ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے دنیاوی مثالیں اپنی مرضی کی خوب ڈھونڈ ڈھانڈ کر نکال لیتے ہیں کہ

اسکول جانے والا بچہ اور پسند کی شادی کرنے والے وغیرہ وغرہ۔

معذرت اور ادب کے ساتھ پیش خدمت ہے کہ شرع میں اس بات اجازت ہے کہ ولی کی اجازت بھی لازمی نہیں ہے۔ اگر لڑکا لڑکی باشعور ہوشمند اور بالغ ہوں تو بغیر کسی خطبہ نکاح کے بغیر گواہوں اور بغیر ولی کی رضامندی و موجودگی کے بھی صرف ایجاب و قبول کی بنیاد پر بھی مسلمان مرد اور مسلمان عورت نکاح کے پاک بندھن میں بندھ جاتے ہیں (لیکن اس سے یہ مطلب نہیں کہ ایسا ہی کرنا چاہیے اور یہی مقبول و معقول و مقصود و معروف ہو بلکہ یہ ایک تمثیل ہے کہ کتنی وسعت ہے ہمارے مذہب میں جو ہو سکتا ہے ہمارے تنگ نظر و خیالات رکھنے والوں کو روشن خیالی لگے مگر حقیقت تو یہی ہے اللہ میری کمی و بیشی و کم علمی معاف فرمائے اور مجھے علم و عمل کا نور عطا فرمائے)

آمین) آپ چاہیں تو کسی روشن خیال عالم سے اس بات کی تصدیق کرلیں مگر یاد رکھیں کسی روشن خیال سے ہی کیجیے گا ورگرنہ کسی سکہ بند سے کرلی تو وہ شاید نا مانے کیونکہ وہ اسلام کو مقید رکھتا ہے صدیوں پہلے والے حالات و واقعات میں (حالانکہ سواری کے لیے سنت طریقے گھوڑا، اونٹ، خچر، گدھا چھوڑ کر سائیکل، موٹر سائیکل، کار اور دوسری سواریوں کو بھی مقید نہیں رکھتا بلکہ اس معاملے میں روشن خیال اور زمانے کے ساتھ ہم رکاب ہے اسی طرح لڑنے کے لیے روائتی اور سنت ہتھیار جیسے تلوار، نیزے، تیر کمان وغیرہ چھوڑ کر روشن خیالی کے گھوڑے پر سوار

دنیاوی جدید اسلحہ کو استعمال کرنے کا مکمل حامی ہے اسی طرح روپے پیسہ کے لین دین میں پرانے طریقے چھوڑ چھاڑ کر پاکستانی روپے، ریال، ڈالر اور پاؤنڈ کی بات کرتا ہے)

یہ سب سکہ بند مولوی کی بات کی ہے میں نے وگرنہ علمائے حق ورشد ہمارے سر آنکھوں پر اور وہ حق کی روشنی لیے ہوئے روشن خیال بھی ہیں ضروری نہیں جو مشرف نے روشن خیال کہا وہی روشن خیالی کی تعبیر و تفسیر آپ لیے بیٹھے رہیں۔

اللہ مجھے حق بات کہنے حق بات سمجھنے اور حق بات پر عمل کرنے والا بنائے آمین یا رب العالمین

اپنی مرضی سے کسی چیز کی حمایت و مخالفت سراسر گمراہی ہے اس میں اگر میں بھی مبتلا ہوں تو میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں اور وہ معاف کرنے والا غفور و رحیم ہے وگرنہ اگر معافی دنیا کے تنگ نظر و روشن خیال لوگوں کی صوابدید پر چھوڑ دی جاتی تو پتہ نہیں کیا حشر کرتے اس دنیا کا۔

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے
بالآخر اپنی بے تکی اور بے سروپا گراسی گراؤنڈ میں کی گئی تقریر یا خطاب کی لفاظیت صوفی صاحب کے گلے پڑ ہی گئی اور وہ حضرات اور گروہ جو ان کی حمایت میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے تھے اور نام نہاد نظام عدل کی حمایت میں سر کردہ تھے اچانک جیسے مانو ہوش میں ہی آ گئے اور پھر ہمارے سیاستدانوں کا روائتی اپنی بات سے پھرنا اور وہ بھی پھرتی کے ساتھ شروع ہوا جو اب تک جاری ہے اور ایک کے بعد ایک سیاستدان جس تیزی سے پینترہ بدل رہا ہے اس سے بقول شخصے گرگٹ بھی حیران ہے کہ کیا یہ انسان ہیں۔
اے ایمان والوں ایسی باتیں کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں تو اس کی تشریح پر ہم سب کو سچے دل سے (مجھ گناہ گار سمیت) اپنے اپنے طور پر اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے سوچنا چاہیے (کسی فتویٰ سے پرہیز کیجیے گا)۔
اب صوفی صاحب کے حکم سے بونیر خالی کیا جا رہا ہے (بظاہر) اور دیکھیں آنے

والے دنوں میں کیا نئے ایڈونچرز کیے جاتے ہیں نام نہاد نظام عدل کے نام پر۔ صوفی صاحب کی معصومیت پر زرا غور تو کریں فرماتے ہیں بونیر کے رہائشی ہم سے درخواستیں کر رہے ہیں یہاں ٹھرے رہنے کی مگر حیران ہوں کہ حکومت کیوں علاقے چھوڑنے یا خالی کرنے کے لیے کہہ رہی ہے۔ تحریک نفاذ شریعہ محمدی کے ترجمان امیر عزت خان اور کمانڈر مفتی آفتاب الزام لگا رہے ہیں کہ میڈیا معاملے کو خوامخواہ اچھال رہا ہے تاکہ ملٹری ایکشن ان (معصوم عسکریت پسندوں) پر لیا جائے حکومت کی طرف سے۔ مزید فرماتے ہیں کہ ہمارا مقصد یہاں (بونیر) میں آنا لوگوں کے لیے مشکلات پیدا کرنے کے لیے نہیں تھا بلکہ ہم تو تبلیغ کے لیے آئے تھے۔ اس سے پہلے طالبان نے انکار کر دیا تھا ان لوگوں کو معاف کرنے سے جنہوں نے انکی بونیر آمد سے پہلے اور دوران طالبان کے خلاف لشکر تشکیل دیا تھا۔

دوسری طرف امریکی سیکریٹری آف اسٹیٹ فرماتی ہیں کہ امریکہ نے طالبان کو پیدا کیا اور پاکستان کو آکیلا چھوڑ دیاگیا (اب انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائیں کہ لوگ بڑے دعوے کرتے ہیں کہ فلاں کو فلاں نے بنایا اس لیے اور اسلیے) اب جس کو امریکہ جیسا عیار و شاطر ملک بنائے جہاں کافی یا چائے بھی مفت کی نہیں پلائی جاتی اپنے دوستوں تک کو تو وہ کیسے پال اور پوس رہے تھے ان طالبان کو، کیا اسلیے تو نہیں کہ ان سے کوئی کام لیے جائیں جو کہ شائد

لے لیے گئے اور شاید اب تک لیے جا رہے ہیں

زیادہ عمر سے پریشان مت ہویئے

بہت سے بڑی عمر کے لوگوں سے دریافت کیا جائے کہ کیا ہو رہا ہے تو بڑے افسردہ لہجے میں فرماتے ہیں کہ بس بھائی کیا ہو گا ریٹائرڈ ہو گئے ہیں آرام ہو رہا ہے۔ ان تمام لوگوں کے لیے جو کچھ بڑی عمر کے ہو گئے ہیں کیا کوئی کام نہیں ہے کیوں نہیں ہے کوشش کریں اور اپنی صحت و حالت کو دیکھ کر کچھ نا کچھ کرنے کی کوشش کریں۔
جیسے نیچے بیان کیے گئے افراد کے بارے میں بتاتا ہوں کہ کتنی عمر میں کیا کر گئے

۱۔ مصور موسس سو سال کی عمر تک پینٹنگ کرتی رہیں۔

۲ لارڈ برٹرینڈ رسل 94 سال کی عمر تک عالمی امن کی تحریک میں انتہائی سرگرم رہے۔

۳۔ ایمن ڈی ولیدا91 سال کی عمر میں آئرلینڈ کے صدر بنے۔

۴۔ جارج برنارڈشاہ نے 93 سال کی عمر میں اپنا مشہور ترین ڈرامہ Farfetched Fables لکھا۔

۵۔ پابلو پکاسو (Pabloo Picasso) عمر عزیز کے 90 سال تک تصویریں بناتا رہا۔
۶۔ ایڈیناور صاحب 88 سال کی عمر میں جرمنی کے صدر تھے۔
۷۔ سمرسٹ ماہم نے اپنی مشہور زمانہ کتاب Points of View معلوم ہے کس عمر میں تصنیف کی جی ہاں 84 کی عمر میں۔
۸۔ گوئٹے نے 81 سال کی عمر میں "فائوسٹ" مکمل کی تھی۔
۹۔ 80 سال کی عمر میں مشہور اداکار جارج برنس نے اکیڈمی ایوارڈ حاصل کیا تھا۔

اور ایک ہم ہیں اپنے ساٹھ سال سے زیادہ عمر کے شہریوں کو سٹھیا گیا اور چکرا گیا کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر اللہ نے آپ کو ساٹھ سال سے زیادہ عمر دے بھی دی ہے تو کوئی بات نہیں کام کرتے رہیں اللہ کو یاد بھی کرتے رہیں اور دین و دنیا دونوں میں محنت کرتے رہیں۔ گھبرائیں مت ہو سکتا ہے آپ بھی کوئی ایسا کام کر جائیں جو ہزاروں لاکھوں جوان اور ناجوان نہ کر سکیں۔

خوش رہیں اور خوش رکھیں

اللہ ہمیں ہدایت نصیب فرمائے آمین

حکومتی ناکامی پر پاکستانی ایٹمی اثاثے ہمارے پاس ہونگے ، امریکی بیان

ایک خبر کے مطابق امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن نے کہا ہے کہ فی الحال پاکستان کے ایٹمی اثاثے محفوظ ہیں۔ حکومتی ناکامی پر پاکستانی ایٹمی اثاثے ہمارے پاس ہونگے،

امریکہ

امریکی ٹی وی کو انٹرویو میں ہلیری کلنٹن نے کہا کہ امریکا کو یقین ہے کہ ابھی پاکستان کے ایٹمی اثاثے باحفاظت ہیں لیکن موجودہ صورت حال میں طالبان کی بڑھتی ہوئی قوت کے باعث یہ غیر محفوظ ہو سکتے ہیں۔

ان کا کہنا تھا کہ امریکا نے پاکستانی حکومت اور فوج سے اس حوالے سے اپنی تشویش کا اظہار کردیا ہے۔ اگر حکومت طالبان کی پیش قدمی روکنے اور انھیں شکست دینے میں ناکام ہو گئی تو پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کی چابی ان کے پاس ہو گی۔

کان صاف کرکے اور آنکھیں کھول کر دیکھ اور سن لو کہ کیا ہونے جارہا ہے۔

اب بات سمجھ میں آئی بھولے بادشاہوں کو کہ نام نہاد شریعت، نام نہاد عدلیہ کی آزادی، نام نہاد میڈیا کی آزادی اور نام نہاد سول سوسائٹی، این جی اوز اور انکی تسلی کے بعد ان این جی اوز کے زریعے پاکستانی اداروں کو امداد یا بھیک یا قرض جو آپکے ضمیر، ذہن، دل و دماغ اور غیرت کے ترازو میں فٹ ہو جائے۔

پہلے پرویز مشرف کو مار مار کر کتا بنا دیا سمجھ رہے تھے کہ پاکستان میں جمہوریت جیت گئی۔ پھر ایک فرد جو کہ حقیقی معنوں میں اکثریت کی رائے میں (عدلیہ میں ثابت نا ہو سکا) گناہ گار اور مسٹر ٹین پرسنٹ تھا اس کو ملک کا صدر مملکت بنا بیٹھ کر سمجھ رہے تھے کہ ملک میں جمہوریت آ گئی۔

پھر ایک ایسے چیف جسٹس کے پیچھے پورے پاکستان کو لگا دیا جو کہ اپنے اوپر لگائے ہوئے ایک بھی الزام کا دفاع نہیں کر سکا یا نہیں کرنا چاہا جو سمجھ لیں اس کو چیف جسٹس بنا بیٹھے اور سمجھے کہ اب سوموٹو ایکشن لے لے کر وہ کرپٹ اور بدمعاش اور ناہنجار ٹائپ کے لوگوں کو ٹھکانے لگا دے گا وہ بیٹھا ہے اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پاکستانی کی عدلیہ، پارلیمنٹ، اسمبلیوں، جمہوریت اور آئین کو نا صرف غیر شرعی قرار دیا جا چکا ہے بلکہ حرام بھی کہا جا رہا ہے مگر توبہ کیجیے جو کسی کو شرم آ رہی ہو اپنی اپنی

کرسیوں سے چپٹے بیٹھے ہیں اور صبح عدالتوں اور دفتروں میں آتے اور شام ڈھلے چلے جاتے ہیں مجال ہے جو کسی کو شرم آئی ہو کہ کسی کی مجال کیسے ہوئی آئین کے مطابق عمل کرتے اداروں کو غیر شرعی اور حرام قرار دے دے مگر بھائی جب طاقت اور حقیقی طاقت دوسرے کے پاس نظر آتی ہے تو غیرت کا تقاضہ یہی ہوتا ہے کہ خاموش ہو جایا جائے۔

اچھا ملک میں عدلیہ بحال ہو گئی لیکن بہت سے لوگوں کو یہ کہانی اور قصہ لگتا ہے وہ کہتے ہیں کہ بس ہم تو عدلیہ ایسے ہی آزاد چاہتے تھے جیسی ہو گئی ہے چلیں جی راوی چین ہی چین لکھ رہا ہے۔

ملک میں مسنگ پرسن مسنگ ہی ہیں کوئی بات نہیں عدلیہ تو بحال ہے نا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب پہلے بھی نظر بند تھے تو پہلے کیونکہ آمریت کے دور میں نظر بند تھے اسلیے نامنظور تھا اب کیونکہ جمہوریت کے دور میں نظر بند ہیں اسلیے کوئی بات نہیں جی نظر بند ہی رکھیں۔

اور اب امریکی بیان زرا آنکھیں کھول کر اور اپنی آنکھوں سے تعصب اور لسانیت اور غرض کے پردے ہٹا کر پڑھ لیں جو جتنا غیرت مند ہو گا اس کو اتنی ہی تکلیف زیادہ ہو گی اور رہ گئے کچھ لوگ وہ اس میں بھی یوں اور ووں، کیونکہ

اور چنانچہ، اگر مگر، اسلیے وسلیے ، حالانکہ، اگرچہ ٹائپ کی چیزیں ہی استعمال کرتے رہ جائیں گے۔

اب سمجھ میں آیا نام نہاد شریعت لانے کے دعوے دار طالبان کو لانے کا کیا مقصد ہے، یہ کہ دکھا دیں کہ پاکستان ایک ایسا غیر ذمہ دار ملک ہے کہ اپنے دارالحکومت اور اپنے شہروں پر ہی اس کی کوئی حکومت عمل داری جسے رٹ کہتے ہیں نہیں چلتی اسلیے امریکہ اور اسکے اتحادیوں کو پاکستان کی مدد کے لیے بھیجا گیا ہے اور کون آئے گا آپکی حمایت اور مدد کے لیے جو افغانستان، عراق، مشرقی تیمور، فلسطین میں غرض جہاں جہاں مسلمانوں نام کی حد تک ہی سہی) پر تاریخ کا بدترین حشر نشر کر دیا گیا اور مختلف جھوٹے الزامات لگا کر جن کو ثابت کرنے کے لیے نا کسی نے زور دیا اور نا کسی نے ضرورت محسوس کی اور پھر بعد میں کہ دیا گیا کہ غلطی ہو گئ تھی، تو کون آیا مدد کو کسی تو چھوڑے دنیا میں کتنے اسلامی ممالک ہیں جن میں سے کئ تو بڑے طاقتور (مالی لحاظ سے بس اس سے زیادہ ان کی کوئی اوقات نہیں ہے مغربی دنیا کی نظر میں) اور بڑے بڑے مشہور و معروف ہیں مگر ان کو اپنی فکر ہے وہ آپکی اور ہماری مدد کے لیے کیونکر آئیں گے۔

اور جس طرح کا ملان بنایا گیا اور جاہل اجڈ لوگوں کو شریعت کے محافظ اور

شریعت کے نافذ کرنے والے بنا کر پیش کیا گیا ان کی دنیا بھر میں تشہیر کر دی گئی اور پھر ان پر حملے کے بہانے امریکہ اور اس کے اتحادی (پاکستانی بھی اتحادی ہے ہو سکتا ہے اندرونی طور پر حملوں میں مدد دیتا رہے) جب حملہ کریں گے تو کوئی رونے والے اور احتجاج کرنے والا نہیں مل سکے گا۔
اور آپ کیا سمجھتے ہیں یہ حکومت کچھ کر سکے گی۔ پہلے سالوں بعد جا کر کوئی غیر ملکی امداد یا قرض ملنے کی خبر ملتی تھی اور اب تو کوئی ہفتہ نہیں جاتا جب کوئی نئی امداد یا خیرات ملنے کی بات نا ہوتی ہو تو ہمارے حکمرانوں کا منہ تو اتنا بھر دیا گیا ہے کہ ان کے منہ سے بولنے کے لیے کچھ نکلے گا ہی نہیں اور جو عوام ہیں انکی پہلے کب کسی نے سنی ہے جو اب سنے گا اور پھر تو شائد امریکہ بھی ہمارے سیاسی لیڈران کی طرح کہے گا کہ ملک کے سولہ کروڑ عوام میرے ساتھ ہیں۔
اے اللہ ہمیں شعور عطا فرما کہ ہمیں عقل آ جائے ملک کتنے خطرناک دوراہے پر کھڑا ہے جسکا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا کیا اس کا نام ہے جمہوریت اگر اس کا نام ہی جمہوریت ہے تو بے کار ہے جمہوریت اور نہیں مانتے ہم ایسی جمہوریت کو کم از کم میں تو نہیں مانتا ایسی جمہوریت کو اور ایسے حکمرانوں کو اور ایسے سیاستدانوں کو جو بے حس بنے بیٹھے ہیں اور اپنی اپنی حکومت بنانے کے چکر

میں لگے پڑے ہیں۔

اللہ ہمیں ہدایت نصیب فرما

بارہ مئی نا سہی گیارہ مئی تو مبارک ہو میاں برادران کو

بالآخر عدالت عظمیٰ گیارہ مئی دو ہزار نو کو میاں برادران (میاں محمد نواز شریف صاحب اور میاں شہباز شریف صاحب) کی انتخابی اہلیت کے مقدمہ میں نظرثانی کی درخواستوں کی سماعت کرے گی۔ جس کے لیے اطلاعی مراسلہ فریقین کو بھجوا دیا گیا ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ عدالت عظمیٰ کے جسٹس موسیٰ کے لغاری کی سربراہی میں جسٹس سید سخی حسین بخاری اور جسٹس شیخ حاکم علی پر مشتمل بنچ نے پچیس فروری دو ہزار نو کو شریف برادران کو نا اہل قرار دے دیا تھا (معاف کیجیے گا عدالت عظمیٰ نے نا اہل قرار نہیں دیا بلکہ شریف برادران کی نااہلیت کی سزا کے لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے کو برقرار رکھا تھا) بحر حال اس فیصلہ کے خلاف نظر ثانی کی اپیلیں دائر کی گئیں اور ملک میں دو نومبر دو ہزار سات کی عدلیہ کی بحالی کے بعد شریف برادران نے بھی براہ راست درخواستیں دائر کیں (اپنی مرضی کی عدلیہ کے بننے کے بعد) جس پر جسٹس تصدق حسین جیلانی کی سربراہی میں جسٹس ناصر الملک، جسٹس موسی کے لغاری، جسٹس شیخ حاکم علی اور جسٹس صبیح الدین احمد پر مشتمل لارجر بینچ نے سپریم کورٹ کے قبل ازیں دیے گئے فیصلہ کو معطل کر دیا تھا جبکہ محمد نواز شریف کے وکیل عابد حسین منٹو کی درخواست پر مئی کے دوسرے ہفتے تک مزید سماعت ملتوی کر دی

تھی۔

مبارکاں ہووے جی شریف برادران کو۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں تو نہیں لگتا کہ شریف برادران کو اب کی بار نا اہل قرار دلوا سکیں اب تو ان کو اہل ہونا ہی ہونا ہے آخر اتنے اہل لوگوں کو کہ جنھوں نے جی عدلیہ بحال کروالی کوئی بھلا نا اہل قرار دے سکتا ہے۔۔ توبہ کرو جی۔ اور اب جس کو شک ہے ہماری عدلیہ کی فعالی اور مستعدی کا وہ بھی دیکھ لیں گے کہ ہماری آزاد عدلیہ کتنی آزادی کے ساتھ اور آرام وسکون سے اہل لوگوں (شریف برادران) کو انصاف دیتی ہی رہے گی (پہلے وزیراعلیٰ شہباز شریف صاحب کو تو انصاف مل ہی چکا ہے جب انتہائی فعالی کے ساتھ انکی حکومت کی بحالی کا فیصلہ ہوا) اور اب نا اہلی بھی ایسے غائب ہو جائے گی جیسے مشرف حکومت سے (اوہو جی کس کا نام لے لیا لوگوں کے منہ کا ذائقہ ہی خراب ہو گیا ہو گا)۔

پیشگی مبارکیاں ہووے جی شریف برادران کو اور وہ بھی مکہ ہلا کر بارہ مئی سے پہلے ہی اپنی طاقت کا اظہار نا کرنا شروع کر دیں پہلے مکہ لہرانے والے کا تو پتہ ہی ہو گا کہ کیا ہوا) چلیں جی سب کو انصاف ملے نا ملے کسی کو تو ملے۔ اور کیا کہیں باقی دوسرے وقت کے لیے چھوڑ دیتے ہیں اتنا ہی لوگوں کو ہضم ہو جائے تو غنیمت جانوں۔

اللہ مجھ پر تو خصوصی رحم و کرم کرے

سرحد کے حالات قومی اسمبلی سے پاس نظام عدل ریگولیشن کے بعد

دیر میں طالبان کے خلاف فوجی آپریشن شروع کر دیا گیا ہے۔ یہ سب کرنا ہی تھا تو نظام عدل کا ڈرامہ کیوں رچایا تھا اس میں سب ذمہ دار ہیں جنہوں نے پہلے تو بغیر سوچ سمجھے قومی اسمبلی سے ایک ریگولیشن پاس کروالی اور اب مہینہ بھی نا گزرا ہوا ہوگا کہ یہ سب ڈرامے رچانے شروع کردیے یہ سب امریکہ اور اسکے یاروں کا کیا دھرا ہے اور سب اس سازش میں شریک ہیں اور سب اس جرم میں برابر کے شریک ہیں جنہوں نے ایسی ریگولیشن کو منظور کیا، جنہوں نے اسے سپورٹ کیا اور جنہوں نے اس کی حمایت کی ہم تو شروع دن سے شور مچا رہے ہیں کہ یہ سب ڈرامہ کیا ہو رہا ہے بڑی تکلیف ہو رہی ہو گی مخالف نظریہ رکھنے والوں کو اور وہ اب الزامات لگانے شروع کریں گے کہ فلاں والے اور فلاں سے تعلق والے ارے حق کی بات کرو حق کی کہو اور حق پر قربان ہو جاؤ۔ مگر پیٹ بھروں کو کیا پتا کہ حق پر ڈٹنا کیا ہوتا ہے ان کے لیے تو امریکی ہڈی ملنے کے بعد بس اشارہ ملنے کی دیر ہوتی ہے فوراً منہ دوسرے طرف کرکے دم ہلنے لگ جاتے ہیں۔

صوبہ سرحد کے ضلع دیر میں سکیورٹی فورسز اور مقامی طالبان کی جھڑپوں میں

ایک سکیورٹی اہلکار ہلاک اور چار زخمی ہوگئے جبکہ فوج نے دس عسکریت پسندوں کی ہلاکت کا دعوی کیا ہے۔

پاکستانی فوج کے شعبہ تعلقات عامہ کی طرف سے جاری ہونے والے ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ صوبائی حکومت اور دیر کے عوام کی درخواست پر فرنٹیئر کور نے دیر لوئر کے علاقوں اسلام پورہ اور تحصیل میدان کے صدر مقام لال قلعہ میں عسکریت پسندوں کے خلاف آپریشن کرتے ہوئے ان کے مشتبہ ٹھکانوں کو نشانہ بنایا۔

اس آپریشن میں دس عسکریت پسند اور ایک سکیورٹی اہلکار ہلاک اور چار اہلکار زخمی ہوگئے ہیں۔ مقامی ذرائع کے مطابق زخمیوں میں ایک میجر بھی شامل ہیں۔

آخری اطلاعات آنے تک عسکریت پسندوں کے خلاف علاقے میں کاروائیاں جاری تھیں۔

فوج کے بیان میں کہا گیا ہے کہ کالا ڈاگ کے علاقے میں بھی فریقین کے مابین شدید فائرنگ کا تبادلہ ہوا ہے جس میں عسکریت پسندوں کے ایک اہم کمانڈر سمیت

دس جنگجو مارے گئے ہیں۔

مقامی ذرائع نے مرنے والے کمانڈر کا نام مولانا شاہد بتایا ہے۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ سکیورٹی فورسز کے دستے پہاڑی علاقے میدان کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے کہ دوکڑا کے مقام پر عسکریت پسندوں کی طرف سے ان پر فائرنگ کی گئی۔

یہ بھی اطلاعات ہیں کہ جوابی کارروائی میں گن شپ ہیلی کاپٹروں نے مولانا شاہد نامی ایک عسکریت پسند کمانڈر کے مدرسے اور گھر کو نشانہ بنایا جس میں تین افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ تاہم مقامی ذرائع سے ان ہلاکتوں کی تصدیق نہیں ہو سکی۔

ہفتے کو دیر لوئر میں چار مقامات پر سکیورٹی فورسز کو بڑی تعداد میں تعینات کیا گیا تھا۔ تاہم سرکاری بیان میں یہ واضح نہیں کیا گیا ہے کہ دیر لوئر میں سکیورٹی فورسز کی طرف سے باقاعدہ آپریشن شروع کیا گیا ہے یا محدود پیمانے پر شدت پسندوں کے خلاف کاروائیاں جاری رکھی جائیں گی۔ اس سلسلے میں صوبائی حکومت کی طرف سے بھی تاحال کچھ نہیں کہا گیا ہے۔

مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ دو دنوں میں دیر لوئر کے چار مقامات پر سکیورٹی فورسز کو تعینات کرکے وہاں چیک پوسٹیں بنائی گئی ہیں۔ ان میں لاج بو، سرلنڑہ، کالپانی اور اوڈی گرام کے علاقے شامل ہیں۔ سکیورٹی فورسز میں ریگولر آرمی کے دستے بھی شامل ہیں۔ عینی شاہدین کے مطابق سکیورٹی فورسز کو کچھ پہاڑی علاقوں میں ہیلی کاپٹروں سے اتار کر قریبی علاقوں میں تعینات کیا گیا۔

دیر لوئر مالاکنڈ ڈویژن کا ایک دور افتادہ ضلع ہے جس کی سرحدیں دیر اپر، سوات، مالاکنڈ ایجنسی، باجوڑ ایجنسی اور افغانستان کے صوبہ کنہڑ سے ملتی ہیں۔

دیر میں گزشتہ کچھ عرصہ سے اغواء برائے تاوان کی وارداتوں اور پولیس اہلکاروں پر حملوں میں اضافہ ہوا ہے۔ گزشتہ ماہ دیر کے صدر مقام تیمرگرہ میں بلامبٹ کے مقام پر نامعلوم مسلح افراد کی فائرنگ سے ضلعی پولیس سربراہ خورشید خان اور سابق ناظم عالم زیب خان سمیت پانچ افراد ہلاک ہوگئے تھے۔

یاد رکھو کہ اگر اچھی سوچ اور اچھے ارادے سے کنوئیں میں چھلانگ لگا دی جائے تو بھی نتیجہ وہی نکلے گا جو خودکشی کی غرض سے لگانے والے کا ہوگا اور زہر

چاہے غلطی سے کھالیا جائے یا کچھ پڑھ اور پھونک کر کھایا جائے اس کا نتیجہ موت ہی نکلے گا۔

بھولے بادشاہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ نظام عدل اور طالبان لوگوں کو ایک موقع دینا تھا کہ شائد وہ صحیح کر جائیں ارے بھائی یہ کورے علم رکھنے کے دعوے دار جاہل نابلد کچھ پڑھے لکھے ان پڑھ، شدت پسند، عسکریت پسند، وحشی، دوسروں کی جان کو جہاد اور خودکش حملوں کے زریعے اڑانے والے یہ کیا جانیں انسانیت کیا ہوتی ہے۔

انسانیت ان میں ہے تو پوچھو ان سے کون ان میں سے رزق حلال کو حلال طریقے سے مشقت و محنت سے کما رہا ہے لوگوں کو اغوا کرنا ان کی جائیدادوں کو لوٹنا، حکومتوں کو بلیک میل کرنا امریکہ سے ایسے امداد لینا جیسے ہماری حکومتیں لیتی ہیں۔ ارے بھائی ان سے شر کے علاوہ کوئی امید رکھنا بے کار ہے مسلمانوں کے اصل دشمن یہ منافق ہیں جو ہم مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈال کر اور سچے مسلمانوں جیسی شکلیں بنائے ہم کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

جذبات میں کچھ زیادہ ہی بول گیا مگر غم و غصہ کبھی کبھی انسان کو بے چین اور بے اختیار کر دیتا ہے اور اپنی بھڑاس نکالنے اور حق کہنے کا بحرحال سب

کو حق ہے

جیسے ہمارے کچھ مہربان اس تحریر پر بھی اپنی بھڑاس نکالیں گے ان کا بھی حق ہے تبصرہ و تنقید کرنا

اور اللہ فیصلہ کر دے گا کہ کون صحیح کر رہا تھا اور کون غلط۔ کیونکہ جیسے کہ ہمارے مہربان دوست ہمیں مشورہ دیتے ہیں کہ ظالم کی مدد اور حمایت کرنے والا بھی ظالموں میں شمار ہوگا بلاشبہ یہی بات میں بھی سمجھتا اور کہتا ہوں۔

اگر میں غلط اور ناحق ہوں تو اللہ مجھے زیادہ ہدایت عطا فرمائے اور اگر دوسرے غلط اور ناحق ہوں تو ان کو بھی زیادہ سے زیادہ ہدایت عطا فرمائے

اللہ ہماری مدد فرمائے آمین

سفر آخرت اور زاد راہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالی جب کبھی کسی قبر کے پاس رکتے تو اتنا روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی۔ آپ سے کہا گیا کہ جنت اور دوزخ کے زکر کے وقت اتنا نہیں روتے جتنا یہاں روتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر کوئی اس سے نجات پا گیا تو اگلی منزلیں اس سے آسان ہیں۔ اور اگر نجات نہ پائی تو اگلی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے قبر سے زیادہ بھیانک منظر نہیں دیکھا (جامع ترمذی)۔

اب زرا غور کریں اللہ تعالی نے اس دنیا میں آنے کی ترتیب بنائی ہے، باپ، بیٹا پھر پوتا لیکن جانے کی کوئی ترتیب نہیں۔ باپ زندہ ہے بیٹے کو اجل نے اچک لیا۔ جوان جسے زندہ رہنے کی تمنا ہے اسے موت پکڑتی ہے بوڑھا جو موت مانگتا ہے موت اس سے دامن بچاتی ہے جانے کی ترتیب اسلئے نہیں رکھی گئ تاکہ اللہ کو یاد رکھیں اور دنیا میں دل نہ لگائیں اور آخرت کے سفر کی تیاری اور فکر رکھیں۔ لیکن اصل سفر سے غافل ہو کر ہم نے پیسے کو مسئلہ بنا لیا ہے اور

سفر آخرت کو بھول ہی گئے۔

آپ نے ضرور کسی جنازے میں شرکت کی ہوگی۔ کیا آپ نے کبھی کسی کو مرنے والے کیلیے فرنیچر تیار کرتے دیکھا؟ کسی نے لمبا چوڑا بینک بیلنس ساتھ دفنایا ہے؟ دفن کرنے سے پہلے کوئی قیمتی جوڑا پہنا ہے؟ کوئی میوزک کا سامان، کوئی فلمیں؟ اسکی قابلیت کے سرٹیفیکیٹ؟ اگر نہیں تو پھر آپ نے دیکھا ہوگا کہ لوگوں نے قرآن مجید پڑھا پڑھوایا، کچھ اسکے حق میں دعا کی کروائی تو کیا ثابت ہوا کیا یہ نہیں کہ اصل دولت تو یہی تھی۔ تو سوچیں تو سہی ہمارے کیا کام آئے گا اور ہم کس چیز کی محنت کر رہے ہیں؟ جس دولت کیلیۓ اس نے ساری زندگی محنت مشقت کی اس نے آخر اس کی کیا مدد کی؟ بھائیوں ہمارے پاس ابھی بھی وقت ہے ہمیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ریاضی کے قاعدے سے کچھ باتیں پیش خدمت ہیں زرا غور کرلیں شاید کچھ فائدہ ہو جائے دین و دنیا میں

پورے پاکستان کی دولت (ضرب) صفر برابر ہے صفر

سونا، چاندی، عزت، شہرت، طاقت، صورت شکل (ضرب) موت برابر ہے صفر

،بے نمازی، بے حیا لباس، گانے، فلمیں

سود، جوا، نفسانی خواہشات (ضرب) موت برابر ہے موت کی سختیاں

جمع) عزاب (جمع) قبر (جمع) جہنم)

تزکیہ نفس (جمع) نماز وزکوات کی پابندی

جمع) احکام خداوندی پر عمل (ضرب) موت.برابر ہے موت میں آسانی)

قبر جنت کا باغ جمع

جنت و حضور اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب واللہ کا دیدار

ہم کتنے نادان ہیں کس چیز کی محنت کر رہے ہیں جو عنقریب صفر ہو جائے گی کتنے.بڑے .بڑے حساب کتاب کرنے والے اور کتنے.بڑے.بڑے.بزنس مین معیشت دان، سمجھ دار اور ہوشیار اور گورنر اور لاٹ صاحب اور پتہ نہیں کون کون، ساری محنت کس چیز کے لیے کر رہے ہیں (اگر آخرت اور ضروری چیزوں سے زیادہ) کر تو کس لیے اس لیے کہ ہمارے مرنے کے بعد سب ہمارے لیے صفر اور آخرت کے لیے کئے گئے کام ہماری اصل مال و دولت کاش ہم ان ترجیحات کو سامنے رکھیں تو شائد ترجیحات بھی کچھ بدل جائیں۔ بھائیوں دنیا اور دنیا داری چھوڑنے کے لیے نہیں کہا جارہا مگر جتنا دنیا کو وقت و ارادے دے رہے ہو کیا اپنی آخرت اور اپنے اعمال کو بھی اتنا وقت و توجہ دی ہے

ٹک حرص و ہوس کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا

قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا

اللہ ہمیں اپنی آخرت کے لیے سرمایہ کاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے آخر میں ایک
عرض اور سن لیں

آخرت کے واسطے دنیا میں کچھ سامان پیدا کر

کیا کہا گیا غور کر لیں ایک بار پھر

آخرت کے واسطے دنیا میں کچھ سامان پیدا کر

مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے۔

کیا ہم ایسے نالائق مسافر ہیں کہ جس کا سفر طویل ہے اور اسکے پاس سامان بھی زیادہ نہیں اور اسکو یہ فکر بھی نہیں کہ اتنا لمبا سفر بغیر مناسب اور ضروری سامان کے کیسے کٹے گا دنیاوی سفر تو کراچی سے لاہور کا بھی ہو تو کتنا سامان لادنے کے چکر میں لگ جاتے ہیں کہ یہ بھی لے لو اور وہ بھی لے لو اور پتہ بھی ہوتا ہے کہ سامان اگر ساتھ نہیں لے گئے تو کئی چیزیں رستے سے مل جائیں گیں مگر ایسے سفر کے لیے کوئی اہتمام نہیں کہ جس میں سفر سے متعلق سامان نا ہونے پر رستے سے کچھ نہیں ملنے والا اور نا کوئی زاد راہ ملے گی رستے سے اور نا کوئی ہمسفر ملے گا اور نا کچھ رونقیں اور سیر سپاٹے ہونگے سفر میں ۔ اے اللہ اس گناہ گار کو اور تمام مسلمانوں کو ہدایت کاملہ و

عاجلہ نصیب فرما اٹھنے نہیں ہیں ہاتھ اس دعا کے بعد۔

فقط گناہ گار و شرمسار

فرقان آپکی دعاؤں کا فقیر

پرویز مشرف کو آرمی چیف میں نے بنوایا تھا۔چوہدری نثار

پرویز مشرف کو آرمی چیف میں نے بنوایا تھا۔چوہدری نثار

ایک انگریزی نجی ٹی وی چینل کے ساتھ انٹرویو میں مسلم لیگ (ن) کے مرکزی رہنما و قائد حزب اختلاف چوہدری نثار علی خان نے کہا ہے کہ انھوں نے پرویز مشرف کو چیف آف آرمی سٹاف اور چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی مقرر کی حمایت کی تھی نواز شریف کو ایسا کرنے کے لئے "میں نے ہی آمادہ کیا تھا" کیوں اس وقت اس عہدے کے لئے پرویز مشرف ہی موزوں شخص تھے۔ان خیالات کا اظہار انھوں نے ایک انگلش نجی ٹی وی چینل کے ساتھ انٹرویو میں کیا۔

ٹی وی چینل کے مطابق، جہاں ایک طرف بہت سے لوگ سابق صدر پرویز مشرف کو بطور آرمی چیف مقرر کرنے کے نواز شریف کے اقدام کو سنگین غلطی قرار دیتے ہیں وہاں دوسری طرف مسلم لیگ (ن) کے اپنے سینئر رہنما اس بات کا دعویٰ کر رہے ہیں کہ پرویز مشرف چیف آف آرمی سٹاف کے عہدے کے لئے اس وقت سب سے موزوں شخصیت تھے۔

چوہدری نثار علی خان نے نجی ٹی وی چینل سے گفتگو میں کہا کہ ”میں نے پرویز مشرف کے چیف آف آرمی سٹاف بننے کی کھل کر حمایت کی کیوں کہ پیشہ وارانہ ٹریک ریکارڈ کے تحت پرویز مشرف کی تقرری ہی خالصتاً میرٹ پر پوری اترتی تھی۔

میں نے نواز شریف کو ان کی تقرری پر آمادہ کیا اور تب انہوں نے پرویز مشرف کو بطور چیف آف آرمی سٹاف مقرر کرنے کا حتمی فیصلہ کیا۔

نجی ٹی وی کے مطابق ناقدین کا یہ بھی کہنا ہے کہ پرویز مشرف کی بطور آرمی چیف تقرری کے لئے چوہدری نثار علی خان کے بھائی اور اس وقت کے سیکرٹری دفاع لیفٹیننٹ جنرل (ر) افتخار علی خان نے بھی نواز شریف کو آمادہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

ٹی وی چینل کے مطابق چوہدری نثار علی خان آج بھی اپنے اس فعل پر نالاں نظر نہیں آتے۔ جب چوہدری نثار علی خان سے پوچھا گیا کہ کیا انہیں پرویز مشرف کے مارشل لاء کے اقدام پر دکھ نہیں ہوا تو انہوں نے کہا کہ ”میں نے ان کے آرمی چیف بننے کی حمایت کی تھی، چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بننے کی نہیں“۔

چوہدری نثار علی خان نے اس بات کا بھی اعتراف کیا کہ ''کارگل جنگ'' کے بعد انہوں نے پرویز مشرف کے چیئرمین جوائنٹ چیف سٹاف کمیٹی بننے کی بھی حمایت کی اس کا مقصد پاک فوج کا ''کارگل جنگ'' میں مورال بلند کرنا تھا، چوہدری نثار علی خان نے کہا کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کارگل آپریشن میں شامل جنرلوں کے خلاف کوئی مقدمہ نہیں چاہتی۔

ایک سوال کے جواب میں چوہدری نثار علی خان نے اس بات کی تردید نہیں کی کہ وہ وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالنے کے لئے تیار نہیں۔

سوال کے جواب میں چوہدری نثار علی خان نے کہا کہ جب آپ سیاست میں ہوتے ہیں تو جہد مسلسل میں ہوتے ہیں۔ جوں ہی آپ اس میں کامیاب ہوتے ہیں تو آپ اسے حاصل کر لیتے ہیں۔آپ کو برائی کے ساتھ اچھائی کو بھی لے کر چلنا ہوتا ہے۔ جب اور جوں ہی صورت حال خراب ہوتی ہے آپ کو اس کا سامنا کرنا ہوتا ہے

ہوئے تم دوست دشمن انکا آسماں کیوں ہو

سازشوں کے دہانے پر پاکستان اور منی پاکستان کراچی

کراچی شہر قیام پاکستان سے جسے پاکستان کا دل کہا جاتا رہا ہے۔ اس شہر کے اچھے اور برے دونوں طرح کے اثرات ملک کے تمام حصوں میں مرتب ہوتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کے 67 فیصد ریونیو کا انحصار سندھ پر ہے اور سندھ کے 85 فیصد ریونیو کا انحصار کراچی پر ہے۔ کراچی پاکستان کا وہ سب سے بڑا شہر ہے جس میں الحمداللہ ہمارے ملک کے تمام یعنی چاروں صوبوں کے علاوہ آزاد کشمیر، فاٹا اور گلگت بلتستان کے ہمارے لاکھوں بھائی آباد ہیں۔ ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو تعلیم اور روزگار کے لئے یہاں آتے ہیں اور ان کا قیام عارضی ہیں۔ کراچی کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ملک کے دیگر حصوں سے آنے والے لوگوں کو روزگار کے ساتھ ساتھ تعلیم کی سہولیات بھی فراہم کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں ایسے ہزاروں افراد ہیں جنھوں نے کراچی میں محنت مزدوری کے ساتھ ساتھ تعلیم حاصل کی اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوئے۔۔ کراچی کی آبادی دو کروڑ کی حد کو چھو رہی ہے مگر بہت عرصے تک اس شہر میں بنیادی ضروریات کا فقدان رہا جو الحمداللہ اب کسی حد تک کم ہو رہا ہے جس کی وجہ شہری حکومت کی کاوشیں اور مختلف حکومتوں کا بھرپور تعاون شامل رہا یہاں بڑے شہروں کی طرح غیر قانونی تارکین وطن کی تعداد بھی بڑی تعداد

میں یعنی قریباً تیس لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے، جن میں افغانی، بنگالی، برمی، ایرانی، عربی، بھارتی اور دیگر ممالک کے باشندے شامل ہیں۔ کراچی کو پاکستان کا پہلا دارالحکومت ہونے اور اسی شہر میں واقع سندھ اسمبلی کو سب سے پہلے قرارداد پاکستان منظور کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ اگر کراچی کی خوبیاں بیان کی جائیں تو اس کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ شہر کراچی کی خوبیوں کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ یہ شہر غریب پرور اور عروس البلاد رہا ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ تمام تر باتوں کے باوجود ہم اس شہر کے باسی ہیں۔

یہاں یہ بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کالم میں تقریباً ساری باتیں ہمارے ایک) بھائی عبدالجبار ناصر صاحب کی تحریر سے لیے گئے ہیں۔ جو میں نے سوچا کہ ہمارے پلیٹ (فارم ہماری ویب ڈاٹ کام پر بھی شائع ہو جائیں

معلوم نہیں کچھ عرصے سے پاکستان کے اس عظیم شہر کو کس کی نظر بد لگ گئی۔ جس کے بعد اس کی روشنیاں اندھیروں، وسعت قلبی، تنگی میں، سکون، بربادی میں، بھائی چارہ، دشمنی میں اور روزگار کی فراہمی بے روزگاری میں تبدیل ہوچکی ہے۔ اگرچہ 80 اور 90ء کی دھائیوں کے بالترتیب آخری اور ابتدائی 12 سے 15 سال کافی کشیدہ رہے ہیں اس دوران ہزاروں افراد گمنام یا سیکورٹی اداروں کی گولیوں کا نشانہ بنے اور ہزاروں افراد دہشت گردی کا شکار ہوئے، تاہم گزشتہ

سال کسی حد تک سکون رہا جس کے باعث ایک بار پھر شہر کراچی کی رونقیں بحال 8 ہوئیں، مگر 2007ء سے معلوم نہیں کسی بد نظر کی نظر لگ گئی ہے یا اسے کسی عالمی سامراج نے ٹارگٹ بنا لیا ہے۔ حالانکہ 11/9 کے بعد القاعدہ کے نام پر دیگر حصوں کی طرح اس شہر کے باسیوں کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی، سعود میمن سمیت سینکڑوں افراد کا تعلق اسی شہر سے ہے جن کو حقیقی مسلمان ہونے کے جرم کی سزا دی گئی، بعض کے بارے میں آج تک معلوم نہیں کہ وہ کہاں اور کس حالت میں ہیں اور درجنوں افراد آج بھی جیلوں میں قید ہیں۔ ممکن ہے کچھ لوگ کچھ واقعات میں ملوث ہوں مگر ایک بڑی تعداد بے گناہوں کی ہے۔

گزشتہ تقریباً ایک سال سے شہر کی حالت دن بدن خوفناک شکل اختیار کرتی جا رہی ہے اور اب القاعدہ کے بعد طالبان کی شہر میں آمد کے حوالے سے خبریں اور مبینہ چاکنگ کا سلسلہ جاری ہے۔ اس ضمن میں شہر کی سب سے بڑی نمائندہ جماعت متحدہ قومی موومنٹ عوام کو مسلسل خبردار کر رہی ہے، اس حوالے سے حکومتی اہلکاروں سے ان کی متعدد ملاقاتیں بھی ہوئی اور ہو رہی ہیں تاہم حکومت کی جانب سے اب تک اس کی تصدیق نہیں کی گئی۔ گزشتہ چند ہفتوں کے واقعات اور سیاسی قیادت کے مابین تلخ بیانات کے تبادلے نے شہریوں کو اور خوفزدہ کیا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق خوف وہراس کے باعث شہر میں ذہنی امراض میں مسلسل اضافہ

ہو رہا ہے اور اس وقت شہر کی 40 فیصد کے قریب آبادی ہائی بلڈ پریشر سمیت دیگر ذہنی موذی امراض میں مبتلا ہے۔ گزشتہ چند ماہ میں درجنوں افراد لقمہ اجل بھی بن چکے ہیں۔

14 اور 16 فروری 2009ء کو مالاکنڈ ڈویژن میں شرعی نظام عدل ریگولیشن کے نفاذ اور اپریل 2009ء کو قومی اسمبلی کی جانب سے اس نظام کی توثیق اور صدر پاکستان کی جانب سے دستخط کے بعد کشیدگی میں شدت آئی ہے غالباً اس کی وجہ شہر کی سب سے بڑی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کی جانب سے اس نظام کی شدید مخالفت اور حکومتی اتحاد میں شامل پختونوں کی نمائندہ جماعت عوامی نیشنل پارٹی کی حکومت کی جانب سے یہ معاہدہ کرنا ہے۔ سیاسی اور مذہبی قیادت کی جانب سے حمایت اور مخالفت میں سامنے آنے والے بیانات شہر میں کشیدگی کا باعث بن رہے ہیں۔ مالاکنڈ ڈویژن میں شرعی نظام عدل ریگولیشن کے نفاذ کے بعد بعض مذہبی طبقوں کو بھی شدید تحفظات ہیں مگر ایم کیو ایم کے علاوہ کوئی مؤثر آواز سامنے نہیں آئی۔ اس نظام کا دفاع کرنے والوں کی پوزیشن کافی مستحکم رہی مگر 19 اپریل 2009ء کو سوات میں مولانا صوفی محمد کے بیان نے معاملات کو کافی پیچیدہ بنایا اور اس کے اثرات بھی کراچی میں دکھائی دے رہے ہیں۔ اس وقت کراچی کے حوالے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کہ یہ شہر آتش فشاں کے دہانے پر ہے جو کسی بھی وقت پھٹ کر سب کچھ تباہ کر دے گا۔ شہر میں موجود

کشیدگی کی مختلف خبریں بتائی جارہی ہیں ان میں کتنی حقیقت اور صداقت ہے اس کے بارے میں کچھ کہنا فی الحال مشکل ہے تاہم ان تمام کشیدگیوں نے شہر کے باسیوں کو تقریباً مفلوج اور ذہنی مریض بنا کر رکھ دیا ہے۔

22 اپریل کو تیسر ٹاؤن میں چرچ کے باہر طالبان کے حوالے سے نعروں کی وال چاکنگ اور بعد کے تصادم نے صورت حال کو بہت ہی کشیدہ بنایا۔ بدقسمتی سے سابقہ اور موجودہ حکومت نے کسی بھی واقعے کے اصل حقائق تک پہنچنے کی زحمت نہیں کی معلوم نہیں کیا وجہ ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ سیاسی یا مذہبی جماعتوں کے لوگوں کو تو یہ علم ہوا کہ تیسر ٹاؤن کے واقعے میں مبینہ طالبان ملوث ہیں مگر حکومت تاحال خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ اس حوالے سے اقلیتی رکن سلیم خورشید کھوکھر کا یہ بیان انتہائی خوفناک ہے کہ اقلیتیں غیر محفوظ ہیں اور وہ بیرونی ممالک کی جانب دیکھنے پر مجبور ہیں۔ یہ بیان بیرونی عناصر کو ملکی معاملات میں مداخلت کی دعوت دینے کے مترادف ہے۔ حالات سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ شہر میں سیاسی اور مذہبی فسادات کسی بھی وقت شروع ہو سکتے ہیں۔ کراچی کے شہری اور دیہی علاقوں میں باقاعدہ پہرے کا نظام قائم ہوچکا ہے اور بعض علاقے تو نوگوایریا ہی بن چکے ہیں۔ بعض علاقوں میں مساجد اور مدارس میں ائمہ اور مؤذنوں تک کو نکل جانے کا حکم دینے کی اطلاعات ہیں۔ صورت حال اس حد تک کشیدہ ہے کہ بعض علاقوں میں رات تو کیا دن کے اوقات میں بھی گلیوں

میں جانا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ یہ صورتحال کسی ایک طرف کی نہیں بلکہ جہاں جس کا بس چلتا ہے وہ اپنا کام کر رہا ہے۔

صدر پاکستان آصف علی زرداری، وزیراعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی، گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان، وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ، ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین، اے این پی کے قائد اسفندیار ولی خان، مذہبی اکابر بالخصوص دیوبندی اور بریلوی مکاتب فکر کے علماء پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ شہر کا امن تباہ ہونے سے بچائیں اللہ نہ کرے حالات قابو سے باہر ہوگئے تو بقول عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید احمد کے لوگ سوات، اور فاٹا کو بھول جائیں گے۔ اہل شہر پر بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ افواہوں پر کان نہ دھریں بلکہ حقائق پر نظر رکھیں۔ مذہبی طبقے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ تمام مکاتب فکر سے رابطے کرکے اصل حقائق کو تلاش کریں اگر واقعی کچھ مذہبی عناصر ملوث ہیں تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ آنکھ بند کر کے ایک دوسرے پر تنقید اور فتوے دینا سوائے تباہی کے کچھ انہیں دے گا۔ اس حوالے سے اکابر علمائے دیوبند کی کوششیں قابل تحسین ہیں۔ تمام اہل وطن کو غور کرنا ہوگا کہ ہمارے اندرونی اختلافات کا نتیجہ کہیں شاہراہ فیصل، لیاری ایکسپریس وے دیگر شاہراہوں اور سڑکوں پر لاشوں کے انبار کے علاوہ پاک سرزمین پر (خاکم بدہن) امریکی اور برطانوی افواج کے گشت کا باعث نہ بنیں۔ اہل

پاکستان بھی اپنی توجہ اس پر مرکوز کریں کیونکہ اگر خدانخواستہ کراچی کو کچھ ہوا تو ملک بھر میں شاید کچھ نہ بچے گا۔ کشیدگی، تلخی، بداعتمادی اور مخالفانہ بیان بازی سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ کراچی پاکستان کا بیروت بننے جارہا ہے۔

کراچی میں حالیہ فساد کی متوقع لہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ اکبر

پھر وہی بھیانک کھیل شروع ہو رہا ہے جس کا خطرہ و خدشہ گزشتہ کئی دنوں سے ظاہر کیا جارہا تھا۔ کہ پاکستان بھر میں پھیلی ہوئی بے چینی اور فسادات اور قتل و غارت گری کی لہروں نے کراچی کا رخ اب تک نہیں کیا اور امکان یہی تھا کہ عروس العباد کراچی کو سازشوں کے تحت خوفناک فسادات میں دھکیل دیا جائے گا۔ اور بغیر کسی کو مخاطب کرتے ہوئے کہوں گا کہ جنہیں شہر کا سکون ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا اور اب وہ بڑے خوش ہونگے ملک و قوم کے دشمن لاشوں کی سیاست کرنے والے۔

اور آج اہل کراچی نے بالخصوص اور ملک بھر میں بالعموم یہ خبریں بڑی تیزی کے ساتھ پھیل گئیں کہ کراچی میں فتنہ فساد کی لہر نے دو درجن سے زیادہ معصوم انسانوں کی جان لے لی۔ اس کے ذمہ دار جو بھی ہوں میں پھر کہہ رہا ہوں کہ جو کوئی بھی ہوں ان کے ثبوت اگر اس دنیا میں کسی کے پاس نا مل سکیں تو کیا ہوا اللہ کے دربار میں تو ظالم ظلم کی سزا پائے گا ہی اور کاش اللہ دکھا دے اس

دنیا میں ہی کہ ظالموں اور مفسدوں کا انجام کتنا بھیانک ہوتا ہے۔

آج رات کراچی کے مختلف علاقوں خصوصاً بنارس، شاہ فیصل کالونی، گلستان جوہر، نیو کراچی، پٹیل پاڑہ، سہراب گوٹھ، ابل اسفہانی روڈ اور دوسرے علاقوں میں سخت کشیدگی اور فائرنگ کے زبردست واقعات رونما ہو رہے ہیں اور ٹی وی خبروں کے مطابق کراچی میں کشیدگی بڑھ رہی ہے۔ وہیں ایم کیو ایم کے قائد محترم جناب الطاف حسین صاحب نے ٹی وی پر اہل کراچی کو خصوصی پیغام دیا کہ نظم و ضبط و برداشت کا مظاہرہ کریں اور امن و امان کی بحالی میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں۔ اس سے بھی کچھ کو بڑی تکلیف ہو گی اور لگیں گے الزامات طعنے تشنے دینے مگر جس میں جتنا ظرف ہوتا ہے اتنا ہی وہ بلند ہوتا ہے۔

اللہ ہمارے دین ملک و قوم اور ہمارے شہروں کی حفاظت فرما اور ظالموں اور فسادیوں کو جو کسی بھی جماعت میں ہوں چاہے کسی سیاسی جماعت میں یا کسی مزہبی جماعت میں یا کسی جہادی جماعت میں ان کو ہدایت نصیب فرما اور اگر ان کے نصیب میں ہدایت نہیں لکھی مالک تو نے تو ان کو نیست و نابود فرما دے اور ان کو عبرت کا نشان بنا دے آمین۔

اللہ ہماری حفاظت فرمائے آمین

قرآن مجید کا پڑھنا اور سمجھنا کیا صرف مخصوص لوگوں کا حق ہے؟

بسمہ اللہ الرحمٰن الرحیم۔ درود و سلام بنام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
قرآن مجید اللہ عزوجل کی طرف سے نازل کی گئی ایک ایسی کتاب جس میں نا صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کے لیے رہنما اصول و ضوابط جن پر عمل کر کے انسان اور مسلمان انسانیت کی بلندی تک پہنچ سکتے ہیں۔
کچھ لوگ اس بات پر توجہ دیتے ہیں کہ قرآن کے پڑھنے پر زیادہ زور ہو، کچھ اس کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ سمجھنے اور عمل کرنے اور کچھ دوسری باتوں پر بھی توجہ مرکوز رکھتے اور رکھواتے ہیں۔ یہ بات تو صاف ہے کہ قرآن کا چھونا، پڑھنا، سمجھنا، اس کے مطابق زندگی کو عمل میں لانا اور قرآن کو اللہ کی کتاب مانتے ہوئے اس کی تعلیم و تربیت کا خود بھی اہتمام کرنا اور اس کو پھیلانا اور اس کی تعلیم عام کرنا ہم سب کا فرض ہے۔
کچھ محترم حضرات کا خیال ہے کہ قرآن ایک ایسی زبردست کتاب ہے کہ جس کو سمجھنا صرف بہت زیادہ پڑھے لکھے اور قابل لوگوں کا ہی کام ہے۔ کسی حد تک ان

کی باتوں سے اتفاق کیا جاسکتا ہے مگر نہیں رکیے قرآن کا پڑھنا سمجھنا اور سمجھانا کیا صرف چند افراد تک ہی محدود ہونا چاہیے۔

ذیل میں ایک صاحب علم کی کچھ باتیں قرآن فہمی سے متعلق نقل کرنے کی جسارت کی ہے اس اچھی امید کے ساتھ کہ شاید کچھ میری عاقبت کا بھی سامان ہو جائے۔

فرماتے ہیں

اسلامی قانون کے ٹھیک ٹھیک مطابق قانون سازی اللہ اور صرف اللہ کے لیے مخصوص ہے۔ آدم سے لے کر اب تک اللہ تعالیٰ نے اپنے قوانین اپنے انبیا اور رسولوں کے زریعے سے نافذ فرمائے ہیں۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ اللہ کی حکمت بالغہ اس امر کی متقضی ہوئی کہ لوگوں کو آخری شریعت عطا کی جائے۔ یہ قانون شریعت انسانوں کی طرف محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر وحی کی شکل میں نازل ہوا۔ یہ وحی لکھ لی گئی یا زبانی یاد کرلی گئی اور بعد میں اسے ایک کتاب کی شکل میں جمع کر دیا گیا جو قرآن مجید کے نام سے معروف ہے۔

اس کے بعد نسل انسانی کے تمام مردوں، عورتوں اور بچوں کو معاملات کا تصفیہ ان احکام کی روشنی میں کیا جانا تھا، جو اللہ نے قرآن میں ارشاد فرمائے۔ یہی احکام بتاتے ہیں کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے، کیا پسندیدہ ہے اور

کیا غیر پسندیدہ ہے، کیا جائز ہے اور کیا ناجائز ہے، کیا مستحب ہے اور کیا مکروہ ہے۔

غرض قرآن مجید مسلم معاشرے کی ایک لازمی بنیاد ہے۔

مزید آگے ارشاد کرتے ہیں۔

بعض امور ایسے ہیں جن کا ذکر تمثیل و تلمیح کے انداز میں کیا گیا ہے۔ بعض معاملات ایسے ہیں جن میں قرآن نے مکمل سکوت اختیار کیا ہے تاکہ ان معاملات میں انسان اپنا طرز عمل زمانے کے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق متعین کرے۔ قرآن مجید میں بار بار اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ یہ نہایت سادہ زبان میں نازل کیا گیا ہے۔ تاکہ ہر ایک اسے سمجھ سکے۔ بعض آیات جن میں اس بات پر زور دیا گیا ہے ان کا یہاں نقل کر دینا مفید ثابت ہو گا۔

سورت ۲ آیت ۲۴۲

سورت ٦ آیت ۹۹

سورت ٦ آیت ۱۰٦

سورت ٦ آیت ۱۲۷

سورت ۱۱ آیت ۱

سورت ۱۲ آیت ۲

سورت ۱۵ آیت ۱

سورت ۱۷ آیت ۸۹

سورت ۱۷ آیت ۱۰۶

سورت ۳۹ آیت ۲۸

سورت ۵۴ آیت ۱۷

سورت ۵۷ آیت ۲۵

سورت ۴۳ آیت ۵۸

سورت ۴۲:۴۱ نقل کی ہیں (تلاوت و ترجمہ کی سعادت حاصل کیجیے اور سمجھ کر عمل کر کے اپنی دنیا اور عاقبت کا سامان کیجیے دعوت عام)

پس یہ امر بالکل واضع ہے کہ قرآن کا پڑھنا اور سمجھنا ایک دو آدمیوں کا مخصوص حق نہیں ہے۔ قرآن سادہ اور آسان زبان میں ہے جسے ہر شخص سمجھ سکتا ہے، تاکہ تمام مسلمان اگر چاہیں تو اسے سمجھ سکیں اور اس کے مطابق عمل کر سکیں۔ یہ ایک ایسا حق ہے جو ہر مسلمان کو دیا گیا ہے اور کوئی شخص، خواہ وہ کتنا ہی فاضل یا عالی مقام کیوں نہ ہو، وہ مسلمان سے قرآن پڑھنے اور سمجھنے کا حق نہیں چھین سکتا۔ قرآن مجید کو سمجھتے ہوئے ایک آدمی پرانے زمانے کے لائق مسفرین کی تفاسیر سے قیمتی امداد حاصل کر سکتا ہے لیکن اس معاملے کو بس یہیں تک رہنا چاہیے۔ ان تفسیروں کو اپنے موضوع پر حرف آخر نہیں قرار دیا جا سکتا۔ قرآن مجید کا پڑھنا اور سمجھنا خود اس امر کو متضمن ہے کہ آدمی اس

کی تعبیر کرے اور اس کی تعبیر کرنے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آدمی اس کو وقت کے حالات پر اور دنیا کی بدلتی ہوئی ضرورت پر منطبق کرے۔ اس مقدس کتاب کی جو تعبیریں قدیم مفسرین، مثلاً امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی وغیرہ نے کی ہیں۔ جن کا تمام مسلمان اور میں خود بھی انتہائی احترام کرتا ہوں، وہ آج کے زمانے میں جوں کی توں نہیں مانی جا سکتیں۔ ان کی تعبیرات کو درحقیقت دوسرے بہت سے فضلاء نے بھی تسلیم نہیں کیا ہے جن میں ان کے اپنے شاگرد بھی شامل ہیں۔ قرآن مجید کے مختلف ارشادات کا جو غائر مطالعہ ان حضرات نے کیا تھا، وہ ہم پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ شعوری یا غیر شعوری طور پر ان گردوپیش کے حالات اور واقعات سے متاثر ہوئے ہیں جو اس زمانے میں ماحول پر طاری تے۔ وہ ان مسائل کے بارے میں ایک خاص نتیجے تک پہنچے ہیں جو ان کے اپنے ملک یا زمانے میں درپیش تھے۔ آج سے بارہ یا تیرہ سو برس پہلے کے مفسرین کے اقوال کو حرف آخر مان لیا جائے تو اسلامی سوسائٹی ایک آہنی قفس میں بند ہو کر رہ جائے گی اور زمانے کے ساتھ ساتھ نشو نما کا اسے موقع نہیں ملے گا۔ یہ پھر ایک ابدی اور عالمگیر دین نہیں رہے گا بلکہ جس زمان و مکان میں اس کا نزول ہوا تھا، یہ اسی تک محدود رہے گا۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے، اگر قرآن کوئی لگے بندے ضوابط مقرر نہیں کرتا تو امام ابو حنیفہ وغیرہ کی تشریحات کو بھی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ بالواسطہ اسی نتیجے کا باعظ بنیں۔ بدقسمتی سے حالات جدیدیا کی روشنی میں قرآن مجید کی تفسیر کا دروازہ

چند صدیوں سے بالکل بند کر دیا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مسلمان مذہبی جمود، تہذیبی انحطاف، سیاسی مذمردگی اور معاشی زوال کا شکار ہو چکے ہیں سائنٹیفک ریسرچ اور ترقی جو ایک زمانے میں مسلمانوں کا اجارہ تھی وہ دوسروں کے ہاتھوں میں جا چکی ہے۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسلمان ہمیشہ کی نیند سو گئے ہیں اس صورت حال کا خاتمہ لازمی ہے۔ مسلمانوں کو بیدار ہو کر زمانے کے ساتھ چلنا ہو گا۔ اجتماعی، معاشی اور سیاسی حیثیت سے جو بے حسی اور بے عملی مسلمانوں کو اپنی گرفت میں لے چکی ہے اس سے نجات حاصل کرنی پڑے گی۔ قرآن مجید کے عام اصولوں کو سوسائٹی کے بدلتے ہوئے تقاضوں پر منطبق کرنے کے لیے ان کی ایسی معقول اور دانشمندانہ تعبیر کرنی ہو گی کہ لوگ اپنی تقدیر اور اپنے خیالات اور اخلاقی تصورات کی تشکیل اس کے مطابق کر سکیں اور اپنے ملک اور زمانے کے لیے موزوں طریقے پر کام کر سکیں۔ دوسرے انسانوں کی طرح مسلمان بھی عقل اور ذہانت رکھتے ہیں اور یہ طاقت استعمال کرنے ہی لیے دی گئی ہے بیکار ضائع ہونے کے لیے نہیں ہے۔

چند آیات کی ترجمہ کے بعد فرماتے ہیں

یہ تمام آیات اس امر کی وضاحت کرتی ہیں کہ تمام مسلمانوں سے نہ کہ ان کے کسی خاص طبقے سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ قرآن کا علم حاصل کرے اسے اچھی

طرح سمجھیں اور اس کی تعبیر کریں۔ تشریح و تعبیر کے چند مسلم اصولوں کی پابندی لازم ہے۔ ان اصولوں میں سے چند ایک یہ ہو سکتے ہیں:

۱۔ قرآن مجید کے بعض احکام اہم اور بنیادی ہیں۔ ان کی خلاف ورزی ہرگز نہیں ہونی چاہیے بلکہ ان پر جوں کا توں عمل کرنا چاہیے

۲۔ کچھ اور آیات ایسی ہیں جن کی نوعیت ہدایات کی ہے اور جن کی پیروی کرنا کم و بیش ضروری ہے۔

۳۔ جہاں الفاظ بالکل سادہ اور واضح ہوں، جو متعین اور غیر مبہم مفہوم پر دلالت کرتے ہوں، وہاں الفاظ کے وہی معانی مراد لینے چاہئیں جو لغت اور گرامر کی رو سے صحیح اور متبادر ہوں۔ دوسرے لفظوں میں اس مقدس کتاب کے الفاظ کے ساتھ کسی طرح کی کھینچ تان روا نہیں ہے۔

۴۔ اس بات کو تسلیم کیا جانا چاہیے کہ قرآن مجید کا کوئی حصہ بے معنی، متناقض یا زائد ضرورت نہیں ہے۔

۵۔ سیاق و سباق سے الگ کرکے کوئی معنی نہیں نکالنے چاہئیں۔

۶۔ شان نزول کے مطابق یعنی نزول قرآن کے وقت جو حالات درپیش تھے، ان کے پس منظر میں رکھ کر قرآن کے معانی کی تشریح کرنا خطرناک ہے۔

اسکے علاوہ بھی کچھ مسلم اصول بیان کیے گئے ہیں۔

بس تو بھائیوں اس میں ٹائپنگ کی غلطیاں یقیناً میری شمار کی جائیں اور اللہ سے میری بخشش و مدد کی دعا کی جائے۔

اللہ ہم سب کو ہدایت کاملہ و عاجلہ نصیب فرمائے۔

شیخ صاحب آپکے کالم لا اکراہ فی الدین۔ حصہ دوم کا جواب کچھ تیاری کا متقاضی ہے کچھ مہلت عنایت فرمائیں انشا اللہ اس کا جواب آپکے مہیا کردہ ای میل ایڈریس پر ارسال کروں گا اور دعا فرمائیں کہ اللہ ہم سب کو ہدایت فرمائے اور ہماری مدد فرمائے آمین۔

والسلام

تعصب کے سوار کی منزل ! حق یا باطل

اللہ اکبر۔ شروع اللہ کے نام سے۔بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔
اور درود و سلام آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور انکی آل پر۔
نزول قرآن مجید کے دوران ان لوگوں کا جو کتاب الہی کے منکر اور مخالفین تھے ان کا بیان قرآن میں کچھ اسطرح نقل ہوا ہے، وہ کہتے تھے کہ " اے خدا! اگر یہ قرآن برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے تاکہ ہم ایک لحظہ کے لئے بھی زندہ نہ رہیں"۔ انسان کی یہ کتنی عجیب بات ہے کہ سچائی اس کے لئے اس قدر تلخ، ناگوار اور ناقابل برداشت ہو جائے کہ وہ کہے کہ اے خدا! اگر یہ حق اور حقیقت ہے اور اسے ہی پھلنا پھولنا ہے تو مجھے اٹھالے تاکہ اس کا سامنا نہ کرسکوں۔ جبکہ اصل میں انسان کو تو یہ کہنا چاہیے کہ اے پروردگار! اگر فلاں بات برحق ہے تو میرے سینے کو اسے سمجھنے کے لئے کھول دے اور مجھے اس کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرما اور مجھے ہمت، طاقت اور صلاحیت دے کہ میں اس حق بات کو خوب پھیلا سکوں (یعنی حق پرستی کا عملی پیکر بن سکوں)۔
مگر افسوس صد افسوس ہوتا یہ ہے کہ یہ بشر کبھی اپنا معنوی، اخلاقی اور فکری

مزاج ایسا بنا لیتے ہیں جو حق، عدالت، سعادت اور ایمان کے سراسر خلاف ہو، یہاں تک کہ وہ مرجانا پسند کرتے ہیں لیکن حق کا سامنا کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔

کچھ کہتے ہیں "میرا سامنا ایک تلخ حقیقت سے ہوا"۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ کہ کیا حقیقت تلخ بھی ہو سکتی ہے؟ کیا کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ انسان میں حقیقت سے لگاؤ اور عشق پیدا کیا گیا ہے؟ پھر حقیقت تلخ کیونکر ہو سکتی ہے؟۔۔۔ بات شاید یہ ہے کہ اپنی ذات میں کوئی بھی چیز تلخ یا شیریں، خوبصورت یا بدصورت، خوشبودار اور بدبودار نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ ہمارا ذہن ہے جو انہیں خلق کرتا ہے۔ کیا تلخی، شیرنی، حسن و بدصورتی، خوشبو و بدبو کا تعلق ہمارے اپنے جسمانی و روحانی مزاج سے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر شکر اور شہد کا ذائقہ جو ایک صحت مند شخص کے لئے میٹھا ہے، ممکن ہے کسی بیمار کو کڑوا محسوس ہو۔ یہ جو کہتے ہیں کہ حقیقت شیریں اور خوشگوار ہوتی ہے وہ ان کے لئے ہے جو بے غرض ہو اور طبیعت اور مزاج کی سلامتی کے باعث حقیقت کے طالب ہوں لیکن خواہشات و غرض کے پتلے، آلودہ اور بیمار مزاج کے حامل شخص کے لئے یہی حقیقت کبھی ہر کڑواہٹ سے زیادہ تلخ ہو جاتی ہے اور اس کا سامنا کرنے کی نسبت وہ مرجانا پسند کرتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ اسلام کی تعریف بیان کیجیے۔ آپ نے فرمایا کہ کہ اسلام یہ ہے کہ حقیقت کے مقابلہ میں دشمنی، تعصب اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔

بھائیوں اگر تعصب رکھنا ہی ہے کسی ایک یا زائد اقوام کے خلاف جو (اپنی قوم کی) خوش قسمتی اور (آپکی قوم کی) قسمتی سے آپ کی قوم سے زیادہ قابل اور خوشحال ہے تو گر قومی غرور و تعصب رکھنا ہی چاہتے ہو تو چاہیے کہ تمہارا یہ تعصب فضائل، اخلاق اور نیک صفات کے حوالہ سے ہو۔ یعنی اپنے آپ سے سوال کرو کہ فلاں قوم کیوں زیادہ پڑھی لکھی اور قابل ہے اور ہماری قوم کیوں جٹ اور گنوار ہے، فلاں قوم کی چند ایک کروڑ کی آبادی کے باوجود اور ان کو مختلف رکاوٹوں سے روکنے کے باوجود ان کے اتنے اتنے لوگ ایسے ایسے عہدوں پر فائز ہو جاتے ہیں اور ہماری اتنے اور اتنے کروڑوں کی آبادی کے باوجود ہمیں قومی تعصب و نسلی گروہ بندی کی بدولت اقتدار اور اعلی عہدوں پر جانا نصیب ہوتا ہے نا کہ اپنی اہلیت و قابلیت کی بدولت اور ترقی کے لیے یہ قومی کوشش ہونی چاہیے کہ فلاں فلاں عہدے کے لیے اگر ۱۰ (دس) سیٹیں ہیں تو ہم کیوں اپنی تعداد کی بنا پر پانچ سے چھ سیٹیں تو بڑے بھائی کی حیثیت کے لے اڑتے ہیں (سیٹوں کے کوٹہ کی وجہ) سے اور باقی صوبوں کو چار سیٹوں کے لیے اور میرٹ پر ا، اگر اتنا ہی غرور و تعصب رکھنا ہے تو مقابلہ کی فضا کو فروغ دو اور میدان

میں مقابلہ کرو ناکہ کوٹہ سسٹم جیسے ناسور کو بیچ میں لا کر حق والوں کو حق مار کر اپنے کو نوازتے رہو اس سے ہوتا یہ ہے کہ ایک نفرت جنم لیتی ہے جو اتنی پھیل جاتی ہے کہ جس کا احساس جب ہوتا ہے جب پانی سر سے اونچا اٹھ جائے۔ تو اگر قومی غرور، تعصب رکھنا ہے تو کوشش کرنی چاہیے کہ دوسری اقوام تک پہنچنے کی کوشش کرو بھائیوں بلکہ ان سے بھی آگے نکلنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ فلاں ملت اخلاق اور اجتماعی عادات و روابط میں ہم سے بہتر ہے۔ پس ہم بھی جدوجہد کریں تاکہ ان سے بہتر بن سکیں بلکہ توازن، امانت، فداکاری اور حسن اخلاق میں ان سے آگے نکل جائیں

یاد رکھو تمہارا تعصب حقیقت سے قریب تر ہونے کی خاطر اور بہتر سے بہتر بننے کی نیک نیتی کے ساتھ ہونا چاہیے حقیقت و انصاف سے دور ہونے کے لئے نہیں۔ وگرنہ تعصب ایک ایسی دو دھاری تلوار کی طرح ہے کہ جس کا حملہ تلوار ہاتھ میں رکھنے والے کے اوپر بھی ہو سکتا ہے۔

اور کچھ تعصب رکھنے والے اور اسکا پرچار کرنے والوں کے لیے کوئی شاعر کہہ گیا ہے شاعر سے مع (معذرت کے ساتھ کہ انکی اجازت نا لے سکا) ہمارا بحر حال شاعر کی درج زیل شاعری سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

جو لوگ جان بوجھ کر تعصب کا شکار بن گئے
ہمارا (شاعر کا) یہ خیال ہے کہ وہ حیوان بن گئے
جو جہنم میں جھانکا تو مت کچھ پوچھیے
وہ جان بوجھ کر وہاں انجان بن گئے
ہنس پڑتے ہیں دیکھ کر ہم کو ارباب آگہی
ہم بھی تو آپ کے مزاج کی پہچان بن گئے
انسانیت کی بات تو بس اتنی ہے جناب
بد قسمتی سے آپ بھی انسان بن گئے

در حقیقت جو شخص بلاوجہ تعصب و بغض کا شکار رہتا ہے اور اس کا یہ تعصب تعمیری کے بجائے تخریبی اور انسان کو انسان سے اس طرح چیر پھاڑ کروانا ہوتا ہے جس طرح بھیڑیا کا کام ہوتا ہے تو در حقیقت وہ انسانیت کی معراج سے بڑی دور جا گرتا ہے اور ایک حیوان سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ اس تعصب میں اگر میں بھی گرفتار ہوں تو اس بات میں مجھے کوئی شرم نہیں کہ میں اللہ سے اپنی بھی ہدایت و رہنمائی کے لیے دعا گو رہوں اور جہالت کی گمراہیوں اور

اندھیروں میں ایسا نہ بھٹک جاؤں کہ حق کو حق جانتے بوجھتے جھٹلانے کی تگ و دو میں لگ جاؤں اور یہی دعا میری تمام مسلمانوں اور تمام انسانوں کے لیے ہے۔

اللہ مجھے اور آپ کو عقل سلیم اور ہدایت کاملہ و عاجلہ نصیب فرمائے آمین آمین برحمتک یا رب العالمین.

قومی سیاست سے لسانی سیاست کی طرف ریورس گیئر

اتوار 17 مئی ۲۰۰۹ کے اخبار جنگ کے فرنٹ پیج پر جو خبر پڑھی اس سے کئی سوالات پیدا ہوئے اور کسی زمہ دار حقیقی " قومی " لیڈر کی طرف سے کوئی بیان بھی اس ضمن میں سامنے نا آنے پر مجبور ہو کر اس پلیٹ فارم پر لکھنے پر مجبور ہو گیا ہوں ہو سکتا ہے میرے بھائیوں میں سے کچھ کو ناگوار محسوس ہو مگر مناسب جواب سے انشا اللہ تسلی و تشفی ہو سکے گی۔

ظفر اللہ جمالی کا نئی سیاسی جماعت بلوچ قومی موومنٹ کے قیام کا اعلان۔

صدر زرداری سمیت تمام بلوچوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کیا جائیگا، پیر پگارا سے ملاقات کے بعد گفتگو

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سابق وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی نے بلوچ قومی موومنٹ (بی کیو ایم) کے نام سے اپنی نئی سیاسی جماعت کے قیام کا اعلان کیا۔۔۔۔
جبکہ پاکستان مسلم لیگ (فنکشنل) کے سربراہ اور حروں کے روحانی پیشوا پیر پگارا نے کہا ہے کہ موجودہ حالات کو سدھارنے کیلیے ماورائے آئین اقدامات کرنا ہوں گے۔
پنجاب نے پاکستان توڑنے کا عمل شروع کر دیا ہے۔ تمام سندھیوں

کو مسائل حل کرنے کیلئے متحد ہونا پڑے گا۔ دونوں رہنماؤں نے ان خیالات کا اظہار ہفتے کو "کنگری ہاؤس" میں ملاقات کے بعد صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک سوال پر انہوں نے کہا کہ دہشت گرد تو نہیں رہیں گے لیکن اگر یہی صورتحال رہی تو ملک نہیں رہے گا اور اس کا زمہ دار پنجاب ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میر ظفر اللہ جمالی نے کہا کہ بلوچوں کے خلاف ہونے والے ظلم وزیادتیوں کے سبب بلوچ قومی موومنٹ کا قیام ناگزیر ہو گیا تھا۔ حالات نے مجبور کر دیا ہے کہ تمام بلوچوں کی بات کی جائے۔۔۔۔۔۔ ایک سوال پر انہوں نے کہا کہ پیر صاحب پگارا سندھیوں کے متحد ہونے کی بات کر رہے ہیں، میں اگر کہتا ہوں کہ بلوچ متحد ہو جائیں تو اس میں کیا حرج ہے۔ انہوں نے کہا کہ گوادر میں اربوں روپے کی سرمایہ کاری کرنے والے غیر بلوچ سمجھ لیں کہ گوادر پر صرف بلوچوں کا حق ہے اور یہ بلوچوں کی ملکیت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان کے ساتھ سڑک کے راستے تجارت کرنے کی میں مذمت کرتا ہوں، یہ پاکستان کے خلاف سازش ہے۔۔۔۔۔ ایک اور سوال پر انہوں نے کہا کہ قائدا عظم کا پاکستان ٹوٹ چکا ہے باقی ماندہ پاکستان کو بچانے کی ضرورت ہے۔۔۔

زرا تعصب کو بالائے طاق رکھ کر سوچنے کی کوشش کریں۔ کیسے بڑے بڑے نامی گرامی سیاستدان کیسی باتیں کر رہیں ہیں، ظفر اللہ خان جمالی جو اس ملک کے

وزیر اعظم رہ چکے ہیں اور جو حشر وہ پاکستان ہاکی فیڈریشن کے سربراہ کی حیثیت سے ہاکی ٹیم کا کر گئے ہیں پاکستانی قوم کا حال بھی کس اس سے خراب نہیں کر گئے تھے۔ جب تک محترم وزیر اعظم تھے مشرف صاحب کو باس کہتے تھے اور اب سیاست کی شاید کچھ چیزیں سیکھ کر اپنی جماعت بنانے چلے ہیں اور دونوں سیاستدانوں نے جس طرح پنجاب کو زمہ دار ٹھرانے کی بات کی ہے وہ کیا قابل تعریف فعل ہے۔ بحر حال ہم کچھ اور مزید کہنے کی جرآت کریں تو جناب تعصبی ٹھریں اسلیے اس بات کو یہیں چھوڑتے ہیں۔

اور جمالی صاحب فرماتے ہیں گوادر میں اربوں روپے کی سرمایہ کاری کرنے والے غیر بلوچ سمجھ لیں کہ گوادر پر صرف بلوچوں کا حق ہے (کیوں میرے بھائیوں پاکستان کے دوسرے علاقوں پر تو سب کا حق ہے کراچی لاہور، پشاور فیصل آباد اور تمام پاکستان پر سب کا حق ہے کہ جو چاہے رہے زمینیں خریدے، جائیدادیں بنائے (ہاں مفتے کی زمینوں پر قبضے کی تو ہر جگہ مخالفت ہونی چاہیے چاہے وہ پناہ گزینوں کی صورت میں ہو یا لینڈ مافیا یا پھر مقامی قبضہ ہی ہو سب قابل مزمت ٹھرنا چاہیے) ہم سب یہی کہتے ہیں نا کہ کراچی پر سب کا حق ہے پورا ڈیفنس کلفٹن جا کر دیکھ لیں کونسی ایسی قوم کے افراد نہیں جو نا پائے جائیں اور گوادر پر سرمایہ کاری بھی غیر بلوچ اگر کریں تو وہ سمجھ لیں کہ گوادر پر صرف بلوچوں کا حق ہے واہ میرے بھائیوں کیا انصاف کی بات نکلی ہے ایک

سابقہ وزیراعظم کی زبان سے۔
اور ایک قومی لیڈر قومی پارٹی مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے سالوں گزارنے کے بعد ایک لسانی صوبائی جماعت کے قیام کا اعلان کیا نام ہے بلوچ قومی موومنٹ (واہ میرے مولا کیا ارتقائی عمل ہے جو ہمارے ایسے سیزنڈ پالیٹیشنز اختیار کرتے جا رہے ہیں، لوگ لسانی صوبائی پارٹیوں سے قومی دھارے میں شامل ہونے کی تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں اور کچھ بدنصیب قومی پارٹیوں سے لسانی صوبائی پارٹیوں میں ڈھلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔
رہے نام اللہ کا۔ اس ملک کے موجودہ لیڈران میں سے کچھ لیڈران کا یہ کردار کیا ہمیں ارتقا کی طرف لے جائے گا یا ہمیں اور پیچھے دھکیل دے گا اس کو صوبائی تناظر سے ذرا وسیع قلبی کا مظاہرہ کرکے قومی تناظر میں دیکھنے کی کوشش کریں کیا یہ ہے ہمارا قومی کردار۔
اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین

آمریت کی شکست اور وہی جمہوریت کی فتح ! کیا واقعی

آج کے روزنامہ جنگ میں ایک خبر پڑھ کر اندازہ ہوا کہ ملک کے جمہوری ادارے اور افراد جب تک کام کر رہے ہیں اس ملک کو ترقی کرنے سے کوئی بھلا روک سکتا ہے۔

خبر کے مطابق

یوسف گیلانی نے شوکت عزیز کے فیصلے کی توثیق کر دی، امریکی سفارتخانے کو ڈیڑھ کھرب کی اراضی ڈیڑھ ارب میں دینے کی منظوری۔

تفصیلات کے مطابق، مملکت عزیز اسلامی جمہوری پاکستان کے متفقہ و منتخب وزیر اعظم جناب عزت مآب سید یوسف رضا گیلانی مدظلہ علیہ نے سابق (آمریت کی پیداوار !) وزیر اعظم شوکت عزیز کی جانب سے کراچی پورٹ ٹرسٹ (کے پی ٹی) کی اکیس ایکڑ اراضی امریکی سفارت خانے کو مارکیٹ سے کم نرخوں پر دینے کے فیصلے کی توثیق کرتے ہوئے شوکت عزیز کے ۱۹ مئی ۲۰۰۵ کے فیصلے پر عملدر آمد کے احکامات جاری کر دیے ہیں (بھلا ایک آمریت کی پیداوار نے کیسے ایسا فیصلہ کر

لیا تھا جس میں متفقہ جمہوری وزیراعظم کو کوئی نقص و تضاد نظر نہیں آیا اور آمریت کے اس فیصلے کی بھی توثیق کر دی گئی کمال ہے)۔

اطلاعات کے مطابق امریکی حکومت نے اس بیش قیمت زمین کی قیمت نو ہزار فی مربع گز ادا کرنے کی پیش کش کی تھی جسے آمریت کی پیداوار وزیراعظم شوکت عزیز نے مسترد کرتے ہوئے پندرہ ہزار روپے فی مربع گز کے حساب سے امریکیوں کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ قومی اسمبلی کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو حکومت نے اس اراضی کی فروخت اور ڈیل سے متعلق تمام دستاویزات اور ریکارڈ پیش کر دیا ہے۔ اس ریکارڈ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مئی ۲۰۰۸ میں ایک بار پھر یہ معاملہ سامنے آیا اور وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کو فیصلے کے لیے بھجوایا گیا۔ یوسف رضا گیلانی نے شوکت عزیز کے ۱۹ مئی ۲۰۰۵ کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے شوکت عزیز کے طے کردہ نرخوں پر امریکی سفارت خانے کو دینے کی منظوری دی۔ کیسے ایک آمریت کے دور کی پیداوار وزیراعظم ایک ایسا کام کر گیا جو پانچ سال بعد بھی قابل عمل اور قابل بھروسہ ٹھرایا گیا اور قواعد و ضوابط کے اصولوں پر پورا اترا اور جمہوری اور قابل محترم وزیراعظم نے ایک آمریت کی پیداوار وزیراعظم کے فیصلے کی توثیق کر دی۔

ویسے اس کی ایک وجہ تو یہ سمجھ میں آتی ہے کہ امریکہ بہادر ہم پر ہمارے

اپنوں سے زیادہ مہربان ہے اور جس طرح وہ ہمارے ملک کو دہشت گردوں سے پاک کرنے کے لیے کوششیں کر رہا ہے شاید موجودہ حکومت بھی امریکہ بہادر کی ان کاوشوں اور مہربانیوں (ڈرون اور میزائل حملوں) پر امریکہ کی شکر گزار ہے اور جس طرح کی امداد (خیرات) امریکہ بہادر اور مغربی ممالک ہمیں ہماری بہتر سے بہتر خدمات کے صلے، قدرتی اور دہشت گردی کے نتیجے میں ہونے والی تباہ کاریوں کے بعد ہمیں امداد کے نام پر دی جارہی ہے شائد اس کا یہ اثر ہے کہ ہمارے سابقہ حکمرانوں اور موجودہ حکمرانوں میں اس بات پر تو اتفاق پایا گیا کہ امریکی کاوشوں کے اعتراف کے صلے میں جہاں ہم دوسروں کو نواز رہے ہیں زمین کا ایک قیمتی قطعہ امریکہ بہادر کو تحفتاً پیش کر دیا جائے تاکہ ہم بھی کل کو کہہ سکیں کہ امریکہ نے ہمیں یہ دیا اور وہ دیا (دہشت گردی، نفرت، تعصب، ڈرون حملے، میزائل حملے) تو ہم امریکہ کو کیا تحفتاً ایک حقیر زمین کا ٹکڑا بھی نہیں دے سکتے۔

اور شاید امریکہ کا موجودہ سفارت خانہ (کانسلیٹ جنرل) پاکستان میں امریکی مفادات کو اچھے طریقے سے ادا کرنے سے قاصر تھا اسلیے ایک شاندار جگہ پر ایک وسیع عریض زمین حاصل کر لی گئی اور اس کی تعمیر بھی بڑے زور شور سے جارہے ہے (مائی کلاچی روڈ پر جاری، سلطان آباد کے کنارے پر جہاں ایم ٹی خان روڈ سے کلفٹن کی طرف مڑتے ہیں اور جس قسم کی تعمیراتی ٹیکنالوجی استعمال کی

جارہی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شاید ایٹم بم بھی اس سفارت خانے کا کچھ نا بگاڑ سکے یقین نا آئے تو سائٹ زیادہ نہیں تو کچھ قریب سے معائنہ کی کوشش کرلیں)۔ظاہر ہے امریکہ عراق سے نکل گیا اور شاید افغانستان سے بھی نکل جائے تو پھر امریکہ کو ہمارے ملک میں رہنے کے لیے ایک ایسی جگہ تو چاہیے نا کہ جہاں بیٹھ کر وہ پورے خطہ پر اچھی طرح نظر رکھ سکے تاکہ مڈل ایسٹ، چائنا، ایران، افغانستان کو یہی سے بیٹھے بیٹھے کنٹرول کیا جاسکے۔ واہ بھئی ہمارے سیاستدان اور حکمران تو بڑے سمجھدار ہو گئے۔

خبر مندرجہ زیل لنک پر بھی پڑی جاسکتی ہے۔

http://www.jang.com.pk/jang/may2009-daily/25-05-2009/main.htm

پاکستانی سیاست میں جھوٹ و دھوکہ کا کلچر

پاکستان حالات کے نازک ترین دور سے گزر رہا ہے پاکستان کی تاریخ میں کبھی ایک علاقے کے لوگ اس طرح بیس تیس لاکھ کی تعداد میں اپنے گھروں سے بے گھر و دربدر نہیں ہوئے اور اس کی ذمہ داری ان تمام کی ہے جنھوں نے نظام عدل کی حمایت کی اور صوفی محمد جیسے غیر ملکی آلہ کاروں کے دہشت گردی کے عزائم کو اور مستحکم کیا۔

پھر حالات نے پلٹا کھایا اور جیسے کہ سب کو علم ہے کہ ملک بھر میں صرف متحدہ قومی موومنٹ نے نظام عدل کی روز اول سے مخالفت کی تھی۔ پھر ہمارے بھولے سیاست دانوں کو بھی عقل آنے لگی اور ایک کے بعد ایک نظام عدل اور صوفی محمد اور اس جیسے فتنہ انگیزوں کے خلاف ڈھکے چھپے انداز میں بیانات آنے لگے (منور حسن بھی کہہ گئے کہ صوفی محمد نے بلدیاتی الیکشن میں حصہ لیا تھا تھوڑے کافر تو وہ بھی ہو گئے ہونگے۔ اور منور حسن صاحب نے صوفی محمد کو تنبیہہ بھی فرمائی کہ دیوبندی اکابرین جو الیکشن کے حامی اور اس میں شریک رہتے ہیں ان کے خلاف کہنے سے پہلے صوفی محمد اپنے اکابرین سے مشورہ کرلیں۔

بحر حال اب پاک فوج دہشت گردوں اور انتہا پسندوں پر حملے کرنے پر مصروف ہے تاکہ ملک کے سب سے زیادہ دہشت گردی سے متاثرہ علاقے کو دہشت گردی سے پاک صاف کیا جائے۔ اب کچھ سیاست دان جن کا کام ہی لاشوں پر سیاست کرنا ہے ان کے لیے تشویش کی بات یہ ہوئی کہ عوام تک ہمارے کچھ بیانات نہیں پہنچ سکے تو ہم اگلے انتخابات میں کیسے کامیابی کی کوشش کر پائیں گے۔ چنانچہ منافقین کے ایک گروہ جس میں چند جماعتیں شامل ہیں انہوں نے آل پارٹیز کانفرنس جو سوات باجوڑ وغیرہ کے اوپر فوج کشی کے سلسلے میں بلوائی گئی تھی اس میں متفقہ عسکریت پسندوں کے خلاف قرار داد پیش کی اور ظالموں نے اپنے دستخط بھی ثبت کیے اور انہیں پتہ ہے کہ عوام کی یاداشت کمزور ہوتی ہے چنانچہ اب سوات میں جاری آپریشن کی مخالفت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے تاکہ بھولے عوام یہ سمجھیں کہ یہ جماعتیں آپریشن کی مخالفت کر رہیں ہیں اور انہیں ہماری فکر ہے۔ نہیں پیارے اور بھولے پاکستانیوں یہ منافق جماعتیں کسی کی فکر میں نہیں اپنے ووٹ زیادہ کرنے کے چکر میں اور چونکہ اس آپریشن میں انکے حمایتی اور ان کے سرپرست اور انکے شاگرد مارے جارہے ہیں اسلیے یہ دہشت گرد جماعتیں جو اسمبلیوں میں بھی نہیں ہیں مگر پھر بھی سیاست کے کھیل میں گھسی ہوئی ہیں طاقت کا اندازہ اب کیجیے کہ اسمبلیوں میں بھی نہیں ہیں اور سیاست بھی قومی سطح پر کرنا) چاہ رہی ہیں۔ اسمبلیوں میں اسلیے نہیں ہیں کہ عوام کے موڈ کا انہیں پتہ ہے کہ عوام نے انہیں مسترد کرنا شروع کردیا تھا گزشتہ کئی برسوں سے اس

ڈر سے الیکشن کا بائیکاٹ بھی کیا)۔

ان منافق جماعتوں کی منافقت کا بھانڈہ اسفندیار ولی نے اکیس مئی ۲۰۰۹ کو جنگ کے اخبار میں اسطرح پھوڑا مندرجہ زیل پر خبر صاف ہے جنگ کی موقع ملے توپڑھ دیکھیں یقین آجائے گا

http://www.jang.com.pk/jang/may2009-daily/21-05-2009/update.htm#76

جو سیاسی جماعتیں عسکریت پسندوں کیخلاف کاروائی کی مخالفت کر رہی ہیں وہ اے پی سی کا مشترکہ اعلامیہ اٹھا کر دیکھیں۔ تمام سیاسی جماعتوں نے عسکریت پسندوں کے خلاف کاروائی کی حمایت کی تھی (تمام میں یقیناً جماعت اسلامی، تحریک انصاف، اچکزئی اور دوسرے سنگل سنگل سیٹوں والے وہ بھی اگر انتخابات میں حصہ لیتے تو)۔اس مشترکہ اعلامیہ پر کانفرنس میں شریک تمام سیاسی رہنماؤں کے دستخط موجود ہیں۔ جو کاروائی کی مخالفت کر رہے ہیں وہ اعلامیہ کو ایک بار پھر اٹھا کر دیکھ لیں۔ اسفند یار ولی نے کہ وہ اے این پی مالاکنڈ آپریشن سے مطمئن ہے۔ اگر مقاصد پورے نہ ہوئے تو آگے بھی جانا ہوگا۔ جماعتیوں اور ن لیگ والوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسفندیار ولی نے لاشوں اور مفادات کی سیاست کرنے والوں کے ارمانوں پر مٹی ڈالتے ہوئے کہا کہ

امدادی کیمپوں میں آئندہ آنے والے وی آئی پیز کو کوئی پروٹوکول نہیں دیا جائے گا۔
یہ وقت پوائنٹ اسکورنگ اور پولیٹیکل گینز کا نہیں ہے۔ بلکہ بہت بڑا قومی سانحہ ہے۔
سلام ہے قائد تحریک جناب الطاف حسین بھائی کی دور اندیشی کو کہ انہوں نے کتنا جلدی یہ محسوس کر لیا تھا کہ یہ نام نہاد نظام عدل دراصل نظام جبر و قتل ہے۔ اور کس طرح وقت نے ثابت کیا کہ الطاف بھائی کی بات صحیح تھی اور باقی تو اب سب اس معاملے میں الطاف بھائی کی تقلید کر رہے ہیں۔
اور جس طرح طالبان کے معاملے پر الطاف بھائی نے پوری قوم کو متنبہ کیا تھا وہ ثابت ہو رہا ہے کہ ریسکیو ون فائیو کی عمارت جو دوسروں کو مدد فراہم کرتی ہے خود ایسے دہشت گرد اور انتہا پسند طالبان سوچ رکھنے والوں کے ہاتھوں سے کس بری طرح تباہ ہوئی اور کتنے لوگ فرض کی ادائیگی میں شہید ہوئے ۔ اور کس طرح پشاور میں کل دھماکے ہوئے اور لوگ مارے گئے کس طرح دوسرے علاقوں میں دھماکے ہوے اور درجنوں افراد مارے گئے مگر ٹھریے کیا ان افراد کی شہادت کسی طرح جماعتی اور تعصبی لوگوں کی سیاسی تاریخ بارہ مئی کے شہیدوں سے کسی طرح کم ہے کیوں ان لاہور پشاور ڈیرہ غازی خان کے شہیدوں اور خاص کر سوات مالاکنڈ اور دوسرے علاقوں میں شہید ہونے والوں کے لیے مزہبی

اور تعصبی جماعتیں ریلیاں وغیرہ نکالتیں اور یوم سوگ وغیرہ مناتیں۔

پاکستان - تیرا احسان ہے ہم پر

پاکستان ہمارا ملک جس کی وجہ سے ہماری شناخت ہے اور جو ہے تو ہم ہیں اور جس کے دشمن چاروں طرف اور ہمارے درمیان بھی موجود ہیں۔ جو پاکستان کی جڑوں کو اسی درخت پر بیٹھے کھوکھلا کر رہے ہیں۔ وگرنہ پاکستان جیسا عظیم ملک دنیا میں شاید ہی دوسرا کوئی ہو۔ اسے چاہے میری پاکستان سے محبت کہہ لیں یا عقیدت کہ پاکستان ہم سے ہے اور ہم پاکستان سے۔

میرا پاکستان آپ کا پاکستان

PAKISTAN.......

2nd largest Salt mine.
5th largest Gold mine.

5th largest Coal reserves.

7th largest Copper mine.

پھر بھی ہم آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے بھیک مانگنے پر مجبور رہتے ہیں آخر کیوں؟

6th largest Army.
7th with Nuclear Bomb.

پھر بھی ہمارے بیرونی دشمن تو ایک طرف ہم اپنے اندر سے دہشت گردوں کا مقابلہ کر کے انہیں اب تک شکست فاش اور عبرت کا نشان نہیں بنا پائے آخر کیوں انکے حمایتی ہمارے آڑے آتے ہیں اور خصوصاً وہ جن کے اکابرین پاکستان

بننے کی مخالفت میں پیش پیش رہتے تھے اور جن کے گھروں سے آج بھی دہشت گردوں کے جتھے کے جتھے نکل سکتے ہیں اگر حکومت ہمت کرے اور ان کے گھروں کی تلاشی لے سکے۔

11th largest Wheat producer.
12th largest Rice producer.

پھر بھی ہم اپنی ضرورت کی غذائی اشیا غیروں سے مانگنے پر مجبور رہتے ہیں۔

Still 40 percent hardly get food to eat?

Think......!

"Can Pakistan be a world player today.?"

اگر ہم من حیث القوم کچھ کر سکیں اور اپنے ذاتی اور لسانی اور تعصبی خولوں سے باہر آ جائیں۔

ہم جو بحثیت ایک قوم کبھی اس بات پر اتفاق نہیں کر سکے کہ ایک قسم کا بکرا قربانی کے لیے جائز ہے یا دوسری قسم کا

جو اپنے فروعی مذہبی انتہا پسندوں (خدارا سمجھ لو کہ علمائے حق ہماری سر آنکھوں پر) جو کہ ہماری بد قسمتی سے سیاست کے میدان میں بھی اپنے آپ کو بڑا کھلاڑی سمجھتے ہیں کاش وہ سب مل کر پوری قوم کو ایک ہی دن عید منانے کی سعادت دلوانے میں کردار ادا کر سکیں۔

کیا سرحد میں عید الگ اور پورے پاکستان میں عید الگ کی سزا تو نہیں جو کبھی زلزلوں اور کبھی ۳۰ لاکھ دربدر لوگوں کی صورت میں ہماری قوم کے ان افراد پر نازل ہو رہی ہے۔

خدارا شرم و حیا کرو اور تعصب ختم کرو اور خدا سے ڈرو میں بھی ڈرتا ہوں

اللہ ہم سب کو حق پرست بنا دے آمین

اللہ کا معجزہ - کہہ دو حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل تو ہے ہی مٹنے کے لیے

ایک عیسائی اپنے آپ کو سر سے پاؤں تک اچھی طرح چھپائے تو عیسائی کہتے ہیں کہ اس نے اپنا آپ خدا کے لیے مخصوص کر دیا مگر جب یہی کام ایک مسلم عورت کرے تو کہا جاتا ہے کہ ان کو دبایا جا رہا ہے اور یہ جبر ہے۔

اگر ایک عیسائی یا یہودی یا ہندو اگر داڑھی رکھ لے تو کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے عقیدے کے مطابق صحیح کر رہا ہے اور جب یہی کام ایک مسلمان کرے تو کہا جاتا ہے کہ یہ شدت پسند اور بنیاد پرست ہے (ہاں ہم شدت پسند تو نہیں مگر بنیاد پرست ضرور ہیں)۔

جب ایک مغربی عورت اپنے گھر میں اپنے بچوں اور اپنے گھر کی نگرانی اور نگہداشت کرتی ہے کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی ذات کی قربانی دی اور اپنے گھر اور اپنے بچوں کو فوقیت دی اپنی ذات پر۔ مگر جب یہی کام ایک مسلم عورت کرتی ہے تو کہتے ہیں مسلم عورت کو گھر میں قید مت کرو اور اس کو باہر نکالو۔ (بلا ضرورت مسلم عورت کا گھر سے نا نکلنا ہی بہتر ہے ہاں اگر ضرورت کے تحت باہر جانا پڑے تو اجازت ہے، اتنی آزادی اور رعایت ہمارے مذہب میں الحمداللہ ہے

۔)

جب کوئی طالب علم اپنے آپ کو منسلک کرلے کسی ایک سبجیکٹ سے تو کہا جاتا ہے اس کا رجحان یہ ہے اور وہ اس کا اسپیشلسٹ بن جائے گا اور اگر کوئی طالب علم اپنے آپ کو اسلام سے منسلک کرلے تو کہا جاتا ہے کہ وہ بے بس اور بے کار ہے۔

ترقی یافتہ ممالک میں اگر کوئی کرسچن یا غیر مسلم کسی کو قتل کردے تو اسکے مذہب کے متعلق نہیں بتایا جاتا اور صرف اسکے نام سے خبر شائع ہوتی ہے کہ مسٹر ایکس نے ایک قتل کیا ہے اخبارات میں اور نہ کچھ لکھا جاتا مگر اگر کوئی مسلمان اسی جرم میں پکڑا جائے تو مسلمان کو ٹرائل تو بعد میں ہوتا ہے پہلے اسلام کا ٹرائل شروع کردیا جاتا ہے اور چیخ چیخ کر ہر اخبار یہ نہیں کہتا کہ مسٹر زید نے قتل کیا ہے بلکہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ ایک مسلمان نے ایسا کیا۔

مگر بدنصیبوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی اور نا آئے گی کہ کیا وجوہات ہیں کہ اتنے ظلم وزیادتی اور ناانصافی کے باوجود اسلام دنیا بھر میں سب سے زیادہ تیز رفتاری سے پھیلنے والا مذہب ہے۔

یہ ہے اللہ کا معجزہ آئی عقل شریف میں
(قرآن میں اللہ عزوجل کا ارشاد پاک ہے (ترجمے کا بھی مفہوم پیش خدمت ہے
اور کہہ دو کہ حق (اسلام) آگیا اور باطل (کفر) مٹ گیا اور باطل تو ہے ہی مٹنے کے "
لیے۔" انشا اللہ۔ اللہ اکبر۔

But then again, why is it after all that, Islam is still the fastest growing religion in the world?

ہم ایٹم بم کھو دیں گے

تمام بھائیوں کو دل کی گہرائیوں سے سلام و دعا

گزشتہ دنوں سفر کے دوران ایک پرانے اخبار کو پڑھنے کا اتفاق ہوا (دوران سفر جب کوئی تحریر مل جائے اور وقت آپکے پاس کافی ہو تو یقین کریں تحریریں ایک نعمت محسوس ہوتی ہیں۔)

روزنامہ ایکسپریس کے شمارے ۲۳ اپریل ۲۰۰۹ کے اس شمارے میں ایک تحریر میں ہمارے ملک کے ایک مایہ ناز صحافی جناب جاوید چودھری صاحب نے کچھ اس طرح تحریر کیا ہے (ویسے متحدہ قومی موومنٹ کا ایک ہمدرد ہونے کے ناطے ہم ایسی تحریروں کو پسند کرتے ہیں وگرنہ جناب محترم جاوید چودھری صاحب نے متحدہ قومی موومنٹ پر بے انتہا تنقیدیں بھی کی ہیں جو ظاہر ہے ان کا حق ہے کہ جو چاہے اور جو سچ محسوس کریں تحریر کریں)

اپنی اس تحریر میں جس کا عنوان جاوید چودھری صاحب نے "ہم ایٹم بم کھو دیں گے"، ہم کچھ باتیں اپنے دوستوں اور ناقدین کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں کہ شائد کے اتر جائے ان کے دل میں میری نہیں تو کسی کی بات

جاوید صاحب تحریر فرماتے ہیں

ہم لوگ ابھی سعودی عرب ہی میں تھے کہ مولانا صوفی محمد کا بیان آگیا۔ مولانا نے "اپنے بیان میں جمہوریت کو غیر اسلامی، پاکستان کے عدالتی نظام کو غیر شرعی اور ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ میں اپیلوں کو حرام قرار دے دیا۔ مولانا نے نظام عدل ریگولیشن کو چاروں صوبوں میں پھیلانے کا اعلان بھی کیا۔ مولانا کے اس بیان کے بعد ایم کیو ایم کے خدشات درست ثابت ہو گئے۔ ایم کیو ایم پاکستان کی واحد سیاسی جماعت تھی جس نے

۱۳ اپریل کو قومی اسمبلی میں نظام عدل ریگولیشن ۲۰۰۹ کی مخالفت کی تھی، ایم کیو ایم کا کہنا تھا کہ طالبان اب ملک کے دوسرے علاقوں کی طرف بھی بڑھیں گے، ہم لوگوں نے اس وقت ایم کیو ایم کے اس خیال کا مذاق اڑایا تھا، ہمارا خیال تھا ایم کیو ایم سیاسی سودے بازی کیلیے یہ "سٹنٹ" کر رہی ہے۔ لیکن ایک ہی ہفتے میں ایم کیو ایم کے خدشات درست ثابت ہو گئے۔ میں اس وقت مکہ معظّمہ میں تھا جب مولانا صوفی محمد مینگورہ میں ۵۰ ہزار لوگوں سے خطاب کر رہے تھے۔--------- (آگے جاوید بھائی لکھتے ہیں) ہمیں ماننا پڑے گا مولانا صوفی محمد کے بیان نے چاولوں کی پکی پکائی دیگ ریت پر الٹ دی ہے اور اگر مولانا اور ان کے ساتھ اس قسم کے بیانات کے بجائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے، یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سلطنت کی طرح سوات میں ایسی ریاست کی بنیاد رکھنے کی کوشش کرتے جس میں امن ہوتا، روزگار ہوتا، سکون ہوتا، مساوات ہوتی، عدل ہوتا، خوشحالی ہوتی، علم ہوتا اور دنیا کی تمام سہولتیں لوگوں میں مساوی تقسیم ہوتیں تو اس نظام کو کراچی تک پہنچتے دیر نہ لگتی۔--------- (آگے جاوید بھائی مزید تحریر کرتے ہیں) ان لوگوں نے سوات پر توجہ دینے کی بجائے ملک کے دوسرے حصوں کو دھمکانا شروع کر دیا۔ انہوں نے مرکزی نظام کو للکارنا شروع کر دیا چنانچہ اس کے نتیجے میں وہ لوگ بھی ان سے دور ہو گئے جو ۲۰ اپریل تک ان کے حامی تھے۔ میں اس سلسلے میں میاں نواز شریف، اے این پی اور میڈیا کی مثال دوں گا۔ میاں نواز شریف نفاذ شریعت کے حامی تھے، یہ سوات اور فاٹا میں امن بھی چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں علاقے کے عوام کے جائز مطالبات ماننے

کے بھی حامی تھے لیکن مولانا صوفی محمد کے بیان کے بعد میاں نواز شریف نے ۲۰ اپریل کو انٹرویو دیتے ہوئے پہلی بار ان لوگوں سے الگ ہونے کا تاثر دیا۔ میاں صاحب کا کہنا تھا پاکستان کے تمام سیاستدانوں کو متحد ہو جانا چاہیے کیونکہ طالبان سوات کے بعد دوسرے علاقوں پر بھی کنٹرول چاہتے ہیں (کیا میاں صاحب نے ایم کیو ایم کی بات سمجھ کر یہ بات کی تھی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (جاوید بھائی کچھ آگے لکھتے ہیں) عوامی نیشنل پارٹی نے پاکستان پیپلز پارٹی سے بزور بازو یہ معاہدہ منوایا تھا، اے این پی نے یہ دھمکی تک دی تھی کہ اگر حکومت نے سوات معاہدے کی توثیق نہ کی تو ہم حکمران اتحاد سے الگ ہو جائیں گے۔ لیکن مولانا صوفی محمد کے بیانات کے بعد اے این پی کے ارکان بھی شرمندہ شرمندہ پھر رہے ہیں اور ان کے لئے نظام عدل ریگولیشن کا دفاع مشکل ہو گیا ہے (آگے اور بھی بہت کچھ اچھا لکھنے کے بعد آخری باتیں کچھ اس طرح تحریر فرماتے ہیں) ۔۔۔۔۔۔ مجھے نہیں معلوم مولانا صوفی محمد کے بیانات سے اسلام اور پاکستان کو کوئی فائدہ ہوتا ہے یا نہیں لیکن میں اتنا جانتا ہوں اس قسم کے بیانوں اور رائفل بردار شریعت سے اسلامی دنیا اپنی واحد ایٹمی طاقت سے ضرور محروم ہو جائے گی۔ ہم اسلام پائیں یا نہ پائیں لیکن ہم اپنا ایٹم بم ضرور کھو دیں گے۔"

اوپر کی تحریر میں ( ) یعنی بریکٹ کے درمیان الفاظ میرے اپنے استعمال کردہ ہیں برائے مہربانی ان کو مزکورہ تحریر کا حصہ مت سمجھ لیجیے گا بشکریہ۔

اب میری کچھ اور عرض صبر و تحمل سے سن لیں اوپر کی تحریر جناب جاوید چوہدری صاحب نے تئیس اپریل (۲۳ اپریل) ۲۰۰۹ کو روزنامہ ایکسپریس میں پیش کی ہے پوری تحریر پڑھنے

والے اس روز کے اخبار کا مطالعہ کریں اور جن کو میسر نہ ہو کے وہ متحدہ قومی موومنٹ
کی ویب سائٹ میں نیوز آرکائیو میں تلاش کر لیجیے جہاں آپ کو اور بھی بہت کچھ مل
جائے گا ہو سکتا ہے آپ کو اس سے کچھ سمجھنے کا یا ہو سکتا ہے کچھ تنقید کا مواد میسر
آجائے بشکریہ

اقبال تیرے دیس کا کیا حال سناؤں

مورخہ ۵ جون ۲۰۰۹ کو جناب ارشاد احمد حقانی صاحب کے ایک کالم میں مندرجہ ذیل نظم جو جناب امیر الاسلام ہاشمی صاحب کی ہے پیش کی گئی ملاحظہ فرمایئے :

دہقان تو مر کھپ گیا اب کس کو جگاؤں
ملتا ہے کہاں خوشہ گندم کہ جلاؤں
شاہین کا ہے گنبد شاہی پہ بسیرا
کنجشک فرد مایہ کو اب کس سے لڑاؤں
اقبال ! ترے دیس کا کیا حال سناؤں
ہر داڑھی میں تنکہ ہے تو ہر آنکھ میں شہتیر
مومن کی نگاہوں سے بدلتی نہیں تقدیر
توحید کی تلوار سے خالی ہیں نیامیں
اب زوق یقین سے نہیں کٹتی کوئی زنجیر
اقبال ! ترے دیس کا کیا حال سناؤں
شاہین کا جہاں آج بھی کرگس کا جہاں ہے

ملتی ہوئی ملا سے مجاہد کی اذاں ہے
مانا کہ ستاروں سے بھی آگے ہیں جہاں اور
شاہیں میں مگر طاقت پرواز کہاں ہے
اقبال! ترے دیس کا کیا حال سناؤں
مرمر کی سلوں سے کوئی بے زار نہیں ہے
رہنے کو حرم میں کوئی تیار نہیں ہے
کہنے کو ہر اک شخص مسلمان ہے لیکن
دیکھو تو کہیں نام کو کردار نہیں ہے
اقبال! ترے دیس کا کیا حال سناؤں

اوپر کے سطروں میں کہیں نظم نگار کا اشارہ میاں صاحب کی طرف تو نہیں جو گندی) سیاست میں مزید گندگی پھیلانے حرم جیسی پاک صاف جگہہ چھوڑ کر پاکستان کی سیاست میں اپنا حصہ بٹورنے آن دھمکے اور مرحوم جناب محترم میاں شریف صاحب جو ایسی جگہ اللہ کو پیارے ہوئے جہاں دم نکلنا اور جہاں دفن ہونا ہر مسلم کے لیے اعزاز ہے مگر بے چارے میاں شریف مرحوم کہ جنکی اولاد نے ان کے جسد خاکی کو اپنی سیاست چمکانے کے لیے

پاکستان بھیج دیا تاکہ اس پر کچھ سیاسی غل غپاڑہ اور شور و غوغا کرکے کچھ سیاسی فوائد
(حاصل کیے جا سکیں

بیبانی و حق گوئی سے گھبراتا ہے مومن
مکاری و روباہی پہ اتراتا ہے مومن
جس رزق سے پرواز میں کوتاہی کا ڈر ہو
وہ رزق بڑے شوق سے اب کھاتا ہے مومن
اقبال! ترے دیس کا کیا حال سناؤں
پیدا کبھی ہوتی تھی سحر جس کی اذاں سے
اس بندہ مومن کو میں اب لاؤں کہاں سے
!وہ سجدہ، زمیں جس سے لرز جاتی تھی یارو
اک بار تھا، ہم چھٹ گئے اس بار گراں سے
اقبال! ترے دیس کا کیا حال سناؤں
جھگڑے ہیں یہاں صوبوں کے، زاتوں کے، نسب کے
اگتے ہیں تہہ سایئہ گل، خار غضب کے

یہ دیس ہے سب کا، مگر اس کا نہیں کوئی
اس کے تن خستہ پہ تو اب دانت ہیں سب کے
اقبال! ترے دیس کا کیا حال سنائوں
محمودوں کی صف آج ایازوں سے پرے ہےؔ
جمہور سے سلطانی جمہور ڈرے ہے
تھامے ہوئے دامن ہے یہاں پر جو خودی کا
مر، مر کے جئے جاتے ہے، جی، جی کے مرے ہے
اقبال! ترے دیس کا کیا حال سنائوں
دیکھو تو زرا محلوں کے پردوں کا اٹھا کر
شمشیروں سناں رکھی ہیں طاقوں پہ سجا کر
آتے ہیں نظر مسند شاہی پہ رنگیلے
تقدیر امم سو گئی طائوس پہ آکر
اقبال! ترے دیس کا کیا حال سنائوں

مکاری و عیاری، غداری و ہیجان
اب بنتا ہے ان چار عناصر سے مسلمان
! قاری اسے کہنا تو بڑی بات ہے یارو
اس نے تو کبھی کھول کے دیکھا نہیں قرآن
اقبال ! ترے دیس کا کیا حال سنائوں

کردار کا گفتار کا اعمال کا مومن
قائل نہیں ایسے کسی جنجال کا مومن
سرحد کا ہے مومن کوئی بنگال کا مومن
ڈھونڈے سے بھی ملتا نہیں قرآن کا مومن
اقبال ! ترے دیس کا کیا حال سنائوں
اوپر دی گئ تحریر کو خود مطالعہ کرنے کے لیے لنک حاضر خدمت ہے

http://jang.com.pk/jang/jun2009-daily/05-06-2009/col1.htm

اور نظم کے دوران ( ) .بریکٹ میں تبصرہ اس خاکسار کی طرف سے ہے نظم نگار کی طرف سے نہیں ہے چوٹ لگ جانے پیشگی کی معزرت چاہتا ہوں

اوپر کی نظم کیا کہیں اپنا حال اپنی زبان سے پیش کر رہی ہے۔ اتنی حق پرستی اور اتنی سچائی پر نظم نگار کو خراج تحسین اور اگر ہمیں مزکورہ باتیں.بری لگیں چاہے حق ہی کہا گیا ہو تو تف ہے ہمارے زوق، ہمارے شعور اور ہمارے ضمیر پر۔

آپ کا خادم

امت مسلمہ سے ہالبروک کا استفسار اور ہماری خاموشی

گزشتہ دنوں مورخہ پانچ جون دو ہزار نو کو روزنامہ جنگ میں رچرڈ ہالبروک کا ایک بیان نظر سے گزرا اب تو قومی بے حسی و بے غیرتی اتنی بڑھ گئی ہے کہ ان کا بیان پڑھ کر ہنسی آئی تو جہ رہے جہاں شرم آنی چاہیے تھی وہاں ہنسی آئی۔

http://jang.com.pk/jang/jun2009-daily/05-06-2009/main.htm

پاکستان اور افغانستان کیلیے امریکی صدر بارک اوباما کے خصوصی نمائندہ رچرڈ ہالبروک نے کہا کہ

امریکی کی تمام تر ہمدردیاں، تعاون اور مدد متاثرین مالاکنڈ کے ساتھ ہیں۔ امریکی" مصیبت کی اس گھڑی میں متاثرین کے ساتھ ہے اور متاثرین کی بھرپور حمایت کرتا ہے۔۔۔۔ (مزید کہتے ہیں)۔۔۔۔۔ سوات متاثرین کیلئے سب سے زیادہ امداد امریکہ نے دی یورپ اور مسلم ممالک کہاں ہیں۔ امریکا نے متاثرین کی بحالی اور مدد کیلئے بحالی اور مدد کیلیے جن تین سو ملین ڈالر کی امداد کا اعلان کیا ہے اس میں مزید اضافے کی کوشش "کریں گے

کس طرح رچرڈ ہالبروک نے یورپ کو اور مسلم ممالک کو للکارا ہے (یورپ تو خیر ہے کفار کا ٹولہ) مگر شاباش ہے ہمارے مسلم ممالک کی بے غیرتی و بے حسی کو (اجتماعی ناکہ انفرادی) کہ کس طرح ایک معمولی امریکی عہدے دار چوٹ کر گیا اور ہماری مزہبی بے حسی

کو اجاگر کر گیا اور ہم چپ ہیں کیا کریں کر بھی کیا سکتے ہیں۔
زرا غور طلب بات یہ ہے کہ ملک کی وہ جماعتیں جو اپنے آپ کو نمبر ایک اور نمبر دو اور وہ جماعتیں جو اسلام کے نام پر سیاست کرتیں ہیں اور جنھوں نے پاکستان کی سیاست میں آ کر اربوں ڈالر بنائے ہیں کیا انہیں اتنی بھی شرم نہیں کہ قومی غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہ چند کروڑ جنکے دعوے ہمارے ملک کے چوٹی کے سیاستدان کرتے ہیں کہ آج ہم نے بیس لاکھ اور آج تک ہماری پارٹی نے ۵ کروڑ دے دیے ہیں سوات و مالاکنڈ کے متاثرین کی بحالی کے لیے۔
غیرت مندوں اب تک ملک کی سیاسی و (نام نہاد) مزہبی جماعتوں نے کتنی رقم جمع کر کے اپنے پریشان حال بھائیوں کو جنہیں ہمارے ملک کی اکثر بے غیرت جماعتوں نے نام نہاد نظام عدل جیسے مکروہ آرڈینس کو پاس کروا کر اپنے ہاتھوں اپنوں کو عزاب و مصیب میں ڈال دیا اور اب متاثرین کے حقوق و بحالی کے نام پر سیاست چمکا رہے ہیں۔
کبھی زلزلے کے متاثرین کے لیے کافروں کی طرف ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں (مصیبت جو اللہ کی طرف سے آئی) اور کبھی نفاز شریعت کی آڑ میں جاہل لوگوں کی حمایت و سرپرستی کر کے پچیس تیس لاکھ لوگوں کو بھکاری بنا رکھ چھوڑا (یہ مصیبت اپنے ہاتھوں کی کمائی ہوئی تھی ناکہ اللہ کی طرف سے مصیبت و عزاب)
اگر غیرت مندوں کو معلوم ہے تو شاباش ہے وگرنہ زرا حساب لگا کر اور گن کر بتایا جائے کہ ملک بھر کی سیاسی، مزہبی، سماجی، فلاحی جماعتوں اور ملک بھر کے غیور عوام نے نے اپنے بھائیوں اور اپنے ہم وطنوں کے بحالی اور امداد کے نام پر کل کتنی رقم اب

تک جمع کی ہوگی۔ کسی نے ۵ کروڑ کسی نے ۱۰ کروڑ اور کسی نے ۵ لاکھ اور کسی نے کچھ کسی نے ٹی وی پروگرامز کی آڑ میں چند کروڑ (جو لیے عوام سے جاتے ہیں اور دیے اپنے چینلز کی پرموشن کے لیے اپنے چینل کی طرف سے دیے جاتے ہیں) اگر کل ملا لیں تو شائد چند ارب یعنی ۲ یا چار ارب روپے اور امریکہ جس کی دشمنی میں ہم سب الحمداللہ بڑے آگے ہیں وہ ایک ہی حملے میں چوبیں ارب روپے یعنی تین سو ملین امداد دے رہا ہے اور کیا ہم میں بحثیت قوم اتنی غیرت و حمیت نہیں کہ ہم امریکہ اور کافروں سے کہہ دیں کہ نہیں چاہیے ہمیں تمہاری خیرات مگر ٹھریے کیسے کہہ دیں ہمارے ملک کی اکثریت (بشمول مزہبی جماعتوں) امریکہ امداد کے نام پر ہی تو اپنی سیاست چمکاتی ہے۔

شرم ہم کو مگر نہیں آتی ہم امریکی گندم کھاتے اس کی خیرات پر ہمارے ملک کی معیشت کا دارومدار ہے اور اس کی ہاں میں ہاں ملائے بغیر ہمارے ملک میں کوئی ترقیاتی کام اور کوئی حکومت نہیں چل سکتی اور ہم ہیں کہ اس کو برا بھلا بھی کہہ رہے ہیں اور اس کا کھا بھی رہے ہیں

یعنی پہلے بزرگ کہتے تھے

کہ منہ کھائے تہ آنکھ شرمائے

مگر ان بزرگوں کو کیا پتا تھا کہ آنے والی نسلوں میں ہمارے جیسے بے غیرت بھی ہونگے جو جس کا کھائیں گا اس پر غرائیں (دکھاوے کے طور پر ہی سہی تاکہ عوام میں سیاست چمک کر کی جائے) گے بھی اور اپنے بچے بھی اسی ملک میں پڑھوائیں گے اور اپنے عوام کو مرنے کے لیے اس ملک میں چھوڑ کر (خود وزیراعلی شہباز شریف صاحب اپنا اور اپنے بچوں

کا علاج کرواتے ہیں لندن میں اور پنجاب کے اسپتالوں کا دورہ کر کرکے غیر حاضروں کو برطرف کرنے اور صحت کا معیار بہتر بنانے اور عوام کی صحت کے لیے مزید اقدامات پر زور دیتے ہیں شرم تم کو مگر نہیں آتی منافقوں کے سرداروں) ظالم و کافر و فاجر ممالک کے دورے کر کے مزے اڑاتے ہیں۔

اور کیا کہوں شرم شائد ہی آئے کوئی الفاظ سے شرم تھوڑی آتی ہے یہ تو تربیت و کردار کی پختگی سے آتی ہے جو قوم میں ناپید ہے۔

کسی سیاستدان نے ڈرون حملوں سے متعلق کوئی بات نہیں کی

گزشتہ دنوں اخباروں کے مطالعے سے پتہ چلا کہ امریکی اہلکار رچرڈ ہالبروک نے کہا کہ ان کی پاکستانی سیاست دانوں (سب سے مقبول پاکستانی لیڈر نواز شریف اور حکومتی ارکان (وزیراعظم صاحب، صدر مملکت صاحب، وزیر خارجہ صاحب اور بے شمار حکومتی ارکان) سے ملاقات و گفتگو رہی مگر کسی نے امریکی ڈرون حملوں کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی۔

مورخہ پانچ جون کے روزنامہ جنگ میں ہالبروک کا بیان چھپا ہے

http://jang.com.pk/jang/jun2009-daily/05-06-2009/update.htm#71

تفصیل کے لیے پڑھ لیجیے گا موقع ملے تو

(لکھا ہے)

افغانستان اور پاکستان میں امریکا کے خصوصی نمائندے رچرڈ ہالبروک نے کہا ہے کہ " پاکستانی حکومت اور سول سوسائٹی نے ڈرون حملوں پر امریکا سے کوئی بات نہیں کی، پاکستان کی خودمختاری کا احترام کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان نے ڈرون حملوں پر امریکی حکومت سے بات نہیں کی۔"

ادھر وزیراعظم پاکستان نے قوم کو گمراہ رکھنے کے لیے دوسرے دن کہا

http://www.jang.com.pk/jang/jun2009-daily/06-06-2009/update.htm#42

ڈرون حملوں پر میرا اور نواز شریف کا موقف ایک تھا اور اس سلسلے میں رچرڈ" ہالبروک سے بات کی تھی (یعنی میں اکیلا قصور وار نہیں ہوں نواز شریف بھی ساڈھے ساتھ ہے اور اس سلسلے میں ہالبروک سے بات کی تھی وہ بھی ذاتی طور پر کی تھی کوئی شکایت تھوڑے کی تھی ڈرون حملوں کے خلاف یہ ہالبروک بھی نا کچا ہے اور پیٹ کا اتنا ہلکا ہے کہ فوراہی سچ اگل دیا یہ نہیں کہ اپنے ملک جا کر جو مرضی کہتا پھرتا ایک تو یہ امریکی بھی نا بس کیا کہیں جی انہیں کی کھاتے ہیں اور ان پر کیسے غرائیں غرانے والوں کا (انجام نظر میں رہتا ہے

ایک سوال پر وزیراعظم صاحب کا یہ کہنا تھا کہ ہم نے امریکا سے ڈرون طیاروں کی ٹیکنالوجی مانگی ہے اور یہ تاثر غلط ہے کہ پاکستانی قیادت نے ڈروں حملوں کے بارے میں بات چیت نہیں کی (جی ہاں امریکا سے ڈرون طیاروں کی ٹیکنالوجی اس لیے مانگی ہے کہ جو کام آپ کر رہے ہیں اس سے زیادہ اچھا تو ہم کر سکتے ہیں کیسے اپنا ملک دو ٹکڑے کروایا تھا کوئی تھا مرد کا بچہ جو باہر سے یہ کام کر سکتا ہوتا۔ اور وزیراعظم صاحب کہہ رہے ہیں کہ تاثر غلط ہے کہ ڈروں حملوں کے بارے میں بات چیت نہیں کی۔۔۔۔ جی ہاں ضرور ڈرون حملوں کے بارے میں بات چیت کی تھی کہ ڈرون حملے آپ نا کریں ہمیں ٹیکنالوجی دیں ہم خود کریں گے یہ بات چیت کی تھی ڈروں حملوں کے (سلسلے میں اور یہ بھی صحیح ہے کہ ڈرون حملے روکنے کی بات نہیں کی۔

واہ بھئی ملک کے ٹاپ کے سیاست دانوں جو اپنے ذاتی بنائے ہوئے اسٹیٹ سے نکلنے سے ڈرتے ہو جب تک سیکورٹی کا یقین نا ہو جائے اور اخباروں میں ڈرون حملوں کے خلاف بیانات اور اپنی اسٹیٹ میں بحفاظت امریکی اہلکاروں سے سوٹڈ بوٹڈ اور کھلکھلاتے اور خوشگوار موڈ میں ہوتے ہوئے ڈرون حملوں کے خلاف ایک لفظ نا کہنے کے سچ کو ایک امریکی معمولی اہلکار کس طرح کہہ گیا اور لگے وزیراعظم صاحب تردید کرنے کیوں نا وزیراعظم جیسی حیثیت رکھنے والے شخصیت سے یہ ہوا کہ اس اہلکار کو کڑے ہاتھوں لیتا اور اس سے کہتا کہ کیوں جھوٹ بولتے ہو کہ ہم نے امریکی ڈرون حملوں کے خلاف کچھ نہیں کہا یا پیغام نہیں دیا امریکی حکومت کو۔ مگر بولیں تو کیسے جب بات ہی نہیں کی ہوگی تو کیسے اس اہلکار کے سچ کو جھوٹ ثابت کردیں۔

اس کا مطلب ہے ہمارے سیاستدانوں کو واقعی شرم آرہی ہے کہ جس کی خیرات وامداد) کھارہے ہیں اس کے چند حملے بھی برداشت کرلینے چاہیے)۔

متاثرین میں موجود ٹولے اور انکے شیطانی افعال

مورخہ چھ جون کو روزنامہ جنگ میں اسپیشل سروسز گروپ کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل ندیم نے کہا ہے کہ بہت سے لوگوں نے خود کو ایک سے زائد مرتبہ رجسٹر کرایا تھا جبکہ ایک متاثرہ خاتون نے تو خود کو چالیس جگہوں پر رجسٹر کرایا ہوا تھا۔

بہت سے لوگوں نے یہ بات بتائی ہے کہ مالاکنڈ اور سوات سے ہجرت کرنے والے لوگوں میں دہشت گرد طالبان گھس گئے ہیں اور جو لوگوں کے گلے کاٹ دیتے ہوں ان کے لیے اپنی بڑھی ہوئی داڑھیاں اور بال کٹوا لینا کیا بڑی بات ہے۔

یہ طالبان دہشت گرد بچوں اور عورتوں کو یرغمال بناتے اور ان کے ساتھ سفر کرتے اور ان کو اپنی بیویاں ظاہر کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں کے گھر پناہ گزین کے طور پر پناہ لیتے ہیں اگر وہاں زرا بھی مقامی پناہ دینے والے کو شک ہو تو اس کے بیوی بچوں کو بھی یرغمال بنائے بیٹھے اور ان کے قتل کی دھمکی دے رہے ہیں۔ شائد آپ کو یہ کوئی افسانوی بات لگے مگر ہمارے ایک کولیگ جو مانسہرہ سے حال ہی میں واپس آئے ہیں وہ یہ تفصیل بتا رہے تھے۔

پورے ملک میں بے چارے مظلوم سوات اور مالاکنڈ اور دوسری ایسی جگہوں کے پناہ گزینوں کے لیے قربانی و نیک جذبات ہیں اور وہیں کے قریب کے رہنے والوں کا بھی حال سن لیجیے (اکثر عوام کو چھوڑ کر) مالی منفعت اور مال کمانے کی غرض سے بہت سے جگہوں کے ٹرانسپورٹرز نے سوات و مالاکنڈ کے متاثرین سے کرایہ کی مد میں دوگنی تگنی رقوم کے عوض ٹرانسپورٹ فراہم کر رکھی ہے اسی طرح جو لوگ پیسے رکھتے ہیں ان سے راشن و ضروریات زندگی کی دوسری اشیا کی بھی دوگنی تگنی قیمتیں وصول کی جا رہی ہیں اور بچوں

کے ساتھ برے فعل کرنا اور دوسرے خیموں میں گھس کر شیطان کو شرما دینے والے عمل کرنا وہاں کا معمول بن گیا ہے۔ مگر جو لوگ زندگی و موت کی کشمکش میں اور دانے دانے کو ترس رہے ہیں وہ کیا مقدمہ درج کروائیں (پنجاب کے ن لیگ سے تعلق رکھنے والے ایم این اے اور ایم پی لیز جو کچھ کر رہے ہیں ان کو کوئی روکنے والا نہیں نا کہ (خیموں میں کھیل کھیلنے والوں کو کوئی کیا پکڑے گا۔

اب جب ایک عورت اپنے آپ کو چالیس چالیس جگہوں پر رجسٹر کروا سکتی ہے تو اس جیسے ہوشیار اور سمجھدار مرد کیا پیچھے ہونگے۔

بس بھائی یہ سب ہمارے اعمال کے سبب ہیں چاہے آپ یقین کریں یا نا کریں کیا وجہ ہے کہ قدرتی آفات اور انسانی پیدا کیے ہوئے المیے اس صوبے اور اس سے ملحقہ علاقوں سے چمٹ کر رہ گئے ہیں اجتماعی توبہ و دعا کی ضرورت ہے اللہ ہم سب پر رحم کرے آمین

http://www.jang.com.pk/jang/jun2009-daily/06-06-2009/update.htm#42

وکلا گردی - میرا لاہور - زندہ ہیں وکلا زندہ ہیں

گزشتہ دنوں اہل پاکستان نے اپنی ٹی وی اسکیرنز پر وکلا گردی کے نئے نئے تماشے دیکھے جب لاہور بار میں وکلا گردوں نے اہل وطن کو دکھا دیا کہ مشرف کو ہٹانے کی تحریک کے ساتھ ساتھ وہ ایک دوسرے کو بھی برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہماری گزارش ہے کہ چیف جسٹس آف پاکستان اور اگر انکے پاس وقت نہیں ہے گرمیوں کی چھٹیوں کی وجہ سے تو کم از کم نکے (چھوٹے) چیف جسٹس آف لاہور ہی اس وکلا گردی کا نوٹس لیں اگر ان کے بس کی بات ہے تو ورنہ گو خواجہ شریف گو یا گو افتخار چوہدری گو جیسے نعرے نا لگ جائیں۔

لاہور ہائی کورٹ بار ایسو سی ایشن کی صدارت پر بار کے دو گروپوں کے درمیان پیدا ہونے والا تنازعہ شدت اختیار کر گیا ہے، جمعہ کے روز اس تنازعہ کے حل کے لئے بلائے گئے جنرل ہاؤس کے اجلاس میں شدید ہنگامہ آرائی، ہاتھا پائی اور نعرہ بازی کے بعد حامد خان گروپ سے تعلق رکھنے والے وکلا کے ایک دھڑے نے ہائی کورٹ کی صدارت پر فائز منور اقبال گوندل کو زبردستی نکال کر کمیٹی روپ پر قبضہ کر لیا (وکلا گردی - زندہ ہیں وکلا زندہ ہیں)۔ دونوں گروپوں میں ہاتھا پائی شروع ہو گئی اور مخالف دھڑے نے ہائی کورٹ کے کمیٹی روم پر دھاوا بول دیا اور بار کے صدر منور گوندل کو زبردستی کمرہ سے باہر نکال دیا۔ بعد ازاں صدر منور گوندل نے بھی پریس کانفرس کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ہفتہ کے روز بار کے الیکشن سراسر غیر قانونی اقدام ہیں اور کسی غیر قانونی کام کو پایہ تکمیل تک پہنچنے نہیں دیا جائے گا۔ ہمارے پاس آئینی عہدے ہیں۔ پیپلز پارٹی لائرز فورم نے بار کے موجودہ صدر منور اقبال گوندل کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا جبکہ

ن لیگ کے لائرز اب پنجاب حکومت پر قبضے کے بعد لاہور بار کونسل پر بھی قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

مورخہ چھ جون

http://www.jang.com.pk/jang/jun2009-daily/06-06-2009/cities/lahore/index.php

پاکستان - زرعی ٹیکس اور بے چارہ شوکت ترین

بلاآخر وزیراعظم کے مشیر برائے امور خزانہ شوکت ترین نے اقبال جرم کر لیا ہے کہ زراعت کو منافع بخش بنائے بغیر زرعی ٹیکس عائد نہیں کیا جاسکتا اس بات کا انکشاف انھوں نے ہفتے کے روز لاہور پریس کلب میں فیپ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر کیا۔
سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا مملکت خداداد پاکستان میں زرعی ٹیکس اور وہ بھی وڈیروں جاگیرداروں کے رہتے ہوئے اور وہ بھی ان کے سیاست میں رہتے ہوئے ممکن ہے۔
پاکستان کی سیاست ہو یا افسر شاہی، افواج پاکستان ہوں یا خدام پاکستان سب کے تانے بانے اور ڈانڈے اگر دیکھنے ہوں تو سب کی تحقیق کر گزرو سب کا تعلق وہیں سے نکلے گا جہاں جاگیرداروں اور وڈیروں کے گھر ہونگے۔ بہت سے پردہ نشینوں کے بارے میں ہمیں پتہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ کسی جاگیردار گھرانوں سے تعلق رکھتے ہونگے مگر وہ رکھتے ہیں۔ اور ملک کی بدنصیبی اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ جاگیردار اور زراعت سے وابستہ ایک بڑا طبقہ زراعت کے سبب بے پناہ روپیہ پیسا بنانے پر لگا پڑا ہے اور اگر ٹیکس لگے تو ان پر لگے گا کسی کی کمین یا مزارعے پر تھوڑا ہی لگے گا مگر کب اور کیسے لگے گا یہ ایک لاحاصل سوال ہے جس کا جواب نا میرے پاس ہے اور نا کسی اور کے پاس۔
یہ بے چارہ شوکت ترین ایک بینکر سمجھ رہا تھا کہ وہ مشیر خزانہ ہے تو اسکے مشورے سے خزانے کے متعلق فیصلے اور کام ہونے ہیں مگر اس کو اپنی اوقات اب پتہ چل گئی ہوگی اور چونکہ ہماری قوم سے ہی تعلق ہے شوکت ترین کا چنانچہ بے غیرتی کے سبب اپنے اختیارات اور اپنے فیصلوں پر عمل نہ ہو سکنے کے نتیجے میں استعفی جیسی غیرت کا مظاہرہ کیسے کرسکے گا۔ ہاں ایک بات اسکے اختیار میں ضرور ہوگی کہ جاگیرداروں اور

وڈیروں کو چھوڑ کر عوام پر جتنا سیلز ٹیکس لگا سکتے ہو لگا گزرا اور یہ تو ہوتا رہتا ہے اور مزید بھی ہو جائے گا۔

میاں صاحب ! کدھر جا رہے ہیں؟ انصار عباسی کا استفسار

ملک کے مشہور صحافی انصار عباسی جن کے پاس بڑی اہم معلومات موجود ہوتی ہیں اور وہ وقت کا انتظار کرنے اور بالکل وقت پر ان معلومات کو نکالنے اور تماشہ دکھانے کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ اب معلوم نہیں کن وجوہات کی بنا پر نواز شریف صاحب کو تنبیہ کر بیٹھے ہیں جو انکے ایک کالم میں پڑھی اور قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ ہم کچھ کہتے ہیں تو ہمارے دوستوں کو بڑی چوٹ لگ جاتی ہے اسلیے اب کوشش یہ کریں گے کہ اپنی باتیں کم رکھیں اور آئینہ دکھائیں دوسرے کا کہ شائد اپنے چہرے پر لگی گند ہم جیسی غیرت مند قوم کو نظر آنے لگے۔۔بریکٹ یعنی ( ) میں تبصرہ یا اضافہ میری طرف سے سمجھا جائے اس کو انصار عباسی صاحب کی طرف سے براہ مہربانی نا سمجھا جائے۔ انصار عباسی فرماتے ہیں "خدا جانے میاں نواز شریف کو کیا ہو گیا ہے۔ اچھی خاصی سیدھی سیاست کرتے کرتے ایک سے پریگمیٹک ہوتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں (مطلب اس کا ڈکشنری میں ہی دیکھ لیں تو معلوم ہو جائے گا)۔ ایسے حالات میں جہاں اس ملک کو سیدھی اور کھری بات کرنے والے سیاستدانوں کی ضرورت ہے میاں صاحب ان لوگوں کی صف میں آ کھڑے ہوئے ہیں جو کہ کنفیوزڈ ہیں اور اس قوم کو بھی کنفیوز کر رہے ہیں (مطلب یہ ہے کہ انصار عباسی صاحب کی صف سے نکل گئے ہیں)۔ امریکہ کے بارے میں کچھ عرصے پہلے تک کسی غلط فہمی کا شکار نہ تھے اور اس کو پاکستان کے اندرونی مسائل خصوصا دہشتگردی، طالبنائیزیشن (ارے الطاف بھائی کے طالبائنزیشن کے ڈھول کو میاں صاحب بھی بجاتے رہے ہیں کیا، ہمیں نہیں معلوم تھا) اور عسکریت پسندی کا ذمہ دار ٹھراتے تھے لیکن کچھ عرصہ سے ان کی امریکہ کے بارے میں سوچ میں ایک ایسی تبدیل آئی ہے (جی ہاں میاں صاحب کی فکر و سوچ تک کی خبر ہے انصار صاحب کو) کہ اب ان کی زبان سے نکلنے والے الفاظ صدر آصف علی زرداری سے کچھ زیادہ مختلف نہیں (ارے بھائی ملک کے متفقہ جمہوری طریقے سے منتخب صدر کی زبان سے نکلنے والے ایسے کونسے الفاظ سے عباسی صاحب کو چوٹ لگ جاتی ہے) میاں صاحب کے دل میں بھی شائد جناب صدر زرداری کی امریکہ کی محبت گھر کر چکی ہے (جی ہاں کیونکہ اب میاں صاحب کو نظر آتا لگ رہا ہے کہ اگلے پریمیر آف پاکستان امریکی آشیرباد سے وہ بننے جا رہے ہیں)۔ کیا یہ درست نہیں کہ ہمارے حکمران اور سیاستدان بار بار یہ ثابت کر رہے ہیں وہ ویسے تو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں (تو کیا انصار عباسی صاحب اللہ پر ایمان نہیں رکھتے کیا) مگر سیاست، حکومت اور دوسرے معاملات (صحافت کہتے ہوئے کیوں غیرت آ گئی انصار عباسی صاحب کو) میں ان کو دنیاوی آقا امریکہ کی خوشنودی درکار ہے (پناہ گزینوں کی امداد کے لیے انصار عباسی صاحب فرمادیں کہ دنیاوی آقا امریکہ کے علاوہ کس نے کیا دیا کیا آپ کی صرف دعائوں سے لوگوں کے ٹھوس مسئلے حل ہو جاتے ہیں اگر ایسا ہے تو تمام علما سے کہیں کہ دعائیں کرتے رہا کریں کوشش کیوں کرتے ہیں امریکی گود میں بیٹھ کر سیاسی میدان میں آنے کی)

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مزید آگے انصار صاحب لکھتے ہیں) زرداری اور مشرف سے تو کوئی گلہ نہیں (ماشاءاللہ زرداری اور مشرف سے کوئی گلہ نہیں کون قربان نا جائے انصاری صاحب کی سادگی و صداقت پر) کیونکہ وہ تہ پہلے بھی ایسے ہی تھے اور ان کی پالیساں امریکہ نواز ہی رہیں (تو نواز شریف صاحب کی پالیسیاں آپ کو لگتا ہے امریکی نواز نہیں تھی تو یوسف رمزی کو کس کی حکومت میں گرفتار کرکے امریکہ کے حوالے کیا گیا تھا انصاری صاحب کچھھ تو خوف خدا کریں عوام کا حافظہ بلاشبہ کچھ کمزور ہے مگر اتنا بھی نہیں ہاں آپ کا جیب خرچ لگ رہا ہے شریف برادران نے کم کر دیا ہے)

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مزید انصار عباسی لکھتے ہیں)۔۔۔۔۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ کل تک امریکہ کی نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ اور اس کے پاکستان کے اندر ہونے والے تباہ کن اثرات کی مخالفت کرنے والے میاں نواز شریف اب اس معاملہ میں مکمل طور پر خاموش ہیں۔ مشرف اور زرداری کی طرح اب نواز شریف کو بھی عسکریت پسندی، طالبائنزیشن اور دہشت گردی کی روک تھام کے لئے فوجی آپریشن ہی ایک واحد حل نظر آ رہا ہے۔ دوسروں کی طرح اب رسمی طور پر ڈرون حملوں کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ لیکن امریکہ کی دہشت گردی کے خلاف جنگ کو میاں صاحب نے بھی تقریبا اپنی جنگ تسلیم کر لیا ہے۔ اس ڈر سے کہ کہیں دنیاوی آقا ناراض نہ ہو جائے۔۔۔۔۔ (مزید آگے لکھتے ہیں) پاکستان آرمی کو تو مشرف نے پہلے ہی بہت بدنام کر دیا تھا (تو بھیا کس نے پاکستان آرمی کو سوات اور مالاکنڈ میں طلب کیا، حکومت کو چاہیے تھا کہ ہمارے صحافی بھائیوں کو ایک گروپ بھیج دیتے سب مسئلے حل ہو جاتے)۔۔۔۔۔۔۔ اگر سوات آپریشن مزید طول پکڑ گیا اور کولیٹرل ڈیمیج مزید بڑھ گیا تو کیا اس سے آرمی کی ساکھ مزید خراب نہ ہوگی۔۔۔۔۔۔۔ ایسے میں کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلم لیگ ن بھی روشن خیال پارٹیوں میں شامل نا ہو جائے (جی ہاں کلین شیوڈ میاں برادران اور انکی پارٹی میں شامل تمام شرعی حال و حلیہ رکھنے والے کہیں روشن خیال ہو کر پینٹ شرٹ ٹائیوں کوٹوں اور داڑھی منڈے نا بن جائیں- ویسے بائی داوے یہ انصار عباسی کونسی دنیا میں رہتے ہیں لگ رہا ہے چیک ملنے واقعی کم ہو گئے ہیں جو ایسی بہکی بہکی باتے کر رہے ہیں- نواز اینڈ کمپنی روشن خیال نہیں تو کیا مذہبی پارٹی ہے)۔آج کے ماحول میں اسلام اور شریعت تو پہلے ہی کچھ بہت سوں کو کچھ آوٹ ڈیٹڈ لگنے لگے ہیں ویسے بھی ہم نے اپنے آپ کو امریکا کی نظر سے دیکھنا شروع کر دیا ہے (کب سے شروع کیا ہے زرا تفصیل تو پتہ چلے اور اس سے پہلے کس کی نظر سے دیکھتے تھے جب روس سے جنگ لڑ رہے تھے دوسروں کی جنگ) ہمیں داڑھی اور برقعہ سے الرجی ہو چکی ہے اور انہیں دیکھ کر طالبان کا دل میں خیال آتا ہے (توبہ کرو عباسی صاحب داڑھی اور برقعہ موجود ہی تھا اور رہے گا اصل میں آپ کا بینک بیلنس شائد ختم ہونے لگا ہے جو ایسی بہکی بہکی باتیں لکھ ماری ہیں) ۔۔۔۔۔ (مزید آگے جا کر منتوں پر اتر آئے ہیں عباسی صاحب اور فرماتے ہیں)۔۔۔۔ میاں صاحب بہت سے لوگوں نے آپ سے بہت امیدیں لگا رکھی ہیں (خدارا چیکوں کا سلسلہ شروع کر دیں ورنہ ہم تو بھوکے مر جائیں گے) ان امیدوں کو مت ٹوٹنے دیں"

میرے تبصرے برے لگے تو معذرت میرا حق تھا تبصرے لکھنا اور آپ کا بھی حق ہے میرے تبصروں پر تبصرے دینا مگر اپنی خاندانی اور دینی اقدار کو نظر میں رکھ کر تبصرے لکھیے گا جس سے یہ بات واضع رہے کہ کس قسم کے خاندان اور تعلیم و تربیت سے آپ کا واسطہ رہا ہے۔ اگر مجھ سے کوئی ناشائستہ، جہالت کی بات ہو گئی ہے تو میں اللہ سے پہلے معافی مانگتا ہوں اور پھر آپ لوگوں سے معذرت خواہ ہوں۔

والسلام

http://jang.com.pk/jang/jun2009-daily/01-06-2009/col8.htm

نواز شریف کا معافی نامہ - شرم ان کو مگر کہاں آتی ہے

آج الحمداللہ ثابت ہو گیا کہ نواز شریف جو پوری قوم سے جھوٹ بول رہے تھے کہ میں نے کوئی وعدہ نہیں کیا اور اگر کیا ہے تو اسے کسی عدالت میں پیش کیا جائے۔ آج اللہ تعالی نے نام نہاد آزاد عدلیہ کے سامنے نواز شریف صاحب کو کٹھرے میں لا کھڑا کیا ہے اور آج تازہ ترین خبروں کے مطابق نواز شریف صاحب انتہائی برہم ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اس بدترین جمہوری حکومت سے اچھے تو ان کے منتخب کردہ سابق چیف آف آرمی اسٹاف (صدر جنرل مشرف) ہی تھے جو دیوار کے ساتھ (جمہوری طاقتوں کے ہاتھوں) لگا دینے کے باوجود معاہدے کو کسی عدالت میں پیش نہیں کرنا چاہتے تھے اور یہ جمہوری حکومت میں کیا ہو رہا ہے کہ ایک چھوٹا بھائی (زرداری صاحب) اپنے بڑے بھائی (میاں صاحب) کے خلاف عدالت (پس پردہ) میں ثبوت پیش کرنے جا رہے ہیں۔

اور بالاخر جھوٹ کا پردہ چاک ہوا اور طیارہ سازش کیس کے نامزد مجرم (جو معافی کے بعد کوئی پاک صاف نہیں ہو گئے تھے) میاں نواز شریف صاحب کو دی گئی معافی اور حکومت کے ساتھ معاہدے کی دستاویزات سپریم کورٹ میں پیش کر دی گئیں۔ جس پر نواز شریف کی جانب سے حکومت کے ساتھ کئے جانے والے معاہدے کی نقول بھی عدالت میں پیش کی گئی ہے۔ (جسے ان کے چیلے چانٹے جھوٹا ثابت کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور کیونکہ عدلیہ بحالی کے ہیرو میاں صاحب ہی ہیں اس لیے عدالتی ریلیف کی امید بھی کی جا رہی ہے) اور ڈنڈے کے ڈر اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت نہ کر سکتے والوں نے ایک آمر مشرف کے ساتھ ہونے والے خفیہ معاہدے میں اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ وہ 10 سال تک ملک میں واپس نہیں آئیں گے۔ کسی سیاسی اور دوسری سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیں گے وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے ایک محترم بھائی عبداللہ نے تو بغیر کسی لگی لپٹی کے حق بات بالکل صحیح انداز سے پیش کردی جو کہ ہمارے ملک کے صحافی حضرات اور مختلف چینلز والے اپنی اپنی مجبوریوں (کوئی مالی کوئی بلیک میلنگ اور کوئی سیاسی وجہ) کی وجہ سے نہیں بتا پا رہے۔
آپ کو اس جرآت پر سلام بھائی۔

واقعی حکمرانوں کو یہ اختیار نہیں ہونا چاہیے کہ وہ کسی بھی قومی مجرم کو معافی دے سکیں، مگر کیا کریں ہمارے ملک کے آئین نے صدر کو اس بات کا اختیار دے رکھا ہے ہماری ناقص معلومات کے مطابق) کہ وہ کسی بھی مجرم (سزائے موت تک) کی سزا معاف یا اس میں تخفیف کر سکتا ہے اور ویسے جو سزا معاف ہوئی تھی وہ نواز شریف صاحب کی کمپنی کے مینیجر جنھیں نواز شریف صاحب نے کسی بات پر خوش ہو کر اس بدنصیب قوم کے صدر کے طور پر منتخب کروادیا تھا یعنی جناب محترم قبلہ بڑے حکیم رفیق تارڑ صاحب مدظلہ علیہ نے اپنی اتفاق فائنڈری کے مالک و مختار جناب محترم نواز شریف صاحب کو معافی دی تھی وگرنہ قوم دیکھ لیتی اب تک کہ پلے پلائے شیروں کا نو دس سال جیل میں رہ کر کیا حشر ہونا تھا۔

جی ہاں پرانا صدر ایک فوجی آمر تھا اس سے پرانا اتفاق فائنڈری کا ایک مینیجر ٹائپ اس سے پہلا ایک پارٹی کی طرف سے نامزد (فاروق لغاری) اور اپنی ہی پارٹی کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے والا اور ظاہر ہے کس کی وجہ سے، اسی کی وجہ سے جو بعد ازاں اپنی کمپنی چھوڑ کر ملک کے وزیر اعظم بن بیٹھے اور امیر المومنین بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔
این آر او ایک آرڈیننس تھا جو اسمبلی سے ختم ہو جانا چاہیے تھا یا زندہ ہیں

وکلازندہ ہیں اور عدلیہ بھی آزاد ہے اب کیا قباحت ہے وجہ معلوم نہیں۔
مجرموں کو کون گورنر بناتا ہے۔ الزام کو جرم قرار دینا ہمارے کچھ مہربانوں کے لیے بڑاآسان ہے الزام لگانے والوں کے لیے عدلیہ اور وہ بھی آزاد عدلیہ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اب تو عدلیہ پوری پی ایس او نہیں ہے کیوں غیرت نہیں آتی آزاد عدلیہ کو کہ نظام صحیح کرنے کے لیے وہ کرے جس کا معزولی کی صورت میں وعدہ اور دعوی کر رہی تھی۔
اور عدلیہ کو چاہیے کہ یہ بھی دیکھے کہ ملک کے بدترین حالات رکھنے والے صوبہ سرحد میں جو ہو رہا ہے اس کے حقائق جاننے کے لیے ان نام نہاد مذہبی ٹولوں کے منافقوں کو گرفتار کرے اور ان سے تحقیقات کری جائیں کہ بھلاآمریت کے مشرف دور میں کیسے سرحد حکومت نے اپنی معیاد پوری کی اور جو گھناونے منشیات کے کاروبار اور اسلحہ کی تجارت اور اسمگلنگ اور امریکہ کے مفادات صوبہ سرحد کی زریعے پورے ہوئے اس وقت صوبہ سرحد پر ملائوں کی حکومت تھی یعنی ایم ایم اے جنہیں عرف عام میں ملا ملٹری الائنس کہا جاتا ہے یہ سیاسی ملا بھی برابر کے شریک ہیں اور جو جہاد کے نام پر ظلم ملائوں نے مسلمانوں پر کیا ہے اس پر قوم توانہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔
اور جس طرح خون کی ندیاں اب بہہ رہی ہیں صوبہ سرحد (کراچیی کے متعلق بہت سے لوگوں کی بڑی خواہش ہے کہ یہاں بھی ایسا کچھ ہو ہی جائے جس پر کراچی اور سندھ کی سیاست سے نکال دیے گئے اور مسترد کردیے گئے ٹولے اور جماعتی خوشیاں مناسکیں جو ظاہر ہے لاشوں پر سیاست کرنا چاہتے ہیں مگر اللہ نے چاہا تو کراچی میں جو خونریزی کی خواہش اور منصوبہ بندی کرنے والے لوگ ہیں چاہے وہ کوئی بھی ہوں اللہ ان کی خواہش پوری نا

کرے اور ان کو ہدایت وگرنہ بربادی نصیب فرمائے) میں وہ سب نتیجہ ہیں آج سے ڈیڑھ سال پہلے ایم ایم اے کی حکومت کا۔ جنھوں نے مشرف کو وردی میں رہنے کے لیے ووٹ ڈالا ایل ایف او پر شور کرنے والے اور حدود آرڈیننس پر شور کرنے والے اور لال مسجد کے اندوہناک واقعے پر اے پی سی کے نام پر برطانیہ میں نواز شریف کے عوام کی لوٹی دولت پر عیش کرنے والے جب لال مسجد کا واقعہ ختم ہوا جب واپس آئے لعنت بھیجیں جی اے پی سی اور چارٹر آف ڈیموکریسی جسے چارٹر آف ھیپوکریسی کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

لوگوں کو ایک ہی سرکاری ملازم (شائد مشرف) نظر آتا ہے وہ نظر نہیں آتے (حمید گل) جس نے کہا تھا کہ ہاں میں نے نو ستاروں کی اتحادی پارٹی بنائی تھی جس میں ملاء، میاں صاحب، جماعتی اور دوسرے ٹولے شامل تھے اور جنہیں سرکاری خفیہ اکائنٹس سے بے تحاشہ پیسہ دیا گیا (عمران خان تو کرکٹ میں خلیفہ گیری کرتے تھے ان دنوں یا پھر پلے بوائے ہونے کی حیثیت سے رنگ رلیوں یا کہہ لیں اس وقت روشن خیال تھے) اور چونکہ اس وقت حمید گل صاحب اور امریکہ کا ہنی مون پیریڈ تھا اس لیے وہ خوش وخرم تھے اور جب امریکی دھکا (جو بحر حال پڑ کر رہا ہے) لگا تو چیختے پھرتے ہیں چلے ہوئے دوسرے کارتوسوں کی طرح۔ اور وہ نظر نہیں آتا (ضیا الحق) جس نے ان ملائوں کو سر پر چڑھایا (بات پکڑنے والوں کو پھر جتا دیتا ہوں کہ علمائے حق ہمارے سر آنکھوں پر) جنھوں نے جہاد کے نام پر ڈالروں کی بوریاں سمیٹیں اور کوئی ڈیزل اور کوئی پرمٹ اور کوئی کچھ اور کوئی کچھ لے کر اپنے بچوں کو تو امریکہ اور یورپ کے اعلی اداروں میں تعلیم کے لیے بھیجا اور ملک و قوم کے غریب سیدھے سادھے عوام کے بچوں کو جہاد کے نام پر بھرتی

کر کے ان کو جہاد کے نام پر جنگ میں جھونک دیا اور خود واسکٹیں اور امامے باندھ کر پارسا بنے پھرتے ہیں۔

ویسے ایک منتخب وزیر اعظم کو کس نے اختیار دیا تھا کہ وہ ملک کے چیف آف آرمی اسٹاف کو اس طرح بغیر کسی تحقیق اور انکوائری کے برطرف کر دے جس طرح کیا گیا تھا (ترقی دینا حق ہوتا ہے حکمران کا مگر تنزلی اور برطرفی کے لیے ثبوت دینے پڑتے ہیں ترقی بھی کسی ثبوت کی بنا پر دی ہوگی) اور جس کے نتیجے میں ان دو تہائی اکثریت کے دعوے دار وزیر اعظم صاحب کو جہاز کی سیٹوں کے ساتھ باندھ کر جیل میں ڈال دیا گیا جس سے ساری اکڑ فوں نکل گئی۔

اگر مشرف نے مسٹر افتخار چوہدری کو غلط ہٹایا تھا تو وزیر اعظم نے مسٹر مشرف کو جو ہٹایا تھا وہ کیسے صحیح ہٹایا تھا۔ اور کس نے اختیار دیا تھا ملک کے منتخب وزیر اعظم کو کہ اپنی چند روزہ قید و بند کی صعوبتوں سے ڈر کر معاہدے کر کے اور توبہ تلہ کر کے ملک سے بھاگ کھڑا ہو۔ شرم ہمارے سیاستدانوں کو اگر آ جائے تو ملک تو جنت ہے ہمارا۔ مگر ٹھہریے ملک سے پہلے عسکریت پسند اور جاہل ملا کو جب تک ختم نہیں کیا جاتا ملک میں خطرات منڈلاتے رہیں گے۔ جمہوریت آئی اور ایک آمر کو اقتدار چھوڑنا پڑا وہ ملک پر قابض بیٹھا نہیں رہ گیا۔ واقعی ہمارے ایک محترم دوست نے صحیح کہا کہ قوم کو بہت سے سوالوں کے جواب کی تلاش ہے اور اللہ نے چاہا تو جواب بھی مل ہی جائیں گے۔

ن لیگ کے اراکین کے ظاہری کارنامے (چھپے ہوئے تو وہی جانیں)

مختلف آزاد ٹی وی چینلز کی خبر کے مطابق۔

لاہور میں پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کرانے آنے والے ایک سائل کو پولیس نے دہشت گرد سمجھتے ہوئے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ دہشت گرد تو جو چاہ رہے ہیں کرتے پھر رہے ہیں اور لاہور کی پولیس اس قدر پریشان ہو گئی ہے کہ رپورٹ درج کرانے آنے والے کسی بھی فرد کو وہ سمجھتے ہوئے بھگانے پر مجبور ہو گئی ہے کہ کہیں آنے والا سائل پھر کسی ن لیگ کے رکن قومی و صوبائی اسمبلی کے رکن کی کوئی رپورٹ درج کرانے نا آگیا ہو۔ اسلیے لگ یہ رہا ہے کہ صوبے میں قائم ن لیگ کے حکومت نے سختی کے سات پولیس کے محکمے کو ہدایت کر دی ہے کہ گزشتہ ایک دو مہینوں میں جو بدمعاشی اور لاقانونیت ن لیگ نے مچائی ہے اور جس کا چرچہ بہت حد تک ن لیگ نے اپنے بہت سے زر خرید چینلز اور اینکرز کو خرد کر رکوا لیا ہے مگر پھر بھی کچھ تو بات لے اڑتے ہیں اور بریکنگ نیوز چلا دیتے ہیں اسلیے نا کوئی رپورٹ درج ہو اور نا کوئی مزید گناہ صوبائی مگر منتخب جمہوری حکومت کی طرف سے سامنے آسکے۔

مگر کیا یہ حقیقت نہیں کہ ن لیگ جسے ملک میں ایک تہائی اکثریت بھی حاصل نہیں ہوئی ہے اس کے اراکین اسمبلی جو گل کھلا رہے ہیں (شکر ہے فی الحال صرف اپنے پنجاب صوبے میں کھلا رہے ہیں) اگر خدانخواستہ ملک بھر میں انکے اراکین منتخب ہو جاتے تو پورے

ملک کو شائد پنجاب سمجھ کر لاقانونیت اور بد معاشی کا مظاہرہ ہوتا۔
ن لیگ سے منتخب ہونے والے چند اراکین اسمبلی کی کارکردگی آپ کے سامنے ہے جیسے
ا۔ جیسے کلثوم بلوچ کا ایک واقعہ جس میں ن لیگ سے تعلق رکھنے والے ایک رکن اسمبلی نے کس طرح کلثوم بلوچ اور اسکے شوہر اور اسکے سسرالی رشتے داروں کو جیلوں کی ہوا کھلوائی اور کس طرح کلثوم بلوچ کے ------ باپ کو اس قدر مجبور کر دیا کہ وہ اپنی ہی (بیٹی کی مخالفت کرتا رہا (یقینا اپنی بیٹی کی جان اور اپنی جان عزیز تھی
۲۔ کس طرح ایک حاجی صاحب نقل کرانے کے جرم میں پکڑے گئے۔
۳۔ کس طرح ایک صوبائی وزیر جیل اپنے ایک دوست کو گرین چینل سے سامان چیک کرائے بغیر نکلوا کر لے گئے اور روکنے پر جس طرح کا اپنے عہدے کا رعب ڈالتے ہوئے سرکاری اہلکاروں سے بد سلوکی اور انکو دھمکیاں دی اور پھر رپورٹ کے مطابق قصور وار ٹھرائے گئے۔
۴۔ کس طرح ایک رکن اسمبلی نے ایک عورت کو اس کا مسئلہ حل کرانے کی یقین دہانی کرواتے ہوئے ایک ہوٹل بلوایا اور کس طرح اس کی عزت لوٹی (جسنے کیا نہیں دیکا ؟؟؟؟؟ جو وہ جمیا ہی نہیں) اور جس طرح اس واقعہ پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی اور جس طرح اس عورت کو بلیک میل اور دھمکیاں دی گئی اس عورت نے سارے راز میڈیا کے سامنے فاش

کیجیے۔

یہ تو وہ واقعات ہیں جو ن لیگ کے لوگ کر رہے ہیں۔ اب تک یاد ہے ہمیں جب مشرقی ڈنڈہ تھا تو کیسے کیسے لوگوں نے ن لیگ میں داڑھیاں رکھ لیں تھیں اور جس طرح آج بڑھ چڑھ کر حملے کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس وقت کیسے مہزب انداز میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ اور آج بدمعاشیوں کی انتہا ہے۔ جتنا ظلم و ستم پنجاب حکومت اپنی عوام پر کر رہی ہے۔ اللہ رحم کرے۔

۔

کل شیخوپورہ میں ایک لڑکے کو زندہ جلا دیا گیا اور اس کی ماں اپنے بیٹے کی لاش پر سے جس طرح مکھیاں اڑا رہی تھی اور پورٹ مارٹم والے غائب اور پولیس پوسٹ مارٹم ہوئے بغیر لاش دفنانے سے روکے بیٹھی تھی۔ خدارا وزیر اعلی صاحب میاں شہباز شریف صاحب آپ صاحب اقتدار ہیں (شامل اقتدار نہیں نا ہی اتحادی حکومت ہے پنجاب میں بلاشرکت غیرے آپ ہی سب کچھ ہیں اپنے صوبے میں) کلی طور پر صاحب اقتدار ہیں اور یاد رکھیے ایک بھی مظلوم کا قتل قیامت کے دن آپ کے دامن پر ہوگا اور آپ کا گریبان ہوگا اور مظلوموں کے ہاتھ ہونگے۔ خدارا اس زندہ جلائے جانے والے لڑکے کو اپنا حمزہ شہباز سمجھیے اور پھر دیکھیے دل پر کیا گزرتی ہے خدارا ان بے بسوں کو اپنی اولاد کی جگہ پر رکھ کر سوچیے یہ سب دولت عزت وقار رعب دبدبہ سب یہی دھرا رہ جائے گا آپ کی کتنی عمر اس دنیا میں مزید رہ گئی ہو گی شائد پندرہ سال شائد بیس سال شائد پچیس سال یا

کچھ اور زیادہ مگر وزیراعلی صاحب اپنے صوبے میں گرنے والی لاشوں کا حساب رکھیے
اور اپنے نامہ اعمال میں انکو درج کرتے جایئے اور سوچتے جایئے کہ ہر پولیس جعلی
مقابلے یا قتل یا ظلم یا بربریت کا شکار بننے والا ایک ایک فرد آپ کی جوابدہی کا اگراس
دنیا میں نہیں تو آخرت میں تو ضرور منتظر رہے گا۔۔

اللہ ہم سب کو (ہم سب کو مطلب سب کو چاہے وہ پاکستان میں ہوں یا لندن میں)
ہدایت و رہنمائی و عقل و شعور حق پرستی نصیب عطا فرمائے۔

نفرت سے نفرت اور محبت سے محبت (حصہ اول)

بہت سے بھائیوں اور مہربانوں کو شکایت رہتی ہے کہ متحدہ قومی موومنٹ ایسی ہے ویسے ہے دہشت گرد ہے عسکریت پسند ہے ظلم و ستم میں اس کا کوئی ثانی نہیں اور وغیرہ وغیرہ۔

مگر بے چارے معصوم اور لاعلم لوگ اس جھانسے میں آجاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ جو تعصب سے بھرے ہوئے لوگ خصوصا جماعتی ٹائپ کے لوگ جو یہ باتیں کرتے ہیں وہ سچ ہی ہوتی ہونگیں۔۔۔

اسکی ایک بنیادی وجہ سمجھنا ضروری ہے وہ یہ کہ کراچی میں ایم کیو ایم کی تنظیم بننے سے پہلے جماعتی کراچی کے ووٹ بینک پر مکمل اور بلاشرکت غیرے چھائے ہوئے تھے اور لوگ ان کو مخلص اور ہمدرد سمجھتے ہوئے اپنے ووٹوں کا حقدار سمجھتے تھے اور جب ایم کیو ایم نامی ایک تنظیم جو پہلے مہاجر قومی موومنٹ اور بعد میں متحدہ قومی موومنٹ کے نام سے سامنے آئی، اور کراچی کے باشعور اور پڑھے لکھے ہوشمند اور سمجھدار لوگوں نے سمجھ لیا کہ ہمارے ساتھ تو دھوکا ہوا ہے اور جماعتی ٹولے نے ہمارے ووٹ لے کر ہمارے سیاسی و معاشرتی حقوق کی نگرانی و نگہبانی تو ایک طرف ہمارے جائز حق کے لیے کبھی آواز بھی نہیں اٹھائی۔ اور جب الحمداللہ کراچی کے لوگوں کو یہ بات سمجھ میں آئی تو لوگوں نے ایم کیو ایم پر اعتماد کرتے ہوئے جس سفر کا آغاز کیا اس سفر کو کھوٹا نا کوئی آپریشن کر سکا اور نا کوئی وڈیرہ جاگیر دار، نواب اور بیوروکریٹ کر سکا۔

اور جب ایم کیو ایم نے اپنی صفوں سے گندے انڈے صاف کیے کہ جنہیں ایجنسیاں اور نام نہاد سیاسی جماعتیں لے اڑیں کہ شائد ان ناکاروں سے ایم کیو ایم کو ختم کیا جاسکتا

ہے۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ راہ میں مشکلات آئیں مگر ایم کیو ایم ثابت قدم رہی اور انیس جون انیس سو بانوے جیسا آپریشن بھی ایم کیو ایم کو ختم کرنے میں تو کیا کامیاب ہوتا بلکہ ایم کیو ایم پر لوگوں نے اور زیادہ اعتماد کیا اور اس کے فلسفے اور اسکی حقیقت پسندی اور عملیت پسندی کو شہر کراچی جو کہ کئی حوالوں سے شہر قائد ہے اسکے باشعور اور سمجھدار عوام نے سمجھ لیا اور ایم کیو ایم پر اس بھرپور اعتماد کا مظاہرہ کیا جس کا عملی ثبوت سب کے سامنے ہے۔

یاد کریں وہ وقت جب ملک پر بقول آج کے سیاستدانوں کہتے ہیں نا کہ آمریت مسلط تھی اور ایک فوجی جنرل ملک پر حکومت کر رہا تھا۔ ارے عقل رکھنے والوں زرا سوچ کر تو بتاؤ کہ ملک کے کتنے صوبے ہیں ؟ چار ہیں ٹھیک ہے نا ! اچھا اب زرا معصوم سی عقل پر تھوڑا زور دے کر بتاؤ تو ذرا کہ ملک کے چاروں صوبوں میں گورنروں کے عہدوں پر کون فائز تھا مشرف کے دور میں ؟

! ا۔ پنجاب میں ایک ریٹائرڈ فوجی جنرل گورنر ! ظاہر ہے

! ۲۔ بلوچستان میں ایک ریٹائرڈ فوجی جنرل گورنر ! ظاہر ہے

! ۳۔ صوبہ سرحد میں ایک ریٹائرڈ فوجی جنرل گورنر ! ظاہر ہے

۴۔ اور سندھ میں کوئی ریٹائرڈ فوجی جنرل گورنر نہیں تھا بلکہ ایک ڈاکٹر گورنر تھا جو کل کی بقول شخصے آمریت کے دور میں بھی گورنر جیسے رتبے پر فائز تھا اور آج

لہلہاتی جمہوریت میں بھی وہی ایک ڈاکٹر جسے لوگ ڈاکٹر عشرت العباد کے نام سے جانتے ہیں اپنے عہدے پر فائز ہے الحمداللہ۔ یہ اعزاز تھا سندھ کے لیے اور یہ اعزاز اب بھی سندھ کے لیے۔ (جس کو لوگ جلن میں ایک مجرم اور سزا یافتہ شخص قرار دینے پر بے چین ہیں چلو بھائی کل کی عدالتیں تو پی سی او زدہ تھیں مانا تو آج کی عدلیہ تو آزاد مانتے ہو تو ہمت کرو اور منافقت مت کرو اور اگر سمجھتے ہو کہ گورنر سندھ مجرم تھا یا ہے تو عدالتیں حاضر ہیں یا صرف باتوں کے شیر اور مجاہد بنتے ہو اور باتوں کے گیدڑ ہو اگر واقعی وسائل و طاقت رکھتے ہو تو بھائی عدالتیں آزاد اور آپ کا انتظار کر رہی ہیں جایئے اور انصاف کے کٹھرے سے انصاف حاصل کرنے کے لیے کوشش کرلیں۔

کیا وجہ ہے کہ جماعتی (یعنی نام نہاد جماعت اسلامی ٹولہ) کہ جس کی بغل بچہ تنظیموں میں بدنام زمانہ جمیعت اور پاسبان شامل ہیں جو کراچی کے تعلیمی اداروں میں ہتھیاروں کی سیاست متعارف کرانے میں مشہور ہیں اور وہ پاسبان کے جو کراچی میں ڈبل سواری پر تو آواز اٹھاتی ہے مگر پنجاب کے مختلف شہروں میں موٹر رکشہ اور موٹر سائیکل چلانے پر جو پابندی لگتی ہے اس پر منافقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خاموش ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کراچی کی اونر شپ چھن جانے کا تصور جماعتیوں کو خاص طور پر بڑا کھلتا ہے اور انہوں نے فیصلہ اور تہیہ کر رکھا ہے کہ چاہے دنیا ادھر کی ادھر ہوجائے ایم کیو ایم کی مخالفت اور اس کو بدنام کرتے رہنا ہے۔ اور اس چکر میں جماعتیوں اور ان کی جماعت کا جو حشر ہورہا ہے وہ خلق خدا کے سامنے ہے۔ ملک میں کسی سے بھی پوچھ لیجیے کہ منافقوں کی سیاسی جماعت پاکستان کی سیاست میں کونسی نظر آتی ہے اکثریت کہے گی کہ قاضی کی

جماعت یا اب منور حسن کی جماعت۔ بری لگے گی مگر حقیقت لگتی بری ہے مگر جب بات سمجھ میں آجائے اور حق کی طرف ہدایت ہو جائے اور گمراہی کا پردہ آنکھوں کے سامنے سے ہٹ جائے تو بات سمجھ میں آجائے گی۔

اور لوگوں کو کچھ کر کے دکھاؤ کہ لوگ آپ کو ووٹ دیں ورگرنہ ایم کیو ایم نے لوگوں کے دلوں پر حکومت کرنی شروع کر دی ہے اور جو لاشوں کی سیاست سے کراچی کی اور ملک کی سڑکوں کو رنگنا چاہتے ہیں یاد رکھیں کہ لاشیں تو لاشیں ہوتیں ہیں اور وہ ہم سب کی ہوتی ہیں کیونکہ سیاست میں ہم کچھ بھی نظریہ رکھیں مگر ہیں تو ہم سب بھائی بھائی۔ (نام نہاد طالبان تو شائد عام مسلمانوں کو بھائی بھی نہیں مانتے جبھی ان کی گردنوں پر چھریاں چلاتے اور انتقال کر جانے والے مسلمانوں کی لاشوں کو قبروں سے نکال کر چوراہوں پر لٹکا دیتے ہیں۔ اللہ کی لعنت ہو ان پر)

نفرت سے نفرت محبت سے محبت - پارٹ ٹو

ہاں تو بھائیوں بات ہو رہی تھی ۔ ایم کیو ایم ملک کی ایک سیاسی اٹل حقیقت اور ایک انتہائی فعال تنظیم ہے جس پر بہت سے لوگوں کو غیر معمولی شک و شبہ ہے اور بہت سے لوگ اس شک و شبہ کو بغیر جانے بوجھے صرف اپنے ذاتی مقاصد کی خاطر آگے پھیلاتے ہیں مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ ایم کیو ایم جن علاقوں میں فعال و سرگرم ہے وہاں کے لوگوں کی اکثریت ایم کیو ایم پر اندھا اعتماد و یقین رکھتی ہے اور ان کے ووٹ اس بات کا ثبوت ہیں اور کچھ ہمارے دوست، بھائی اور مہربان ایم کیو ایم کو ووٹ نا دینا چاہیں تو اور بھی جماعتیں ہیں جو کراچی جیسے بین الاقوامی شہر سے انتخابات میں حصہ لیتی ہیں اور نا صرف حصہ لیتی ہیں بلکہ کامیاب بھی ہوتی ہیں یعنی ثابت یہ ہوا کہ ایم کیو ایم نے خدانخواستہ کراچی کو کوئی یرغمال نہیں بنایا ہوا کہ جہاں سے ایم کیو ایم کے علاوہ کوئی نا کھڑا ہو سکتا ہو یا جیت نہیں سکتا ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بھائی آپ کچھ کرکے دکھایئے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے تو اس شہر سے آپ بھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ مگر بدنصیبی سے اگر عوام پرانے آزمائے ہوؤں کو مسترد کردے تو وہ لوگ الزام لگاتے ہیں کہ ایم کیو ایم نے تو ایسے انتخابات جیتے اور ویسے جیتے وگرنہ جتنی انٹرنیشنل اٹینشن کراچی میں انتخابات پر ہوتی ہے شائد ہی ملک کے کسی شہر میں ہوتی ہو۔

اب دیکھنے اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر الطاف حسین نفرت کا درس دیتا اور ایم کیو ایم کے کارکنان کے دلوں میں دوسروں کے لیے نفرت و عناد بیٹھا دی جاتی اور غیر کراچی یا چلیے غیر مہاجر کو دشمن گردانا جاتا تو کیا کراچی میں اتنی قومیت کے لوگ موجود ہوتے اور کام کاج کر رہے ہوتے۔ (زرا یہ تو بتائے کہ غیر علاقوں میں کتنے غیر مقامی لوگ اپنے کام کاج آزادی و اطمینان کے ساتھ کر سکتے ہیں)۔۔کیا ہم یہ چاہتے ہیں کہ دشمنی، قتل و غارتگری اور مارا ماری نسل در نسل چلتی رہے؟ معصوموں کا خون بہتا رہے؟ غریبوں کی آپس میں لڑائیاں ہوتی رہیں اور حکمران اور سازشی ٹولے اور جماعتی عیش کرتے رہیں!۔ اگر کوئی کسی کا مارے گا تو کیا دوسرا چھوڑ دے گا کیا اس نے چوڑیاں پہن رکھی ہونگیں کہ اس کا مرجائے اور وہ مارنے والے کو چھوڑ دے مطلب کیا ہوا کہ مارے جانے والے کے لوگ مارنے والوں کو ماریں گے اور پھر بدلہ در بدلہ دشمنی در دشمنی چلتی رہے گی اور یہی ملک دشمن چاہتے ہیں۔ اب آئی بات سمجھ میں دور بیٹھ کر سیاست پر باتیں کرنے والوں۔ ڈرائنگ روم کی سیاست چھوڑو اور معروضی و مثبت سیاست کرو سیاست لوگوں پر اچھے طریقے سے حکومت کرنا اور لوگوں کے مسئلے حل کرنا ناکہ دوسروں کی ماں بہنوں اور غریبوں کی عزتوں سے کھیلنا (جس کا مظاہرہ ایک صوبے سے تعلق رکھنے والے اراکین اسمبلی کرتے نظر آرہے ہیں)۔

خدارا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے ہی کچھ سبق سیکھ لو۔ ایک طرف آپ انہیں رسول خدا مانتے ہیں دوسری طرف کہتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ تعلیمات کو تو مانیں گے اور کچھ نہیں مانیں گے۔ یہ مکمل ایمان تو نا ہوا۔ کتنے واقعات ہیں کہ آپ حضرت پر کوڑا کرکٹ پھینکا گیا، طعنے دیے گئے، صحابہ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، طائف میں کفار نے بچوں کے زریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پتھراؤ کرا دیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہولہان ہو گئے جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اگر آپ کہیں تو ان ظالموں کو تباہ وبرباد کر دیا جائے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان جائیں کہ آپ نے فرمایا کہ یہ نادان ہیں، بھولے ہیں، بھٹکے ہوئے ہیں، انہیں بتانے والا کوئی نہیں یہی کل سمجھیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ اور ہم ہیں کہ اپنوں کو نیست ونابود وتباہ وبرباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں صرف اسلیے کہ ہمیں کسی ایک شہر میں ووٹ نہیں مل پا رہے توبہ کر بھائیوں توبہ کرو اور کرواؤ۔

جو لوگ لڑوانے کا درس دیتے ہیں وہ غلط ہیں۔ ٹارگٹ کلنگ کا معاملہ تو ایسا ہے کہ سوائے اسٹیبلشمنٹ اور ایجنسیوں کے کوئی نہیں روک سکتا مگر اللہ کا شکر ہے کہ عوامی جھگڑے ایم کیو ایم کے ووٹ بینک رکھنے والے علاقوں سے ختم

ہو گئے ہیں۔ الحمد اللہ رب العالمین۔

سوچیں تو کہ گلگت میں کتنے لوگ مارے گئے ہمیں تو پنجاب اور صوبہ سرحد میں تبلغ کرنی چاہیے کہ لکم دینکم ولی الدین "کہ تم اپنے دین پر میں اپنے دین پر" اور یہ کہ دین میں کوئی جبر نہیں"۔ مگر کرنے والے اسلام کے نام پر کیا کر رہے ہیں کہ مسجدوں" میں خود کش حملے کرو اور حملے کرنے والا جنت میں اور نمازی جہنم میں جائیں گے ! تف ہے ایسی تعلیم اور تربیت دینے والوں پر جو اپنے بچوں کو سینت سینت کر رکھتے ہیں اور کسی جہاد اور خود کش حملوں کے زریعے جنت نہیں بھیجتے بلکہ امریکہ کے اعلیٰ اداروں میں تعلیم کے لیے بھجواتے ہیں (ایک جماعت کے گزشتہ امیر کا انکے بیٹے کے ساتھ ایک انٹرویو دیکھا جس میں صاحبزادے اپنے والد محترم جو سڑکوں پر امریکی جھنڈے جلانے میں ماہر تنظیم کے امیر ہیں ان کے بیٹے صاحب امریکہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے لوٹے ہیں دیکھیں کب کسی خود کش حملے کے زریعے انہیں جنت میں بھیجنے کا فیصلہ کرتے ہیں والد محترم)۔

ہمارا مذہب اسلام کہتا ہے کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اور یہ ظالم اور ان کی قماش کے لوگ اسکولوں کو جلاتے اور لڑکیوں کی تعلیم کے کٹر مخالف ہیں اور انکے حمایتی بھی اپنے گھروں کی عورتوں کو تو

اسمبلیوں کے ٹکٹ دیتے ہیں اور دوسرے کی لڑکیوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ دیکھنے تک کے روادار نہیں ہیں اسی لیے توانہیں منافقین کی جماعت کہا جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد چالیس سال تک خلافت رہی۔ خلافت کے دور میں بھی سازشیں رہیں۔ چار خلفائے راشدین میں سے تین کو شہید کر دیا گیا۔ اس کے بعد خلافت ملوکیت میں داخل ہو گئی اور اس وقت سے لیکر آج تک ملوکیت ہی ملوکیت ہے۔۔ اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھ لیجیے کیا ایک مخدوم کا بیٹا مخدوم ایک مجاور کا بیٹا باپ کی جگہ نہیں لیتا ایک حکمران کی اولاد اکی جگہ نہیں لیتی ایک ہی خاندان کے لوگ اپنی اپنی پارٹیوں کے سربراہ نہیں بنتے۔ بد نصیبی تو دیکھیے اس ملک کی کہ ایک بھائی ملک کا وزیراعظم تھا ایک بھائی سب سے بڑے صوبے کا وزیراعلیٰ اور اپنی ذاتی فیکٹری کے ایک مینجر کی پوسٹ والے شخص کو ملک کا صدر مملکت چن لیا گیا تھا اور امیر المومنین بننے ہی والے تھے کہ اللہ نے اپنا ڈنڈہ چلایا اور لوگوں نے دیکھ لیا کہ کرسی مضبوط ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کا حشر کیا ہوتا ہے اور کیا ہوگا انشاءاللہ

علامہ اقبال عالم گیر مفکر تھے۔۔۔ عالمگیر فلسفی تھے۔۔۔ غریبوں کے دوست

تھے۔۔۔۔ جاگیرداروں کے دشمن تھے۔۔۔۔ وڈیروں کے دشمن تھے۔۔۔۔۔ دشمن سے مراد ان سے نفرت و ناگواری کرتے تھے۔

علامہ اقبال نے فرمایا۔

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی

اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

" علامہ اقبال ملاؤں کے لیے فرماتے ہیں " دین ملا فی سبیل اللہ فساد

اور علامہ فرماتے ہیں۔

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو

کاخ امراہ کے در و دیوار ہلادو

سلطانی جمہور کا آتا ہے زمانہ

جو نقش کہن تم کو نظر آتا ہے مٹا دو۔۔

لوگ کہتے ہی علامہ اقبال پنجابیوں کا شاعر تھا نہیں میرے بھائی وہ تو کہتا ہے پوری دنیا کے غریبوں کو جگا دو یا کہہ رہا ہے "پوری دنیا کے پنجابیوں کو جگا دو" ۔۔۔۔۔ جسے ہمارے تعصب رکھنے والے سیاستدان کہتے ہیں "جگ پنجابی جگ"۔۔۔۔۔۔

بھائی لوگوں علامہ اقبال کوئی پنجابی کے شاعر تھے بے شک پنجابی میں بھی شعر کہے ہیں مگر کوئی مشہور زمانہ شعر یاد ہے پنجابی زبان بولنے والوں کو بھی کسی کسی کو یاد ہو تو ہو مگر ان کو جو رتبہ اردو اور فارسی کی شاعری سے ملا ہے وہ کہیں زیادہ اور دیرپا ہے۔ زرا تصور کی آنکھ سے علامہ اقبال کی اردو یا فارسی شاعری کا پنجابی میں ترجمہ کر دیکھو، ہنسی نا چھوٹ جائے تو کہنا۔ (بھیا،برامت مانا)۔

شائد ہمارے دوستوں کو عجیب لگے مگر ہندوستان کی مشہور نظم

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا

محترم جناب علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے ہی لکھی تھی۔

علامہ فرماتے تھے۔

چین و عرب ہمارا، ہندوستاں ہمارا

مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

اور

مزید فرمایا

گیا دور سرمایہ داری گیا

تماشہ دکھا کر مداری گیا

انہیں کیا پتہ تھا کہ مداری تماشہ دکھا کر دس سال کے معاہدے کے بعد کچھ سالوں پہلے ہی آ جائے گا۔

بھائی ہمارا کام ملاپ کا ہے بگاڑ کا نہیں، ہمارا پیغام امن ہے، محبت ہے، احترام انسانیت ہے۔ غور کیجیے عملیت پسندی و حقیقت پسندی کا مظاہرہ کیجیے اللہ تعالی آپ سب کو اور ہم سب کو ثابت قدم رکھے اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔ اللہ حافظ۔ پاکستان زندہ باد

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے -علامہ سرفراز نعیمی کی شہادت

آج مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کے سب سے بڑے شہر لاہور میں ملک کے ایک جید عالم دین اور بے انتہا شفیق و مہربان استاد جناب محترم سرفراز نعیمی کی انکی مشہور و معروف علمی درسگاہ اور جامع مسجد 'جامعہ نعیمیہ' میں بعد نماز جمعہ ایک خود کش بم دھماکے میں شہادت نصیب ہوئی (انا للہ وان علیہ راجعون) (بے شک ہم اللہ کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے)۔
افسوس کی بات یہ نہیں ہے کہ وہ اور ان کے ساتھ اور بھی لوگ اس المناک واقعے میں شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے۔ افسوس اس بات پر ہے کہ ملک و قوم و امت ایک عالم اور وہ بھی علمائے حق میں اعلیٰ مقام رکھنے والے ایک عالم دین سے محروم ہو گئی جو کہ ہماری سسکتی بلکتی بے چاری قوم کے لیے کسی عظیم سانحہ سے کم نہیں۔ علامہ سرفراز نعیمی ایک انتہائی معتدل مزاج و رویہ رکھنے والے ایک عالم دین اور ایک انسان تھے اور ان جیسی عظیم ہستی کی جدائی کے بعد ہمارے لیے کیا شک رہ گیا ہے کہ ایک عالم کی موت ایک عالم (دنیا) کی موت ہوتی ہے۔

اور جیسا کہ اطلاعات سے ثابت ہو گیا کہ انہوں نے جو طالبان اور ڈنڈہ.بردار شریعت پر مثبت تنقید کی تھی اور ببانگ دہل اس بات کا اعلان کیا تھا کہ خود کش دھماکوں کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے اور ایسے دھماکے کلی طور پر غیر شرعی ہیں۔ جس کے بعد انہیں صوفی اور اس جیسے نام نہاد شرعی خدائی فوجداروں کی طرف سے دھمکیاں مل رہی تھیں جس کی انہوں نے قطعاً کوئی پروا نہیں کی اور حق کی بات پر ڈٹے رہے اور جام شہادت نوش کر لیا۔

علامہ سرفراز نعیمی شہید کی شہادت سے یہ بات عیاں ہو گئی ہے کہ طالبانی یا شیطانی ڈنڈہ.بردار نام نہاد شریعت نافذ کرنے کے دعوے دار اور ان کے حمایتی اس بات میں کوئی شرم یا قباحت محسوس نہیں کرتے کہ جو ان کے طالبانی (اصل میں شیطانی) نقطہ نظر سے اختلاف رکھے اس کی سزا موت ہے جس کا ثبوت اب تک ہونے والی ہزاروں ہلاکتیں ہیں۔

التجا ہے کہ خدارا حکومت پنجاب اور اسکے کرتا دھرتا ن لیگ کے لوگ خصوصی طور پر اپنی رعایا کی حفاظت کا بندوبست کریں اور اپنے اب یہ نا کہہ دیں کہ چونکہ سری لنکا والے واقعہ کے وقت صوبہ پنجاب میں ن لیگ کی حکومت نہیں تھی اس لیے وہ واقعہ ہوا تھا۔ آج تو صوبہ پنجاب میں ن لیگ کی بلاشرکت غیرے حکومت ہے اور اس کی مرضی سے صوبہ پنجاب میں محاورتاً ایک پتہ بھی ن لیگ کی

اجازت کے بغیر نہیں ہل سکتا تو اب کیا قباحت ہے کہ قدر مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا جائے اور شرم ان قومی کالم نگاروں کو بھی آنی چاہیے جو شاید پنجاب حکومت کے پے رول پر یا میاں برادران کے پے رول پر حکومت پنجاب اور پنجاب پولیس میں دیانتدار پولیس افسران اور افسران بالا کی شان میں قصیدے بھگارتے رہتے ہیں اور جو حشر پنجاب میں عوام کے ساتھ ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ کہ گزشتہ دنوں میں جس قدر افسوسناک واقعات (خصوصاً ن لیگ کے اراکین اسمبلیوں نے جو ادھم مچا رکھا ہے اور غیر قانونی افعال کی ہیٹ ٹرک کرتے پھر رہے ہیں) حکومت پنجاب کے زیر نگرانی ہو رہے ہیں وہ شرمناک ہی نہیں قابل مذمت بھی ہیں۔

خدارا جس طرح اپنے رائے ونڈ اسٹیٹ کو جنت نظیر اور کسی بھی دہشت گردی کے واقعات سے بچاؤ کے لیے فول پروف بنا رکھا ہے اسی طرح چلیں اپنے ملک کو نا سہی اپنے صوبے ہی کو محفوظ بنالو ورنہ یاد رکھنا حکمرانوں کہ عوام کے ہاتھ ہونگے اور تمہارا گریبان ہوگا۔

شریعت محمدی پر جان بھی قربان۔

پاکستان زندہ باد۔

نام نہاد شریعت نامنظور۔۔

طالبان مردہ باد بمعہ حمایتی ٹولے۔

صدر مملکت کا سوئی ہوئی قوم سے خطاب

صدر مملکت کا سوئی ہوئی قوم سے خطاب کیونکہ جبکہ رات ایک بجے قوم کی اکثریت سو رہی تھی (جسمانی طور پر وگرنہ ہماری قوم تو پتہ نہیں کب سے سو رہی ہے) مگر چلیں پھر بھی کہنے کو تو یہی کہا جائے گا نا کہ قوم سے خطاب کیا گیا۔

اچھا تو آج خبر ملی کہ خدا خدا کرکے صدر مملکت جناب آصف علی زرداری صاحب نے قوم کو بھی اس قابل سمجھا کہ کسی ایشو پر سیاسی شعبدے بازوں کو چھوڑ کر قوم سے بھی خطاب کیا جائے۔

اب جناب دوپہر سے فکر تھی کہ کب خطاب شروع ہوگا۔ پھر اطلاع آئی کہ شام کو ہوگا ساری شام اسی چکر میں برباد کردی اور پھر سونے کے قریب تھے کہ رات گیارہ بجے کے قریب اطلاع آئی کہ خطاب کی ریکارڈنگ ہو گئی ہے اور خطاب بس کسی ٹیکنکل پرابلم کی وجہ سے رکا ہوا ہے اور کسی بھی وقت قوم سے خطاب نشر ہوگا۔ پھر اونگھتے جاگتے سوتے گرتے پڑتے رہے اور پھر خبر ملی کہ جناب رات ایک بجے قوم سے خطاب ہوگا۔ اب ہوا یہ کہ خطاب سنا تھا کہ بارہ جون کو ہوگا مگر ہوا وہ تیرہ جون کو کیونکہ رات بارہ بجے کے بعد تاریخ بدل جاتی ہے۔

بحر حال ہمارے صدر مملکت اور مثل مشہور ہی ہے کہ شیر چاہے انڈہ دے یا بچہ دے اس کی مرضی۔ چنانچہ مرتے کیا نا کرتے کے مصداق خطاب کو بارہ جون میں ہی سمجھ کر جم کر بیٹھ گئے اور قوم سے صدر مملکت کا خطاب سننے لگے اور اپنی اہمیت من الحیث القوم محسوس کرکے فخر و اطمینان محسوس ہو رہا تھا۔

عین اس دوران ہمارے ایک دوست جن کو ہماری کوئی خوشی ایک آنکھ نہیں بھاتی دریافت کرنے لگے کہ میاں ہمارے صدر مملکت یہ خطاب اپنی قوم سے براہ راست کیوں نہیں کر رہے، یہ تو ایسا لگ رہا ہے کہ صدر مملکت کی ریکارڈنگ ہم سے خطاب کر رہی ہے اور یقیناً صدر مملکت بھی قوم سے اپنے اس خطاب کو پوری قوم کے ساتھ خود بھی دیکھ رہے ہونگے۔ تو یہ خطاب تو کچھ شادی کی مووی جیسا ہو گیا کہ دولہا دلہن بھی باراتیوں کے ساتھ کچھ دنوں کے بعد دیکھتے ہیں۔

پھر ہمارے دوست اسی ایک آمر کا زکر کر بیٹھے کہ جن کے نام سے ہی جمہوری چیمپئین سیاستدانوں کو نا صرف چکر بلکہ شوگر اور بلڈ پریشر کی بھی شکایت پیدا ہو گئی ہے۔ ہمارے دوست دریافت کرنے لگے کہ گزشتہ دور کا ایک مشہور آمر تو بڑا ڈھیٹ تھا آمریت کی چھتری اور ڈنڈے کے زور پر آیا تھا اور پھر بھی قوم کی آنکھ میں آنکھیں ڈال کر اور گرج چمک کر خطاب کرتا تھا اور کشمیر کا اور ہندوستان کا اور ادھر ادھر سب جگہ کا بڑا زکر کرتا تھا۔

ہم نے ان کے ساتھ الجھنے سے بہتر سمجھا کہ خود ان کے منہ لگنے کی بجائے چائے کا کپ ان کے منہ لگا دیا جائے اور پھر ہم ہمہ تن گوش ہو کر صدر مملکت کا قوم سے خطاب سننے لگے۔ مگر یہ کیا اتنی دیر میں کہ ہمارے دوست کے منہ سے چائے کا کپ ہٹتا یعنی ان کی چائے ختم ہوتی ہمارے صدر کا قوم سے خطاب ختم ہو گیا اور انہوں نے سترہ کروڑ عوام کو صرف اس قابل سمجھا کہ ملک و قوم کو اپنے قیمتی وقت (بیرون ملک کے کئی کئی ہفتوں پر محیط دورے) میں سے صرف چھ منٹ اور انچاس سیکنڈز عطا ہوئے۔ کہ جس دوران اگر کوئی سامع اپنے گھر کی کنڈی کھولنے گیا تھا خطاب شروع ہونے کے بعد واپس آیا تو خطاب ختم ہو چکا تھا۔

اور اس خطاب میں نا کوئی مسئلے مسائل نا انکے حل نا ان کے اسباب نا اپنے ٹھوس دلائل نا کوئی وجوہات نا کسی خاص دشمن پر شک و شبہ نا کسی دوست کے مشورے بس لالچ ہی لالچ دیا گیا اس خطاب میں۔ فوج کو اتنا دوں گا تنخواہیں بڑھا دونگا سرکاری ملازموں کے منہ میں پیسہ ٹھونس دوں گا ان کی تنخواہیں بڑھا دوں گا پے کمیشن بٹھا دیا ہے مال ملے گا سب چپ رہو اور بس عیش کرو۔ دوست جو سرکاری ملازم واقعی ہوا ہے ہنسنے لگا کہنے لگا ظاہر ہے جتنی امداد پاکستان کو کم و بیش ستر سال میں نہیں ملی اور آئندہ بھی سو سال میں شاید

نا ملے وہ ان ڈیڑھ دو سال میں مل گئی۔ یعنی بقول شاعر' اتنی ملی خیرات نا پوچھو'۔ تو ظاہر ہے چند قطرے اس امداد کے تنخواداروں اور پولیس فوج کو ٹھنسا کر ان کے منہ بھی تو بند کرنے ہیں اور باقی رہے غریب و مجبور تو غربت کا خاتمہ اسی صورت میں اب تو نظر آتا ہے کہ نا غریب بچے اور نا غربت۔

اس سے پہلے کہ ہمارے دوست کے منہ سے اور باتیں نکلتیں ہم نے گھڑی کی طرف اشارہ کیا کہ بھیا کل کام پر بھی جانا ہے وہ پھر بھی جان چھوڑنے پر آمادہ نظر نہیں آرہے تھے کہ عین اسی وقت بجلی چلی گئی اور ظاہر ہے اس طرح ہماری جان بھی بچ گئی بس گڑبڑ یہ ہو گئی کہ لائٹ جانے سے پہلے وہ ہمارے چہرے پر موجود قریب واقع ہوئے صدر مملکت کے خطاب کے سائیڈ افیکٹ پڑھ چکے تھے جنہیں ہم ایسے ہی چھپا جاتے جیسے ہمارے صدر مملکت قوم سے حقائق چھپا گئے مگر بیڑہ غرق ہو بجلی والوں کا چند منٹ پہلے بجلی بند نہیں کر سکتے تھے کیا۔

ظلم تو پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

آج بروز جمعہ لاہور میں علامہ سرفراز نعیمی شہید اور انکے ساتھیوں کی مسجد میں خودکش دھماکے کے نتیجہ میں ہونے والی شہادت اور نوشہرہ میں ایک مسجد میں خودکش دھماکے سے ہونے والی شہادتوں پر کیا کہیں۔

ایم کیو ایم کے قائد نے جو کہ ملک سے باہر بیٹھے ملکی سیاست میں اہم کردار ادا کرتے ہیں انھوں نے سب سے پہلے الیکٹرانک میڈیا پر علامہ سرفراز نعیمی اور انکے ساتھیوں کی شہادت پر اظہار افسوس کیا اور پورے ملک کے عوام سے اپیل کی کہ وہ یوم سوگ مناتے ہوئے اپنے کاروبار و دکانیں بند رکھیں۔ جس کے بعد دوسرے مکاتب فکر، سیاسی و مذہبی تنظیموں نے بھی سوگ کا اعلان کیا اور حکومت پنجاب سے لاہور میں سرفراز نعیمی شہید کے شہادت کے ذمہ داروں کی گرفتاری اور ان کو سزا دلوانے اور حکومت پنجاب سے عام تعطیل کے مطالبے کے لیے مظاہرہ کیا تھا اور جب تک عام تعطیل کا اعلان نہیں کیا جاتا اس مظاہرہ کو ختم نا کرنے کا عزم کر رکھا تھا جس پر حکومت پنجاب نے لاہور میں کل بروز ہفتہ تیرہ جون کو عام تعطیل کا اعلان کر دیا۔

جناب الطاف حسین نے جس طرح قوم سے .براہ راست الیکٹرانک میڈیا سے خطاب کیا اور ہزاروں میل دور بیٹھے ہونے کے باجود جس پر عزم اور جس دکھ درد کے ساتھ الطاف حسین نے کہا کہ ان واقعات سے نمٹنا صرف فوج یا پولیس یا قانون نافذ کرنے والوں کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ اس پر پوری ملک میں قوم کو ظالموں و شدت پسندوں کے خلاف اٹھھ کھڑا ہونا چاہیے۔ تاکہ ظالموں اور شدت پسند نام نہاد شریعت نافذ کرنے کے چکر میں ملک و قوم و مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے والے شیطان نما طالبان اور ان کے حمایتوں کو پتہ چل جائے کہ عوام نا انکے ساتھ پہلے کبھی تھی اور نا اب ہے۔

سوچنے والی بات یہ ہے کہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے واقعات کے بعد روایتی بیانات اور افسوس و مذمت کے بیانات چلوا دیے جاتے ہیں تاکہ پتہ چل جائے کہ ق ن م ل ٹائپ کی جماعتیں بھی سیاست میں سرگرم ہیں اور عوام انکے نام نا بھول جائیں مگر جب کوئی خطاب یا قوم سے بات کرنے کا وقت آتا ہے تو آنکھوں پر چشمے لگا کر اور کسی پے رول پر لگے بندھے دانشور کی لکھی ہوئی تقریر پڑھ دی جاتی ہے جو زبان حال سے اپنی حقیقت بیان کر رہی ہوتی ہے کہ لکھا کسی اور نے ہے اور پڑھ کوئی اور رہا ہے۔
اور سٹیریو ٹائپ سیاستدان و دانشور فوراً طوطے کی طرح رٹا رٹایا پڑھنا شروع

کر دیتے ہیں کہ قانون نافذ کرنے والے اور پولیس اور فوج کی ذمہ داری یہ ہے اور وہ ہے۔ ارے بد عقلوں جب دشمن طاقت ور ہو اور بیرونی امداد بھی اس کے ساتھ ہو اور اسلحے اور منشیات کا پیسہ بھی اس کے ساتھ ہو اور وہ دشمن اتنا طاقتور ہو کہ عوام کو تو چھوڑیے خود قانون نافذ کرنے والے اس سے اس قدر خوفزدہ ہوں کہ رپورٹ درج کرانے آنے والے شہریوں کو پولیس کے سہمے ڈرے اہلکار دہشت گرد سمجھ کر گولیوں سے بھون ڈالتے ہوں اور جب قانون نافذ کرنے والوں کے تربیتی کیمپس، ان کے آفسز اور ریسکیو ون فائیو جیسے دفاتر اڑا دیے گئے ہوں تو جب قانون نافذ کرنے اور امن و امان کے ذمہ دار جب اپنی حفاظت نہیں کر پا رہے تو کیا قوم سے یہ کہنے کی لاجک رہ جاتی ہے کہ قانون نافذ کرنے والے یہ کریں اور وہ کریں۔ ارے عقلمندوں اور دانشوروں جب قانون نافذ کرنے والوں کو اتنا ذمہ دار پہلے ہی سمجھتے تھے اور ہو تو پھر اپنے محلوں اور قلعوں کو کیوں محفوظ بناتے اور اس کے لیے مضبوط قفلوں اور تالوں کا اہتمام کرتے ہو کیا یہ منافقت نہیں کہ ایک طرف تو قانون نافذ کرنے والوں پر ذمہ داری ڈال دو اور اپنے طور پر اپنے گھر کی حفاظت کا بھی معقول انتظام رکھو۔ اگر ایسا اپنے گھر کے لیے کرتے ہو تو اپنے ملک کو بھی اپنا گھر سمجھو اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ساتھ ساتھ اپنے طور پر بھی اپنے ملک کی سلامتی اور اس کی حفاظت کا بندوبست کرو۔ ہر بات میں ذمہ داری اپنے اوپر سے ہٹا کر کسی ایک پر ذمہ داری ڈال دینا دراصل غیر ذمہ دار ہونے کا ثبوت ہے۔

آج کے واقعہ کے بعد ایک بڑے مفتی صاحب ٹی وی پر فرماتے پائے گئے کہ حکومت کو چاہیے کہ علما کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرے اور ان سے مذاکرات کرے تاکہ ایسے واقعات نا ہونے پائے۔ ارے مفتی صاحب کچھ تو خدا کا خوف کرو آپ کو اب بھی ایسا لگتا ہے کہ یہ خود کش دھماکے اور یہ قتل و غارت گری علما کے درمیان ہونے والے اختلافات کا نتیجہ ہے پتہ نہیں اتنے جید مفتی ایسی باتیں کیسے سوچ لیتے ہیں۔ اور کیا ایسا فی الواقعہ محسوس ہوتا ہے (معذرت کے ساتھ) کہ علما کرام تمام مکاتب فکر کے اپنے عقائد اور اپنے نظریات پر سمجھوتا کر سکتے ہیں (آپ کو لگے تو لگے مگر مجھے تو ایسا نہیں لگتا اور یہ فروعی مسائل اور یہ اختلافات تو قیامت تک جاری رہتے نظر آتے ہیں)۔

سوچنے والی ایک بات اور پیش خدمت ہے۔ آپ کو کیا لگتا ہے کہ برین واش کرنے والے کس طرح ایک شخص کو یہ یقین دلانے میں کامیاب ہوتے ہونگے کہ وہ خود کش حملہ آور اپنے آپ کو راہ حق پر محسوس کرتا اور یقین کر لیتا ہے کہ دھماکے کے بعد وہ خود کش حملہ آور) تو جنت میں جائے گا اور اللہ کے گھر میں خالص اللہ کی عبادت) کرنے والے دوزخ میں جائیں گے۔ خدا کی قسم جہالت کی بدترین مثال اس شخص سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی جو خود کش حملہ آور بن کر اللہ کے آگے

سجدہ کرنے والوں کو شہید کر کے بھی اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہو۔
اللہ اکبر اے اللہ ہم بہت گناہ گار اور سیاہ کار ہیں ہم سب کو ہدایت کاملہ و عاجلہ عطا فرما۔
آمین

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سبحان اللہ

بسمہ اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔
درود و سلام پیارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن پر ہم ہماری آل اولاد ہمارے والدین اور سب قربان۔

کون سا ایسا کام ہے جو اللہ کرتا ہے اور کرتا ہی رہتا ہے بشمول دوسرے کاموں کے۔
وہ کام ہے جیسے اللہ عزوجل نے قرآن میں فرمایا "بے شک اللہ اور ملائکہ (تمام) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں تو اے ایمان والوں تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے رہو۔"

اللہ کے محبوب اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند باتیں روایات منسوب کی جاتی ہیں جن کا مفہوم درج ذیل میں یہ عاجز پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہے جس میں سے ہر حق اور صحیح بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف

سے ہے۔ اللہ میری کمی بیشی معاف فرمائے کہ وہی ہے جو معاف کرنے والا ہے اور
معاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

: (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مفہوم

:چار چیزیں آپ کو پریشان کرتی ہیں ×

ا۔ زیادہ باتیں کرنا ۲۔ زیادہ سونا ۳۔ زیادہ کھانا۔ ۴ زیادہ لوگوں سے میل جول۔

: چار چیزیں آپ کو ختم کرتی ہیں ×

ا۔ پریشانی۔ ۲۔ غم۔ ۳۔ بھوک۔ ۴۔ دیر سے سونا۔

:چار چیزوں سے چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے اور خوشیاں چلی جاتی ہیں ×

ا۔ جھوٹ بولنا۔ ۲۔ عزت نہ کرنا اور غلط چیز پر بھی اصرار کرنا۔ ۳۔ غلط معلومات اور
بغیر جانتے ہوئے بحث کرنا ۴۔ کسی غلط چیز کو بے باقی سے بغیر خوف کے کرنا۔

چار چیزوں سے چہرے کی رونق بڑھ جاتی ہے۔ ×

ا۔ پرہیزگاری سے۔ ۲۔ وفاداری سے۔ ۳۔ رحم دلی سے۔ ۴۔ دوسرے کے بغیر کہے ان
کی مدد کرنے سے۔

چار چیزوں سے رزق کی فراوانی رک جاتی ہے۔ ×

۱۔ صبح فجر سے طلوع آفتاب تک سونے سے۔ ۲۔ نماز نہ پڑھنے یا پابندی سے نہ پڑھنے سے۔ ۳۔ سستی کرنے سے۔ ۴۔ دھوکہ دینے سے۔

چار چیزوں سے رزق بڑھتا ہے۔ ×

۱۔ راتوں کو اٹھ کر عبادت کرنے سے۔ ۲۔ اپنے گناہوں پر زیادہ پشیمان ہونے سے۔

۳۔ خیرات و صدقات کرنے سے۔ ۴۔ رب العزت کا زکر کرنے سے۔

پیارے آقا سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دوسروں تک پہنچاؤ چاہے تم ایک آیت ہی جانتے ہو اور یہ ایک آیت بھی حساب کتاب کے دن کام دے گی۔

اور مزید فرمایا کہ

جب اذان دی جائے تو ہر کام چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ قرآن کی تلاوت سے بھی رک جاؤ، جو شخص اذان کے درمیان بات چیت کرتا ہے تو (ڈر ہے کہ) موت کے وقت اسے کلمہ نصیب نہ ہو۔

زندگی کو خوشگوار اور اللہ کی رضا کے لیے "اللھم اعنی علیٰ زکرک و شکرک و حسن عبادتک" پڑھتے رہیں۔۔بڑی زبردست اور پرتاثیر دعا ہے۔

اللہ آپ کو اور مجھے حق کو سمجھنے اور اس کو پھیلانے والا بنادے آمین یا رب العالمین

صحت سے متعلق چند اہم معلومات حصہ 1

صحت کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کیونکہ کہتے ہیں ایک صحت مند جسم یقیناً ایک صحت مند دماغ رکھتا ہے۔ ہم جہاں اپنی زندگی میں بہت سی چیزوں پر توجہ دیتے ہیں وہیں اگر ہم اپنی صحت کے سلسلے میں قرآن و سنت پر عمل کریں تو بہت صحت افزا زندگی گزار سکتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ کچھ اور بھی صحت سے متعلق چند اہم مشورے دیے جارہے ہیں جن پر عمل کرکے انشا اللہ آپ ایک صحت مند زندگی گزار سکتے ہیں

دعاؤں کا طالب فرقان

ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو سننے کے لیے اپنا بائیاں یعنی الٹی طرف والا کان استعمال کریں۔

کافی ایک دن میں دو مرتبہ یا زائد نا پیجئے۔

گولیاں ٹھنڈے پانی کے ساتھ نا کھائیں۔

شام پانچ بجے کے بعد بھاری یعنی زیادہ کھانا مت کھائیں۔

اپنے کھانوں میں سے تیل یا گھی کا استعمال انتہائی کم کردیں۔

پانی صبح زیادہ سے زیادہ پیجیے اور رات میں کم سے کم۔

ہینڈ فون چارجرز سے دور رہنے کی کوشش کیجیے۔

زیادہ دیر کے لیے ہیڈ فون یا ایئر فون استعمال مت کیجیے۔

سونے کا بہترین وقت رات ۱۱ بجے سے ٦ بجے تک کا ہے۔ (یعنی دونوں وقت عشا کے بعد تا فجر سے پہلے تک کا وقت ہے)۔

گولیاں کھانے کے بعد فوراً سونے کے لیے مت لیٹ جایئے۔

جب موبائل فون کی بیٹری آخری نقطے پر ہو تو فون مت سنیے کیونکہ اس وقت ریڈیشن ہزار گنا زیادہ ہو چکی ہوتی ہے۔

یاد رکھیے احتیاط علاج سے بہتر ہے۔

ملک کی آزاد علیہ کے آزاد فیصلے - سارے آزاد فیصلے سیاسی کیوں؟

گزشتہ دنوں ہمارے ایک دوست سے ہمیں مطلع کیا کہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے میاں نواز شریف کی نااہلیت میں فیصلے نواز شریف صاحب کے حق میں دے دیا ہے۔ انا اللہ و انا الیہ راجعون (بے شک ہم اللہ کا مال ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے)۔

ہم تو جانے کب سے گلا پھاڑ پھاڑ کر چلا رہے ہیں (ہمارے ایک دوست کے مطابق) کہ نواز شریف صاحب نے جو سیاستدان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ایک بزنس مین بھی ہیں انہوں نے کس کس کے ساتھ بزنس ڈیلز کی ہیں سیاسی ڈیلز کے ساتھ ساتھ یہ تو اللہ ہی جانے اور ابھی تو ایک ڈیل ہی عدالت میں آئی تھی تو کھلبلی مچ گئی۔ چلیں جی جب واقعی عدلیہ آزاد ہونے کے ساتھ ساتھ جب غیر جانبدار ہو جائے گی جب جو معاہدے عدالت کے سامنے آئیں گے وہ دیکھنے والے ہونگے۔

خبر کے مطابق نواز شریف صاحب کو انکی بحال کردہ عدالت نے بھی بحال کر دیا۔ چلو جی سائنسی ایک اصول آج سیاست میں بھی صحیح ثابت ہو گیا کہ جسکے مطابق "عمل اور رد عمل باہم برابر ہوتے ہیں"۔

چلیں جی اس طرح ن لیگ کی عدلیہ بحالی پر سیاسی جدوجہد اور عدلیہ کی نواز شریف شریف برادران) کی سیاسی بحالی پر عدالتی جدوجہد سے حساب برابر ہو گیا۔ اب دیکھتے) ہیں کہ آزاد عدلیہ اب احسان کے جواب میں احسان کے بعد غیر جانبداری کا مظاہرہ کب کرتی ہے اور سیاسی فیصلوں میں جس قدر مستعدی اور تیزی دکھائی جارہی ہے اسی قدر مستعدی ملک پاکستان کے تمام لوگوں خصوصاً غریب افراد کے لیے کب ہو پاتی ہے۔

کہتے ہیں کہ پاکستان کی ایک آرگنائزیشن آئی ایس آئی کے خلاف بھی ایک کیس مہران بینک سکینڈل کے سلسلے میں سپریم کورٹ آف پاکستان میں ۱۹۹۰ سے داخل ہے اور پینڈنگ میں پڑا ہوا ہے کتنے ہی چیف جسٹس صاحبان آئے اور چلے گئے (بشمول افتخار چوہدری) اور سب نے اس کیس کو مقدس پتھر کی طرح اٹھایا بھی نہیں صرف دیکھا اور نظروں نظروں سے چوم کر رکھ دیا۔

آنکھیں ترس رہی ہیں کہ جو ظلم و ستم ملک بھر میں مختلف ہاتھوں جیسے طالبان، مہنگائی، امریکی حملوں، اراکین اسمبلیوں (خصوصاً ن لیگ سے تعلق رکھنے والے) کی بدمعاشیوں اور غنڈہ گردیوں جیسے واقعات کی صورت میں ہو رہا ہے چیف جسٹس صاحب کب ان باتوں پر نوٹس لیتے ہیں جیسے مشرف کے دور میں ہر بات میں نوٹس لیتے تھے۔ اب کیا ہوا۔ اب تو عدلیہ آزاد ہے چینی مشرف دور کی تیس روپے والی

پینتالیس روپے کی ہے اور عدلیہ آزاد ہے۔ دودھ تیس روپے کلو والا اب جمہوری دور میں چالیس پینتالیس روپے کلو ہے اور عدلیہ الحمداللہ آزاد ہے۔ مشرف دور میں آٹا اٹھائیس روپے کلو والا آج پینتیس روپے کلو ہے اور زندہ ہیں وکلا زندہ ہیں۔

شرم ہم کو مگر نہیں آتی۔

جس قدر قرضے خیرات کی صورت میں یا امداد کی صورت میں اس جمہوری حکومت نے ڈیڑھ سال میں لیے ہیں اتنے تو مشرفی دور کے دس سال میں نہیں لیے گئے تھے۔ اگر لیے گئے تھے تو تاریخ بتاریخ اور کتنے کتنے کس کس دن لیے گئے بتانے کی زحمت کیجیے اور پھر میں بھی کوشش کروں گا کہ ڈیڑھ سال میں لیے گئے قرضے اور امداد کی تفصیل فراہم کرسکوں۔ اسکے علاوہ جس قدر دھماکے ڈیڑھ سال میں ہوئے زرا ان کا موازنہ مشرفی دور سے کر دیکھیے اور انصاف کا دامن ہاتھ سے نا چھوڑتے ہوئے ریشیو بتا دیجیے۔

اور مشرف کو سزا دلوانے والوں کو کیا امر مانع ہے اب تو عدلیہ بھی آزاد ہے اور حکومت بھی جمہوری ہے اور مشرف جب دل کرتا ہے آتا ہے اور جب چاہتا ہے جاتا ہے یہ حکومت رکھنے والے اور خصوصاً اسکے خون کے پیاسے غیرت مند جمہوری

اقدار اور طاقت رکھنے والے اب بھی کیا کسی معاہدے کی پابندی کرتے ہوئے اس کا کچھ نہیں بگاڑ پا رہے اور صرف انصار عباسی اور حامد میر جیسے بکاؤ لانکرز کو اسکے پیچھے لگاتے ہیں اور خود انکے کالم پڑھ پڑھ کر خوش ہوتے ہیں۔ شرم ان کو مگر نہیں آتی۔

ناانصافی پر قائم معاشرے قائم نہیں رہ پاتے

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ کفر پر قائم معاشرے تو قائم رہ سکتے ہیں مگر ظلم و ناانصافی پر قائم معاشرے نا تو قائم رہ سکتے ہیں اور ناپنپ سکتے ہیں اور ناترقی کر سکتے ہیں۔

ہم ہر وقت دوسروں کو گالیاں اور دوسروں پر الزام لگاتے ہیں کہ فلاں نے وہ کیا اور فلاں نے یہ کیا اور جب برا وقت اپنے اعمال کے نتیجے اور خدائی غضب کی صورت میں نازل ہوتا ہے تو اللہ سے کتنا مانگتے ہیں اور اپنے دشمنوں اور خصوصاً اس دشمن "امریکہ" سے کتنا مانگتے ہیں جس کو ہم اپنے ہر مسئلے کا ذمہ دار سمجھتے ہیں۔

اور قومی بے شرمی کا کیا حال سنائیں جب امریکی عہدے دار نے بانگ دہل ایک بیان دیا کہ پاکستان پر اس مصیبت (سوات اور مالاکنڈ سے نقل مکانی کے سبب) کی گھڑی میں امریکی امداد کے علاوہ دوسرے ممالک خصوصاً اسلامی ممالک کی امداد کہاں ہے (برادر اسلامی ممالک)۔ خدا کی قسم جتنی امداد، خیرات، بھیک ہم نے کافروں سے وصول کی ہے اس کا حساب لیں ہمارے ملک کے بے غیرت حکمران اور بے غیرت سیاستدان جو ہر وقت امریکہ کو برا بھلا کہتے ہیں اور ان کو

اپنا ہیرو مانتے ہیں جو لوگوں کے گلے کاٹتے اور مردوں کو مخالفت کی بنا پر مرجانے کے باوجود ان کی قبروں سے ان کی لاشوں کو نکالتے اور چوراہوں پر لٹکاتے ہیں اور جو ظلم وستم طالبان یعنی ظالبان نے برپا کیا ہے وہ ناصرف قابل مذمت بلکہ قابل نفرین ہے اور وہ ظالمان طالبان کسی بھی طرح مسلمان ہونا تو کجا انسان کے درجے پر بھی فائز نہیں کیے جاسکتے۔ جو ہیں تو ایسے کہ شریعت نافذ کرنے کی بات کرتے ہیں اور اپنے چہروں کو پردہ دار بیبیوں کی طرح نقاب سے چھپاتے ہیں تاکہ پتہ نہ چل سکے کہ ملکی و غیر ملکی عناصر ان میں کون کون سے شامل ہیں۔

ظلم و بربریت کی انتہا ہے کہ ایک طرف تو ملک کے اس حصے میں ایسی خونریزی اور جنگ وجدل برپا ہے اور دوسری طرف ان طالبان ظالمان کے حمایتی نئے سرے سے ان کی حمایت کے لیے پوائنٹ ڈھونڈ رہے ہیں۔

کیا وجہ ہے کہ جو طالبان ظالمان کی مذمت میں اور ان کی مخالفت میں بات کرے وہ تو علامہ سرفراز احمد نعیمی اور انکے رفقا کی طرح شہید کر دیا جائے اور جو ظالمان طالبان کی حمایت جاری رکھے وہ جہاں اور جس طرح گھومے پھر اس کا کوئی بال بھی بیکا کرنے والا نا ہو۔

ہمارے بے شرم سیاستدان خصوصا طالبان کے ظلم و ستم کی حمایت کرنے والے کس طرح یہ سوچ لیتے ہیں کہ وہ افواج پاکستان اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اراکین یعنی فوجیوں وغیرہ سے زیادہ محب وطن ہیں۔

کیا کچھ کرکٹرز اور دوسرے چالباز اور طالبانی سوچ رکھنے والے سیاستدان کو یہ بات کیا سمجھ میں نہیں آتی کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں اور فوج کے ان جوانوں میں کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو ان ہی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں (یعنی صوبہ سرحد) جہاں یہ آگ اور خون کا میدان گرم ہے۔ کیا وہ فوجی سب کے سب بے حس اور قومی غیرت سے عاری ہیں جو اپنے ہی لوگوں پر یہ کر رہے ہیں۔ نہیں بھائیوں وہ ہمارے دلیر اور جانباز فوجی یہ بات اچھی طرح جان گئے ہیں کہ طالبان ظالمان دراصل ایک شیطانی اور حیوانوں کا گروہ ہے اور ملک کو ان سے پاک کرنا نہایت ضروری ہے۔

مذہب کے نام پر سیاسی دکان چلانے والوں جب مشرف یا کوئی بھی فوجی سپہ سالار (جیسے ہمارے کیانی صاحب) نے جہاں جہاں فوج کشی کی تو کیا فوج میں تمہاری طرح کے بے حس اور مفادپرست سیاسی بے غیرتی کے حامل لوگ ہوتے ہیں جو کسی فرد واحد کی فوج کشی کے حکم پر بلاں چوں چراں کیے عمل کر گزرتے ہونگے اور اپنی قوم پر لشکر کشی کرتے ہونگے نہیں ظالموں نہیں بلکہ ان کو حقیقت سمجھا

دی جاتی اور باور کرادی جاتی ہے جس کے بعد فوجی اعلیٰ کمان فیصلہ کرتی ہے کہ ملک و قوم کے مفاد میں کیا بہتر ہے۔ اور رہے مذہبی سیاسی دکاندار تو وہ جب قیمت مل جاتی ہے تو نا صرف اس وقت چپ ہو جاتے ہیں اور جب قیمت نہیں مل پاتی تو شور کرتے ہیں۔

افواج پاکستان ہم آپکے ساتھ ہیں ہر طرح سے اور آپ پر ہمیں بھروسہ ہے کاش آپ شہروں میں طالبان ظالمان کے حمایتیوں کا جو ظلم و جدل کے حامی ہیں ان پر بھی کسی قسم کا آپریشن راہ راست شروع کر سکیں اور ہمیں منافقوں کے جماعتیوں سے پاک صاف کر سکیں۔

پاکستان زندہ باد افواج پاکستان پائندہ باد

اپنے ہم وطن و ہم مذہب بھائیوں کی گردنیں کاٹنے والے ہمارے دشمن یا دوست؟

پاکستان کی مشرقی سرحدوں پر بھارت جو ہر لحاظ سے پاکستان سے کئی گنا زیادہ طاقت کا حامل۔ چاہے حربی میدان ہو چاہے تعلیمی میدان ہو چاہے معاشی میدان ہو یا جمہوری میدان ہو۔ مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ بھارت جس کو ہمارے سیاستدان جب چاہتے ہیں دشمن نمبر ا بنالیتے ہیں اور جب خود اقتدار میں آتے ہیں تو پھر دوستی کی پینگیں بڑھانے کی باتیں کرتے ہیں۔

بھارت جو ہماری سرحدوں پر اپنی فوج لگائے بیٹھا ہے وہ تو ہمارے کسی ایک فوجی کو بھی نہیں مار رہاہے اور جو ہمارے سپاھیوں کو روزانہ کی بنیاد پر شہید کر رہے ہیں انکے گلے کاٹ رہے ہیں وہ ہمارے اپنے اور ہمارے دوست اور ہمارے ناراض ہم وطن !۔ شرم کرو اس منافقت پر۔۔۔۔۔ کوئی اپنا دشمنی میں اپنوں کے گلے کاٹ سکتا ہے کہیں ایسا ہوا ہے کہیں ایسا ہوتا ہے کوئی ایک ملک بتا دو پورے عالم میں جہاں اپنے ہی ہم وطنوں کے گلے کاٹ رہے ہیں ان کی جانوں سے کھیل رہے ہوں اور اپنی دہشت سے اپنے لاکھوں قومی ہم وطنوں کو بے گھر کر رہے ہوں اور کچھ منافق جماعتی کہیں کہ یہ ہمارے اپنے ہیں مگر ناراض ہیں۔ تف ہے ایسے ناراضوں پر۔

اور جو دشمن نمبر ا گردانا جاتا ہے اس کی فلمیں پاکستانی سینماؤں میں لگی ہوئی ہیں اور قوم کے جو لوگ فلمیں دیکھنے کے لیے سینما نہیں جا پاتے اور فرماتے ہیں ہم انڈین فلمیں نہیں دیکھنا چاہتے ان میں سے اکثریت زرا اپنے قول و فعل پر اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھ اور زرا اپنے گھروں کا جائزہ لے کہ انکے گھروں پر ٹی وی پر دن بھر میں کتنے پاکستانی اور کتنے غیر ملکی (یعنی انڈین) چینلز دیکھے جاتے ہیں۔

ایک وقت تھا ملک میں پی ٹی وی کے علاوہ سی این این چینل بھی نیا نیا آنا شروع ہوا تھا۔ اور اگر رات کے کسی پہر نیم عریاں پروگرامز کے کچھ حصے جنہیں عرف عام میں ٹوٹے کہا جاتا ہے آ جاتے تھے تو قوم کو پتہ چلتا تھا جب دوسرے دن مذہبی جماعتوں کے لیڈران قوم کو بتاتے تھے کہ رات کو ۲ یا ۳ بجے سی این این پر فلاں پروگرام کے دوران نیم عریاں پروگرام چلا تھا۔ ارے کوئی زرا منافقوں کی جماعت سے یہ پوچھے کہ تمہیں کونسی تکلیف رات کے ۲ یا ۳ بجے سی این این دیکھنے پر مجبور کرتی تھی۔ جبکہ سب جانتے ہیں کہ حقیقی مذہبی مزاج رکھنے والے اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ علمائے حق فرماتے ہیں کہ رات عشا کی نماز کے بعد بغیر کسی ضروری کام سے جاگنا غیر شرعی حرکت ہے (میرا نہیں علما کرام کا فتوی ہے) جس کی وجہ سے تہجد کی نماز اور فجر کی نماز

میں اٹھنے سے رکاوٹ پیدا ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔
مگر کاش ہمارے ملک سے مذہب کی آڑ میں اپنا کھیل کھیلنے والوں پر کاش اے کاش علمائے حق غالب آ جائیں اور مذہب کی آڑ میں سیاسی دکان سجانے والوں کے خلاف علمائے کرام ایک مؤقف اور ایک متفقہ قدم اٹھائیں اور انہیں پوری قوم کے سامنے ننگا کر دیں۔

کاش ہمارے ملک سے امریکہ سے بوریوں بھرے ڈالرز لینے اور اسی امریکہ کے خلاف جلسہ جلوس کرنے والوں اور لاشوں کی سیاست کرنے والوں اور طالبان ظالمان کی حمایت ہر حال میں کرنے والوں اور مساجد و مدارس کو بدنام کروانے کی کوشش کرنے والے نام نہاد مذہبی لیڈروں موجودہ دور کے عبداللہ بن ابی جیسے منافق کی جانشینی کرنے والوں کو کوئی پوچھے۔ کیونکہ عوام تو بھولے ہیں اور خصوصاً نیم مذہبی تعلیم کہ جن کو کلمہ کا مطلب بھی نہیں پتہ اور انہیں رٹو طوطوں کی طرح پڑھایا جاتا ہے اور ان کے معصوم اور کچے دماغوں میں یہ ڈال دیا جاتا ہے کہ فلاں مسجد میں نمازیوں کو خودکش دھماکوں سے اڑا دو تو نمازی سارے جہنم میں اور تم جنت میں جاؤگے۔
کاش اے کاش کوئی خودکش حملہ آور کی ٹریننگ لینے والا عقل کو استعمال کرتے

ہوئے ٹریننگ دینے والے کو یہ مشورہ دے کہ خود کش دھماکے کی تربیت دینے والے استاد جی آپ خود یا آپ اپنے بیٹے کو جنت میں بھیجنے کے لیے کیوں تیار نہیں ہیں جو اسے تو امریکہ میں تعلیم کے لیے بھیج رہے ہیں اپنی بہو بیٹیوں کو اسمبلیوں کے ٹکٹ دے رہے ہیں اور ہم غریب عوام کے بچوں کو جنت کا ٹکٹ مفت میں کٹا کر دے رہے ہیں۔
مگر یہ ظالم دہشت گرد طالبان ظالمان اور انکے دہشت گرد بنانے والے ان نیم مذہبی نیم خواندہ بے چارے کچے ذہنوں کو اس قابل ہی کب ہونے دیتے ہیں جو وہ اپنے دماغ سے کچھ سوچ یا کچھ پوچھ سکیں۔
شرم ان کو مگر نہیں آتی مگر موت تو ان کو آئے گی اور اللہ کے سامنے بھی جائے گا دہشت گرد کا حمایتی بھی اور دہشت گرد بھی پھر وہاں فیصلہ ہو جائے گا کہ منہ چھپا کر شریعت کے نام پر گلے کاٹنے والے اللہ اور ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائے گے اور پتہ نہیں وہ مسلمانوں کے گروہ میں شمار بھی کیے جائیں گے یا نہیں واللہ اعلم بالصواب اللہ اکبر

وکلا گردی کہاں ہیں زندہ اور اصول پسند وکلا؟

آج بروز جمعرات ایک بار پھر لاہور ہائی کورٹ بار کے پڑھے لکھے وکلا کے دو گروپوں کو آپس میں جاہلوں کی طرح لڑتے دیکھ کر یہ بات یقینی ہو گئی ہے کہ وکلا گردی کا جو سلسلہ شروع ہو چکا ہے وہ ختم نہیں ہونے والا کیونکہ اس طرح کے واقعات میں وکلا تحریک کے رہنما حضرات اعتزاز احسن، علی احمد کرد، منیر ملک، طارق صاحب، حامد صاحب اور دوسرے حضرات شائد اپنی تحریک کے نتیجے میں ملنے والے انعامات سے ابھی تک فارغ نہیں ہو پائے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں انہیں یعنی وکلا رہنماؤں کو یہ فکر نہیں ہے کہ انکے پیدا کردہ وکلا کی صورت میں بدمعاش کیا حرکتیں کرتے پھر رہے ہیں۔ جناب چیف جسٹس صاحب کو اس پر متوجہ کرنا تو اس لیے بیکار ہے کہ ان کے حساب سے تو وکلا کا جو کردار (ان بدمعاش وکلا کا ؟) ہے وہ پاکستان کی تاریخ کی وکلا گردی میں سب سے بہترین اور آیئڈیل ہے اللہ رحم کرے اگر یہ موجود بدمعاش وکلا پاکستان کی تاریخ کے بہترین وکلا ہیں تو گزشتہ زمانوں کے وکلا کیا چیز ہونگے۔

طاقت کے نشے میں دھت اراکین اسمبلی کی دیدہ دلیریاں

بالاخر بلی تھیلے سے باہر آ ہی گئی جب مسلم لیگ ن کے منتخب رکن اسمبلی منور گل جنھوں نے اپنے صوبہ پنجاب کی ایک عورت کو ہوٹل میں بلا کر اس کی عزت لوٹی تھی اور جس پر اس غریب اور مظلوم عورت پر مقدمہ واپس لینے کے لیے کئی طرح کے دباؤ تھے باالآخر بے پناہ طاقت کے سامنے جھک گئی اور ٹی وی خبروں کے مطابق اس عورت نے منور گل کو معاف کردیا اور اپنا مقدمہ واپس لینے کی درخواست پیش کر دی ہے۔ واہ بھی پنجاب کے شیروں کیا انصاف اور کیا سیاست ہے تمہاری کیا پنجاب میں کوئی ایسا نہیں کہ اپنی عورتوں پر اس طرح کے ظلم کے خلاف آواز اٹھا سکے۔ پنجاب کے موجودہ حکمرانوں اور انکے زرخرید شان میں قصیدے پڑھنے اور لکھنے والوں کی غیرت اور حمیت کے کیا کہنے جب دوسروں کو تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی کی حکومت کے انداز بتاتے ہیں اور جب اپنے صوبے کے امیر المومنین اور انکے چھوٹے بھائی کی حکومت کی بات آتی ہے تو آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔ اور بھول جاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے کیا اقوال تھے "کہ اگر ایک کتا بھی فرات کے کنارے مر گیا تو عمر سے حساب ہوگا"۔ مگر بھائی کاغذ کے شیروں اور اصلی شیروں میں کچھ فرق ہوتا ہے۔

جس طرح کی سیاست پاکستان اور خصوصاً پنجاب میں چل رہی ہے اس سے باآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر خدا نا کرے پورے پاکستان میں ن لیگ کی حکومت قائم ہو گئی تو پورے پاکستان کو پنجاب اور پنجاب کے عوام سمجھ کر ن لیگ کے اراکین کی جو بدمعاشیاں ہونگیں ان سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

کچھ لوگوں کو بڑی تکلیف ہوگی اور وہ فوراً کراچی کی نمائندہ جماعت متحدہ قومی موومنٹ پر الزامات لگانے شروع کر دیں گے مگر بھائیوں دھیان رکھنا کہ کراچی میں اس طرح کا واقعہ ہونا اور خصوصاً ایم کیو ایم کے کسی رکن اسمبلی کی طرف سے ایسا ہونا ناممکنات میں سے ہے۔ کیونکہ الحمداللہ کراچی کے باشعور لوگ اور ووٹر کسی جاگیر دار اور کسی وڈیرہ کے زرخرید نہیں ہیں جو اپنی اور اپنی عورتوں کی عزتوں پر ہاتھ ڈلنے کے بعد بھی بسنت اور کلچے پائے اڑاتے پھریں گے۔

ظلم تو پھر ظلم ہے.بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

پاکستان زندہ باد

ظالمان طالبان کا فرار - کہہ دو حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل تو ہے ہی مٹنے کے لیے

یہ کالم ہمارے ایک محترم عبداللہ بھائی کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے لکھنے کی جسارت کی ہے۔
عبداللہ آپ کی تحریر ایسے حقائق سے بھرپور ہے جس کو پڑھ کر بہت سے لوگوں کے منہ کا ذائقہ خراب ہو جاتا ہے اور بیت اللہ محسود کی اصلیت شائد کچھ لوگوں معلوم نہیں ہے کہ وہ ایک چپڑاسی کی طرح کی ایک ملازمت کرتا تھا اور طالبان اور ان جیسے مذہبی انتہا پسندوں نے جب دیکھا کہ یہ ایک لڑاکا اور عسکریت پسند ہے تو ایک نام نہاد مذہبی تحریک کی کمان اس کے ہاتھ میں دے دی جسے اس نے اور اس جیسے مذہبی جنونیوں نے مسلمانوں کے سر کاٹ کر ان کی میتوں کو قبروں سے نکال کر چوراہے پر لٹکا کر اور مملکت عزیز کی باغیرت عورتوں کو غیرت کے نام پر کوڑے مار کر اور بزرگوں کے مزاروں کو بموں سے اڑا کر پورا کیا۔
جی ہاں اب بہت سے لوگوں کی عقل میں آ گئی جب ایک منحرف کمانڈر نے پریس کانفرنس میں کہہ دیا کہ بیت اللہ محسود انڈین ایجنٹ اور اسرائیل سے اس کے

رابطے ہیں۔ اب بھی ہمارے ملک کی ایک مخصوص جماعتی سوچ رکھنے والوں کو طالبان ظالمان اپنے ناراض بچے ہی محسوس ہوتے ہیں اور خدا کی قسم مجھے تو اس بات کا یقین ہے کہ پاکستان کی ایک مخصوص مذہبی جماعت جس کے لوگ پہلے پاکستان بننے کے ہی مخالف تھے اب اس طرح پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں کہ پاکستان دشمن عناصر جنہیں وہ پاکستان کے مجاہد قرار دیتے پھرتے ہیں ان کے آپریشن سے بچنے کے لیے بھاگنے والوں کو اپنے گھروں میں پناہ دیے بیٹھے ہونگے۔

اور اگر نام نہاد مجاہد جو کہ دراصل اس ملک کی جڑوں اور اس کی اساس کو کھوکھلا کرنے میں مصروف ہیں ان کا خاتمہ کرنا اور انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہے تو سب سے پہلے اس ایک جماعت پر پابندی لگائی جائے جس کے لوگ کھلم کھلا ان ظالموں کی حمایت کر رہے ہیں جن پر افواج پاکستان سوات اور مالاکنڈ میں آپریشن کر رہی ہے اور جن نام نہاد مجاہدین کے خلاف مقامی سطح پر لشکروں کی تشکیل ہو چکی ہے۔ اب اس ایک نام نہاد اسلامی جماعت کو کالعدم اور منافرت پھیلانے والی جماعت قرار دے دینا ہی پاکستان کے اور اس قوم کے لیے بہتر ہے۔

وگرنہ ظالمان طالبان تو انشا اللہ جہنم رسید ہو ہی جائیں گے مگر جب تک ان

کی جڑ یعنی ایک مذہبی نام نہاد اسلامی جماعت اس ملک میں منافقت کی سیاست کرتی رہے گی کوئی اور عسکریت پسند ظالمان جنم لے لیں گے جن کی پشت پناہی بھی یہی ایک جماعت کرے گی جو مشرقی پاکستان میں البدر اور الشمس نامی دہشت و بربریت کا بازار گرم کرنے میں سرفہرست تھی اور جس نے مشرقی پاکستان کے لوگوں کو جس بربریت سے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا آج مشرقی پاکستان میں البدر اور الشمس کا نام لینے اور سننے والا شائد کوئی نا ہو اور ان پاک ناموں کی حرمت پر اس مخصوص جماعت نے اپنے دہشت گرد کارکن بٹھا کر ان کی حرمت پر داغ لگانے کی کوشش کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مشرقی پاکستان اب بنگلہ دیش کہلاتا ہے اور البدر اور الشمس نامی جماعتوں کا کوئی نام و نشان بھی ملک عزیز میں نہیں ملتا۔

مولانا عبدالعزیز کو اس وقت کے ایک وفاقی وزیر اعجاز الحق نے مذاکرات کا دھوکہ دیکر نہیں بلایا تھا جھوٹ کے کوئی سر پیر نہیں ہوتے محترم لوگوں کو چاہیے کہ اپنی طرف سے یہ کہنا کہ اس طرح اور اس طرح دھوکہ دے کر کس نے کس کو بلوایا تھا زرا حالیہ آزاد عدلیہ کی طرف سے آزاد کردہ عبدالعزیز سے پوچھیں کہ کیا ایسا تھا اپنی طرف سے ایسا کہہ دینا کہ فلاں نے بلوایا تھا قوم کو دھوکہ دینا ہے۔ جو شخص اپنی جان بچانے کے لیے اپنے ساتھیوں کو دھوکہ دے کر برقعہ پہن کر بھاگنے کی کوشش کر سکتا ہے وہ کیا کسی کے دھوکے میں آئے

گا۔

عمران خان اس لیے کھٹکتا ہے کہ اپنی خدمات پر سیاست کرتا ہے ورلڈ کپ ٹیم نے جیتا کریڈٹ سارا خود لے گیا اور پھر اپنی ٹیم کی ورلڈ کپ کی فتح کے نام پر سیاست کرتا ہے اور وہ بھی منافقت کی سیاست۔

اور عمراں خان نے ملک و قوم کو کیا دیا صرف ٹی وی پر سیاست اور بس اس کا

یہ سیاسی ملا اگر کسی قابل ہیں تو سب سے پہلے اپنے شعبے یعنی اسلام پر قوم کو ایک کر دیں اور عوام کے مزہبی اختلافات کو ختم کر دکھائیں ارے یہ سیاسی ملا عید کے چاند پر متفق نہیں ہو پاتے ملک و قوم کی رہنمائی کیا کریں گے اور معزرت کے ساتھ عرض ہے کہ جدید تعلیم یافتہ، اور فلاں فلاں سے فارغ التحصیل لوگوں کا ہی کام ہونا چاہیے ملک و قوم کی باگ دوڑ سنبھالنا یہ سیاسی ملا علمائے حق کے ہاتھ مضبوط کریں اور ملک کے مسجد و مدرسہ کے معاملات تو صحیح کر لیں ملک کو بعد میں سنوار لیجیے گا۔ سو میں سے ستر فیصدی ملک و قوم کی بگاڑ میں کردار سیاسی ملائوں اور طاغوتی کردار ادا کرنے والے نام نہاد مزہبی رہنمائوں کا ہے اور یاد رہے کہ علمائے حق پر ہماری جانیں قربان اور وہ ہمارے سر آنکھوں پر۔

یقیناً کچھ لوگوں کو بڑی تکلیف ہوگی یہ تبصرہ پڑھ کر مگر کیا کیا جائے ملک و قوم کو حقیقت معلوم ہونی چاہیے میں یہ ساری باتیں قومی سطح پر کر رہا ہوں کسی خاص صوبے کی خاص جماعت کے لیے نہیں کہہ رہا جس کے جواب میں مجھے کراچی کی ایک سیاسی جماعت کا رکن ہونے کے طعنے دیے جائیں گے اور میجر کلیم اور بارہ مئی جیسے گھسے پٹے الزامات لگائے جائیں گے ایسے الزامات تو چاہیے یہ کہ آزاد عدلیہ کے آگے لائے جائیں یا اب بھی منافقت ہی دکھائی ہے کہ الزام دیتے رہو پرانے واقعات کا ایک جماعت کو اس کے خلاف ثبوت ہونے کے دعوے دار عدالت میں جانے سے گریزاں ہیں۔ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔

بحر حال عبداللہ بھائی آپ اپنا مشن و جہاد جاری رکھیے انشا اللہ رب العزت آپ کو حق کہنے میں ثابت قدم رکھے اور مجھے اور ہم سب کو حق پرست بنادے آمین۔

اللہ ہمیں سب کو عقل سلیم عطا فرمائے آمین۔

علما کنونشن - ظالمان طالبان کے مکمل خاتمے پر زور

ہم تو چلے تھے منزل کی طرف تنہا لیکن لوگ آتے گئے کارواں بنتا گیا۔ جس خطرے سے ایم کیو ایم کے قائد جناب الطاف حسین بھائی گزشتہ کئی مہینوں سے ملک و قوم کو خبردار کر رہے تھے وہ بالآخر خواب کی صورت نہیں رہ گیا بلکہ حقیقتاً ایسا ہی ہونے لگا جیسے الطاف حسین نے کہا کہ طالبان کو نکیل ڈالو یہ درندے ہیں اور ان میں علم و عمل کم اور جہالت و درندگی زیادہ ہے، اور وہی قوم نے دیکھا کہ پاکستان نے کسی بیرونی دشمن نہیں بلکہ اپنے ملک کے اندر ہی طالبان کے نام پر ظلم و ستم کرنے والے ٹولے سے جنگ کی جس میں پوری قوم افواج پاکستان کے شانہ بشانہ کھڑی ہوئی ہے اور طالبان ظالمان اور انکے چند مخصوص حواری جو بدقسمتی سے ملکی سیاست میں اب تک لوگوں کو منافقت کی روش اختیار کرکے دھوکہ دیتے آرہے ہیں اب تک طالبان کے ساتھ ہیں کیونکہ بقول ان کے طالبان انکے بچے ہیں۔

پہلے الطاف حسین جب کہتا تھا اور علما کنونشن بلوایا جاتا تھا طالبان کے خطرے سے آگاہی کے لیے تو ناقدین کہتے تھے کہ یہ علما نہیں بلکہ ایم کیو ایم کے لوگ ہیں اور یہ ہے اور وہ ہے۔ اور اب زندہ دلان لاہور میں ایوان اقبال، لاہور میں منعقد ہونے والے ایک کنونشن میں بریلوی مکتبہ فکر کی

نمائندگی کرنے والے اتحاد ''تحفظ ناموس رسالت محاذ'' کے مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ '' حکومت بعض سیاسی قائدین، دینی جماعتوں اور پاکستان دشمن افراد کے دباؤ میں آکر مالاکنڈ میں فوجی آپریشن کو مذاکرات کی آڑ میں بند یا معطل نہ کرے بلکہ جلد از جلد منطقی انجام تک پہنچا کر مکمل کرے تاکہ نقل مکانی کرنے والے جلد از جلد اپنے گھروں کو واپس جاسکیں۔

کنونشن میں تقریر کرتے ہوئے صاحبزادہ فضل کریم نے کہا کہ آپریشن کی مخالفت'' کرنے والے بتائیں کہ طالبان کے ہاتھوں قتل و غارت کے وقت وہ کہاں تھے؟ مفتی محمد خان قادری نے کہا کہ آپریشن روکنے کی باتیں کرنے والے محب وطن نہیں۔ طالبان کے رویئے نے اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ صوفی محمد اور فضل اللہ اسلام اور قوم کے مجرم ہیں۔ پیر اطہر القادری نے کہا کہ کسی صورت طالبان کی شریعت نافذ نہیں ہونے دیں گے اور طالبان کے خلاف جہاد کا اعلان کریں گے۔

سوال کیا گیا حکومت اس بات کا نوٹس لے کہ طالبان کو اسلحہ کہاں سے مل رہا ہے؟ پیر قطب الدین نے کہا کہ ہم ملک بھر میں ''گو طالبان گو اور گو امریکا گو مہم'' شروع کریں گے۔ پیر ساجد الرحمٰن نے کہا کہ امریکی خفیہ ادارے نے بھارت کے تعاون سے قبائل علاقوں میں پچاس تربیتی مراکز قائم کر رکھے ہیں۔

ہم سواتی نہیں محمدی شریعت کو مانتے ہیں۔ پیر فیاض الحسن قادری نے کہا کہ ملک بھر کے مشائخ خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کرنے کے لئے میدان میں آ چکے ہیں۔ قاری خان محمد قادری نے کہا کہ پورے ملک کو کافر کہنے والا صوفی محمد خود کافر ہے۔ سابق وفاقی وزیر حاجی حنیف طیب نے کہا کہ ملک دشمن قوتیں طالبان کے ذریعے پاکستان کو دہشت گرد ملک قرار دلوانا چاہتی ہیں۔ کنونشن میں حکومت سے امریکا نواز پالیسیاں تبدیل کرنے اور ملک بھر میں نظام مصطفیٰ نافذ کرنے کا مطالبہ بھی کیا گیا۔

اور بالآخر جامعہ نعیمیہ، لاہور کے مہتمم اور تنظیم المدارس کے صدر مفتی ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب جنہوں نے گزشتہ کچھ عرصے پہلے ہی بیانگ دہل کہہ دیا تھا کہ خود کش حملہ ناجائز اور حرام ہے اور طالبان اسلام کی ترجمانی نہیں کر رہے بلکہ مفاد پرستوں اور ظالموں کا ٹولہ ہے، کے بم دھماکہ میں جاں بحق ہونے کی خبر آ گئی ہے۔

مفتی صاحب اگرچہ بریلوی مکتبہ فکر کے نمائندہ تھے اور اپنے علم، حلم، خلوص، تقویٰ، سادگی اور منکسر المزاجی کی وجہ سے وہ یقیناً ایک ایسی شخصیت تھے جو بین المسالک ہم آہنگی میں اہم کردار ادا کر رہے تھے اور آئندہ بھی ایسا کرنے کی بھرپور اہلیت رکھتے تھے۔ اُنہوں نے اگرچہ اپنے ہم مسلک رہنماؤں کی طرح طالبان بالخصوص خود کش حملوں کے متعلق سخت مؤقف اختیار کر رکھا تھا اور وہ حقیقی و جعلی طالبان کے مابین تمیز بھی

رکھتے تھے۔ وہ اُن غیر ملکی سازشوں کو بھی خوب سمجھتے تھے جن کا مقصد ملک میں فرقہ واریت کا زہر پھیلا کر پاکستان کو غیر مستحکم کرنا ہے۔

اُن کے قتل پر جنرل (ر) حمید گل کا یہ بیان معنی خیز ہے کہ یہ ایک بڑے امریکا مخالف شخص کا قتل ہے۔ اُن کے جیتے جی ملک میں وسیع پیمانہ پر فرقہ واریت کی فضا پیدا کرنا ممکن نہیں ہو سکتا تھا البتہ اُن کی شہادت کو فرقہ واریت کی جڑیں مضبوط کرنے کی ایک مذموم کوشش ضرور قرار دیا جا سکتا ہے

وکلا گردی لاہور سے فیصل آباد پہنچ گئی ہے

وکلا گردی لاہور سے فیصل آباد پہنچ گئی ہے - چیف جسٹس صاحب سوموٹو ایکشن لیں

کل ایک بار پھر ایکشن سے بھرپور وکلا گردی کا ایک اور عظیم الشان مظاہرہ ملک بھر کے ٹی وی چینلز پر دکھایا گیا اور کوشش کے باوجود میں آج کے اخبار میں اس واقعہ کی تفصیل پڑھ سکا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بریکنگ نیوز دکھانے والے وہ چینلز جو اخبارات کے مالک بھی ہیں اس واقعہ کو اخبارات میں عام لوگوں تک پہنچانے سے گریزاں نظر آتے ہیں جس سے زرد صحافت کے پردے مزید اٹھتے محسوس ہو رہے ہیں کہ کون سی خبر کے روکے جانے کی کیا پیشکش ہیں اور کس خبر کے دیے جانے میں کیا فائدہ ہے۔
اس فیصل آباد میں وکلا نے محکمہ مال کے نہتے لوگوں پر جس طرح کی ڈنڈہ بازی کی اور جس طرح عمارتوں کو نقصان پہنچایا اور جس طرح گاڑیوں کو توڑتے پھوڑتے دکھائی دیے، وہ شرمناک اور قابل مذمت ہے۔
دیکھنے میں یہ آیا کہ محکمہ مال کا ایک شخص زمین پر اکڑوں بیٹھا ہاتھ جوڑ کر ایک وکیل کو جو ڈنڈے برسانے پر مصروف تھا سے کس طرح رحم کی اپیلیں کر رہا تھا اور یہ مناظر دیکھنے کے بعد خدا کی قسم مجھے ان جنگجو وکلا (جنہیں

وکلا کہنا وکالت کے معزز پیشے کو گالی دینے کے مترادف ہے)اور جنگجو طالبان ظالمان می
کچھ فرق نہیں لگا اگر ان شدت پسند جنگجو ظالمان وکلا کے ہاتھوں میں بھی غیر ملکی ہتھیار
آجائیں تو یہ کیا طالبان سے کم خدائی فوجدار ثابت ہونگے۔

زندہ دلان لاہور میں لاہور بار میں ہونے والے دو وکلا کے درمیان تصادم کے بعد
اب فیصل آباد میں بھی شدت پسند وکلا نے خدائی فوجداری کی رٹ قائم کرنے کی
کوشش کی اور ایک سرکاری محکمہ پر بڑی تعداد میں دھاوہ بول کر وہاں افراتفری اور توڑ
پھوڑ کی۔ اور الزام لگایا کہ محکمہ مال کے ملازمین نے یہ سب کچھ وکلا کے ساتھ کیا ہے
مگر کیا کیا جائے کہ آنکھ سے دیکھ لینے کے بعد کسی بھی انصاف پسند شخص کے لیے فیصلہ
کوئی مشکل نہیں کہ مذکورہ واقعہ میں ہر قابل نفرت و قابل مذمت حرکیتں وکلا کی
طرف سے ہی ہوتی محسوس ہوئیں۔

ایکٹیو جیوڈیشلزم کے حامی میاں برادران کی پنجاب حکومت سے لاہور چیف جسٹس سے
درخواست کی ہے کہ واقعہ کا نوٹس لیا جائے یا سوموٹو ایکشن لیا جائے۔ اب جبکہ ساری
فوٹیجز محفوظ ہیں دیکھتے ہیں وکلا رہنما جن کے ہاتھ واقعی بڑے مضبوط ہیں کس طرح
اپنے شدت پسند وکلا کو بچانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

قوم کو یاد ہوگا اس ٹائپ کے غنڈہ عناصر جو ہیں تو بحرحال وکلا کا حصہ نے کس طرح ماضی میں کبھی وسیم سجاد، کبھی رضا قصوری، کبھی شیر افگن اور کبھی لطیف کھوسہ صاحب کے ساتھ کیسے کیسے غیر قانونی حملے کیے تھے اور وکلا رہنما جن کے ساتھ ملک کے زرد جرنلزم کے چیمپئن شامل ہیں نے کس طرح ان سارے واقعات کو بے وقعت ثابت کر دیا تھا۔

اب کہاں ہیں ان غنڈوں کے رہنما جو انصاف کی دہائیاں دیتے نہیں تھکتے۔ دیکھنے کی بات ہے کہ یہ غنڈہ وکلا عناصر جتھے کی صورت میں کسی پر بھی حملہ کرتے ہیں کیونکہ ان میں اتنی تو طاقت نہیں ہے کہ ون ٹو ون کسی کا مقابلہ کر سکیں اسلیے جتھے کی صورت میں حملے کرتے ہیں۔

طالبان کے پنجاب میں پھیلنے کے ساتھ ساتھ وکلا بھی پنجاب کے طول و عرض میں اپنی غنڈہ گیری پھیلانے میں مصروف ہیں کیا وجہ ہے کہ شہر قائد میں ساری وکلا تحریکیں اور وکلا کی غنڈہ گردی نظر نہیں آتی۔ بہت سے قارئین کو اس کا خوب پتہ ہے اور ان کے تبصرے اصل میں بتا دیں گے کہ کیا وجہ ہے۔ ویسے ایک بات کسی نے کہی تھی جو میں اپنے کسی بھائی تبصرے کے تبصرے کے بعد ہی پیش کروں گا ورنہ مجھے الزام دیا جائے گا کہ ایسی بات کیوں کی۔

وکلا گردی مردہ باد۔ چیف جسٹس اب تو سوموٹو لو کیا ہوا سارے وعدے کیا ہوا ساری قوم کے سامنے انصاف کی بالادست قائم رکھنے کی باتیں۔

گوانتانامہ بے، ڈاکٹر عافیہ، مسنگ پر سنز، لال مسجد واقعہ اور ایسے سارے واقعات کیا کسی کے دل میں (جن کے پاس اختیار اور جن کے پاس وعدے ہیں ان سب کو نمٹانے کے) کوئی غیرت پیدا نہیں کرتے یا سارے باتیں اور سارے دعوے سیاست دانوں جیسے ہی تھے۔

شرم کرو ڈاکٹر عافیہ، مسنگ پر سنز اور لال مسجد واقعات کو پچھلی حکومت پر ڈالنے والوں اب تو تمہاری حکومت ہے تمہاری عدالتیں ہیں تمہارا اختیار ہے اب کیوں منافقت کی بے غیرتی اور کیا کہوں کس کس کی زندگی گزار رہے ہو۔ شرم کرو شرم کرو۔

میں قرآن میں کہاں ہوں - اے کاش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشہور محدث اور امام احمد بن حنبل کے شاگرد رشید شیخ الاسلام ابو عبداللہ محمد بن نصر مروزی بغدادی (202....294ھ) نے اپنی کتاب قیام اللیل میں ایک عبرت انگیز قصہ نقل کیا ہے جس سے اس آیت کے فہم میں مدد ملتی ہے، اور سلف کے فہم قرآن اور تدبر قرآن پر روشنی پڑتی ہے۔

جلیل القدر تابعی اور عرب سردار احنف بن قیس ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے یہ آیت پڑھی:

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ کِتٰبًا فِیْہِ ذِکْرُکُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (سورہ الانبیاء۔ع۔۱)

ترجمہ) "ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی جس میں تمہارا تذکرہ ہے، کیا تم نہیں سمجھتے ہو"۔

وہ چونک پڑے اور کہا کہ ذرا قرآن مجید تو لانا اس میں، میں اپنا تذکرہ تلاش کروں، اور دیکھوں کہ میں کن لوگوں کے ساتھ ہوں، اور کن سے مجھے مشابہت ہے؟ انہوں نے قرآن مجید کھولا، کچھ لوگوں کے پاس سے ان کا گزر ہوا، جن کی تعریف یہ کی گئ تھی:

وَفِی اَموَالِھِم حَقّ لِلسَّائِلِ ○ وَبِالاَسحَارِ ھُم یَستَغفِرُونَ ○ کَانُوا قَلِیلًا مِّن اللَّیلِ مَا یَھجَعُونَ وَالمَحرُومِ (الذریٰت۔ ع۔ ا)

ترجمہ) "رات کے تھوڑے حصے میں سوتے تھے، اور اوقات سحر میں بخشش مانگا کرتے تھے، اور ان کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے (دونوں) کا حق ہوتا تھا"۔

کچھ اور لوگ نظر آئے جن کا حال یہ تھا:

تَتَجَافٰی جُنُوبُھُم عَنِ المَضَاجِعِ یَدعُونَ رَبَّھُم خَوفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقنٰھُم یُنفِقُونَ (السجدہ۔ ع۔ ۲)

ترجمہ) "ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں (اور) وہ اپنے پروردگار کو خوف اور اُمید سے پکارتے ہیں۔ اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں"۔

:کچھ اور لوگ نظر آئے جن کا حال یہ تھا

(یَبِیتُونَ لِرَبِّهِم سُجَّدًا وَقِیَامًا (الفرقان۔ ع۔ ٦

ترجمہ) "اور جو اپنے پروردگار کے آگے سجدہ کرکے اور (عجز و ادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں"۔

:اور کچھ لوگ نظر آئے جن کا تذکرہ اِن الفاظ میں ہے

اَلَّذِینَ یُنفِقُونَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالکٰظِمِینَ الغَیظَ وَالعَافِینَ عَنِ النَّاسِ وَاللہُ یُحِبُّ
(المُحسِنِینَ (آل عمران۔ ع۔ ١٤

،ترجمہ) "جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں

اور غصہ کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں، اور خدا نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے"۔

اور کچھ لوگ ملے جن کی حالت یہ تھی:

یُؤثِرُونَ عَلٰٓی اَنفُسِہِم وَلَو کَانَ بِہِم خَصَاصَہ ط قف وَمَن یُّوقَ شُحَّ نَفسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ المُفلِحُونَ (الحشر۔ ع۔ ۱)

ترجمہ) "(اور) دوسروں کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو، اور جو شخص حرص نفس سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ مُراد پانے والے ہوتے ہیں"۔

اور کچھ لوگوں کی زیارت ہوئی جن کے اخلاق یہ تھے:

(وَالَّذِینَ یَجتَنِبُونَ کَبٰٓئِرَ الاِثمِ وَالفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوا ھُم یَغفِرُونَ (الشوریٰ۔ ع۔ ۴

،ترجمہ) "اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں

اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں"۔

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ ص وَأَمْرُهُمْ شُورٰى بَيْنَهُمْ ص وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ

(الشوریٰ۔ ع۔ ۴)

ترجمہ) "اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں، اور اپنے کام آپس کے مشورہ سے کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں"۔

وہ یہاں پہنچ کر ٹھٹک کر رہ گئے اور کہا اے اللہ میں اپنے حال سے واقف ہوں، میں تو ان لوگوں میں نظر نہیں آتا!

پھر انہوں نے ایک دوسرا راستہ لیا، اب ان کو کچھ لوگ نظر آئے، جن کا حال یہ تھا:

اِنَّهُمْ كَانُوٓا اِذَا قِيلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُونَ وَيَقُولُونَ اَئِنَّا لَتَارِكُوٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ○ (سورہ صافات۔ ع۔ ۲)

ترجمہ) "ان کا یہ حال تھا کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں تو غرور کرتے تھے، اور کہتے تھے، کہ بھلا ہم ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے کہیں اپنے معبودوں کو چھوڑ دینے والے ہیں؟

پھر اُن لوگوں کا سامنا ہوا جن کی حالت یہ تھی:

وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحدَہٗ اشمَاَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِینَ لَایُؤمِنُونَ بِالاٰخِرَہِ ج وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِینَ مِن دُونِہٖ اِذَا هُم یَستَبشِرُونَ (الزمر۔ ع۔ ۵)

ترجمہ) "اور جب تنہا خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انکے دل منقبض ہو جاتے ہیں، اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے چہرے کھل اُٹھتے ہیں"۔

کچھ اور لوگوں کے پاس سے گزر ہوا جن سے جب پوچھا گیا:

وَلَم ○ قَالُوا لَم نَكُ مِنَ المُصَلِّینَ ○ مَا سَلَکَکُم فِی سَقَرَ

حَتّٰی اَتٰنَا O وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ O وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ O نكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ اليَقِيْنَ (المدثر۔ ع۔ ۲

ترجمہ) "کہ تم دوزخ میں کیوں پڑے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے اور ہم جھوٹ سچ باتیں بنانے والوں کے ساتھ باتیں بنایا کرتے اور روز جزا کو جھوٹ قرار دیتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں اس یقینی چیز سے سابقہ پیش آگیا"۔

یہاں بھی پہنچ کر وہ تھوڑی دیر کے لئے دم بخود کھڑے رہے پھر کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا، اے اللہ! ان لوگوں سے تیری پناہ! میں ان لوگوں سے بری ہوں۔

اب وہ قرآن مجید کے ورقوں کو اُلٹ رہے تھے، اور اپنا تذکرہ تلاش کر رہے تھے، یہاں تک کہ اس آیت پر جا کر ٹھہرے:

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ۔ ع۔ ۱۳

ترجمہ) "اور کچھ اور لوگ ہیں جن کو اپنے گناہوں کا (صاف) اقرار ہے، انہوں نے اچھے اور برے عملوں کو ملا جلا دیا تھا قریب ہے کہ خدا ان پر مہربانی سے توجہ فرمائے، بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے"۔

اس موقع پر اُن کی زبان سے بے ساختہ نکلا، ہاں ہاں! یہ بے شک میرا حال ہے۔

کاش اے کاش ہم بھی ایسے مسلم بن جائیں کہ ہم بھی یہ کہہ سکیں کہ ہاں ہمارا ذکر بھی قرآن میں ہے اور کاش ہمارا حال بھی ایسا ہو جیسا قرآن عباد الرحمٰن کی خصوصیات بتاتے ہوئے سورہ الفرقان میں فرماتے ہیں۔

اے رب ہمارے ہم گناہ گار، سیاہ کار اور بدکار ہیں ہمیں اگر تو نے معاف نا کیا اور ہمارے حال پر رحم نا کیا تو ہم تو بڑے گھاٹے میں پڑ گئے۔ اب رب ہمارے ہمارے ساتھ درگزر و رحمت و شفقت کا معاملہ فرما آمین۔

زرانم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے دوستوں

ٹوئٹی ٹوئٹی ورلڈ کپ ۲۰۰۹ کا ورلڈ چیمپئن پاکستان - زرانم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے دوستوں

الحمداللہ پاکستان کی کرکٹ ٹیم نے آئی سی سی ۲۰۰۹ کا ٹوئٹی ٹوئٹی ورلڈ کپ جو انگلینڈ کے شہر لندن میں کھیلا گیا سری لنکا کو فائنل میں آٹھ وکٹوں سے شکست دے کر جیت لیا۔ پاکستان کی طرف سے شاہد آفریدی نے ناقابل شکست ۵۵ رنز اور کامران اکمل نے ۳۷ رنز اسکور کیے۔ بولنگ عبدالرزاق نے ۳ کھلاڑیوں کو آوٹ کیا۔ سری لنکن کپتان سنگاکارا نے بھی نصف سینچری اسکور کی۔ سری لنکا کی ٹیم نے اس فائنل سے پہلے ٹورنامنٹ میں ناقابل شکست ٹیم رہنے کا اعزاز حاصل کیا مگر پاکستان کے بہتر بلکہ شاندار کھیل نے سری لنکا کو ٹورنامنٹ کی ناقابل شکست ٹیم رہنے سے محروم کرتے ہوئے فائنل جیتنے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ اس شکست کے باوجود سری لنکا کی ٹیم نے ٹورنامنٹ میں بہترین کرکٹ کھیلی۔

دہشت گردی کی حالیہ لہروں سے متاثرہ دونوں ممالک لاہور میں سری لنکن ٹیم پر حملے کے نتیجے میں متاثر تھے جس میں سری لنکا کی ٹیم کو اپنا دورہ مختصر کرکے بلکہ منسوخ کر کے جانا پڑا پھر بھی سری لنکن کرکٹ ٹیم اور سری لنکن حکومت نے حکومت پاکستان کو نا تو کوئی الزام دیا اور نا کوئی طعنہ دیا بلکہ

یہ کہا کہ پاکستان اور سری لنکا دونوں اس طرح کے سازشوں کا شکار ہے۔ اور اللہ کی کرنی دیکھیے کہ دنیا کے نقشے پر موجود تمام کرکٹ ٹیموں میں سے ان ہی دو ٹیموں نے نا صرف ورلڈ کپ ٹونٹی ٹونٹی کے لیے کوالیفائی کیا بلکہ ایک ٹیم نے ورلڈ کپ اپنے نام ہی کر لیا اور اس طرح ورلڈ کپ پاکستان اور ایشیا کے حصہ میں ہی آگیا۔ اگر آئی سی سی کی تعصب رکھنے والے ارکان کے بس میں ہوتا تو پاکستان کو کرکٹ کھیلنے سے بھی محروم کر دیا جاتا۔ مگر اللہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔

۱۹۹۲ میں کرکٹ ورلڈ کپ جیتنے کے بعد کرکٹ کا نیا انداز جسے دنیا اب زیادہ پسند کرتی ہے اور جسے ٹونٹی ٹونٹی کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے اس کے اعلیٰ ترین ٹورنامنٹ یعنی ورلڈ کپ ٹونٹی ٹونٹی کو جیت لینا کسی معجزے سے کم نہیں اور پاکستان کی قومی ٹیم نے یہ اس خواب کو حقیقت کا روپ دے دیا۔ یہ کوئی معمولی یا کسی ایک ملک کی مختلف ناموں والی ٹیموں کے درمیان کوئی ٹونٹی ٹونٹی ٹورنامنٹ نہیں تھا بلکہ آئی سی سی کی طرف منظور شدہ ایک بین الاقوامی ٹورنامنٹ تھا جس میں صرف آئی سی سی کی رجسٹرڈ ٹیمیں ہی حصہ لے سکتی ہیں۔

اس فتح نے پاکستان کو ہوا کا ایک خوشگوار جھونکا مہیا کیا ہے ہمارا ملک

عزیز جو کہ اندرونی و بیرونی مصائب اور مسائل کی دلدل میں گھرا ہوا ہے۔ یہ ایک زبردست اور قابل فخر فتح ہے جس میں پاکستان کی کرکٹ ٹیم نے واقعتاً ٹیم ورک کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہتر کھیل پیش کیا اور کامیابی نے پاکستان کے قدم چومے اور دنیا نے دیکھ لیا کہ پاکستان وہ قوم ہے کہ جو اتنے ناسائد حالات میں بھی ایسے کارنامے کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اگر اللہ نے چاہا تو پاکستان کے مسئلے مسائل جب ختم ہو جائیں گے اور پاکستان ایک قوم کے طور پر جس میدان میں بھی حصہ لے گا انشا اللہ ہمارے ملک میں ٹیلنٹ اتنا ہے کہ کسی بھی معرکے میں پاکستان کا مقابلہ کرنا کسی کے لیے آسان نہیں ہے۔

اور پاکستان کی فتح کے ساتھ ہی کراچی سمیت ملک کے دوسرے شہروں میں فتح کی خوشی میں ڈھول تاشے پیٹے گئے اور آتش بازی کا مظاہرہ کیا گیا اس کا مطلب ہے کہ ہمارے لوگوں کو یقین تھا کہ پاکستان ٹورنامنٹ جیت لے گا۔ یہ ہونا چاہیے اعتماد اپنوں کے لیے۔ تادم تحریر شہر بھر میں پٹاخے اور چراغاں اور آتش بازی کا مظاہرہ جاری ہے اور لوگ ٹولیوں کی صورت میں پیدل اور موٹر سائیکلوں کاروں میں جشن مناتے پھر رہے ہیں۔

صدر مملکت آصف علی زرداری صاحب نے اس کامیابی کو بی بی شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کی سالگرہ پر ایک تحفہ جیسا قرار دیا ہے اور وزیراعظم جناب یوسف رضا

گیلانی صاحب نے بھی قومی ٹیم کے لیے مبارکباد کے پیغامات بھیجے ہیں۔ اسکے علاوہ سندھ کے گورنر اور وزیراعلیٰ، پنجاب کے وزیراعلی، اور دوسرے عزیز صوبوں سے بھی اعلیٰ حکومتی و سیاسی شخصیات نے قومی ٹیم کے لیے نیک جزبات اور مبارکباد کے پیغامات بھیجے ہیں۔ قائدِ تحریک الطاف حسین نے بھی قومی ٹیم کی اس فتح کو اس سال کا بہترین تحفہ قرار دیا ہے۔

اس کامیابی کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے اور وہ بھی ایسے وقت میں جب پاکستان میں دوسری سازشوں کے ساتھ ساتھ کرکٹ کے مقابلے ختم کروانے کی بیرونی سازشیں زوروں پر ہے۔ اور پاکستان کو ایک غیر محفوظ ملک قرار دیتے ہوئے آئی سی سی ورلڈ کپ کے میچز پاکستان سے تقریباً لے لیے ہی گئے ہیں اور ایسے وقت میں غیر محفوظ ملک قرار دیے جانے والے ملک کی قومی ٹیم ایک بین الاقوامی مقابلے میں ورلڈ کپ جیت کر لے جائے یہ ایک طمانچہ ہی تو ہے آئی سی سی اور اس کے نام نہاد منصفوں اور کرتا دھرتاؤں کے چہروں پر۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ ٹوئنٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ ۲۰۰۹ جیت لینے والے ملک سے آئی سی سی ورلڈ کپ (پچاس اورز والے) جو کہ ۲۰۱۱ میں منعقد ہونا ہے کی میزبانی چھین لی جائے۔ ارے کیا انصاف اسی کو کہتے ہیں اور انصاف کے گن گانے والے ترقی یافتہ ممالک کیا انصاف کے اتنے متوالے ہیں۔ ارے پہلے جن ممالک نے

پاکستان میں آئی سی سی کے آئندہ ورلڈ کپ کی میزبانی کی مخالفت کی ہے ان سے پوچھو کہ تمہارے ممالک کی ٹیموں کو پتہ بھی ہے کہ کسی ورلڈ کپ کو جیتنا کیسا ہوا ہے اور کیا ان مخالفت کرنے والے ممالک کی زیادہ تر ٹیموں نے کبھی ورلڈ کپت جیسے ایونٹ میں کامیابی حاصل کی ہے یا صرف باتوں کے شیر ہیں۔

بحرحال خوشی کی اس لمحے پر دل دکھنے اور دکھانے والی باتیں اچھی معلوم نہیں ہوتیں۔

ہم اپنی ٹیم کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ان کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہمیں خوشگوار اور عزت کے کچھ پوائنٹس مہیا کیے۔

باقی کرکٹ اور صوبہ سرحد سے اس تعلق پر کسی دوسرے کالم میں عنقریب بات کریں گے۔

ویسے یہ فتح پہلے ہی پاکستانی کپتان یونس خان نے یہ کہہ کر اپنی قوم کے زیادہ دکھی لوگوں یعنی ہمارے صوبہ سرحد کے معصوم اور پریشان شہریوں کے نام کر دی تھی جو خانہ بدوشی، دہشت گردی اور انتہا پسندی کا شکار ہیں۔ اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے۔

پاکستانی ٹیم تیرا شکریہ۔ پاکستان زندہ باد پاکستان پائندہ باد۔
لونگ لیو پاکستان۔ وی آل لوو پاکستان۔ وی آر پاکستان اینڈ اف پاکستان از دیئر وی آر
دیئر۔

کراچی ہے جس کا نام

پاکستان سارا کا سارا ہمارا اپنا ہے بلاشبہ ہمیں پاکستان سے محبت ہے اور پاکستان کی عزت و بقاکے لیے ہماری ساری صلاحیتیں اور ساری خدمات حاضر خدمت ہیں اور کراچی جو میرا شہر ہے جو شہر قائد ہے جو منی پاکستان ہے جس میں پاکستان بھر سے ہمارے تمام ہم وطن رہتے اور اپنی روزی روٹی کماتے ہیں اور میرے لیے اہم اسلیے کہ یہاں میں پیدا ہوا یہاں میں پلا بڑھا میں نے تعلیم حاصل کی اور دنیا بھر میں کہیں بھی چلے جاؤ، چند ہی دنوں میں دل اچاٹ ہو جاتا ہے اور واپس اپنے شہر آنے کو دل چاہتا ہے اور واقعی سکون اپنے شہر کراچی اور اسکے راستوں اور اسکی گلیوں میں ہی ملتا ہے۔ کیا ہوا جو کراچی میں پانی خالص نہیں، آب و ہوا خالص نہیں، آٹا دال چاول خالص نہیں اور کچھ بھائیوں کے کہنے کے مطابق تو محبتیں اور خلوص بھی خالص نہیں جس سے مجھے تو اختلاف ہے اگر ایسی بات ہے کہ کراچی میں اگر کچھ بھی خالص نہیں) تو پھر خالص کے متوالے اپنی خالص چیزیں چھوڑ کر اور اپنے جنت جیسے مقامات چھوڑ کر اس ناخالص شہر میں کیوں آن بستے ہو اور پکڑ پکڑ کر دوسروں کو بھی اس ناخالص شہر میں لا بساتے ہو۔ ویسے بھائیوں سب کا حق ہے کہ آئے رہے کھائے پیے مگر خدارا سوچو کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ منہ کھائے تو آنکھ شرمائے تو خدارا کچھ تو شرم ہمیں آنی چاہیے)، یہ بات صرف میرے اور

کراچی کے درمیان تعلق ہی کی نہیں ہے بلکہ ہر جگہہ کے رہنے والے کے دل میں اپنے شہر یا علاقے کے لیے محبت وانسیت ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہیے۔ اسلیے میرے کراچی کی شان میں حقیقت یا دوسروں کی نظر میں قصیدے لکھنے کا مقصد کسی کو اونچا نیچا دکھانا نہیں بلکہ یہ ایک قرض ہے میرے شہر کراچی کو جو میں ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

کراچی جو پاکستان کا ایک ایسا دل نما شہر کہ جس کے دھڑکنے سے پاکستان کے جسم وجاں میں توانائی رہتی ہے اور رگ وپے میں خون دوڑتا ہے اور جس کو دہشت گردی اور سازشوں کے جال میں پھنسا کر ویران کرنے کے منصوبے بنانے والے اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اگر کراچی کا دل دھڑکے گا تو پاکستان کے جسم میں جان باقی رہے گی اسلیے سازشی دراصل پاکستان کو مفلوج رکھنا چاہتے ہیں جب وہ کراچی میں دہشت گردی پھیلاتے اور اس کو ویران کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور کسی کے پاس کوئی ثبوت ہو یا نا ہو الزام لگانے والے جو ڈرائنگ رومز کی سیاست کرنے میں ماہر سمجھے جاتے ہیں اور جوڑ توڑ کے شہنشاہ بنے پھرتے ہیں وہ اس کا سارا الزام لگاتے ہیں ایم کیو ایم پر جو کہ کراچی کی سب سے بڑی نمائندہ جماعت ہے۔ اور ظاہر ہے جسے سب سے زیادہ تکلیف اور نقصان پہنچتا ہے کراچی میں ہونے والی کسی بھی دہشت گردی اور تباہ کاریوں کا۔

کراچی جو پاکستان کی معاشی شہ رگ ہے اور جس کی آبادی بلاشبہ دو کروڑ سے زائد ہو گئی ہے اور جس کے برابر تو نہیں مگر نزدیک ترین زیادہ گنجان آباد شہر لاہور کی آبادی ستر لاکھ کے قریب ہے۔ یعنی کراچی پاکستان کے کسی بھی دوسرے شہر سے دو گنے سے بھی زیادہ آبادی رکھنے والا شہر ہے مگر کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کراچی کے وسائل اور اسکے اختیارات بھی دوگنا ہیں پاکستان کے کسی اور شہر سے۔ کراچی جس میں نا صرف پاکستان بھر کی تمام قومیتوں کے لوگ لاکھوں کی تعداد بلکہ غیر ملکیوں کی بھی بڑی تعداد رہائش پذیر اور روزی روٹی کماتے ہیں۔ عرف عام میں ہمارے ملک کے شہر لاہور کو زندہ دلان لاہور کا نام دیا جاتا ہے اور اسی طرح کراچی کو غریب پرور شہر کا خطاب دیا جاتا ہے۔ جہاں ہر شخص کو کام کاج اور ترقی کے مساوی مواقع موجود ہیں۔

کراچی شہر ایک ایسا خوش نصیب شہر ہے جسے مملکت خداداد پاکستان کے قائد یعنی جناب قائداعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ نے پاکستان کا دارالحکومت قرار دیا تھا مگر بدنصیب اسلیے کہ آنے والے ڈکٹیٹروں اور سیاستدانوں کی آنکھوں میں قائد کے اور بہت سے فیصلوں کی طرح کراچی کو دارالحکومت بنانا بھی ہمیشہ کھٹکتا رہا اور آپس کے جوڑ توڑ اور سازشوں پر ملک کے جاگیردارانہ، وڈیرانہ، سرمایہ دارانہ سوچ و نظریات رکھنے والوں نے اور بیوروکریسی کے کرتا دھرتاؤں نے فوجی آمر ایوب خان کے ساتھ گٹھ جوڑ کرکے

کراچی شہر کا وہ رتبہ اور اختیار (دارالحکومت ہونے کا) چھین لیا جسے ہمارے قائد نے بہت سوچ سمجھ منتخب کیا تھا۔ مگر کتنے لوگ تھے پاکستان سے محبت کرنے والے اور پاکستان کا دم بھرنے والے جنھوں نے اس فیصلہ کے خلاف کوئی قابل ذکر کام کیا ہو۔ آج لوگ پوچھتے ہیں کہ کسی فوجی آمر کو کیا اختیار ہے کہ وہ کسی منتخب حکومت کو یا کسی منتخب یا سرکاری عہدے دار کو اسکے منصب سے الگ کرسکے۔ اس وقت اختیاروں کا پوچھنے والوں نے ایوب ڈکٹیٹر سے پوچھا کہ اس کو کس نے اختیار دیا تھا ملک کا دارالحکومت سندھ کے شہر کراچی سے پنجاب کے علاقے اسلام آباد میں منتقل کرنے کا۔

واقعی اگر حقیقت پسندانہ نظر سے دیکھیں تو پاکستان کے دوسرے بہت سے شہروں اور علاقوں سے زیادہ شہر کراچی کے ساتھ ہر دور میں ناانصافی روا رکھی گئی ہے۔ کبھی اس کا سٹیٹس جو کہ پاکستان کا دارالحکومت کا تھا وہ چھینا گیا، کبھی اس میں لسانیت کی آگ بھڑکا کر معصوم عوام کا قتل عام کیا گیا، کبھی اس میں دہشت گردی کی کاروائیاں کروائی گئیں جس میں عام لوگوں پر فائرنگ اور بم دھماکے شامل تھے۔ ہمیشہ سے عام ملک کے تمام شہروں سے زیادہ ٹیکس لگیں ہوئے ہیں اور پاکستان بھر سے زیادہ بجلی کے نرخ کراچی میں ہی ہیں۔

ایک بڑی ناانصافی اس وقت ڈبل سواری پر پابندی ہے۔ محرم کے آغاز سے لگنے والی یہ پابندی آج بھی قائم ہے اور اس میں سب سے بڑا ہاتھ حکومت میں موجود لوگوں کا ہے۔ چند مخصوص سیاسی جماعتیں جن کی کراچی میں نمائندگی چند سیٹوں سے زیادہ نہیں اس شہر قائد کے ٹرانسپورٹ، لینڈ، ڈرگ مافیا کے کرتا دھرتا اور اسلحے کی تجارت، اسلحہ کی فراہمی اور اس کی نقل و حمل کے مالک و مختار ہیں۔ وگرنہ کراچی میں کونسا اسلحہ اور وہ بھی جدید اسلحہ بنتا ہے۔

واقعی سوچنے کی بات یہ ہے کہ کراچی میں ڈبل سواری پر پابندی سے کون فائدے میں ہیں کیا ٹرانسپورٹر نہیں جن کی چاندنی ہو جاتی ہے جب ڈبل سواری پر پابندی لگتی ہے۔ جب محرم اور ربیع الاول کے بعد اس پر سے پابندی ہٹی تو کراچی میں ٹارگٹ کلنگ ہونے لگی اور پورے شہر میں ایک بار پھر حالات خراب ہو گئے اور پھر ڈبل سواری پر پابندی لگ گئی۔ پھر ہٹی تو بارہ مئی آ گئی اور اے این پی کے مطالبہ پر پھر سے پابندی لگا دی گئی۔ اور پھر عوام سے مذاق کرنے کے لئے چند گھنٹوں کے لئے یہ پابندی ہٹا کر پھر سے لگا دی گئی جس سے پولیس والوں کی چاندی ہو گئی اور انہوں نے دل کھول کر عوام کو لوٹا۔ اب زرا بتایئے کہ کس کو ڈائریکٹ فائدہ پہنچتا ہے ڈبل سواری پر پابندی کا اور کون ڈبل سواری اٹھنے کے بعد لوگوں پر فائرنگ اور قتل و غارت گری کروا کر فورا

ڈبل سواری پر پابندی لگوا دیتا ہے اور اس طرح اپنے بزنس میں دل دوگنی رات چوگنی ترقی کرتا ہے۔

کراچی قومی آمدنی میں سے ساٹھ سے ستر فیصدی حصہ مہیا کرتا ہے ریونیو کی صورت میں۔ سمندر کے راستے ملک بھر کی تجارت اجناس کی آمد و رفت بھی کراچی کی بندرگاہوں کے زریعے ہوتی رہی ہے جس میں اب الحمداللہ بلوچستان کی بندرگاہ بھی شامل ہو گئی ہے۔ دشمنوں اور مفاد پرستوں نے شہر کو واقعی ٹارگٹ بنا لیا ہے اور متحدہ قومی موومنٹ اپنی قومی و معاشرتی سیاست کے زریعے اپنے محدود وسائل و اختیارات کے ساتھ شہر کراچی کے لیے جو کچھ کر سکتی ہے وہ کر رہی ہے مگر کیا صرف متحدہ قومی موومنٹ ہی اس شہر کے مسائل حل کر سکتی ہے۔ اگر ایسا ہو سکتا تو اب تک تو ہمارے ملک کے ساٹھ ستر لاکھ کی آبادی رکھنے والے شہر لاہور جس سے کبھی ایک شخص ملک کا وزیراعظم پاکستان، اس کا بھائی وزیراعلیٰ پنجاب اور ان کی کمپنی کا ایک ملازم رفیق تارڑ صدر پاکستان کے عہدے پر فائز تھے تو کیا لاہور کے مسئلے حل ہو گئے تھے۔

خدا کی قسم سیاسی کوششوں اور جدوجہد سے جس وقت سندھ کی وزارت اعلیٰ بشمول تمام اہم وزارتوں متحدہ قومی موومنٹ کے ہاتھ میں آگئیں انشا اللہ دنیا وہ وقت دیکھے گی کہ سندھ اور باسی جان لیں گے کہ اسے کہتے ہیں حکومت کرنا۔

زندہ ہیں وکلا زندہ ہیں - چیف جسٹس صاحب کو عدلیہ کی آزادی مبارک ہو مگر

آج کے جنگ اخبار میں دوران مطالعہ ایک خبر پڑھی جس کو من و عن پیش کرتا ہوں۔
لنک بھی ملاحظہ کر لیجیے گا

http://www.jang.com.pk/jang/jul2009-daily/04-07-cities/lahore/index.php/2009

"رواں سال کی دوسری سہ ماہی، ۱۲۲ خواتین کو جلایا گیا۔"

لاہور (لیڈی رپورٹ) لاہور اور گردو نواح میں ۲۰۰۹ کی دوسری سہ ماہی میں ۱۲۲ خواتین کو جلایا گیا جو پہلی سہ ماہی کے مقابلے تقریبا دوگنی ہے لیکن کسی ایک ملزم کو بھی سزا نہیں ملی۔ اے جی ایچ ایس لیگل ایڈ کی جانب سے منعقدہ پریس کانفرنس میں شاہ تاج قزلباش، ندیم انتھونی، حنا شاہد، ہما پیٹرک اور راحت گال نے کیا۔ پریس کانفرس میں بتایا گیا کہ ان کیسوں میں اکثر صلح کر لی جاتی ہے۔ اس کا مقدمہ ۳۰۲ کے تحت درج ہونا چاہیے۔ ۱۲۲ کیسوں میں سے صرف

۵۲ کیس رجسٹرڈ ہوئے جبکہ ۷۰ کیسوں کی ایف آئی آر درج ہی نہیں ہوئی"۔
کہنے سننے کو کیا رہ جاتا ہے عدلیہ تو اب الحمداللہ آزاد و خودمختار ہے۔ چلیں دہشت گردوں یعنی طالبان ظالمان کے خلاف تو سپریم کورٹ کوئی ایکشن لینے یا کوئی سوموٹو ٹائپ کی چیز اٹھانے سے معزور ہے مگر کیا لاہور جیسے پاکستان کے دوسرے سب سے بڑے شہر میں ۸ یا ۱۰ نہیں بلکہ ایک سہ ماہی یعنی تین مہینوں میں جلائے جانی والی عورتوں کی تعداد اگر ۱۲۲ ہے تو سال کے بارہ مہینے میں تو یہ تعداد ۵۰۰ کے قریب ہو جائے گی اور اور جب لاہور اور اسکے ارد گرد کا یہ حال ہے تو پورے پنجاب میں کیا حال ہوگا۔ اللہ سے دعا ہے کہ عدلیہ کو حقیقت پسندی اور عملیت پسندی کا مظاہرہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
سناٹا بٹا سناٹا چھایا ہوا ہے پیٹرول کی قیمتوں میں اضافہ سے چند ماہ پہلے چیف جسٹس صاحب.بڑا خبروں کی زینت بنتے رہے کہ پیٹرولیم ادارے اور اوگرا یہ کرے وہ کرے ورنہ ڈائریکٹ ایکشن لیا جائے گا اور اب اس قدر اضافہ پر خاموشی کیا معنی رکھتی ہے۔ کہیں ہماری آزاد عدلیہ نے پیٹرول اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کے خلاف کوئی ایکشن یا سوموٹو نا لینے کا فیصلہ اسلیے تو نہیں کیا کہ چلیں

اس طرح پیٹرول اور مٹی کے تیل کی قیمت خرید میں اضافہ سے لوگ جلانے کے لیے تیل نا پاکر مجبور ہو کر لوگوں کو جلانا چھوڑ دیں گے۔

اور ملک میں دوسری سیاسی جماعتیں پیٹرول کی قیمتیں بڑھنے پر بجا طور پر احتجاج کر رہی ہیں مگر خدارا ملک میں بڑھتی ہوئی بدامنی اور اس کثیر تعداد میں عورتوں کو جلادینے کے واقعات پر مجرمانہ خاموشی کیا معنی رکھتی ہے۔

کیا کبھی لاشوں کی سیاست اور کبھی حکومت کے خلاف احتجاجی سیاست صرف سیاسی پوائنٹ اسکورنگ کے لیے تو نہیں رہ گئی ہے۔

ایم کیو ایم جو کراچی اور سندھ کے شہری علاقوں کی نمائندہ تنظیم ہے اس نے بجلی کے مسئلے پر جس طرح قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی میں مؤثر آواز بلند کی اور حکومت میں رہتے ہوئے بھی عوام کی فلاح اور بہبود کے لیے نا صرف احتجاج کیا بلکہ بجلی پر یکم جولائی سے ختم ہوجانے والی سبسڈی کو بھی ختم ہونے سے رکوا دیا گیا۔

عدلیہ اور زندہ ہیں وکلا زندہ ہیں زرا اس پر بھی توجہ دیں کہ عوام بھی زندہ رہیں چند دنوں میں ہزاروں مقدمات جس تیزی سے نمٹانے کے دعوے ہماری آزاد

عدلیہ کر رہی ہے اس طرح چند ہی مہینوں میں انشاللہ پاکستان بھر میں تمام مقدمات ختم ہو جانے چاہیے اور ہمارے اللہ سے دعا ہے کہ چند ہی مہینوں میں تمام مقدمے حل ہو جانے کے بعد پاکستان انصاف کے میدان میں یقینا نمبر ا ملک ہونے کا اعزاز حاصل کر لے گا۔

ظالمان طالبان کے حوالے سے گزشتہ دنوں یکم جولائی ۲۰۰۹ کو ایک رپورٹ جنگ اخبار میں شائع ہوئی جس پر کچھ لوگوں کو اگر چوٹ نا لگے تو ملاحظہ فرمالیں نیچے لنک بھی دیا ہے

http://www.jang.com.pk/jang/jul2009-daily/01-07-2009/update.htm

جسکے مطابق ۸۰ فیصد عوام طالبان کو ملک کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں، سروے۔

اسلام آباد ۔۔ ایک سروے رپورٹ کے مطابق ۸۰ فیصد سے زائد پاکستانی شہری طالبان کو ملک کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں۔ ورلڈ پبلک اوپینین نامی تنظیم کے حالیہ سروے کے مطابق ۶۸ فیصد پاکستانی شہری سوات میں پاکستانی فوج کے آپریشن سے مطمئن ہیں۔ آپریشن کے سلسلے میں ۷۰ فیصد پاکستانیوں کی اپنی حکومت کے ساتھ ہمدردیاں ہیں۔ ۸۰ فیصد سے زائد شہریوں نے طالبان کو ملک کے

لیے خطرہ قرار دیا ہے۔ رپورٹ،۸۷% فیصد لوگوں نے پاکستان میں طالبان کے تربیتی اڈوں کو بند کرنے کے حق میں رائے دی ہے جبکہ ۸۱ فیصد لوگوں نے ان اڈوں پر "امریکی حملوں کے خلاف اظہار رائے کیا ہے۔

امید ہے دوسرے من پسند سروں کے نتائج تسلیم کرنے والے طالبان ظالمان کے خلاف اس تجزیہ کو بھی حیققت پسندی سے تسلیم کریں گے اور ضد برائے ضد والی روش اختیار نہیں کریں گے۔

رہنے والی ذات صرف اللہ کی ہے

رہنے والی ذات صرف اللہ کی ہے اور رہنے والے ہمارے اعمال۔ سوچیں۔ اور عمل کریں

کسی بادشاہ نے اپنے ملک سے تمام پڑھے لکھے، عقلمند اور عالم قسم کے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کہ کیا کوئی ایسا مشورہ، منتر یا مقولہ ہے کہ جو ہر قسم کے حالات میں کام کرے، ہر صورتحال اور ہر وقت میں اس ایک سے کام چل جائے۔ کوئی ایسا مشورہ جو کہ میں اگر اکیلے میں ہوں اور میرے ساتھ کوئی مشورہ کرنے والا نہ ہو تب بھی مجھے اس کا فائدہ ہو؟

تمام لوگ بادشاہ کی اس خواہش کو سن کر پریشان ہوگئے کہ کون سی ایسی بات ہے جو کہ ہر وقت، ہر جگہ کام آئے؟ جو کہ ہر صورتحال، خوشی، غم، الم، آسائش، جنگ و جدل، ہار، جیت غرض کہ ہر جگہ فٹ ہوسکے؟

کافی دیر آپس میں بحث و مباحثہ کے بعد ایک بوڑھے آدمی نے ایک تجویز پیش کی جسے تمام نے پسند کیا اور وہ بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔

انھوں نے بادشاہ کی خدمت میں ایک کاغذ پیش کیا اور کہا کہ اس میں وہ منتر موجود ہے جس کی خواہش آپ نے کی تھی۔ شرط صرف یہ ہے کہ آپ اس کو صرف اس وقت کھول کر دیکھیں گے جب آپ اکیلے ہوں اور آپ کو کسی کی مدد یا مشورہ درکار ہو۔

بادشاہ نے اس تجویز کو مان کر کاغذ کو نہایت حفاظت سے اپنے پاس رکھ لیا۔

کچھ عرصے کے بعد پڑوسی دشمن ملک نے اچانک بادشاہ کے ملک پر حملہ کر دیا۔ حملہ اتنا اچانک اور شدید تھا کہ بادشاہ اور اس کی فوج کو بری طرح شکست ہوئی۔ فوج نے اپنے بادشاہ کے ساتھ مل کر اپنے ملک کے دفاع کی بہت کوشش کی لیکن بالآخر انہیں محاذ سے پسپائی اختیار کرنی پڑی۔ دشمن ملک کے سپاہی بادشاہ کے پکڑنے اس کے پیچھے لگ گئے اور بادشاہ اپنی جان بچانے کے لیے گھوڑے پر بھاگ نکلا۔ بھاگتے بھاگتے وہ پہاڑ کے اس مقام پر پہنچ گیا کہ جہاں دوسری طرف گہری کھائی تھی اور ایک طرف دشمن کے سپاہی اس کا پیچھا کرتے قریب سے قریب تر ہوتے جارہے تھے۔

اس صورتحال میں اسے اچانک اس منتر کا خیال آیا جو کہ اسے بوڑھے شخص نے دیا تھا۔ اس نے فوراً اپنی جیب سے وہ کاغذ نکالا اور پڑھنا شروع کیا۔ اس کاغذ پر لکھا تھا کہ "یہ وقت بھی گزر جائے گا"

بادشاہ نے حیران ہو کر تین چار دفعہ اس تحریر کو پڑھا۔ اسے خیال آیا کہ یہ بات تو بالکل صحیح ہے۔ ابھی کل ہی وہ اپنی حکومت میں سکون کی زندگی گزار رہا تھا اور تمام عیش و آرام اسے میسر تھا اور آج وہ دشمن سے بچنے کیلیے بھاگتا پھر رہا ہے؟ جب آرام اور عیش کے دن گزر گئے تو یقیناً یہ وقت بھی گزر جائے گا۔ یہ سوچ کر اسے سکون آگیا اور وہ پہاڑ کے آس پاس کے قدرتی مناظر کو دیکھنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں اسے گھوڑوں کے سموں کی آوازیں معدوم ہوتی سنائی دیں، شاید دشمن کے سپاہی کسی اور طرف نکل گئے تھے۔

دشمنوں کو مار بھگانا کوئی اتنا آسان نہیں تھا اور خصوصاً ایک مکمل شکست کے بعد۔

بادشاہ ایک بہادر آدمی تھا۔ جنگ کے بعد اس نے اپنے لوگوں کا کھوج لگایا جو آس پاس کے علاقوں میں چھپے ہوئے تھے۔ اپنی بچی کھچی قوت کو مجتمع کرنے کے بعد اس نے دشمن پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی۔ جب وہ جنگ جیت کے اپنی مملکت میں واپس جا رہا تھا تو اس کے ملک کے تمام لوگ استقبال کے لیے جمع تھے۔ اپنے بہادر بادشاہ کے استقبال کے لیے لوگ شہر کی فصیل، گھروں کی چھتوں غرض کہ ہر جگہ پھول لیے کھڑے تھے اور تمام راستے اس پر پھول نچھاور کرتے رہے۔ ہر گلی کونے میں لوگ خوشی سے رقص کر رہے تھے اور بادشاہ کے شان میں قصیدے گا

رہے تھے۔ بادشاہ بھی اپنے فوجی قافلے کے ہمراہ بڑی شان سے کھڑا لوگوں کے نعروں کا جواب دے رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ دیکھو لوگ ایک بہادر کا استقبال کیسے کرتے ہیں، میری عزت میں اب اور اضافہ ہوگیا ہے، اور کیوں نہ ہوتا، دشمنوں کو مار بھگانا کوئی اتنا آسان نہیں تھا اور خصوصاً ایک مکمل شکست کے بعد۔

یہ سوچتے سوچتے اچانک اسے اس کاغذ کے مضمون کا خیال آگیا "یہ وقت بھی گزر جائے گا"۔ اس خیال کے ساتھ ہی اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔ اپنے آپ پر غرور ایک ہی لمحہ میں ختم ہوگیا اور اس نے سوچا کہ اگر یہ وقت بھی گزر جائے گا تو یہ وقت میرا نہیں۔ یہ لمحے یہ حالات میرے نہیں، یہ ہار اور یہ جیت بھی میری نہیں۔ ہم صرف دیکھنے والے ہیں، ہر چیز کو گزر جانا ہے اور ہم صرف ایک گواہ ہیں۔

ہم صرف محسوس کرتے ہیں۔ زندگی آتی ہے اور چلی جاتی ہے۔ خوشی اور غم کا بھی یہی حال ہے۔ اپنی زندگی کی حقیقت کو جانچیں۔ اپنی زندگی میں خوشی، مسرتوں، جیت، ہار اور غم کے لمحات کو یاد کریں۔ کیا وہ وقت مستقل تھا؟ وقت چاہے کیسا بھی ہو، آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔

زندگی گزر جاتی ہے۔ ماضی کے دوست بھی بچھڑ جاتے ہیں۔ جو آج دوست ہیں وہ کل نہیں رہیں گے۔ ماضی کے دشمن بھی نہیں ہیں اور آج کے بھی ختم ہو جائیں گے۔ اس دنیا میں کچھ بھی کوئی بھی مستقل اور لازوال نہیں۔

ہر چیز تبدیل ہو جاتی ہے لیکن تبدیلی کا قانون نہیں بدلتا۔ اس بات کو اپنی زندگی کے تناظر میں سوچیں۔ آپ نے کئی تبدیلیوں کو زندگی میں دیکھا ہوگا، کئی چیزوں کو تبدیل ہوتے ہوئے مشاہدہ کیا ہوگا۔ آپ کی زندگی میں کئی بار غم اور شکست کے حالات آئے ہوں گے اور اسی طرح آپ نے کئی پر مسرت لمحات بھی گزارے ہوں گے۔ دونوں قسم کے وقت کو گزر جانا ہے، کچھ بھی مستقل نہیں۔ ہم اصل میں کیا ہیں پھر؟ اپنے اصل چہرے کو پہچانیے۔ ہمارا چہرہ اصل نہیں ہے۔ اس نے بھی وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہو جانا ہے۔ تاہم آپ کے اندر کچھ ایسا ہے کہ جو کبھی تبدیل نہیں ہوتا اور ہمیشہ ایسا ہی رہتا ہے۔

کیا چیز ہے جو کہ غَیر مُتغیّر ہے؟ شاید آپ کے اندر کا صحیح انسان۔ آپ صرف تبدیلی کے گواہ ہیں، محسوس کریں اور اسے سمجھیں۔

اپنی زندگی کی منفی تبدیلیوں کو محسوس کریں اور اپنی ذات سے اس پر قابو پانے کی کوشش کریں۔

رہنے والی ذات صرف اللہ کی ہے اور رہنے والے ہمارے اعمال——۔ سوچیں——۔
اور عمل کریں.

پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کا مسئلہ اور سپریم کورٹ کا ممکنہ احسن قدم

کچھ خبروں کے مطابق سپریم کورٹ آف پاکستان پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کو کم کرنے کے ضمن میں کچھ اہم اقدامات کرنے جارہی ہے کسی بھی ایسے اقدام سے جس سے عوام کو واقعی ریلیف مل سکے وہ نا صرف قابل تعریف ہونگے اور ایک طرف تو عدلیہ کی عظمت و توقیر اور اسکے اختیارات میں اضافے کا باعث بنیں گے بلکہ عوام کو حکومت کی من مانی خصوصا اسکے کے غیر منتخب اراکین (جیسے شوکت ترین ایک بینکر جسے صرف پیسے اور وہ بھی عوام سے پیسے بنانے کے علاوہ کچھ نہیں آتا) کی بدمعاشی اور عوام دشمن اقدامات سے بھی نجات ملے گی۔

افسوس اس امر کا ہے کہ ملک کے متفقہ وزیر اعظم گیلانی صاحب کے دل میں بھی عوام دوستی کا کوئی جذبہ نہیں پیدا ہوتا جو وہ عوام دشمنی کے بلوں ہر فوراً دستخط کر دیتے ہیں۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کو چاہیے کہ فی الفور پیٹرولیم مصنوعات میں کیے جانے والے اضافے کے اعلان کو نا صرف فوری طور پر روک دیں بلکہ پیٹرولیم مصنوعات میں مزید کمی یعنی اعلان سے پہلے کی قیمتوں میں بھی کمی کی جائے تاکہ عوام

کو خاطر خواہ فائدہ پہنچ سکے۔
ملک میں لے دے کر صرف سپریم کورٹ ہی رہ جاتی ہے جو عوام کے خلاف کیے جانے والے فیصلوں پر کوئی کاروائی کر سکتی ہے وگرنہ ہمارے ملک کی سیاسی جماعتیں اور خصوصاً اقتدار میں شریک اور بظاہر ایک دوسرے کی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والی جماعتیں تو عوام کا خون تک نچوڑ لینا چاہتی ہیں۔ کیونکہ انہیں کیا پتہ کہ عوام ہونا کیسا ہوتا ہے اور عوام کا روز روز جینا اور مہنگائی کے ہاتھوں روز روز مرنا کیسا ہوتا ہے۔
پیٹرول میں اضافہ کو مسترد کرنے کے ساتھ ساتھ سپریم کورٹ کو باآخر یہ بھی دیکھ لینا چاہیے کہ آخر وہ کون ظالم ہیں جو عوام کے منہ میں پڑنے والے کسی بھی تر ی کے نوالے کو منہ سے کھینچ لینے کے درپے ہوتے ہیں اور ہر طرح کا اضافہ فوراً عوام کی پھٹی ہوئی جیب سے لینا چاہتے ہیں۔
اس سلسلے میں پیٹرولیم کمپنی کے مالکان اور اس کے کرتا دھرتاؤں کو عدالت عظمیٰ کے سامنے حاضر کروانا چاہیے اور ان کے گوش گزار یہ بات کر دینی چاہیے کہ عوام کا استحصال بند کیا جائے وگرنہ اپنی کمپنیاں بند کر کے اپنے اپنے ممالک چلے جاؤ۔

ملک میں حالیہ اضافے کا تحفہ جب عوام کو دیا گیا تھا تو اس دن بین الاقوامی مارکیٹ میں تیل کی قیمت ستر یا بہتر ڈالر فی گیلن تھی اور آج یعنی مورخہ سات جولائی یعنی ایک ہفتے کے بعد وہاں تیل کی قیمت تریسٹھ یا چونسٹھ ڈالر فی بیرل ہے اس طرح تقریباً دس فیصد سے زائد کی کمی بین الاقوامی مارکیٹ میں ہو چکی ہے اور ہماری قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔

ہماری چیف جسٹس صاحب سے درخواست ہے کہ خدا کے واسطے عوام کے ساتھ ہونے والے ڈراموں اور ظلم و ستم کی کاروائیوں کو فوری طور پر ختم کروانے کی کوشش کی جائے۔ خدا کی قسم چیف جسٹس صاحب اگر آپ انشا اللہ عوام کی بہتری کے فیصلے کریں گے تو امرا کو تو نا سہی عوام کو اپنے ساتھ ضرور پائیں گے اور انشااللہ اللہ کے حضور بھی سرخرو ہو سکیں گے۔

چیف جسٹس صاحب کے ممکنہ عوام دوست فیصلہ کے منتظر۔ ہم عوام

پاکستان کی گال ٹیسٹ میں ممکنہ فتح کا خواب چکنا چور

آج اپنے آفس سے چھٹی اس لیے لی تھی کہ پاکستان ٹیم کی ممکنہ جسے کہنا چاہیے ہنڈرڈ پرسنٹ فتح کا بقول شخصے بقلم خود مزہ لے سکوں مگر یہ کیا کہ ناشتہ کے فوراً بعد ہی پاکستانی ٹیم کا وہ حشر ہوتے دیکھا کہ جسے تحریر کرنا تو ممکن ہے مگر یہ امکان بالکل نہیں کہ اسے شائع بھی ہونے دیا جائے گا۔

سری لنکا کے شہر گال میں ہونے والے سیریز کے پہلے کرکٹ ٹیسٹ میچ میں سری لنکا نے اپنی ممکنہ شکست کو حیرت انگیز فتح میں بدل کر پاکستان کو ۵۰ رنز سے شکست دے دی۔

سیریز کے پہلے ٹیسٹ کی آخری اننگ میں پاکستان کی کرکٹ ٹیم کو فتح سے ہمکنار ہونے کے لیے مجموعی طور پر صرف 168 رنز درکار تھے جس کے تعقب میں پاکستان کی پوری ٹیم صرف 117 رنز بنا سکی۔

حالانکہ ٹیسٹ میچ کے چوتھے دن جب پاکستان نے دوسری اننگ اکہتر رنز دو کھلاڑی آؤٹ پر شروع کی تو فتح کے لیے صرف ۹۷ رنز درکار تھے اور اسکے ۸ کھلاڑی باقی تھے۔
تاہم سری لنکن ٹیم کی پیشہ ورانہ کارکردگی کے باعث اور

ہماری ٹیم کی غیر زمہ دارانا کارکردگی کے باعث پاکستانی بیٹنگ لائن ریت کی دیوار ثابت ہوئی۔ افسوس ناک بات یہ رہی کہ چوتھے دن کے پہلے ہی اوور میں محمد یوسف اور سلمان بٹ پویلین واپس لوٹ گئے جس کے بعد وکٹیں گرنے کا سلسلہ جاری رہا اور بالآخر پاکستان کی پوری ٹیم نے ڈریسنگ روم میں ہی جا کر آرام کرنا زیادہ مناسب سمجھا اور اس طرح پاکستان کی ٹیم جو میچ کے تینوں دن پورے میچ پر سری لنکن ٹیم پر حاوی رہی صرف دو تین گھنٹوں میں واضع فتح کو افسوس ناک شکست میں تبدیل ہونے سے روکنے سے قاصر رہی۔

اب پاکستان کی حالیہ فتوحات پر اگر عوام نے اور اداروں اور حکومت نے جس قدر ٹیم کو سپورٹ کیا اور ان کو نوازا۔ اب ہم اگر اس غیر زمہ دارارانہ شکست پر ٹیم کو کچھ کہیں تو لوگ کہیں گے جیت گئے تھے تو شاباشی مل رہی تھی اور اب ہار گئے ہیں تو سب کوس رہے ہیں۔ تو میرے بھائیوں یہی تو سپرٹ ہونی چاہیے کہ فتح پر خوشی اور انعامات ملنے چاہیے اور شکست پر اور وہ بھی انتہائی غیر زمہ دارانہ اور شرمناک شکست پر کیا ہم عوام کو اتنا بھی اختیار حاصل نہیں کہ ان کی خرابیوں پر کچھ کہہ سکیں جس طرح ان کی اچھائیوں پر ان کو کہا جا رہا تھا۔

یہ تو شکر کریں ہمارے کھلاڑی کہ فتح کی صورت میں ملنے والے انعامات شکست کی

صورت میں واپس نہیں لیے جاتے وگرنہ لگ پتہ جاتا ہمارے قومی کھلاڑیوں کو کہ غیر زمہ داری سے کھیلنے کا انجام کیا ہوتا ہے تو پھر دیکھتے کہ ہمارے قومی کھلاڑی کب تب غیر زمہ داری سے کھیلتے۔

بات صاف ہے بھائی کہ اچھا کرو چاہے ہار جاؤ مگر خدارا اتنا برامت کھیلو کہ عوام سے ملنے والی داد و تحسین کو چند ہی دنوں میں نعروں اور لعن طعن میں بدلتا دیکھنا پڑے۔

مگر رونا تو اسی بات کا ہے کہ یہ بے چارے کھلاڑی بھی تو ہماری ہی قوم سے ہیں تو جیسی قوم ہو گی ویسے ہی کھلاڑی ہونگے، ویسے ہی لکھاری ہونگے، ویسے ہی دانشور ہونگے، ویسے ہی زمہ داران ہونگے، ویسے ہی سیاستدان ہونگے اور باآخر ویسے ہی حکمران ہونگے۔ اور ویسے ہی عوام ہونگے۔

اللہ ہمارے تمام مزکورہ بالا شعبہ جات کے لوگوں کو ہدایت و رہنمائی عطا فرمائے آمین

(یاد رہے مزکورہ بالا میں یہ عاصی وگناہ گار بھی کسی نا کسی شعبے میں ضرور شامل ہے۔ باقی رہے نام اللہ کا)

بلوچستان کے غیر مبہم حقائق یا افسانے؟

جنداللہ کی امریکی ٹریننگ تاکہ ایران کو پھانسا جاسکے رہ گیا پاکستان۔ تو اکثریت پاکستانی سیاستدانوں کی خاموش ہیں باوجود حقیقت جانتے ہوئے بھی۔

بغاوت، شورش یا سرکشی جو بھی نام اچھا لگے دے لیں، پاکستان اور ایران کے ساتھ جڑے بلوچستان میں شروع ہوئی جب امریکہ نے افغانستان میں قدم جمائے۔ ایران میں سنی اور شیعہ مسالک کو جدا کیا گیا او پاکستان میں زبان، مسلک، عقیدہ، رواج، رہن سہن، استحصال، جہالت، مفاد پرست اور بہت سے ایسے موتی امریکہ کو مل گئے جو کام کر گئے، مگر یہ سب کچھ ممکن ہو سکا جب افغانستان میں انڈین انٹیلی جنس کی سپورٹ بھی امریکہ کو امداد کی فراہم کی گئی۔

دہشت گرد یا عرف عام میں سادہ لوح جہادی جن کی کمانیں بظاہر باشرع مسلمانوں مگر دراصل ہندوستانی ایجنٹس کے ہاتھوں میں تھی، پاکستانی اہداف پر بھیجے گئے جنھوں نے غیر بلوچی کو بلوچستان میں اس طرح قتل کرنا شروع کیا جس سے پاکستانیوں کے درمیان بلوچستان اور غیر بلوچستان اقوام ہونے کو تقویت دی جائے۔ ایران میں اس سازش کا زیادہ اچھے طریقے سے مقابلہ کیا گیا اور ایران

نے ان دہشت گردوں کو سختی کے ساتھ ختم کر دیا مگر ہمارے مملکت خداداد پاکستان میں اقتدار کے متوالے بیچاری اپنے سیاسی مفادات کو قربان کرنے پر تیار نہیں اور جانتے بوجھتے ہوئے بھی اس آگ کو پرائی آگ قرار دے رہے ہیں، اور چند مفاد پرست سیاستدان تو ایسے ہیں کہ اس کس ختم کرنے کا تو تصور ہی چھوڑیے اس سارے معاملے کی مذمت بھی نہیں کرنا چاہتے جبکہ دہشت گردوں نے یونیورسٹی کے پروفیسرز تک کو قتل کر دیا اور ٹرینوں میں بم نصب کیے۔

آج ۲۰۰۹ میں امریکی لگائی گئی نوخیز جمہوریت میں شائد ہی کوئی آواز بلند ہو رہی ہو جو پاکستان کا دفاع کرنا چاہ رہی ہو۔ وگرنہ سارے مفاد پرست اسی میں لگے ہوئے ہیں کہ یہ جنگ ہماری نہیں ہے اور بیرونی ہاتھوں کی لگائی ہوئی آگ میں ہمیں نہیں پڑنا چاہیے۔ ان بدنصیبوں سے سوال یہ ہے کہ اگر کوئی بیرونی ہاتھ آپ کے اپنے گھر کو آگ کے شعلوں کی نظر کر دے تو کیا آپ اس آگ کو بجھانے کی اس لیے کوشش نہیں کریں گے کہ یہ آگ آپ نے نہیں بلکہ آپکے دشمنوں نے لگائی ہے اور یہ جانتے بوجھتے کہ کن دشمنوں نے لگائی ہے کیا آپ اس کا مقابلہ کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اور کیا صرف اخباری بیانات تک اس دشمن کو للکارتے رہیں گے۔

گزشتہ سال پاکستانی سیکورٹی ایجنسی نے عبدالحامد کو گرفتار کر کے ایران کے

حوالے کیا جہاں جج نے کہا کہ عبدالحامد کی حراست کے بعد بیرونی انٹیلی جنس ایجنسیز مدد کر رہی ہیں جنداللہ کے ممبران کی تاکہ ایران میں دہشت گردی کے منصوبوں پر عملدرآمد کر کے افراتفری پہنچائیں اور اہم شخصیات کے اغوا کے منصوبوں پر کام کریں تاکہ اپنے اہم ایجنٹس کی رہائی کو ممکن بنایا جا سکے۔

پاکستان پر اللہ اپنا خصوصی رحم و کرم نازل فرمائے۔ ہمارے ملک میں آگ سی لگی ہوئی ہے دکھی دل دکھی ہیں اور جو کرنے والے ہیں ان کو خواب خرگوش سے اللہ جانے کب نجات ملے گی۔

پیپلز پارٹ کا بلدیاتی انتخابات سے فرار - جیو جمہوریت

ملک کے منتخب وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب نے کہا ہے کہ اگست سے ملک بھر میں ناظمین کی جگہ ایڈ منسٹریٹر مقرر کرنا شروع کردئے جائیں گے۔ اسلام آباد میں ایک کانفرنس میں انہوں نے کہا کہ ایڈ منسٹریٹر سیاسی بنیادوں پر نہیں لگائے جائیں گے بلکہ یہ سرکاری افسران ہوں گے جو اس عہدے پر نامزد کئے جائیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایڈ منسٹریٹر ایک سال کے لئے متعین کئے جائیں گے اور حالات بہتر ہوتے ہی نئے بلدیاتی انتخابات کرا دیے جائیں گے، فی الحال انتخابات کے لئے حالات ٹھیک نہیں ہیں۔

دیکھا بھائی لوگوں آپ نے کہ بلی تھیلے سے باہر آ ہی گئی۔ پیپلز پارٹی کو اگر کوئی حقیقی جمہوری پارٹی سمجھتا ہے اور کہتا ہے تو اس سے بڑی حماقت شاید ہی کوئی ہو کہ موجودہ پیپلز پارٹی میں جمہوریت پسندی اور انصاف پسندی پائی جاتی ہے۔

پیپلز پارٹی کے بے ایمانوں کو اچھی طرح علم ہے کہ ملک بھر میں بلدیاتی الیکشن کرانے کی صورت میں پیپلز پارٹی کو شاید سندھ کے گاؤں اور دیہات سے

شاید کچھ اکثریت حاصل ہوگے کیونکہ پاکستان کے چار صوبوں پر بلدیاتی انتخابات کچھ اسطرح نتائج دے سکتے ہیں کہ :

۱۔ کیونکہ پنجاب میں تو ن لیگ اور ق لیگ مل بانٹ کر پیپلز پارٹی کا سیاسی دھڑن تختہ یا چلیں جلوس ہی نکال دیں گیں

۲۔ ادھر سندھ میں شہری علاقے ایم کیو ایم، جماعت اسلامی اور چند دوسری پارٹیوں کے مضبوط حلقہ انتخاب ہیں۔

۳۔ سرحد میں اے این پی ، جماعت اسلامی اور جمیعت علمائے اسلام (ف) اور جمیعت علمائے اسلام (س) میدان مار لیں گی۔

۴۔ اور رہی بات بلوچستان کی تو جو حشر موجودہ پیپلز پارٹی کی حکومت کا ہو رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے شاید ایک بھی ناظم پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر کامیاب نا ہو سکتے۔

اب سمجھ میں آئی ملک کے بھولے بھالوں کہ پیپلز پارٹی کی شاطرانہ زنبیل سے کیسی چیز نکلی کہ اچانک وزیراعظم صاحب کو ملک بھر کے حالات بہتر نہیں نظر

آ رہے۔ (یعنی حکومت اپنے منہ سے کہہ گئی ہے کہ ایکے دور حکومت میں ملک کے حالات اچھے نہیں وگرنہ حکومتوں کا تو یہ وطیرہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے دور حکومت میں حالات کی اچھائی دکھاتے رہتے ہیں)

پیپلز پارٹی کے کرتا دھرتاؤں کو اچھی طرح خبر ہے کہ بلدیاتی انتخابات کی صورت میں پیپلز پارٹی کو جو مینڈیٹ حاصل ہو گا وہ صرف گاؤں دیہات کا ہوگا اور وہاں کے مسئلے مسائل حل کرانے لئے فنڈ بھی اتنا زیادہ مختص نہیں کرا سکتے اور جو زیادہ فنڈ ہوگا وہ شہروں کا ہوگا جہاں پیپلز پارٹی کو شاید کونسلرز کی نشستیں بھی حاصل نا ہو سکیں۔

اب ناظم تو اپنی مرضی کے نہیں آ سکتے للذا محترم فرماتے ہیں کہ ناظمین کی جگہ ایڈمنسٹریٹرز مقرر کئے جائیں گے جو سرکاری افسران ہونگے۔ (جب ملک میں وفاقی سطح پر پیپلز پارٹی کی حکومت ہے تو افسران بھی پیپلز پارٹی کے ہی ہونگے آئی بات سمجھ شریف میں یا کچھ اور چاہیے سمجھ دانی میں ڈالنے کے لئے)۔ اپنی حکومت کے افسران کو عوامی نمائندگان پر فوقیت دینے والے کس منہ سے جمہوریت کے راگ الاپتے ہیں اور کس طرح جمہوریت کے لیے اپنی قربانیاں یاد دلاتے ہیں۔ اور فی الحال ملک و قوم پر مہربانی کرتے ہوئے وزیراعظم صاحب فرماتے ہیں کہ ان ایڈمنسٹریٹرز کی تقرری فی الحال ایک سال کے لئے ہو گی (جس

میں ظاہر ہے اضافہ کرنا یا نا کرنا پیپلز پارٹی کی مکمل صوابدید پر ہوگا)۔
اور محترم فرماتے ہیں کہ حالات بہتر ہوتے ہی نئے بلدیاتی انتخابات کرا دیے جائیں گے یعنی پیپلز پارٹی کا بلدیاتی انتخابات کرانے کا کوئی ارادہ نہیں کیونکہ جب تک پیپلز پارٹی) کی حکومت ہے حالات اچھے ہو جائیں - ایسے تو حالات نہیں ۔ مشرف جب گیا تھا تو ملک پر ۳۸ ارب ڈالر کا غیر ملکی قرضہ تھا جو ڈیڑھ سال میں بڑھ کر ٦۰ ارب ڈالرز کے قریب پہنچ گیا ہے۔ اتنی ملی خیرات نا پوچھو)۔
ہمارے ملک کے بھولے بھالے عوام کی یاداشت بڑی کمزور ہے یاد کریں جب محترمہ بینظیر بھٹو ایک قاتلانہ حملے میں شہید ہوئی تھیں تو بھی تو ملک کے حالات اچھے نہیں تھے مگر شاباش ہے مشرف جیسے آمر کو کہ پھر بھی چند ہی مہینوں میں انتخابات کرا دیے اور اقتدار سپرد کر گیا وگرنہ وہ بھی کہہ سکتا تھا کہ انتخابات کے لئے حالات سازگار نہیں ہیں جب حالات درست ہونگے تو انتخابات کرا دیے جائیں گے۔آئی عقل شریف میں ملک کے بھولے بھالوں کے۔
واہ بھئی جمہوریت کے چیمپئن بننے کے دعوے داروں بلدیاتی ادارے تو انتہائی بنیادی ادارے ہوتے ہیں کسی بھی جمہوری معاشرے میں اور ان سے فرار اور نام

لیتے ہو جمہوریت کا اور عوام کا اور عوام کے سامنے جانے سے اتنا ڈرتے ہو تو کیونکر اگلے عام انتخابات (اگر پانچ سال بعد ہوئے وگرنہ کبھی بھی ہو سکتے ہیں) میں عوام کے سامنے جاؤگے یا انتخابات سے عین پہلے ہی یہ کہہ کر انتخابات کو ٹال دوگے کہ ملک کے حالات کی بہتری تک انتخابات ممکن نہیں۔

واہ بھی جمہوریت کے باڈی بلڈروں مشرف تو جمہوریت میں بھی تم سے نمبر لے گیا۔

اور زرا چند مہینے انتظار کرلو پھر مشرف کو آمریت کی چھتری تلے دیکھا تھا اب زرا اس کا عملی سیاست میں آنے کے بعد مقابلہ کرکے دکھانا۔

ایک چھوٹا بچہ اور ملک کے وزیر خزانہ

ملک کے مشیر خزانہ ، محکمہ خزانہ کی ایک بچے کے ساتھ لین دین میں دھوکہ دہی الزام ہی سہی -

ایک چھوٹے بچے کو اپنے کھلونے کے لیے ۱۰۰ روپے چاہیے تھے اس نے اپنے والدین سے فرمائش کی تو انہوں نے کہا کہ بیٹا مہینے کے آخری دن چل رہے ہیں اگلے مہینے تک انتظار کرلو۔ اور پھر والد محترم نے عام پاکستانیوں کی طرح وزیر خزانہ کو کوستے ہوئے کہا کہ فلاں فلاں۔بڑا وزیر خزانہ بنا پھرتا ہے اور لوگوں کی جیب میں پیسے مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہوجاتے ہیں چاہے جتنی کفایت شعاری کرلو۔

چنانچہ اس بچہ نے فیصلہ کیا کہ خدا تعالٰی کو ایک خط لکھا جائے اور ان سے ۱۰۰ روپے مانگے جائیں۔ چنانچہ اس نے ایک خط لکھا اور محکمہ ڈاک کے لیٹر باکس میں ڈال آیا۔ جس میں اس نے خدا تعالٰی کو مخاطب کرتے ہوئے ۱۰۰ روپے قرض کی درخواست کی۔ اب محکمہ ڈاک کے ایک شرارتی ملازم نے اس خط کو ایک اور لفافے میں بند کیا

اور اس پر پاکستان کے مشیر خزانہ کا پوسٹل ایڈریس ڈال دیا اور اپنی جیب سے اس پر ضروری ٹکٹ چسپاں کرکے اس خط کو حوالہ ڈاک کیا۔

اب جب یہ خط سفر کرتا ہوا مشیر خزانہ تک پہنچا تو اس کی رگ ظرافت پھڑک اٹھی انہوں نے سوچا کہ چلو اس بچے کے لیے ۵۰ روپے بھی مناسب رقم ہو گی تو انہوں نے اپنے سیکریٹری سے کہا کہ ایک لفافے میں ۵۰ روپے رکھ کر اس بچے کے گھر پر روانہ کر دیا جائے۔ چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی اور اس بچے کے گھر وہ لفافہ پہنچ گیا جس میں ۵۰ روپے رکھ دیے گئے تھے۔

اب بچے کے پاس وہ لفافے پہنچا اور اس میں اس نے ۵۰ روپے پائے تو اس نے سوچا کہ چلو خدا تعالٰی نے ۵۰ ہی بھیج دیے اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے چھوٹے بچے نے ایک شکریہ کا خط بھی خدا تعالٰی کو بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ اس خط کا مضمون کچھ اسطرح تھا۔

پیارے اللہ میاں۔

آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے پیسے بھیجے۔ مگر ڈاک پر محکمہ خزانہ کی مہر دیکھ کر ایک بات آپ کی اطلاع کے لیے عرض ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ نے تو ۱۰۰ روپے

ہی بھیجے ہونگے، مگر وہ آپ نے وزارت خزانہ کے زریعے کیوں بھیج دیے۔ ادھر جو نااہل اور غیر زمہ دار لوگ تعینات ہیں انھوں نے آپکے بھیجے ہوئے پیسوں میں سے ۵۰ روپے ٹیکس اور پتہ نہیں کون کون سی مد میں کاٹ کر مجھے صرف پچاس روپے ہی بھیجے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ آئندہ پیسے کی لین دین میں وزارت خزانہ کو مت دخل دینے دیجیے گا۔

آپکا بندہ

خاتون پنجاب اسمبلی کی چوری

طاقت کے نشے میں دھت اراکین اسمبلی کی دیدہ دلیریاں - خاتون پنجاب اسمبلی کی چوری

پنجاب کے وزیراعلیٰ شہباز شریف صاحب.بڑے اصولی اور سخت گیر ایڈمنسٹریٹر مشہور ہیں اور ان کی وزارت اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ن لیگ کے اراکین اسمبلی جس دیدہ دلیری اور چابکدستی سے کاروائیوں میں مصروف ہیں ان کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسلم لیگ (نواز گروپ) کے اراکین اسمبلی کی دیدہ دلیریاں جو ان کے ڈیڑھ سالہ دور حکومت میں ریکارڈ توڑ ثابت ہوئی ہیں، ان کی حکومت کے پانچ سال پورے ہونے پر ن لیگ کے اراکین اسمبلی کی غیر قانونی حرکتوں کی سنچری ہی مکمل ہو جائے گی۔

کبھی کوئی رکن اسمبلی کسی عورت کو بہانے سے ہوٹل بلا کر اسکے ساتھ زیادتی کا مرتکب ہو اور مک مکا کے بعد معاملہ دبا دیا جائے۔

کبھی کوئی رکن اسمبلی گرین چینل کے راستے ممکنہ غیر قانونی سامان کو بلا تلاشی کے نکلوانے پر ناکامی کے ڈر سے پولیس اور کسٹم والوں سے لڑتا پھرے

اور پھر مک مکا کے بعد معاملہ دبا جائے۔

کبھی رکن اسمبلی اپنی ہی اسمبلی میں میڈیا کے کیمروں کے سامنے اپوزیشن رکن عورت پر حملہ کردے اور معاملہ دبا دیا جائے۔

کبھی کلثوم بلوچ کے کیس میں رکن اسمبلی کلثوم بلوچ کے سسرالی رشتے داروں کو جیل کی ہوا کھلواتا پھرے پھر معاملہ دبا دیا جائے۔

اور مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کی دعوے دار ن لیگ کی خاتون رکن پنجاب اسمبلی شائلہ رانا نے بھی ایک نیا کارنامہ انجام دیا جب انہوں نے چوری کے کریڈٹ کارڈز کو استعمال کرتے ہوئے 80 ہزار سے زائد کی خریداری کرنے کے الزام میں مقدمہ کی درخواست دائر کر دی گئ جس پر حکومت پنجاب پر ن لیگ کی حکومت کے سبب پنجاب پولیس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں اور جب وزیر اعلیٰ پنجاب نے مذکورہ رکن اسمبلی اور ان کے حلقہ قومی اسمبلی کے رکن جناب محترم قبلہ بڑے حکیم عزت مآب سعد رفیق صاحب کو طلب کیا اور اس وقت بھی اس عورت کے پیش ہونے سے معذوری کے سبب پنجاب حکومت کو مقدمے درج کرنے کی اجازت یا حکم دے دیا گیا۔

یعنی چوری اور خریداری ہوئی سات جولائی سے آج بارہ جولائی یعنی پانچ دنوں تک اس معاملے کو دبانے اور چھپانے کے باوجود یہ معاملہ باالآخر میڈیا کے زریعے سامنے آ ہی گیا تو میڈیا کے سامنے پنجاب کے وزیر قانون ثنا اللہ صاحب یہ فرماتے پائے گئے کہ دیکھیں گے اور چھپے کیمرے کی بنیاد پر کوئی کیس نہیں بنایا جاسکتا تو بھیا پھر کیوں کیمرے لگائے جاتے ہیں دکانوں میں اب بھی نا مانو۔

میڈیا کے مطابق لاہور میں گلبرگ کی زارا ملک ایک ہیلتھ کلب میں ورزش کے لیے حسب معمول گئیں تھیں جہاں موجود رکن اسمبلی شمائلہ رانا نے زارہ ملک کے بیگ سے ان کے 2 کریڈٹ کارڈز چوری کر لیے اور فوراً ہیلتھ کلب کے قریب ہی واقع ایک شاپنگ مال میں جیولری شاپ اور مردانہ کپڑوں کی دکان سے 80 ہزار سے زائد مالیت کے زیورات سوٹ خرید کر کریڈٹ کارڈ کے ذریعے ادائیگی کی۔ جس پر بینکوں کی طرف سے زارا ملک کو بینک سروسز کے متعلق ایس ایم ایسز کیے گئے جس پر انہوں نے فوراً کارڈ بند کروانے کے لیے فونز کیے تو پتا چلا کہ کارڈ پر تو خریداری کی جا چکی ہے۔

جن 2 دکانوں سے خریداری کی گئی رابطہ کرنے پر جیولری شاپ میں خاتون رکن اسمبلی شمائلہ رانا کو کلوز سرکٹ کیمرے نے ان کریڈٹ کارڈز کو دیتے ہوئے

ریکارڈ کر لیا کلوز سرکٹ کیمرے میں کارڈ کی رسید پر جو دستخط کئے گئے کیمروں اور رسید پر ایک ہی ٹائم محفوظ ہے پولیس نے خاتون رکن اسمبلی کے خلاف چوری کے مقدمے کی درخواست وصول ہونے کے بعد کلب اور جیولری شاپس سے تصدیق بھی کر لی ہے۔

حکومت پنجاب نے روایتی موقف اختیار کیا ہے کہ کوئی بھی قانون سے بالاتر نہیں اور اگر یہ الزام ثابت ہوا تو رکن اسمبلی کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔ جیسے اب تک پنجاب سے تعلق رکھنے والے ن لیگ کے اراکین پارلیمنٹ کے درمیان کاروائیاں کی گئی ہیں کہ معاملہ دبا دیا گیا ہے اور کسی کو کوئی قابل ذکر سزا نہیں دی گئی۔

واہ بھی واہ نواز شریف اور شہباز شریف کے ملک عزیز میں ہوتے ہوئے اور ان کے بلواسطہ یا بلا واسطہ حکومت (پنجاب) میں ہوتے ہوئے ایسے واقعات کا اتنے تواتر سے وقوع ہونا کیا یہ بات ثابت نہیں کرتا کہ ن لیگ سے تعلق رکھنے والے اراکین اسمبلیوں کو اپنے لیڈران کی حمایت حاصل ہے جو وہ اپنی پارٹی اور اپنے صوبے کا نام روشن کر رہے ہیں۔

پاکستان پر دہشت گردوں یلغار اور دوسروں کا کردار

یہ بات ابھی تو عجیب سی لگتی ہے کہ گزشتہ ہفتہ ایک اور امریکی اہلکار کو انتہائی اعلیٰ سول اعزاز سے نوازا گیا (ہلال قائدِ اعظم) یہ غالباً تیسرا یا چوتھا واقعہ ہے جس میں کسی امریکی کو اتنے اعلیٰ اعزاز سے نوازا گیا ہو اور وہ بھی ایک سال سے کم عرصے میں۔

اگر پاکستان ترکی کی جگہ ہوتا تو پاکستانی ملٹری کمانڈر اعلان عام کر کے افغانستان کے ان علاقوں میں فائٹر طیارے بھیج دیتا جن مقامات سے دہشت گردوں کی سپلائی کے راستے گزرتے ہیں جن کے راستے دہشت گرد پاکستان مخالفت اور پاکستان کی تقسیم کے منصوبے لے کر پاکستان میں داخل ہو کر پاکستان کے علاقوں پر دہشت پھیلانے میں مصروف ہوتے ہیں۔ افغانستان کی سپورٹ کی یہی اصل وجہ معلوم ہوتی ہے جن کی وجہ سے بلوچستان اور صوبہ سرحد کے علاقوں میں دہشت گردی کی کاروائیاں ہوتی ہیں جن کے ثبوت پاکستان کی ایجنسیز کے پاس ہیں اور جن کو دنیا کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس کا مقصد ایک جنگ شروع کرنا ہرگز نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایک ایسی طاقت استعمال میں لانی چاہیے کہ جس کے بعد افغانستان اپنے دہشت گردوں کو پاکستان ایکسپورٹ کرنا بند کردے، خاص کر

اسرائیلی اور انڈین انٹیلیجنس کے اہلکار جو افغانستان میں محفوظ طریقے سے نا صرف رہ رہے ہیں بلکہ پاکستان میں دراندازی کرکے باآسانی واپس افغانستان پہنچ جاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح کے واقعات کو ترکی نے حل کیا تھا جب شمالی عراق دہشت گردوں کی ایک جنت نظیر بن گیا تھا ترکی مخالف گروہوں کی جس کو یقینی طور پر امریکی ملٹری کی سپورٹ بھی حاصل تھی۔

اور پاکستان افغانستان سرحد پر کشیدگی اپنے عروج پر ہے بالکل اس وقت جب پاکستانی افواج تیاری کر رہی تھیں بیت اللہ محسود کو قابو کرنے کی جنوبی وزیرستان میں۔ عجیب بات یہ ہے کہ جنوبی وزیرستان میں افواج پاکستان بیت اللہ محسود کی گرفتاری کی کوششیں کر رہی تھیں اور عین اسی وقت امریکی ایجنسی سی آئی اے نے حکم صادر فرمایا ایک اور ڈرون حملہ کا ! کہاں ؟ جنوبی وزیرستان میں جہاں افواج پاکستان مصروف عمل تھیں ! نہیں بھیا بلکہ امریکی ایجنسی کے ڈرون حملے کا ٹارگٹ تھا شمالی وزیرستان کہ جہاں پاکستانی حمایت یافتہ اور طالبان مخالف ٹرائبل کمانڈر حافظ گل بہادر کا قبیلہ تھا۔ حافظ گل بہادر پاکستان افواج کے ساتھ گزشتہ ایک سال سے امن میں تھے۔ اب اس حملے کے بعد لامحالہ پاکستان کی حمایت پر کمربستہ کمانڈر حافظ گل بہادر اور اسکے قبیلے والے یہی سمجھیں گے کہ پاکستان نے امریکی سی آئی اے کے ساتھ مل کر یہ حملہ اس پر اور اسکے قبیلے پر کروایا ہے اور اس طرح امریکی ایجنسی کی

کاروائی کے بعد ایک طرف جنوبی وزیرستان میں بیت اللہ محسود کے خلاف آپریشن کے ساتھ ساتھ پاکستانی افواج شمالی وزیرستان میں صلح صفائی پر مصروف ہو جائے گی جس پر دو طرفہ محاز کھل جانے کے شک و شبہ سے افواج پاکستان کی یکسوئی متاثر ہو گی جس کا براہ راست فائدہ بیت اللہ محسود اور پاکستان دشمن عناصر کو پہنچے گا۔

اگر یہ واقعی جان بوجھ کر کروایا جا رہا ہے اور اگر امریکی غلطیاں یا سازش اسی طرح جاری رہی تو پاکستان بری طرح پھنس کر رہ جائے گا ایک خوفناک سول وار میں اپنے تمام شمال مغربی علاقوں میں۔ واشنگٹن پہلے افغانستان کے معاملات کو پیچیدہ اور چیزیں خراب کر چکا ہے اپنے نئے نئے تجربوں کے صورت میں اور گزشتہ کئی مہینوں سے پاکستان میں بھی شرارتوں میں مصروف ہے۔ ایک بڑے پیمانے پر سول وار امریکی مفادات کو تقویت دے گی۔ کابل کے حکومتی حلقے اپنے انڈین اور اسرائیلی حمایتیوں کے ساتھ اسی بات کے منتظر ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ان عناصر کو ختم کر دیں جو اپنے آپ کو پاکستانی طالبان کہلواتے ہیں۔ مگر یہ کرنے کے لیے ہمیں اپنی توجہ افغانستان کی طرف مبذول کرنی ہو گی۔ امریکی ڈپلومیٹ ولیم برنز بھی مجبوراً انٹرنیشنل کمیونٹی کی تشویش کو مد نظر رکھتے ہوئے انڈین کو کہہ چکے ہیں کہ یا تو افغانستان میں

اپنے سفارت خانے مکمل بند کرو یا پھر ان کی تعداد کم کرو، کیونکہ وہاں سے دہشت گردی کی پلاننگ اور ٹریننگ ہو رہی ہے۔ جس کے ثبوت انٹرنیشنل ایجنسیز کے پاس اور پاکستانی امریکن ملٹری رابطوں کے پاس بھی موجود اور محفوظ ہیں جن کی تردید کرنا ہندوستانی اور اسرائیلی ایجنسیز کے بس کی بات نہیں رہے ان حالات اور حقائق کو انڈین اہلکار عوامی سطح پر زکر کرنے سے گریزاں نظر آتے ہیں۔۔

پاکستان کو چاہیے کہ ان بنیادوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک نئی افغان پالیسی مرتب کرے۔ پاکستان کے بہترین قومی مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بھی دیکھا جائے کہ اس معاملے میں امریکی خلوص کس درجے کا ہے۔

اور ہمیں یہ بات بین الاقوامی برادری اور خاص کر اپنے امریکی دوستوں پر واضح کر دینی چاہیے کہ افغانستان میں امریکی یا اتحادی فتح کی قیمت پر پاکستان کے قومی مفاد اور پاکستان کی سلامتی پر کوئی آنچ نہیں آنی چاہیے اور پاکستان کے فوجی یا غیر فوجی اہداف پر کوئی نظر کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کی جائے گی۔ اور اتحادیوں کو بھی یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ مشترکہ مفادات کو حاصل ضرور کیا جائے مگر۔۔

یہ بات بھی صاف بتانا ضروری ہے کہ القاعدہ کے معاملے کو الگ تناظر میں رکھتے ہوئے افغان طالبان یا افغانستان کے اندرونی گروہوں کو ختم یا تباہ کرنا پاکستان کے سٹریٹجک اہداف نہیں ہیں۔ ہم افغانستان پر قبضہ نہیں چاہتے (گرچہ امریکی چاہتے ہیں)۔ اور افغانستان کو اپنے معاملات طے کرنے کا مکمل حق حاصل ہونا چاہیے۔ ملا عمر بھی پاکستان کی مدد کر سکتا ہے گروہ پاکستان میں موجود اپنے حمایتیوں کو پاکستان کے خلاف حملے کرنے سے روک سکے، کیونکہ پاکستان کو ملا عمر سے کوئی جنگ نہیں لڑنی نا لڑی ہے، جو امریکی اور اتحادی افواج کے مظالم کے بدلے پاکستان میں آ کر پاکستانیوں کو قتل کر کے لے رہے ہیں ان ہی پاکستانیوں کو جو انہیں امریکی اور اتحادی افواج کے حملوں کے صورت میں افغانستان سے بھاگ نکلنے کے بعد اسلامی بھائی چارے کے نام پر اپنا بھائی سمجھتے ہوئے پاکستانی علاقوں میں محفوظ پناہ گاہیں فراہم کرتے ہیں اور اس کا بدلہ وہ پاکستان ہی کو انتشار کا شکار بنا کر کرنے سے باز نہیں رہ پا رہے۔

اس طرح ہمیں ان طالبان کا مکروہ چہرہ بھی نظر آ جائے گا جو پاکستان کی سلامتی پر حملے کر رہے ہیں اور جس کے لیے حربی وسائل اور مال و دولت انہیں کن غیر ملکی طاقتوں سے حاصل ہو پاتا ہے جو وہ ایک ریگولر آرمی کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ؟

پاکستان کو اس امریکی الزام کا بھی کڑے ہاتھوں مقابلہ کرنا چاہیے کہ اتحادی افواج کو افغانستان میں جنگ کے دوران جو مزاحمت ہوتی ہے ان کے تانے بانے پاکستان سے جڑتے ہیں۔ ایک تازہ امریکی تھنک ٹینک کی رپورٹ کے مطابق افغانستان میں مزاحمت خود افغانستان کے جنوب سے جنم لیتی ہے۔ تو بھیا یہ صرف پاکستان کی ٹرائبل پٹی ہی نہیں ہے۔ اصل مسئلہ پختونوں اور ان کے افغانستان میں موجود علاقوں کے ساتھ ہے۔ ان کو نمٹ لو تو مزاحمت ختم ہو جائے گی۔

مسلمانوں کی صفوں میں شرعی حلیہ رکھنے والے غیر مسلموں کا دھوکہ - ھوشیار باش

گزشتہ دنوں ٹی وی پر ایک خبر نے توجہ مبزول کروائی۔ جس کے مطابق حکومت سرحد نے مالاکنڈ، سوات سمیت تمام علاقوں میں غیر مقامی امام مسجد کی تعیناتی غیر قانونی قرار دینے کے معاملے پر کام شروع کر دیا ہے۔
گزشتہ کئی دنوں سے پرنٹ میڈیا اور انٹرنیٹ میں کچھ خبریں اور واقعات بڑے تواتر سے شائع اور نشر ہوتی رہیں کہ دہشت گردوں پر حملوں اور بمباری کے بعد ملنے والی لاشوں کی اسلامی طریقے سے تدفین سے قبل کو غسل دلانے کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ بہت سے دہشت گرد جن کا لباس اور حلیہ بظاہر مسلمانوں اور خصوصاً پکے سچے مسلمانوں جیسا تھا (یعنی بظاہر شرعی حلیہ اور داڑھی رکھتے ہوئے) ان کی ختنہ یعنی عرف عام میں مسلمانی ہی نہیں ہوئی تھی۔
یعنی بظاہر مسلمانوں کا حلیہ اور شکل و صورت اختیار کرنے والے دراصل مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہو کر ہمارے عقیدے اور ایمان کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرتے رہے ہیں۔ اور پتہ نہیں کب سے یہ عمل جاری و ساری تھا ہے اور نامعلوم مسلمانوں کی صفوں میں عام مسلمانوں سے زیادہ شرعی

مسلمان (بظاہر وضع قطع، رہن سہن، چہرے مہرے، اوڑھنے پہناوں کے حساب سے) ہونے کا دھوکہ دینے والے نامعلوم کس کس جگہ اور کس کس طرح سادہ لوح اور لاعلم مسلمانوں کے ایمان اور ان کے عقیدے کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہونگے اور پتہ نہیں کس کس جگہ کے شیخ صاحب، مولوی صاحب، پیر صاحب دراصل مسلمانوں کا روپ دھارے ہندو، یہودی اور دوسرے بھروپیے ہونگے۔

اس طرح انشا اللہ امت مسلمہ جو ویسے ہی مسائل و مصائب کا شکار ہے اسلام کے نام پر بہروپیوں سے تو محفوظ رہ سکے گی۔ امر واقع یہی ہے کہ مقامی لوگوں کی تعیناتی کو عوام میں بھی مقبولیت حاصل ہوتی ہے اور مقامی لوگ چونکہ ایک دوسرے کو بچپن اور لڑکپن سے جانتے اور ایک دوسرے کے اعمال اور کردار سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں اس طرح مقامی اچھے لوگ اچھے ہی تصور اور برے لوگ برے ہی تصور کیے جائیں گے اور اچانک باہر سے کوئی اچھا کردار چڑھائے اور شرعی وضع قطع کی آڑ میں مقامیوں کو دھوکہ دینے سے محروم ہی رہے گا۔

کیونکہ ہم سب جانتے ہیں کہ مقامی آبادیوں میں غیر ملکی دہشت گردوں نے گھس کر اور چھپ کر پاکستان کے مفادات کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے وہ کوئی بظاہر حملہ کرنے والا دشمن نہیں کر سکتا۔ کیونکہ چھپ کر اور عام لوگوں میں گھل مل جانے والے دشمن پر حملے کی صورت میں مقامی آبادی کے ہونے والے نقصانات میں

دہشت گرد اور غیر ملکی تو اتنے نہیں متاثر ہوتے جس قدر مقامی لوگ متاثر ہوتے ہیں جنہیں عرف عام میں کولیٹرل ڈیمیجز کہا جاتا ہے۔

اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے صوبہ سرحد کی حکومت کا ممکنہ قدم ایک قابل تقلید عمل ہونا چاہیے اور اسی طرح مسلمانوں کے عقائد اور ان کے ایمان پر ڈاکا ڈالنے کی سازش کو ختم کرتے ہوئے یہی عمل یعنی مقامی مساجد میں مقامی افراد (علما اور نیک امام) کی امامت کے منصب مقدسہ پر تعیناتی کو قانونی شکل دینی چاہیے۔ جس سے مسلمانوں میں شامل ہونے والے لوگ آسانی کے ساتھ مسلمانوں کو دھوکا دینے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔

سیاسی پارٹیوں کے کرپٹ اراکین کی میڈیا پر چڑھائی

وزیراعلیٰ پنجاب جناب محترم قبلہ.بڑے حکیم میاں محمد شہباز شریف صاحب کل ایک ٹی وی چینل پر شائلہ رانا کی چوری پکڑے جانے کے واقعے پر میڈیا کے سامنے.بڑے دل گرفتہ انداز سے ارشاد فرماتے پائے گئے کہ یقین نہیں آرہا کہ شائلہ رانا کسی ایسے واقعے میں ملوث پائی گئیں ہیں وہ تو اسمبلی میں نعتیں پڑھا کرتی تھیں۔

جناب من اب آپ ہی دیکھ لیں کہ ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں بازی گر دھوکہ کھلا (شاعر سے معذرت کے ساتھ)۔ نعتیں پڑھنے کے حوالے سے تو ن لیگ کے احسن اقبال صاحب کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ بھی ایک فوجی آمر ضیا الحق مرحوم کے سامنے نعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اور جب مشرف کا ڈنڈہ چل رہا تھا ملک میں تو احسن اقبال صاحب ایک یونیورسٹی میں بڑے شریفانہ انداز سے شعبہ تعلیم سے وابستہ ہو گئے تھے اور شرافت تو ان پر ختم ہی ہو گئی تھی اور اب جو ان کے تیور مشرف کے خلاف نظر آتے ہیں کاش وہ مشرف کے دور میں نظر آگئے ہوتے تو ہم جانتے کہ جمہوری چیمپئین ہونے کے دعوے داروں کی کیا شان تھی۔

شہباز شریف صاحب کو زرا اس بات پر اچھی طرح غور و فکر کرلینی چاہیے کہ جب

ان کی ایسی رکن اسمبلی جو اسمبلی میں نعتیں پڑھا کرتیں تھیں ان کا یہ کریکٹر اور کردار ہو سکتا ہے تو جو نعتیں وغیرہ نہیں پڑھتے اسمبلیوں میں مگر تعلق رکھتے ہیں ن لیگ سے تو ان کا کریکٹر اور کردار کیسا ثابت ہو سکتا ہے۔

تو بھیا ہر چمکتی ہوئی چیز سونا نہیں ہوتی اگر اراکین اسمبلی کو ٹکٹ دینے کا یہی معیار ہے کہ وہ نعتیں بہت اچھی پڑھتی یا پڑھتے ہیں اسلیے ان کو ٹکٹ دیا گیا تھا تو پھر تو ن لیگ کو چاہیے تھا کہ باقاعدہ مشہور و معروف حمدیہ اور نعتیہ کلام پڑھنے والے محترم حضرات کو تکلیف دیتے۔ ایسوں کو تکلیف دی گئی کہ جو ایک طرف تو اسمبلی کی رکن منتخب ہوئیں معیار ن لیگ جانے)، ایکسر سائز کرنے ہیلتھ کلب جاتی ہیں (مشرف کی انلائٹنٹ ماڈریشن کا چلتا پھرتا کردار) اور کریڈٹ کارڈ چوری کرکے دھڑلے سے شاپنگ کرکے وہاں بتاتی ہیں کہ میں رکن صوبائی اسمبلی ہوں (ن لیگ کی دھاک بھی بٹھا گئیں)۔

پاکستان کے میڈیا کو آزاد ہوئے کچھ زیادہ وقت نہیں گزرا۔ اگر ہمارے دوستوں اور مہربانوں کو برا نا لگے تو عرض ہے کہ میڈیا مشرف کے آمرانہ دور میں آزاد ہوا چلیں یہ کہہ لیں کہ میڈیا کو مشرف نے آزادی نہیں دی بلکہ میڈیا نے اپنی آزادی چھین کر لی ہے بقول حامد میر صاحب۔

مگر اب جمہوریت کے چیمپیئن اور جمہوریت کی مالا جپنے والے جمہوری لیڈران کو.بڑا کھل رہا ہے میڈیا کا بے باک اور بغیر لگا لپٹے حقائق کو عوام کے سامنے کھول دینا اور ظاہر ہے میڈیا کے سامنے کوئی واقعہ یا خبر آتی ہے تو میڈیا اس بات کا تو انتظار نہیں کرے گا کہ اس واقعے کی عدالتی تحقیقات اور ملزمان کے مجرمان ثابت ہونے تک خاموش بیٹھا رہے چنانچہ میڈیا ایکٹیوازم کے سبب میڈیا ایک خبر کو لے کر سب سے --- ٹاپ کی چیز کرنے پر تلے بیٹھے ہیں تو جمہوری اداروں اور خصوصاً جمہوری ------ سیاسی پارٹیوں کو بھی کھلے دل سے حقائق کو تسلیم کر لینا چاہیے۔

.بڑے افسوس سے سنا اور پڑھا گیا کہ حکومت وقت نے حکومت کے معاملات اور حکومتی اعلیٰ ترین عہدے داران کے خلاف کی جانے والی ای میل میسجز اور ایس ایم ایس میسجز پر نا صرف پابندی لگادی ہے بلکہ گرفتاری اور کچھ سالوں کی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ اب ہم جیسے غریبوں کی سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اگر حکومت کے کچھ اقدامات جو ہمیں اچھے نا لگیں ان پر اور ان کے زمہ داران پر اگر تنقید کریں تو کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔

ادھر ن لیگ کے لیڈران نے نہایت.برہمی اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے

کہ میڈیا پر ن لیگ اور اس کی قیادت کا ٹرائل ہو رہا ہے۔ ارے بھائی یہ ٹرائل نہیں بلکہ ابھی تو ٹرائی اور ٹریلر ہے اصل فلم تو عوام کو پانچ سال میں پوری نظر اور سمجھ آ جائے گی۔

پاکستان کی شکست کے عوام - غیر ضروری دفاعی حکمت عملی اور غیر زمہ داری۔

سری لنکا میں ہونے والی ٹیسٹ سیریز کے دوسرے میچ میں بھی پاکستان ایک ممکنہ فتح سے ہمکنار ہونے کے بجائے پراسرار طریقے سے میچ میں فتح کی دیوی سے منہ موڑ کر شکست کو گلے لگا بیٹھا۔ اور اسطرح سری لنکا اپنے ملک میں ۲۶ سال کے بعد کسی ٹیسٹ سیریز کا فاتح قرار پاگیا۔

میچ کی پہلی اننگ میں پاکستان کی بیٹنگ لائن اپ انتہائی شرمناک طریقے سے ریت کا ڈھیر ثابت ہوئی اور پاکستانی تیم صرف ۹۰ رنز کے مجموعی اسکور پر آل آؤٹ ہو گئی۔ جس کے جواب میں سری لنکا کی ٹیم جس کا ارادہ ایک بڑا اسکور کرنے کا لگتا تھا مگر پاکستانی بولرز نے اپنے بلے بازوں کے غیر زمہ دارانا بلکہ شرمناک انداز سے آؤٹ ہو جانے کے باوجود سری لنکا کو ۲۴۰ رنز تک محدود رکھا اور اس طرح پاکستان کو دوسری اننگ میں ۱۵۰ رنز کے گھاٹے کا سامنا تھا۔

ہمارے کرکٹ کے زمہ دار فرماتے ہیں کہ پاکستان کی ٹیم کو ٹیسٹ کرکٹ کافی عرصے بعد ملی تھی اس لیے سیریز میں اچھی کارکردگی نہیں دکھا سکتے۔ تو بھائی یونس خان اور فواد عالم (جن کا یہ پہلا میچ تھا) کیا کافی عرصے سے ٹیم سے

الگ ہو کر ٹیسٹ میچ کھیل رہے تھے جو وہ اچھی کارکردگی دکھاسکے اور باقی ٹیم کے بلے بازوں نے شائد ۱۸ مہینوں سے بلے کو ہاتھ بھی نا لگایا تھا۔ محمد یوسف پہلے ٹیسٹ میں سنچری بنا گئے تھے تو ان کی کون سی پریکٹس تھی وہ ٹیسٹ میچ کی جو وہ باقی تین اننگز میں کچھ نا کرسکے۔ خدا کے واسطے بس کرو منافقت اور دھوکے بازی کی سیاست۔ خدارا کرکٹ کو سیاست سے دور رکھوں۔ ورنہ سیاست میں ہی چلے آؤ کرکٹ کا پیچھا چھوڑ دو خدارا۔

پھر میچ کے دوسرے دن کپتان یونس خان اور ڈیبوٹنٹ فواد عالم نے انتہائی زمہ داری اور پیشہ ورانہ مہارت کا بھرپور اور قابل تعریف مظاہرہ کیا اور پاکستان کے اسکور کو دوسرے دن کے اختتام پر ۲۸۷ رنز ایک کھلاڑی آؤٹ تک پہنچا دیا اور پاکستان کی فتح کے امکانات کو روشن کر دیا۔ میچ کے تیسرے دن کا آغاز بھی اچھا رہا اور کپتان اور فواد عالم نے زمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے پاکستان کو نا صرف خسارے سے نکال دیا بلکہ اچھی لیڈ بھی لے دی۔ مگر پھر یونس خان ایک عجیب و غریب شاٹ کھیلتے ہوئے آؤٹ ہوئے اور اسکے بعد جس طرح ملک کے مستند اور منجھے ہوئے کھلاڑیوں نے بلے بازی کا مظاہرہ کیا اس سے پاکستان کے عوام اور خصوصاً کرکٹ دیکھنے والے عوام کے سر شرم سے جھک گئے کہ یہ ہے ہماری وہ ٹیم جس نے ٹوئنٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ میں چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا تھا۔

پاکستانی بلے بازوں خصوصاً محمد یوسف، مصباح الحق، شعیب ملک اور کامران اکمل نے جس طرح کا کھیل پیش کیا وہ ایک کلب کرکٹ کے نوآزمودہ کھلاڑیوں سے بھی گیا گزرا تھا۔ پاکستانی بلے بازوں کی کارکردگی کا مظاہرہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے آخری ۹ وکٹ صرف ۳۵ رنز پر گر گئے۔ یعنی اگر ٹیم میں سے یونس خان کے ۸۲ رنز اور فواد عالم کے ۱۶۸ رنز نکال دیے جائیں تو پاکستان کے باقی بلے بازوں نے جو کارنامہ انجام دیا وہ ایک عالمی ریکارڈ ہی کے قریب ہو سکتا ہے۔

ایک وقت تھا کہ پاکستان کے بولرز اپنی عمدہ بولنگ کے ساتھ ساتھ بیٹنگ بھی کرجاتے تھے اور اس طرح پاکستان آل راؤنڈر کے شعبے میں بھی ایک اہم مقام رکھتا تھااور ملک عزیز کے بولرز مثلاً عمران خان، وسیم اکرم، عبدالرزاق، اظہر محمود وغیرہ پاکستان کی بیٹنگ لائن اپ کے فلاپ ہوجانے کے بعد بھی اکثر پاکستان کی بیٹنگ لائن میں گہرائی پیدا کرتے تھے۔ مگر اس گزشتہ ٹیسٹ میچ میں افسوس ناک امر یہ رہا کہ بیٹسمین تو اپنی پیشہ ورانہ زمہ داریوں کا احساس نا کرتے ہوئے ملک و قوم کی بدنامی کا سبب بنے ہی، ان کے ساتھ ساتھ کچھ ہمارے ایسے کھلاڑی جو ہیں تو بولرز مگر بیٹنگ بھی کرنی پڑتی ہے چاہے نیچے کے نمبروں پر ہی سہی۔ اب ہوا یہ کہ شائد جس پر کسی نے توجہ نہیں دی کہ

ہمارے بولرز نے بیٹنگ ملنے پر جو کارنامہ انجام دیا شائد یہ بھی پاکستان کی تاریخ کا انوکھا واقعہ ہوگا

کہ ہمارے دو بولرز بیٹنگ کے شعبے میں اپنی دونوں اننگز میں صفر پر آوٹ ہوئے

عبدالرؤف پہلی اننگ میں ۳۴ بولوں پر صفر پر آوٹ ہوئے اور دوسری اننگ میں ۵ بولوں پر صفر پر آوٹ ہوئے اور دونوں اننگز میں عبدالروف لیگ بفور وکٹ یعنی ایل بی ڈبلیو آوٹ قرار پائے گئے۔

سعید اجمل پہلی اننگ میں پہلی ہی گیند پر صفر پر آوٹ ہوئے اور دوسری اننگ میں ۳ بولوں پر صفر پر آوٹ ہوئے اور وہ بھی دونوں اننگز میں ایل بی ڈبلیو آوٹ قرار پائے گئے۔

انکے علاوہ عمر گل پہلی اننگ میں ۱۴ بولوں پر صرف ایک رن بناسکے اور دوسری اننگ میں ۲۶ بولوں پر صرف دو رن بناسکے۔

محمد عامر پہلی اننگ میں ۹ گیندوں پر صرف ایک رن پر آوٹ ہوئے اور دوسری

اننگ میں ۱۳ گیندوں پر ۱ رن پر ناٹ آوٹ گئے۔

دراصل جب تک پاکستان کی ٹیم کی بیٹنگ جارحانہ اور زمہ دارانہ تھی پاکستان کا اسکور بنتا جا رہا تھا مگر جب پاکستان نے ڈیفنس کی بیٹنگ شروع کی تو اس کے اچھے خاصے بیٹسمین دفاعی رویہ اختیار کرتے ہوئے اپنی وو کٹیں گنواتے رہے جس کو سری لنکا کی ٹیم نے ناصرف محسوس کیا بلکہ انہوں نے پاکستان کی غلطی یعنی دفاعی کرکٹ کھیلنے کے بجائے اپنی دوسری اننگ کی ابتدا اور اختتام جارحانہ کرکٹ سے کیا اور سری لنکا کی ٹیم ۳۲ ویں اوور میں پانچ رنز فی اوور سے زیادہ اچھے اوسط سے ۱۷۱ رنز ۳ کھلاڑیوں کے نقصان پر بنا کر فاتح قرار پائی اگر سری لنکا کی ٹیم بھی دفاع پوزیشن اختیار کرتی تو اسکے بلے بازوں سے بھی شاید وہی غلطیاں ہوتیں جو پاکستان کے بلے بازوں نے کی تھیں۔

مقصد یہاں بولروں کو الزام دینا نہیں ہے بلکہ ہمیں اپنے ملک کے مایہ ناز بیٹسمینوں یعنی محمد یوسف، مصباح الحق، شعیب ملک اور کامران اکمل کی انتہائی غیر زمہ داری پر افسوس ہے کہ یہ وہ کھلاڑی ہیں کہ جن کے ایک ایک رن جن سے پاکستان کا نام بلند اور روشن ہوتا ہے اس ایک ایک رن کی قیمت ہمارا ملک اور ہمارے ملک کے غریب عوام ادا کرتے ہیں کبھی انعامات کی صورت میں اور کبھی ان پیشہ ور کھلاڑیوں کے انتہائی کثیر مشاہدوں کی صورت میں اور ہمارے

یہ کھلاڑی جب جیت کر آتے ہیں تو ملنے والے انعامات انہیں کم لگتے ہیں اور جب ہار کر آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ کھیل ہی تو تھا ارے بھائی بے شک کھیل تھا مگر خدارا ملک و قوم کے وقار اور اس کی عزت کے ساتھ تو نا کھیلو۔
اگر کسی کو اپنی صلاحیت اور اپنی محنت آزمانی ہے تو عوام کی طرح محنت مزدوری کر کے روزگار کما کر دیکھو پھر لگ پتا جائے گا کہ ملک کے لیے کھیلنا کیسا ہوتا ہے اور ملک و قوم کی عزت کے ساتھ کھیلنا کیسا ہوتا ہے۔
جب ہمارے کھلاڑی جیت کر آتے ہیں چلیں جیت نا سکیں پھر بھی کھیل میں جان لڑا کر ہار کر بھی آتے ہیں تو ہماری قوم اپنے ہیروز کو سر آنکھوں پر بٹھاتی ہے کہ مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا مگر جب قوم کو یہ معلوم ہو کہ ہمارے کھلاڑی کرکٹ کھیلنے کے بجائے کرکٹ میں بھی سیاست کھیل رہے ہیں اور گروہ بندیوں اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں مصروف ہیں تو پھر اس قوم کے دل پر کیا گزرتی ہے یہ کاش کوئی قوم کا دل چیر کر دیکھ لے۔
انضمام الحق نے ایک بیان دیا کہ کرکٹ میں سیاست ہو رہی ہے اور گروپ بندیوں کا شکار ہے پاکستان کی کرکٹ ٹیم۔ اسی طرح عبدالقادر جو چیف سلیکٹر تھے کچھ ہفتوں پہلے وہ بھی میڈیا پر کھل کر کہہ چکے ہیں کہ ٹیم میں سیاست اور گروپ

بندی اپنے عروج پر ہے انہوں نے تو آن ریکارڈ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ انتخاب عالم نے انہیں ٹیلی فون کرکے کہا تھا کہ شعیب اختر کو ٹیم میں مت ڈالنا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہماری ٹیم کیا ایک ٹیم ہے یہ ہماری ٹیم میں کئی ٹیمیں اور ایک کپتان کے بجائے کئی کپتان ہیں۔

دل بہت دکھی ہے اور ہونا بھی چاہیے جب جیت کر آتے ہیں ہمارے کھلاڑی تو ہم دل و جان ان پر نچھاور کرنے پر تلے ہوتے ہیں اور ایئرپورٹ پر استقبال کرنے اتنی خلقت پہنچتی ہے کہ کھلاڑیوں کو چھپا کر نکال لیا جاتا ہے۔ تو کیا اس بدنصیب قوم کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے کھلاڑیوں کے اس طرح زلت آمیز رویوں اور کارکردگی کو کڑے ہاتھوں لے۔

جب جیتنے کی خوشی میں ملک کے وزیراعظم کھلاڑیوں اور تمام زمہ داران کرکٹ کو وزیراعظم ہاؤس میں عشائیہ دے سکتے ہیں اور ان کے لیے لاکھوں کروڑوں کے انعامات کی بوچھاڑ کر سکتے ہیں تو کیا ہماری ٹیم اور ہمارے کھلاڑیوں میں اتنی غیرت نہیں کہ دنیا کے سامنے بغیر لڑے شکست کھا کر آ جائیں اور ملک کے لوگوں پر تنقید کریں کہ ہمارے عوام تو کھیل کو کھیل نہیں سمجھتے۔ بھیا سب کھیل کو کھیل سمجھتے تو سب ہی کھیل رہے ہوتے۔ بھائی ہم کھیل کو اپنی عزت و وقار سمجھ کر دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں کاش ہمارے دل بھی اتنے سخت ہو

جائیں جتنے ہمارے کھلاڑیوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں جب (اگر) وہ ملک و قوم کا سودا چند ٹکوں میں کرکے ملک کے ماتھے پر جان بوجھ کر شکست کا داغ لگا آتے ہیں۔

اللہ ہم سب کو ہدایت اور دردمندی عطا فرمائے آمین۔

کسی کو کوئی بات بری لگی ہو تو معاف کرنا بھائی دل بڑا دکھا ہوا ہے۔ جس طرح دل بڑا خوش تھا ٹوئنٹی ٹوئنٹی سے پہلے۔

نام نہاد خدائی فوجداروں - اسلام کے ٹھیکیداروں کے نام

آج ملک کے منتخب صدر مملکت اور دوسری بڑی جماعت یعنی ن لیگ کے قائد نواز شریف کے درمیان ایک اور ملاقات ہوئی جس میں دونوں نے پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ اندرونی دہشت گردی قرار دیا۔ چلیں جی اب دیکھتے ہیں کہ اس اندرونی دہشت گردی کے پیچھے جو دہشت گرد جو اپنے تئیں نام نہاد شریعت نافذ چلے تھے اور اپنے آپ کو خدائی فوجدار اور اسلام کے ٹھیکیدار سمجھتے تھے پتہ نہیں کہاں اور کس غار میں چھپے بیٹھے ہیں۔

مگر انکے حواری اور انکو پناہ دینے والے تو سب کے سامنے ہیں مگر کیا کریں جی ان کے ہاتھ اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ ایسے ملے ہوئے ہیں کہ ان کا کوئی کیا کر سکتا ہے چاہے تو غریبوں کے بچے جہاد کے نام پر مروادیں یا لاکھوں لوگوں کے اپنے ہی ملک میں ہجرت پر مجبور کیے جانے پر بھی الزام پانے کے بجائے ہمارے ناراض لوگ یا بچے قرار پائیں۔

کچھ باتیں اپنے پیارے سلیم اللہ شیخ صاحب کے کالم کے تبصرے کے طور پر پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

سلیم بھائی میں نے کوشش کی کہ تبصرے کو تبصرے کے مقام پر لکھوں مگر کیا کریں ہماری ویب ڈاٹ کوم میں تبصرے کے مقام میں جگہ کی قلت کے سبب کالم کی شکل میں تحریر کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔

بھیا آپ نے پہلے ہی ایسی پیشن گوئیاں کردیں ہیں کہ جن کے بعد طنز و تنقید کے نشتر چلانے کی کوشش تو نہیں کرتے مگر سلیم بھائی حقوق نسواں کے نعرے لگانے والوں سے اگر آپ کا اشارہ عوام کی چار بڑی سیاسی جماعتوں میں سے ایک یعنی متحدہ قومی موومنٹ کی طرف ہے تو یہ ناچیز اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہے کہ اگر بقول شخصے شہر قائدین میں اگر مرغی انڈہ نہیں دے رہی تو کیا کراچی کی واحد اور اصل سیاسی جماعت (عوامی نمائندگی کی بنیاد پر کہنے کی جسارت کی ہے اگر آپ کو بری لگی ہو تو بھائی معافی چاہتا ہوں) ایم کیو ایم کی وجہ سے نہیں دے رہی۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ایم کیو ایم سے آپ کو کوئی ذاتی پریشانی یا ضد اور چڑ ہے جس کی وجہ سے آپ کو بھی ایم کیو ایم فوبیا ہو گیا ہے۔

ملک بھر کی طرح کراچی میں بھی یقیناً مسئلے مسائل اور امن و امان کے سنگین مسائل مانتے ہیں ہونگے مگر آپ کا ایک بڑا پرانا دعویٰ مجھے یاد آتا اور حیران کرتا ہے کہ آپ نے لکھا تھا کہ آپ نیوٹرل ہو کر اور غیر جانبدار ہو کر

لکھتے ہیں مگر معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ آپ کی تواتر سے تقاریر یا کالم کراچی کی عوام دوست اور حق پرست قیادت کی مخالفت میں ہوتے ہیں جس کا یہ ناچیز کبھی اپنے طور پر جواب دے دیتا ہوں مگر کیا ہر بات کا جواب میرے زمے ہے

امت اخبار زیادہ پڑھنے سے یہی کچھ ہوتا ہے کہ کبھی عراق کے مسئلے مسائل نظر آتے ہیں اور کبھی کسی اور جگہ کی سچی جھوٹی کہانیاں لے آتے ہیں۔ اپنی ناک کے نیچے اس ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اس میں خاموش رہنا ہمارا قومی شعار بنتا جا رہا ہے۔ اگر کسی عورت کو کوڑے مارنے پر کوئی آواز بلند کرتا ہے تو اس کو دوسری باتوں پر آواز بلند نا کرنے کے سبب حقوق نسواں کے چیمپئین بننے کے طعنے دیے جاتے ہیں۔

خود اسلام کے نام پر ملک کے عوام کو سالہا سال سے بے وقوف بنانے والے اسلام کے نام ٹھیکیداروں کو مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ اس ملک میں اور باہر ہو رہا ہے وہ نظر نہیں آتا۔ چین میں مسلمانوں کو جو گولیاں ماری جارہی ہیں اس میں ٹھیکیدار اسلام خاموش ہیں۔ کشمیر کے نام پر اپنے اور اپنے بچوں کے لیے بنگلہ، کوٹھیاں، گاڑیاں اور جائدادیں بنانے والے آج تک کشمیر کے نام پر ملنے والے چندے سے پل رہے ہیں اور جو غریبوں کے بچوں کو شوق جہاد دے کر

بھیجا اور اپنے بچے سینٹ سینٹ کر رکھے ان کا حساب تو اللہ ہی لے گا ہماری آپ کی کیا مجال کے حساب لے یا دے سکیں۔

کتنے ہی غریب بچے جہاد کے نام پر لڑا مروائے اپنے کسی لیڈر کے بچوں کا نام تو بتاؤ جس کو جہاد کا ٹکٹ کٹوا کر دیا ہو۔ سارے لیڈران شروع سے آخر تک (شروع کا مطلب جماعت کی ابتدا کرنے والے محترم) کے بچوں میں کوئی امریکہ اور کوئی کہیں اور ہی پایا جائے گا۔

آپ بھی زرا اپنی پسندیدہ جماعت جس کے کبھی مودودی صاحب، کبھی مرحوم طفیل محمد صاحب، کبھی البدر کبھی الشمس اور کبھی اسی طرح کے دوسروں کے لیے جو گوہر افشائیاں کرتے ہیں ہم بھی صبر و شکر سے پڑھ لیتے ہیں ہمارے پاس بھی بہت کچھ ہوتا ہے پیش کرنے کو۔ مثلاً ہر فوجی آمر کی گود میں جماعت اسلامی کا جا بیٹھنا، ہر حکومت کی مخالفت کے لیے کمربستہ رہنا اور پھر معاملہ فہمی یا مصلحت کے تحت خاموش ہو جانا۔ جیسے مولانا فضل الرحمن صاحب کے گزشتہ جماعت کے ساتھ اتحاد کے بعد ہاتھ کر جانے کو قاضی صاحب یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے تھے کہ کیا کہیں ہم نہیں چاہتے ہماری وجہ سے ایم ایم اے میں دراڑیں پیدا ہوں۔ جمہوریت کے لیے سب سے زیادہ شور کرنا اور پھر بھی اکیلے انتخابات لڑ نا سکنے کی طاقت رکھنا اور ہمیشہ کوئی پانچ سات گروہوں کو ملا کا ایک

اتحاد کے نام پر مختلف پارٹیوں سے انتخابات لڑنا۔ پتہ نہیں کیوں مردانہ وار مقابلہ چاہے جمہوری اور سیاسی میدان ہی ہو) کرنے سے جماعت اسلامی خاص طور پر اور نام) نہاد جمہوریت، ملٹری، ملا، اسٹیبلیشمنٹ ٹائپ کی ملغوبہ جماعتوں عام طور پر گھبراتی ہیں۔

مشرف کو وردی پہننے کے لیے آئینی مدد فراہم کرنا۔ کبھی بے نظیر کے خلاف کبھی حمایت میں ہو جانا۔ کبھی نواز شریف کے خلاف اور کبھی حق میں ہو جانا۔

ناموس رسالت کے حق میں اتنی بڑی بڑی باتیں کرنا کہ زمین اور آسمان ایک کر دینا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر ہماری جان بھی قربان ہیں مگر پھر بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شان میں دنیا کے کچھ علاقوں میں گستاخی کے باوجود بے غیرتی سے خاموش رہنا اور خصوصاً ایک نام نہاد اسلامی جماعت ہونے کے دعوے داروں کے لیے۔

ڈاکٹر عافیہ جو ایک امریکہ بیسڈ سائنٹسٹ تھیں اس کے گرفتار ہو جانے کے بعد منافقت کی حد کر دینا کہ ڈاکٹر عافیہ کو گرفتار کرنا پاکستان اور عالم اسلام کا عظیم ترین نقصان قرار دینا اور جو روز ملک بھر میں مسلمان عورتوں کے

ساتھ جو زبردستی زنا جبر کے واقعات ہوتے ہیں ان میں سے کس کس مسلمان باحیا با کردار عورت کے لیے نام نہاد جماعت اسلامی نے جلسہ ریلیاں اور لاکھوں روپے کے بینر چھپوائے۔ امریکہ نے ہی ڈاکٹر عافیہ کو ٹرینڈ کیا تھا اور وہ لے گیا آپ کے اور ہمارے ملک سے ہماری قومی بے حسی اور بے غیرتی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا۔

بائیکاٹ کردیں ساری یورپ اور امریکہ کا اور اپنے سارے جتنے بھی سیاستدان ہیں اور خاص کر اسلام کا نام لے کر لوگوں کو سالہا سال سے بے وقوف اور گمراہ کرنے والے سیاسی لوگ اپنے اپنے بچوں کو فی الفور پاکستان واپس آنے کا حکم دیں۔ کہ کفر کے ماحول میں نام نہاد اسلامی جماعتوں کے بچے کہیں مغربی رنگ میں نا ڈھل جائیں۔ اور کہیں بقول مشرف کے اینلائٹینٹ اور ماڈریٹ نا ہوجائیں۔ سارے مسئلے مسائل کے جواب میں چند جگھوں کو چند بزرگوں کو کھڑا کرکے انکے ہاتھ میں بینر پکڑوا دینا اور بینر روڈوں پر لگوا دینا اور صرف اخباروں اور میڈیا میں زندہ رہنے کے لیے سیاسی اسکورنگ کے لیے ارشادات دے دینا یہ بڑا آسان ہے بھیا۔ عملی زندگی میں کچھ کیا ہے جماعت یا نام نہادی اسلامی جماعتوں نے تو زرا ہمارے بھی گوش گزار کردیجیے گا ہاں جو تحفہ دیا ہے قائد کے پاکستان کے ٹکڑے کروانے کا اس میں جماعت کا جتنا بڑا کردار اور اس کی دو مشہور و معروف شاخوں کا (البدر اور الشمس) کا اس کے بھی بڑے قصے

سن رکھے ہیں۔ جیسے آج کل بھی دو کا بڑا چرچہ ہے (پاسبان اور شباب ملی)۔ کچھ لوگ دریافت کرتے ہیں کہ پرانی والوں کے ناموں میں کیا خرابی تھی جو نئے نام رکھنے پڑ گئے۔

مجھ سمیت) ہم میں سیاسی برداشت اور جمہوری سوچ اگر ختم ہوتی جارہی ہے تو اس میں باقی لوگوں کا کیا قصور ہے۔ بھیا میں کوئی ایم کیو ایم کا وکیل نہیں ہوں ہاں ایک ہمدرد اور نیک خواہشات رکھنے والا ضرور ہوں اور کیوں نا ہو، ہر ایک کو حق ہے کہ کسی بھی سیاسی یا مذہبی جماعت سے وابستگی رکھتا پھرے اور رہی بات تنقید اور طنز کے نشتر چلانے کی تو بھیا آپ اپنے آپ کو بنیاد پرست اور راسخ العقیدہ اور حریت پسند جیسے اچھے الفاظ سے پکارنے کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

آخری بات اور وہ یہ کہ ہمیں اور آپ کو بنیاد پرست، حق پرست، راسخ العقیدہ، حق گو، حریت پسند ضرور بننا چاہیے اور اس پر فخر بھی ہونا چاہیے۔ مگر خدارا منافقت کا لبادہ مت اوڑھو۔ عبداللہ بن ابی بھی نام اللہ اور رسول کا لیتا تھا اور آج کے مفتی اعظم سے بھی زیادہ بظاہر شرعی چہرہ اور لبادہ اوڑھتا تھا مگر تھا تو منافقوں کا سردار تو خدارا داڑھی کی لمبائی چوڑائی، پائنچوں کا اتنا اور اتنا اٹھنا اور چڑھانا، ہری، سفید، کالی پگڑی (امامہ شریف)،

اور جھک کر ملنے سے کسی دھوکہ میں مت آجانا۔ یاد رکھوں تقویٰ ہے اصل چیز اور باقی جو چیزیں اللہ کی مخلوق کو دھوکہ دینے کے لیے اختیار کی جائیں ان کی وقعت واللہ کچھ بھی نہیں چاہے داڑھی پیٹ تک ہی کیوں نا ہو۔

امید ہے میری اتنی ساری باتوں سے آپ کو زیادہ تکلیف نہیں پہنچے گی اور ہو سکتا ہے کچھ باتیں اپنے روائتی جذباتی پن میں زیادتی کی حد تک لکھ گیا ہوں مگر بھائی سوال کا جواب ضروری نہیں کہ سوال کرنے والے کی مرضی کا ہو۔

آپ کا مخلص

نام نہاد خدائی فوجداروں - اسلام کے ٹھیکیداروں کے نام حصہ ۲

ہمارے ایک بھائی نے میرے ایک کالم بعنوان " خدائی فوجداروں - اسلام کے ٹھیکیداروں کے نام " کے جواب میں چند جواب طلب ارشادات کیے جن کے جواب میں ایک حصہ تو تبصرے میں دے دیا مگر تبصرے میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے جوابات کو کالم کی صورت میں پیش کرنے پر مجبور پاتا ہوں اپنے آپ کو۔

بھائی سلیم صاحب بالکل ٹھیک سمجھا آپ نے کہ جہاد کے نام مسلمانوں کو دھوکہ دے کر مروا دینا شہادت نہیں کہلاتا بلکہ قتل ہی کہلاتا ہے اصل جہاد میں شرکت کرنے والے شہید ہوتے ہیں اور قرآنی آیت کے مطلب و مفہوم کے مطابق اللہ میری کمی بیشی معاف فرمائے اللہ عزوجل فرماتے ہیں " اور جو اللہ کی راہ میں مارا جائے اسے مردہ مت کہو وہ زندہ ہے مگر تمہیں اس کا شعور نہیں " (میری بھی اللہ ہدایت کرے اور آپ کی بھی (قرآن کہہ رہا ہے بھیا کہ جو مارے جائے انکے مرنے سے اللہ عزوجل بھی منع نہیں فرما رہے کہ وہ مر چکے ہوں وگرنہ ان کو دفن کیوں کر رہے ہو بھائی اس کی نماز جنازہ کیوں پڑھا رہے ہو کچھ تو اپنے تعصب سے باہر نکل کر قرآن کو اپنی نظر سے دیکھنے کے بجائے حق کی نظر سے سمجھنے کی بھی کوشش مجھ اور آپ سمیت سب کو کرنی چاہیے) شہید کو مردہ کہنے

سے منع فرمایا گیا ہے بھائی نا کہ اس بات سے کہ وہ انتقال فرما گیا ہے اور منع اس بات سے نہیں فرمایا کہ شہید مر گیا ہے بلکہ منع اس بات سے فرمایا گیا ہے کہ اس کو مردہ کہا جائے یعنی اس کی توقیر اور اس کی عظمت کے اظہار کے لیے اس کو مردہ کہنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ وگرنہ وہی بات کہ زندہ ہے تو دفناتے کیوں ہو بھیا زندہ کو اور اس آیت میں دوسرا نقطہ جو یہ عاجز و عاصی سمجھ پایا ہے کہ اللہ نے یہ بھی تو فرمایا ہے کہ تم وہ شہید زندہ ہے مگر تم کو اس کا) شعور نہیں۔ یعنی بظاہر تو شہید مر چکا ہے مگر تمہیں اس) کا شعور نہیں اسلیے اس کو دفنانا بھی چاہیے اور اس کی نماز جنازہ بھی ہونی چاہیے ہاں اس کو مردہ مت کہو۔ اللہ میری کمی بیشی معاف فرمائے ایک مقام پر اللہ عزوجل کا ارشاد ہے جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ "مشرکین کے بتوں کو گالیاں مت دو ورنہ وہ ظالم گمراہی) میں تمہارے رب کو گالی دے دیں گے" کیا شان ہے ہمارے رب کی کس) عمدہ طریقے سے ہماری اصلاح چاہتے ہیں کہ حق بات کو بھی اسلیے منع فرمادیا کہ اس میں بھی مصلحت ہے۔ اسلیے بھیا اپنے الفاظ پر دوبارہ نظر ڈالیے جس میں آپ نے کہا کہ جو جہاد پر جاتا ہے وہ شہید نہیں ہوتا بلکہ مر جاتا ہے" جبکہ حقیقت کچھ اس طرح ہے" کہ جو جہاد پر جاتا ہے اگر وہ مارا جائے (اور وہ بھی خصوصاً اور حقیقت میں اللہ کی راہ میں) وہ شہید ہوتا ہے صرف جہاد پر جانے سے کوئی شہید نہیں ہو جاتا بھیا امید ہے نقطہ سمجھ گئے ہونگے کچھ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں (یعنی شہید ہو جاتے

ہیں) اور کچھ غازی کا رتبہ پاتے ہوئے واپس آ پاتے ہیں۔ یعنی زندہ واپس آ جاتے ہیں
آپ کی دوسری بات کا جواب یہ ہے بھائی کہ سارے جہادی لیڈران پاکستان اور اردگرد ہیں ان شہداء کے والدین کو جمع کرنا اور آپ کی نصیحت پر عمل کرنا مجھ پر کوئی واجب نہیں ہے اور نا میری طاقت ہے مگر بھائی میرے بس میں ظلم اور منافقت کی مخالفت کرنا ضرور ہے جو میں اپنے قلم کے ذریعے کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور اللہ نے چاہا تو کرتا رہوں گا۔

سلیم بھائی آپ کے مشورے یعنی جمع کرو اور یہ کرو اور وہ کرو اور وہ بھی ایسی کرپٹ عدلیہ اور انتظامیہ کے ہوتے ہوئے (اکثریت کی بات کر رہا ہوں ضرور کوئی تمام اتحادیوں کو بھی شامل کرکے بھڑاس نکالے گا)۔ اس مشورے پر آپ سمیت دوسرے بھائی بھی تو کبھی عمل کر دیکھیں یعنی ظلم و ستم کے واقعات کو جو بین و بیان کرتے ہیں کہ ۱۲ مئی کو یہ ہوا اور فلاں تاریخ کو یہ ہوا تو بھائی سب کو جمع کرکے مقدمے کریں ان پر جو موجود ہیں جو ملک سے باہر ہے وہ تو آپ کے بس سے بھی باہر ہے اور معاف کیجیے گا جو باہر تشریف لے گئے ان کے جانے کے بعد جو رہ گئے عبداللہ بن ابی جیسا کردار اور حیثیت رکھنے والے جن کو لوگ جماعتیوں کے لیڈران کے نام سے جانتی اور اچھی طرح پہچانی ہے ان کی موجودگی

اور دیدہ دلیریوں سے یہ واقعات ہوتے رہیں ہیں وگرنہ ہمارے قائد محترم تو یکم جنوری ۱۹۹۲ کو عمرہ کی ادائیگی کے بعد لندن روانہ ہو گئے تھے اور اس کے بھی ٦ مہینے کے بعد آپریشن شروع ہوا اور جو بھی قتل و غارت گری کے کارنامے جماعتی منافقوں نے ایجنسیوں کے ساتھ ملکر کیا اس کا حساب تو انشا اللہ اللہ عزوجل لے کر رہے گا۔ اور اگر اس کا الزام ہماری جماعت پر لگاتے ہیں تو اپنا مشورہ یاد کریں تمام کے والدین کو جمع کریں اور اس عدلیہ کو جس کو اب تو آپ بھی آزاد مانتے ہیں اس کے سامنے پیش کریں اور ایم کیو ایم کو کالعدم تحریک قرار دلوا چھوڑے وگرنہ یاد رکھیں قرآن میں اللہ عزوجل کا ارشاد پاک ہے جس کے ایک حصے کا ترجمہ کچھ ایسا ہے کہ "ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں " تو خدارا منافقت چھوڑو مگر اسکے لیے نام نہاد جماعت اسلامی بھی چھوڑنی پڑے گی کیونکہ جس طرح مسجد ضرار حالانکہ مسجد ہونے کے گرادی گئی اور نامنظور ہو گئی تھی اس طرح بظاہر اسلامی جماعت کا نام لینے سے کوئی جماعت مقبول و معروف نہیں ہوجائے گی چنانچہ میرا تو برادرانہ مشورہ آپ کو یہ ہے منافقت سے توبہ کیجیے کہ دوسروں کو مشورے اور اپنے لیے اس بات سے دوری۔ میں بھی اللہ سے توبہ کرتا رہتا ہوں اور اللہ کو غفور و رحیم پاتا ہوں۔

ایسی ہی باتوں کی وجہ سے جماعتی اب اکیلے جماعت کی صورت میں عوام کے سامنے) انتخابات میں نہیں جاتے اور نہیں جاسکتے اسلیے کبھی ملا ملٹری الائنس اور

کبھی کوئی اور الائنس کرکے دھوکے سے جاتے ہیں اور چھپ کر جاتے ہیں یہی تو بات ہے منافقت کی کہ اپنے عوام کے سامنے بھی نہیں جاسکتے۔ کیونکہ عوام ان کی منافقت کو اچھی طرح جان گئے ہیں پہلے کراچی سے پاک صاف کیا عوامی اظہار رائے دہندگان نے (اور اب صوبہ سرحد سے بھی الحمداللہ صفایا ہوا چاہتا ہے منافقوں کی جماعت کا۔

اللہ جانتا ہے کہ حق بات کسی کو بری نہیں لگتی اور نا لگنی چاہیے مگر اگر کوئی ناحق بات کرے تو ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ چاہے وہ ہمارا سگا ہی کیوں نا ہو حق کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا نا صرف ایمان کی علامت رکھتے ہوئے نا صرف برا مانا جائے بلکہ اسکی کھلم کھلا مخالفت بھی کی جائے تاکہ منافقت کا لبادہ اوڑھ کر جماعتی یعنی عبداللہ بن ابی جیسی منافقت کرنے والی سیاست نا اختیار کی جائے (باقی اللہ کی جماعت تو حق پر رہے گی مگر نام سے کسی جماعت کو جماعت اسلامی قرار دینے سے وہ جماعت کوئی اسلامی نہیں بن جائے گی جس طرح خنزیر کے گوشت پر اللہ کا نام پڑھ لینے کے بعد وہ حلال ہو جائے گا (بشرطیکہ آپ کی جان نا کھانے کے سبب جانے کا خدشہ ہو)۔

اور آپ کا شکریہ کہ آپ نے بالآخر یہ اعتراف کر ہی لیا کہ جب آپ نے دیکھ لیا کہ اس فورم پر کوئی بھی نیوٹرل نہیں تو آپ نے کہا کہ "تو میں اپنے

نظریات کو کیوں نہ آگے بڑھاؤں" ۔ یعنی آپ نے اعتراف کر ہی لیا پہلے یہی کام آپ اعتراف کے بغیر ہی کر رہے تھے اور یہ کہنا کہ آپ پہلے نیوٹرل تھے تو بھیا ہمیں تو اس سے اختلاف تھا پہلے بھی۔

آپ نے کہا "اور جہاں تک بات رہی جماعت اسلامی کی تو جناب عالی ستر سالوں سے لوگ جماعت اسلامی پر تنقید کرتے آرہے ہیں لیکن الحمدللہ ستر لوگوں سے بنایا گیا قافلہ آج لاکھوں لوگوں پر مشتمل ہے"

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ لاکھوں لوگوں سے بنائے گئے اس قافلہ یا ٹولے یا گروہ بقول آپ کے جس سے ہمارا متفق ہونا کوئی اتنا ضروری بھی نہیں) میں شامل افراد) اور اراکین کی منافقت ثابت کرنے کے لیے کیا یہ یہ نقطہ قابل زور نہیں کہ اس ٹولے کے اپنے ہی لاکھوں (جیسے کبھی جماعتیوں کے دعوے اپنے جلسوں کے بارے میں ملین لوگوں کی شرکت کے بھی ہوتے ہیں) ان لوگوں میں سے چند ایک لاکھ لوگ بھی جماعتیوں کو ووٹ نہیں دیتے یعنی منافقت رچ بس گئی ہے اس نام نہاد جماعت اسلامی اور اس کے ہمدردوں اور اسکے وابستہ لوگوں میں وگرنہ جماعت اسلامی کا سیاسی میدان میں اتنا برا حشر نا ہوتا ملک بھر میں جو ہو رہا ہے کافی عرصے سے اور اگر غور کریں تو منافقت کی انتہا کے ثبوت کے لیے کیا یہ کافی نہیں کہ اپنے گھر سے ہی جماعیتوں کو ووٹ نہیں مل پاتے امید ہے

حق کو نظر سے اس نقطہ کو دیکھتے ہوئے اپنے ملین مارچ یعنی ملین منافقین کی اصلاح کے لیے جماعتی سطح پر کچھ اچھا کرنے پر اپنے لیڈران کو کچھ رائے وغیرہ دے سکیں۔ جس سے جماعتیوں کا ٹولہ شائد کچھ اچھا کر سکے نا صرف ملک و قوم کے لیے بلکہ دین و مذہب کے لیے بھی۔

اور شکر ہے کہ آپ نے اعتراف کر لیا وگرنہ کسی کا دوغلہ پنے سے لکھنا اور نیوٹرل نیوٹرل ہونے کی رٹ لگانا کچھ اچھا اور جچتا نہیں۔ بہرحال کہتے ہیں صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹ آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔

امید ہے حق بات آپ کو بری نہیں لگے گی مگر ہاں اگر اپنے جماعتی تعصب سے پڑھیں گے تو ضرور بری لگے گی اور آپ اگر تھوڑی سی توجہ نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ اپنی ہدایت پر دیں گے تو انشاللہ رب العزت آپ کو بھی حق کا راستہ دکھا دے گا۔ کہہ دو حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل تو ہے ہی مٹنے کے لیے۔

شب معراج ایک بہانہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت پر بلانا تھا

لاکھوں درود و سلام ہمارے پیارے نبی کریم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

"بے شک اللہ اور اسکے فرشتے نبی کرم (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں اے ایمان والوں تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجا کرو"

وہ سرور کشور رسالت، جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے

نئے نرالے طرب کے ساماں، عرب کے مہمان کے لیے تھے

اللہ رب العزت اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسمانی معراج کا زکر کرتے ہوئے سورت النجم میں فرماتا ہے:

ترجمہ:

"جو حسن مطلق ہے، پھر اس (جلوہ حسن) نے (اپنے) ظہور کا ارادہ فرمایا"

:ترجمہ

اور وہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج عالم مکاں کے) سب سے اونچے"
"کنارے پر تھے

یعنی آقائے دوجہاں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں کے بلند کناروں سے ہوتے ہوئے عرش بریں پر جلوہ گر ہوئے کہ جبرائیل امین سدرۃ المنتہی پر رک گئے مگر حضور پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھ گئے۔

:ترجمہ

پھر وہ (رب العزت اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) قریب ہوا پھر اور"
" زیادہ قریب ہوگیا

نبی پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور الٰہی کے قریب ہوئے یا نور کبریا حضور پاک)
(محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوا

بڑھ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریں ہو.
احمد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قریب آ سرور ممجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی، یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

:ترجمہ

پھر جلوہ حق اور حبیب مکرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صرف دو کمانوں کی مقدار "فاصلہ رہ گیا (یا انتہائے قرب میں) اس سے بھی کم ہو گیا"

اس آیت کریمہ میں حبیب کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نور رب العالمین میں انتہائی قرب بتانا مقصود ہے۔ اہل عرب انتہائی نزدیکی بیان کرتے ہیں تو یہ ہی کہا کرتے ہیں کہ دو کمانوں یا دو ہاتھوں تک پہنچ گیا

صوفیا فرماتے ہیں کہ جب کسی کو آغوش محبت میں لینا ہوتا ہے تو دونوں ہاتھوں کی کمانیں ملا کر دائرہ بنا لیتے ہیں اور بیچ میں محبوب کو لے کر گلے لگا لیتے ہیں۔ یعنی رحمت الٰہی نے اپنے کو اپنی آغوش میں لے کر ایسا گلے لگایا جیسے پیارا، پیارے سے گلے ملتا ہے یا جیسے دائرہ مرکز کو اپنے میں لے لیتا ہے۔ خیال رہے کہ دو کمانوں کے ملنے سے دائرہ بن جاتا ہے۔ اس وقت نظارہ یہ تھا کہ چہار طرف رحمت خدا اور نور خدا، درمیان میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

: ترجمہ

پس (اس خاص مقام قرب و وصال پر) اس نے اپنے عبد (محبوب) کی طرف وحی
"فرمائی جو (بھی) وحی فرمائی

یعنی معراج کی رات اس قرب خاص میں جبرائیل امین کے واسطے کے بغیر رب تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ خاص باتیں کیں جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں۔

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرب خاص میں اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارے علوم غیبیہ بخشے، اس کی تائید حدیث شریف سے ہوتی ہے

"ترجمہ : (ان کے) دل نے اس کے خلاف نہیں جانا جو (ان کی) آنکھوں نے دیکھا

آقائے دوجہاں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ نے رب کا جمال دیکھا اور دل نے تصدیق کردی کہ واقعی صحیح دیکھا، کوئی غلطی نہ ہوئی۔ اگر حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقط دل سے دیکھا ہوتا تو دل اس کا مصدق نہ ہوتا کیونکہ دیکھنے والا اور ہوتا ہے اور تصدیق کرنے والا دوسرا ہوتا ہے۔ نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر غشی نہ آئی بلکہ آنکھوں سے ٹکٹکی باندھ کر دیدار کیا۔ ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے کلام الٰہی سمجھتا رہااور آنکھ تصدیق کرتا رہا۔

اور کوئی غیب کیا نہاں ہو گا بھلا تجھ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے
جب خدا ہی نہ چھپا، تم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کروڑوں سلام

:ترجمہ

"کیا تم ان سے اس پر جھگڑتے ہو کہ جو انہوں نے دیکھا"

اس آیت مبارکہ میں مشرکین اور منکرین حق سے خطاب ہے کہ تم نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسمانی معراج اور دیدار الٰہی کا انکار کیوں کرتے ہو۔ رب دے اور بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لے تم جلنے والے کون ہو۔ یہ تو قادر مطلق کی قدرت ہے۔ یہ پاک رب کی شان بے نیازی ہے۔

!تبارك اللہ شان تیری، تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی، کہیں تقاضے وصال کے تھے۔

بحوالہ : تفسیر نور العرفان)۔)

اللہ سے دعا ہے کہ اس شوق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو بھی کمی بیش ہو گئی ہو اللہ عزوجل اس کو در گزر فرمائے اور ہمارے ایمان میں اور ہمارے اعمال میں برکتیں عطا فرمائے کہ کل جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی سعادت حاصل ہو جائے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں دیکھ کر چہرہ مبارک نہ پھیر بیٹھیں اور کاش اللہ ہمارے اعمال بد کا پردہ فرمائے تاکہ ہمارے نبی کریم ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم عاصی وگناہ گاروں کی وجہ سے زرا بھی دلی تکلیف نہ ہو۔ یہ نیا پار لگانا صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور اللہ بے شک جانتا ہے کہ ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتنی محبت کرتے ہیں اور کاش ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرنے والے بن جائیں کہ ہمارے قول و فعل میں تضاد کا خاتمہ ہو اور اسلام پر زندگی نصیب ہو اور خاتمہ بھی ایمان پر ہو اے کاش آمین یارب العالمین آمین

جہاد کے لغوی معنی جدوجہد کرنا کوشش کرنا - جہاد حصہ ا

بسمہ اللہ الرحمن الرحیم۔

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اَلحَمدُ لِلہِ الّذِی ھَدَانَا لِھَذَا وَ ماکُنّا لنھتدی لو لا ان ھدانا اللہُ
والصَّلٰوۃ وَ السلام علی من ارسلہ با الھُدایٰ ودِینَ الحَق۔
ہمارے ایک محترم جناب سلیم اللہ شیخ صاحب جن سے ہمارے مکالمے چلتے رہتے ہیں اور جو بظاہر کافی جھگڑالو قسم کے واقع ہوتے ہیں مگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو ان موضوعات میں سے کچھ مواد اور کچھ باتیں ایسی ہوتیں ہیں جن سے عقل و شعور کے در وا ہوتے ہیں اور حقیقت پسندی اور عملیت پسندی کی طرف میلان پیدا ہوتا ہے۔
چنانچہ بھائی محترم کی ہدایات کی روشنی میں اللہ عزوجل نے توفیق بخشی کہ

اسلام کے انتہائی اہم رکن یعنی جہاد کے موضوع پر بھی کچھ فکری اور علمی محنت کی جا سکے۔ اللہ مجھے بھی جہاد بالنفس، جہاد فی السبیل اللہ اور جہاد بالسنان ادا کرنے کی توفیق عطا) فرمائے) اور اللہ ہماری کاوشوں کو قبول و منظور اور ہماری کوتاہیوں اور نادانیوں کو درگزر فرمائے۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ جو میں نے جہاد کے موضوع پر مختلف تحریروں کو پڑھا ان میں سے چند ایک میں سے چیدہ چیدہ باتیں پیش خدمت ہیں اور باقی بھی جن بھائی کو معلومات مہیا ہوں وہ بھی ہمارے ساتھ شیئر کرتا چلے تاکہ کلی طور پر کوئی بات تشنہ نا رہ جائے۔ باقی اللہ سے دعا ہے کہ ہمارے اعمال صالحہ میں ان چند کوششوں کو شامل کرکے ہمارے شکستہ نامہ اعمال کا وزن اپنی شان کے طفیل و صدقے میں بڑھا دے کہ اس سے بڑھ کر ہمارے لیے کیا باقی رہ جائے گا کہ ہمارے نامہ اعمال میں مطلّقا اللہ عزوجل کی مہربانی سے کچھ وزن پڑ جائے وگرنہ ہمارے اعمال کی جو حقیقت ہے وہ ہمارے پیش نظر ہے اور ہمارے اعمال کا پردہ اللہ ہی رکھے تو بہتر ہے وگرنہ میں کیا اور میری اوقات کیا۔

جہاد

جہاد اسلام کے فرائض میں نماز، روزہ، حج، زکوۃ کی طرح اسلام کا پانچواں

فرض ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ الجہاد ماض الی یوم القیامۃ یعنی جہاد جاری رہے گا قیامت تک۔

قرآن و سنّت کی بے شمار نصوص اور اجماع امت جہاد کی فرضیت کا اعلان کر رہے ہیں۔

جہاد کے معنی و مفہوم

جہاد کے معنی لغت میں کسی کام کے لیے اپنی پوری کوشش اور توانائی خرچ کرنے کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں اللہ کا کلمہ بلند کرنے اور دشمن کی مدافعت کرنے میں جان، مال، زبان، قلم کی پوری طاقت خرچ کرنے کو جہاد کہا جاتا ہے۔ (جو کہ جد و جہد سے نکلا ہے)۔

امامِ راغب اصفہانی نے لفظِ جہاد کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاد کی تین قسمیں ہیں

ایک کھلے دشمن کا مقابلہ

دوسرے شیطان اوراس کے پیدا کیے ہوئے خیالات کا مقابلہ

تیسرے خود اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کا مقابلہ

مطلب یہ ہے کہ جو چیز بھی اللہ تعالیٰ کی فرماں بر داری کے راستہ میں رکاوٹ ہے، اس کی مدافعت جہاد ہے اور یہ رکاوٹ عادتاً انہیں تین طرفوں سے ہوتی ہے۔ اس لیے جہاد کی تین قسمیں ہو گئیں۔

امامِ راغب نے یہ تین قسمیں بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ارشادِ قرآنی ہے۔

وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ (یعنی جہاد کرو اللہ کی راہ میں پورا جہاد)۔

یہ جہاد کی تینوں قسموں کو شامل ہے۔

بعض روایات حدیث میں نفس کی ناجائز خواہشات کا مقابلہ اسی لیے جہاد قرار دیا ہے۔

قرآنِ کریم کی کئی آیتوں میں جہاد کے لیے مال خرچ کرنے کو بھی جہاد فرمایا

ہے

۔وَتجاھِدُونَ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ بِاَموَالِکُمُ وَاَنفسکم کا بھی یہی مطلب ہے

اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی غازی کو سامانِ جہاد دے دیا اس نے بھی جہاد کرلیا۔

اور ایک حدیث میں زبان کے جہاد کو بھی جہاد قرار دیا ہے۔ اور قلم چونکہ ادائے مضمون میں زبان ہی کے حکم میں ہے، اس لیے قلمی دفاع کو علماء اُمّت نے جہاد میں شامل فرمایا ہے۔

مذکورہ تصریحات سے معلوم ہوا کہ لفظِ جہاد اصطلاح شرع میں اللہ کی راہ میں پیش آنے والی ہر رکاوٹ کے مقابلہ اور مدافعت کے لیے عام معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مگر روایتاً) عرفِ عام میں جب لفظِ جہاد بولا جاتا ہے تو عموماً اس کے معنی دشمنانِ دین کے (مقابلہ میں جنگ ہی سمجھ لیے جاتے ہیں (حالانکہ) جس کے لیے قرآنِ کریم نے لفظِ قتال یا مقاتلہ استعمال فرمایا ہے۔

جہاد اخلاص کے ساتھ اور لوازمات - جہاد حصہ ۲

جہاد بھی عبادات میں سے ایک عبادت ہے چنانچہ پیش نظر یہ رکھنا چاہیے کہ عبادات کا ثواب جب ہی کسی کو ملتا ہے جب کہ اس کی نیّت خالص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرماں برداری اور رضا جوئی کی ہو۔ دنیا کا مال و متاع یا جاہ و منصب مقصود نہ ہو، ورنہ اللہ کے نزدیک وہ عبادت نہیں بلکہ ریاء ہے جو بجائے ثواب کے گناہِ عظیم ہے۔

وہ عالم جو دنیا کی شہرت اور نام و نمود کے لیے علمی خدمات انجام دیتا ہے یا وہ غازی جو جہاد میں شہرت و انعام کی خاطر جانبازی کرتا اور شہید ہو جاتا ہے۔ اور وہ شخص جو نام و نمود کے لیے دینی خدمات میں بڑی فیاضی سے مال خرچ کرتا ہے۔

ان تینوں کے متعلق صحیح حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یہ ہے کہ ان کو یہ کہہ کر جہنّم میں ڈال دیا جائے گا کہ تو نے جس مقصد کے لیے علمِ دین کو استعمال کیا یا جس مقصد کے لیے جان دی، یا جس مقصد کے لیے مال خرچ کیا، وہ مقصد ہم نے تجھے دنیا میں عطا کر دیا کہ لوگوں میں

تیرے عالم، ماہر ہونے کی شہرت ہوئی، یا تجھے غازی اور شہید کے نام سے پکارا گیا، یا مال خرچ کرنے کی بناء پر تجھے سخی اور فیاض کہا گیا۔ اب ہم سے کیا چاہتے ہو؟العیاذ با اللہ!

جہاد فی القتال کی میدان میں اُترنے والے حضرات کے لیے نہایت اہم ضرورت اس کی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآ لہ وسلم کے ارشادِ مذکور کو ہر وقت سامنے رکھیں اور جہاد میں اخلاص کے ساتھ صرف یہ نیّت کریں کہ اللہ کے لیے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت اور دشمنانِ دین کی مدافعت کرنا ہے۔ دنیا کے ثمرات و نتائج اور انعامات بھی اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمائیں گے۔ مگر جہاد کے وقت ان چیزں کو اپنے دل میں نہ آنے دیں۔ وَاللہ الموفق والمعین

جہاد کے سامان میں صبر و تقویٰ کی اہمیت

اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔

وَالصّٰبِرِينَ فِى الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (.

بقرہ ع177

22)

ترجمہ :۔ نیکوکار وہ لوگ ہیں جو تنگ دستی اور بیماری میں اور دشمنوں سے جہاد کے وقت صبر کرنے والے یعنی ثابتِ قدم رہنے والے ہیں یہی لوگ صادقین ہیں اور یہی متقی ہیں

(قَالُوا رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (250 بقرہ ع 33

ترجمہ :۔ (جہاد میں نکلنے والوں نے کہا) اے ہمارے پروردگار عطا کر دے ہم کو صبر اور ہمیں ثابتِ قدم رکھ اور کافروں کی قوم کے مقابلہ پر ہماری مدد فرما۔

(وَاِن تصبر وا وتتقوا لا یضر کم کید ھم شیاً۔(آل عمران ع 13

ترجمہ :۔اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کی کوئی جنگی تدبیر تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔

بلیٰ اِن تصبِرُ واوَتتقواوَیاتوکم من فورِ ہِم ھذایمدِ دکم رَبکم بخمسۃِ الاَفٍ من الملٰئکۃُ مسوّمینَ

ترجمہ :۔ بے شبہ اگر تم نے صبر اور تقویٰ اختیار کیا اور دشمن فوراً ہی تم پر ہی ٹوٹ پڑے تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار نشانہ کرنیوالے فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

(وان تصبروا وتتقوا فاِنَ ذٰلک من عزم الامورِ، (آل عمران ع 9

ترجمہ :۔ اور اگر تم نے صبر اور تقویٰ اختیار کیا تو یہی ہمت کے کام ہیں۔

(یاایھا الذین اٰمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون (آل عمرن ختم

ترجمہ :۔ اے ایمان والوں صبر کرو یعنی ثابت قدم رہو اور دوسروں کو بھی ثابت قدم رکھو اور دل لگائے رہو عبادت میں تاکہ تم فلاح وکامیابی حاصل کرو۔

وَقالَ موسیٰ لقومہ استعینوا باللہِ واصبر وا انَ الارض للہ یورِثھا من یشاء من عبادہ
(والعاقبۃُ للمتقین، (اعراف،15
ترجمہ:۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ سے مدد مانگو اور ثابت قدم
رہوَ۔ بے شبہ زمین اللہ ہی کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں جس کو چاہے اس کا مالک و
وارث بنا دے اور انجام کار کامیابی تقویٰ شعار لوگوں کی ہی ہے۔
و تمت کلمتہ ربک الحسٰنی علےٰ بنی اسرَائیلَ بما صبرُ وا و دمرنَا ماکان یصنعُ فرعونَ وَ قومہ
(وما کانُوا یعرشونَ۔ (اعراف ع16
ترجمہ:۔ اور اپنے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کی وجہ سے پورا
ہوگیا اور ہم نے فرعون کے اور اس کی قوم کے ساختہ پر واختہ کارخانوں کو اور جو کچھ وہ
اونچی اونچی عمارتیں بنواتے تھے، سب کو درہم برہم کر دیا۔
،انہ من یتقِ وَیصبر فاِنَ اللہَ لَایضیعُ اَجرَا لمحسنین
ترجمہ:۔ اس لیے کہ جو شخص صبر اور تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ

ایسے نیکوکار لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

قرآن کریم کی یہ دس آیتیں ہیں۔ ان کو پڑھیے اور بار بار پڑھیے۔ ان میں انسان کے تمام اہم مقاصد خصوصاً جہاد اور دشمنوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی غیبی تائید اور نصرت وامداد حاصل کرنے کا نسخہ بتلایا گیا ہے۔ اس نسخہ کے دو تین اجزاء آپ کو ان سب آیات میں مشترک نظر آئیں گے۔

صبر، تقویٰ، نماز۔

ان آیات میں یہ بتلا دیا گیا ہے کہ ابتدائے آفرینش عالم سے اللہ تعالیٰ کا یہی دستور رہا ہے کہ اس کی تائید ونصرت ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے جو ایمان کے ساتھ نماز اور صبر و تقویٰ کے پابند ہوں۔

نماز کا مفہوم اور اس کی اہمیت تو سب ہی مسلمان جانتے ہیں۔ صبر کا لفظ عربی زبان میں ہماری زبان کے عرفی معنی سے بہت عام معنی رکھتا ہے۔ عربی زبان میں صبر کے عام معنی روکنے کے ہیں۔ اور قرآن کی اصطلاح میں نفس کو اس کی بری خواہشات سے روکنے کے ہیں اور قابو میں رکھ کر ثابت قدم رہنے کے ہیں۔

اور تقویٰ کا ترجمہ پرہیزگاری کیا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اطاعت وفرماں.برداری کا نام تقویٰ ہے۔

اسلامی تاریخ کے قرن اوّل میں جو چیزیں مسلمانوں کا شعار اور طرہ امتیاز تھیں وہ یہی نماز اور صبر اور تقویٰ ہیں اسی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر میدان میں فتح مبین اور کامیابی عطا فرمائی۔ آج بھی اگر ہم اس اصول پر کاربند ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی امداد ہم سے کچھ دور نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ،

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

عام حالات میں جہاد (فرض کفایہ) - حصہ ۳

جہاد کی مہمات میں سے ایک کام اسلامی سرحدات کو دشمن کی یلغار سے محفوظ رکھنے کا ہے جس کو قرآن و حدیث کی اصطلاح میں '' رباط '' کہا جاتا ہے۔ اور جہاد کی طرح اس کی بھی بڑے فضائل قرآن وحدیث میں مذکور ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ (عنہم) کی ایک جماعت نے اس کو دوسرے کاموں پر ترجیح دے کر اسلامی سرحدات پر قیام اختیار فرمایا تھا۔

آج کل یہ فرائض ہماری رینجرز پولیس انجام دیتی ہے۔ اگر نیت میں اخلاص اور اسلامی ملک کی حفاظت کا جذبہ ہو تو تنخواہ لینے کے باوجود بھی یہ ''رباط'' کے ثواب کے مستحق ہوں گے۔

جہاں دشمن کے حملے کا خطرہ ہو ان حفاظت کا ہر قدم رباط کے حکم میں ہے۔ یہ ایسا جہاد ہے جس میں ہر شہری اپنے گھر میں بیٹھا ہوا بھی رباط کا ثواب لے سکتا ہے، بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ اپنے شہر اور شہریوں کی حفاظت (یعنی ظالمان سے حفاظت بھی اسی زمرے میں آتی ہوگی؟) کا جذبہ رکھتا ہو اور مقدور بھر اس میں کوشش کرے۔

جہاد عام حالات میں فرضِ کفایہ ہے

فرض کفایہ اصطلاح شرع میں اس فرض کو کہا جاتا ہے جس کا تعلق ہر مسلمان کی ذات سے نہیں بلکہ پوری مسلم قوم سے ہے (صرف پاکستان کے مسلمانوں کے لیے نہیں ہے)۔ اسے فرض کا یہ حکم ہے کہ مسلمانوں سے چند آدمی اس فرض کو پورا کردیں تو باقی سب مسلمان سبکدوش ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی بھی ادا نہ کرے تو جن جن لوگوں کو اطلاع پہنچے اور قدرت کے باوجود ادا نہ کریں، وہ سب گنہگار ہوں گے

احکامِ دین کی تعلیم و تبلیغ، ضرورت کے مطابق مسجدوں کی تعمیر اور دینی تعلیم کے مدرسوں کا قیام، محتاجوں، یتیموں اور غریبوں کی ضرورت پوری کرنے کے لیے محتاج خانے، یتیم خانے وغیرہ قائم کرنا، ناواقفوں کو احکام شرعیہ بتلانے کے لیے فتویٰ دینے کے کا اِنتظام، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انتظام، اسلام کے خلاف اسلام کے دشمنوں یا گمراہوں کی طرف سے شبہات و تحریفات کے جوابات کا انتظام، اسلام کا کلمہ بلند کرنے اور معاند دشمنوں کو زیر وزبر کرنے کے لیے جہاد (مگر صرف اپنے مقاصد اور اپنے زاتی فائدوں کے لیے دوسروں کے معصوم بچوں کو جہاد کی وادی میں بھیجنا یقیناً جہاد نہیں

ہے جس سے آپ بھی اتفاق کریں گے)۔

یہ سب امور وہی ہیں جن کا تعلق پوری مسلم قوم سے ہے اور یہ اجتماعی فرائض ہیں۔
ایسے فرائض کو عین حکمت کے مطابق حق تعالیٰ نے ہر شخص پر فرضِ عین نہیں کیا بلکہ پوری قوم کے ذمہ لگا دیا ہے تاکہ وہ تقسیم کے ذریعہ ان سب فرائض کو آسانی سے ادا بھی کر سکیں اور اپنی معاشی ضروریات اور عینی فرائض کی ادیگی کے لیے بھی ان کو فرصت مل سکے۔

مثال کے طور پر مسلمان میت کی نمازِ جنازہ اور کفن دفن کا انتظام ہے کہ یہ فریضہ پوری قوم کے ذمہ ہے، عزیز قریب اور برادری کے لوگ اگر اس فریضے کو ادا کریں تو باقی سب مسلمان سبکدوش ہوگئے اور میت کا کوئی ایسا عزیز قریب موجود نہیں یا موجود ہوتے ہوئے عاجز ہے یا جان بوجھ کر غفلت کرتا ہے تو محلے کے دوسرے لوگوں پر فرض ہے کہ وہ اس کو انجام دیں۔ محلے والے بھی نہ کریں تو شہر کے دوسرے لوگوں پر جن کو اطلاع ملے یہ فریضہ عائد کیا جائے گا۔ شہر والے بھی نہ کریں تو اس کے متصل دوسرے شہر والوں پر عائد ہوگا۔ اسی طرح اسلام کے جتنے بھی اجتماعی فرائض واجبات ہیں سب فرضِ کفایہ ہیں اور ان کا بھی یہی حکم ہے۔

پوری قوم میں سے جس قدر آدمی ایک کام کی ضرورت کو پورا کر سکیں اور وہ اس کام میں لگ جائیں تو باقی پوری قوم اس فریضہ سے سبکدوش ہو جاتی ہے۔

بعض تعلیم دین کے لیے مدارس کا انتظام کریں۔ بعض فتویٰ اور تصنیف کی ضرورت پوری کریں۔ بعض مساجد کے قیام وانتظام میں لگیں، بعض یتیم خانے، محتاج خانے، شفا خانے وغیرہ بنانے کا کام کریں۔ بعض قلم اور زبان کا جہاد کرکے مخالفین اسلام کے جوابات دیں۔ بعض جہاد و قتال کے فرائض کو انجام دیں۔

جہاں تک بات ہے جہاد و قتال کی تو اس بارے میں حق تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے:۔

فضل اللہُ المجاھِدین باموالھم وانفسھم علی القاعدین درجۃً ط وکلًا وعداللہ الحسنی وفضل اللہ المجاھدین علی القاعدین اجراً عظیما ط

(سورئہ نساء پ: 5 ۔ ع: 13)

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت بلند بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ

تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے اجر عظیم دیا ہے۔

اس آیت نے واضح طور پر بتلا دیا ہے کہ اگرچہ جان ومال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے مگر جو لوگ دوسرے کاموں کی وجہ سے خود کو جہاد میں شریک نہ کر سکیں ان سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ جہاد اپنی اصل عام قومی فرائض کی طرح فرض کفایہ ہے۔

دوسری آیت ماکان المؤمنون لینفرُوا کآفۃ میں بھی یہ بتلا گیا ہے کہ جب بھی مسلمانوں کی ایک جماعت جہاد کیلیے کافی ہو تو سب پر جہاد واجب نہیں رہتا۔ (تو کیا صرف پاکستان کے جہادیوں کام میں لگے رہیں اور دوسرے اس رخصت سے فائدہ اٹھائیں یہ کیا شرافت (یا مقصود و مقبول ہوگا

جہاد فی القتال کب فرض عین ہوتا ہے - جہاد حصہ ۴

جہاد فی القتال کب فرضِ عین ہو جاتا ہے؟
جب کفار مسلمانوں کے کسی شہر پر حملہ کر دیں اور اس کی مدافعت کے لیے ملک کا مسلمان حاکم و امیر حکم عام جاری کرے کہ سب مسلمان جو قابلِ جہاد ہیں، شریک ہوں، تو سب پر جہاد کے لیے نکلنا فرضِ عین ہو جاتا ہے۔ مدافعت کی ضرورت میں عورتوں پر بھی مقدور بھر مدافعت فرض ہو جاتی ہے۔
غزوہ تبوک میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی حکمِ عام جاری فرمایا تھا اسی لیے جو لوگ اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے ان پر سزائیں جاری کی گئیں۔
ضروری مسائل برائے جہاد فی القتال
مسئلہ :۔ یہ ضروری نہیں کہ شہر کا حاکم و امیر جو اعلان جہاد کرے، متقی، پرہیزگار یا عالم ہی ہو، جو بھی مسلمان حاکم ہو، جب ایسے حکمِ عام کی ضرورت

محسوس کرے، یہ حکم دے سکتا ہے، اور سب مسلمانوں کو اس کا یہ حکم ماننا فرض ہے۔
(فتح القدیر۔ ص : 280 ۔ ج: 4)

فائدہ :۔ اس میں شبہ نہیں کہ امیرِ جہاد کا عالم و متقی ہونا بہت بڑی نعمت ہے اور فتح کا بہت بڑا سامان ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کسی کو امیر جہاد مقرر فرماتے تو اس کو وصیت فرماتے تھے کہ خود بھی تقویٰ اختیار کریں اور اپنے سپاہیوں کو بھی اس کی تلقین کریں اور یہی مسلمان کا وہ اصلی جوہر ہے جو دنیا کے کسی طاقت سے مغلوب نہیں ہوتا۔ یہ سب کچھ ہے مگر عملِ جہاد کے لیے شرط نہیں۔

جہاد ہر مسلمان امیر و حاکم کے ساتھ ضروری اور اس کے جائز احکام کی تعمیل واجب ہے
۔

مسئلہ :۔ جہاد جب فرضِ کفایہ ہو تو بیٹے کو ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد میں جانا جائز نہیں کیونکہ ان کی خدمت اور اطاعت فرضِ عین ہے۔ وہ فرض کفایہ کی وجہ سے ساقط نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر جہاد کے کام میں لگنا جہاد کے فرضِ

کفایہ ہونے کی صورت میں جائز نہیں۔ البتہ اگر دشمن کے شدید حملہ کی وجہ سے مسلمان حاکم وقت سب کو جہاد میں لگنے کا حکم جاری کردے اور جہاد فرضِ عین ہو جائے تو پھر بیٹا ماں باپ کی اجازت کے بغیر، عورت شوہر کی اجازت کے بغیر بھی اپنے اس فرض کو پورا کرے۔ (بدائع۔ ص : 98 ۔ ج: 7)

مسئلہ :۔ عین حالتِ جنگ و قتال میں بھی ایسے کافروں کو قتل کرنا جائز نہیں جو جنگ میں حصہ نہیں لیتے۔ مثلاً چھوٹے بچے، عورتیں، بوڑھے، اپاہج، اندھے، دیوانے، مندروں اور عبادت خانوں میں مشغولِ عبادت رہنے والے، بشرطیکہ وہ جنگ میں حصہ نہ لیں۔ (تو بھیا خودکش حملہ آور کے کام کو جائز قرار دینے والے خود کش حملہ کے نتیجے میں ہونے والے معصوم اور بے گناہ لوگوں کے قتل کے کام کو کس طرح جائز قرار دے سکتے ہیں جبکہ صریحاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مندرجہ ذیل واقعہ سامنے ہو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کے اس گزرے واقعے کے بعد جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافر عورت کے قتل پر بھی بہت افسوس کا اظہار کیا تھا اس کے بعد بھی ایسی حرکتیں کرنا صریحاً شریعت کی نافرمانی نہیں ہے اللہ مجھے اور ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے آمین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک میدانِ جنگ میں کسی کافر عورت کو

مقتول پایا تو بہت افسوس کا اظہار فرما کر فرمایا کہ یہ تو جنگ کرنے والی نہ تھی، اس کو کیوں قتل کیا گیا؟

" اللہ کے آگے اعتراف جرم اور اسکی رحمت و شفقت کا طلبگار ایک عاجز "

کر لو اپنی فلاح کے لیے کچھ اعمال صالحہ ایسے کہ قریب آ جائے وہ وقت کہ جب صرف ایک ستارہ رہ جائے گا پورے آسمان پر اس وقت معافی اور اعمال کے دفاتر لپیٹ دیے جائیں گے۔ قرآن اٹھا لیا جائے گا (عالم بھی اٹھا لیے جائیں گے) سورج زمین کے قریب ہی آ لگے گا اور کہنے والے بعد میں یہ کہے کہ اے کاش مجھے پھر دوبارہ لوٹا دیا جائے کہ کروں اچھے کام اور نا کروں اللہ کی نافرمانی تو بھائی یہ نا کرے گا رب العزت۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

آخر کے واسطے دنیا میں کچھ سامان پیدا کر

مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

واقعی دنیاوی سفر چاہے چند گھنٹوں کا ہی ہو اور اگر تو دن یا دو دن کا ہو تو اس کی تیاریاں تو سب دیکھتے ہیں کہ مسافر کیسے اہتمام سے کرتا ہے کہ یہ

نا رہ جائے وہ نا رہ جائے، پورے پورے اٹیچی کیس تیار ہوتے ہیں سفر کے لیے اور جو سفر ہے سفر آخرت اس کے لیے تیاری دیکھیں تو لگتا ہے کہ کسی کو اپنے ٹکٹ کنفرم ہونے کا یقین ہی نہیں ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سب کے ٹکٹ الحمداللہ کنفرم ہیں اور سب روزانہ کی بنیاد پر اپنے اپنے سفر پر روانہ ہوتے ہیں اور کہیوں کو تو ہم خود اسٹیشن قبرستان) تک چھوڑ بھی آئے ہیں پھر بھی اپنے سفر کے بارے میں اتنا بے پرواہ رہنا۔)
اللہ اللہ اللہ مجھے میری قبر اور میرا حساب کتاب اپنی نظر میں رکھنے اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما۔
اور میرے نیک اعمال اس طریقے سے بڑھا دے کہ مجھے بھی خبر نا ہو سکے اور میرے اعمال بد کو اسطرح غائب کر دے جس طرح تو کر سکتا ہے کہ ہمارا تو واحد آسرا تو ہی ہے اپنے اعمال (صالحہ اور بد) کی حقیقت و اصلیت ہمیں خوب معلوم ہے کہ کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے بس تیرا ہی آسرا ہے اے رب تیرا ہی آسرا ہے۔
بے شک اے اللہ تو جسے گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جسے تو ہدایت دے دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکے گا۔

اے رب ہمارے ہم پیشہ ور عادی مجرموں کی طرح اعتراف جرم کرتے ہیں اور معافی مانگتے ہیں اور تو تو بڑا معاف کرنے والا غفور و رحیم ہے اور تو تو ہماری ماؤں سے ستر گناہ زیادہ رحم و محبت و کرم والا ہے خدایا رحم فرما رحم فرما رحم فرما۔

کھلا در

احمد بن ابی غالب چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں، لوگ ان کے پاس دعا کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ کوئی صاحب ان کی خدمت میں آئے اور کسی چیز کے متعلق کہا کہ "آپ فلاں صاحب سے میرے لیے وہ چیز مانگ لیجیے"

احمد بن ابی غالب فرمانے لگے، میرے بھائی! میرے ساتھ کھڑے ہو جایئے دونوں دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ ہی سے کیوں نہ مانگ لیں، کھلا در چھوڑ کر بند دروازے کا رخ کیوں کیا جائے۔

(ذیل طبقات الحنابلۃ: ا ص: ۲۲۴)

سبحان اللہ کیا شاندار بات عرض کہ کاش ہمارا بھی ایمان و یقین اس درجے پر پہنچ جائے کہ ہمارے ارادے اور یقین میں یہ بات رچ بس جائے کہ جو بھی چیز کسی دوسرے سے مانگنی ہے کیوں نا وہ چیز اللہ عزوجل ہی سے مانگ لی جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ہمارے سامنے ہیں کہ جب بھی کوئی حاجت ہوتی تھی تو اللہ کی طرف رجوع کرتے تھے اور جب کچھ مانگنا ہوا

اللہ ہی سے مانگا۔

" جیسا کہ قرآن میں بھی زکر ہے "استیعنو بالصبر والصلوات

یعنی مدد مانگو صبر اور نماز کے ساتھ۔

کامیاب زندگی کے لیے ایک انمول نسخہ حصہ ۱

ایک کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ہدایت اور حکمت کی اشد ضرورت ہے۔ اس ہدایت کے بغیر انسان جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتا پھرے گا۔ اللہ عزوجل جس پر چاہتا ہے اپنی اس ہدایت کے در واہ کر دیتا ہے سورت البقرہ : ۲۶۹ میں ارشاد ربانی ہے

(ترجمہ)۔ وہ جسے چاہے حکمت اور دانائی دیتا ہے اور جو شخص حکمت اور سمجھ دیا جائے وہ بہت ساری بھلائی دیا گیا اور نصیحت صرف عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں۔

اب یہ عقلمند کون ہیں! پڑھیے سورت الزمر : ۱۸

ترجمہ)۔ جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں، پھر جو بہترین بات ہو اس کا اتباع کرتے ہیں، یہی ہیں جنہیں اللہ تعالی نے ہدایت کی اور یہی عقلمند بھی ہیں۔

اب جن لوگوں کو حکمت ملی تھی ان میں سے ایک حضرت لقمان علیہ السلام بھی ہیں۔ دیکھیے سورت القمان : ۱۲

ترجمہ)۔ اور ہم نے یقیناً لقمان کو حکمت دی تھی کہ تو اللہ تعالیٰ کا شکر کر ہر شکر کرنے والا اپنے ہی نفع کے لیے شکر کرتا ہے اور جو بھی ناشکری کرے وہ جان لے کہ اللہ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔

جب اللہ عزوجل نے حضرت لقمان پر حکمت کے دروازے کھول دیے انہیں حکم دیا گیا تم شکر گزار بنو۔ اور اللہ کا احسان یاد کرو۔ دوسری الفاظ میں یہی بات کچھ اس طرح کہی جا سکتی ہے کہ شکر گزاری اور عقلمندی لازم و ملزوم ہیں شکر وہی ادا کرتے ہے جسے اللہ نے عقل و شعور بخشا ہو۔ دانا شخص یہ خوب جانتا ہے کہ ہمارے شکر سے اللہ کو کچھ نہیں ملتا۔ اس میں صرف ہمارا ہی بھلا ہوتا ہے۔ جو کوئی اللہ کا شکر ادا کرتا ہے تو اسکو یہ جان لینا چاہیے کہ اللہ ہر قسم کی خواہشات سے پاک اور ہمارے شکر سے بالاتر ہے اسی وجہ سے وہ ہر تعریف کے لائق ہے۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو چھ بڑی نصیحتیں کی تھیں۔ جو کامیات زندگی کا ایک بہتری نسخہ ہے۔ سورت القمان : ۱۳

ترجمہ) اور جب کہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے

پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔
اسلام میں سے سے اہم چیز توحید ہے جس کا مطلب یہ کہ اللہ اور صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا اور اس کا کسی بھی شکلم میں کوئی شریک نا ٹھرانا، اللہ مشرک کو معاف نہیں کرے گا شرک سے چھوٹے گناہوں کو جب اور جیسے اللہ چاہے گا معاف کردے گا

سورت النسا: ۱۱۶ میں اللہ فرماتا ہے

۱۔ (ترجمہ) اسے اللہ ہرگز نا بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جاپڑا۔

مزید.برآن سورت القمان کی آیات نمبر ۱۴اور ۱۵ ہمیں نصیحت کرتی ہیں کہ ہم اپنے والدین کا احترام کریں اور ان کی اطاعت کریں ہاں اگر وہ کسی قسم کے شرک میں مبتلا ہوں تو ان کی اس شرک کے کام میں اطاعت نا کریں سورت القمان میں ارشاد ربانی ہے: ۱۴ ۱۵

۲۔ (ترجمہ) ہم نے انسان کو اسکے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے اس کی دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو.برس میں ہے، کہ تو

میری اور اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری (شکرگزاری) کر، (تم سب کو) میری ہی
طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے
ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ
اچھی طرح بسر کرنا اور اس راہ پر چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو، تمہارا سب کا لوٹنا
میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کر دوں گا۔

جہاد کی فضیلت اور ترغیب - جہاد حصہ ۵

بلاشبہ اللہ کے کلمے کو قائم کرنے کے لیے جہاد فی القتال کی جو اہمیت ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد فی السیف یعنی جہاد فی القتل کی نا صرف ترغیب دی ہے بلکہ اس کے لیے بڑی زبردست خوشخبریاں بھی سنائیں ہیں اور قرآن میں جابجا مسلمانوں کو کفار کے ساتھ فیصلہ کن لڑائی کے لیے جہاد القتل کا ناصرف حکم دیا گیا ہے بلکہ اس سے پہلو تہی کرنے والوں کو سخت تنبیہات بھی کی گئیں ہیں اور شہدا کی جو اہمیت اور منازل ہمیں قرآن و حدیث سے ملتی ہیں وہ بلاشبہ قابل توجہ و قابل تقلید ہیں۔ اسی طرح جہاد کے شامل شہدا میں سے ان کے درجات بھی بڑے بلند فرمائے گئے ہیں جو جہاد سے متعلق کاموں یعنی مسلمانوں کے علاقوں، مسلمانوں ان کے مال اور ان کے اسباب اور ان کے گھروں کی بھی نگرانی و حفاظت پر معمور ہوں۔

اب ملاحظہ ہو صحیح مسلم و صحیح بخاری کی مستند حدیث:

عن ابی موسٰی رضی اللہ عنہ (عنہم) قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الرجل یقاتل للمغنم والرجل وقاتل للذکر والرجل یقاتل لیری مکانہ

(فی سبیل اللہ قال من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیاء فھو فی سبیل اللہ۔ (بخاری و مسلم

:ترجمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور عرض کیا (جہاد

(میں لوگ مختلف نیّتوں سے شریک ہوتے ہیں

ایک شخص اس نیت سے جہاد میں شریک ہوتا ہے کہ مالِ غنیمت میں حصہ ملے گا۔

ایک شخص اس لیے جہاد کرتا ہے کہ دنیا میں اس کا چرچا ہوگا اور تاریخ میں یادگار باقی رہے گی۔

ایک شخص اس لیے جہاد کرتا ہے کہ دنیا کے لوگ یہ محسوس کرلیں کہ یہ اسلام کا بڑا خدمت گزارا اور جانثار ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ان میں سے صرف وہ ہے جو اس نیت سے جہاد کرے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو اور اُس کے دشمن زیر ہوں۔

قتل ہونا یعنی مارا جانا اگر ہو اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے چاہے حربی جہاد (فی القتال) ہو، چاہے زبان سے جہاد (یعنی فی السان)، چاہے اپنے نفس کے خلاف جہاد (یعنی بالنفس) ہو اور بھی کچھ مواقع ملتے ہیں کہ اگر ان کے دوران

کوئی مسلمان مارا جائے تو اسے شہید کہا جاتا ہے۔ جیسے درج زیل مسلم شریف کی حدیث میں تحریر ہے آخری لفظ پڑھیے "قتل" جس کا ترجمہ صاحب کتاب یا حدیث شریف کے ترجمہ یا تشریح کرنے والے حضرت نے شہید کے لفظ کے ساتھ کیا ہے۔

وعن ابی موسی رضی اللہ عنہ (عنہم) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابواب الجنتہ تحت ظلال السیوف ، فقام رجل رث الھئیۃ فقال یا اَبا موسیٰ انت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ھذا قال نعم فرجع الی اصحابہ فقال اقرا علیکم اسلام ثم کسر (جفن سیفہ فالقاہ ثم مشٰی بسیفہ الی العدو فضرب بہ حتیٰ قتل ۔۔۔۔۔۔ (رواہُ مسلم

ترجمہ :۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (عنہم) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے دروازے تلواروں کے سایہ میں ہیں۔

یہ سن کر ایک خستہ حال آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے ابو موسٰی ! آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہے ؟ انھوں نے فرمایا کہ ہاں ! یہ شخص فوراً اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا اور ان کو آخری سلام کیا اور اپنی تلوار کی میان توڑ کر پھینک دی۔ ننگی تلوار لے کر دشمن

پر ٹوٹ پڑا اور مسلسل لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔

اب اوپر کے عربی متن میں پڑھیے صاف لکھا ہوا ہے کہ حتیٰ قتل یعنی یہاں تک کہ قتل) کر دیا گیا۔ اس کو عربی میں شہید نہیں لکھا گیا مگر مطلب وہی ہے یعنی اللہ کی راہ میں مارا جانا (مگر خلوص کے ساتھ اللہ کے کلمے اور اللہ کے راستے میں) دراصل شہید ہو جانا ہی ہوتا ہے)۔

اب پڑھیے درج زیل حدیث جس میں شہید کا لفظ صاف لکھا ہوا نظر آ رہا ہے قتل نہیں لکھا گیا (ترجمہ میں جبکہ صرف شہید کی جگہ ترجمہ یا تشریح کرنے والے صاحب نے اضافی فی سبیل اللہ لکھا ہوا ہے جو کہ عربی متن میں نہیں پایا جاتا و گرنہ جہاں ضرورت تھی آپ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہید کے لیے فی السبیل اللہ بھی فرمایا ہے جو ظاہر ہے کسی بھی قسم کے جہاد میں اللہ کی راہ میں ہو اور قتل کر دیا جائے تو چاہے) جہاد فی القتل، جہاد فی النفس، جہاد فی السان اور کبھی کسی بیماری کے لیے بھی فرمایا گیا ہے کہ اس میں مبتلا ہو کر وفات پا جانے والا بھی شہید کہلاتا ہے (واللہ واعلم بالصواب)۔

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ (عنہم) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عرض علی اول ثلثہ یدخلون الجنتہ شھید وعضیف متعفف وعبد احسن عبادۃ اللہ ونصح

لمواليه (رواه الترمذی

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے وہ تین آدمی پیش کئے گئے (غالباً شبِ معراج میں) جو سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ اول شہید فی سبیل اللہ۔ دوسرے وہ متقی پرہیزگار جو کوشش کرکے ہر گناہ سے بچتا ہے۔ تیسرے وہ غلام جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی خوب کی اور اپنے آقاؤں کی خدمت و خیر خواہی میں بھی کوتاہی نہیں کی۔

اللہ کی راہ میں قتل یا شہید کیا جانا (کیا فرق ہے؟) جہاد حصہ ٦

اسلامی ریاست اور مسلمانوں کو بشارتیں اور ان کے اکرام کا ذکر جا بجا قرآن و حدیث میں ملتا ہے جن میں سے چند پیش خدمت ہیں۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی راہ میں قتل کیے جانے (شہید بھی عربی متن میں لکھا جا سکتا تھا) کی زبردست خواہش و تمنا کا ذکر کرتے ہوئے مشہور حدیث جو کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی مستند حدیث ہے کرتے ہوئے درج ذیل حدیث بیان فرمائی حضور اکرم صلی اللہ وآلہ علیہ وسلم کی تمنا تھی پیش خدمت ہے۔
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی اقتل ثم احیی ثم اقتل ۔ (بخاری و مسلم)
ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری تمنا ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں اور پھر مجھے زندہ کیا جائے، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کر دیا جائے، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کر دیا جائے، پھر

قتل کیا جاؤں

دیکھا بھائی آپ نے قتل کیا جانا اگر ہم کسی شہید کے لیے لکھ دیں کہ وہ مارا گیا یا قتل (کر دیا گیا تو لوگ طوفان سر پر اٹھا لیتے ہیں اور ایسے ایسے تخیلات پیدا کر لیتے ہیں اور بیان کر دیتے ہیں کہ ہم کیا کہیں آگے اب قربان جائیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ کس صاف انداز سے " قتل " کی گردان فرمائی ہے اپنی اس مختصر مگر جامع حدیث میں حالانکہ قتل کی جگہ لفظ شہید بھی لکھ دیا جاتا تو بھی مفہوم وہی نکلتا مگر (واللہ جس طرح فرمایا اس نے آنے والی نسلوں کے درمیان حجت تمام کر دی۔

نیچے کی حدیث میں شہید اور قتل دونوں کا تزکرہ ہے مگر کیا مطلب الگ الگ ہے۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنتہ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ مافی الارض من شئی الا الشہید یتمنٰی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات (لمایری من الکرامۃ۔ (بخاری و مسلم

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص جو جنت میں داخل ہو جائے اور پھر اسکو یہ کہا جائے کہ تو لوٹ کر دنیا میں چلا جا ،

ساری دنیا کی حکومت ودولت تجھے دے دی جائے گی تو وہ کبھی جنت سے نکل کر دوبارہ دنیا میں آنے پر راضی نہ ہوگا، بجز شہید کے جو یہ تمنا ظاہر کرے گا کہ مجھے دنیا میں بھیج دیا جائے تاکہ میں پھر جہاد کرکے شہید ہوں۔ اسی طرح دس مرتبہ زندہ کرکے دنیا میں بھیجا جاؤں، پھر شہید ہو کر آؤں۔ کیونکہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا بڑے اعزاز و اکرام کا مشاہدہ کرے گا (جو کسی اور عمل کا نہیں ہے) ۔

اب ملاحظہ ہو مندرجہ زیل حدیث جس میں اللہ کے راستے میں قتل ہوجانے والے یعنی شہید ہوجانے والے حضرات کے درجے بتائے گئے ہیں ملاحظہ ہو کہ فرمایا گیا کہ تین قسم کے جہاد میں قتل ہونے والے آدمی ہیں۔ شروع کے دو آدمیوں کے لیے اچھا فرمایا گیا ہے اور تیسرے قسم کے یعنی آخری قسم کے آدمی کے لیے فرمایا تیسرا وہ منافق ہے جس نے اپنی جان ومال سے جہاد کیا اور دشمن سے لڑ کر مقتول ہوگیا یہ جہنم میں جائے گا، اور "بریکٹ یعنی ( ) میں لکھتے ہیں کہ "مگرنیت خالص اللہ کے لیے نہیں تھی

باقی آپ خود ملاحظہ فرمالیں ہم اگرکچھ سے کچھ بیان کر بیٹھیں (اپنی کم علمی میں تو بڑا ناجائز ہوگا اللہ سے ہر دم توبہ واستغفار ہے کہ اللہ حدود سے باہر نا نکلنے دے آمین)۔

نیچے بالکل حدیث اور اس کا کلی ترجمہ درج زیل ہے ہمارے کسی بھی کمنٹس کے بغیر پیش نظر یہ بات بھی رہے کہ حدیث و روایت)

میں جو بریکٹ ( ) دیے گئے ہیں وہ صاحب تشریح یا ترجمہ کرنے والے حضرات کی طرف سے ہی ہیں:

عن عقبہ بن عبد السلمی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القتلی ثلثۃ مؤمن جاھد بنفسہ ومالہ فی سبیل اللہ فاذا لقی الحدو قاتل حتی یقتل قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہ فذالک الشھید الممتحن فی خیمۃ اللہ تحت عرشہ لایفضلہ النبیون الا بالنبوۃ ومؤمن خالط عملا صالحًا وآخر سیئًا جاھد بنفسہ ومالہ فی سبیل اللہ اذا لقی العدو قاتل حتی یقتل قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مصمصۃ محت ذنوبہ وخطایاہ ان السیف محاء للخطایا وادخل الجنۃ من ای باب شاء ومنافق جاھد بنفسہ ومالہ فی سبیل اللہ اذا لقی العدو وقاتل حتی یقتل فذلک فی النار ان السیف لایمحو النفاق۔ (دارمی از مشکوۃ)

ترجمہ:۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جہاد میں قتل ہونے والے تین طرح کے آدمی ہیں۔ ایک وہ شخص ہے جو خود مومن کامل، صالح ہے۔ اس کے ساتھ اس نے اللہ کی راہ میں اپنی جان ومال سے جہاد کیا اور جب دشمن سے اس کا مقابلہ ہوا تو ڈٹ کر لڑا یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔ اس شخص کے بارے میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہی وہ اصل شہید اور امتحان میں کامیاب ہے جو قیامت کے دن عرشِ رحمٰن کے نیچے خیمہ میں ہوگا اور

انبیاء سے اس کا مقام صرف اتنا ہی کم ہوگا جو درجہ نبوّت کا تقاضا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو مومن مسلمان تو ہے مگر عمل میں کچھ نیک کام کیے، کچھ بُرے کیے، پھر اس نے اپنی جان ومال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور دشمن کے مقابلے میں لڑا، یہاں تک کے قتل کردیا گیا۔ اس شخص کے بارے میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا جہاد مصمصہ (یعنی سینگ کی طرح چوس کر فاسد مادہ نکالنے والا) ہے جس نے اس کے سب گناہوں کو مٹا دیا۔ اور تلوار سب خطاؤں کو مٹا دینے والی ہے۔ یہ شخص جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہوسکے گا۔ تیسرا وہ منافق ہے جس نے اپنی جان ومال سے جہاد کیا اور دشمن سے لڑ کر مقتول ہوگیا (مگر نیت خالص اللہ کے لیے نہیں تھی) یہ جہنم میں جائے گا، کیونکہ تلوار کفر و نفاق کو نہیں مٹا سکتی۔

شہید ہونے کے لیے اللہ کی راہ میں قتل ہونا کیا لازمی شرط ہے؟ - جہاد حصہ ۷

ایک عام نقطہ نظر پیش ہے وہ یہ کہ شہید ہونا کے لیے ضروری ہے کہ قتل کیا جائے اللہ کی راہ میں، بلاشبہ جو بھی مسلمان اللہ کی راہ میں قتل ہوتا ہے (خاص اللہ کی رضا اور اسکے کلمے کی بلندی کی نیت کے ساتھ) تو وہ لازمی شہید ہوتا ہے مگر کیا یہ بھی کلی طور پر درست ہے کہ ہر شہید لازمی قتل بھی ہو ملاحظہ ہو مندرجہ زیل احادیث:

سچے دل سے شہید ہونے کی دعا مانگنے والا

۱- (رواہ مسلم)

عن ابی سھل بن حنیف قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سأل اللہ الشہادۃ بصدق بلغہ اللہ منازل الشہادۃ وان مات علیٰ فراشہ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہید ہونے کی دعا مانگے تو اس کو اللہ تعالیٰ شہیدوں ہی کے مرتبے پر پہنچادے گا، اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرے۔

(۲۔ (ابوداؤد

عن ابی مالک الاشعری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من فصل فی سبیل اللہ فمات او قتل او وقصہ فرسہ او لعبیرہ او لدغتہ ھامۃ اومات علیٰ فراشہ بای حتف

(شاء اللہ فانہ شہید وان لہ الجنتہ ۔ (ابوداؤد

ترجمہ :۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جہاد کے لیے نکلا، پھر اسکو موت آگئی یا کسی نے قتل کردیا، یا سواری سے گر کر مرگیا، یا کسی زہریلے جانور نے کاٹ لیا یا اپنے بستر پر کسی مرض میں مرگیا تو وہ بھی شہید ہے اور اس کے لیے جنت ہے

مال وزبان سے جہاد

(۳۔ (رواہ ابو داؤد والنسائی والدارمی

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال جاھدوا المشرکین باموالکم وانفسکم والسنتکم

(رواہ ابو داؤد والنسائی والدارمی)

ترجمہ :۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کے خلاف جہاد کرو اپنے مالوں سے، اپنی جانوں سے اپنی زبانوں سے۔

جس کی تشریح کرتے ہوئے ایک حضرت نے فرمایا کہ :

حضرت حسان ثابت رضی اللہ عنہ (عنہم) جو شعرائے صحابہ میں سے ہیں، ان کی نظمیں جو مشرکین مکہ کے مقابلہ پر کہی گئی ہیں، ان کو جہاد قرار دیا گیا ہے، اور قلم سے لکھنا بھی زبان سے بولنے کے قائم مقام ہونے کے سبب اسی حکم میں ہے۔

اللہ کی راہ میں قتل ہونا (یا شہید ہونا) کن چیزوں کا کفارہ نہیں کرسکتا ملاحظہ ہو :

ا۔ وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ (عنہم) القتل فی سبیل اللہ یکفر الذنوب کلھا الامانۃ والامانۃ فی الصلوۃ والصوم والامانۃ فی الحدیث واشد ذلک الوداع (کبیر طبرانی)

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں

قتل ہونا سب گناہوں کا کفارہ کردیتا ہے مگر امانت میں خیانت معاف نہیں ہوتی، پھر فرمایا کہ صرف مال ہی میں نہیں بلکہ نماز، روزے اور کلام میں بھی ہے۔ البتہ ان سب میں زیادہ سخت وہ امانتِ اموال ہے جو کسی کے سپرد کی گئی ہو۔

۲۔ عن عبد اللہ بن عمر بن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال القتل فی سبیل اللہ یکفر کل شی الاالدین۔

ترجمہ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونے سے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں مگر جو کسی کا قرض اس کے ذمہ ہے وہ معاف نہیں ہوتا اس کو یا خود ادا کرے یا وصیت ادا کرنے کی کسی معتمد کو کردے)۔

مقصدِ جہاد

مومن کی جدو جہد کا یہی مقصد ہوتا ہے کہ دنیا میں خدا کا قانون رائج ہو اور اللہ کا حکم بلند ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا مالک ہے اور اس کا قانون خالص انصاف پر مبنی ہے۔ اور جب انصاف کی حکومت قائم ہوگی تو امن قائم رہے گا۔ دنیا کے امن کے لیے یہ ضروری ہے کہ دنیا میں وہ قانون رائج ہو جو خدا کا قانون ہے۔ لہٰذا کامل مومن جب جنگ کرتا ہے تو اس کے سامنے یہی مقصد ہوتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلے میں کفار کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ کفر کی ترویج ہو اور کفر کا غلبہ ہو۔

آیت (وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم واطعنو فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون) ۔ (9 : 12)

میں مسلمانوں کو اس کی ہدایت کی گئی تھی کہ وہ کسی قوم سے اپنا غصہ اتارنے کے لیے نہ لڑیں بلکہ ان کی اصلاح و ہدایت کو مقصد بنائیں اس آیت میں یہ بتلا دیا کہ جب وہ اپنی نیت کو اللہ کے لیے صاف کرلیں اور محض اللہ کے لیے لڑیں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسی صورتیں بھی پیدا فرمادیں گے کہ

ان کے غم وغصہ کا انتقام بھی خود بخود ہو جائے۔

(معارف القرآن ص 325 ج 4)

چنانچہ ہر مسلمان جہاد میں جتنی عملی شرکت یا مالی معاونت کر سکتا ہو اس سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔

(مدت جہاد :۔ (وقاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ

خلاصہ اس تفسیر کا یہ ہے کہ مسلمانوں پر اعداء اسلام کے خلاف جہاد و قتال اس وقت تک واجب ہے جب تک مسلمانوں پر ان کے مظالم کا فتنہ ختم نہ ہو جائے اور اسلام کو سب ادیان پر غلبہ حاصل نہ ہو جائے اور یہ صورت صرف قرب قیامت میں ہو گی اس لیے جہاد کا حکم قیامت تک جاری اور باقی ہے۔ (جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے۔

(الجہاد ماض الی یوم القیامۃ) (معارف القرآن ص 233 ج 4)

حتی یعطوا الجزیۃ) (9 : 29) ۔۔۔۔۔۔۔ الخ۔ میں ان لوگوں سے جہاد وقتال) کرتے رہنے کی ایک حد اور انتہا بھی بتلائی ہے یعنی یہ حکم قتال اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ وہ ماتحت ہو کر رعیت بن کر جزیہ دینا منظور نہ کرلیں

(۔ (معارف القرآن ص 320 ج 4

طریق غلبہ اور جہاد کی تیاری

غلبہ اور بلندی حاصل کرنے کے لئے صرف ایک ہی چیز اصل ہے یعنی ایمان اور اس کے تقاضے پورے کرنا۔ ایمان کے تقاضہ میں وہ تیاریاں بھی داخل ہیں جو جنگ کے سلسلے میں کی جاتی ہیں۔ یعنی اپنی فوجی قوت کا استحکام، سامانِ جنگ کی بہم رسانی اور ظاہری اسباب سے بقدر وسعت آراستہ و مسلح ہونا غزوہ احد کے واقعات اوّل سے آخر تک ان تمام امور کے شاہد ہیں۔ (معارف القرآن ص 194ج 2) قرآن پاک میں ارشاد ہے :۔

(وَاَعِدُّوا لَھُم مَّا استَطَعتُم مِّن قُوَّۃٍ۔۔۔۔۔۔'' الی آخر (60:8''

یعنی سامان جنگ کی تیاری کرو کفار کے لیے جس قدر تم سے ہو سکے اس میں سامان جنگ کی تیاری کے ساتھ (ما استطعتم) کی قید لگا کر یہ اشارہ فرمایا دیا کہ تمہاری کامیابی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ تمہارے مقابل کے پاس جیسا اور جتنا اور بھی سامان ہے تم بھی اتنا ہی حاصل کرلو بلکہ اتنا کافی ہے کہ اپنی مقدور بھر جو سامان ہو سکے وہ جمع کرلو تو اللہ تعالٰی کی نصرت و امداد

تمہارے ساتھ ہو گی۔

صحیح احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان جنگ فراہم کرنے اور اس کے استعمال کی مشق کو بڑی عبادات اور موجب ثواب قرار دیا ہے۔

من قوۃٍ'' عام لفظ اختیار فرما کر اس طرف سے بھی اشارہ کر دیا کہ یہ قوت ہر زمانہ'' اور ملک و قوم کے اعتبار سے مختلف ہو سکتی ہے۔ اس لیے آج کے مسلمانوں کو بقدر استطاعت ایٹمی قوت، ٹینک، لڑاکا، طیارے، آبدوز اور کشتیاں جمع کرنا چاہئے کیونکہ یہ سب اسی قوت کے مفہوم میں داخل ہیں اور اس کے لیے جس علم و فن کے سیکھنے کی ضرورت پڑے وہ سب اگر اس نیت سے ہو کہ اس کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں سے دفاع کا اور کفار کے مقابلہ کا کام لیا جائے گا تو بھی جہاد کے حکم میں ہے۔ (معارف القرآن ص 672 ج 4)

جہاد میں شرکت کے مختلف طریقے۔ جہاد حصہ ۹

جہاد یعنی جدوجہد کرنا اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے واسطے خلوص نیت واخلاص کے ساتھ اس طرح جہاد میں شرکت کرنے کے مختلف طریقے ہیں جن میں سے چند درج زیل ہیں ہر طریقے اپنے اندر ایک کمال کی معلومات اور حقائق رکھتا ہے

۱۔ اللہ کے راستے میں جدوجہد کرنے کی خواہش کرنا۔ (جان سے مال سے زبان سے اخلاق سے وغیرہ وغیرہ) ۔

۲۔ اللہ سے شہادت کی دعا کرنا۔ (کہ خاتمہ ہو تو اللہ کی راہ میں)

۳۔ اپنے اموال سے جہاد کرنا۔

۴۔ اللہ کی راہ میں لڑنے والے اور نکلنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنا۔

۵۔ اللہ کی راہ میں لڑنے والوں اور نکلنے والوں کا دفاع کرنا اور ان کے حق میں بولنا۔

۶۔ منافقین کی نشاندہی کرنا۔

۷۔ سہل پسندی اور آرام دہ زندگی سے کنارہ کشی یا کم از کم میلان کم کرنے کی کوشش یا جدوجہد کرنا۔

۸۔ اخلاقی و روحانی تربیت کا حاصل کرنا۔

۹۔ علمائے حق کو تلاش کرنا۔

۱۰۔ ہجرت کے لیے تیار رہنا اور تیاری کرنا۔

۱۱۔ فتنوں سے متعلق احادیث کا مطالعہ کرنا اور معلومات حاصل کرنا اور صحیح معلومات کو پھیلانا۔

مندرجہ بالا طریقوں کے علاوہ بھی اور بہت سے طریقے ہیں جن کے زریعے جہاد میں شرکت کی جا سکتی ہے۔

جماعت اسلامی کے سابق سربراہ کو رقوم دی تھیں - بریگیڈیر (ر) امتیاز احمد

انٹر سروسز انٹیلیجنس (آئی ایس آئی) کے سابق ڈائریکٹر جنرل (انٹرنل ونگ) اور سابق ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس بیورو (آئی بی) بریگیڈیر امتیاز احمد جو پاکستانی فوج کے ایک انتہائی زمہ دار اور اعلیٰ افسر رہے ہیں انہوں نے گزشتہ دنوں پاکستان کے ایک ٹیلی وِژن چینل جیو نیوز کے پروگرام جرگہ میں مشہور صحافی اور اب ٹیلی وِژن اینکر سلیم صافی کے ساتھ ایک طویل انٹریو میں انکشافات کیے جن میں سے چند باتیں درج زیل ہیں

ایم کیو ایم کی تشکیل میں آئی ایس آئی کا کوئی کردار نہیں تھا۔ پاکستان پیپلز پارٹی سے" مقابلے کے لیے آئی جے آئی بنایا۔ جماعت اسلامی کے سابق سربراہ کو رقوم دی تھیں .بریگیڈ ئیر امتیاز احمد نے انٹرویو میں کہا کہ

ایم کیو ایم کی تشکیل میں آئی ایس آئی کے کسی بھی کردار کا الزام درست نہیں یہ بات آئی ایس آئی کے سابق ڈی جی (انٹرنل ونگ) اور سابق ڈی جی (آئی بی) .بریگیڈ ئیر امتیاز احمد نے ایک نجی ٹی وی چینل سے بات چیت میں بتائی ان کا کہنا تھا کہ آئی جے آئی بنانے میں میں ان کا اور ان کے ادارے کا ہاتھ تھا اور آئی جے آئی کے لوگوں کو آئی ایس آئی کے فنڈ سے رقومات بھی فراہم کی

گئیں ان کے کہنے کے مطابق کافی شخصیات کو رقومات ادا کی گئیں تھیں انہوں نے ان شخصیات کا نام لینے سے گریز کیا لیکن اتنا ضرور کہا کہ مسلم لیگ کے نسیم آہیر اور جماعت اسلامی کے اس وقت کے سربراہ اور ان کے ساتھی رقوم لینے والوں میں شامل تھے " تاکہ وہ پی پی پی کے خلاف الیکشن میں مضبوط کردار ادا کر سکیں

ہاں تو منافقوں کے سرداروں کے چیلے چانٹوں سے سوال یہ ہے کہ قوم کے سامنے اس طرح کا اعتراف کرنا کسی ریٹائرڈ فوجی کا اور وہ بھی دن دھاڑے اور کھلے عام اور یہ کہنا کہ اس وقت کے جماعت اسلامی کے سربراہ کو رقومات فراہم کی گئیں اور ظاہر ہے کہ وہ امیر جماعت اسلامی کوئی اور نہیں قاضی حسین احمد ہی ہونگے کیونکہ ان سے پہلے والے مرحوم تو پاکستان کے دولخت ہوچکنے کے بعد اپنے مشن سے فارغ ہوگئے تھے۔

کیا شرم آتی ہے جماعتیوں کو اب بھی یا اب بھی منافقوں کے سردار اور سربراہ عبداللہ بن ابی کی طرح منافقت ہی کی موت ان سب کے نصیب میں لکھی ہوئی ہے۔ اپنے بچوں کو امریکہ اور یورپ میں پڑھواتے ہیں اور غریب کے بچوں کو جہاد کے ٹکٹ کٹوا کر دیتے ہیں اور خود جب عضو معطل ہوجاتے ہیں تو منصورہ میں پڑ جاتے ہیں۔

ان گناہ گار آنکھوں نے دیکھا اور ان گناہ گار کانوں نے بذات خود حمید گل کو سنا ہے جب وہ کہہ رہا تھا ایک سے زائد پروگرامز میں کہ ہاں میں نے آئی جی آئی بنائی ہے اور اپنے خصوصی فنڈ سے آئی جے آئی کو فنڈز بھی فراہم کیے ہیں۔

بھائی اب سمجھ میں آئی یہ بات کہ جماعت اسلامی کیوں انتخابات میں اکیلی پارٹی کی حیثیت سے حصہ نہیں لیتی کیونکہ اسے اتحادی پارٹیاں بنوانے اور اس طرح مخصوص فنڈز سے رقومات ملنے کا جو چسکہ لگ چکا ہے وہ بقول شاعر چھٹتی نہیں ظالم منہ کو لگی ہوئی۔

اور یہی وہ جماعت اسلام کا کردار ہے جس سے نا صرف سندھ کے شہری علاقوں بلکہ ملک بھر سے لوگ نام نہاد جماعت اسلامی نام کی منافقت سے بھرپور سیاست کو نا صرف سمجھ چکے ہیں بلکہ انتہائی نفرت کرتے ہیں نام نہاد جماعت اسلامی اور اس کی منافقت بھری سیاست سے۔

آئی جے آئی کی تشکیل اور اس کی کچھ معلومات درج زیل ہیں

Islami Jamhoori Ittehad (or IJI) or Islamic Democratic Alliance (IDA) was formed in September 1988 to oppose the Pakistan Peoples Party in elections that year. The alliance comprised nine parties, of which the major components were the Pakistan Muslim League, National Peoples Party and Jamaat-e-Islami, with PML accounting for 80% of the IJI's electoral candidates. Pakistani intelligence agency, ISI under Lt Gen Hamid Gul had a major role in forming the center-of-right political alliance.[1] Care had been taken to ensure that the alliance comprised nine parties to generate comparison with the nine-party Pakistan National Alliance (PNA) that had campaigned against Zulfikar Ali Bhutto in 1977.[2]

The head of the party was Ghulam Mustafa Jatoi, but its most resourceful leader was Nawaz Sharif, a young industrialist whom Zia ul-Haq had appointed chief minister of Punjab. Sharif was vying for control of the Pakistan Muslim League, which was headed at that time by former Prime Minister Muhammad Khan Junejo.[3]

It won only fifty-three seats in the National Assembly, compared with ninety-two won by the PPP. Most IJI seats were won in Punjab. Nawaz Sharif emerged from the 1988 elections as the most powerful politician outside the PPP. In December 1988, he succeeded in forming an IJI administration in Punjab and became the province's chief minister. It was from this power base that he waged the political battles that eventually led to his becoming prime minister in 1990. In the supercharged atmosphere of the 1990 elections, the electorate surprised observers. Neither the IJI nor the PPP was expected to come up with a firm mandate to rule. Yet the IJI received a strong mandate to govern, winning 105 seats versus forty-five seats for the Pakistan Democratic Alliance (PDA), of which the PPP was the main component in the National Assembly.[4]

In the 1993 national elections, the IJI coalition no longer existed to bring together all the anti-PPP forces. The religious parties expended most of their energies trying to form a workable electoral alliance

rather than bolstering the candidacy of Nawaz Sharif, the
only person capable of challenging Benazir Bhutto.

جہاد کے لغوی معنی اور جہاد کی اقسام ۔ جہاد حصہ ۱۰

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں جہاد کی اہمیت ہمارے دین اسلام میں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے اور جہاد فی القتال کے خاص جس کے زریعے کفار و مشرکین کے خلاف فیصلہ کن لڑائی ہوتی ہے اور جس کا حکم قرآن میں بلاشبہ جابجا دیا گیا ہے۔
مگر جہاد کو صرف جہاد فی القتال سمجھ لینا اس ناچیز کے خیال اور علما کی رائے و نظر سے دیکھنے کے بعد ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم قرآن و حدیث کو صحیح سمجھ رہے ہیں یا قرآن و حدیث میں صرف اپنے مطلب کی بات ڈھونڈنا چاہ رہے ہیں (یعنی بقول شخصے خود تو بدلتے نہیں قرآن بدل دیتے ہیں) اصلاح کے دروازے اللہ عزوجل کے حکم سے مجھ سمیت ہر ایک پر واضع کھلے ہوئے ہیں اللہ ہمیں حق بات سمجھنے اور سمجھانے والا بنائے آمین
جہاد کے موضوع پر چند ایک اور تحریریں پیش کرنے کی کوشش ہے اللہ قبول فرمائے آمین
جہاد کے لغوی معنی

جہاد۔ جہد سے مشتق ہے اور جہد کے معانی ہیں مشقت.برداشت کرنا اور جہاد کے معنی ہیں کسی کام کے کرنے میں پوری طرح کوشش کرنا اور کسی قسم کی کمی نہ کرنا۔

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب اپنی کتاب سیرت النبی جلد ۵ کے صفحہ نمبر ۲۱۰ طبع اول میں تحریر فرماتے ہیں

جہاد کے معنی عموماً قتال اور لڑائی کے سمجھے جاتے ہیں۔ مگر مفہوم کی یہ تنگی قطعاً غلط ہے" ۔۔۔۔۔۔ لغت میں اس کے معنی محنت اور کوشش کے ہیں" (سیرۃ النبی جلد ۵ صفحہ ۲۱۰ طبع اول۔ دارالاشاعت کراچی نمبر۱)

جہاد کی اقسام

قرآن اور حدیث سے جہاد کی چار.بڑی اقسام ثابت ہوتی ہیں۔

۱۔ نفس اور شیطان کے خلاف جہاد

۲۔ جہاد بالقرآن یعنی دعوت و تبلیغ

۳۔جہاد بالمال

(۴۔ جہاد بالسیف (دفاعی جنگ

نفس اور شیطان کے خلاف جہاد

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

(وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت: 70

ترجمہ:۔ اور وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ان کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک غزوہ سے واپسی کے موقع پر فرمایا۔

تم جہاد اصغر یعنی چھوٹے جہاد سے لوٹ کر جہاد اکبر یعنی بڑے جہاد کی طرف آئے ہو" "اور جہاد اکبر) بندہ کا اپنی خواہشات کے خلاف جہاد ہے)

جہاد بالقرآن

اس جہاد سے مراد یہ ہے کہ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسروں کی بھی فکر کی جائے نیز توحید کے قیام کے لئے بھرپور کوشش کی جائے اور قرآنی تعلیم کی نشر واشاعت کی جائے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيرًا

(الفرقان: ۵۳)

ترجمہ:۔ پس تو کافروں کی بات نہ مان اور اس (یعنی قرآن کریم) کے ذریعہ سے ان سے جہاد کر۔

جہاد بالمال

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دین کی اشاعت کے لئے مال خرچ کرنے کو بھی جہاد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اس جہاد کا حکم ان الفاظ میں آیا ہے

(وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (التوبہ: ۴۱

ترجمہ:۔ اور اپنے اموال اور جانوں کے ذریعہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو۔

جہاد بالسیف یا دفاعی جنگ

جہاد کی چوتھی قسم دفاعی جنگ یا جہاد بالسیف ہے یعنی جب دشمن دینی اقدار کو ختم کرنے اور دین کو تباہ و برباد کرنے کے لئے دین پر حملہ آور ہو تو اس وقت دفاعی جنگ کرنے کو جہاد بالسیف کہتے ہیں۔ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ نبی کریم نے اسے جہاد اصغر قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ ۔ الَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ (الحج: ۴۰۔۴۱)

یعنی وہ لوگ جن سے (بلاوجہ) جنگ کی جارہی ہے ان کو بھی (جنگ کرنے کی) اجازت دی جاتی ہے۔ کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے (یہ وہ لوگ ہیں) جن کو ان کے گھروں سے صرف ان کے اتنا کہنے پر کہ اللہ ہمارا رب ہے بغیر کسی جائز وجہ کے نکالا گیا۔

علماء نے دفاعی جنگ کی بعض شرائط بیان کی ہیں جن کی موجودگی کے بغیر یہ جہاد جائز نہیں۔

اور ان میں سے کسی ایک کے بھی نہ ہونے سے دینی قتال نہیں ہوسکتا اور وہ شرائط یہ ہیں کہ

۱۔امام وقت کا ہونا

۲۔اسلامی نظام حکومت

۳۔ ہتھیار و نفری جو مقابلہ کے لئے ضروری ہو

۴۔ کوئی ملک یا قطعہ ہو

۵۔دشمن کی پیش قدمی اور ابتدائی۔

اللہ عزوجل ہمیں ہر قسم کا جہاد کرنے والا بنا دے تاکہ مسلمانان عالم جس رسوائی بلکہ بے غیرتی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں اس زندگی سے غیرت مندانہ زندگی اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ ہم کفار کے خلاف بھی سینہ سپر ہو سکیں ہر ہر میدان میں چاہے وہ حربی میدان ہو، چاہے تعلیمی میدان ہو چاہے میڈیا وار ہو چاہے ثقافتی یلغار ہو۔

اور یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ جہاد بالسیف بھی صرف پاکستان کے مسلمانوں پر واجب و فرض نہیں ہے بلکہ تمام امت مسلمہ کے لیے ہے ہم پاکستان کے شہری کوئی اسلامی دنیا کے ٹھیکیدار یا غنڈہ نہیں ہیں کے دنیا کے دوسرے مسلمان ممالک تو غیروں سے دوستی کی پینگیں بڑھائیں کافروں کے ممالک میں مسلمانوں کا سرمایہ رکھیں اور ہمیں بدمعاش اور اسلامی دنیا کا غنڈہ بنا کر ہمارے نوجوانوں کو جہاد کا ایندھن بنائیں اور اپنے بچوں کو عیش و عشرت کے لیے آزاد چھوڑ دیں۔

اور اگر کوئی غیر پاکستانی جہاد بالسیف کے لیے کوشش کرے تو اس سے اپنا ناطہ توڑ لیں اور ہم پاکستانیوں کو درپردہ اس کام میں لگائے رکھیں کہ ہم اپنا

جوان خون نام کے اسلامی ممالک (جہاں کہیں بھی شریعت محمدی نافذ العمل نہیں ہے) کے زاتی مفاد اور اغراض کے لیے قربان کرتے رہیں۔

بلاشبہ اس نام نہاد جہاد جس میں غریبوں کے بچوں کو بے موت مروایا جاتا ہے وہ کسی بھی طرح جہاد کے زمرے میں نہیں آتا ہاں ان سے ہمارے ملک کی چند ایک جماعتیں جنہیں جہاد کشمیر جہاد فلسطین اور دوسرے نام نہاد جہاد کے عوض جو بوریاں بھر بھر ڈالر اور پونڈ اور ریال اور پتہ نہیں کون کون سے ممالک سے غیر ملکی کرنسیوں میں پیسہ ملتا ہے اور تو اور ہمارے ملک کی نام نہاد جہادی تنظیموں اور ان کے موالی و حواریوں کو تو آئی ایس آئی کے فنڈ سے بھی رقومات ملتی رہیں ہیں جن کی نشاندہی اور اعتراف نا صرف حمید گل ایک ریٹائرڈ جنرل آئی ایس آئی کا سابق سربراہ بلکہ بریگیڈیر امتیاز احمد سابق سربراہ انٹیلی جنس بیورو اور سابق ڈائریکٹر جنرل آئی ایس آئی بھی اپنے انٹرویو میں کرچکے ہیں۔

جہاد کا حکم اور اس کی اقسام - جہاد حصہ ۱۱

ایک سوال جو کیا گیا کسی نے کہ اس وقت اور دور میں کیا ہر استطاعت رکھنے والے شخص پر جہاد فرض ہے ؟

الحمد للہ

اول

جہاد کے کئی ایک مراتب اور درجات ہیں، ان میں کچھ تو ہر مکلّف پر فرض عین ہے، اور کچھ فرض کفایہ یعنی جب بعض مکلفین جہاد کر رہے ہوں تو باقی سے ساقط ہو جاتا ہے، اور کچھ مستحب ہے.

جہاد نفسی اور شیطان کے خلاف جہاد تو ہر مکلّف پر فرض ہے، اور منافقین اور کفار اور ظلم و ستم کرنے والوں اور برائی اور بدعات پھیلانے والوں کے خلاف جہاد فرض کفایہ ہے، اور بعض اوقات کفار کے خلاف جہاد معین حالات میں فرض عین ہو جاتا ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے.

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

جب یہ معلوم ہو گیا تو پھر جہاد کی چار اقسام اور مراتب و درجات ہیں: جہاد بالنفس،
شیطان کے خلاف جہاد، کفار کے خلاف جہاد، اور منافقین کے خلاف جہاد.

جہاد بالنفس کے درجات اور مراتب - جہاد حصہ ۱۲

:جہاد بالنفس کے بھی چار درجات اور مراتب ہیں

:پہلا مرتبہ

ہدایت و راہنمائی کی تعلیم اور دین حق کے حصول کے لیے نفس کے خلاف جہاد کیا جائے، کیونکہ اس کے بغیر نہ تو دنیا میں سعادت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی آخرت میں کامیابی فلاح سے ہمکنار ہوا جا سکتا ہے، جب اس پر عمل نہ کیا جائے تو دونوں جہانوں میں شقاوت و بدبختی حاصل ہوتی ہے.

دوسرا مرتبہ

علم کے حصول کے بعد وہ اس پر عمل کرنے کے لیے جہاد اور کوشش کرے، کیونکہ عمل کے بغیر صرف علم اگر اسے نقصان نہ دے تو اسے کوئی فائدہ بھی نہیں دے سکتا.

تیسرا مرتبہ

وہ اس علم کو آگے پھیلانے اور جنہیں اس کا علم نہیں انہیں تعلیم دینے میں

جہاد اور کوشش کرے، اگر ایسا نہیں کرتا تو وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا جو اللہ تعالی کی نازل کردہ ہدایت و راہنمائی اور واضح دلائل کو چھپاتے ہیں، اور اس کا یہ علم اسے نہ تو اللہ کے عذاب سے نجات دے گا اور نہ ہی اسے کوئی نفع دے سکتا ہے.

چوتھا مرتبہ

اللہ تعالی کے دین کی دعوت دینے میں جو تکالیف اور مشکلات پیش آئیں، اور لوگوں کی جانب سے حاصل ہونے والی اذیت پر صبر کرنے کا جہاد، اور ان سب کو وہ اللہ کے لیے برداشت کرے..

توجب یہ چار مرتبے مکمل کرلے گا تو وہ ربانیین میں شامل ہو جایگا، سلف رحمہ اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ عالم اس وقت تک ربانی کے نام سے موسوم ہونے کا مستحق نہیں جب تک وہ حق کی پہچان کرکے اس پر عمل کرنے کے بعد اس کی لوگوں کو تعلیم نہ دے، تو جو شخص علم حاصل کرے اور اس پر عمل کرکے لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دے تو یہی شخص ہے جو آسمان میں عظیم شان رکھتا ہے.

شیطان کے خلاف جہاد کے مراتب - جہاد حصہ ۱۳

شیطان کے خلاف جہاد کے دو مرتبے ہیں

پہلا مرتبہ

شیطان کی جانب سے بندے کو ایمان میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات دور کرنے کے لیے جہاد کرنا.

دوسرا مرتبہ

شیطان کی جانب سے فاسد قسم کے ارادے اور شہوات دور کرنے کی کوشش اور جہاد کرنا.

تو پہلے جہاد کے بعد یقین اور دوسرے کے بعد صبر حاصل ہوگا اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے

(اور جب ان لوگوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا اور امام بنا

دیے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے، اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے) السجدۃ (24).

تو اللہ سبحانہ وتعالی نے خبر دی ہے کہ امامت دین صبر اور یقین کے ساتھ حاصل ہوتی ہے، چنانچہ صبر شہوات اور فاسد قسم کے ارادوں کو دور اور ختم کرتا ہے، اور یقین شکوک و شبہات کو ختم کرتا ہے.

کفار و منافقین کے خلاف جہاد کے مراتب - جہاد حصہ ۱۴

اور کفار اور منافقین کے خلاف جہاد کے چار مراتب ہیں:

دل اور زبان اور مال اور نفس کے ساتھ.

ہاتھ کے ساتھ جہاد کرنا کفار کے خلاف خاص ہے.

اور منافقین کے خلاف زبان کے ساتھ جہاد کرنا خاص ہے.

اور ظلم و ستم اور بدعات و منکرات کے خلاف جہاد کے تین مراتب ہیں:

پہلا:

اگر قدرت و استطاعت ہو تو ہاتھ کے ساتھ، اور اگر استطاعت نہ ہو تو یہ منتقل ہو کر زبان کے ساتھ، اور اگر اس کی بھی استطاعت اور قدرت نہ ہو تو پھر دل کے ساتھ جہاد کرنے میں منتقل ہو جاتا ہے.

تو جہاد کے یہ تیرہ (13) مراتب ہیں، اور حدیث:

" جو شخص بغیر جہاد کیے مر گیا اور نہ ہی اس کے نفس میں جہاد کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تو وہ نفاق کی ایک علامت پر مرا "

(صحیح مسلم حدیث نمبر (1910 .

(دیکھیں: زاد المعاد (3 / 9 - 11 .

اور شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جہاد کی کئی ایک اقسام ہیں:

نفس کے ساتھ، مال کے ساتھ، دعا کے ساتھ، توجیہ وارشاد اور راہنمائی کرکے، کسی بھی طرح خیر وبھلائی پر معاونت کرکے جہاد کرنا .

لیکن ان سب میں عظیم نفس کے ساتھ جہاد ہے، پھر مال کے ساتھ اور رائی اور راہنمائی کے ساتھ جہاد کرنا، اور اسی طرح دعوت و تبلیغ بھی جہاد ہی ہے، تو نفس اور جان کے ساتھ جہاد سب سے اعلی درجہ ہے "

(دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (7 / 334 - 335 .

دوم:

اور کفار کے خلاف ہاتھ سے جہاد میں امت مسلمہ کے حسب حال کئی قسم کے مراحل گزرے ہیں:

:ابن قیم رحمہ اللہ کا کہنا ہے
اللہ سبحانہ وتعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل فرمائی کہ وہ اس رب کے نام سے پڑھیں جس نے انہیں پیدا کیا ہے، اور یہ نبوت کی ابتدا تھی، تو اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ اپنے دل میں اسے پڑھیں اور اس وقت انہیں اس کی تبلیغ کا حکم نہیں دیا پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے سورۃ المدثر کی یہ آیت نازل فرمائی:
.) اے چادر اوڑھنے والے اٹھو اور ڈراؤ (
تو اللہ سبحانہ وتعالی نے آپ کو (اقراء) کہہ کر نبی بنایا اور (یا ایھا المدثر) کہہ کر رسول بنایا.
پھر اللہ تعالی نے حکم دیا کہ اپنے کنبہ قبیلہ والوں اور قریبی رشتہ داروں کو تبلیغ کرو، اور پھر اس کے بعد اپنی قوم کو، اور پھر اس کے بعد اپنے ارد گرد رہنے والے عرب کو، اور پھر دور رہنے والے عرب کو، اور پھر پوری دنیا میں رہنے والوں کو.
تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی بننے کے بعد دس برس تک بغیر کسی قتال اور لڑائی اور جہاد اور بغیر جزیہ کے تبلیغ کرتے رہے، اور آپ کو صبر و

. تحمل اور معاف و درگزر کرنے اور ہاتھ روک کر رکھنے کا حکم دیا گیا
پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دی گئی اور اس کے بعد پھر لڑائی
.اور جہاد کرنے کی
پھر آپ کو ان لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا جو آپ سے لڑائی کرتے تھے، اور جو آپ
.سے نہیں لڑے اور قتال نہیں کیا ان سے روک دیا گیا
پھر مشرکوں کے خلاف اس وقت تک لڑائی کا حکم دیا گیا جب تک کہ پورا دین اللہ کے لیے
.نہ ہو جائے
:پھر کفار کے خلاف جہاد کا حکم ملنے کے بعد کفار کی آپ کے ساتھ تین اقسام تھیں
.جن کے ساتھ صلح اور جنگ بندی تھی
.جن کے ساتھ لڑائی تھی یعنی اہل حرب
.اور ذمی لوگ
.(دیکھیں: زاد المعاد (3 / 159

کفار و منافقین کے خلاف جہاد کے مراتب - جہاد حصہ ۱۵

تو مملکت سعودی عرب، (بحیثیت مال و دولت اللہ کی طرف سے عطا ہونے کے ناطے) اور افریقہ اور مغرب (جہاں کفار کا غلبہ ہے اور جہاں کے لوگ معصوم نہیں بن سکتے کہ مغرب میں رہ کر پیسا اور مزے کرنے کی باری ہو تو اپنا حصہ ڈالیں اور اگر کافر ظلم و ستم کریں تو دوسرے مسلمانوں کی طرف دیکھیں کہ ان میں سے کوئی جہاد کرنے کو آئے کیوں نہیں امریکہ یورپ مغرب میں رہنے والے اپنا حصہ جہاد میں ڈالتے کیا سارا جہاد غریب ممالک پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان اور ایسے ہی دوسروں کے لیے رہ گیا ہے) وغیرہ میں بسنے والے مسلمانوں کو اپنی طاقت صرف کرنی چاہیے، اور زیادہ قریب والا شخص زیادہ حصہ ڈالے۔

سوم:

کفار کے خلاف ہاتھ سے جہاد کرنا فرض کفایہ ہے:

ابن قدامہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

قال: (اور جہاد فرض کفایہ ہے، جب قوم کے کچھ افراد جہاد کر رہے ہوں تو باقی افراد سے ساقط ہو جاتا ہے).

فرض کفایہ کا معنی یہ ہے کہ:

وہ فرض چیز اگر اتنے لوگ اس کی ادائیگی نہ کریں جو کافی ہوں تو سب لوگ گنہگار ہونگے، اور اگر اتنے لوگ ادا کرلیں جو کافی ہوں تو باقی سب لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے.

ابتدا میں خطاب سب کو شامل ہے، مثلاً فرض کفایہ، اور پھر اس میں مختلف ہے کہ فرض کفایہ بعض کے ادا کرنے سے باقی افراد سے ساقط ہو جاتا ہے، اور فرض عین کسی دوسرے کے کرنے سے کسی سے بھی ساقط نہیں ہوتا، عام اہل علم کے قول کے مطابق جہاد فرض کفایہ میں شامل ہوتا ہے.

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (9 / 163).

اور شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

یہ پہلے بھی گزر چکا ہے کہ ہم پہلے کئی بار بیان کر چکے ہیں کہ جہاد فرض کفایہ ہے نہ کہ فرض عین، اور سب مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی اپنے نفس اور اپنے مال اور اسلحہ اور دعوت اور مشورہ کے ساتھ معاونت ضرور کریں، توجب جہاد کے لیے اتنے لوگ نکل جائیں جو کافی ہوں باقی افراد گنہگار ہونے سے بچ جائینگے، اور جب سب لوگ ہی جہاد ترک کر دیں تو سب گنہگار ہونگے.

تو مملکت سعودی عرب، اور افریقہ اور مغرب وغیرہ میں بسنے والے مسلمانوں کو اپنی طاقت صرف کرنی چاہیے، اور زیادہ قریب والا شخص زیادہ حصہ ڈالے، توجب ایک یا دو یا تین یا اس سے زیادہ ملکوں میں سے افراد کافی ہو جائیں تو باقی مسلمانوں سے ساقط ہو جائیگا.

اور وہ نصرت و مدد اور تائید کے مستحق ہیں ان کی مدد کی جائے، ان کے دشمن کے خلاف ان مسلمانوں کی مدد کرنا فرض ہے؛ کیونکہ وہ مظلوم ہیں، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سب کو جہاد کا حکم دیا ہے، انہیں چاہیے کہ وہ اللہ کے دشمنوں کے خلاف جہاد کر کے اپنے بھائیوں کی مدد کریں، اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو گنہگار ہونگے، اور جب اتنے افراد جہاد کرنے لگیں جو کافی ہوں تو باقی سے گناہ ساقط ہو جائیگا .

(دیکھیں: مجموع فتاوی ابن باز (7 / 335)).

چہارم:

کفار کے خلاف جہاد چار حالتوں میں فرض ہو جاتا ہے:

1 - جب مسلمان شخص جہاد میں حاضر ہو جائے.

2 - جب دشمن آ جائے اور علاقے اور ملک کا محاصرہ کر لے.

3 - جب امام المسلمین اور حکمران رعایا کو جہاد کی طرف بلائے تو رعایا پر جہاد کے لیے نکلنا فرض ہو جاتا ہے.

4 - جب اس شخص کی ضرورت ہو اور اس کے بغیر کوئی اور اس ضرورت کو پورا نہ کر سکتا ہو.

کفار و منافقین کے خلاف جہاد کے مراتب - جہاد حصہ ١٦

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:
جہاد واجب اور اس وقت فرض عین ہو جاتا ہے جب کوئی انسان قتال میں حاضر ہو جائے، یہ فرض عین ہونے کی پہلی جگہ ہے جہاں جہاد فرض عین ہوتا ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالٰی کا فرمان ہے:
(اے ایمان والو جب تم کفار کے مد مقابل ہو جاؤ اور دوبدو ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا، اور جو شخص ان سے اس موقع پر اپنی پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو، یا جو (اپنی) جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنی ہے، باقی اور کوئی جو ایسا کریگا وہ اللہ کے غضب میں آ جائیگا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ میں ہوگا، اور بہت ہی بری ہے وہ جگہ)الانفال (15 - 16).
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے کہ لڑائی والے لڑائی میں سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا سات تباہ کن اشیاء میں سے ایک ہے، فرمان نبوی ہے:

سات تباہ کن اشیاء سے بچ کر رہو: اور اس میں لڑائی والے دین لڑائی سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا بھی ذکر کیا" متفق علیہ.

لیکن اللہ سبحانہ وتعالی نے اسے دو حالتوں میں استثنی کیا ہے:

پہلی حالت:

وہ شخص لڑائی کا پینترا بدلنے کے لیے وہاں سے بھاگے، یعنی دوسرے معنوں میں اس طرح کہ وہ اس سے بھی زیادہ قوت وطاقت کے ساتھ آنا چاہتا ہو.

دوسری حالت:

وہ اپنی جماعت کے ساتھ ملنا اور پناہ حاصل کرنا چاہتا ہو، وہ اس طرح کہ اسے بتایا جائے کہ دوسری طرف سے مسلمانوں کی ایک جماعت اور لشکر شکست کھانے کے حالت میں ہے، تو وہ ان کی تقویت اور کے لیے ان کے ساتھ ملنے کے لیے جائے، اور اس حالت میں شرط یہ ہے کہ وہ اس گروہ اور لشکر کا خوف نہ رکھے جس میں رہ کر وہ خود لڑ رہا ہے، اور اگر اس جماعت کا خدشہ رکھتا ہو جس میں وہ خود ہے تو پھر اس کا وہاں سے نکل کر دوسری جماعت میں جانا جائز نہیں، تو اس حالت میں اس پر فرض عین ہوگا اور اس کے وہاں سے جانا جائز نہیں.

:دوم

جب اس کے علاقے اور ملک کو دشمن گھیر لے تو اس شخص پر اپنے وطن کے دفاع کے لیے لڑائی اور قتال فرض عین ہو جاتا ہے، اور یہ اس شخص کے مشابہ ہے جو لڑائی کی صف میں موجود ہو؛ کیونکہ جب دشمن ملک اور علاقے کا محاصرہ کر لے تو اس کا دفاع کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ دشمن اس علاقے میں جانے اور وہاں سے باہر نکلنے سے روک دے گا، اور اس طرح ان کے لیے غلہ وغیرہ بھی نہیں آ سکے گا، اور اس کے علاوہ جو کچھ معروف ہے اس پر بھی پابندی لگ جائیگی، تو اس حالت میں اس علاقے کے لوگوں پر .اپنے ملک کے دفاع کے لیے لڑنا فرض عین ہے

:سوم

جب امام اور حکمران لڑنے کا حکم دے، امام وہ ہے جو ملک کا حکمران اور سربراہ ہو، اور اس میں امام المسلمین ہونے کی شرط نہیں؛ کیونکہ یہ عمومی امامت بہت زمانے سے ختم ہو چکی ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

اگر تم پر حبشی غلام بھی امیر اور حکمران بنا دیا جائے تو اس کی سمع و "

" اطاعت اور فرمانبرداری کرو
تو جب کوئی انسان کسی بھی جہت میں امیر بن گیا تو وہ امام عام کی طرح ہی ہے اور اس
کا قول نافذ ہوگا اور اس کا حکم مانا جائیگا. دیکھیں: الشرح الممتع (8 / 10) .
واللہ اعلم .

جہاد کی حکمت بمعنی لغوی اور اصطلاحی جہاد حصہ ١٧

جہاد کی حکمت

کیا جہاد کا مختصر معنی یہ ہے کہ غیر مسلموں کو قتل کیا جائے ؟

جہاد کا لغوی معنی:

انسان کا اپنی طاقت صرف کرنا، اور جدوجہد کرنا.

اصطلاحی معنی:

مسلمان شخص کا اعلاء کلمتہ اللہ کے لیے جدوجہد کرنا اور اس کے دین کو زمین میں نافذ کرنے کی کوشش کرنا جہاد کہلاتا ہے.

اسلام میں جہاد کا مقصد یہ نہیں کہ غیر مسلموں کو قتل کیا جائے، بلکہ اس کا مقصد اللہ تعالی کے دین کی سربلندی اور روئے زمین میں دین اسلام کی تنفیذ، اور شریعت اسلامیہ کو حکمرانی دینا، اور لوگوں کو بندوں کی عبادت سے نکال کر بندوں کے رب کی عبادت کی طرف لے جانا، اور ادیان کی ظلم و ستم اور جور سے نکال کر اسلامی عدل و انصاف کی طرف لے جانا.

:اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے

اور تم ان سے اس وقت تک لڑائی کرتے رہو جب تک کوئی فتنہ باقی نہ رہے، اور }
. (سارے کا سارا دین اللہ تعالی کا ہی ہو جائے } الانفال (39

: شیخ عبد الرحمن السعدی اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں

اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے راستہ میں جنگ کرنے کا مقصد بیان فرمایا ہے کہ اس کا مقصد غیر مسلموں اور کافروں کا خون بہانا نہیں، اور نہ ہی ان کا مال حاصل کرنا، لیکن اس کا مقصد تو یہ ہے کہ دین اللہ تعالی کا ہو جائے، اور باقی سب ادیان پر دین اسلام غالب ہو، اور شرک وغیرہ کو ختم کردے، اور اس آیت میں استعمال کردہ لفظ فتنہ سے بھی یہی مراد ہے، لہذا جب مقصد حاصل ہو جائے تو پھر نہ تو کوئی لڑائی ہے اور نہ ہی قتل و غارت.

. (دیکھیں: تفسیر ابن سعدی (98

اور جن کفار کے خلاف ہم لڑتے اور جہاد کرتے ہیں وہ خود بھی اس جہاد سے مستفید ہوتے ہیں، کیونکہ ہم تو ان کے ساتھ اس لیے لڑتے ہیں کہ وہ اللہ

تعالی کے ہاں مقبول دین دین اسلام میں داخل ہو جائیں، اور دنیا و آخرت میں ان کی کامیابی کا سبب بھی یہی ہے.

فرمان باری تعالی ہے:

{تم سب سے بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے اور بری باتوں سے روکتے ہو اور تم اللہ تعالی پر ایمان رکھتے ہو} آل عمران (110).

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں:

{تم سب سے بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے}

ان کا کہنا تھا: لوگوں کے لیے سب سے بہتر وہ لوگ ہونگے جو زنجیروں میں جکڑ کر لائے جائیں گے حتی کہ وہ اسلام قبول کر لیں گے.

صحیح بخاری حدیث نمبر (4557).

:ابن جوزی رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے
اس کا معنی یہ ہے کہ: وہ قید کر لیے جائیں گے اور انہیں بیڑیاں پہنائیں جائیں گی، اور جب وہ اسلام کو معرفت حاصل کرلیں گے اور اس کا انہیں علم ہو جائے گا تو وہ اپنی مرضی اور خوشی سے اسلام قبول کرلیں گے، اور جنت کے وارث بن کر جنتوں میں داخل ہو جائیں گے.
. واللہ اعلم

جہاد و دفاع سے متعلق مسائل کے بارے میں گفتگو سے پہلے خود ان دو لفظوں کی تشریح و تفسیر ضروری ہے۔

دفاع سے مراد ہر اس چیز کی حفاظت کی خاطر جارح کو پیچھے دھکیلنا ہے جس کی حفاظت ضروری ہو، خواہ وہ چیز جان ہو یا مال، عقیدہ ہو یا آزادی، ناموس ہو یا شرف۔

قانونی (حقوقی) نقطہ نظر سے دفاع ایک حق ہے جو انسان کو عطا کیا گیا ہے تاکہ قانون کو پس پشت ڈال کر تجاوز کرنے والے جارح کے شر سے اپنا دفاع کرکے اور شر پسند افراد حکومت کی غیر حاضری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے قانون شکنی کرکے عوام کی جان و مال اور عزت و آبرو سے نہ کھیل سکیں۔

دفاع فطری حق ہے

اپنے جائز حق کا دفاع ایک ایسا فطری امر ہے جس سے صرف انسان ہی نہیں بلکہ ہر ذی روح بہرہ ور ہے کیونکہ ہر ذی روح اپنی بقا کی خاطر مجبور ہے کہ اپنی ضروریات زندگی کو دوسری مخلوقات میں پائے جانے والے امکانات سے پورا کرے

اور ان تمام مشکلات اور رکاوٹوں کا مقابلہ کرے جن سے اس کی زندگی و بقا خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں زندگی کا دارو مدار ان افعال و انفعالات (عمل و ردّ عمل) اور تاثیر و تاثر پر ہے جو نظام خلقت میں انجام پاتے ھیں ۔ ایسے میں اختلاف اور ٹکراؤ قدرتی بات ہے ۔ اگر کوئی ذی روح مخلوق دفاعی طاقت سے محروم ھو تو اس کی موت و تباہی یقینی ہے ۔ اسی لئے خداوند عالم نے ہر مخلوق کو اس کی مناسبت سے دفاعی ہتھیار عطا کئے ہیں تاکہ اپنے جائز حق کا دفاع کر سکے ۔ ہر حق کے ہمراہ حق دفاع کا فطری ہونا اس کی عام مقبولیت کا باعث ہے ، ہر انسان اس فطری حق کو تسلیم کرتا ہے۔ ہر فرد، ہر معاشرہ، ہر مکتب اور ہر قانون جارح سے مقابلہ جائز قرار دیتا ہے۔ دنیا کا کوئی قانون مسلّمہ حقوق سے دفاع کو جرم نہیں سمجھتا۔ اسلام نے بھی انسانوں کے اس حق کو تسلیم کیا ہے، اس کے استعمال کو مذاہب توحیدی نیز انسانوں کی بقا کا ضامن قرار دیا ہے اور اس کے فطری ہونے کا اعلان کیا ہے :

(ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض" (۱ "

اور اگر اسی طرح خدا بعض کو بعض سے نہ روکتا تو ساری زمین میں فساد پھیل جاتا

یہ آیت انسانوں کو شر پسندوں کی سر کوبی کی ہدایت کرتی ہے اور روئے زمین پر انسانوں کے برپا کیے ہوئے فتنہ و فساد کی روک تھام کا حکم دیتی ہے۔ ایک دوسری آیت میں ہے :

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا "اسم اللہ کثیرا" (۲)

اور اگر خدا بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ نہ روکتا ہوتا تو تمام گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مجوسیوں کے عبادت خانے اور مسجدیں سب منہدم کردی جاتیں۔

قرآن مجید اس دفاع کو دینی مظاہر اور عبادتی مراکز کی بقا اور نتیجہ بقائے توحید کا باعث سمجھتا ہے۔

معنی جہاد

لفظ جہاد کے لغوی معنی ہیں طاقت واختیار کے ساتھ جدوجہد۔ قرآن مجید میں بھی لفظ جہاد اسی معنی میں متعدد بار استعمال ہوا ہے۔

(والذین جاھدوا فینا لنھدینّھم سبلنا" (۳ "

اور جن لوگوں نے ہمارے حق میں جہاد کیا ہے ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت کریں گے۔

لیکن ثانوی طور پراس سے مراد اسلام دشمنوں سے جنگ اور راہ خدا میں مال و جان کو قربان کر دینا ہے۔

(انّ الذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ" (۴"

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ھجرت کی اور راہ خدا میں اپنے جان و مال سے جہاد کیا۔

فقہ میں جہاد کبھی دفاع کے بجائے استعمال ہوتا ہے یعنی کفار سے وہ ابتدائی جنگ جس کا مقصد یہ ہے کہ وہ کفر کو چھوڑ کر خدائے واحد پر ایمان لائیں اور نظام الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ اور کبھی کفار سے مطلق جنگ کے لئے استعمال ہوتا ہے جس میں دفاع بھی شامل ہے۔ قرآن میں دفاع سے یہی عمومی

معنی مراد ہیں اگرچہ اس کا اہم ترین مصداق دفاع ہے یا اس کے تمام مصداق دفاع پر بھی دلالت کرتے ہیں۔

ایک اور زاویہ سے جہاد کی اقسام - جہاد حصہ ۱۹

اقسام جہاد

جہاد کی متعدد قسمیں ہیں جو غالبًا دفاع ہی کی حیثیت رکھتی ہیں اور قرآن مجید میں قتال وجہاد کے عنوان سے بیان ہوئی ہیں۔

۱۔ ان دشمنوں کے مقابلے میں اسلام کی عزت و وقار اور حیثیت و آبرو کا دفاع جو دین کی بنیادوں کو منہدم کرکے، الحاد و مجوسیت و نصرانیت و یہودیت وغیرہ کی شکل میں کفر و لادینی پھیلانا چاہتے ہیں، جیسا کہ اسپین میں رونما ہوا۔

۲۔ مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو یا اسلامی سرزمین پر اس حملہ اور دشمن کے مقابلے میں دفاع جس کا مقصد اسلام کی تباہی تو نہیں لیکن جس کا ھدف مسلمانوں کی عزت و آبرو اور جان و مال ہو۔

۳۔ ان مسلمان بھائیوں کا دفاع جو کسی علاقے میں کافروں سے برسرپیکار ہوں اور یہ خطرہ ہو کہ کفار ان پر غلبہ پالیں گے۔ ایسے موقع پر اتحاد و اخوت اسلامی کا تقاضا ہے کہ مسلمانوں کے دفاع کی خاطر دشمنوں سے جنگ کی جائے۔

۴۔ اسلامی علاقوں پر قابض یا مسلمانوں کے عقائد پر مسلّط غاصب دشمنوں کی پسپائی اور اخراج کے لئے جہاد کیونکہ غیروں کے اقتدار سے نجات اور مسلمانوں کی عزت و آزادی کی بحالی تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

۵۔ کفار سے جہاد تاکہ باطل عقائد سے چھٹکارا دلا کر انہیں اسلامی تعلیمات سے آراستہ کیا جائے۔ اسے اصطلاحاً جہاد ابتدائی بھی کہا جاتا ہے۔ اس جہاد کے لئے کچھ خاص شرائط ہیں جن کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں جہاد کا تزکرہ - جہاد حصہ ۲۰

اہمیت جہاد

ایک مختصر تحقیق کے مطابق قرآن مجید کے ۱۷/ سوروں میں جہاد کا ذکر آیا ہے اور یہ سورے غالباً مدنی ہیں ۔ ان کے نام یہ ہیں :

(۱) بقرہ (۲) آل عمران (۳) نساء (۴) مائدہ (۵) انفال (۶) توبھ (۷) نحل (۸) نمل (۹) حج (۱۰) احزاب (۱۱) شوریٰ (۱۲) محمد (۱۳) فتح (۱۴) حدید (۱۵) حشر (۱۶) ممتحنھ (۱۷) صف

تقریبا ۴۰۴ آیتیں جہاد سے مخصوص ہیں (البتہ بعض دیگر موضوعات کی طرح آیات جہاد کا مکمل احصاء مشکل ہے ، کیونکہ یہ عام طریقہ ہے کہ جب قرآن مجید کسی موضوع کو چھیڑتا ہے تو کچھ باتیں بطور مقدمہ بیان کرتا ہے اور کبھی کسی مناسبت سے بیچ میں کچھ دوسری باتیں بھی بیان ہو جاتی ہیں اور پھر تتمہ کلام میں بھی موضوع کی مناسبت سے کچھ دوسرے مسائل کا ذکر آ جاتا ہے جیسا کہ جہاد وانفاق و ولایت سے متعلق آیتوں میں ابتداء یا وسط یا آخر میں کچھ دوسرے مسائل کا بھی تذکرہ ہوا ہے ۔ لہٰذا ایسی صورت میں مسائل کے لحاظ سے آیات کی صحیح تدوین اور موضوعات کی مناسبت سے جداگانہ عنوانوں کے تحت ان

(کی تقسیم و اصناف بندی مشکل ہے

آیتوں کی یہ کثیر تعداد اور ان میں انتہائی سخت و لولہ انگیز اور حتمی گفتگو، سزا و جزا کے وعدے اور دھمکیاں اور طرح طرح کی تاکیدیں جہاد کی عظمت و اہمیت کی نشاندہی کرتی ہیں ۔ بطور نمونہ حسب ذیل آیتوں کو ملاحظہ فرمایئے :

(ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء و لکن لاتشعرون" (۵ "

اور جو لوگ راہ خدا میں قتل ہو جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے ۔

ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم الباساء والضراء "

(وزلزلوا حتیٰ یقول الرسول والذین آمنوا معہ متیٰ نصر اللہ" (۶

کیا تمہارا خیال ہے کہ آسانی سے جنت میں داخل ہو جاؤ گے جب کہ ابھی تمہارے سامنے سابق امتوں کی مثال پیش نہیں آئی جنہیں فقر و فاقہ اور پریشانیوں نے

گھیر لیا اور اتنے جھٹکے دیئے گئے کہ خود رسول اور ان کے ساتھیوں نے کہنا شروع کر دیا کہ آخر خدائی مدد کب آئے گی۔

ولا تھنوا و لا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین ۔ان یمسسکم قرح فقد مس القوم "

(قرح مثلہ " ۷)

خبردار سستی نہ کرنا مصائب پر محزون نہ ہونا اگر تم صاحب ایمان ہو تو سربلندی تمہارے ہی لئے ہے۔ اگر تمہیں کوئی تکلیف چھو لیتی ہے تو قوم کو بھی اس سے پہلے ایسی ہی تکلیف ہو چکی ہے۔

(ولا تھنوا فی ابتغاء القوم ان تکونوا تالمون فانھم یالمون کما تالمون (۸

اور خبردار دشمنوں کا پیچھا کرنے میں سستی سے کام نہ لینا کہ اگر تمہیں کوئی بھی رنج پہنچتا ہے تو تمہاری طرح کفار کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی "

(المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ و لا یخافون لومۃ لائم " (۹

ایمان والوں تم میں سے جو بھی اپنے دین سے پلٹ جائے گا۔ تو عنقریب خدا ایک قوم کو لے آئے گا جو اس کی محبوب اور اس سے محبت کرنے والی مومنین کے سامنے خاکسار اور کفار کے سامنے صاحب عزت ، راہ خدا میں جہاد کرنے والی اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے والی ہوگی۔

(الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم "(۱۰ "

اگر تم راہ خدا میں نہ نکلوگے تو خدا تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا اور تمہارے بدلے دوسری قوم کو لے آئے گا۔

جہاد کی تشریعی اور فطری حیثیت - جہاد حصہ ۲۱

جہاد کی تشریعی اور فطری حیثیت

جہاد کی مذکورہ بالا پانچ قسموں میں سے چار دفاعی حیثیت کی حامل ہیں اور قدرتی طور پر دفاع فطری حق ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ دنیا کی کوئی منطق مسلمانوں کو اس حق سے محروم نہیں کر سکتی، قرآن کریم بھی اس کی پر زور حمایت کرتا ہے، جہاد سے متعلق پہلی آیتیں جو نازل ہوئیں وہ سورہ حج کی آیتیں ہیں جو اس تعبیر سے شروع ہوتی ہیں :

" اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا و ان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر۔ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ و لو لا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا" (۱۱)

جن لوگوں سے مسلسل جنگ کی جارہی ہے انہیں ان کی مظلومیت کی بناء پر جہاد کی اجازت دی گئی ہے اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر قدرت رکھنے والا ہے۔ وہ لوگ جو اپنے گھروں سے بلا کسی حق کے نکال دیئے گئے ہیں علاوہ اس کے کہ وہ یہ

کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔۔۔

اس آیت میں مظلوم کو حملہ آور دشمن سے جنگ کی اجازت دی گئی ہے تاکہ وہ دشمن کو دفع کرکے توحید کے مظاہر اور آثار شریعت کی حفاظت کرسکے۔ اسی طرح ایک دوسری آیت ہے، جسے جہاد سے متعلق اولین آیتوں میں شمار کیا جاتا ہے بلکہ بعض مفسرین اسے جہاد کے سلسلے کی پہلی آیت قرار دیتے ہیں وہ یہ ہے:

(وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم" (۱۲ "

جو تم سے جنگ کرتے ہیں تم بھی ان سے راہ خدا میں جہاد کرو۔

اس آیتہ کریمہ میں جنگ کی آگ بھڑکانے والوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

جہاد سے متعلق تقریباً تمام آیتیں اسی دفاعی جنگ کے بارے میں ہیں، صرف ایک ایسی آیت ہے جو مطلق ہے اور اس سے ابتدائی جہاد مراد لیا جاسکتا ہے۔

مقاصد جہاد

قرآن مجید میں مختلف مقامات پر جہاد کے جو مقاصد بیان ہوئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں :

۱۔ دفاع : "وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم" (۱۳)

جو تم سے جنگ کرتے ھیں تم بھی ان سے راہ خدا میں جھاد کرو۔

دفع فتنہ ، یہ عام معنی میں مستعمل ہے، اس میں دفاع بھی شامل ہے : " و قاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ" (۱۴)

اور ان سے اس وقت تک جنگ جاری رکھو جب تک سارا فتنہ ختم نہ ہوجائے۔

حکومت الٰھی کا قیام و اثبات اور سرکشوں کی سر کوبی و اصلاح : " و قاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلّہ للّہ " (۱۵)

اور تم لوگ ان کفار سے جہاد کرو یہاں تک کہ فتنہ کا وجود نہ رہ جائے اور سارا دین صرف اللہ کے لئے ہے۔

(الذین عاھدت منھم ثم ینقضون عھدھم فی کل مرة وھم لا یتقون" (١٦ "
جن سے آپ نے عہد لیا اور اس کے بعد وہ ہر مرتبہ اپنے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور خدا کا خوف نہیں کرتے۔

(فقاتلوا ائمة الکفرا نھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون" (١٧ "
کفر کے سربراہوں سے کھل کر جہاد کرو ان کے قسموں کا کوئی اعتبار نہیں ہے شاید یہ اسی طرح اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔

الٰہی نظام کی برقراری اور ممکنہ وآئندہ دشمنوں کے حملے کی پیش بندی :" قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من (الذین اوتوا الکتاب حتیٰ یعطوا الجزیة عن ید وھم صاغرون" (١٨
ان لوگوں سے جہاد کرو جو خدا اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جس چیز کو خدا و رسول نے حرام قرار دیا ہے اسے حرام نہیں سمجھتے اور اہل کتاب ہوتے ہوئے بھی دین حق کا التزام نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ اپنے ہاتھوں سے ذلت کے

ساتھ تمہارے سامنے جزیہ پیش کرنے پر آمادہ ہوجائیں۔

روئے زمین پر فتنہ و فساد کی روک تھام: " ولو لادفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض" (۱۹)

اور اگر اسی طرح خدا بعض کو بعض سے نہ روکتا ہوتا تو ساری زمین میں فساد پھیل جاتا

مراکز عبادت اور دینی مظاہر کا تحفظ:" ولو لادفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد" (۲۰)

اور اگر خدا بعض لوگوں بعض کے ذریعہ نہ روکتا تو تمام گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مجوسیوں کے عبادت خانے اور مسجدیں سب منہدم کردی جاتیں۔

۲) احقاق حق وابطال باطل : " لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون " (۲۱)
تاکہ حق ثابت ہوجائے اور باطل فنا ہوجائے چاہے مجرمین اسے کسی قدر برا کیوں نہ سمجھیں۔

۳) انسداد ظلم وحمایت مظلومین : " انما السبیل علی الذین یظلمون الناس ویبغون فی الارض بغیر الحق " (۲۲)
الزام ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق زیادتیاں پھیلاتے ہیں۔

" ومالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان " (۲۳)
اور آخر تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کیلئے جہاد نہیں کرتے ہو۔

ان عنوانات کے تحت جہاد کے اغراض ومقاصد قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔ البتہ ان میں کچھ ایسے مقاصد بھی ہیں جو دوسرے مقاصد کے ضمن میں پورے ہو

جاتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بحیثیت مجموعی جہاد کا مقصد انسان کے فطری اور مسلّمہ حقوق کا دفاع ہے یعنی مسلمانوں کی عزت و آبرو، جان و مال اور اسلامی سرزمین کا تحفظ و دفاع۔

اس طرح دفاع کے عنوان سے ابتدائی جہاد کی بھی توجیہ کی جا سکتی ہے کیونکہ عظیم محقق و مفسر علامہ طباطبائی مرحوم کے بقول توحید اور توحیدی نظام فطری بنیادوں پر استوار ہے اور اصلاح بشریت کا واحد راستہ ہے" فاقم وجھک للدین حنیفا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا، لا تبدیل ، لخلق اللہ ذالک دین القیم "(۲۴)

آپ اپنے رخ کو دین کی طرف رکھیں اور باطل سے کنارہ کش رہیں کہ یہ دین وہ فطرت الٰہی ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا اور خلقت الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی یقیناً یہی سیدھا اور مستحکم دین ہے۔

اس کے بعد کوئی چارہ باقی نہیں رہتا کہ احیاء اساس توحید اور نظام توحید کے لئے تمام انسان مل کر سعی کریں کیونکہ یہ مقصد سب سے بڑا فطری حق ہے۔

"شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا و الذی اوحینا الیک و ما وصینا بہ ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ ان اقیموا الدین و لا تتفرقوا فیہ" (۲۵) اس نے تمہارے لئے دین میں وہ راستہ مقرر کیا ہے جس کی نصیحت نوح کو کی ہے، اور جس کی وحی پیغمبر تمہاری طرف بھی کی ہے اور جس کی نصیحت ابراہیم، موسیٰ، اور عیسیٰ کو بھی کی ہے کہ دین کو قائم کرو اور اسمیں تفرقہ پیدا نہ ہونے پائے۔

عقلائے عالم کے نقطہ نظر سے عظیم ترین فطری حق حق حیات ہے یعنی معاشرے پر حاکم قوانین کے زیر سایہ زندگی گزارنا، ایسے قوانین جو افراد کے مفادات کی حفاظت کرتے ہیں اور جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اس حق کا دفاع بھی فطری حق اور اس کے تحفظ و بقاء کا ضامن ہے، اگر حق دفاع نہ ہو تو حق حیات بھی مستکبروں کے ہاتھوں پامال ہو جائے گا۔

" ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع .... " (۲۶)

اور اگر خدا بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ نہ روکتا ہوتا تو تمام گرجے اور

یہودیوں کے عبادت خانے اور مجوسیوں کے عبادت خانے اور مسجدیں سب منہدم کر دی جاتیں۔

اگر خدائی نظاموں پر مستکبروں کی جارحانہ دست درازی کو روکنے کے لئے دفاعی طاقت موجود نہ ہو تو دین یعنی وہی فطری حق جس کے سماجی مظاہر، مسجد و کلیسا جیسے عبادتی مراکز ہیں، نیست و نابود ہو جائیں گے اور اس کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔

" وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم و لیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدونی لا یشرکون بی شیئا" (۳۰)

اللہ نے تم میں سے صاحبان ایمان و عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین میں اسی طرح خلیفہ اپنا بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے اور ان کے لئے اس دین کو غالب بنائے گا جسے ان کے لئے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن سے تبدیل کردے گا کہ وہ سب صرف میری عبادت کریں گے اور کسی طرح کا شرک نہ کریں گے۔

جملہ " یعبدونی لا یشرکون بی شیئا" بہترین دلیل ہے کہ شرک اور اس کے تمام مظاہر کی تباہی ضروری ہے تاکہ توحید کا اخلاص دلوں میں جاگزین ہو۔

"یا ایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ و لا

(یخافون لومۃ لائم" (۳۱
ایمان والوں تم میں سے جو بھی اپنے دین سے پلٹ جائے گا۔ تو عنقریب خدا ایک قوم کو لے آئے گا جو اس کی محبوب اور اس سے محبت کرنے والی مومنین کے سامنے خاکسار اور کفار کے سامنے صاحب عزت، راہ خدا میں جہاد کرنے والی اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے والی ہو گی۔

یہ آیت ان مجاہدوں کا تذکرہ کر رہی ہے جو ہر طرح کی سرزنش و ملامت سے بے پرواہ کامل خلوص کے ساتھ شرک سے روئے زمین کو پاک کرتے اور سارے عالم میں کلمہ حق کا پرچم بلند اور ایفائے وعدہ الٰہی کا فرض ادا کرتے ہیں۔

ان مقدمات سے اس بات کی تصدیق ہو سکتی ہے کہ مشرکوں کو دعوت توحید دینے کے لئے جہاد ابتدائی ایک مشروع اور فطری حق ہے جب رسالت کی طرف سے پیغام رسانی اور دعوت تنبیہ اور بشارت، اتمام حجت اور دعوت حسنہ، روشن آیات حق کی پیش کش اور حق و باطل میں امتیاز وغیرہ کی تمام عقلی و منطقی کوششیں ناکام ہو جائیں تو ظالموں اور مستکبروں کی سرکشی و نافرمانی کو کچلنے کے لئے اسی حق کا مجبوراً استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ حق صرف دین سے مخصوص نہیں بلکہ یہ ایک ایسا فطری امر ہے جسے تمام قومیں تسلیم کرتی ہیں، جب عوام کسی نظام کو مان لیتے ہیں اور معاشرے کی اصلاح و ترقی کے لئے کوئی نظام قبول کر لیا جاتا ہے تو ایسے سرکش و نافرمان افراد کے لئے جو ارشاد و ہدایت کے بعد بھی اپنی سرکشی و نافرمانی سے باز نہیں آتے۔ اس حق کا استعمال جائز سمجھا جاتا ہے تاکہ وہ قانون کی برتری تسلیم کریں جب ہر نظام کو یہ حق حاصل ہے تو پھر توحید کی بنیادوں پر استوار الٰہی نظام کو اس فطری حق سے کیوں محروم کیا جائے؟

جیسا کہ اشارہ ہو چکا ہے آیت " قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظة" (۳۲)

اپنے آس پاس والے کفار سے جہاد کرو اور وہ تم میں سختی و طاقت کا احساس کرے۔
جہاد دفاعی سے مختص نہیں ہے، اسی طرح سورہ نمل میں ملکہ سبا کو حضرت سلیمان کی
(دھمکی: " فلناتینھم بجنود لا قبل لھم بھا و لنخرجنھم منھا اذلۃ و ھم صاغرون" (۳۳
اب میں ایک ایسا لشکر لے کر آؤں گا جس کا مقابلہ ممکن نہ ہوگا اور پھر سب کو ذلت و
رسوائی کے ساتھ ملک سے باہر نکالوں گا۔
حالانکہ اس سے پہلے ملکہ سبا کی طرف سے کوئی حملہ ہوا تھا نہ حملے کی دھمکی دی گئی تھی۔
حضرت سلیمان کی دھمکی صرف اسی بنا پر تھی کہ ملکہ سبا نے حضرت سلیمان کی دعوت کو
(قبول نہیں کیا تھا" الاتعلوا علی و اتونی مسلمین " (۳۴
دیکھو میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو اور اطاعت گزار بن کر چلے آؤ۔
یہ واقعہ جہاد ابتدائی کے شرعی جواز کی بہترین توضیح ہے۔

جہاد، تاریخ انبیاء میں

قرآن کی آیتیں گواہ ہیں کہ انبیاء کی سیرت یہ رہی ہے کہ وہ تنبیہ و بشارت، روشن آیات حق اور گزشتہ وآئندہ انسانوں کے تذکرے سے انسانی عقل و فطرت کو نہایت نرمی اور دلسوزی کے ساتھ بیدار کرنے کی کوشش سے اپنی دعوت کا آغاز کرتے تھے، قدرتی بات ہے کہ پاک و صاف دل اور بیدار وخدا خواہ ضمیر نہایت خندہ پیشانی سے ان کی دعوت کو قبول کرتے تھے، لیکن مردہ دل، آلودہ روح اور سر کش نفس رکھنے والے ان کی دعوت کو ٹھکرا دیتے اور نور خدا کو خاموش کرنے کے لئے انبیاء کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ جہاں کہیں محاذ حق کمزور ہوتا اور اس میں مقابلے کی طاقت نہ ہوتی تو وہ اپنی اور اپنے اصحاب و انصار کی جان کی حفاظت اور محدود پیانے پر چراغ توحید کی جلائے رکھنے پر اکتفاء کرتے ہوئے مشرکوں پر عذاب الہی کے نازل ہونے کا انتظار کرتے تھے۔ جب پیانہ صبر لبریز ہو جاتا اور اہل حق امتحان کی کٹھن منزلوں کے طے کرتے ہوئے موت وحیات کے دوراہے پر پہنچ جاتے، اس وقت وعدہ الہی پورا ہوتا، اور مومنوں کو ان سر کش طاغوتوں سے چھٹکارا مل جاتا تھا، جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت

ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصوں میں بیان کیا گیا ہے : " فدعا (ربہ انی مغلوب فانتصر ، ففتحنا ابواب السماء بماء منھم " (۳۵

تو اس نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوگیا ہوں میری مدد فرما۔ تو ہم نے ایک موسلا دھار بارش کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دئے۔

قال لو ان لی بکم قوۃ اواوی الی رکن شدید ۔۔۔۔۔۔۔ فلما جاء امرنا جعلنا عالیھا (سافلھا۔۔۔۔۔۔،، (۳٦

لوط نے کھا کاش میرے پاس قوت ہوتی یا میں کسی مضبوط قلعہ میں پناہ لے سکتا۔ پھر جب ہمارا عذاب آگیا تو ہم نے زمین کو تہہ و بالا کردیا۔

قالوا حرقوہ وانصروا الھتکم ان کنتم فاعلین ، قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراھیم ، (وارادوا بہ کیدا فجلعنا ھم الاخسرین " (۳۷

ان لوگوں نے کہا کہ ابراہیم کو آگ میں جلا دو اور اگر کچھ کرنا چاہتے ہو تو اس طرح اپنے خداؤں کی مدد کرو۔ تو ہم نے بھی حکم دیا کہ اے آگ ابراہیم کے لئے سرد ہو جا اور سلامتی کا سامان بن جا۔ اور ان لوگوں نے ایک مکر کا

ارادہ کیا تھا تو ہم نے بھی انہیں خسارہ والا اور ناکام قرار دیا۔

" قال اصحاب موسیٰ انالمدرکون۔ قال کلاان معی ربی سیھدین ۔۔۔۔ ثم اغرقنا الاخرین " (۳۸)

اصحاب موسیٰ نے کہا کہ اب تو ہم گرفت میں آجائیں گے۔ موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں ہمارے ساتھ ہمارا پروردگار ہے وہ ہماری رہنمائی کرے گا۔۔ پھر باقی لوگوں کو غرق کردیا۔

ایک مقام پر بطور کلی ارشاد ہوتا ہے: " فکلا اخذنا بذنبہ فمنھم من ارسلنا علیہ حاصبا و منھم من اخذتہ الصیحۃ و منھم من خسفنا بہ الارض و منھم من اغرقنا" (۳۹) پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ میں گرفتار کرلیا کسی پر آسمان سے پتھروں کی بارش کردی کسی کو ایک آسمانی چیخ نے پکڑ لیا اور کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو پانی میں غرق کردیا۔

لیکن جب توحیدی طاقتیں خود کو طاقتور محسوس کرتیں اور دشمن پر غلبہ پانے کا امکان ہوتا تو وہ مقاصد رسالت کی تکمیل خدا خواہوں کے راستے کو ہموار اور ان کے سامنے سے رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے ہتھیار اٹھانے میں پس و پیش

نہیں کرتی تھیں۔ ایسے موقع پر شرک وائمہ شرک کے وجود کو برداشت نہیں کیا جاتا تھا، جیسا کہ طالوت و جالوت، سلیمان و ملکہ، سبا، موسیٰ علیہ السلام و عمالقہ کے واقعات میں تفصیل سے موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے مقابلے میں ہتھیار نہیں اٹھایا وہ عالم مجبوری میں مصر سے ہجرت کے ارادے سے اپنی قوم کو لے کر دریائے نیل کا رخ کرتے ہیں۔ لیکن جب عمالقہ شام کے مقابلے میں اپنے کو طاقتور محسوس کیا تو ان پر حملہ کرنے سے گریز نہ کیا۔ مختصر یہ کہ ایک مسلم الثبوت حقیقت ہے کہ انبیاء علیہم السلام ما سلف کی زندگی میں جنگ وجہاد دونوں کی سنت موجود تھی وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر۔۔۔۔۔۔۔" (۴۰) اور بہت سے ایسے نبی گزر" چکے ہیں جن کے ساتھ بہت سے اللہ والوں نے اس شان سے جہاد کیا ہے کہ راہ خدا میں پڑنے والی مصیبتوں سے نہ کمزور ہوئے اور نہ بزدلی کا اظہار کیا اور نہ دشمن کے سامنے ذلت کا مظاہرہ کیا۔

جہاد صرف چند ممالک کے جہادیوں پر واجب نہیں تمام مسلمانوں پر ہے - جہاد حصہ ۳۰

جہاد زمان و مکان میں مقید نہیں ہے

اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جہاد بمعنی عام جس میں اسلام اور مسلمانوں کا دفاع شامل ہے قرآن مجید میں عظیم ترین فریضہ ہے، اسے پورے الہی نظام، اور توحید کی اساس کا محافظ قرار دیا گیا ہے، عقل، تاریخ تجزیہ اور خارجی واقعات بھی ضرورت جہاد کی قطعی تائید کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ فریضہ صرف صدر اسلام اور عصر رسول سے مختص نہیں ہو سکتا، جہاد کے لئے مسلمانوں کی طاقت و قوت کے سوا کوئی شرط نہیں۔

جہاد۔ بمعنی عام۔ کے کسی خاص زمانے یا عام شرائط (جس میں طاقت و قدرت بھی شامل ہے) کے سوا دوسری شرائط سے مختص ہونے کا تصور، آرام پسندی حقائق قرآن سے ناواقفیت، فقھی جمود و خمود مصالح اسلام و مسلمین سے لاپرواہی، خوف، اخلاقی کمزوری، معاشرے اور اس کے مسائل سے صدیوں کی دوری و گوشہ نشینی اور صوفیانہ افکار کے غلبے کے سوا کچھ نہیں۔

اگر یہ کمزوریاں اور نارسائیاں نہ ہوتیں تو کس طرح ایک اسلام شناس یا محقق فقہیہ چار سو سے زائد تاکیدی اور سخت لہجہ آیتوں کی صرف چند برسوں سے مخصوص سمجھتا اور اس طرز فکر سے دشمنوں کے نرغے میں گھرے ہوئے اسلام کو جس کے لئے دفاع ایک اہم ضرورت ہے ہمیشہ ہمشیہ کے لئے نہتا بنا کر مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو، اسلامی اقدار اور اسلامی سرزمین پر دشمنوں کے غلبے کا راستہ ہموار کرتا؟ کیا آیہ " واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ" جو مسلمانوں کی عزت و قوت کی ضمانت ہے کسی ایک زمانے سے محدود ہو سکتی ہے؟ کیا دشمنوں نے ہم سے معاہدے کرنے کے بعد اس کی خلاف ورزی نہیں کی؟ پھر ہم نے اس آیت " وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم " (۴۱)

کفر کے سربراہوں سے کھل کر جہاد کرو ان کے قسموں کا کوئی اعتبار نہیں ہے شاید یہ اسی طرح اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔ پر عمل کیوں نہ کیا؟ خداوند عالم کا یہ وعدہ " لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین " (۴۲)

خبردار سستی نہ کرنا مصائب پر محزون نہ ہونا اگر تم صاحب ایمان ہو تو سربلندی تمہارے ہی لئے ہے۔ کیا صرف چند برسوں کے لئے تھا؟ اگر جہاد ابتدائی

میں شک و شبہ ہو سکتا ہو تو کیا دفاع میں بھی شک کیا جا سکتا ہے؟ تمام زمانوں میں مسلمانوں کو دفاع کی ضرورت رہی ہے اور آج دشمن ہر زمانے سے زیادہ اسلام و مسلمین کے مقابلے میں صف آرا ہے، اسے کسی مکر و حیلے سے عار نہیں، آج اپنی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے ہر زمانہ سے زیادہ امداد باہمی، تعاون اسلحے کی فراہمی، طاقت میں اضافہ اور جہاد کی ضرورت ہے۔

جہاد صرف چند ممالک کے جہادیوں پر واجب نہیں تمام مسلمانوں پر ہے - جہاد حصہ ۳۱

اگر نعوذ باللہ ہم مسلمان نہ ہوتے پھر بھی تقاضائے عقل و فطرت یہ تھا کہ ہم اپنے دفاع کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے، اور اتنی زیادہ ذلت و خواری برداشت نہ کرتے ایک ارب مسلمانوں کے لئے یہی ذلت کافی ہے کہ تیس لاکھ یہودیوں کے سامنے جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے ت علیھم" ضرب م الذلۃ والمسکنۃ" (۴۳) اب ان پر ذلت اور محتاجی کی مار پڑ گئی۔

سر ذلت جھکائے ہوئے ہیں۔ روز بروز ان کے لئے میدان ہموار کرتے جارہے ہیں اور دست بستہ ان کے احکام و فرامین کی بجا آوری کے لئے تیار ہیں۔ کیا اس ذلت کو برداشت کرنے کے لئے محض یہ بہانہ کافی ہے کہ امریکہ اسرائیل کا حامی ہے؟ کیا خدا ہمارا حامی و مددگار نہیں؟ پھر یہ ذلت کیوں؟

خدا کی نصرت و حمایت کے وعدے برحق ہیں، لیکن ہمارا اس پر ایمان نہیں، ہم شرط ایمان (ان کنتم مومنین) سے کورے ہیں۔ ہم اس آیت کے مصداق بن گئے ہیں کہ " ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ ۔۔۔۔الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم ۔۔۔۔" (۴۴) ایمان والوں تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ جب تم

سے کہا گیا کہ راہ خدا میں جہاد کیلئے نکلو تو تم زمین سے چپک کر رہ گئے کیا تم آخرت کے بدلے زندہ گانی دنیا سے راضی ہو گئے اگر تم راہ خدا میں نہ نکلو گے تو خدا تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا اور تمہارے بدلے دوسری قوم کو لے آئے گا اور تم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے ہو کہ وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے

تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ ان مقاصد کی تکمیل کے لئے اس نظام سے تعاون کریں اور اپنے اسلامی فریضے کے پیش نظر قومیت، نسل، زبان اور جغرافیائی اختلافات سے صرف نظر کرتے ہوئے وحدت اسلامی کے جھنڈے تلے متحد و ہم آہنگ ہو کر اسلام و مسلمین کے ظاہر و جابر دشمنوں کا مقابلہ کرنے کو اٹھ کھڑے ہوں، عزت کی موت کو ذلت کی زندگی سے بہتر سمجھیں، تاکہ جہاد کے شیریں ثمرات سے لطف اندوز ہوں اور خداوند عالم کے دست شفقت و محبت کے سایے میں اپنے دشمن پر وار کریں اور خود اس لمس ربانی کی تصدیق کریں: " ید اللہ فوق اید یھم " ۔

حوالہ جات برائے جہاد - جہاد حصہ ۳۲

گزشتہ پیش کیے گئے چند حصوں میں جو آیات الہی پیش کی گئیں ان کے حوالہ جات
مندرجہ زیل ہیں

حوالے:

(۱) بقرہ / ۲۵۱

(۲) حج / ۴۰

(۳) عنکبوت / ٦۹

(۴) انفال / ۷۲

(۵) بقرہ / ۱۵۴

(٦) بقرہ / ۲۱۴

آل عمران/ ۱۳۹۔۱۴۸ (۷)

نساء/ ۱۴۰ (۸)

مائدہ/ ۵۴ (۹)

توبھ/ ۳ (۱۰)

حج/ ۳۹۔۴۰ (۱۱)

بقرہ/ ۱۹۰ (۱۲)

بقرہ/ ۱۹۰ (۱۳)

بقرہ/ ۱۹۳ (۱۴)

انفال/ ۳۹ (۱۵)

انفال/ ۵۶ (۱۶)

توبھ/ ۱۲(۱۷)

توبھ/ ۲۹ (۱۸)

بقره/۲۵۱(۱۹)

حج ۴۰(۲۰)

انفال ۸(۲۱)

شوریٰ ۴۳(۲۲)

نساء ۷۵(۲۳)

روم/ ۳۰(۲۴)

شوریٰ/ ۱۳(۲۵)

حج/ ۴۰ (۲۶)

انفال/ ۸(۲۷)

انفال/ ۲۴(۲۸)

انبیاء/ ۱۰۵ (۲۹)

نور/ ۵۵(۳۰)

مائدہ/ ۵۴(۳۱)

توبھ/ ۱۲۳ (۳۲)

نمل/ ۳۷(۳۳)

نمل/۳۱ (۳۴)

قمر/ ۱۱ (۳۵)

هود/۸۰۔ ۸۳ (۳۶)

انبیاء/ ۶۹۔۷۰ (۳۷)

شعراء/ ۶۱۔ ۶۲ (۳۸)

عنکبوت/ ۴۰ (۳۹)

آل عمران/ ۱۴۶(۴۰)

توبہ ۱۲(۴۱)

آل عمران/۱۳۹(۴۲)

بقره /۶۱ (۴۳)

توبه /۳،۳۸ (۴۴)

شمائلہ رانا کا استعفیٰ اور انکے حلقے کے لوگوں کی خوشیاں

جیو نیوز پر ایک خبر کے مطابق مسلم لیگ ن کی رکن صوبائی اسمبلی (اور جو وزیر اعلیٰ پنجاب جناب محترم شہباز شریف کے مطابق صوبائی اسمبلی میں نعتیں پڑھا کرتی تھیں) جو کریڈٹ کارڈز چوری کر کے ان پر خریداری کرنے کے اسکینڈل میں ملوث تھیں انکے کے صوبائی اسمبلی سے استعفیٰ دیے جانے کے بعد ان کے اپنے حلقے میں لوگوں نے جشن منایا اور مٹھائیاں تقسیم کیں ۔

آخر بحیثیت قوم ہم کس سمت میں جا رہے ہیں۔ صوبہ پنجاب کی سب سے مقبول ترین جماعت مسلم لیگ ن کی اپنی ہی منتخب کرائی گئیں خاتون رکن اسمبلی کے اپنے ہی حلقے کے لوگ جس طرح خوشیاں منا رہے تھے اور مٹھائیاں تقسیم کر رہے تھے کیا ایسے عوامل اور حقائق ہیں کہ اپنی من پسند جماعت کی سب سے نیک پروین (نعتیں پڑھنے کے حوالے سے) رکن اسمبلی سے علاقے کے لوگوں کو اتنی پریشانیاں تھیں کہ انہوں نے مذکورہ خاتون رکن اسمبلی کے استعفیٰ پر نہ صرف مٹھائیاں تقسیم کیں بلکہ جشن بھی منایا۔

کیا ن لیگ کی صوبائی حکومت میں ان ہی کی جماعت کے اراکین کے کرپشن، زیادتی

اور دوسرے حوالوں سے بننے والے اسکینڈلز سے صوبے کے عوام اس قدر نالاں ہیں کہ ایک اور رکن اسمبلی کے.بر طرف ہونے پر خوشیاں منائی جارہی ہیں اور کیا ن لیگ اس طرح صوبے پنجاب کے لوگوں کو خوشیوں کی لہریں فراہم کرنا چاہتی ہے کیونکہ سنا ہے کہ کراچی سے زیادہ بدترین لوڈشیڈنگ پنجاب کے مختلف شہروں میں کی جارہی ہے جہاں لوڈشیڈنگ سے بدحال عوام اور تاجر اور صنعت کار سراپا احتجاج نظر آتے ہیں اور ان کی دادرسی کرنے والا ایسا کوئی نظر نہیں آتا جو کسی بھی لیول پر کم از کم اپنے صوبے کی حد تک ہی اپنے عوام کو کوئی ریلیف فراہم کرسکے۔

بحر حال ہم پاکستان بھر کے عوام کے دکھ درد اور ان کے استحصال اور ان پر ظلم و ستم کے خلاف کچھ کر نہیں سکتے تو کم از کم افسوس کا اظہار تو کر سکتے ہیں کیونکہ ہم بھی استحصال کا شکار ہیں۔

مستند خبر کے لیے لنک دیکھیے http://www.geo.tv/7-24-2009/u_7-24-2009.htm

مصطفیٰ کمال - فخر کراچی - ایک جذبے کا نام

شہر کراچی کا پر عزم اور پر جوش جوان عمر ناظم شہر قائد مصطفیٰ کمال ہم کو فخر ہے کہ ہمارے شہر جسے قائد کا شہر بھی کہا جاتا ہے کی نظامت آپ نے نا صرف سنبھالی بلکہ اپنی انتھک محنت اور کچھ کر دکھانے کی لگن کے سبب جس طرح آپ نے چند ہی سالوں میں شہر کا نقشہ بدل کر رکھ دیا ایک ایسا شہر جہاں اکا دکا معیاری سڑکیں اور برج تھے وہاں آپ نے تقریباً پورے شہر میں عالمی معیار کی سڑکیں اور جگہ جگہ برجز قائم کر کے شہر کراچی کے سب سے بڑے مسئلے یعنی ٹرانسپورٹ کا مسئلہ بہت حد تک سنبھال لیا اور جس طرح کراچی کے دور دراز علاقوں تک پانی پہنچایا گیا اور شہر کے چپے چپے پر جس طرح ترقیاتی کام کیے وہ واقعی اپنی جگہ مثال ہے۔

مصطفیٰ کمال بھائی الحمداللہ آپ نے بڑے زبردست کام کیے ہمارے شہر کراچی کے لیے لیکن مصطفیٰ بھائی یہ جمہوریت کے دعوے دار اور جمہوریت کے چیمپئین کہلوانے والے دراصل ہیں تو دراصل وہی استحصالی طبقے اور دو فیصد مراعات یافتہ طبقے سے تعلق رکھنے والے جو کسی بھی طرح مڈل کلاس طبقے کے نمائندے کو کچھ اچھا کرتا نہیں دیکھ سکتے کیونکہ اگر کوئی عوام کی دہلیز پر عوام کے مسئلے حل کرنے پہنچ جائے تو پھر عوام بھلا بے زبان جانوروں کی طرح ان

وڈیروں جاگیرداروں اور چودھریوں کی اوطاقوں میں ان کے پیروں کو کیسے ہاتھ لگائے گی۔

مصطفیٰ کمال بھائی آپ نے پاکستان کے ایک شہر کے لیے کچھ کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور آپ بلاشبہ کامیاب بھی ہوئے اور عوام کی خدمت کا عزم لیے عوام میں سے عوام کے لیے کچھ کر دکھانے والی تحریک متحدہ قومی موومنٹ کے ایک ایک کارکن کو فخر ہے کہ مصطفیٰ کمال بھائی ایک تحریکی ساتھی اور قائد تحریک کے سپاہیوں میں سے ایک کارآمد سپاہی ہے۔

مصطفیٰ کمال بھائی بلاشبہ آپ نے کمال کر دکھایا کہ گزشتہ ڈیڑھ دو سال سے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے متعصبانہ اور امتیاز سے بھرے رویوں اور شہری ترقی کے منصوبوں کو سردخانے میں ڈالنے والی حکومتی مشینری اور اس کے متعصب ذمہ داروں کے نظر انداز کیے جانے حالانکہ صوبائی اور وفاقی حکومتوں میں متحدہ قومی موومنٹ کا بھی کچھ حصہ ہے مگر ظاہر ہے کہ اقتدار پر چمٹے مگرمچھ اور نیولے کس طرح متحدہ قومی موومنٹ کے شیئر کے باوجود کس طرح سیاسی طور پر متحدہ قومی موومنٹ کو پھلتا پھولتا دیکھ سکتے ہیں، مگر اسکے باوجود آپ نے شہر کراچی پر جو احسان کیا اور شہر قائد کے لیے متحدہ قومی موومنٹ کے منتخب نمائندے کے طور اس شہر کے لیے اتنا کچھ کر دیا ہے کہ عوام کی خدمت کا دعویٰ

کرنے والی اور جمہوری چیمپئین ہونے کے دعوی دار جماعتیں اپنے اپنے علاقوں اور اپنے ادوار میں نہ کر سکیں۔

اور شہر کراچی کو ترقی کی جس نہج اور منزل پر آپ نے گامزن کر دیا ہے اور اب تو آنے والے دنوں میں عوام جب موازنہ کریں گے تو ہمیں یقین ہے کہ آنے والے ایڈ منسٹریٹرز اپنے کاموں اور اپنے ارادوں میں آپ کے قد اور آپ کے کارہائے نمایاں کے سامنے ننھے منے بونے نظر آئیں گے اور جب کبھی عوام کی رائے لی گئی تو انشا اللہ ہر قومیت کا اور ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والا ایک ہی بات کہے گا کہ مصطفیٰ کمال واقعی کمال ہے اور زبردست اور کمال کا ہے اس کا قائد اور ظاہر ہے کہ جب قائد ایسا ہو جیسے ہمارے قائد تحریک ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس تحریک میں ایسے تراشیدہ ہیرے ہی ہونگے۔

مصطفیٰ کمال بھائی آپ نے جو کچھ ہمارے شہر اور اس کے باسیوں کے لیے بلاامتیاز نسل و مذہب و قوم کیا اس پر ہمیں آپ پر فخر ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ مصطفیٰ کمال جہاں ہو گا وہاں کمال دکھائے گا یہ آپ سے شہر کی نظامت تو چھین سکتے ہیں مگر کیا یہ بد عقل، تعصبیات سے بھرے کیڑے آپ کی صلاحتیں اور آپ کا جذبہ چھین سکتے ہیں کبھی نہیں اور یہ جذبہ اور یہ صلاحیتیں انشا اللہ عوام کے لیے استعمال ہوتی رہیں گیں اتنا تو ہمیں یقین

کامل ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ متحدہ قومی موومنٹ میں مصطفیٰ کمال جیسے شخص کے لیے بڑی جگہیں ہیں جو عوام کے لیے کچھ کر دکھانے کی تڑپ اور جذبہ رکھتا ہو کیونکہ متحدہ قومی موومنٹ نام ہے ایک تحریک کا اور وہ بھی ایک ایسی تحریک کا جو نظام کو بدلنے کا پختہ ارادہ و عزم کیے ہوئے ہے اور بلاشبہ نظام کی تبدیلی میں متحدہ قومی موومنٹ کا جو کلیدی کردار ہو گا اس سے نام نہاد جمہوری چیمپئین جس طرح خوفزدہ ہیں وہ سب کے سامنے ہے۔

مصطفیٰ کمال نام ہے ایک عزم مسلسل اور جذبہ اور ایک احساس کا اور مصطفیٰ کمال نامی یہ نوجوان جسے لوگ ناظم کراچی کی حیثیت سے جانتے ہیں اگلی جس حیثیت میں بھی ہو گا کرے گا ویسا ہی جیسا کر گیا شہر کو کہ شہر کے باسی اب ہر کام اور ہر ترقی کے لیے مصطفیٰ کمال کا انتظار کریں گے اور انشا اللہ وہ وقت دور نہیں کہ مصطفیٰ کمال نا صرف شہر کراچی بلکہ پورے سندھ بلکہ پورے پاکستان کے عوام کی آرزو بن جائے گا۔

مصطفیٰ کمال بھائی کے ساتھ ساتھ ہم نسرین جلیل نائب ناظمہ کراچی اور سٹی گورنمنٹ کے تمام پر خلوص ساتھیوں اور اہلکاروں کو بھی سلام پیش کرتے ہیں کہ جنھوں نے ہر ہر لحظہ اور ہر ہر لمحہ اپنے ناظم اور اپنے قائد کو مایوس نہیں کیا اور دن و رات کی تفریق کیے بغیر ہر ہر لمحے اس شہر کی ترقی اور فلاح کے

لیے کام کیا۔

مصطفیٰ کمال بھائی ہم آپ کے لیے دعا گو ہیں آپ کو صدق دل سے خراج عقیدت اور خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ جو کام آپ چند سالوں میں کر گئے اتنا تو ہمارے ملک میں پچاس ساٹھ سال کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوا تھا۔ آپ کا جذبہ اور آپ کا کام ہمارے لیے مشعل راہ ہے اور ہم سلام کرتے ہیں آپ کی خدمات کو اور آپ کی انتھک اور پر خلوص محبت کو جس میں آپ اس شہر کراچی کے باسیوں کو بھی شامل رکھا۔ ہم سلیوٹ کرتے ہیں مصطفیٰ کمال بھائی آپ کو، نسرین جلیل صاحبہ کو، سٹی گورنمنٹ کے پر خلوص ورکرز کو اور خصوص بالخصوس قائد الطاف حسین۔ اللہ آپ کو خوش رکھے اور حاسدوں کے حسد سے بچائے آمین ثم آمین۔

کیا دنیا میں کوئی ملک ایسا بھی ہے؟

کس کو دھوکہ دے رہے ہیں پاکستان کی آزاد عدلیہ کے علمبردار۔ پاکستان کی عدلیہ بھی ویسی ہی ٹیڑھی اور لچھے دار ہے جس طرح ہمارے ملک کی فیوڈل زدہ جمہوریت جس میں عام آدمی کا کام صرف ووٹ دینا، جلسوں میں جھنڈے پکڑ کر چلچلاتی دھوپ میں ڈنڈے انڈے کھانا اور شام کو تھکے ہارے اپنے اپنے گھروں کو روانا ہو جانا جس کے عوض دن بھر کی دھاڑی کبھی نقدی اور کبھی راشن کی صورت میں مہیا کر دی جاتے ہے اور ظاہر ہے ٹرانسپورٹیشن، لاجنگ، بورڈنگ اور فیڈنگ مفتے کی ہوتی ہے

پاکستان دنیا کی وہ واحد ریاست ہے جہاں کی اعلیٰ ترین عدالت یعنی سپریم کورٹ آف پاکستان کی عمارت پر حملہ کیا گیا ایک.برسر اقتدار سیاسی جماعت کے سینکڑوں کارکنوں اور رہنماؤں نے۔ بے چارے ججز اپنی جانیں بچانے کے لیے بھاگ کھڑے ہوئے اور فوج سے درخواست کی گئی معاملہ کے حل کے لیے جسے فوج نے مسترد کر دیا۔

اس تمام تر ڈرامے کے پیچھے نام نہاد جمہوریت کے اعلیٰ ترین رتبے کے حامل کوئی اور نہیں مملکت پاکستان کے وزیراعظم میاں نواز شریف ملوث تھے جن کو

کبھی اس جرم کی سزا نہیں مل سکی۔ پھر وہ وزیر اعظم پاکستان کی حیثیت سے ایک ایسے طیارے کو ہائی جیکنگ کروانے کے واقعے میں ملوث پائے گئے جس میں ملک کی افواج کے اعلیٰ ترین عہدے دار یعنی چیف آف آرمی سفر سینکڑوں افراد کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ اور جس واقعے کے بعد ان پر نا صرف سیاست کے راستے اور دروازے بند ہو گئے بلکہ ایک تحریری معاہدے کے تحت جسے معافی نامہ بھی کہا جاتا ہے وہ جیل اور قید کی صعوبتوں سے بچ نکلنے اور سب سے بڑھ کر اپنی قیمتی جان بچا کر اور ملک چھوڑ کر نکلنے میں ہی اپنی عافیت سمجھتے ہوئے تشریف لے گئے، وہی نواز شریف صاحب جو آج عدلیہ کے رکھوالے اور عدلیہ بحالی کے چیمپیئن سمجھے جا رہے ہیں۔

ایک دلچسپ پہلو اس عدلیہ بحالی کا یہ ہے کہ ۱۴ (چودہ) ججز جو سابقہ صدر مملکت پاکستان کے ہاتھوں پریشانی کا شکار ہوئے ہر حال میں سابقہ صدر مملکت کو سزا دلانا چاہتے ہیں۔

پاکستان کا نظام ایک واقعتاً بودیتا اور بوسیدہ نظام ہے جسے صحیح کرنے کی ضرورت ہے۔ اور دعوے کرنے والوں کا یہ دعویٰ کہ انصاف دیتی عدالتیں اگر آزاد ہوں تو ملک کا نظام بدل سکتا ہے مگر انصاف کے نام پر سارے کرپٹ کو چھوڑ کر ایک شخص کے پیچھے پڑ جانا اور اس کو کسی بھی صورت سزا دلانے میں تگ و دو کرنا

کیا سسٹم کو صحیح کرنے کے دعوے داروں کا اصل مقصد نہیں ہے پاکستان کی جمہوریت کے پہلوان اور عدلیہ بحالی کے پہلوان کہاں ہیں کیاں سب کو حصہ پہنچ چکا ہے اپنے اپنے کام انجام دینے کا۔

ایک خاتون نیوز اینکر ویمن بڑے معصومانہ انداز سے سابقہ صدر (جنہیں ان کے صدارت کے زمانے میں بڑے ہنس کر اور اپنا سمجھ کر باتیں کرتیں تھیں اب پینترہ بدلتے ہوئے) کے عمل کے بارے میں دریافت کرتی پائیں گئیں کہ کیا دنیا میں کہیں ۶۰ (ساٹھ) ججز برطرف کیے گئے چلیں جی مانتے ہیں ان کی اس بات کو کہ کہیں دنیا میں ۶۰ ججز اسطرح برطرف نہیں کیے گئے مگر ان سے اور دوسرے روشن دل و دماغ کے حامل لوگوں سے بھی کچھ سوالات ہیں جن کے جوابات اگر مل جائیں تو سینے میں مانو ٹھنڈ سی پڑ جائے اور تسلی ہو جائے

۱۔ کیا دنیا میں کوئی اور ملک ایسا ہے جہاں وکیلوں کو فیسیں دینے کی کیا ضرورت ہے جب آپ ججز کو خرید سکتے ہیں۔

۲۔ کیا دنیا میں کوئی اور ملک ایسا ہے جہاں کے چیف جسٹس کے خلاف سنگین الزامات اس ملک کے سربراہ مملکت کی طرف سے لگائے جائیں اور کیس کو بھیجا جائے ایک ایسی باڈی کی طرف جس کا آئینی کام ایسے کیس کو سننا اور اس پر

میرٹ پر فیصلہ کرنا ہو مگر اس چیف جسٹس کے ساتھی ججز فیصلہ کرلیں کہ اپنے چیف جسٹس کے لگائے گئے الزامات کو سننا ہی نہیں تاکہ اپنے چیف جسٹس کو بچایا جاسکے۔

۳۔ کیا دنیا میں کوئی ملک ایسا ہے جہاں کے ججز اپنی تشریحات پر یقین کریں کیونکہ وہ سربراہ مملکت سے بدلہ لینا چاہتے ہوں ایک بنچ بنا کر بیٹھ جائیں اور اسی صدر کو نوٹس بھیجیں جانتے ہوئے بھی کہ ایسا کرنا انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔

۴۔ کیا دنیا میں کوئی ملک ایسا ہے جہاں ایک جج اپنے حلیف ججز کو ملا کر ایک بنچ بنام سعیدالزماں صدیقی بنچ ترتیب دے جو اس وقت کے چیف جسٹس آف پاکستان یعنی " سجاد علی شاہ " کو برطرف کرنے کے احکامات صادر فرمادے ایک ایسے چیف جسٹس آف پاکستان کے خلاف جس کے خلاف کوئی ریفرنس بھی نہیں داخل ہوا تھا۔ بھلا کیوں اسلیے کہ اس وقت کے وزیراعظم ایسا چاہتے تھے۔

۵۔ کیا دنیا میں کوئی ملک ایسا ہے جہاں کی سپریم کورٹ پر باقاعدہ حملہ کیا جائے اور جہاں کے ججز فوج سے مدد طلب کریں جس کا فوج کی طرف سے انکار کردیا جائے۔ جس نے ایسا کیا وہ تو بن گیا ایک قومی ہیرو اور جمہوری چیمپئین۔

۶۔ کیا دنیا میں کوئی ملک ایسا ہے جہاں وہی ایک لیڈر مشعل راہ بن جائے اپنے منظور نظر چیف جسٹس اور دوسرے ججز کے خلاف حکومتی اقدامات کے مقابلے میں جبکہ انکے منظور نظر چیف جسٹس صاحب کے خلاف ایک آئینی ریفرنس بھی سربراہ مملکت کی طرف سے داخل دفتر تھا مگر جسے میرٹ پر نہیں دیکھا گیا۔

۷۔ کیا دنیا میں کوئی ملک ایسا بھی ہے جہاں بند ہوئے کیسز اسلیے کھولے اور بہت سے کیسز ڈھونڈے جائیں یا بنائیں جائیں جن کے زریعے کسی فرد واحد کے گرد گھیرا تنگ کیا جائے اور گزشتہ فیصلوں کو بالکل تبدیل کر دیا جائے۔ کیا نظیریں اسطرح بدل سکتیں ہیں اور کیا یہ اخلاق کے بھی دائرہ کار میں آتا ہے۔

۸۔ کیا دنیا میں کوئی ملک ایسا بھی ہے جہاں کی عدلیہ مشہور زمانہ ملزمان مولانا عزیز اور صوفی محمد نامی دہشت پھیلانے والے افراد اور ملزمان کو صرف اسلیے چھوڑ دے کہ ان کو مخالف صدر مشرف نے گرفتار کیا تھا۔

۹۔ کیا دنیا میں کوئی ملک ایسا بھی ہے جہاں لال مسجد جیسے ادارے بہانگ دہل حکومتی رٹ یا حکومتی اختیارات کو چیلنج کرے اور عدلیہ سیاست دان اور دوسرے مصلحتاً خاموش رہیں اور کھلم کھلا اسلحہ اور طاقت کی بنا پر حکومتی سیکورٹی

اداروں کے لوگوں کا نا صرف نشانہ بنائیں بلکہ باقاعدہ سیکورٹی نافذ کرنے والے اداروں سے جنگ لڑیں۔

۱۰۔ کیا دنیا میں کوئی ملک ایسا بھی ہے جہاں کے عوام اپنے ملک کی عدلیہ سے اس قدر مایوس اور بے زار ہوں کہ وہ بغیر کسی مسلمہ اسلامی عدلیہ کے ادارے کی فعالیت دیکھے ہوئے آخری حل کے طور پر اسلامی شریعہ کا نفاذ مانگنے لگیں جیسا کہ سوات میں ہوا اور جسے اچانک چند ہی گھنٹوں میں پارلیمنٹ میں بغیر کسی بحث و مباحثہ کے ملک کی اکثر سیاسی جماعتیں منظور کرلیں اور اس کے حق میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے لگیں۔ اور چند ہی ہفتوں میں اس نام نہاد صوفی محمد کے نام نہاد نفاذ شریعت کے نتیجے میں جو ۲۵ تیس لاکھ لوگ اپنے گھروں سے بے گھر کردیے جائیں کیا دنیا میں اسی کا نام اور کام شریعت سمجھا گیا؟

۱۱۔ کیا دنیا میں کوئی ملک ایسا بھی ہے جہاں نام نہاد سول سوسائٹی کے دعوے دار فارغ بیٹھے بیٹھے بور ہونے کے بعد حکومتی کاموں میں اصلاح کرنے کے بجائے سڑکوں اور راستوں میں ہڑتالیں اور مظاہرے کریں تاکہ مملکت کا نظام درہم برہم کر دیا جائے اور وہ بھی ان شاطر سیاستدانوں کے کہنے پر جن کے بارے میں ان نام نہاد سول سوسائٹی کے علمبرداروں کو بھی اچھی طرح علم ہو کہ

یہ شاطر سیاستدان اسی ملک کے اربوں ڈالر باہر کے بینکوں اور ملکوں میں رکھے بیٹھے ہیں۔ کیا اسی کو کہتے ہیں سول سوسائٹی کی بے داری؟

۱۲۔ کیا دنیا میں کوئی ملک ایسا بھی ہے جہاں انصاف فراہم کرنے والے اداروں یعنی عدلیہ اور وکلا سے لوگ اسلیے ڈریں اور نفرت کریں کیونکہ انصاف فراہم کرنے والے خود انصاف کے نام پر ناانصافی کو فروغ دینے میں مشہور و معروف ہوں۔

۱۳۔ کیا دنیا میں کوئی ملک ایسا بھی ہے جہاں قومی مفاہمت جیسے آرڈیننس اسلیے جاری ہوں کیونکہ عدلیہ میں اتنی صلاحیت نہیں تھی کہ دس دس سال اور تیس تیس سالوں سے عوام اور بالخصوص خواص لوگوں کے کیسز حل کرا سکے۔

۱۴۔ کیا دنیا میں کوئی ملک ایسا بھی ہے جہاں جرم کرنے والا تو بے سزا رہے اور اگر پکڑا بھی جائے تو اپنی جائیداد اور اپنا کالا دھن واپس لے سکے آرام سے اور بن بیٹھے ایماندار عزت دار اور قوم کا ہمدرد اور نام نہاد جمہوریت کے نام پر اپنی سیاسی پارٹیوں کے زریعے تھمبنگ یعنی واضع برتری بھی حاصل کر بیٹھے اور غریب ایک بھینس کے چرانے کے جھوٹے مقدمات میں بھی ایسا زبردست گھیر لیا جائے کہ دس دس سال قید کاٹنے پر مجبور رہے۔

۱۵۔ کیا دنیا میں کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ عدلیہ کے فعال اور انصاف فراہم کرنے کے دعوے دار این آر او جیسے کاموں کو مقدس پتھر کی طرح ہاتھ بھی نا لگائیں مگر ججز کی برطرفی کے خلاف اس ایک فرد کے خلاف اکھٹے ہو جائیں جس نے ان کو برطرف کیا تھا جبکہ وہ شخص اب آفس ہولڈر بھی نہیں رہا۔

۱۶۔ کیا دنیا میں کوئی ملک ایسا بھی ہے جہاں جسٹس منیر جیسا بھی ایک جج رہا ہو جو پیدا اور دوبارہ پیدا ہی اسلیے ہوا تھا کہ قانون کے اصول اس طرح توڑے موڑے جائیں جن سے طاقت ور کو فائدہ پہنچے۔

۱۷۔ کیا دنیا میں کوئی ملک ایسا بھی ہے وکیل ٹی وی اینکر مین بننے اور اینکر مینز کے دوست بننے لگیں تاکہ اپنا نقطہ نظر ٹی وی اینکرز کی زاتی پرخاش ہونے کے سبب زیادہ اچھے طریقے سے مخالفین پر نکال سکیں۔

۱۸۔ دنیا میں کوئی ملک ایسا بھی ہے جہاں تعطل میں پڑے لاکھوں کیسسز کو تو چلنے دیا جائے مگر اپنے چہیتوں کے کیسسز کو دنوں میں حل کرکے اپنے چہیتوں کی مہربانیوں اور احسانات کا بدلہ چکایا جائے۔

۱۹۔ دنیا میں کوئی ملک ایسا بھی ہے جہاں ایک غیر قانونی کام کرنے والا (پی سی او کے تحت حلف اٹھانے والا) اسی غیر قانونی کام کے دوسرے کرنے والوں کے خلاف مقدمات اور گروپنگ کرے تاکہ جن دوسروں نے وہ غیر قانونی غیر آئینی کام کیا ان کے خلاف ایکشن لیا جائے اور انہیں فارغ کیا جائے۔

۲۰۔ کیا دنیا میں کوئی ملک ایسا بھی ہے جہاں کے سابق فوجی (چلے ہوئے کارتوس) سیاسی پارٹیوں کی دولت کے آگے سجدہ کرتے ہوئے ایک مخصوص کردار ادا کرنے اپنے گھروں سے نکلیں اور پھر دوبارہ پھس ہو کر بیٹھ جائیں کیونکہ جیب میں دوبارہ اچھے پیسے آ گئے تو بڑھاپا اور اچھا گزرے گا اور رہی عوام تو وہ تو ان چلے ہوئے کارتوسوں کے لیے کیا کہتے ہیں "بلڈی سولینز" ہیں "ہٹا ساون کی گھٹا۔"

یہ آرٹیکل ایک سبق ہے ملک کے مڈل کلاس اور لوئر کلاس کے لوگوں کے لیے جو کسی نا کسی طرح تعلیم یافتہ بھی ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور جن کلاسز کے مقدمات اگر عدالتوں میں چلے جائیں تو ان کی کئی نسلیں جوان ہو جاتیں ہیں مگر ان کے چھوٹے چھوٹے مقدمات کے فیصلے نہیں ہوتے چاہے اس کے لیے وہ وکیلوں کو زیادہ فیسیں دیں یا ججز کو اللہ سے ڈرنے کے دہائیاں۔ شکریہ ملک کے نام نہاد آزاد اور قابل قدر وکیلوں اور ججز۔

لاہور میں وکلا گردی کا نیا تماشہ - اے ایس آئی پر تشدد

گزشتہ دنوں ایک پولیس افسر پر بدمعاش وکلا غنڈوں نے جس طرح کا تشدد کیا وہ میڈیا نے پوری دنیا کو دکھایا اور ایک بار پھر وکلا گردی میں ملوث غنڈوں کے کردار کو عوام میں دکھایا گیا۔

روزنامہ جنگ کی خبر جس کا لنک نیچے دیا ہے وہ آپ خود بھی پڑھ لیجیے تاکہ تسلی ہو جائے :

http://www.jang.com.pk/jang/jul2009-daily/30-07-cities/lahore/index.html/2009

لاہور : سیشن کورٹ میں گزشتہ روز وکلا نے تھانہ نشتر کالونی کے ایک اے ایس آئی فقیر محمد کو زدوکوب کیا اور اس کی وردی بھی پھاڑ دی۔ وکلا نے فقیر محمد کو ٹھڈے اور تھپڑے مارے۔ فقیر محمد نے تھانہ اسلام پورہ میں وکلا رانا آصف، رانا سعید احمد، ملک محمد امین، مہر جمیل اور ساجد افضل کے خلاف مقدمہ درج کرادیا ہے۔ جھگڑا اس وقت شروع ہوا جب مذکورہ وکلا نے حدود کے ایک مقدمہ میں ملزم سعود سے وکالت نامے پر دستخط کروانے کی کوشش کی۔ فقیر محمد نے

وکلا کا ایسا کرنے سے منع کرتے ہوئے کہا کہ یہاں ملزم سے دستخط نہیں کروائے جا سکتے۔ اس دوران فقیر محمد کے یہ جملے ادا کرنے پر جھگڑا بڑھ گیا آپ لوگوں کو قانون کا کیا پتہ اس پر کورٹ کی حدود میں سینکڑوں افراد کے سامنے وکلا نے تھانیدار کو مکوں اور گھونسوں سے مارنا شروع کر دیا۔ ایک موقع پر ایک وکیل نے تھانیدار کے ہاتھ پکڑ لیے اور دوسرے وکلا اسے مارتے رہے۔ علاوہ ازیں گزشتہ تین چار وکلا نے لاہور بار کے سابق سیکرٹری جی اے خان ایڈووکٹ پر حملہ کر دیا اور ان سے تلخ کلامی کی جے اے خان کے مطابق ان جونیئر وکلا نے ایک کیس کے سلسے میں ان سے الجھ پڑے اور ہلہ کر دیا جس کے بعد وہ وہاں سے فرار ہو گئے۔

اب اس خبر سے جس نے جو نتیجہ نکالنے ہے حق کی بات کرے اور نکالے نتیجہ۔

ایک بات جو سامنے آتی ہے وہ یہ کہ جو پولیس افسر پٹ رہا تھا اس کے ساتھی کس لیے خاموش تماشائی بنے کھڑے تھے کیا اسلیے کہ ابھی حال ہی میں پنجاب پولیس کی تنخواہوں میں جو اضافہ کیا گیا ہے وہ اسی لیے کیا گیا ہے کہ بے غیرت بن جاؤ اور غنڈوں کے ہاتھوں قانون نافذ کرنے والے اپنے ہی ساتھیوں کو بچانے کی بھی کوشش مت کرنا ورنہ اضافہ شدہ تنخواہ روک دی جائے گی۔

یا پولیس والے ن لیگ کے اراکین پارلیمنٹ کے اسکینڈلز سے اس قدر خوفزدہ ہیں کہ وہ کسی اور اسکینڈل میں پھنس جانے کے ڈر سے کسی بھی واقعے میں ملوث نہیں ہونا چاہتے۔

جس طرح وکلا کے غنڈہ عناصر ایک نہتے قانون نافذ کرنے والے اہلکار کو زدو کوب کر رہے تھے اس سے ایک بات تو ثابت ہوتی ہے کہ اگر وہ اہلکار یا تو نہتا نا ہوتا یا پھر اکیلا نا ہوتا تو پھر دیکھتے ان غنڈہ گرد وکلا کی معصومیت۔

شرم کرو غنڈہ گرد وکیلوں اور ان کے حامیوں کو بھی شرم آنی چاہیے جو ویسے تو بڑے قانون کے رکھوالے بلکہ چیمپئن بنتے ہیں مگر اس واقعے پر بے حس اور شرمناک خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں

زندہ دلان شہر لاہور میں بدمعاشیاں اور صوبائی حکومت کی مجرمانہ خاموشی

یہ لاہور میں ہو کیا رہا ہے زندہ دلان لاہور میں کبھی کوئی نام نہاد طلبا تنظیم کے غنڈے اور بدمعاش قانون نافذ کرنے والے افراد پر دیواروں پر وال چاکنگ ختم کرنے کے خلاف حملہ کرتے اور پر تشدد کاروائیاں کرتے ہیں۔

کبھی غنڈہ بدمعاش کالے کوٹوں میں ملبوس عدلیہ کی نام پر غنڈہ گردی کا لائسنس حاصل کرنے والے بدقماش اور کالے کرتوت انجام دینے والے وکیل ایک پولیس افسر کو سرعام زدو کوب کرتے اور مل کر ایک پولیس والے کو بے تحاشہ مارتے ہیں جس واقعے کو دکھایا گا اور ساری دنیا کے میڈیا میں اس خبر کو دکھایا جارہا ہے اور کالے کوٹوں کے ہاتھوں کھلونہ بنے نام نہاد آزاد جج صاحب کا ٹی وی پر بیان چل رہا تھا جو وکلا کے لیے بیان دیتے ہوئے فرماتے ہیں "وکلا تنظیموں اور بار ایسوسیشنز کو چاہیے کہ ایسے وکیلوں کے معاملات کو دیکھیں" کیا دیکھیں اگر وکلا تنظیموں نے ہی اپنی بدمعاشوں کو دیکھنا ہے تو عدلیہ کس قسم کی دکان لگائے بیٹھی ہے کون دیکھیں ارے پولیس کیس ہے سیدھا سادھا اور شرم کی بات ہے کہ فی الفوران وکلا کی ضمانت بھی کروالی گئی واہ بھئی وکلا گردی کے کیا کہنے اور آزاد عدلیہ کے نام نہاد آزادیوں کے کیا

کہنے کہ کیسے چھپتے چھپانے ضمانت دے دی ارے ان بدمعاش وکلا کی کیا ضمانت دے دی
ان موصوف جج صاحب نے اپنی عزت نفس اور اپنی حفاظت کی ضمانت لی ہے ان
بدمعاشوں کو ضمانت دے کر۔
اور جب یہ بدمعاشی اور غنڈہ گردی کرتے غنڈے اور بدمعاش وکلا کا پولیس افسر پر
ہونے والا تشدد میڈیا عوام الناس کو پہنچاتا ہے تو مرے پے سو درے جس کیمرہ مین اور
رپورٹر نے پولیس افسر پر وکلا کا تشدد ریکارڈ کیا تھا اور نجی چینل پر دکھایا تھا آج صبح کالے
کوٹوں میں ملبوس کالے کرتوتوں کے چیمپئین وکلا نے اس کیمرہ مین کو دن دیہاڑے
روڈ پر روک لیا اس کا کیمرہ اور چیزیں توڑ دیں اور اس پر اس طرح شدید تشدد کا نشانہ
بنایا کہ وہ صحافی رپورٹر کے زخموں سے خون بہتا خلق خدا نے دیکھا اور اس پر بھی زندہ
دلان لاہور کی بار ایسوسی ایشن کے صدر کا شرمناک بیان اور گھٹیا مؤقف کہ ایسا کوئی
واقعہ تو سرے سے ہوا ہی نہیں۔ کیا یہ دورخی اور بدمعاشی کی وکلا سیاست نہیں ہے۔
یقیناً کچھ اچھے وکیل بھی ضرور ہونگے وکلا میں مگر بدمعاش وکلا سے ایک سوال ہے کہ
کیوں غول بنا کر اور جتھے کی صورت میں اپنے مخالفین پر حملہ کرتے ہو اگر ہمت ہے تو
کسی بھی پولیس افسر یا کسی بھی صحافی یا کیمرہ مین

سے ون ٹو ون لڑائی کرو اور پھر دیکھنا اپنی اوقات۔ بالکل اسی قسم کی لڑائی ایک ایک مخصوص قسم کا جانور کرتا ہے کہ پہلے اپنے جیسے دوسرے جانوروں کو جمع کرتا ہے اور پھر مخالف پر حملہ کرتا ہے وگرنہ اگر اکیلا ہو تو ہر طاقت ور کے سامنے دم ہلاتا رہتا ہے۔ اس جانور کا موازنہ وکلا بدمعاشوں سے اسلیے کر رہا ہوں کہ کہیں اس بے زبان جانور کی ہتک و توہین کے زمرے میں نا آؤ اور کل کو وہ جانور بھی احتجاج کرتا نظر آئے۔

پہلے بھی شیر افگن، خورشید قصوری، نعیم بخاری اور دوسرے مخالف گروپ کے لوگوں پر غنڈہ گرد وکیلوں کے حملے ساری قوم نے دیکھیں ہیں اور اب تو لگتا ہے کہ عدلیہ کے بڑے بڑے نام جو عدلیہ تحریک میں بڑے سرگرم ہیں اپنے ہی پالے ہوئے بدمعاشوں کے ڈر سے منظر سے غائب ہی ہوگئے ہیں اور بے چارے آزاد کیے جانے والے عدلیہ کے بڑے بڑے لوگ اس چکر میں چپ ہیں کہ اگر کچھ بولے تو یہ بدمعاش اور غنڈہ گرد قسم کے وکیل تو ججز کی بھی وہی درگت کریں گے جو دوسروں کی کرتے آئے ہیں۔ اور اس مقام پر آکر لگتا نہیں کہ عدلیہ کے ذمہ دار ججز کوئی فیصلہ ان غنڈہ گرد وکلا کے خلاف کر سکیں گے اس ملک کی عدلیہ کا اللہ ہی حافظ۔ ججز کو صرف یہ بات ذہن نشین کرا دی گئی ہے کہ حکومت کچھ بھی کرے چپ چاپ بیٹھنا ہے ہاں مشرف کے خلاف جو دل چاہے ججز کریں اس کام میں عدلیہ بالکل آزاد رکھی گئی ہے۔

اب دیکھنا ہے کہ زندہ دلان لاہور پر سخت اور انصاف پر مبنی حکومت کے دعوے کرنے والے کون لوگ ہیں جن کی بادشاہی میں یہ کارنامے انجام دیے جارہے ہیں ارے یہ تو وہی ہیں جو ملک سے نکل بھاگے تھے ایک آمر کے ڈنڈے کی ایک ہی چوٹ سے یعنی ں لیگ ارے نقطہ کہاں گیا کھاگئے نقطہ بڑی بری بات ہے تو بھیاں لیگ نہیں بلکہ ن لیگ۔ ملک بھرکے اراکین پارلیمنٹ پر ثابت ہوجانے والے جتنے اسکینڈل اور الزامات لاہور سے تعلق رکھنے والی اس ایک جماعت کے اراکین کرتے پائے گئے وہ شرم ناک اور پوری قوم کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ اگر (خدانخواستہ) اس جماعت (ن لیگ) کو پورے پاکستان پر حکومت کرنے مل جاتی تو شائد ن لیگ پورے پاکستان کو اپنے صوبے پنجاب کے عوام سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ بھی وہی کرتی جو اپنے صوبے کے غریب عوام کے ساتھ کر رہی ہے (ن لیگ کے موجودہ ۵ یا ۷ اسکینڈل سے سب ہی واقف ہیں اسلیے تفصیل کا موقع نہیں ہے)۔

اور ایک اور شدید قسم کا پروپگینڈہ اور وہ یہ ہے کہ ن لیگ جس کو یہ دعویٰ ہے کہ وہ ایک قومی سیاسی پارٹی ہے اور پورے ملک میں اسکی نمائندگی ہے یعنی اسکے منتخب نمائندے پورے ملک سے منتخب ہوتے ہیں تو یہ شدید قسم کا جھوٹ اور

پروپیگنڈہ ہے کیونکہ الحمداللہ اس مرتبہ ۲۰۰۸ کے الیکشن میں سندھ اور بلوچستان سے ن لیگ کا کوئی ایک بھی رکن اسمبلی منتخب نہیں ہوا ہے جو سندھ اور بلوچستان کے عوام کے لیے خوشخبری ہی کا باعث ہے۔

ن لیگ کو اس لیے اس واقعے میں ملوث سمجھا جانا چاہیے کہ لاہور جو اسکینڈلز اور غیر قانونی حرکات اور واقعات کا گڑھ بنا ہوا ہے وہاں بلاشرکت غیرے صرف اور صرف ن لیگ نامی گروہ کی حکومت ہے اور ظاہر ہے کہ کسی بھی قسم کے غیر قانونی کاموں کے خلاف کوئی اقدام نا کرنے پر ن لیگ نامی گروہ کو بلاشرکت غیرے الزامات کا بھی سامنا کرنا پڑے گا

وکلا گردی اور آئی جی پنجاب کی بے بسی اور حقیقت کا اعتراف

کل یعنی ۲۹ جولائی کو ایک پولیس افسر کی بدمعاش وکلا کی طرف سے پٹائی اور بے عزتی کے بعد بھی آئی جی پنجاب پولیس مصلحتاً خاموش رہے (اے این پی کے سربراہ اسفندیار ولی نے ایک بار بڑی خوبصورت بات کہی تھی کہ مصلحت اور بے غیرتی میں بڑا معمولی فرق ہوتا ہے) مگر پولیس والے کی وکلا گردی کرنے والے وکلا کی میڈیا کوریج ٹی وی چینل پر دکھانے کے جرم میں وکیلوں نے اس بے چارے میڈیا پرسن کو آج صبح شدید تشدد کا نشانہ بنایا جس نے یہ ویڈیو فوٹیج تیار کی تھی جس پر بالآخر آئی جی پنجاب پولیس صبر نا کر سکے اور پریس کے سامنے جس انداز اور ندامت کے ساتھ انہوں نے وکلا گردی کے حقیقت ہونے کا اعتراف کیا اور یہ تک کہہ دیا کہ ضلعی عدالتوں میں وکلا گردوں کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا اور وکیلوں نے قانون کے پورے نظام کو جکڑ لیا ہے اور بھی انہوں نے پریس کانفرس میں انکشافات کیے جن پر اللہ نے چاہا تو کل پوری خبر پڑھ کر اور اس کا جائزہ لے کر کچھ لکھنے کی کوشش کروں گا۔

فی الحال اپنے اسی پرانے مؤقف کو دہراتا ہوں کہ وکلا گردی پاکستان کے عدالتی نظام کو ناقابل بیان نقصان پہنچائے گی جیسے کہ ہم سب جانتے ہیں کہ

وکلا گردی کے کون کون سے واقعات ہوئے جس میں وکیلوں نے بدمعاشی اور غنڈہ گردی کی انتہا کر دی۔ یہ ساری وکلا گردیاں الحمداللہ پنجاب تک ہی محدود ہیں جبکہ صوبے سندھ میں بھی بڑے۔بڑے بدمعاش وکیل پڑے ہیں مگر ایسی حرکتوں کی یہاں کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہ بات ہمارے سندھ میں رہنے والے وکلا گرد اچھی طرح جانتے ہیں۔

کاش یہ وکلا ایک نہتے اور اکیلے پولیس والے اور ایک نہتے اور اکیلے میڈیا مین کے ساتھ بھی ون ٹو ون بدمعاشی کی کوشش کرتے تو اپنی بدمعاشی کا سارا نشہ ہرن ہو جاتا مگر یہ بدمعاش وکیل ٹولیوں کی صورت میں جمع ہو کر نہتے اور سیدھے سادے افراد کو گھیر کر تشدد کا نشانہ بناتے ہیں اور اپنے آپ کو۔بڑا ہیرو سمجھتے ہیں اور جب دوسری طرف بھی ٹولی ہو تو ان بدمعاش اور بدقماش وکیلوں سے۔بڑھ کر شریف اور قانون کی سمجھ والا کوئی نہیں ہوتا واہ بے غیرت اور ضمیر فروش وکلا تف ہے تمہاری حرکتوں پر جو تم قانون کی رکھوالی کے بجائے قانون کی دلالی کی صورت میں کرتے ہو

فی الحال بات یہی ختم کرتے ہیں اور پورے معاملے کو اچھی طرح دیکھنے کے بعد انشا اللہ اس مسئلے کے مختلف پہلوؤں پر اور کچھ تحریر کرنے کی پوزیشن میں ہونگے۔

عدلیہ کی آزادی مکمل - اب انصاف و قانون کی بالادست میں رکاوٹ کیا معنی

چیف جسٹس صاحب کو مبارک ہو کہ انہوں نے بالآخر اپنی مرضی کے فیصلے اپنی مرضی کے ججز کے ساتھ ملکر کرا ہی لیے۔ اور سارے غیر قانونی اور غیر آئینی (ان کا مؤقف ہے) فیصلے اور کام کالعدم قرار دے دیے گئے ہیں۔ اب عدلیہ کی آزادی کی تحریک مکمل طور پر مکمل ہو گئی ہے۔ اب انشا اللہ ملک کے انصاف اور قانون کے فیصلوں کی راہ میں کوئی مداخلت نہیں کر سکے گا۔ پیپلز پارٹی کی حکومت بھی بڑی مطمئین اور چیف جسٹس کو اپنی مکمل رضامندی اور خلوص کا یقین دلا رہی ہے۔ اب چیف جسٹس صاحب نے پرویز مشرف کو مجرم ثابت کرنے کا فی الحال فیصلہ یہ کہتا ہوئے ملتوی کر دیا ہے کہ پرویز مشرف کو مجرم ثابت کرنا عدالت کا کام نہیں ہے (حالانکہ اگر پرویز مشرف نے غیر آئینی اقدامات کیے جو آج کی عدالت ثابت بھی کر رہی ہے تو پھر پرویز مشرف کو غیر آئینی اقدامات کی سزا عدالت کیوں نہیں دے سکتی یہ ایک ایسی بات ہے جس کا جواب انصاف و قانون کے علمبردار ہی دے سکتے ہیں) اس کا مطلب کیا یہ نہیں ہے کہ چیف جسٹس اور ان کے رفقا نے پرویز مشرف کو سزا دینے کے بھاری مگر مقدس پتھر کو اٹھانے کی کوشش کی اٹھایا اور چوم کر واپس رکھ دیا۔

اب جو اصل عدل و انصاف ہو گا اس کے راستے میں جو بھی ہو گا جیسے مثال کے طور پر این آر او اور موجودہ صدر مملکت صاحب کے آرڈیننس جن پر سپریم کورٹ آف پاکستان کو کوئی اعتراضات اور تحفظات ہوئے اور سپریم کورٹ نے اگر کوئی فیصلہ حکومت کے خلاف دیا (فرض کر لیجیے کہ عدالت ایسا فیصلہ کر ہی لے) تو بھی حکومت اتنی ہی خندہ پیشانی اور کھلے دل کے ساتھ سپریم کورٹ کے فیصلے کو قبول کرے گی جس طرح آج کیا ہے اور حکومت مشیر اور وزیر اور پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت سپریم کورٹ پر کوئی تنقید اور الزامات نہیں لگائے گی۔

ویسے بھولے میاں ہمارے ایک مہربان کہہ رہے ہیں اور یہ یقیناً ہر عام پاکستانی کے دل کی آرزو ہو گی کہ اب الحمداللہ جبکہ عدلیہ آزاد ہو گئی ہے تو ایک دو سال میں ہی پاکستان کی مملکت خداد سے ہر قسم کی بے انصافی اور ظلم و زیادتی ختم ہو جائے گی جیسے ہمارے وہ سیاستدان جنہیں پارلیمنٹ میں کوئی بھی نشست حاصل نہیں کافی عرصے سے کہہ رہے تھے کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ عدلیہ کا آزاد نا ہونا ہے وگرنہ پاکستان کے تمام مسئلے حل ہو جائیں تو یقیناً آج ان سیاستدانوں کو بھی مبارک ہو اور جیسے ان کا دعویٰ اور غریب اور عام انسان کا خواب ہے کہ انشا اللہ ملک عزیز میں کچھ ہی عرصے بعد خوشحالی اور امن و سکون کا دور دورہ ہو گا کیونکہ اب تو آمر مشرف بھی نہیں ہے، عدلیہ بھی آزاد ہے تو اب پاکستان کو ترقی کرنے سے کون روک سکتا ہے۔ اور ایک بات اور

کہنا اپنا قومی فریضہ سمجھتا ہوں کہ امریکہ اور مغرب کو اب پتا لگ جانا چاہیے کہ پاکستان کی عدلیہ اب مکمل طور پر آزاد ہو چکی ہے اسلیے پاکستان کی سرزمین پر کسی بھی قسم کا غیر ملکی حملہ چاہے امریکی ڈرون ہو یا مغربی امریکی میزائل جس میں کسی بھی پاکستانی کا کوئی بھی جانی و مالی نقصان ہوا تو یاد رکھنا ہماری عدلیہ اب مکمل طور آزاد ہے اور کسی بھی پاکستانی کے کسی بھی قسم کے نقصان کا ازالہ کروانے کے لیے پاکستانی حکومت اور پاکستان کے عدلیہ مکمل طور پر چوکنے ہیں اور امریکہ اور مغرب کو اب کوئی حق نہیں ہے پاکستان کی حق خودارادیت اور پاکستان کی سرحدوں کی خلاف ورزی کریں۔

(عدلیہ کی آزادی زندہ باد (نعرے لگانے میں کیا جاتا ہے

پاکستان پائندہ باد

گوجرہ میں زندہ انسانوں کو زندہ جلا دینے کے واقعات

ن لیگ کی بلاشرکت غیرت پنجاب حکومت میں پنجاب کی بستی گوجرہ میں زندہ انسانوں کو زندہ جلا دینے کے واقعات

پنجاب کے ایک شہر گوجرہ میں ہونے والے دو گروہوں کے درمیان تصادم میں سات افراد کو زندہ جلا دیا گیا بعض شرپسند عناصر نے عیسائی بستی کو نذر آتش کر دیا۔
مظاہرین نے ٹرینوں کی آمدورفت معطل کردی جبکہ کشیدہ صورتحال کے بعد پنجاب کے اس علاقے میں رینجرز کو بلوالیا گیا۔
کل ایک ٹی وی چینل پر پنجاب کے وزیر قانون رانا ثنا اللہ نے کسی بھی شخص کی ہلاکت کو جھوٹ قرار دیا اور کہا کہ ایسا کوئی واقعہ سرے سے رونما ہی نہیں ہوا ہے۔
افسوس کی بات ہے کہ ایک طرف تو ن لیگ کے حکومتی عناصر کیوں اپنی حکومت بلاشرکت غیرے ن لیگ کی پورے پنجاب میں حکومت) میں سب کچھ صحیح ہوتا) دکھانے کی کوشش میں پنجاب میں ہونے والے پے در پے غیر قانونی واقعات کو ناصرف ڈھٹائی کے ساتھ چھپانے پر مصروف ہے تو دوسری طرف اتنی قومی غیرت اور حمیت کیوں نہیں کرتے اگر پنجاب پر بلاشرکت غیرے ن لیگ کی حکومت ہے تو کیا وجہ ہے

کہ پنجاب کی منتخب حکومت صوبہ پنجاب میں امن وامان پیدا کرنے میں بری طرح ناکام ہے۔ کیا اس کی وجہ پنجاب حکومت میں شامل اسکینڈلز میں ملوث افراد تو نہیں جو ظاہر ہے جس کشتی پر ایسے ارکان سوار ہوں وہ کشتی (پنجاب حکومت) غضب الٰہی سے غرق نہیں ہو گی نہیں تو کیا ہوگا۔

اطلاعات کے مطابق گوجرہ سے ملحقہ کوریاں بستی میں قرآن پاک کی مبینہ بے حرمتی کے خلاف احتجاج کے سلسلے میں جلوس اور ہڑتال کی گئی۔ ڈنڈہ بردار مظاہرین نے اشتعال انگیز نعرے بازی کرتے ہوئے عیسائی بستی کا رخ کیا تو آبادی کے مسلح لوگوں نے اندھا دھند فائرنگ کرکے ۸ افراد کو شدید زخمی کیا جس سے دونوں اطراف تصادم پیدا ہوا۔

گوجرہ سے تعلق رکھنے والے افراد نے اس شدید قسم کے تصادم کے دوران میڈیا کی ٹیموں سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ اس کھلے عام دہشت گردی اور بدمعاشیوں کے دوران کہیں ایسا نظر نہیں آیا کہ ہمارے علاقہ بھی کسی جمہوری حکومت کے زیر اثر آتا ہے ان کا یہ کہنا تھا کہ حکومت کہیں نظر نہیں آرہی اور تصادم میں لوٹ مار کرنے والے افراد مذہب کی آڑ لے کر لوٹ مار اور چھینا چھپٹی میں مصروف ہیں۔

کیا واقعی ایسی ہی مذہبی حمیت ہم میں ہے کہ اگر کوئی ہماری کتاب مقدسہ کی بے حرمتی کرتا ہے تو ایسے واقعات (یعنی بے حرمتی) کو غنیمت اور موقع مناسبت سمجھتے ہوئے ذمہ دار اور بے گناہ (جو اس جرم یعنی قرآن کی بے حرمتی میں ملوث نا ہوں) کی تخصیص کیے بغیر لوٹ مار کرنے والے اور اپنے گھروں کو لوٹ مار کی چیزوں سے بھرنے والے کس مذہب کی ترویج کر رہے ہیں اور کس مذہب پر جان قربان کرنے کے دعوے کرتے ہیں۔

سابق وزیر اعلیٰ پنجاب اور موجود صوبائی وزیر بلدیات پنجاب سردار دوست محمد کھوسہ گوجرہ پہنچ گئے اور مذاکرات کیے۔

بعض شرپسندوں نے کرسچن کالونی گوجرہ نظر آتش کر دیا جس سے میڈیا کے مطابق ۴۹ سے زائد گھر مکمل طور پر جل گئے اور اسی آتش زدگی میں زندہ جل کر مر جانے کی وجہ سے ہلاکتیں ہوئیں۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ کسی بھی واقعہ کے رونما ہونے والے واقعہ کو پنجاب حکومت نے پہلے تو مکمل طور پر مسترد کرنے کی بھرپور کوشش کی اور پھر ہوئی جانے والی انسانی ہلاکتوں کی بھی تردید کی مگر جب صدر زرداری نے واقعے کی تحقیقات کا حکم دیا تو نظر آگیا کہ کتنے کھلے عام تصادم ہوا تھا۔

اس پر ہمارے کچھ ساتھیوں کو یہ بھی خیال ہے کہ امریکہ اور یورپ بھی تو ایسا ہی کر رہے ہیں اور ویسا کر رہے ہیں تو اگر وہ غلط کر رہے ہیں تو ہم بھی کیا ویسا ہی نہیں کر رہے کہ جتنا ہمارا اختیار اور طاقت ہے تو بھنگیوں یا عیسائیوں کی بستیوں کو آگ لگا رہے ہیں اگر ہمارے پاس طاقت ہوتی تو ہم بھی اپنے مخالف مذہبی عقیدے رکھنے والے انسانوں کو بھی ایسے ہی جلاتے اور برباد کرتے پھرتے جیسے امریکہ اور یورپ کر رہا ہے تو شرم و حیا اور غیرت کی باتیں کرنے والے امریکہ اور یورپ کو کیسے اس بات سے منع کر سکتے ہیں جو وہ (امریکہ اور یورپ) کر رہا ہے۔ کیا ہم بھی اپنی محدود طاقت کی وجہ سے محدود تباہی نہیں پھیلا رہے اور اگر محدود کی جگہ لامحدود طاقت ہوتی تو ہم بھی غاصب اور حملہ آوروں میں شائد نمبرا ہوتے۔ بے شرمی کی بات واقعی یہ ہے کہ جو کام دوسروں کو طاقتور ہونے کی وجہ سے کرنے سے ہم منع اور نفرت کرتے ہیں وہی کر رہے ہیں تو ہم میں اور ان میں کیا فرق ہے۔

ترقی کا راز - ذکر اللہ اور عمل صالح

دینی و دنیاوی ترقی کا راز کیا ہے اللہ تعالیٰ کا ذِکر اور بے شک اللہ تعالیٰ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔

''ولذکراللہ اکبر'' (القرآن)

دعا کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ بہت بڑی چیز۔۔۔اور بہت بڑی نعمت نصیب فرما دے۔ جو ہمارے اہم ترین ضرورت ہے

اللہ تعالیٰ کو ہمارے ذِکر کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ وہ تو غنی، بادشاہ بے نیاز ہے۔۔۔ ہماری تو حیثیت ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذِکر کر سکیں۔۔۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطاء فرماتا ہے۔۔۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہم سب ''ذکر اللہ'' کے بہت محتاج ہیں۔۔۔ اگر ہم ذکر نہیں کریں گے تو تباہ ہو جائیں گے، ہلاک ہو جائیں گے اور گناہوں میں ڈوب جائیں گے۔۔۔ یاد رکھو ''ذکر اللہ'' میں زندگی ہے اور ترقی ہے اور کامیابی ہے۔۔۔ شیطان جب کسی پر غالب آ جاتا ہے تو سب سے پہلے اُسے ''ذکر اللہ'' سے غافل کرتا ہے۔۔۔ ''ذکر اللہ'' کرنے والے مجاہد ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں۔۔۔ اور

جو مجاہد ''ذکر اللہ'' نہیں کرتے وہ بالآخر جہاد سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔۔۔ کیونکہ شیطان اُن پر غالب آ جاتا ہے اور اُن کے دلوں کو سخت کر دیتا ہے۔

شیطان کے غالب ہونے کا مطلب

:قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں فرمایا

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ، اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ (المجادلۃ ۱۹)

ترجمہ: ان (منافقین) پر شیطان نے غلبہ پا لیا ہے، پس اُس نے انہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر بھلا دیا ہے، یہی شیطان کا گروہ ہے، بے شک شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔۔۔

تھوڑا سا سوچیں کہ ہمارا بدترین دشمن شیطان سب سے پہلا کام یہی کرتا ہے کہ۔۔۔ جس پر غلبہ پاتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ کے ذِکر سے غافل کر دیتا ہے۔۔۔ معلوم ہوا کہ ذکر سے غفلت کتنی نقصان دہ چیز ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ

شیطان کے کسی انسان پر غالب آجانے کی یہ علامات ہیں۔
شیطان اُسے کھانے، پینے، پہننے اور اپنا ظاہر سنوارنے میں مشغول کردے۔ (۱)
اُس کے دل کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد کرنے اور اُن کا شکرادا کرنے سے غافل (۲)
کردے۔
اُس کی زبان کو جھوٹ، غیبت اور بہتان میں لگا کر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہٹا (۳)
دے۔
اُس کی تمام سوچ اور فکر کو دنیا بنانے اور دنیا جمع کرنے میں مشغول کردے۔ (۴)
(تفسیر المدارک)

تھوڑا سا غور فرمائیں

شیطان ''منافقین'' پر غالب آجاتا ہے۔ شیطان کے غالب آنے کی چار علامات ہم نے پڑھ لیں۔۔۔ اب ہم دوسروں کو نہیں بلکہ خود کو دیکھیں کہ۔۔۔ کہیں یہ علامات ہمارے اندر تو پیدا نہیں ہوگئیں۔ ویسے ''ذکر اللہ'' سے غفلت تو بہت عام ہو چکی ہے۔۔۔ ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ ہمارے معمولات پورے نہیں ہوتے، تلاوت رہ جاتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔۔۔ اللہ کے بندوں! تلاوت کے بغیر کیا زندگی ہے؟ اور ذکر اللہ کے بغیر کیا مزہ ہے۔۔۔

زندگی کا جو دن تلاوت اور ذکر، فکر اور عمل کے بغیر گزر گیا وہ دن ہمارا تو نا ہوا بلکہ ہمارے خلاف ہی ہوگیا یعنی ہمارا دشمن بن گیا۔۔۔ طرح طرح کے ہوٹل، طرح طرح کے کھانے۔۔۔ خود کو خوبصورت بنانے کی بے وقوفانہ فکر اور اس کیلئے گھنٹوں کی محنت۔۔۔

ہر وقت گپ شپ اور یہاں وہاں کی باتیں اور دنیا کمانے اور بنانے کی فکر۔۔۔ یا اللہ حفاظت فرما۔۔۔ کہ ہماری اور ہمارے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی اِس سے حفاظت فرما۔۔۔

یہ کون لوگ ہیں؟

یہ کون لوگ ہیں؟۔۔۔ صبح اُٹھ کر پہلی فکر ''شیو'' بنانے کی۔۔۔

نبی پاک سے محبت کے دعوے اور کیسی خوبصورت سنت کو ذبح کر کے دن کا آغاز۔۔۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔۔۔

پھر سر کے بالوں کا سٹائل۔۔۔ بالکل انگریزوں جیسا، کافروں جیسا۔۔۔ پھر لباس کی تراش خراش۔۔۔ جیب میں موسیقی بجاتے موبائل فون۔۔۔ اذان کی آواز آئی مگر

مسجد کا رُخ نہ کیا۔۔۔ جو عورت نظر آئی اُس کو خوب دیکھا اور دکھایا۔۔۔
نام پوچھو تو کوئی غلام اللہ، غلام رسول، احمد، کوئی عبداللہ۔۔۔ اور کوئی عبدالرحمٰن۔۔۔ سبحان اللہ کیا خوبصورت اسلامی نام۔۔۔ مگر اسلام سے کیا تعلق۔۔۔ نام غلام اللہ اور غلام رسول اور غلامی اغیار اور طاغوت کی۔ دن اور رات کے کئی گھنٹے فلمیں دیکھنے، گانے سننے اور کرکٹ کی کمنٹری میں برباد۔۔۔ اور باقی وقت کھانے، پینے، سونے، شاپنگ کرنے، دنیا کمانے اور عشق معشوقی میں ختم۔۔۔ نہ دل محفوظ نہ آنکھیں۔۔۔ نہ کوئی جذبہ نہ کوئی امنگ۔۔۔ بس ''لائف اسٹائل'' کو جدید بنانا ہے اور ہر گناہ کو کمانا ہے۔۔۔

یا اللہ ہمیں اور ہماری اولادوں کو اپنا فضل فرما کر ایسا بننے سے بچا۔۔۔ ان لوگوں سے تو جانوروں کی زندگی بہتر ہے۔۔۔ وہ اپنی ترتیب سے اللہ تعالیٰ کا ذکر تو کرتے ہیں۔۔۔ کیا ہمارے زندگیوں میں سے۔۔۔ ''اللہ تعالیٰ'' نکل چکا ہے۔۔۔ نہ اللہ تعالیٰ کا نام۔۔۔ نہ اللہ تعالیٰ کی یاد۔۔۔ نہ اللہ تعالیٰ کی محبت۔۔۔ نہ اللہ تعالیٰ کا خوف۔۔۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی پرواہ۔۔۔ بس یاد ہے تو صرف اللہ کی قسم کھانا تاکہ اپنا گھٹیا سودا دھوکے سے بیچ دیں اور سامنے والے بھائی کو دھوکہ دے ڈالے اور نام کس کا بیچ میں رکھ کر اللہ عزوجل کا۔ معاذ اللہ۔

جی ہاں شیطان غالب آجائے تو انسان کو ایسا ہی ''مُردار'' بنا دیتا ہے۔۔۔ کسی نوجوان کو میوزک کی دُھن میں مست گاڑی چلاتا دیکھیں۔۔۔ دل شرم اور خوف سے کانپ جاتا ہے۔۔۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اللہ تعالیٰ کے راستے کے پر جدوجہد کر کے تو دیکھو تب اللہ تعالیٰ تمہیں وہ ''حسن'' عطاء فرمائے گا جس کا کوئی مقابلہ بھی نہیں کر سکے گا۔۔۔

امریکی خریداروں کے لیے گدھوں کی منڈی

چند دن پہلے بی بی سی پر خبر سنی کہ امریکہ اور نیٹو نے ''اعتدال پسند طالبان'' ڈھونڈنے اور اُن سے مذاکرات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔۔۔ لیجیے بھیا ایک اور منڈی لگ گئی۔۔۔ اب بہت سے نام نہاد مجاہدین (اصل مجاہدین کو سلام) خود کو بیچنے کے لئے ایک دوسرے سے بڑھ کر سبقت کریں گے۔۔۔

ہائے مسلمان تجھے کیا ہو گیا۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر چھوٹا تو دل سخت ہو گئے۔۔۔ اور دنیا کے حقیر مال کے پجاری بن گئے۔۔۔ بلاشبہ جو اللہ کے راستے میں جدو جہد، تلاوت، تقویٰ، نماز اور ذکر کا اہتمام کرتے تھے اور جہاد فی السبیل اللہ بالقتال کرتے ہیں وہ بہت کامیاب رہتے ہیں۔ مگر جن کا جہاد ''سیاسی'' یا صرف ''جذباتی'' یا مصلحتی ہوتا ہے وہ زیادہ دیر استقامت نہ دکھا سکتے۔ کہاں ہے۔۔۔ استاد سیاف؟ کہاں گئے برہان الدین ربانی۔۔۔ اور کہاں گئے پیر صبغت اللہ مجددی۔۔۔ یہ سب مجاہدین کے بڑے بڑے نام تھے مگر آج امریکہ کی گود میں جا گرے ہیں۔۔۔ صرف دنیا کی خاطر، صرف عزت کی خاطر، صرف حفاظت کی خاطر۔۔۔

حالانکہ یہ سب کچھ امریکہ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔۔۔ جہاد کشمیر کے کئی نامور مجاہد آج دہلی میں بیٹھ کر مشرک کی غلامی کرتے ہیں۔۔۔ مسلمان نے اگر دل سے کلمہ پڑھا اور اس پر قائم ہوگیا تو وہ کبھی نہیں بِک سکتا مگر جب دل ہی مسلمان نہ ہوا ہو تو صرف داڑھی پگڑی اور ٹوپی سے کیا بنتا ہے۔۔۔ طالبان کے سابق وزیر خارجہ وکیل احمد متوکل صبح شام کرزئی اور امریکہ کی انگلیوں پر ناچتے ہیں۔۔۔ اور اب مزید گدھے خریدنے کیلئے ایک نئی منڈی کا اعلان ہوا ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ سب مجاہدین کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔۔۔ کافروں کے ہاتھوں فروخت ہونے کی بجائے موت آجائے تو وہ بہت بڑی نعمت ہے۔

حب اللہ وحب رسول

پہلے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہی دراصل محبت ہے۔
اللہ تو ہم سے اتنی محبت کرتا ہے جتنی ہماری ماں ہم سے نہیں کرتی جی ہاں وہ ماں جو ہمیں پیدا کرتی ہے پالتی پوستی اور کسی قابل کرتی ہے اور جو ہماری خوشی پر خوش اور ہماری تکلیف پر تڑپ جاتی ہے۔ اللہ عزوجل ہم سے ہماری ماؤں کی نسبت ستر گنا زیادہ محبت کرتے ہیں تو اندازہ لگا لیجیے اللہ عزوجل کی ہم سے محبت کا۔
اور جہاں تک محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق ہے تو ہم میں سے کوئی مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک ہم کو ہمارے ماں باپ، بیوی بچوں غرض دنیا کی ہر ہر شے سے زیادہ محبت محبوب اللہ یعنی ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نا ہو جائے۔
ایک جگہ قرآن میں ارشاد پاک ہے جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ اللہ عزوجل پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرماتے ہوئے گویا ہوتے ہیں

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دو کہ اگر تم (مسلمانوں) چاہتے ہو کہ اللہ تم) "
یعنی مسلمانوں) سے محبت کرے تو پیروی کرو (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) اللہ)
" تم (مسلمانوں) سے محبت کرنے لگے گا اور تمہیں (مسلمانوں) کو معاف کرے گا
اللہ کمی بیشی معاف فرمائے آمین یا رب العالمین۔

ایک اللہ والے بزرگ فرماتے تھے۔۔۔ ہر چیز محبت سے وجود میں آتی ہے اور ذکر سے ترقی کرتی ہے اور بڑی ہوتی ہے۔۔۔ اب اگر "ذکراللہ" کا نظام قائم ہو تو یہ جماعتیں، مدرسے اور ادارے اور اسلامی معاشرہ نا صرف مرتب ہو گا بلکہ ترقی بھی خوب کرے گا، لیکن اگر ان میں ذکراللہ کا نظام نہ ہو تو سب دنیاداری کے اڈے بن جاتے ہیں۔۔۔ نماز کا اہتمام، تلاوت کا اہتمام، ذکر و تسبیح کا اہتمام، درود شریف اور استغفار کا اہتمام۔۔۔ اور ہر کام میں سنت کا اہتمام۔۔۔ مسنون دعاؤں کا اہتمام اور اللہ تعالٰی کے احکامات کی پیروی کا اہتمام۔۔۔ یہ سب "ذکراللہ" کے نظام میں داخل ہے۔۔۔ اور اصل چیز اللہ تعالٰی کی وہ محبت ہے جو اخلاص اور احسان کے مقام تک پہنچی ہوئی ہو۔۔۔ نماز، روزہ، زکوات حج عمرہ قربانی غرض ہر کام اللہ کے لیے جہاد اللہ تعالٰی کے لئے۔۔۔ اور آپس کی دوستی اور دشمنی سب اللہ تعالٰی کے لئے ہو تو پھر دین کا

ہر کام قبول ہوتا ہے اور ترقی کرتا ہے۔۔۔

مسلمانوں سے کہا جاتا ہے کہ آیات ربانی جس قدر توفیق ہو، مسنون دعائیں اور مشہور اور صحیح احادیث یاد کرنے کا اہتمام کرو ان میں بہت بڑی خیر اور برکت پوشیدہ ہے۔۔۔ مگر ہم ان کا اہتمام بھی نہیں کر پاتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔۔۔ وجہ کیا کہ ٹائم نہیں ملتا یا یاد نہیں رہتی۔۔۔ اللہ کے بندوں! تمہیں کتنی دوائیوں کے نام یاد ہیں۔۔۔ کتنے لوگوں کے نام یاد ہیں۔۔۔ اور تو اور ویسٹ انڈیز، سری لنکا اور پتہ نہیں کون کون سی ٹیموں کے مشکل اور کبھی نا سنے ہوئے نام تک یاد ہو جاتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مبارک باتیں، دعائیں اور احکامات یاد نہیں ہوتے؟۔۔۔

بات صرف محبت کی ہے نام کی محبت اور نام کی حرمت پر جان قربان کرنا تو نصیب والوں ہی کو نصیب ہو سکتا ہے کیا محبت کا دم بھرنے والے ہمارے جیسے مسلمانوں کی زندگی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی سے زیادہ ''مصروف'' زندگی ہے۔۔۔ اس کائنات میں سب سے زیادہ ''مصروف'' زندگی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گزاری۔۔۔ جب آپ نے اتنی مصروف زندگی کے باوجود اِن دعاؤں کا اہتمام فرمایا تو پھر کسی اور کے لئے کیا عذر رہ جاتا ہے۔۔۔ اے ایمان والے لوگوں۔ آیات ربانی، مسنون دعاؤں حدیثوں اور کلمات کی برکت سے انسان کے

وقت، علم، اعمال، رزق، نیکیوں اور عمر میں برکت ہو جاتی ہے۔۔۔ اور زندگی نور سے بھر جاتی ہے۔۔۔ اس لئے ان نعمتوں سے ہم سب خوب خوب فائدہ اٹھائیں۔۔۔

دل اور روح کا حق - ذکر اللہ اور فکر اللہ

''ذکراللہ'' انسان کے دل اور روح کی خوراک اور روزی ہے۔۔۔ ہم اپنے جسم کے لئے کتنی محنت کرتے ہیں تو کیا ہم پر ہماری روح اور دل کا کوئی حق نہیں ہے؟۔۔۔ یاد رکھیں دل مُردہ ہو گیا تو نہ گناہ سے باز آئے گا اور نہ کفر سے۔۔۔ بلکہ سیدھا جہنم کی طرف لے جائے گا۔۔۔ اور روح مُردہ ہو گئی تو اسے بھی جہنم میں جانا پڑے گا۔۔۔ ارے پیارے مسلمانوں تھوڑی دیر خالص اللہ پاک کی رضا کے لئے تنہائی میں تلاوت تو کر کے دیکھو۔۔۔ دل اور روح کو کتنا سکون ملتا ہے؟۔۔۔ تھوڑی دیر تنہائی میں اللہ پاک کی خالص رضا کے لئے اللہ اللہ کر کے دیکھو۔۔۔ سبحان اللہ، والحمدللہ، اللہ اکبر، پڑھ کر دیکھو۔۔۔ یوں لگے گا کہ دل کے زخم مندمل ہو رہے ہیں۔۔۔
کبھی ایک نماز تو خالص اللہ پاک کی رضا کیلئے اور اُس کی یاد میں مشغول رہ کر ادا کرو۔۔۔ دل آسمانوں سے اوپر پہنچ جائے گا۔۔۔ یاد رکھو ذکر میں فائدے ہی فائدے ہیں۔۔۔ اور ''ذکراللہ'' سے غفلت میں نقصان ہی نقصان ہے۔۔۔ علامہ ابن قیمؒ رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن پاک کی آیات اور احادیث مبارکہ کو سامنے

رکھ کر ''ذکراللہ'' کے سو فائدے لکھے ہیں۔۔۔ جس کو شوق ہو اُن کی کتاب ''الوابل الصیب'' میں دیکھ لے۔۔۔ اُن سو فائدوں میں سے چند ایک یہ ہیں۔۔۔

ذکراللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے۔ (۱)

ذکر شیطان کو دفع کرتا ہے اور اُس کی قوت کو توڑتا ہے۔ (۲)

ذکراللہ'' دل سے فکر و غم کو دور کرتا ہے۔'' (۳)

ذکراللہ'' بدن اور دل کو طاقت بخشتا ہے۔'' (۴)

ذکراللہ'' چہرے اور دل کو منور کرتا ہے۔'' (۵)

ذکراللہ'' رزق میں برکت کا ذریعہ ہے۔'' (۶)

ذکراللہ'' اللہ تعالیٰ کے قرب اور اُس کی معرفت کا ذریعہ ہے۔'' (۷)

ذکراللہ'' کرنے والے کا ذکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوتا ہے۔'' (۸)

ذکراللہ'' دل اور روح کی روزی ہے۔'' (۹)

ذکراللہ'' آدمی کی ہر ترقی کا ذریعہ ہے۔'' (۰۱)

ہر وقت توبہ کریں اور نیت صالح کرلیں کہ اب تک جو غفلت ہو گئی اُس پر استغفار کرلیا جائے۔۔۔ پختہ نیت کرلی جائے کہ نماز میں کوئی غفلت، سستی نہیں ہو گی۔۔۔ اور نماز بالخصوص باجماعت توجہ سے ادا کریں گے۔۔۔ اور نماز میں دل اور جسم کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھیں گے۔۔تلاوت کے ناغے کا تصور بھی نہیں کریں گے (عورتیں مجبوری کے ایام میں تلاوت کے وقت کسی اور

ذکر کا اہتمام کرلیا کریں)۔۔۔ اور اپنے تمام معمولات اور اذکار کو سب سے زیادہ ترجیح دے کر پورا کریں گے۔

اگر کسی بھی طرح ہماری محنت اور اللہ کی توفیق سے اگر میری اور آپ کی زندگی میں ذکراللہ" آگیا تو پھر ہم ہر چیز کے مالک بن جائیں گے۔۔۔ یہ ایک نعمت ہے اور ایک" ایسی نعمت جس کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔

ولذکراللہ اکبر

دعاء کریں۔۔۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ بڑی چیز اور بڑی نعمت مجھے اور آپ کو نصیب فرمادے۔

اللہ، اللہ اللہ

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا

اللہ کا ایک گناہ گار بندہ مگر اللہ کی رحمت و کرم و عنایت و شفقت کا سچا

بھکاری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا طلب گار اور امیدوار

اور آپ حضرات کی دعاؤں کا انتہائی طلب گار

ادھر ادھر یہاں وہاں سے - این آر او کا باب ختم

اٹارنی جنرل آف پاکستان سردار لطیف خان کھوسہ نے فرمایا ہے کہ قومی مفاہمتی آرڈیننس (این آر او) ایک ایسا باب ہے جو بند ہو چکا ہے اس پر قومی اسمبلی میں بحث نہیں کی جاسکتی۔ انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ نے جسٹس عبدالحمید ڈوگر کی تقرری کو ناجائز قرار دیا ہے انکے (اکثر) فیصلوں کو نہیں جس میں این آر او بھی شامل ہے (سپریم کورٹ بھی اسی بدحال اور بو دیتے معاشرے کے ایسے ہی افراد پر مشتمل ہے جو میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو تھو کرتی ہے یعنی تنخواہوں میں اور مراعات میں اضافہ اگر ڈوگر کے وقت میں سپریم کورٹ نے کیا تو وہ تو ہوا صحیح، انتخابات جو آمر کے زیر حکومت میں ہوئے وہ صحیح اور جو چیز اب اپنے خلاف لگ رہی ہے وہ ختم)۔

اور کھوسہ صاحب ارشاد فرماتے پائے گئے کہ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کا یہ بیان ذاتی نوعیت کا ہے کہ اگر پارلیمنٹ نے مطالبہ کیا تو مشرف کے خلاف آئین کی دفعہ ٦ کے تحت مقدمہ چلایا جائیگا۔ انہوں نے مزید کہا کہ سابق وزرائے اعظم بینظیر بھٹو اور نواز شریف نے میثاق جمہوریت پر دستخط کیے جس میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ سیاسی انتقام کی بنیاد پر قائم کئے گئے مقدمے ختم

کئے جائیں۔ شوکت عزیز کی کابینہ نے بھی ان مقدمات کو ختم کرنیکی منظوری دی جو
سیاسی بنیاد پر قائم کئے گئے تھے اور ۱۰ یا ۱۲ برسوں سے التوا کا شکار تھے۔ بالکل اس طرح
کابینہ نے این آر او کے مسودے کی منظوری دی۔

بینظیر کے قتل کے اہم ثبوت - بیت اللہ محسود - کا مٹا جانا - فائدہ کس کو ہوگا؟

اب دیکھنا یہ ہے کہ بینظیر قتل کیس کی تحقیقات کے آگے بڑھنے کے دوران ایسی کیا چیز مانع ہوئی کہ بینظیر قتل کے اہم ثبوت اور بینظیر کو قتل کرنے کے دعوے دار بیت اللہ محسود کو راستے سے اڑا دیا گیا ہے اور اس کا فائدہ کس کو ہوگا یہ تو سب کو جانتے ہیں ابھی تو اس حکومت کو صرف سال سوا سال ہوا ہے باقی تین ساڑھے تین سال کی حکومت اب آرام سے ہو جائے گی واہ جمہوریت کے چیمپئنوں واہ

دوسری طرح تحریک طالبان پاکستان کے سربراہ بیت اللہ محسود کی امریکی میزائل حملہ میں مبینہ ہلاک ہوجانے کی صورت میں محترمہ بے نظیر بھٹو کے قتل (معاف کیجیے گا شہید یا شہیدہ) کا ایک مرکزی کردار ختم ہو گیا۔ (واہ بھئی موجودہ حکومت تو ہر حال میں اپنا ہی فائدہ ہوتا دیکھ رہی ہے) جو محترمہ کے قتل میں ملوث ہونے کا اعتراف بھی کرچکا تھا اور امریکی حکام نے بھی اسی کو بے نظیر کا قاتل قرار دیا تھا۔ خوشیاں یہ نہیں منائی جارہیں کہ بیت اللہ محسود مارا گیا بلکہ خوشیاں یہ منائی جارہیں ہیں کہ بینظیر بھٹو کے قتل کا الزام (صحیح) ثابت ہونے کے امکانات بالکل ختم ہوگئے ہیں اور اب بڑوں پر منحصر ہے کہ قتل میں کسے ملوث کرتے پھریں۔۔

پاکستانی حکام شکوہ کرتے تھے کہ امریکی حکام کو بیت اللہ محسود کی مصدقہ اطلاعات فراہم کی گئیں لیکن ان کو نشانہ نہیں بنایا گیا (کیوں بھائی امریکی حکام کو کیوں دی گئی اطلاعات خود کیوں کاروائی نہیں کی گئی) اور دوسری طرف امریکی حکام کا شکوہ تھا کہ پاکستان جنوبی وزیرستان میں صحیح معنوں میں آپریشن نہیں کر رہا (جس کی قیمت باقاعدگی سے اس قوم یعنی امریکہ سے لی جارہی ہے جو اپنے معاشرے میں دوسروں کو فری میں چائے تک نہیں پلاتے)۔

عمران خان کا بڑکیں مارنا اور بے مراد ہی رہنا

ادھر ایک ٹانگہ پارٹی کے سربراہ عمران خان حسب روایت بڑکیں مارتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسمبلی نے این آر او کو ختم نہ کیا تو تحریک انصاف سپریم کورٹ سے رجوع کرے گی۔ آرٹیکل ٦ کے تحت مشرف کے خلاف کاروائی ہونی چاہیے۔ اور کہتے ہیں کہ سپریم کورٹ نے تین نومبر کے اقدامات کے خلاف فیصلہ دے کر ثابت کر دیا کہ انتخابات غیر قانونی تھے۔

صاحب سے کوئی پوچھ کر بتاسکے تو بتائے کہ ایسے ویسے مقدمات کرنے کے دعوے کرنے کے علاوہ تحریک انصاف نام کی پارٹی نے اور کیا ہے کیا ہے کبھی الطاف بھائی کو برطانیہ سے گرفتار کرکے لانے کے دعوے (کہ جب تک الطاف حسین کو برطانوی عدالتوں میں مجرم ثابت کرکے پاکستان بدر نا کرواسکا تو پاکستان نہیں آؤں گا) کبھی مشرف کو نجات دہندہ ثابت کرکے آمریت کو طول دینے والے ریفرنڈم کو کامیاب بنا کر ملک و قوم کو ترقی کی منازل پر پہنچانے کے دعوے، کبھی وزیراعظم بنائے جانے کے خوابات کے چکنا چور ہونے کے بعد قوم کے سامنے مشرف

کی حمایت پر معافی اور مشرف کے خلاف کاروائیوں کے دعوے۔
اور اب دعوے کہ تحریک انصاف این آر او کے موجودہ اسمبلی کے زریعے ختم نا کرائے جانے کے خلاف کیس کرنے کے دعوے۔ ارے بھائی کچھ اور بھی سیاست میں آتا ہے یا صرف بڑکیں مارنا اور صوبہ سرحد کے مظلوم اور امریکی دہشت گردی کے ہاتھوں ہونے والی ہلاکتوں کو اپنی سیاست کا محور بنا کر ہمدردی کے ووٹ حاصل کرنا (جس کی راہ موجودہ حکومت کے ہمدردانہ ووٹ حاصل کرنے سے ہوئی ہوگی)۔

لاہور کی فوڈ اسٹریٹ گوال منڈی

لاہور کی فوڈ اسٹریٹ گوال منڈی کے اجڑنے کے بعد دوسری مشہور منڈی کی بھی کیا باری آئے گی ؟ یا لاہور لاہور ہی رہے گا

بی بی سی کی ایک رپورٹ کی مین ہیڈنگ تھی "مشرف دشمنی نے فوڈ اسٹریٹ اجاڑ دی" خوبصورت ٹائلز اکھڑی پڑی ہیں، کھانوں پینے کی دکانیں بند اور وابستہ کاروباری افراد اور ملازمین بدترین سیاسی انتقام کا مکروہ مظاہرہ دیکھتے ہوئے شرمندہ ہیں کہ لاہور لاہور ہے۔

اور ایک سوال ہے کیا فوڈ اسٹریٹ گوال منڈی کے بعد کیا لاہور کی ایک اور مشہور و معروف منڈی (ہیرا منڈی) بھی اسی طرح بند کر دی جائے گی جس کا جواب یقیناً ہوگا "نہیں" ۔ کیونکہ وہ تو مشرف کی حکومت سے پہلے والی حکومتوں میں کبھی بنی تھی اور موجودہ حکمران جو وطن چھوڑ کر بھاگ نا سکے تھے یہیں تو نو دس سال گزار رہے تھے اور اب حکومت میں آنے کے بعد ان کے کل پرزے خوب نکل اور چل رہے ہیں جس کے سبب ن لیگ کے اراکین پارلیمنٹ کے منظر عام پر آنے والے اسکینڈل آئے دن ہمیں میڈیا کی مشرفانہ آزادی کے نتیجے میں نظر آرہے

ہیں اور جو اسکینڈلز منظر عام پر نہیں آ پا رہے ان کی تعداد کون جانے کتنی زیادہ ہو۔
لاہور کی اچھے معنوں میں مشہور و معروف منڈی (ہیرا منڈی نہیں) یعنی گوالمنڈی فوڈ اسٹریٹ کو ختم کئے جانے پر بی بی سی کے نامہ نگار نے ایک دلچسپ رپورٹ لکھی ہے۔ جس میں رپورٹر کا کہنا ہے کہ فوڈ اسٹریٹ کو سابقہ صدر جناب پرویز مشرف سے دشمنی کے جذبے نے اکھاڑ پھینکا ہے۔ دکانیں اور ڈھابے جگہ جگہ ٹوٹے پڑیں ہیں اور اس کی ساری رونق اس طرح اجاڑ ہو گئی ہے جس طرح گزشتہ ادوار میں میاں برادران کی حکومت اور بادشاہت اجڑ گئی تھی۔ جو اس فوڈ اسٹریٹ پر جاکر وہاں کے کھانوں سے لطف اندوز ہو چکے ہیں وہی بتا سکتے ہیں کہ اس فوڈ اسٹریٹ کا لاہور کے ثقافتی اور تفریحی ماحول میں کیا حصہ تھا جس کو سیاسی ماحول کی آلودگی نے بے نام ونشان بنانے کا سیاسی جابرانہ عمل شروع کر دیا گیا ہے۔
یہ فوڈ اسٹریٹ نواز شریف کے ہی منتخب کردہ سابقہ چیف آف آرمی اسٹاف اور ملک کے چیف ایگزیکٹو پرویز مشرف کے دور حکومت میں قائم کی گئی تھی جس کو دیکھ دیکھ کر شریف برادران کو تاریخ کے بدترین دن خصوصاً سلاخوں کے پیچھے کی زندگی اور جہاز کی سیٹوں سے باندھے جانا یاد آجاتا تھا اور ان کو لگتا تھا

کہ گوالمنڈی فوڈ اسٹریٹ میں جو لوگ ہنس بول رہے اور انجوائے کر رہے ہیں وہ دراصل میاں برادران کا مذاق اڑا رہے ہیں۔
کہتے ہیں گوالمنڈی اور گردو نواح میاں برادران کا آبائی علاقہ ہے جن گلیوں اور سڑکوں پر کھیلتے کودتے، کھاتے پیتے میاں صاحبان عمر عزیز کے اس آخری حصے میں داخل ہوئے ہیں اور لاکھ چاہتے ہوئے بھی اپنے سیاسی دشمنان یعنی مشرف اینڈ شجاعت اینڈ پرویز الٰہی کے دور حکومت میں ان کے ہاتھوں کی لگائی ہوئی فوڈ اسٹریٹ سے نظریں چرانے میں ناکام ثابت ہو رہے تھے اور ایک ماہر نفسیات نے تو مجبور ہو کر یہ کہہ دیا تھا کہ جب تک یہ فوڈ اسٹریٹ موجود رہے گی نا آپ کو زندگی پر مزا لگے گی اور نا کوئی بھی فوڈ یعنی کھانا مزا دے سکے گا چاہے آپ جہاں سے اور چاہے جو کچھ منگوا کر کھالیں۔ کیونکہ صدر مشرف خود بھی کئی بار گوالمنڈی فوڈ اسٹریٹ کے کھانوں سے لطف اندوز ہو چکے ہیں لہٰذا اجڑنے والی فوڈ اسٹریٹ کے دکانداروں میں سے اکثریت کا یہ یقین ہے کہ مشرف دشمنی نے شریف برادران کی موجودہ حکومت کو مجبور کیا کہ اس مشہور زمانہ فوڈ اسٹریٹ کو ختم کیا جائے۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ فوڈ اسٹریٹ کو اجاڑنے کے لئے کسی سرکاری اعلان کا سہارا بھی نہیں لیا گیا بلکہ کہا گیا کہ روڈ پر ٹریفک کے دباؤ کو کم کرنے کے لیے فوڈ اسٹریٹ کی

دکانوں کے باہر کرسی میز کو تجاوزات قرار دیا گیا ہے۔

اور ایک لولی لنگڑی دلیل یہ دی گئی کہ ارد گرد کے رہائشیوں کے راستے میں رکاوٹ بن رہی تھی۔ فوڈ اسٹریٹ کے دکانداروں کا کہنا ہے کہ دو مہینے پہلے پانی کے پائپ ڈالنے کے لئے فوڈ اسٹریٹ بند کروائی گئی تھی (دھوکہ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے یا لاہور لاہور ہی ہے) اور جب دکاندار دو مہینے کے بعد واپس آئے تو فوڈ اسٹریٹ کے مین گیٹ کو بھی برباد کرکے توڑ دیا گیا ہے۔ دکانداروں نے شام کو کرسیاں میزیں لگائیں تو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا عملہ اٹھا کر لے گیا (واہ بھی سٹی گورنمنٹ کے عملے سے بھی کام لے لیا جس سٹی گورنمنٹ کو ختم کرنے اور جس کے ناکارہ ہونے کا سب سے پہلے الزام ہی شریف برادران نے حکومت سنبھالتے ہی لگایا تھا اور جو سٹی حکومت کے سیٹ اپ کو ختم کروانے میں سب سے پیش پیش ہیں۔ واہ بھی واہ جمہوری چیمپئنوں تاریخ سے اب بھی تم نے کچھ سبق نہیں سیکھا)۔

کہتے ہیں لاہور شہر میں یوں تو کھانے پینے کے کئی ہوٹل اور ریسٹورانٹ موجود ہیں مگر ذائقہ، ورائٹی اور حسین کھلا ماحول تینوں چیزیں کھانوں کی اس گلی میں موجود تھیں جس کی وجہ سے نا صرف مقامی لوگ بلکہ سیاحوں کی بڑی تعداد آتی تھی اور اس فوڈ اسٹریٹ کے دورے کے بغیر لاہور کا سفر مکمل نہیں گردانا جاتا

تھا۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس بدنامی یعنی ایک اہم فوڈ اسٹریٹ کو سیاسی انتقام کے طور پر بند کروانے کے بعد شریف برادران کی حکومت یقیناً ایک اس سے بھی جدید اور اس سے بھی زیادہ پر سہولت اور پر فضا مقام پر شاندار فوڈ اسٹریٹ بلکہ ایک سے زائد فوڈ اسٹریٹس کھولنے کا جلد ہی فیصلہ اور اعلان کردے گی جس کا کریڈٹ سارا ظاہر ہے موجودہ شریف برادران کی حکومت کو جائے گا مگر سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا اس طرح کے عمل سے بادشاہت کے دور کی یاد تازہ نا ہو جائے گی اور وہ بھی جمہوریت کے چیمپئن بننے کے دعوے دار سیاستدانوں کی بادشاہت والی سوچ۔ اس کھلے تضاد اور بے حسی کو ہم کیا نام دیں کیا ہمارے سیاستدانوں نے ماضی سے کچھ سبق سیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ بالکل نہیں سیکھا۔ اور جو خود اپنی غلطیوں سے سبق نہیں سیکھا کرتے وقت و حالات انہیں اچھا سبق سکھاتے ہیں۔

دکانداروں کا کہنا تھا کہ وہ تو سیاسی انتقام کی لپیٹ میں آ جانے کے خوف کے ڈر سے احتجاج بھی نہیں کر سکتے بس اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ بغض مشرف میں لاہور کی اہم ترین ثقافتی نشانی کو بے حسی کے برتنوں میں سیاسی ڈھٹائی کا تڑکہ لگا دیا گیا ہے۔

شرم ان کو مگر نہیں آتی۔ مگر لاہوریے دکاندار دکھی دل کے ساتھ یہ نعرہ لگاتے ہوئے بھی پائے گئے کہ چلو جی کوئی گل نہیں لاہور لاہور ہے مگر اس نعرے کے کھوکھلے پن کو ظاہر کرنے کے لیے ان کی آنکھوں سے چوری چوری نکلنے والے پانی کے قطرے جنہیں عرف عام میں آنسو کہا جاتا ہے کچھ اور ہی داستان سنا رہے تھے۔

اہل لاہور آواز میں آواز ملا کر ہم بھی نعرہ مارتے ہیں کہ چلو جی کوئی گل نہیں لاہور لاہور ہے۔

"بچپن کی یاد ایک دعا" لب پے آتی ہے دعا بن کے تمنا میری

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری
دور دنیا کا میرے دم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اجالا ہو جائے
ہو میرے دم سے یونہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت
زندگی ہو میری پروانے کی صورت یارب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب
ہو میرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
دردمندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا
میرے اللہ برائی سے بچانا مجھ کو

نیک جو راہ ہو اسی راہ پہ چلانا مجھ کو
ہاں یاد آیا یہ دعا ہماری اصل تھی اس میں ہمارے بچپن کی معصومیت اور پاکیزگی تھی
اس میں پیار، خلوص، محبت، حقیقت اور دردمندی ہے۔
اب حالات کے جس موڑ پر ہم بحیثیت قوم پہنچ چکے ہیں کیا ہم صحیح چل رہے ہیں اور
منزل کی طرف جا رہے ہیں اور ہماری منزل ہے کیا۔ کتابی منزل نہیں بلکہ حقیقی منزل۔
(کوئی تصور بحیثیت قوم ہم نے قائم کیا ہے اپنی منزل کا (دینی یا دنیاوی
کیوں ہم اتنا دور نکل آئے ہیں قائدِ اعظم محمد علی جناح نے جب پاکستان بنانے کی
جدوجہد شروع کی تھی اور امید کے دریا سامنے کیے تھے تو سچے دل سے ایک آزاد ملک
کی تمنا اور اس کی کوشش کرنے والے کی یقیناً کوئی منزل تھی کہ کیسی پاک زمین حاصل
کرنی ہے اور اب جبکہ ایک زمین کا قطعہ ہمارے پاس موجود ہے تو کیا منزل کی طرف
ہمارے قدم بھی رواں دواں ہیں یا اب بھی منزل کہیں اور اور سفر کہیں اور کا ہے۔
اگر سوچیں اور سمجھیں کہ ہم منزل سے دور جا رہے ہیں تو اب بھی وقت ہے ہم بہت

دور نہیں گئے ہیں ہاں راستہ بھول گئے ہیں شائد مگر پھر بھی زیادہ دیر نہیں ہوئی ہے چلو لوٹ چلیں اور قائد کے فرمان کو اٹھا کر دیکھیں کہ منزل کا بہترین راستہ کون سا ہے اور یہ کیا کشکول جیسا اٹھا رکھا ہے منزل کی طرف روانگی سے پہلے اس کشکول کو توڑنا ہوگا وگرنہ منزل کی طرف راہ دکھانے اور کشکول میں خیرات ڈالنے والے ہمیں راستے سے بھٹکاتے ہی رہیں گے اور منزل کھوٹی کرتے رہیں گے۔

پاکستان ہماری آن ہماری شان سب سے پہلے پاکستان

اللہ اکبر پاکستان زندہ باد

جناح پور - حصہ ا

الحمداللہ رب العالمین :

اللہ کا ایک ارشاد پاک ہے جس کا مفہوم کچھ اسطرح ہے "کہہ دو حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل تو ہے ہی مٹنے کے لیے"

.بریگیڈیر امتیاز احمد جو گزشتہ مہینوں میں جماعت اسلامی کے سابق امیر پر پیسے لینے کے الزامات عائد کرچکے تھے اور یہ بھی بیان کرچکے تھے پوری قوم کے سامنے کہ سابقہ سربراہان آئی ایس آئی نے اسلامی جمہوری اتحاد بنائی تھی اور اس کے اہم اہم رہنماؤں میں رقوم تقسیم کی تھیں۔

اتوار یکم رمضان المبارک کو قوم نے اس حقیقت کا باضابطہ اعتراف اعلیٰ ترین فوجی عہدے داران کے منہ سے خود سن لیا کہ جناح پور کا نقشہ ڈرامہ تھا۔ متحدہ کے احتجاج پر نواز شریف نے ڈی جی آئی ایس آئی سے بات کرکے آپریشن جاری رکھنے کی اجازت دی تھی۔

ایم کیو ایم کو جناح پور کے ڈرامے میں پھنسائے جانے کے وقت کے کور کمانڈر

کراچی کو قوم نے ان ہی کی زبان سے یہ کہتے سنا کہ "متحدہ والے ہمارے بھائی ہیں :

جنرل (ر) نصیر اختر

حق کے اس سفر میں ہمارے ساتھ رہے گا

جناح پور کے ڈرامے اور آئی جی آئی کی حقیقت

جناح پور کا نقشہ ڈرامہ تھا.بریگیڈیر امتیاز احمد کا بیان۔
اس وقت کے کور کمانڈر جنرل (ر) نصیر اختر نے قوم کے سامنے اپنے منہ سے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ " جنرل آصف نواز نے آپریشن کی اجازت دی اور جب یہ نقشہ سامنے آیا تو بہت افسوس ہوا۔
حساس اداروں کے سابقہ سربراہان کے اس اعتراف کے بعد کہ ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن کے دوران ایم کیو ایم کے دفاتر سے جناح پور کا نقشہ پیش کرنا ڈرامہ تھا اور انہیں نقشہ کی برآمدگی کا کوئی علم نہیں تھا۔ یہ اعترافات قوم کے سامنے اور ریکارڈ پر موجود ہیں جس میں سابق کور کمانڈر کراچی جنرل (ر) نصیر اختر اور انٹیلی جنس بیورو کے سابق ڈائریکٹر جنرل بریگیڈیر امتیاز احمد نے قوم کے سامنے اعتراف کرتے ہوئے کیا۔
اسی پروگرام میں بریگیڈیر امتیاز احمد نے کہا کہ آئی جے آئی میں نے نہیں بلکہ اس وقت کے صدر اسحاق خان، چیف آف آرمی اسٹاف مرزا اسلم بیگ اور ڈی جی

آئی ایس آئی حمید گل نے بنوائی تھی۔ سانحہ بہاولپور جس میں ضیاالحق اور فوج کی اعلیٰ کمان کے کئی افسران ہلاک ہوئے اس کے بعد ملک میں خلاف پیدا ہو گیا تھا اور ضرورت تھی کہ آئندہ الیکشن فوراً کروائیں جائیں اور دائیں اور بائیں بازو کے مقابلے میں دائیں بازو کی جماعتوں کو متحد کیا جائے انہیں ایک جگہ متحد کیا جائے تاکہ آئندہ انتخابات میں پیپلز پارٹی اور بینظیر بھٹو کا راستہ روکا جاسکے۔

.برگیڈیر امتیاز احمد جو سابق ڈائریکٹر آئی بی تھے انہوں نے پوری قوم کو اس بات سے آگاہ کیا جس سے قوم پہلے ہی آگاہ تھی کہ

آئی جے آئی میں نے نہیں بلکہ اس وقت کے صدر اسحاق خان، چیف آف آرمی اسٹاف' مرزا اسلم بیگ (جن کا ضیاالحق کے ساتھ طیارے میں جانا شیڈولڈ تھا مگر وہ عین وقت پر اپنے پروگرام کو تبدیل کر بیٹھے اور ایک ہیلی کاپٹر پر کہیں اور روانہ ہوئے اب اس بات کا کیا کہیے کہ ضیاالحق اور جنرل اختر عبدالرحمٰن کے مارے جانے کی صورت میں چیف آف آرمی اسٹاف بننے کی سعادت مرزا اسلم بیگ صاحب ہی کے نصیب میں آنی تھی) اور ڈی جی آئی ایس آئی حمید گل نے بنائی تھی (جو امریکی احکامات کو مانتے رہے بڑے خوشی اور جذبے کے ساتھ مگر جب انہیں نکال باہر کیا گیا تو دم جلے ----- کی طرح امریکی مخالفت پر آمادہ ہوئے تاکہ

عوام ان کے امریکی نواز خدمات کو بھول جائے) اور مزید یہ کہ اس فیصلے میں قاضی حسین (جی ہاں اس وقت کے امیر جماعت اسلامی) ، پروفیسر غفور (ایک اور جماعتی)، مولانا فضل الرحمٰن (مولان ڈیزل جنہوں نے ایک امریکی وفد کے دوران امریکی سفیروں کو یہ کہہ کر حیران کر دیا کہ بغیر داڑھی والے تو بہت آزمائے اتنے اعلیٰ عہدوں پر کبھی اس داڑھی والے کو بھی آزما دیکھیے مایوس نا ہونگے) اور نواز شریف جی ہاں شیر جمہوریت پنجاب کے کئی اراکین اسمبلی کے کئی اسکینڈلز میں ملوث ہونے) والی جماعت کے سربراہ) بھی شامل تھے : بریگیڈیر امتیاز احمد کا بیان۔

حقیقت جاننے اور ماننے کے حق کے اس سفر ہمارے ساتھ رہیے گا۔

آئی جے آئی کو سپورٹ نا کرنے کی سزا ایم کیو ایم کو دینا

.بریگیڈیر امتیاز احمد نے مزید کہا کہ

انہوں نے مزید کہا کہا اس سلسلے میں انہوں نے اپنے سینئرز کے حکم کے تحت نائن زیرو پر متحدہ کے قائد الطاف حسین سے ملاقات کی تھی۔ یہ ملاقات پانچ گھنٹے جاری رہی ملاقات میں انہوں نے الطاف حسین سے کہا کہ آپ دائیں بازو کی جماعت کو سپورٹ کریں مگر الطاف حسین نے دائیں بازو کی جماعتوں کو سپورٹ کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ ایم کیو ایم کے خلاف ریاستی آپریشن اور جناح پور کے نقشے کی برآمدگی کے سوال پر .بریگیڈیر امتیاز احمد نے کہا کہ ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن کی اجازت اس وقت کے وزیراعظم نواز شریف سے نہیں لی گئی اور ان کی اجازت کے بغیر یہ آپریشن شروع ہوا۔

جب یہ آپریشن شروع ہوا اور ایم کیو ایم نے اس آپریشن کے خلاف آواز اٹھائی تو نواز شریف نے اس وقت کے ڈی جی آئی ایس آئی سے یہ معاملہ ڈسکس کیا اسکے بعد انہوں نے (نواز شریف) نے اس آپریشن کو جاری رکھنے کی اجازت دیدی۔ انہوں نے کہا کہ ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن کی اطلاع وزیراعظم نواز شریف کو نہ

ہونا ان کی سیاسی معصومیت ہے کہ اتنی بڑی چیزوں کا انہیں علم ہی نہیں ہوتا؟

انہوں نے مزید کہا کہ ایم کیو ایم کے دفتر سے جناح پور کے نقشہ کی برآمدگی ایک ڈرامہ تھی۔ جب میں نے سات دن بعد اس واقعہ کی تفتیش کی تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ سارا معاملہ ڈرامہ ہے اور ایم کیو ایم کے کسی بھی دفتر سے جناب پور کا نقشہ برآمد نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ جنرل نصیر اختر اس وقت کور کمانڈر کراچی تھے ان کی مرضی کے بغیر جناح پور کے بقش برآمد ہونا بڑا سوال ہے انہیں تفتیش کرنی چاہیے تھی اس قسم کے نقشہ کس نے پیش کیے۔

آئی جے آئی بنوانے کے فیصلے کے متعلق امتیاز احمد کا مؤقف تھا اس فیصلے میں جماعت اسلامی کا بنیادی حصہ تھا جس میں قاضی حسین احمد، پروفیسر غفور احمد، مولانا فضل الرحمٰن، نواز شریف اور دیگر بھی شامل تھے۔ یہ متفقہ فیصلہ تھا جس میں چیف آرف آرمی اسٹاف مرزا اسلم بیگ، صدر اسحاق خان، حمید گل اور وہ خود (بریگیڈیر امتیاز احمد) شامل تھے۔ اس منصوبے کی تکمیل کے لیے پیسہ ایوان صدر سے آیا تھا یہ پیسہ آئی جے آئی کی تشہیری مہم کے لیے تھا۔ اس کی تقسیم کیلیے مرکزی کمیٹی بنائی گئی جس میں جماعت اسلامی، ملک نعیم حسن اور جے یو آئی کے رہنما سمیع الحق شامل تھے۔

مرنے کے بعد گناہ گار بندے تو مان جاتے ہیں مگر اللہ نہیں مانتا

ایک سبق آموز واقعہ جسے آپ ایک کہانی کی طرح بھی پڑھ سکتے ہیں جس کی کوئی حقیقت یا کوئی تصدیق میں نہیں کر سکتا کہ ایسا واقعہ ضرور ہی ہوا ہوگا مگر اگر سبق حاصل کرنے کی غرض سے پڑھیں اور فکر کریں تو انشا اللہ اس کہانی میں کئی زاویوں سے زبردست سبق حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

ایک دن ایک صوفی بزرگ بازار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں بادشاہ وقت کا گزر ہوا۔

بادشاہ نے صوفی بزرگ سے دریافت کیا:

" حضرت کیا کر رہے ہیں "

صوفی بزرگ نے بڑے جوش و جذبے سے کہا:

" اللہ کے بندوں کی اللہ عزوجل سے صلح کروا رہا ہوں۔ اللہ تو مان رہا ہے مگر بندے نہیں مانتے، کوشش کرتا ہوں صلح ہو جائے اور انشا اللہ ہو جائے گی"

بادشاہ سلام کر کے آگے بڑھ گیا۔

کچھ دنوں بعد بادشاہ کا گزر ایک قبرستان کے قریب سے ہوا تو دیکھا کہ وہی بزرگ قبرستان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

بادشاہ نے سلام دعا کے بعد عرض کی :

" اور حضرت کیا کر رہے ہیں "

صوفی بزرگ نے بڑی مایوسی اور پریشانی کے کے عالم میں کہا :

" بندوں کی اللہ سے صلح کروا رہا ہوں آج وہ بندے تو مان رہے ہیں مگر اللہ نہیں مان رہا اور اب تو لگتا ہے کوششیں بے کار ہی ہونگیں کاش اس وقت مان لیتے جب اللہ صلح چاہتا تھا "

ایک انگریزی ای میل (عامر بھائی کی طرف سے) کا اردو میں ترجمہ اور اضافہ

والسلام آپ سے دعاؤں کا طلبگار

محمد فرقان

ذوالفقار مرزا۔ سیاسی شعور اور احساس ذمہ داری کا فقدان حصہ اول

گزشتہ دنوں پاکستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت کے صوبائی وزیر داخلہ ڈاکٹر ذوالفقار مرزا کی مختلف ٹی وی چینلز پر ہونے والی پریس کانفرنس سنی جس میں وزیر موصوف نے انتہائی پست سیاسی انداز و گفتار کا اظہار کیا اور ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی لڑاکا جھگڑالو اپنی پڑوسن سے لڑ رہی ہو (خواتین سے انتہائی معذرت کے ساتھ)۔
مذکورہ پریس کانفرنس میں وزیر موصوف کے ساتھ صوبہ سندھ کے وزیر اعلیٰ بھی زیر لب مسکراتے ہوئے نظر آئے اور ساتھ ہی شازیہ مری صاحبہ اور دوسرے پیپلز پارٹی کے لیڈران بھی بیٹھے ہوئے تھے۔
صدر مملکت پاکستان آصف علی زرداری صاحب نے گزشتہ دنوں کراچی میں منعقدہ پیپلز پارٹی کے یوم تاسیس کے موقع پر اسلام آباد سے ریلی سے خطاب کیا۔ یہ ایک سیاسی لیڈر کا اپنے کارکنوں اور ہمدردوں سے خطاب تھا اور اس وقت حالانکہ زرداری صاحب ملک کے صدر بھی تھے مگر مذکورہ خطاب خالصتاً اپنے کارکنوں اور ہمدردوں اور ووٹروں سے تھا (اب کیا کیا جائے کہ صدر مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان بیک وقت صدر مملکت اور اپنی سیاسی پارٹی کے شریک

چیئرمین بھی ہیں یعنی دو ٹوپیاں انہوں نے بھی پہنی ہوئی ہیں)۔

دوران خطاب خالصتاً سیاسی بیانات جس میں صدر مملکت نے کبھی اپنے سیاسی مخالفین اور اپنے سیاسی حواریوں اور سیاسی دوستوں کو مخاطب کیا اور میڈیا کو بھی کچھ بے نقاط سنائیں خصوصاً ایک ٹی وی چینل جس کا نام نہیں لیا گیا مگر اس پر شدید تنقید کی۔ دوران تقریر اپنے کچھ سیاسی دوستوں کو بھی سنایا گیا جس کا نتیجہ موجودہ وزیر داخلہ صاحب نے کچھ اسطرح نکالا کہ وہ فوراً دوسرے ہی دنوں میں پریس کانفرنس منعقد کروا بیٹھے اور انہوں نے اپنے تئیں یا اپنی پارٹی کے کچھ دانشوروں کے اشارہ کرنے کے نتیجے میں متحدہ قومی موومنٹ سے اپنی کوئی پرانی رنجش نکالتے ہوئے متحدہ قومی موومنٹ کے لیڈران اور خصوصاً ایم کیو ایم کے پارلیمانی لیڈر ڈاکٹر فاروق ستار صاحب پر ایک کے بعد دوسرے الزامات لگانے شروع کیے۔

ان تمام الزامات کے لیے کیا ہی بہتر نا ہوتا کہ یہ تمام الزامات عدالت میں پیش کیے جاتے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا۔ اور عاقبت نا اندیش انداز سے انہوں نے اتنے اوچھے طریقے سے اپنی سیاسی حریف کے خلاف پریس کانفرنس کی کہ جہاں متحدہ قومی موومنٹ نامی تحریک سے وابستہ لوگ اور ہمدردان انتہائی برہم اور ناراض دکھائی دیے وہیں پاکستان پیپلز پارٹی کے

سلجھے ہوئے سمجھ دار لوگ اور ہمدردان شرمندہ اور نادم دکھائی دیے۔

اور جس طرح ایم کیو ایم کی اعلیٰ قیادت نے معاملہ فہمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ذوالفقار مرزا کے انتہائی گھٹیا الزامات والی پریس کانفرنس کے بعد بھی جس طرح اس پریس کانفرنس کو پیپلز پارٹی کی پالیسی ماننے سے انکار کیا وہیں تنظیمی ذمہ داران نے میڈیا پر آکر ھوالفقار مرزا صاحب کی اس پریس کانفرنس کو ذوالفقار مرزا کی زاتی رائے اور پریس کانفرنس قرار دے دیا اور دوسرے ہی دن پاکستان پیپلز پارٹی کے صدر آصف علی زرداری صاحب نے اپنے تمام لیڈران کو ایم کیو ایم کے خلاف اس طرح کی الزام تراشی اور بیانات روکنے کا حکم دیا جس کا ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین صاحب نے اپنے بیان میں خیر مقدم بھی کیا۔

ایک ہفتہ میں میڈیا کی آنکھیں اور کان کھولنے کے وعدے کا اعتبار؟

گزشتہ دنوں ہونے والی ایک ذاتی حیثیت کی پریس کانفرنس وزیر داخلہ سندھ ڈاکٹر
ذوالفقار مرزا نے میڈیا کے سامنے اس بات کا وعدہ کیا ہے جو ریکارڈ پر ہے کہ وہ ایک
ہفتے میں میڈیا کی آنکھیں اور کان کھولنا چاہتے ہیں۔اب دیکھنا یہ ہے کہ اپنے پارٹی
صدر اور مملکت پاکستان کے صدر مملکت کے حکم کے بعد بھی ذوالفقار مرزا صاحب جیسا
باخبر شخص جو بقول ان کے اپنے الفاظ

"میں ایک ہفتے میں میڈیا کی آنکھیں اور کان کھولنا چاہتا ہوں"

کی پاس رکھتے ہوئے بے چارے اور بے خبر میڈیا کی آنکھیں اور کان کھولنا چاہتے ہیں
یا اس کارہائے خیر کے لیے کوئی اور وقت منتخب کرنا چاہیں گے۔

اب لے دے کہ ایک ہی بات باقی ہے اور وہ یہ کہ ڈاکٹر ذوالفقار مرزا جو وزیر داخلہ
سندھ ہیں اپنی ملکیت یعنی "مرزا شوگر مل" کے حوالے سے کوئی انکشاف ہی کر ڈالیں
کہ غریب اور بے بس عوام سے بچی ہوئی کتنی ٹنوں شکر ان کے گوداموں اور خفیہ
مقامات پر رکھی ہوئی ہے اور اس طرح کے انکشاف کے بعد وہ

سینہ ٹھونک کر کہہ سکتے ہیں کہ دیکھا میں نے ایک ہفتے میں میڈیا کی آنکھیں اور کان کھول دیے۔

وگرنہ اپنے پارٹی صدر کے ایم کیو ایم کے خلاف کسی بھی سیاسی بیان کے بعد اب یقیناً وزیر داخلہ کی آنکھیں نا صرف کھل چکی ہو نگیں بلکہ اب سب کچھ صحیح نظر آرہا ہوگا۔ کہتے ہیں ذوالفقار مرزا صاحب کو اب وہ بھی نظر آنے لگے گا جسکی ان کی چھوٹی سی صوبائی وزارتی آنکھ شائد تاب نالاسکے۔

میڈیا کی آنکھیں اور کان کھولنے کے دعوے داروں کے اپنے حالات

وزیر داخلہ سندھ محترم قبلہ بڑے حکیم جناب ذوالفقار مرزا صاحب کی اطلاع اور انکی آنکھیں اور کان کھولنے کے لیے ایک صاف مثال پیش خدمت ہے جس پر غور کریں تو مرزا صاحب کی کھلی آنکھوں اور کان کی درستگی کی حقیقت بھی صاف عیاں ہوسکے گی اور ان کے شعور کے دروازوں کی بند کنڈیاں بھی شائد عام عوام اور میڈیا کو نظر آجائیں گیں یاد کیجیے گزشتہ کئی مہینوں سے جب متحدہ قومی موومنٹ سندھ اور خصوصاً کراچی میں طالبائزیشن کے خطرے سے مسلسل آگاہ کر رہی تھی تو موصوف فرماتے تھے کہ نہیں ایسا کچھ نہیں ہے اور متحدہ قومی موومنٹ بلاوجہ شور شرابہ کر رہی ہے۔

اور پھر موصوف ہی کی وزارت داخلہ کے ریکارڈز اور ملک کے قومی اخبارات کی خبروں کا اور کراچی پولیس کے ریکارڈز اس بات کی شہادت، گواہی دینے کے لیے کافی ہیں کہ کراچی سے طالبان اور شدت پسند عناصر کس طرح اور کتنی بڑی تعداد میں شہر کے مختلف علاقوں سے بھاری ہتھیاروں کے ساتھ گرفتار کیے گئے کہ جن کے گرفتار نا ہو سکنے اور ان دہشت پسندوں کے منصوبے پورے ہوجانے کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کا تصور ہی ہولناک ہے۔ اور ان تمام گرفتاریوں اور چھاپوں کی اطلاع سی سی پی او کراچی اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اور

اخبارات و الیکٹرانک میڈیا مسلسل عوام کو دیتے رہے چنانچہ عوام کو اس بات کا بخوبی اندازہ ہے کہ وزارت داخلہ کی آڑ میں اپنے کاروبار اور اپنے پرانے کرتوت کرنے والوں کو کیا پتہ کہ وزارت داخلہ کا قلمدان کس قدر زمہ داری کا متقاضی ہوتا ہے۔ اور میڈیا کی آنکھیں اور کان کھولنے کے دعوے داروں کی حقیقت سب کے صرف سامنے ہے۔

دراصل ذوالفقار مرزااور ان جیسی وڈیرانہ اور جاگیر دارانہ سوچ رکھنے والے افراد کسی بھی طور متحدہ قومی موومنٹ کی مڈل کلاس سے وابستگی کو ہضم نہیں کر پارہی اور کبھی بلدیاتی الیکشن کے حوالے سے اور کبھی دوسرے حوالوں سے ایم کیوایم کے ٹھوس مؤقف اور راست اقدامات کے مطالبے کو مسلسل اور غیر دانشمندانہ انداز سے نظر انداز کرنے کی سعی لاحاصل میں مصروف ہے۔

افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ ذوالفقار مرزا جیسے سیاسی سوچ و کردار سے عاری شخص جب میڈیا میں بیٹھ کر اس قدر غیر ذمہ دارانہ اور سطحی باتیں کر رہا تھا تو ذوالفقار مرزا کے برابر میں ہی وزیر اعلیٰ سندھ اور شازیہ مری بھی براجمان تھے جس سے اس خیال کو تقویت ملی کہ دانستہ و نادانستہ پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت پر سطحی اور سیاسی سوچ و فکر سے عاری لوگوں کا بہت حد تک غلبہ ہوتا جا رہا ہے۔

بہر حال اس طرح کے شعبدے باز اور شعبدے بازیاں عوام کو بنیادی مسائل سے نجات نہیں دلا سکتے۔ کیا وجہ ہے کہ ملک میں جمہوریت ہونے کے باوجود غریب غریب سے غریب تر اور امیر امیر تر ہوتا جارہا ہے اور کہیں اگر ہماری ریٹنگ اور اسٹینڈنگ مستحکم ہوئی ہے وہ کرپشن کا شعبہ ہے جہاں مملکت پاکستان، جی ہی ہماری مادر وطن کا نمبر اقوام عالم میں سینتالیسویں نمبر سے بیالیسویں نمبر پر آگیا ہے یہ تحفہ دیا ہے ہم نے اپنی مادر وطن پاک وطن کو جس کے نعرے لگاتے اور کھپے اور جیوے جیوے کہنے سے ہماری زبان نہیں تھکتی۔ کیوں نہیں یہ منافقت اب بس کردیں ہم سب اور پاکستان کھپے اور جیوے جیوے پاکستان کہنے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی مملکت خداداد پاکستان کی حرمت اور عزت کے لیے کچھ کام کیے جائیں۔

سنبھل جاؤ دسمبر آگیا ہے۔ مصطفےٰ عزیز آبادی

مصطفےٰ عزیز آباد صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی جس کے نتیجے میں چند لوگوں نے اسے اپنے اوپر تصور کیا اور دھواں دار تقریر اور پریس کانفرنس کیں اور نتیجہ بے نتیجہ ہی رہا۔

اس نظم کے اشعار پیش خدمت ہیں :
نظم کا عنوان ہے "سنبھل جاؤ دسمبر آگیا ہے
(این آر او کے حوالے سے منظوم تبصرہ)
مصطفےٰ عزیز آبادی۔

وہ جس کی جنبش ابرو سے ہو کر
پرندے اپنا رستہ ناپتے ہیں
وہ جس کے رعب سلطانی سے ڈر کر
سفیران وطن بھی کانپتے ہیں
کہیں مل جائے وہ سلطاں تو کہنا

سنبھل جاؤ دسمبر آگیا ہے

ادھر ہے اک سمندر مال وزر کا
ادھر ہر ایک گھر میں مفلسی ہے
وہاں خوشحال ہیں بس چند گھرانے
یہاں فاقہ کشی ہے، خودکشی ہے
یہ کیسا دور بدتر آگیا ہے
سنبھل جاؤ دسمبر آگیا ہے

اصول و ظرف سے کیا کام ان کو
فقط دولت ہو جن کا دین وایماں
ہیں جن کے واسطے کیڑے مکوڑے
غریبی میں سسکتے روتے انساں
ہے جو مشہور رہزن سارے جگ میں
وہ بن کے آج رہبر آگیا ہے
سنبھل جاؤ دسمبر آگیا ہے

دیا تھا جس نے مشکل میں سہارا

اسی کو داغ رسوائی دیا ہے
دیے جس نے بھروسے کے خزانے
اسے ہر گام پہ دھوکہ دیا ہے
جسے سمجھا گیا تھا دوست اب وہ
لئے ہاتھوں میں خنجر آگیا ہے
سنبھل جاؤ دسمبر آگیا ہے
کہاں تک اب رفیقان چمن بھی
تمہارے درد کے رشتے نبھائیں
یہی بہتر ہے سب کچھ بھول کر ہم
اب اپنے راستوں کو لوٹ جائیں
جہاں پر زہر بن جائے رفاقت
سفر میں اب وہ منظر آگیا ہے
سنبھل جاؤ دسمبر آگیا ہے۔

امکان غالب ہے کہ اسی نظم پر ناراض ہو کر صدر مملکت آصف علی زرداری نے کراچی میں منعقدہ پیپلز پارٹی کے یوم تاسیس کے موقع پر اسلام آباد سے خطاب کرتے ہوئے سیاسی دوستوں کو لپیٹنے کی کوشش کی تھی اور آج ہی اپنے ایک نہایت

بھروسے والے وزیر موصوف کو اور دوسرے پارٹی رہنماؤں کو ایم کیو ایم کے خلاف
بیانات نہ دینے کے احکامات صادر فرمائے ہیں اور ایک اچھے حلیف کے طور پر ایم کیو ایم
کے قائد جناب الطاف حسین نے بھی اپنی پارٹی کے رہنما مصطفےٰ عزیز آبادی کی اس نظم پر
برہمی کا اظہار کیا ہے اور غالباً ہدایت جاری کی ہیں کہ اس طرح کی نظمیں اور بیانات
رابطہ کمیٹی کی منظوری کے بعد شائع ہونے چاہیے۔

جیسے کو تیسا

ایک نیوی میں بھرتی کا امیدوار ٹیسٹ اور انٹرویو دینے گیا تو ایک پرانے نیوی افسر نے
اس سے پوچھا
کہ مسٹر اگر تمہارا جہاز کھلے سمندر میں ہے اور اچانک ایک سمندری طوفان آ جائے تو تم
کیا کرو گے ؟
امیدوار: جناب میں فورا جہاز کا لنگر سمندر میں ڈال دوں گا تاکہ جہاز ڈوبنے سے بچ
جائے
افسر: اور اگر اسی اثنا میں ایک اور سمندری طوفان آ جائے تو پھر تم کیا کرو گے ؟
امیدوار: جناب میں جہاز کا دوسرا لنگر سمندر میں ڈال دوں گا۔
افسر: اور اگر ایک سمندری طوفان آ جائے تو پھر ؟

امیدوار: جناب میں جہاز کا تیسرا لنگر بھی سمندر میں ڈال دوں گا تاکہ جہاز بچ سکے

افسر جھنجھلا کر: اور اگر اچانک دو سمندری طوفان اور آجائیں تو تم کیا کروگے؟

امیدوار: جناب میں جہاز کے مزید دو لنگر سمندر میں پھینک کر جہاز بچالوں گا

افسر غصے سے: اور میاں تم اتنے لنگر جہاز میں کہاں سے لاؤگے؟

امیدروار: جناب جہاں سے آپ اتنے سمندری طوفان لائیں گے!

کچھ اچھی باتیں

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ میری کمی بیشی معاف فرمائے اور مجھے ہدایت کاملہ و عاجلہ نصیب فرمائے اور ہمیں اللہ عزوجل کا سچا و پکا فرمانبردار بنائے اور ہمیں سنتوں سے آراستہ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) اور یہی دعا سب مسلمانوں کے لیے ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں کلام پاک میں

"اور اس سے اچھی بات کس کی جو بلائے اللہ کی طرف اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں مسلمین میں سے ہوں"

"اعمال کا دارومدار نیت پر ہے"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار ارشادات میں سے ایک ارشاد یہ بھی ہے کہ

"علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین ہی کیوں نا جانا پڑے"

"صفائی نصف ایمان ہے"

ولیم شیکسپئر نے ایک بار کہا

تین چیزیں کامیابی کے لیے بہت ضروری ہیں"

۱۔ دوسروں لوگوں سے زیادہ جاننا

۲۔ دوسروں لوگوں سے زیادہ کام یا محنت کرنا کرنا

۳۔ دوسروں لوگوں کے مقابلے میں امیدیں کم رکھنا

چارلس کہتا تھا

چار چیزیں کبھی اپنی زندگی میں مت توڑنا"

۱۔ اعتماد ۲۔ وعدہ ۳۔ تعلقات اور ۴۔ دل

کیونکہ جب ان چاروں میں سے کوئی چیز ٹوٹتی ہے تو آواز نہیں ہوتی مگر تکلیف بہت زیادہ ہوتی ہے

جرمنی کا ایڈولف ہٹلر کہتا تھا

اگر آپ جیت جائیں تو آپ کو تاویل اور صفائی دینے کی ضرورت ہی نہیں اور اگر" آپ ہار جائیں تو بھی آپ کو تاویل اور صفائی دینے کے لیے زندہ نہیں رہنا چاہیے"۔

شاید یہی وجہ تھی کہ ایڈولف ہٹلر نے جنگ میں ناکامی کے یقین کے بعد گرفتاری دینے) (کے بجائے خودکشی کرنے کو ترجیح دی

مدر ٹریسا کہتی تھیں

اگر ہم لوگوں کو آزمانے اور سمجھنے میں لگے رہیں تو ہمیں لوگوں سے پیار و محبت کرنے"
"کا وقت کب اور کتنا ملے گا

اگر ہم ان لوگوں اور چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے جنہیں ہم ملتے یا دیکھتے ہیں تو اس"
"خدا سے کیسے محبت کر سکیں گے جنہیں ہم دیکھ بھی نہیں سکتے

بونی بلیئر کہتا تھا

جیتنا اس کا نام نہیں ہے کہ آپ پہلے نمبر پر آ گئے ہیں جیتنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے"
" پچھلی مرتبہ کی بانسبت اس مرتبہ اچھی کارکردگی دکھائی ہے

لیو ٹولسٹو کہتا تھا

ہر شخص دنیا کو تبدیل کرنے اور دیکھنے کا خواہش مند ہے مگر کیا ہر شخص اپنے آپ کو"
"تبدیل کرنے یا دیکھنے کے لیے تیار ہے؟

انسانی زندگی کی اکاؤنٹنگ

انسانی زندگی کی اکاؤنٹنگ بنیادوں پر مرتب کی گئی ایک اچھی بیلنس شیٹ

ہمارا دماغ ہمارا اوپننگ بیلنس

ہماری موت ہمارا کلوزنگ بیلنس

تعصب کی بنیاد پر استوار نظریات ہمارے قرضے اور لائبلیٹیز

ہمارے مثبت تخلیقی کام ہمارے اثاثہ جات

ہمارا دل ہمارا موجودہ اثاثہ

ہماری روح ہمارا فکسڈ اثاثہ

دماغ ہمارا فکسڈ ڈیپوزٹ

ہمارا سوچنا ہمارا کرنٹ اکاؤنٹ

کامیابی ہمارا خزانہ یا کیپیٹل

کردار اور اخلاق ہمارا اسٹاک ان ٹریڈ

دوست ہمارے جنرل ریزروز

اقدار اور برتاؤ ہماری گڈول

صبر و تحمل ہمارا کمایا ہوا انٹرسٹ

محبت ہمارا ڈویڈنڈ

بچے ہمارے بونس ایشوڈ

تعلیم ہماری برانڈ اور پہچان

معلومات ہماری سرمایہ کاری یا انویسمنٹ

تجربہ ہمارا پریمیم اکاؤنٹ

مقصد ہمارا اپنی بیلنس شیٹ کو ٹیلی کرنا ٹھیک انداز سے

اور منزل ہماری جیتنا بہترین اکاؤنٹ ہولڈر کا ایوارڈ اپنے پیدا کرنے والے کی طرف

سے

چند احادیث

اگر ان احادیث کو نقل کرنے میں کوئی کمی بیشی ہوئی تو وہ شیطان کی طرف سے اور میری غلطی شمار کی جائے جس پر میں اللہ عزوجل سے معافی کا خواستگار ہوں
اور اگر الحمداللہ یہ حدیثیں ایسی ہی ہیں جیسی پیارے اور کریم حضور اکرم صلی اللہ علیہ ولہ وسلم نے ارشاد فرمائی تو یہ یقیناً حق ہیں اور ہمارے علم و عمل کے لیے روشن ستاروں کی مانند ہیں۔

پیارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن پر ہمارے ماں باپ ہم اور ہمارا سب کچھ قربان، نے فرمایا:
ابوحمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہا "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی کچھ پسند کرے جو وہ اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے" (بحوالہ بخاری و مسلم)

دعا کے سوا کوئی چیز تقدیر کے فیصلے کو رد نہیں کر سکتی اور نیکی کے سوا کوئی چیز عمر کو نہیں بڑھا سکتی۔

لباس کی سادگی ایمان کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے ہیں "جس کام سے میں تمہیں منع کردوں اس سے اجتناب کرو اور جس کام کا تمہیں حکم دوں اسے بقدر استطاعت بجا لاؤ۔ تم سے پہلے لوگوں کو ان کے کثرت سے سوالات کرنے اور انبیا علیہم السلام سے اختلاف رکھنے نے انہیں تباہ و برباد کر دیا" (بحوالہ بخاری، مسلم)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہہ سے ہی روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" اللہ پاک ہے اور وہ پاکیزہ عمل کو ہی قبول کرتا ہے"

ابوزر جندب بن جناوہ اور ابو عبدالرحمٰن معاز بن جبل رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا"تم

جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرو۔ برائی کے بعد نیکی کرو تو وہ اس برائی کو مٹا دے گی اور (لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ" (بحوالہ ترمذی

ابوالعباس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیٹے میں تجھے چند باتیں سکھلاتا ہوں۔ اللہ کو یاد رکھ اللہ تیری حفاظت کرے گا۔ اللہ کو یاد رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب بھی تجھے کچھ مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ اور جب بھی تجھے مدد طلب کرنا ہو تو اللہ سے مدد طلب کر۔ اس بات کو خوب اچھی طرح جان لے اگر ساری امت اس مقصد کے لیے اکھٹی ہو جائے کہ وہ تجھے کسی چیز کا فائدہ پہنچا دے تو وہ لوگ تجھے فائدہ نہیں پہنچا سکتے مگر اتنا جتنا اللہ تعالی نے تیرے مقدر میں لکھ دیا ہے اور اگر وہ سب لوگ اکھٹے ہو جائیں کہ تجھے کوئی نقصان پہنچائیں تو تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اتنا ہی جتنا اللہ تعالی نے تیری مقدر میں لکھ دیا ہے۔ قلمیں اٹھا لی گئیں اور صحیفے خشک ہو گئے "

روایت کیا اسے ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ترمذی کے علاوہ دیگر (محدثین نے درج زیل روایت بیان کی ہے

”اللہ کو یاد رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ تو اللہ تعالی کو خوشحالی میں پہچان وہ تجھے تنگ دستی میں پہچانے گا۔ خوب اچھی طرح جان لے جو چیز تیرے ہاتھ نہ آئی وہ تیرے نصیب میں نہ تھی اور جو چیز تجھے میسر آ گئی اس کے لیے یہ ممکن ہی نہ تھا کہ وہ تجھے نظر انداز کر دیتی۔ یہ بات خوب اچھی طرح جان لو۔ مدد صبر سے ملتی ہے۔ کشادگی وخوشحالی مصائب و آلام کے بعد آتی ہے اور تنگی کے بعد آسانی کا دور آتا ہے۔

طالب الدعا

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اللہ کے نام سے شروع، جو بڑا مہربان ہے اور جس کی شفقت ابدی ہے
قرآن مجید کی ابتدا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے جملے سے ہوتی ہے۔ اس کا ترجمہ ہے، "اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہے اور اس کی شفقت ہمیشہ رہنے والی ہے۔" اس مختصر سے جملے کو کسی بھی خدا پرست انسان کی شخصیت میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ایسا انسان جو خدا پر یقین رکھتا ہے، اس کا ہر کام خدا کے نام سے ہی شروع ہونا چاہیے۔
انسان جب کوئی کام شروع کرتا ہے تو وہ ایسا کسی سہارے کی بنیاد پر کر رہا ہوتا ہے۔ یہ سہارا انسان کی ذہنی و جسمانی صلاحیتیں بھی ہو سکتی ہیں، اس کا مال و دولت بھی ہو سکتا ہے، اس کے دوست اور ساتھی بھی ہو سکتے ہیں اور اس کے گرد و پیش میں موافق حالات بھی ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید انسان کو یہ درس دیتا ہے کہ وہ ان تمام چیزوں پر تکیہ کرنے کی بجائے صرف اور صرف اپنے رب کے سہارے پر کام کا آغاز کرے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ کے بغیر شروع کیے جانے والے کام کو برکت سے خالی قرار دیا

ہے۔

قرآن چونکہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور اس کا بنیادی مقصد انسان کو اپنے رب کے حضور جواب دہی کے لئے تیار کرنا ہے اس لئے اس کا آغاز اللہ کے نام سے کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اللہ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے نام کی اتھارٹی کے ساتھ پیش کی ہے۔

خدا کے نام سے آغاز کرنے کا تصور صرف اسلام ہی میں نہیں بلکہ تمام خدا پرست مذاہب میں موجود ہے۔ اللہ، خدا، یزداں، گاڈ، پرمیشور، رام ایک ہی ہستی کے نام ہیں جو مختلف زبانوں میں قدیم زمانے سے استعمال ہو رہے ہیں۔ دنیا بھر میں اب بھی بہت سے خدا پرست لوگ اپنے نیک کاموں کا آغاز اسی کے نام سے کرتے ہیں۔

اس جملے میں اللہ کی ایک خاص صفت پر زور دیا گیا ہے اور وہ ہے رحمت اور شفقت۔ اس رحمت کا ایک پہلو اس کا جوش اور ولولہ ہے اور دوسرا پہلو اس کی ہیشگی۔ یہ رحمت، کسی دریا کی طرح مسلسل رواں ہے اور خاص مواقع پر یہ رحمت اپنے جوش پر بھی آ جاتی ہے۔ رحمت الٰہی کا یہی جوش اور دوام انسان کے لئے ایک عظیم نعمت ہے۔ خدا کی یہی صفت ہے جس کے باعث انسان کا اپنے رب سے جو

تعلق قائم ہوتا ہے وہ محبت کا تعلق ہوا کرتا ہے۔

بعض لوگ اپنی جہالت کے باعث خدا کے بارے میں یہ تصور رکھتے ہیں کہ اس نے انسان کو شاید عذاب دینے کے لئے پیدا کیا ہے۔ وہ بات بات پر انسان سے ناراض ہو جاتا ہے اور اسی انتظار میں رہتا ہے کہ جیسے ہی انسان کو دی ہوئی زندگی کی یہ مہلت ختم ہو، اسے پکڑ کر جہنم میں جھونک دے۔

یہ تصور بالکل غلط ہے۔ قرآن مجید کی پہلی آیت یہ بیان کرتی ہے کہ اللہ تعالی سراپا رحمت ہے اور اس کی شفقت ابدی ہے۔ یہ درست ہے کہ وہ قہار و جبار بھی ہے، لیکن اس کا غیظ و غضب صرف ان لوگوں تک محدود ہے جو اس کے مقابلے میں غرور و تکبر اور سرکشی کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ انسانوں کی بہت بڑی تعداد جو اپنے رب کے مقابلے پر سرکشی اختیار نہیں کرتی، ان کے ساتھ اللہ تعالی کا تعلق محبت اور رحمت ہی کا ہے۔ وہ ان پر اپنا فضل و کرم نازل کرتا ہے اور اگر ان سے کوئی لغزش بھی سرزد ہو جاتی ہے، تو وہ توبہ کرتے ہی اسے فوراً معاف کر دیتا ہے۔

انسان کو اس بات پر غور کرتے رہنا چاہیے کہ ایسے محبت کرنے والے مالک و معبود کے ساتھ ہمارا رویہ کیا ہونا چاہیے؟

بشکریہ محمد مبشر نذیر

محبت ہو معبود سے تو کیا بات ہے

محبت ایک لازوال جذبہ اور محبت ہو معبود سے تو کیا بات ہے

محبت کرنا انسان کی فطرت میں اسی طرح شامل ہے جس طرح نفرت کرنا لیکن محبت ایک مثبت پہلو جبکہ نفرت ایک منفی پہلو ہے انسان دراصل تہہ در تہہ ایک معمہ ہے نا سمجھنے کا نا سمجھانے کا۔

انسانی فطرت کے مثبت پہلو پر اگر غور کریں تو ایک بات بڑی واضح دکھائی دیتی ہے اور وہ یہ کہ انسان بغیر کسی کے کہے بھی اس فکر میں ہوتا ہے کہ بلند و برتر زات سے محبت کی جائے۔ اور دیکھا یہ گیا ہے کہ زمانہ قدیم سے ہی جب بھی انسان کو کوئی چیز یا ہستی برتر نظر آئی اس نے اس کو پوجنا اور ماننا شروع کر دیا جس طرح سورج کی چاند کی، آگ کی اور اسی طرح طاقتور جانداروں کی پوجا اور عبادت کی جاتی رہی ہے۔ زمانہ جاہلیت کے بعد جیسے جیسے تاریخ انسانی کا ارتقا ہوتا گیا معبود اور چاہے جانے کے قابل ایک ہی ذات محسوس انداز میں ابھرتی نظر آئی جسے معبود کا نام دیا گیا اور وہ ذات معبود تھی اللہ کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

انسان کا تماشہ دیکھیے کہ ایک اللہ کو چھوڑ کر کئی خداوں پر بھروسہ اور

ایمان رکھا گیا اور سب کو ماننا چاہا سوائے ایک رب کے۔ اور اسی ایک رب یعنی اللہ کو غیر اہم سمجھ کر کئی دوسروں کی حمد اور پوجا کی گئی، انہی کی بڑائی سمجھی گئی انہی سے مدد چاہی گئی انہی کے آگے ماتھا ٹیکا گیا ان کے لیے ہی سب کچھ کیا۔

جو حق اللہ کا تھا وہ غیر اللہ کو دیا گیا اور یہ صرف پرانے ادوار میں ہی خاص نہیں تھا آج بھی عام ہے غیر اللہ کی عبادت اور ان کو بڑا ماننے والے یہ لوگ انبیائے بنی اسرائیل کے الفاظ میں "اس عورت کی مانند ہیں جو اپنا شوہر چھوڑ کر دوسرے مردوں کے ساتھ بدکاری کرتی ہے"

اللہ کے ماننے والے انبیا اور رسولوں کا طریقہ تو یہ رہا کہ دنیاوی نتائج اور انجام کی پروا کیے بغیر ان کا جینا مرنا رہنا سہنا اٹھنا بیٹھنا سب اللہ کے لیے ہوتا تھا۔ وہ ہر وقت اسی پر بھروسہ کرتے اور اسی کی بڑائی بیان کرتے۔ ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورے عرب پر غلبہ کے بعد صفا پہاڑ پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی جو حمد بیان کی اس کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کی ہے اور حمد بھی اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"

غور طلب ہے وہ وقت جب اللہ عزوجل نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ سلام اور ان کی قوم کو سمندر سے گزار دیا سلامتی کے ساتھ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان میں کیا خوبصورت حمد و ثنا کی اس حمد کا ایک جملہ "کچھ اسطرح ہے " (ان جھوٹے) معبودوں میں، اے خداوند، تیری مانند کون ہے کیا ذات تھی انبیا کرام علیہ السلام کی اور الحمداللہ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ کے مخلص بندے کیسے ہوتے ہیں اور اللہ کس طرح اپنے وفاداروں کو نوازتا ہے مگر خدارا اس کی عطا اسی پر بس نا سمجھو، وہ تو ایسا کریم ہے کہ لوگو کو غیر اللہ کی پرستش کرتے دیکھتا پھر بھی ان پر اپنی نعمتوں کے دروازے بند نہیں کرتا۔

اپنے ماننے والوں اور وفاداروں کو دینے والے تو بہت ہوتے ہیں مگر کیا کوئی ایسا بھی ہے جو اپنے نافرمانوں اور سرکشوں، بے حیاؤں اور بے وفا لوگوں پر بھی رحم کرے جی ہاں ہے ایک ذات پاک ایسی اور وہ ہے ہمارا رب "اللہ" کے جس کے سوا کوئی رب نہیں جب وہ اپنے جانثاروں اور وفاداروں کو نوازے گا روز محشر میں تو وہ بھی دیکھیں گے جو ختم ہوگئے اور ہم بھی اور ہمارے بعد آنے

والے بھی۔ تو ہے کوئی جو اپنی وفا کا مرکز و محور اپنے رب یعنی اللہ عزوجل کو بنالے انبیا کے طریقوں پر چلے اور مرتے دم تک اللہ کی محبت میں سرشار رہے اور بعد از انعام یعنی جنت میں داخل ہونے کے بعد جب وفادار اور اللہ کے وفادار کو جب اللہ کے دیدار کی شراب پلائی جائے تو وفادار کہتا رہے واہ واہ۔۔۔۔۔ واہ واہ۔۔۔۔۔ واہ واہ اور کیا سمجھے اللہ کا دیدار کیا ہوگا کاش ہماری آنکھیں اور ہمارے اعمال ہمیں وہ روشن دن دکھا دیں کہ جب ہماری ادنی ذات اللہ کی بلند و بالا ذات کا دیدار کرے اور جنت کے مزے اور جنت کے انعامات سے ہیچ نظر آئے اور حوض کوثر کا پانی ہو، پلانے والا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو اور دیدار ہو اللہ کا اور بندہ کہتا رہے

واہ واہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ واہ واہ

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ واہ واہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

واہ واہ

گرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں

ایک غریب افلاس کا مارا مسافر جو بہت بھوکا تھا اور جیب میں پھوٹی کوڑی بھی نا تھی کچھ مدد مانگنے نکلا اور مختلف مذہبی تنظیموں (جماعتوں) کے دروازے کھٹکھٹانے لگا۔ ہر ایک سے کہتا "بھائی اللہ کے نام پر کچھ دے دو میں دو دن سے بھوکا ہوں" ہر طرف سے جو جواب ملا وہ ملاحظہ فرمایئے

تبلیغی جماعت والوں نے فرمایا

بھائی بھوک اور پیاس کا مٹانا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ اللہ پر توکل کیجیے اور چالیس دن کی جماعت میں نام لکھا دیجیے۔ اللہ تعالیٰ کارساز ہے وہ ہر پریشانی کو دور کر دے گا۔

جماعت اسلامی کے بھائیوں نے کہا

ہم پہلے حلقہ کی اور پھر علاقے کی شوریٰ میں بات رکھتے ہیں۔ وہاں سے منظوری لے کر مرکزی شوریٰ کو لکھتے ہیں۔ جیسے ہی وہاں سے منظوری آجائے گی آپ کے لیے ایک ریلیف فنڈ قائم کرکے آپ کو جماعت کی طرف سے ایک سفارشی خط دے دینگے جسے آپ دکھا کر کسی سے بھی مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

سلفی (اہل حدیث) حضرات نے فرمایا

ہر نئی چیز بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے۔ پہلے اپنی داڑھی بڑھایئے۔ اللہ کے رسول نے کبھی اللہ کے نام پر کچھ نہیں مانگا۔ اگر بخاری یا مسلم میں ایسا کوئی ثبوت ہو تو لایئے۔ خبردار کسی حنفی، بریلوی یا دیوبندی کا فتویٰ مت لایئے گا۔

اہل سنت والجماعت (بریلوی) بھائیوں نے فرمایا

اس طرح اگر اللہ کے نام پر سارا دن بھی مانگتے رہو گے تو کوئی جیب سے کچھ نہ نکالے گا۔ یا غوث یا قلندر یا خواجہ کا نعرہ لگاؤ پھر دیکھو وہ کیسے تمہاری جھولی بھر دیتے ہیں۔

اہل دیوبند حضرات نے کہا

شریعت نے مانگنے سے منع کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی مانگنے آتا تھا تو آپ اس سے کہتے کہ ایک کلہاڑی لو، جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لا کر فروخت کرو اور کماؤ۔

مدرسے پہنچا تو ان بھائیوں نے کہا

بھائی ہمارے ساتھ مٹھی فنڈ چاول جمع کرنے نکلو۔ شام میں مل کر پکائیں گے اور مل کر کھائیں گے۔ اگر اناج کے ساتھ ساتھ پیسے بھی جمع ہوئے تو پچیس فیصدی کمیشن بھی آپ کا ہو گا۔

اہل تشیعہ بھائی نے کہا۔

آپ کا نام کیا ہے؟ مومن ہو تو چلو کہیں چلتے ہیں جہاں کی مجلس کے بعد طعام کا بھی انتظام ہو بس تھوڑا سننا، تھوڑا رونا اور پھر پیٹ بھر کھانا

قادیانی جماعت نے کہا

اگر آپ کلمہ احمدی پڑھ لیں تو آج ہی سے آپ کو ہم پانچ ہزار روپے ماہانہ کا وظیفہ جاری کروا سکتے ہیں

مجلس اتحاد المسلمین والوں نے کہا

آپ ایسا کیجیے ہمارے ایریا کی کسی مسجد کا انتخاب کر لیجیے۔ ہم وہاں کے وارڈ کے صدر کو بتادینگے۔ پھر آپ مسجد کے باہر ہر نماز کے بعد اعانت وصول کیجیے گا۔ ففٹی پرسنٹ دارالسلام پر جمع کرایئے اور ففٹی پرسنٹ اپنے پاس رکھیے۔ اور دوسرے مانگنے والوں پر نظر رکھیے۔ صحیح مخبری کرنے پر آپ کو رہنے کے لیے کسی زمین کا قبضہ بھی دلایا جاسکتا ہے۔

زاہد علی خان صاحب ۔۔۔۔

انہوں نے فوری جیب سے سو روپیے نکال کر دیئے اور فوٹو گرافر کو بلوا کر اس بھوکے کے ساتھ تصویر کھنچوائی اور پیسے واپس لے کر جیب میں رکھ لیے اور چلتے بنے اور اگلے دن سیاست اور منصف میں تصویر کے ساتھ یہ شایع ہوا کہ پرانے شہر سے غربت دور کرنے زاہد علی خان کے فراخدلانہ عطیوں کا سلسہ جاری۔

بالاخر اتنے دروازے ٹٹولنے کے بعد وہ لاچار بھوک کی تاب نا لاکر گرا اور چل بسا۔

سڑک کے کنارے اس کی لاش کے اطراف کئی لوگ جمع ہو گئے۔ چہ مگوئیاں ہونے لگیں کہ ہندو تھا کہ مسلمان؟ شیعہ تھا کہ سنی؟.بریلوی تھا کہ دیوبندی؟ اپنے علاقے کا تھا کہ باہر کا؟ پولیس والوں نے اس کی جیبوں کی تلاشی شروع کردی اور احتیاطا اینٹی بم اسکواڈ کو بھی بلوا بھیجا اتنے میں مختلف جماعتوں کے ذمہ داران بھی جمع ہو گئے اور اپنے تاثرات اور بیانات دینے لگے۔

تبلیغی جماعت کے لوگوں نے فرمایا

جب لوگ اللہ کے راستے کی محنت چھوڑ دیتے ہیں اور گھروں سے دین کی تبلیغ کے لیے نہیں نکلتے اور مساجد خالی پڑی رہتی ہیں تو اللہ کا عذاب ایسے ہی بھوک، افلاس، قحط اور سیلاب کی صورت میں آتا ہے۔

جماعت اسلامی کے بھائیوں نے کہا
خدمت خلق سب سے بڑی عبادت ہے اور ہم پچھلے ساٹھ سال سے انتہائی محنت و ایمانداری کے ساتھ اس کام میں لگے ہوئے ہیں عوام الناس سے اپیل ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس فنڈ کی اعانت کریں تاکہ ایسے موقع پر ہم کچھ مدد کر سکیں۔ اور کل مجلس شوریٰ کی منظوری کے بعد پریس کلب سے ایک احتجاجی ریلی بھی نکالی جائے گی اور حکومت سے مطالبہ کیا جائے گا کہ بھوکوں کو کچھ دو ورنہ ۔۔۔
سلفی حضرات نے فرمایا کہ
جو ہوا اسمیں اللہ کی کوئی بہتری تھی۔ ہم سب کو چاہیے کہ مسلکی اختلافات سے دور رہیں اور اتحاد پیدا کریں اور خبردار، کوئی متوفی کے لیے فاتحہ، پھول یا پختہ قبر بنانے کی بات ہرگز نا کرے کہ ہر نئی چیز بدعت اور ہر بدعت گرائی اور ہر گراہی جہنم میں لے کر جائے گی۔
اہل سنت والجماعت بھائیوں نے اعلان کیا کہ
مرحوم حضرت بھوکے شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا سوئم جمعہ کے دن ہوگا۔ بعد نماز عصر ختم قرآن و فاتحہ ہو گی اور علامہ فخر العلماء تاج المشائخین عارف باللہ حضرت مولانا غوث جمالی چشتی و نقشبندی چادر گل پیش کرینگے۔ پہلی برسی

پر انشاءاللہ صندل و پنکھوں کا اہتمام کیا جائیگا اور محفل سماع بھی منعقد ہوگی ان کاموں کی سعادت باتکمیل کے واسطے مسجد کے باہر ایک نئی چندے کی پیٹی رکھ دی گئی ہے تمام بھائی حسب توفیق چندہ دیتے جائیں۔

جماعت دیوبند کے بھائیوں نے بڑے درد کے ساتھ فرمایا۔

لوگوں اللہ کے راستے میں نکلو وگرنہ یونہی اللہ کے عذاب کا شکار ہوتے رہوگے حکومت کو چاہیے کہ زکٰوۃ کا مرکزی نظام قائم کرے، بیت المال کی داغ بیل ڈالے تاکہ لوگوں کو بینک اور سود سے نجات ملے۔

اہل تشیع والوں نے کہا

ایسی ظالم حکومتوں کے ہاتھوں مرنے والے حسین (رضی اللہ تعالی عنہ) کے ساتھی" ہیں اور اس بے بس مرنے والے شخص کی موت کے ذمہ دار یزید کے ساتھی ہیں اور یزید تاقیامت لعن وطعن کا مستحق ہے۔ چلو بھائیوں اگر مومن ثابت ہوا تو لے چلو امام " بارگاتاکہ اس کا انتظام کیا جائے

قادیانیوں نے کہا

بے وقوف شخص اگر کلمہ احمدی پڑھ لیتا تو یوں بھوک سے تو نا مارا جاتا پس ثابت ہوا کہ کلمہ احمدی پڑھنے والے بھوک و پیاس سے نہیں مرتے خداوند کی

مہربانی ہے

جماعت اتحاد المسلمین کے بھائیوں نے جذباتی اور جوشیلی تقریر فرمائی کہ سرکار غربت کو مٹانے میں ناکام ہوچکی ہے ہم اقلیتوں کے ساتھ مزید ناانصافی ہرگز برداشت نا کریں گے۔ اتحاد المسلمین ہی بھوکوں اور لاچاروں کی مدد کر سکتے گا۔ کل چارمینار سے اسمبلی تک ایک تعزیتی جلوس منعقد کریں گے اور حکومت سے مطالبہ کرینگے کہ ہمارے آٹھوں حلقوں کے مسلمین کی ترقی کے لیے ایک ہزار کروڑ روپے فوری منظور کیے جائیں اور ہمارے حوالے کیے جائیں۔

زاہد علی خانصاحب نے پھر فوٹو گرافر کو بلوایا اور میت کے ساتھ تصویر کھنچوائی اور اگلے دن سیاست اور منصف میں تصویر شائع ہوئی کہ پرانے شہر کی ایک چھوٹی سی جماعت کی لوٹ مار کے نتیجے میں غربت و افلاس میں زبردست اضافہ، سرکاری بجٹ کے ناجائز استعمال کا شاخسانہ۔ ایک اور غریب فاقوں کے ہاتھوں مارا گیا۔

مدرسے والوں نے ہنگامی کاروائی کرتے ہوئے فوری قدم اٹھالیا اور آواز لگادی حضرات ایک لاوارث میت کی تجہیز و تکفین کیلیے فوری طور پر دل کھول کر چندہ دیجیے آپ کا دیا ہوا چندہ ضائع نہیں جائے گا اور اس کا اجر آپ کو ملے گا

"اللہ کے ہاں جا کر

منجانب

ابو الخلیل

بھائیوں یہ کہانی سمجھ لیں یا گھڑی ہوئی کوئی چیز۔ تمام بھائیوں سے معذرت کے ساتھ) جن کو برا لگے مقصد کسی کا دل دکھانا نہیں ہے بلکہ ایک سبق ہے جو ہم سب کو یکھنا ہے کہ کیا ایسے ہی حالات تو نہیں ہیں و گرنہ کیا وجہ ہے کہ ہماری حالت اس کہانی کے مرکزی کردار یعنی بھوکے شخص جیسی ہی ہے اور کیا بھوکے بے بس کی اعانت کے لیے اللہ عزوجل کو کیا مزید کوئی ہدایات بھیجنی باقی ہیں۔۔۔۔

غریبوں کو نئے سال کا ایک تحفہ ہے کہ گیس اور سی این جی کی قیمتوں میں اٹھارہ فیصدی (فوری اضافہ - واہ رے جمہوریت۔

ایک بار پھر اگر آپ کا دل دکھا تو معذرت قبول کیجیے گا اور خصوصاً مذکورہ جماعتوں کے نام لینے سے یقیناً بہت سے بھائیوں کے دلوں کو ٹھیس لگی ہوگی واللہ میرا دل بھی اس کہانی کو پڑھ کر دکھا ہے مگر آئینہ میں تصویر ویسی ہی

نظر آئے گی جیسے ہم ہیں۔ کیونکہ آئینہ خود کچھ نہیں پیدا کرتا دکھانے کے واسطے وہ تو عکس دکھاتا ہے

حمید گل اور قاضی حسین احمد کی بچھائی ہوئی بساط

حمید گل اور قاضی حسین احمد کی بچھائی ہوئی بساط - افغانستان کا جہاد اور ڈالرز
گزشتہ دنوں جنگ کے مشہور صحافی سلیم صافی صاحب جو ایک پرائیوٹ چینل پر جرگہ کے نام سے بھی پروگرام پیش کرتے ہیں ان کا ایک مضمون پڑھنے کا موقع ملا جس میں انہوں نے میڈیا کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کرتے ہوئے کچھ ایسی بھی باتیں تحریر کیں جو آپ کے ساتھ شیئر کرنا چاہوں گا۔
"جان اللہ ہاشم زادہ پشاور میں کام کرنے والے نامور افغانی صحافی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گزشتہ رمضان کے موقع پر انہیں خیبر ایجنسی میں پراسرار طور پر شہید کیا گیا لیکن اپنے اداروں یعنی سی این این اور ایسوی ایٹڈ پریس نے ان کی شہادت تک کی خبر نہیں دی (میڈیا کی آزادی اور کارکردگی کے کیا کہنے یعنی چراغ تلے اندھیرا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گزشتہ روز وفات پانے والے سہیل قلندر اگرچہ پورے صحافتی زندگی میں میرے خلاف رہے۔ لیکن دور طالب علمی میں ہم ساتھ تھے۔ احمد گل اور محمد عارف "جماعت اسلامی کے اراکین" گواہ ہیں۔ جنرل حمید گل اور قاضی حسین احمد کی بچھائی ہوئی بساط کے تحت ہم جہاد کے لئے افغانستان گئے

تھے۔ ہم دونوں کو مارنے کے لئے ہوائی جہاز سے ایک نیپام بم داغ دیا گیا جسے دیکھ کر ہم اسی جگہ لیٹ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سرحد میں ایم ایم اے کی حکومت تھی تو سب سے زیادہ معتوب میں تھا۔ میں جس اخبار میں لکھتا، اکرم درانی اور سراج الحق اس کے اشتہارات بند کردیتے اور اے این پی کی حکومت آئی تو انہوں نے بھی آغاز مجھ سے کیا اور میاں افتخار حسین تو میرے خلاف آخری حدوں تک آگئے۔ اے این پی والوں کے نزدیک میں جماعتی ہوں، جبکہ جماعت اسلامی والوں نے مجھے قوم پرستوں اور سیکولر لوگوں کے ہمدردوں کے خانے میں ڈال دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ میں پیشے کی مجبوری کی وجہ سے گزشتہ دو سالوں کے دوران سینکڑوں وہ سی ڈیز دیکھ چکا ہوں جس میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ذبح کر رہا ہوتا ہے۔ یہی کم و بیش میرے دیگر ساتھیوں کا بھی معمول ہے۔ اب آپ اندازہ لگا لیجیئے کہ اس طرح کے لوگ کس ذہنی کرب سے گزر رہے ہوں گے۔۔۔۔

تو جناب غور طلب بات یہ ہے کہ صوبہ سرحد کے ہی علاقے سے تعلق رکھنے والے ایک نامور صحافی بھی جنرل حمید گل اور قاضی حسین احمد کی بچھائی ہوئی بساط کے تحت جہاد کے لئے افغانستان گئے تھے اور اب وہ اچھی طرح جان چکے ہیں کہ نام نہاد جہاد کی آڑ میں سیاسی ملاؤں اور کمیشن خور جرنیلوں نے ملک و قوم کے ساتھ جو کھیلواڑ کیا ہے وہ کیا ہے اور کس طرح ملک و قوم کا سرمایہ (چند کروڑ چندے اور بھتے کے نہیں) کشمیر اور افغانستان کی آڑ میں نا صرف لوٹا

بلکہ ڈالرز اور ریال کی چمک میں کیسے کیسے کارنامے انجام دیے ہیں۔

اور وہ حمید گل وہ جرنیل جو اپنے آپ کو پرویز مشرف کا استاد بھی گردانتا ہے اب ملک کی سیاست میں کیوں چپ بیٹھا ہے اب اسے اور دوسروں کو مسنگ پرسنز اور گوانتا ناموبے نظر نہیں آ رہی۔ لوگوں کی یاداشت کے لیے عرض ہے کہ یہ وہی حمید گل وہی جرنیل تھا جس نے پرانے وقتوں میں (مشرف کی آمریت سے پہلے جمہوریت میں) صدر پاکستان اسحاق خان کو باقاعدہ رپورٹ ثبوتوں کے ساتھ فراہم پیش کی تھی جس میں محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی دبئی اور دوسرے ممالک میں غیر معمولی اور غیر قانونی سرگرمیوں کی اطلاع دی تھی اور جسے اس وقت کے صدر پاکستان نے پاکستان کے "عظیم تر مفاد" میں نظر انداز کرکے رپورٹ داخل دفتر کر دی تھی کیونکہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کا پاکستان کے لیے ایٹم بم کا مشن اس وقت پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا تھا اور ایک محاورہ بڑا مشہور ہے ایسے واقعے کی مناسبت سے کہ "دودھ دینے والی گائے کی لاتیں بھی کھانی پڑتیں ہیں"۔

اور سلیم صافی جیسے مشہور صحافی کا اعتراف ہے کہ وہ بھی جماعت کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس کر افغانستان میں جہاد کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں اور اب اپنے اس جہاد کو حمید گل اور قاضی حسین احمد کی بچھائی ہوئی بساط قرار

دیتے ہیں تو کتنے ہی لوگوں ہونگے کہ جن کی اولادیں اور جن کے پیارے اگر آج مسنگ پرسنز میں ہیں تو کہیں ان میں سے بھی تو لوگ قاضی اور حمید گل جیسوں کی بچھائی ہوئی بساط نام نہاد جہاد میں پھنس کر قید دشمناں میں نا ہوں۔

اور جہاد میں قوم کے بچوں کو جھونکنا اور اپنے بچوں کو روکنا ایک ایسی حقیقت ہے جس کو اچھی طرح جان کر اب عوام چلے ہوئے کارتوس ٹائپ کے جرنیلوں اور سیاسی ملاؤں سے بری طریقے سے نالاں اور پریشان ہے۔

سچائی اور بے ایمانی

ایک دیہاتی اپنے گاؤں میں ایک بیکری والے کو ایک کلو مکھن روز صبح کو بیچا کرتا تھا۔ بیکری والے نے کچھ دنوں بعد محسوس کیا کہ مکھن وزن سے کم مل رہا ہے پھر وزن کرنے پر اس کا شک یقین میں بدل گیا دونوں میں ضد بحث ہوئی تو معاملہ پنچایت تک جا پہنچا۔

جہاں کے بڑوں نے دیہاتی سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا جارہا ہے دیہاتی نے کہا جناب میں تو کچھ بھی وزن کم نہیں کر رہا۔ پنچوں کے بڑوں نے کہا کہ تم مکھن کم تول کر دے رہے ہو تم کس طرح مکھن کو ناپ تول کر بیکری والے کو دیتے ہیں۔ دیہاتی نے کہا کہ جناب میرے پاس کلو دو کلو کے بٹے تو نہیں ہیں مگر میرے پاس ایک ترازو ہے۔ پنچایت کے سربراہ نے کہا تو تم کس طرح مکھن کو ایک کلو تول کر دیتے ہوگے۔ تو دیہاتی نے معصومیت سے کہا کہ جناب بات دراصل یہ ہے کافی عرصے سے میں اپنے گھر کے استعمال کے لیے پہلے اس بیکری والے سے ایک کلو ڈبل روٹی کا پیکٹ لیتا ہوں گھر آکر اس ایک کلو کے ڈبل روٹی کے پیکٹ کو ترازو کے ایک پلڑے میں اور بیکری والے کو دینے کے لیے مکھن ایک تھیلی میں ڈال کر اسے

دوسرے پلڑے میں رکھ دیتا ہوں اور اس طرح دیکھ بھال کر میں مکھن کی تھیلی کو ایک کلو ہو جانے کے بعد اسے باندھ کر اس بیکری والے کو دے دیتا ہوں۔

اور ایسا میں کافی عرصے سے کر رہا ہوں۔ اور اگر میرے مکھن کا وزن ایک کلو سے کم یہ بیکری والا ثابت کر رہا ہے تو جناب اس میں قصور میرا نہیں بلکہ اسی بیکری والے کا ہے جو مجھے ایک کلو ڈبل روٹی کا پیکٹ دیتا ہے اس کا مطلب صاف یہ ہوا کہ یہ بیکری والا مجھے ایک کلو سے کم ڈبل روٹی کا پیکٹ دے رہا ہے اور وزن میں ڈنڈی مار رہا ہے چنانچہ اسی وزن کے ناپ تول کی وجہ سے اس کو بھی مکھن ایک کلو سے کم ہی مل رہا ہے۔

چنانچہ اس دیہاتی کی بات پر پنچایت نے چھان بین کی تو معلوم یہ ہوا کہ بیکری والے کو ملنے والا مکھن واقعی وزن میں کم ہوتا ہے مگر کیونکہ یہ سارا عمل دیہاتی بغیر کسی مالی منافع کے کر رہا تھا اسلیے بے گناہ ثابت ہوا جبکہ بیکری والا جانتے بوجھتے دراصل کچھ عرصے سے مہنگائی اور اپنے منافع میں اضافے کی غرض سے ڈبل روٹی کے وزن میں کمی کرنے کا مجرم ثابت ہوا اور پنچایت کی جانب سے سزا سننے کے بعد خاموشی سے گھر واپس چلا گیا۔

اب اس ساری کہانی کا مقصد کیا سمجھ میں آتا ہے؟

کیا یہ نہیں کہ اس دنیا میں جو کچھ ہم دوسروں کو دیتے ہیں وہی چیز پلٹ کر ہمارے ہی پاس آتی ہے جیسے ہم دوسروں کو عزت دیتے ہیں تو کیا ہمیں بے عزتی ملتی ہے یا عزت؟ ہم دوسروں کا خیال رکھتے ہیں تو کیا دوسرے ہمارا خیال نہیں رکھتے؟ ہم دوسروں کی مدد کرتے ہیں تو کیا ہماری مدد نہیں کی جاتی؟ ہم دوسروں سے نفرت اور بغض رکھتے ہیں تو کیا وہی ہمیں نہیں ملتا؟ ہم دوسروں کا ساتھ دیتے ہیں تو کیا دوسرے ہمارا ساتھ نہیں دیتے؟

یہ سارا چکر دراصل اس دنیا میں ایسا ہی چلتا ہے معمولی کمی بیشی کے ساتھ بلکہ آخرت میں بھی ایسا ہی ہوگا کہ اچھا کرنے کا صلہ اچھا ہی ملے گا اور برا کرنے کا صلہ برا ہی ملے گا اسی لیے کہتے ہیں کہ ببول بو کر گلاب کی تمنا نا کر بھائی کچھ تو خیال کر جب کبھی ہم کوئی کام کرتے ہیں ہمیں اپنے آپ سے سوال کرنا چاہیے کیا میں جو کرنے جارہا ہوں وہ صحیح ہے یا غلط، میرے اور دوسروں کے لیے بھی کارآمد ہے یا برا ہے میرے لیے یا دوسروں کے لیے۔

سچائی اور بے ایمانی عادت بن جاتی ہے یاد رکھو بھائیوں۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ بے ایمانی کرتے ہیں اور جھوٹ ایسے بول جاتے ہیں کہ پتا ہی نہیں چل پاتا کہ سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ۔ اور کچھ لوگ جھوٹ اس قدر بول رہے ہوتے ہیں

کہ وہ خود بھی نہیں جان پاتے کہ دراصل سچ کیا ہے، مگر وہ کس کو دھوکا دے رہے ہوتے ہیں دوسروں کو یا اپنے آپ کو ؟

سچائی کا اظہار بھی اچھی اور عمدہ طریقے سے ہی ہونی چاہیے اور اس کے لیے بڑی کوششیں اور بڑا صبر و تحمل درکار ہوتا ہے۔ کچھ لوگ سچائی کو بڑی بے دردی سے استعمال کرتے ہیں مثلاً سچ یہ ہے کہ بے سبب اور ناحق اللہ کے نام پر مانگنے والوں کے بارے میں بہت سے لوگوں کو یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کا حق مار رہے ہیں اور خود حقدار نہیں ہیں مگر کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اس سچائی کو ان لوگوں پر اس بری طرح واضع کیا جائے اور اخلاق و مروت کے سارے اصول ایک طرف رکھ کر اس ناحق مانگنے والے کو دنیا بھر کے سامنے زلیل و رسوا کر دینا کیا سچائی کا عمدہ استعمال ہے۔ اگر ایسی بظاہر کڑوی سچائی کو عمدہ اور اچھے طریقے سے پیش کر دیا جائے تو بہتر ہوتا ہے یہ اس ناچیز کا خیال ہے باقی آپ لوگوں کا نظریہ اس سلسلے میں کچھ مختلف بھی ہو سکتا ہے مگر بات دراصل یہ ہے کہ کوششیں جاری رہنی چاہیے چاہے سچائی کی طرف اور چاہے بے ایمان سے بچاؤ کی طرف۔

آپ کا خیر خواہ

نوٹ: اس تحریر کی اکثر چیزیں دراصل ترجمہ ہیں میرے پاس آئی ایک اچھے ای میل میسج کا۔

سلیم صافی کے مزید انکشافات ہی میں یہ بھی ہے کہ

بارہ جنوری ۲۰۱۰ کو سلیم صافی کی تحریر جنگ میں شائع ہوئی جس کا نام "عسکریت پسندی۔ اصل مجرم کون ؟" ہے۔ ہمارے ایک بھائی نے اس تحریر میں سے چند باتیں تو تحریر کیں اور باقی جس سے "مذہبی سیاسی لیڈران" نامی گروپ کو چوٹ لگ رہی تھی اس کو نہیں تحریر کیا اسلیے چیزیں ہماری ویب ڈاٹ کوم کے ایک ساتھی دانستہ یا نادانستہ چھوڑ گئے تھے ان کو بالحاظ اہمیت پیش خدمت کیے دیتے ہیں تاکہ تشنگی نا رہے اور بات صاف صاف سامنے آجائے۔

سلیم صافی تحریر فرماتے ہیں

" جس طرح اسکولوں کو اڑایا گیا، جس طرح گلے کاٹے گئے، جس طرح پاکستان کو "دہشتستان" بنا کر امریکہ اور ہندوستان جیسی طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کا گڑھ بنایا گیا، اس کے بعد عسکریت پسندوں کے خلاف عوام سطح پر جو فضا بنی ہے اس کے تناظر میں ان کے ساتھ مصالحت کی بات کرنا پاکستان میں ناممکن ہوتا جارہا ہے۔ لیکن میں چونکہ عمل کے نتائج اور نیت کو الگ الگ ڈیل کرنے کا قائل ہوں اس لئے آج ایک بار پھر بھاری قیمت چکانے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو کر

عسکریت پسندوں کے حوالے سے تصویر کا ایک اور رخ سامنے لانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے اسامہ بن لادن اور ان کے ساتھیوں کو ہیرو بنا کر اس راستے پر لگایا؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ یہ فریضہ امریکی، عرب حکمرانوں، پاکستانی جرنیلوں اور بعض دینی سیاسی جماعتوں نے انجام دیا اور مقصد پورا ہو جانے کے بعد پہلی فرصت میں امریکہ نے اور پھر عرب حکمرانوں نے ان لوگوں سے آنکھیں پھیر لیں۔ پاکستانی پالیسی ساز اور پاکستان کے مذہبی سیاسی لیڈر نائن الیون تک ان کو شہ دیتے رہے۔ تب تک کسی نے ان کو نصیحت کی اور نہ سمجھانے کی کوشش۔ ہر ایک ان کو شاباش دیتا رہا۔ نائن الیون کے بعد پاکستانی حکمرانوں نے بھی ان کے ساتھ بے وفائی کر دی جبکہ پاکستان کے سیاسی مذہبی لیڈر تادم تحریر ان کو بلواسطہ شاباش تو دے رہے ہیں لیکن ان کے اور ان عرب حکمرانوں، جن کے پاکستانی کے یہ مذہبی لیڈر اور حکمران ہمہ وقت مدح سرائی اور چاپلوسی کرتے رہتے ہیں، کے مابین کسی طرح کی مصالحت کرانے کی کوشش نہیں کرتے۔ کسی زمانے میں یہ لوگ اسامہ بن لادن کی تصاویر سے اپنے جلسوں کو کامیاب بناتے تھے لیکن آج ان میں کوئی بھی نہیں جو ان کے بچوں کو پناہ دے سکے، ورنہ وہ ایران اور دیگر ممالک میں کیوں دربدر ہوتے۔

یہی معاملہ افغانستان کے مجاہدین یا طالبان اور پاکستان کے مجاہدین اور طالبان کا بھی ہے۔ گزشتہ کالم میں پاکستان کے مذہبی سیاسی رہنماؤں اور خطے میں جہادی کلچر یا طالبانائزیشن کو فروغ دینے والے جرنیلوں کے صاحبزادوں (صاحبزادیوں کی تفصیل بھی دستیاب ہے لیکن دانستہ اس کے تذکرے سے گریز کیا) کا تزکرہ کیا گیا تھا کہ کسی ایک کا بچہ بھی طالبان کے ساتھ مورچے میں بیٹھا ہے اور نہ فدائی کاروائی کرنے جارہا ہے لیکن اس کے برعکس جن لوگوں کو اس وقت ہم "دہشت گرد" کہہ رہے ہیں ان میں " سے بیشتر کی قربانیاں اپنی مثال آپ ہیں۔

(اور پھر جو کچھ ہے جو ہمارے ایک بھائی سلیم اللہ شیخ صاحب نے اپنے کالم میں تحریر کیا)

اور آگے سلیم صافی صاحب کے مذکورہ کالم میں جہاں جہاں لفظ "مذہبی سیاسی جماعتیں " یا "مذہبی سیاسی لیڈرز" تحریر ہے اس کو "مذہبی و سیاسی جماعتیں " یا "مذہبی و سیاسی لیڈر " نہ پڑھا جائے بلکہ یہ خالصتاً ان جماعتوں کے لئے معلوم ہوتا ہے جو بیک وقت اپنی ہیئت و تشکیل و منشور کے مطابق کلی مذہبی سیاسی جماعتیں ہیں ۔ یہ اس ناچیز کا ذاتی تجزیہ ہے)

(آگے سلیم صافی صاحب تحریر فرماتے ہیں)

غور سے دیکھا جائے تو اصل مجرم وہ نہیں جنہیں ہم "دہشت گرد" کہتے ہیں اور جو اپنے " جسموں سے بم باندھ کر ہم جیسوں کو اڑا رہے ہیں بلکہ اصل مجرم وہ لوگ ہیں جنہوں نے انہیں اس راستے پر لگایا، ان کے ذریعے اپنے اسٹریٹیجک مقاصد حاصل کئے، ان کے نام پر اپنی سیاست چمکائی اور اب انہیں بند گلی میں چھوڑ کر تماشہ دیکھ اور ان کے نام پر اپنے مقاصد پورا کر رہے ہیں۔ ملا محمد عمر افغانستان میں حکمران تھے تو اس عاجز نے ان کی حکمت عملی پر اس قدر تنقید کی کہ ان کی حکومت کی قید کا مستحق قرار پایا۔ ۱۹۹۹ میں یہ طالب علم میدان صحافت میں نووارد تھا کہ طالبان پر تنقید کے جرم میں افغانستان میں گرفتار کیا گیا لیکن ہمارے جرنیلوں اور مذہبی سیاسی لیڈروں نے کبھی بھی سادہ لوح ملا محمد عمر کو عالمی صورتحال کی نزاکتوں کے تناظر میں سمجھانے کی کوشش نہیں کی۔ یہ لوگ آخری وقت تک انہیں شاباش دیتے رہے اور جب ان پر مشکل آن پڑی تو پھر جرنیلوں نے پلٹا کھایا اور مذہبی سیاسی لیڈروں نے صرف مظاہروں پر اکتفا کیا۔ یہی معاملہ بیت اللہ محسود، حکیم اللہ محسود، قاری حسین، مولوی فقیر محمد، حافظ گل بہادر، مولوی نذیر اور دیگر طالبان لیڈروں کا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نائن الیون کے بعد بھی ہم باز نہیں آئے اور ان کی سرگرمیوں سے اعراض کا رویہ اختیار کرکے بلواسطہ ان کو شاباش دیتے رہے۔

پھر جب دباؤ آیا یا اسٹریٹجک ضرورت محسوس ہوئی تو ان کے خلاف کاروائی شروع کردی گئی۔ جس کی وجہ سے ان کے انتقام کا سارا رخ پاکستان کی طرف ہوگیا۔ بہت سارے اب بھی ایسے ہیں جو پاکستان سے نہیں لڑنا چاہتے اور جن کے بارے میں ہماری ریاست کی پالیسی اب بھی اعراض والی ہے لیکن یہ صورتحال رہی تو خدانخواستہ عنقریب وہ بھی اپنی توپوں کا رخ پاکستان کی طرف موڑ دیں گے۔

مکرر عرض ہے کہ ان کی سرگرمیاں اسلام، پاکستان اور خود ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہو رہی ہیں لیکن اصل قصوروار وہ نہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انہیں اس راستہ پر لگا کر تنہا اور بے مہار چھوڑ دیا۔ جنہوں نے انہیں جہاد کی تلقین کی، لیکن اس کی شرائط نہیں سمجھائیں۔ میرے نزدیک تو وہ ہمارے سوسائٹی کی کریم ہیں جنہیں ہم نہ صرف ضائع بلکہ اپنے خلاف استعمال کرتے ہوئے ضائع کررہے ہیں۔ یہ ملک تو مجھ جیسے گناہ گاروں سے بھرا پڑا ہے جو ملک کی خاطر اپنے چھوٹے سے چھوٹے مفاد کی قربانی نہیں دے سکتے اور جو اللہ کی رضا کے لئے فجر کی نماز کے لئے اٹھنے یا پھر ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے تک کی زحمت گوارا نہیں کرسکتے لیکن یہ مجاہدین جنہیں اب ہم "دہشت گرد" کہتے ہیں اور جو واقعی پاکستان کے اندر دھماکے کررہے ہیں اس قدر بے غرض اور مخلص ہیں کہ ملک کی خاطر اپنا گھربار چھوڑ چکے اور جو اللہ کی رضا کی خاطر اپنے جسموں سے بم باندھتے اور زندگی کا خاتمہ کرتے رہتے ہیں۔۔۔۔

کہتے ہیں کہ مذاکرات ہوئے لیکن مسئلہ حل نہیں ہوا، اس لئے اب طاقت کے سوا کوئی چارہ نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ مذاکرات کس نے، کس کے ساتھ اور کب کئے؟ ماضی میں جو مذاکرات ہوئے، ان سے میں نہ صرف اچھی طرح واقف ہوں بلکہ مذاکرات کے ہر سلسلے اور ہر معاہدے کا ناقد بھی رہا ہوں۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ یہ مذاکرات ہمیشہ غلط وقت پر، غلط طریقے سے، غلط لوگوں کے ذریعے، غیر متعلقہ لوگوں سے کئے گئے۔ یہ مذاکرات ہمیشہ "جز" سے کئے گئے اور کبھی بھی "کل" کے ساتھ بات نہیں کی گئی اس لئے مذاکرات اور معاہدوں کے ہر عمل کا الٹ نتیجہ نکلا۔

ہمارا المیہ یہ ہے کیاں فلسفہ تراشنے اور پھیلانے والے معزز ہیں لیکن اس پر عمل کرنے والے گردنزدنی۔ یہاں نعرہ لگانے والے معزز ہیں اور نعرے کو عمل کا روپ دینے کی خاطر مرنے اور مارنے پر تیار ہونے والے معتوب۔ یہاں دوسروں کے بچوں کو مروانے والے محترم لیڈر ہیں اور اپنی ذات کی قربانی دینے والے مجرم۔ امریکہ اور ہندوستان اگر دشمن ہیں تو ان سے کسی خیر کی توقع ہے اور نہ ان سے شکایت کرنے کا کوئی جواز۔ سازش، دھونس اور دھوکہ، وہ ویسے کرتے رہیں گے جیسا کہ ایک دشمن کرتا رہتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ یہ اپنوں نے کیا کیا؟ پاکستان میں اب بھی اسٹیبلشمنٹ سے لے کر بعض سیاسی اور بیشتر مذہبی

قائدین تک سب یہ سوچ پھیلا رہے ہیں کہ امریکی پاکستان مخالف سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ ہر منبر اور جلسہ سے یہی صدر بلند ہوتی ہے کہ امریکہ کا علاج جہاد ہے۔ غیر ریاستی اور پرائیوٹ جہاد کی وکالت ہمارے مذہبی سیاسی لیڈر حسب سابق کر رہے ہیں۔ طاقت کے ذریعے شریعت کے نفاذ کی جدوجہد کے جائز ہونے کا فلسفہ اسی شان سے زندہ رکھا جا رہا ہے۔ "کشمیر بزور شمشیر" اور "جہاد افغانستان، دفاع پاکستان" کا فلسفہ اب بھی ہر فورم سے ذہنوں میں راسخ کیا جا رہا ہے لیکن پھر جو لوگ ان نعروں اور اس فلسفے پر عمل کرنے پہاڑوں پر چلے جاتے ہیں انہیں ہم مجرم بنالیتے ہیں۔ وہ ہماری پڑھائی ہوئی پٹی پر عمل کرکے افغانستان اور کشمیر آزاد کرانا چاہتے یں لیکن پھر ہم انہیں وہاں جانے دیتے ہیں اور نہ ان کے ساتھ چلتے ہیں اور بعض اوقات غیر ملکی دباؤ میں آکر انہیں مارنے لگ جاتے ہیں۔ اس صورت میں وہ اپنے غصے اور انتقام کا نشانہ ہمیں نہیں بنائیں گے تو اور کیا کریں گے؟ مفروضوں کی بنیاد پر باتیں کرنے والے بعض لوگ سوال اٹھاتے ہیں کہ یہ لوگ اگر امریکہ کے دشمن ہیں تو افغانستان جا کر کیوں نہیں لڑتے لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ دوستی میں جب کوئی دھوکہ دے دیتا ہے تو پھر دشمن سے زیادہ حصے کا نشانہ دھوکہ دہی کا مرتکب ہونے والا دوست بنتا ہے۔ ہم جب ان سے عرض کرتے ہیں کہ پاکستان ایک منظم ملک ہے اور یہاں طاقت کا استعمال جائز نہیں تو وہ جواب دیتے ہیں کہ یہ تو حکومت میں بیٹھے مولانا فضل الرحمن اور منور حسن، عمران خان اور میاں

نواز شریف جیسے مین اسٹریم کے سیاستدان بھی کہتے ہیں کہ پاکستان کی پالیسیاں امریکہ بناتا ہے اور یہاں بلیک واٹر والے دندناتے پھرتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر حامد کرزئی اوران کی فورسز سے اس بنیاد پر لڑنا جائز ہے کہ وہ امریکہ کے اتحادی ہیں تو پاکستانی حکمران اوران کی فورسز کیا امریکہ کے اتحادی نہیں ہیں؟ کیا پاکستان کے دینی اور سیاسی جماعتوں کے قائدین ان کے اس سوال کا جواب دے سکتے ہیں اور کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ طالبان کی جنگ کو نظریاتی غذا ہم خود فراہم کر رہے ہیں لیکن پھر ہم بڑی ہوشیاری سے ان کی سرگرمیوں سے لاتعلقی کا اظہار کرتے یا پھر ان کی کاروائیوں کو دوسروں کے گلے ڈال کر اپنے آپ کو بری الزمہ قرار دلوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سب کے لئے بے انتہا احترام کے باوجود اس عاجز کو کہنا پڑتا ہے کہ اصل "مجرم طالبان نہیں بلکہ ہم ہیں اور یقیناً آپ سمجھ تو گئے ہوں گے کہ "ہم" کون ہیں۔
بھائی سلیم اللہ شیخ سے معذرت کے ساتھ کہ چند باتوں کو سلیم صافی صاحب کے کالم سے اٹھا کر تجزیہ پیش کردینا کہ "قارئین اس طرح یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جہادی رہنماؤں نے صرف زبانی جمع خرچ نہیں بلکہ عملی طور پر اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد میں حصہ لیا اور اپنی اولادوں کو بھی اللہ کی راہ میں قربان کیا۔

جہاں تک مذہبی جماعتوں سے خدا واسطے کا بیر رکھنے والی بات ہے وہ بھی بڑی عجیب ہے بات دراصل یہ ہے کہ سیاسی فائدے اٹھانے والی سیاسی مذہبی جماعتوں سے لوگ بیزار ہیں وگرنہ مذہبی جماعتوں کے کارنامے اور خدمات تو بے مثل ہیں اور یہی وجہ ہے کہ سیاسی مذہبی جماعتوں کی روش سے لوگ سخت نالاں اور شاکی ہیں ہوسکتا ہے یہ بات آپ کو تسلیم نا ہو۔

ہاں یہ بات ضرور طے ہے کہ پورا مضمون پڑھنے کے بعد سمجھنے والوں کے لیے بڑا آسان ہوجائے گا کہ سلیم صافی کا مذکورہ مضمون جس "ہم" کے گرد گھومتا ہے اس میں فوج، اسٹیبلشمنٹ اور حکومتوں کے ساتھ وہ گروپس کون ہیں جو بیک وقت فوج، اسٹیبلشمنٹ اور حکومتوں کو اپنے سیاسی مذہبی اثر و رسوخ سے متاثر کرتے رہے۔

اپنے آپ کو ہدایت سے مبرا سمجھنے کی فاش غلطی کرنے یعنی اللہ سے یہ دعا کرنے کہ اللہ ان کو ہدایت نصیب فرمائے کی جگہ یہ دعا کرنا زیادہ موضوع و مناسب معلوم ہوتی ہے کہ اللہ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے

اور یہ " ہم " سلیم صافی صاحب کے "ہم " والا نہیں بلکہ مفہوم عام میں اس ہم کا مطلب لیا جائے۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ دین کی سمجھ اور عمل صالح نصیب فرمائے اور ہمارے دانستہ اور نادانستہ ہو جانے والے گناہوں کو درگزر فرمائے اور ہمارے حال پر رحم فرمائے اور اپنی رحمت کا سایہ ہم پر دیر تک اور دور تک قائم فرمائے اور بحیثیت مسلمان ہمیں اللہ کا صحیح مطیع و فرمانبردار بنائے اور اس دنیا میں اور آخرت میں ہماری مشکلات آسان فرمائے اور پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی پیروی کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے اور ہمارے لیے بہتر جو مانگ سکے وہ بھی عطا فرمائے اور جو نا مانگ سکے وہ بھی محض اپنے لطف و کرم سے عطا فرمائے اور ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

والسلام آپ کا بھائی

ایک چیز ــــــ نہیں ہوتی

انسان میں ایک چیز نہیں ہے

اور وہ چیز ہے "صبر"

جنت اور دوزخ میں بھی ایک چیز مشترک ہے جو نہیں ہوتی

اور وہ چیز ہے "موت"

ایک چیز قرآن میں بھی نہیں ہوتی

اور وہ چیز ہے "جھوٹ"

ایک چیز زمین میں بھی نہیں ہوتی

اور وہ چیز ہے "تکبر"

ایک چیز آسمان میں بھی نہیں ہوتی

اور وہ چیز ہے "بڑائی"

اور ایک چیز کی معافی اللہ کی طرف سے بھی نہیں ہوتی

"اور وہ چیز ہے "شرک

ایک چیز ماں میں بھی نہیں ہوتی

"اور وہ چیز ہے "نفرت

جنگ وجدل اور مذہبی قائدین اور ان کی اولادوں کا کردار

روزنامہ جنگ سے منسلک سلیم صافی کی تعارف کے محتاج نہیں وہ نا صرف جرگہ کے نام سے روزنامہ جنگ کے مستقل کالم نگار ہیں بلکہ جیو ٹی وی پر جرگہ نام سے ایک پروگرام بھی پیش کرتے ہیں۔

سلیم صافی صاحب نے ۹ جنوری ۲۰۱۰ میں طالبان کی جنگ اور مذہبی قائدین کا کردار کے نام سے ایک کالم تحریر کیا جو بظاہر اسلیے حقائق سے بھرپور نظر آتا ہے کہ اس کے جواب میں کسی مذکورہ کردار نے کوئی حیل و حجت نہیں کی۔

رونامہ جنگ میں شائع اس کالم کی طوالت کے پیش نظر اس کالم کو ٹکڑوں کی شکل میں کرداروں کے نام کے حساب سے پیش کیا جا رہا ہے، مکمل مزکورہ کالم کا مندرجہ ذیل ایڈریس ہے

http://jang.com.pk/jang/jan2010-daily/09-01-col6.htm/2010

طالبان کی جنگ اور مذہبی قائدین کا کردار۔ جرگہ سلیم صافی

اس دور کے اخبارات بھی گواہ ہیں اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ

1997 کے انتخابات میں حسب خواہش کامیابی نہ ملنے کے بعد مولانا فضل الرحمٰن نے اعلان کیا تھا کہ وہ پاکستان میں بھی طالبان طرز کی حکومت نافذ کریں گے۔ بل کلنٹن کے دور میں طالبان کے خلاف کروز میزائل حملے کے بعد احتجاجی جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے مولانا فضل الرحمٰن اعلان کیا کرتے تھے، کہ اگر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو وہ اور ان کے ساتھی امریکی بحری بیڑے کو بحیرہ عرب میں ڈبو دیں گے۔

اب جبکہ نہ صرف وہ بیڑہ سالوں سے بحیرہ عرب میں موجود ہے بلکہ پورے افغانستان پر قابض ہونے کے ساتھ ساتھ امریکہ پاکستان میں بھی من مانیاں کر رہا ہے تو میں نے جاننے کی کوشش کی کہ مولانا کس طرح امریکہ کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ وہ چونکہ قومی اسمبلی کی خارجہ امور کمیٹی کے چیرمین کی حیثیت سے پاکستان کی امریکہ نواز خارجہ پالیسی کے نوک پلک سنوارنے میں مصروف ہیں، اس لئے میں نے سوچا کہ شائد امریکی بحری بیڑے کو ڈبونے اور افغانستان کو امریکہ کا قبرستان بنانے کے مسلح جہاد میں انہوں نے اپنے جگر گوشوں کو لگایا ہوگا لیکن تحقیق کے نتیجے میں مجھے یہ جان کر شدید مایوسی ہوئی کہ ان کے صاحبزادوں میں سے کوئی ایک بھی افغانستان یا وزیرستان کے پہاڑوں میں مورچہ زن نہیں۔

الحمدللہ مولانا فضل الرحمٰن تین بیٹوں اور چار بیٹیوں کے باپ ہیں ان کے ایک بیٹے اسد محمود خیر المدارس ملتان میں دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں جبکہ ساتھ ساتھ دینوی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا ہوا ہے۔ دوسرے بیٹے انس محمود ڈی آئی خان میں دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں جبکہ تیسرے بیٹے اسجد محمود حفظ قرآن میں مگن ہیں، لیکن ان میں سے کوئی فدائی بنا ہے، نہ افغانستان میں امریکی افواج کے خلاف مصروف عمل ہے، نہ کشمیر کی آزادی کے لئے سرگرم ہے اور نہ جنوبی یا شمالی وزیرستان میں مورچہ زن ہے۔

جنگ وجدل اور مذہبی قائدین اور ان کی اولادوں کا کردار - مولانا سمیع الحق صاحب

طالبان کی جنگ اور مذہبی قائدین کا کردار - جرگہ سلیم صافی
اسی طرح نوے کی عشرے کے آخر میں جب امریکہ نے افغانستان پر کروز میزائلوں کا حملہ کیا تو مولانا سمیع الحق نے "دفاع افغانستان کونسل" کے نام سے ایک تنظیم قائم کردی۔ اس تنظیم کا مقصد افغانستان میں طالبان حکومت کا دفاع کرنا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ امریکہ نہ صرف افغانستان بلکہ پاکستان میں بھی آکر بیٹھ گیا ہے اور ملا محمد عمر مجاہد جنہیں مولانا اپنے شاگرد قرار دیتے تھے۔
اپنے ساتھیوں سمیت اس کے خلاف مصروف عمل ہیں۔ مولانا تو شاید اب عمر کے اس حصے میں ہیں کہ خود بندوق یا توپ نہیں چلا سکتے، اسلیے میرا خیال تھا کہ ان کے تمام بیٹے یا ان میں سے بعض افغانستان میں مورچہ زن ہوں گے لیکن تحقیق سے مجھے یہ جان کر مایوسی ہوئی کہ طالبان کے استاد کے صاحبزادوں میں سے کوئی بھی دفاع افغانستان یا دفاع پاکستان کی جنگ مین مگن نہیں۔

الحمداللہ مولانا سمیع الحق نے دو شادیاں کی ہیں۔ ایک بیوی الحمداللہ دو بیٹوں اور ایک بیٹی کی ماں ہے۔

بیٹے مولانا حامد الحق حقانی نے جامعہ حقانیہ سے تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کی ہے۔ گزشتہ اسمبلی میں وہ ایم ایم اے کی ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے اور اس وقت اپنے والد کے متوقع جانشین کی حیثیت سے سیاست کر رہے ہیں۔

دوسرے بیٹے ارشاد الحق حقانی عالم دین اور حافظ قرآن ہیں۔ وہ ماہنامہ "الحق" کے مدیر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے دارالعلوم میں درس وتدریس کا فریضہ بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ دوسری بیوی سے بھی اللہ نے مولانا سمیع الحق کو دو بیٹے اور تین بیٹیاں عطا کی ہیں لیکن وہ سب ابھی کمسن ہیں البتہ مولانا ان میں سے کسی ایک کو بھی فدائی بنانے کا ارادہ نہیں رکھتے۔

جہاد اور امریکہ دشمنی میں ایک اور علم بردار صاحبزادہ فضل کریم کو جب میں نے ملکی سیاست میں مصروف عمل پایا تو سوچا کہ شاید انھوں نے اس مقدس فریضے کی ادائیگی پر اپنے صاحبزادوں کو لگا رکھا ہوگا لیکن تحقیق سے وہ بھی کسی اور میدان کے شہسوار نکلے۔

ان کے ایک بیٹے حامد رضا نے ایم اے اسلامیات، ایم بی اے اور لندن کی ایک یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی ہے اور ان دنوں بزنس کی پلاننگ کر رہے ہیں۔ دوسرے بیٹے محمد حسن رضا لاہور کے ایک کالم میں زیر تعلیم ہیں۔ تیسرے بیٹے محمد حسین رضا دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جی سی یونیورسٹی سے دنیوی تعلیم حاصل کر رہے ہیں جبکہ چوتھے بیٹے محمد محسن رضا بھی الحمد اللہ کالج کے طالب علم ہیں۔

جنگ وجدل میں مذہبی قائدین اور ان کی اولادوں کا کردار - صاحبزادہ فضل کریم

جہاد اور امریکہ دشمنی میں ایک اور علم بردار صاحبزادہ فضل کریم کو جب میں نے ملکی سیاست میں مصروف عمل پایا تو سوچا کہ شاید انہوں نے اس مقدس فریضے کی ادائیگی پر اپنے صاحبزادوں کو لگا رکھا ہو گا لیکن تحقیق سے وہ بھی کسی اور میدان کے شہسوار نکلے۔

ان کے ایک بیٹے حامد رضا نے ایم اے اسلامیات، ایم بی اے اور لندن کی ایک یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی ہے اور ان دنوں بزنس کی پلاننگ کر رہے ہیں۔ دوسرے بیٹے محمد حسن رضا لاہور کے ایک کالم میں زیر تعلیم ہیں۔ تیسرے بیٹے محمد حسین رضا دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جی سی یونیورسٹی سے دنیوی تعلیم حاصل کر رہے ہیں جبکہ چوتھے بیٹے محمد محسن رضا بھی الحمداللہ کالج کے طالب علم ہیں۔

طالبان کی جنگ اور مذہبی قائدین کا کردار - منور حسن اور قاضی حسین احمد اور ان کی اولادیں

طالبان کی جنگ اور مذہبی قائدین کا کردار - جرگہ سلیم صافی

ہم سب جانتے ہیں کہ اس خطے میں جہادی سوچ کی بنیاد جماعت اسلامی نے رکھی۔
وہ نہ صرف افغان جہاد میں ہزاروں نوجوانوں کو لڑوا چکی بلکہ کشمیر کے جہاد میں بھی
اس تنظیم کی زیر سرپرستی سینکڑوں نوجوانوں نے جانوں کے نذرانے پیش کئے۔
افغانستان سے امریکہ کے انخلا اور پاکستان سے اس کے اثر و رسوخ کے لئے سب سے
زیادہ بے چین یہی جماعت نظر آتی ہے۔
اس جماعت کے امیر سید منور حسن نہ صرف افغان طالبان بلکہ گاہے بگاہے پاکستانی
طالبان کی ستائش کر لیتے ہیں۔

سوچا کہ وہ چونکہ پاکستان میں جہاد کے لئے رائے عامہ بنا رہے ہیں، اس لئے شاید اپنی اولاد میں سے کسی کو محاذ پر بھیجا ہوگا لیکن یہاں بھی تحقیق کے نتیجے میں مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔

وہ ایک بیٹی اور ایک بیٹے کے والد ہیں۔ دونوں ماشا اللہ کراچی میں معمول کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کے بیٹے طلحہ نے کراچی یونورسٹی سے ماسٹر کی ڈگری لی ہے اور اس وقت پراپرٹی اور آئی ٹی کے کاروبار میں مگن ہیں۔

جماعت اسلامی کی صفوں میں موازنہ کیا جائے تو جہادی سوچ کو ابھارنے والوں میں محترم قاضی حسین احمد سرفہرست ہیں۔

اپنی ان خدمات کا ان دنوں وہ اپنے مضامین میں بھی بڑے فخر سے تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔ الحمداللہ عمر کے اس حصے میں بھی ان کا جذبہ جوان ہے اور اب بھی خوب امریکہ کے خلاف جذبات کو بھڑکا رہے ہیں۔

خیال تھا کہ وہ چونکہ سید منور حسن کے ساتھ ان کا بوجھ کم کرنے میں لگے ہوئے ہیں اسلئے شائد اپنے بیٹوں کو جہاد کے لئے وقف کیا ہوگا۔

لیکن ان کے بڑے صاحبزادے اور ہمارے محترم دوست آصف لقمان قاضی امریکہ سے بزنس ایڈمنسٹریشن کی ڈگری لینے کے بعد سیاسی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ اپنے کاروبار میں مصروف ہیں

جبکہ دوسرے بیٹے ڈاکٹر انس قاضی پرائیوٹ میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کرنے کے بعد پرائیوٹ پریکٹس کے ساتھ ساتھ پشاور میں صحت کے شعبے میں کاروبار کر رہے ہیں۔

اللہ کی اپنی ہی کسی آیت کی منسوخی کا عمل

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب العالمین ہے اور اللہ کی رحمت و سلام نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کی آل پر ان کے ساتھیوں پر اور ان کی امت پر

اللہ عزوجل کا حق ہے کہ وہ جو چاہے کرے سو جو چاہے کہے

(الانبیا آیت نمبر ۲۳) "وہ اپنے کاموں کے لیے جواب دہ نہیں ہے اور سب جوابدہ ہیں۔"

اللہ عزوجل قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ (ایک آیت کا حصہ) " وہ جسے چاہتا ہے معاف کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے"

عمل تنسیخ کے عربی میں دو معنی ہیں

ا۔ صورت میں تبدیلی لانا یا ایک جگہ سے دوسرے منتقل کر دینا

۲۔ منسوخ کر دینا عام فہم میں

عربی میں فنی اعتبار سے تنسیخ کا مطلب منسوخ یا تبدیل کر دینا ہی ہے یعنی جیسے اللہ عزوجل قرآن کرم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

سورہ البقرہ ۱۰۶

ہم اپنی جس آیت کو منسوخ کردیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں، اس کی جگہ اس سے بہتر لاتے ہیں یا کم از کم ویسی ہی۔ کیا تم جانتے نہیں ہو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

اور اللہ عزوجل مزید ارشاد فرماتے ہیں قرآن مجید فرقان حمید میں کہ

۱۱۶النحل سورہ ۹۸تا ۱۰۲

پھر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ اسے ان لوگوں پر تسلط حاصل نہیں ہوتا جو ایمان لاتے اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں اس کا اثر تو انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا سرپرست بناتے اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔

جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت نازل کرتے ہیں۔ اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا نازل کرے۔ تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم یہ قرآن خود گھڑتے ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ حقیقت سے ناواقف ہیں۔ ان سے کہو کہ اسے تو روح القدس نے ٹھیک ٹھیک میرے رب کی طرف سے بتدریج نازل کیا ہے تاکہ ایمان لانے والوں کے ایمان کو پختہ کرے اور فرماں برداروں کو زندگی کے معاملات میں سیدھی راہ بتائے اور انہیں فلاح و سعادت کی خوشخبری دے۔

۱۱۶ النحل سورہ ۱۰۶ تا ۱۰۷

جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کرے مجبور کیا گیا ہو اور دل اس کا ایمان پر مطمئن ہو مگر جس نے دل کی رضامندی سے کفر کو قبول کر لیا اس پر اللہ کا غضب ہے اور ایسے سب لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا اور اللہ قاعدہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو راہ نجات نہیں دکھاتا جو اس کی نعمت کا کفران کریں۔

۸ ال انفال ۶۵ تا ۶۶

اے نبی، مومنوں کو جنگ پر ابھارو اگر تم میں سے بیں آدمی صابر ہوں تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر سو آدمی ایسے ہوں تو منکرین حق میں سے ہزار آدمیوں پر ،بھاری رہیں گے کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے۔ اچھا

اب اللہ نے تمہارا بوجھ ہلکا کیا اور اسے معلوم ہوا کہ ابھی تم میں کمزوری ہے، پس اگر تم میں سے سو آدمی صابر ہوں تو وہ دو سو پر اور ہزار آدمی ایسے ہوں تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب آئیں گے، اور اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔

مندرجہ بالا سورت میں اللہ عزوجل نے بوجھ ہلکا کیا اور فرمایا " اور اسے (اللہ کو)) معلوم ہوا کہ ابھی تم میں کمزری ہے۔ معاذ اللہ کیا اللہ کو پہلے معلوم نا تھا جو اس نے سو آدمیوں کو ہزار آدمیوں پر غالب رہنے کے وعدے کو بدل کر فرمایا کہ اگر تم میں سے سو آدمی صابر ہوں تو وہ دو سو پر اللہ کے حکم سے غالب آئیں گے۔ پس ثابت ہوا کہ (اللہ جو چاہے کرے جو چاہے کہے

اللہ اعلم بالصواب

مزید اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں

جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ان کی" خطاؤں سے درگزر کیا جائے گا اور انہیں بڑا اجر ملے گا۔ رہے وہ لوگ جو کفر کریں اور اللہ کی آیات کو جھٹلائیں، تو وہ دوزخ میں جانے والے ہیں۔ سورہ المائدہ ۹ اور ۱۰ (آیات ربانی

اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں سورہ النسا آیت نمبر ۱۳۶ میں
اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور ہر اس کتاب پر جو اس سے پہلے وہ نازل کرچکا ہے۔ جس نے اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روز آخرت سے کفر کیا وہ گمراہی میں بھٹک کر بہت دور نکل گیا
اللہ مجھے اور ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے اللہ کا حکم قرآن میں ہے کہ "ہر اس) کتاب پر جو اس سے پہلے وہ نازل کرچکا ہے کیا، معاذ اللہ، رب العزت کے علم سے یہ بات پوشیدہ ہے یا تھی کہ قرآن سے پہلی کتابوں میں تحریف ہوچکی ہوگی یا ہوسکتی (ہے۔ اللہ مجھے اور سب کو علم و عمل کا شیدائی بنائے حریص بنائے آمین یا رب العالمین

ہماری کہانی

ایک دن عاصم اور اس کے بیوی بچوں نے فیصلہ کیا رحلہ پر جانے کا اور دنیا کی رنگینیاں دیکھنے کا ان کا سفر شروع ہوا چلتے چلتے راستے میں ایک شخص کھڑا ملا عاصم نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں مال ہوں عاصم نے اپنے بیوی بچون سے پوچھا کیا خیال ہے؟ کیا ہم اسے ساتھ بیٹھا دیں؟ سب نے کہا ضرور کیوں کے ہمیں اس سفر میں اس کی ضرورت پڑے گی اور اس کی موجودگی میں ہم سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں عاصم نے مال کو بھی اپنے ساتھ بیٹھا لیا اور آگے بڑھے جب تھوڑا آگے گئے تو ایک اور شخص کھڑا نظر آیا عاصم نے پھر پوچھا تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا میں منصب و مقام ہوں عاصم نے اپنے بیوی بچوں سے پوچھا کیا خیال ہے؟ کیا ہم اسے ساتھ بیٹھا دیں؟ سب نے کہا ضرور کیوں نہیں ہمیں اس سفر میں اس کی ضرورت پڑے گی اور دنیا کی لذتوں کا حصول اس کی موجودگی میں بہت آسان ہو جایے گا عاصم نے اسے بھی اپنے ساتھ بیٹھا لیا اور مزید آگے بڑھا اس طرح اس سفر میں بہت سے قسم کے لذات و شہوات سے ملاقات ہوئی عاصم سب کو ساتھ بیٹھاتا آگے بڑھتا رہا آگے بڑھتے بڑھتے ایک اور شخص سے ملاقات ہوئی عاصم نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں دین ہوں عاصم نے اپنے بیوی بچوں سے پوچھا کیا اسے بھی ساتھ بیٹھا لیں؟ سب نے کہا ابھی نہیں یہ وقت دین کو ساتھ لے جانے کا نہیں ہے

ابھی ہم دنیا کی سیر کرنے اور انجوائے کرنے جارہے ہیں اور دین ہم پر بلاوجہ ہزار پابندیاں لگادے گا پردہ کرو، حلال حرام دیکھو، نمازوں کی پابندی کرو، اور بھی بہت سی پابندیاں لگادے گا اور ہماری لذتوں میں رکاوٹ بنے گا ہم انجوائے نہیں کر سکیں گے لیکن ایسا کرتے ہیں کہ رحلہ سے واپسی پر ہم اسے ساتھ بیٹھالیں گے اور اسطرح وہ دین کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھ جاتے ہیں چلتے چلتے آگے چیک پوسٹ آ جاتا ہے وہاں لکھا ہوتا وہاں کھڑا شخص عاصم سے کہتا ہے کہ وہ گاڑی سے اترے عاصم گاڑی سے stop ہے اترتا ہے تو وہ شخص اسے کہتا ہے تمہارا سفر کا وقت ختم ہو چکا مجھے تمہارے پاس دین کی تفتیش کرنی ہے عاصم کہتا ہے دین کو میں کچھ ہی دوری پر چھوڑ آیا ہوں مجھے اجازت دو میں ابھی جاکر اسے ساتھ لاتا ہوں وہ شخص کہتا ہے اب واپسی ناممکن ہے تمہارا وقت ختم ہو چکا اب تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا عاصم کہتا ہے مگر میرے ساتھ مال منصب مقام اور بیوی بچے ہیں وہ شخص کہتا ہے اب تمہیں تمہارا مال منصب اور اولاد کوئی بھی اللہ کی پکڑ سے نہیں بچا سکتا دین صرف تمہارے کام آسکتا تھا جسے تم پیچھے چھوڑ آئے عاصم پوچھتا ہے تم ہو کون؟ وہ کہتا ہے میں موت ہوں جس سے تم مکمل غافل تھے اور عمل کو بھولے رہے عاصم نے ڈرتی نظروں سے گاڑی کی طرف دیکھا اس کے بیوی بچے اس کو اکیلے چھوڑ کر مال و منصب کو لئے کسی اور کے ساتھ اپنے سفر کو مکمل کرنے کے لیے آگے بڑھ گئے اور کوئی ایک بھی عاصم کی مدد کے لیے اس کے ساتھ نہ اترا

آپ کے خالق کا فرمان ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ [المنافقون : 9

مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں

اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ

جس دن نہ مال ہی کچھ فائدہ دے سکا گا اور نہ بیٹے

ہر متنفس کو موت کا مزا چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا تو جو شخص آتش جہنم سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے

قال تعالی :

کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا

اس رسالہ کو مزید نشر کریں شاید آپ کسی کی ہدایت کا سبب بن سکیں

سلیم صافی کے کالم میں پروفیسر ساجد میر اور ان کی اولاد کے بارے میں

طالبان کی جنگ اور مذہبی قائدین کا کردار۔ جرگہ سلیم صافی

ہم سب جانتے ہیں کہ جہاد و قتال کے ایک اور داعی پروفیسر ساجد میر ان دنوں میاں نواز شریف کی سیاست کے لئے شرعی جواز تلاش کرنے میں مگن ہیں، اسلئے خیال یہ تھا کہ جہاد و قتال کے میدان میں انہوں نے اپنے صاحبزادوں کو لگا رکھا ہوگا لیکن یہاں بھی تحقیق کے نتیجے میں مایوسی ہوئی۔

ان کے بیٹے احمد میر نے نائجیریا سے میٹرک کرنے کے بعد سرحد یونیورسٹی پشاور سے ڈگری لی اور اس وقت سیالکوٹ میں گڈز فارورڈنگ کا کاروبار کر رہے ہیں۔ دوسرے بیٹے عاقب میر نے بھی نائیجیریا سے میٹرک کرنے کے بعد الخیر یونیورسٹی لاہور سے ایم سی ایس کیا اور اس وقت کینیڈا کی ایک کمپنی سے وابستہ ہیں۔

سلیم صافی کے مضمون میں جرنیلوں کی طرف اشارہ

طالبان کی جنگ اور مذہبی قائدین کا کردار۔ جرگہ سلیم صافی
رہے وہ ریٹائرڈ جرنیل صاحبان جو اس خطے میں جہادی کلچر کے فروغ کے دعویدار اور ذمہ دار ہیں اور جواب بھی میڈیا میں اپنے آپ کو زندہ رکھنے کیلئے ہمہ وقت طالبان کی حمایت میں رطب اللسان رہتے ہیں، تو طالبان کے جہاد میں ان کے اور ان کے بچوں کی شرکت سے تو ایک دنیا واقف ہے۔
کوئی اربوں میں کھیل رہا ہے، کوئی کروڑوں سے دل بہلا رہا ہے۔ کوئی پیسے کے زور سے سیاست میں اپنی سلطنت قائم کرچکا ہے تو کوئی کاروبار میں اپنی سلطنت کے قیام میں مگن ہے۔ جس راستے پر دوسروں کے بچوں کو لگا رکھا ہے۔
اس پر شرمندہ بھی نہیں لیکن خود یا اپنے بچوں کو اس راستے پر لگانے سے بھی گریزاں ہیں۔ بڑے مزے سے اسلام آباد اور لاہور کے بنگلوں میں بیٹھ کر فائیو اسٹار ہوٹلوں میں منعقدہ سیمناروں سے خطاب کرتے ہوئے سوویت یونین کے خاتمے کے بعد اب امریکہ کی شکست کے تمغے بھی اپنے سینوں پر سجانا چاہتے ہیں۔

امکان غالب ہے کہ سلیم صافی کا اشارہ مرے ہوؤں کو چھوڑ کر زندوں میں شاہد حمید)
گل اور شاہد اختر عبدالرحمٰن کی اور ضیا الحق کی اولادوں کی طرف اشارہ ہے جن کی
اولادوں میں سے کیوں نے شوگر مافیہ کی حیثیت سے جو کیا ہے وہ ان کے آباؤ اجداد
(بھی نا کر سکتے تھے بہترین عہدوں پر رہنے کے باوجود

ڈالروں کے لیے پرائی لاش کو سیاسی وجوہ سے اٹھانے والوں کی کہانی

طالبان کی جنگ اور مذہبی قائدین کا کردار۔ جرگہ سلیم صافی

پاکستانی طالبان کے ایک رہنما سے کسی نے پوچھا کہ وہ ایسا کیوں کر رہے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو دوسروں کے سپرد کردہ لاش کو کاندھا دیئے ہوئے ہیں۔

تفصیل انہوں نے یوں بیان کی کہ کسی گاؤں میں چار اجنبی، ایک اجنبی کی لاش اٹھائے قبرستان کی طرف جارہے تھے۔ گاؤں کے لوگوں نے انہیں دیکھا تو اجنبیوں نے ان سے کہا کہ وہ ایک عظیم دینی بزرگ کی لاش کو دفنانے جارہے ہیں۔ چنانچہ گاؤں کے سادہ لوگ بھی میت کے ساتھ قبرستان کی طرف چل دیئے اور آگے بڑھ کر ثواب کی خاطر لاش کو کاندھا دینے لگے۔

پہلا بندہ آگے بڑھا تو ایک اجنبی اپنے کاندھے کو فارغ پا کر خاموشی سے کھسک گیا۔ پھر جب گاؤں کا دوسرا بندہ، دوسرے اجنبی کی جگہ لینے کیلئے آگے بڑھا تو وہ بھی غائب ہو گیا۔ یہی عمل تیسرے اور چوتھے اجنبی نے دہرایا۔ لاش

قبرستان پہنچی تو اس کے چاروں وارث غائب تھے اور دینی جذبہ کے تحت اس کو کاندھا دینے والے گاؤں کے لوگ حیران تھے کہ اب اس لاش کو کیا کریں۔ اس کو کہاں دفنائیں اور کیا نام دے کر دفنائیں ؟

یہ قصہ سنا کر پاکستانی طالبان کے لیڈر نے کہا کہ ہم نے تو اس گاؤں کے مکینوں کی طرح اسلامی جذبہ کے تحت اس لاش کو کاندھا دیا ہے۔ یہ لاش تو قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمان، مولانا سمیع الحق، پروفیسر ساجد میر، جنرل اختر عبدالرحمان، جنرل حمید گل اور اسی نوع کے دیگر لوگوں نے اٹھا رکھی تھی۔ ہم نے ان کی پکار پر دینی جذبے کے تحت لبیک کہتے ہوئے اس کو کاندھا دیا لیکن پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ سب غائب تھے اور لاش ہمارے گلے پڑ گئی۔

معزز قارئین: اب کیا یہ مذکورہ شخصیات اور ان کے جانشینوں کا فرض نہیں بنتا کہ وہ اپنی اس مبارک لاش کو کاندھا دیں یا پھر میدان میں آ کر لاش اٹھانے والوں سے واضح الفاظ میں کہہ دیں کہ اس لاش کو کاندھا دینے سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہے، اسلئے گاؤں کے لوگ بھی اسے اسی طرح چھوڑ دیں جس طرح کہ وہ چھوڑ چکے ہیں؟

تماشہ یہ ہے کہ وہ اب بھی آوازیں لگا رہے ہیں کہ یہ ایک عظیم مذہبی ہستی

کی لاش ہے اور اسے کاندھا دینا دنیا و آخرت کی بھلائی کا ذریعہ ہے، لیکن خود لاش کو کاندھا دینے جا رہے ہیں، نہ اپنے بچوں سے یہ نیک کام کروانا چاہتے ہیں اور نہ ان کو منع کرنا یا سمجھانا چاہتے ہیں جنہوں نے ان کی تلقین پر یہ لاش اپنے گلے باندھ لی ہے۔

ججز کی تقرری اور حکومتی مؤقف

حکومت وقت بظاہر دلچسپ مگر خطرناک قسم کے اقدامات کی عادی معلوم ہوتی ہے اور ہر گزشتہ بحران بظاہر ایسا لگتا ہے کہ اب تو حکومت کے لیے بہت خطرات پیدا ہو گئے ہیں مگر نامعلوم کیوں اپوزیشن اور حکومت مخالف گروہوں کے سارے اندازے ایک ایک کر کے ریت کا گھروندہ ثابت ہوتے چلے جاتے ہیں۔
کبھی کیری لوگر بل پر ایسا لگتا ہے کہ ابھی جنگجو اور مہم جو قسم کے فوجی دندناتے ہوئے ایوان صدر اور ایوان وزیر اعظم پر دھاوا بول دیں گے اور کچھ ہی دیر بعد ریڈیو اور ٹی وی پر "میرے عزیز ہم وطنوں" والی اسٹیریو ریکارڈنگ سننے کو ملے گی شائد یہی وجہ ہے کہ آفس سے واپسی پر لوگ اسی امید پر جلد از جلد گھر پہنچنے کی کوشش کے دوران بے پناہ بے ہنگم ٹریفک کو دیکھ کر یہی سوچتے ہوئے گھر پہنچتے ہیں کہ ہونا ہو آج تو کچھ ہو کر ہی رہنا ہے اور حکومت تو گئی سمجھو۔
اور کبھی این آر او کے موقع پر سیاسی فتووں کی بارش ہو جاتی ہے کہ اب تو حکومت کے تابوت میں آخری کیل بھی ٹھک ہی گئی۔

اور اب ججز کے مسئلے میں لگتا ہے کہ لو جی مک گئی ساری گل۔

ہر روز لوگ اپنے اپنے کام دھندوں کے دوران ہونے والی عجیب و غریب اور ناقابل بیان حد تک سنجیدہ تبصروں اور حقائق سننے کے بعد گھر پہنچ کر ٹی وی اسکرین کے سامنے ان فارغ قسم کے مبصرین اور ماہرین کو سنتے سنتے بے زار آجاتے ہیں کہ جن کو شائد ان کے گھر والے بھی توجہ سے نہیں سنتے ہونگے۔

اور پھر رات گئے ٹی وی بند کرکے سو جاتے ہیں اور صبح اٹھ کر اس امید پر ٹی وی دوبارہ کھول کر دیکھتے ہیں کہ کہیں رات کو ہی کسی آمر یا بااختیار قسم کے چیف صاحبان میں سے کسی نے عوامی جذبات و احساسات کو محسوس کرکے کوئی سوموٹو ایکشن تو نہیں لے لیا۔

وزیراعظم گیلانی صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ حکومت موجودہ عدلیہ سے جان چھڑانا چاہتی ہے۔ قومی اسمبلی میں حیرت انگیز طور پر پرجوش انداز سے وزیراعظم نے فرنٹ فٹ پر کھیلتے ہوئے کہا کہ ججز کی تقرری کی سفارشات پر مشاورت کے حوالے سے سپریم کورٹ جو بھی تشریح کرے گی، حکومت کو قبول ہوگی۔

جس انداز سے وزیراعظم صاحب نے قومی اسمبلی میں تقریر کی اس سے

تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ وزیراعظم صاحب نے اپنے قانونی مشیران سے اس معاملے پر ناصرف گفتگو اور صلح مشورہ کر لیا ہے بلکہ وہ اپنے مؤقف یعنی حکومت اقدامات پر بہت حد تک پراعتماد اور ڈٹے ہوئے ہیں مگر کوئی مخالفت کا تاثر دینے کے بجائے افہام و تفہیم کی راہ پر چلنا چاہتے ہیں اور یہی جمہوریت کی عنایت کردہ خوبصورتی ہے کہ اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ صحیح بھی ہیں تو بھی اپنے سمجھنے کو حرف آخر سمجھنے کے بجائے دوسرے کے مؤقف کا ناصرف احترام کریں بلکہ یہ تاثر بھی دیں کہ اگر آپ غلط ہوئے تو آپ اس بات کو کھلے دل سے تسلیم کرلیں گے کہ غلطی آپ سے ہی ہوئی اور یہ کہ ایسا قدم غلط فہمی سے تو ہو سکتا ہے مگر ارادتاً نہیں۔

وزیراعظم صاحب نے گیند ججز کی کورٹ میں ڈالتے ہوئے کہا کہ اگر ججز چاہتے ہیں کہ انہیں یعنی ججز کو ہی ججز تعینات کرنے کا اختیار دیا جائے اور اس میں صدر وزیراعظم یا گورنر کا کوئی کردار نہ ہو تو ایسا کرنے کو بھی تیار ہیں اگر پارلیمنٹ ایسا چاہے۔ ان کا کہنا تھا کہ پارلیمنٹ بالادست ہے اور قانون سازی کا اختیار بھی پارلیمنٹ کو ہی حاصل ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ وزیراعظم نے کہا کہ آئینی کمیٹی جو بھی فیصلہ کرے گی اس کا تعلق موجودہ عدلیہ یا تعیناتی سے نہیں۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ سپریم کورٹ ججز تعیناتی کیس کا جو بھی فیصلہ کرے گی وہ قابل قبول ہوگا۔

اس طرح ججز کے لیے بہت کڑا وقت ہے کیونکہ اس کیس کا جو بھی فیصلہ ہوگا وہ آنے والے ادوار میں مسلمہ حیثیت کا حامل بن جائے گا اور آنے والے دنوں میں ججز اور آج کی اپوزیشن جب کل حکومت بنانے کے قابل ہوگی جب اس کو بھی لگ پتا جائے گا۔ بحرحال آنے والے دنوں میں ججز کے معاملے کا کچھ بھی ہو۔ آئین کی شق میں یہ بات عام فہم ہے کہ صدر کو اختیار حاصل ہے جج کی تعیناتی وغیرہ کا اور چیف جسٹس سے مشاورت ضروری ہے اب آئینی و قانونی کھلاڑی جانیں کہ چیف جسٹس سے مشاورت اتنی ضروری ہے کہ اس مشاورت یعنی مشورہ کو ماننا بھی صدر کے لیے اتنا ہی ضروری ہے کہ اگر وہ مشورہ نا مانا جائے تو صدر صاحب نے آئین کی ہی خلاف ورزی کر لی۔ بہر کیف حکومت کو برا بھلا اور اس کے ہر کام میں عیب اور کیڑے نکالنے والے ضرور اس بات سے چیں بجیں ہونگے مگر حکومت نے کوئی غیر آئینی کام بظاہر نہیں کیا اور آئین کی تشریح کل کچھ بھی ہو حکومت اس بات پر بھی مکمل عہد کر رہی ہے کہ جو تشریح اس معاملے پر کورٹ کی طرف سے کی جائے گی اس کا احترام کیا جائے گا۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ یہ احترام یکطرفہ ہوگا یا عدلیہ بھی حکومت کے مسئلے مسائل کو حل کرنے میں احترام اور برداشت سے کام لے گی یا صرف عدلیہ میں اتنی طاقت پیدا ہو گئی ہے کہ سب ادارے تو عدلیہ کا احترام کریں اور عدلیہ سب سے بالاتر ہے اور یہ بات بھی واضح ہونی چاہیے کہ عدلیہ، انتظامیہ، مقننہ میں کس کا کردار کس نوعیت کا ہے کیا سب اپنے اپنے دائرہ کار میں کام کرنے کی پابند ہیں یا سب ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت کرنے میں آزاد ہیں۔

ویسے کوئی زیرو پوائنٹ زیرو ون پرسنٹ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حکومت کا اقدام غیر آئینی نہیں بلکہ صحیح تھا جیسا کہ علی احمد کرد صاحب اور دوسرے ماہرین قانون کے بیانات چلے تھے اس معاملے کو لے کر بالکل ابتدائی اسٹیج پر۔ ہوسکتا ہے اب ماہرین قانون کے بیانات سیاسی و مصلحتی وجوہات کی بنا پر تبدیل ہوچکے ہوں۔

مگر جناب یہ حکومت تو واقعی اتنی بہادر معلوم ہوتی ہے کہ ہر قسم کے بحرانوں میں ناصرف کودپڑتی ہے بلکہ کپڑے جھاڑ کر اٹھ بھی کھڑی ہوتی ہے

کچھ میلاد منانے کے بارے میں - حصہ اول

جنید : السلام و علیکم

عبداللہ : وعلیکم السلام۔ سنایئے آج کیسے صبح صبح آ گئے، دکان پر نہیں گئے کیا؟

جنید : آج تو عید میلاد النبی ہے، بازار اور دکانیں بند ہیں۔

عبداللہ: اچھا تو آپ آج عید منا رہے ہیں۔

جنید : کیا آپ نہیں منا رہے؟

عبداللہ : عیدیں تو اسلام میں صرف دو ہی ہیں ایک عیدالفطر اور دوسری عید الاضحی

جنید : یہ تیسرے عید بھی تو ہے جسے عید میلاد النبی کہتے ہیں۔

عبداللہ : اچھا آپ زرا یہ بتائیں، یہ جو تیسری عید ہے، کیا اس عید والے دن عیدگاہ جا کر نماز عید ادا کی جاتی ہے؟

جنید : عید میلاد النبی کی نماز تو ہوتی ہی نہیں۔

عبداللہ : باقی دو عیدوں کی نمازیں پھر آپ کیوں پڑھتے ہیں؟

جنید : وہ تو پڑھنی چاہئیں۔

عبداللہ : وہ کیوں پڑھنی چاہئیں؟

جنید : اس لئے کہ ان کے پڑھنے کا حکم ہے۔

عبداللہ : کیا عید میلاد النبی کی نماز پڑھنے کا حکم نہیں ہے؟

جنید : نہیں ہوگا اس لئے تو کوئی نہیں پڑھتا۔

عبداللہ : کیا عید میلاد النبی منانے کا کہیں حکم ہے؟

جنید : سنا تو نہیں کہیں حکم ہو، لیکن منع بھی تو نہیں ہے۔

عبداللہ : کیا اس کی نماز عید منع ہے؟

جنید : منع تو وہ بھی نہیں ہے۔

عبداللہ : پھر آپ کیوں نہیں پڑھتے؟

جنید : آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔

عبداللہ : میں بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام میں اس عید کا کوئی ثبوت نہیں، اگر یہ عید اسلام میں ہوتی تو باقی دو عیدوں کی طرح اسکی نماز بھی ہوتی، اس کی فضیلت حدیث میں پائی جاتی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے احکام اور مسائل کو بیان فرمائے ہوتے۔

جنید : جو لوگ یہ عید مناتے ہیں کیا وہ غلطی کرتے ہیں؟

عبداللہ : اسلام مسلمانوں کے عمل کا نام نہیں، اسلام قرآن اور حدیث کا نام ہے، جو بات قرآن و حدیث سے ثابت ہے وہ دین ہے، جو ثابت نہیں وہ دین نہیں۔ اگر کوئی اس کو دین بناتا ہے تو وہ دین میں اضافہ کرتا ہے جو ایک سنگین جرم ہے، اسی کو بدعت کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو بدعت سے بہت ڈرایا ہے۔

جنید : کیا صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں عید کوئی مناتا تھا؟

عبداللہ : سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، صحابہ اور تابعین کے بعد کسی امام و محدث نے بھی یہ عید نہیں منائی، اہل سنت کے چاروں اماموں نے تو اس عید کا نام بھی نہ سنا تھا۔ یہ بدعت ٦٢٥ سے شروع ہوئی ہے۔

جنید: یہ کیسے ہوسکتا ہے ایک مسلمان اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت بھی کرتا ہو اور آپ کی پیدائش کا دن خاموشی سے گزار دے۔

عبداللہ : ایسا ہوسکتا ہے اور ہوا ہے۔ آپ کبھی کسی تاریخ میں نہیں دکھا سکتے کہ صحابہ وتابعین اور آئمہ سلف نے یہ عید منائی ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کتاب و سنت پر عمل کرنے سے ظاہر ہوتی ہے نہ کہ عید منانے سے۔ کیا ٦٢٥ سے پہلے کے لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہیں تھی؟ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس زمانے کو بہترین زمانہ قرار دیا ہے۔

جاری ہے

عید میلاد النبی منانے کے حوالے سے - حصہ دوم

جنید : عیسائی اپنے نبی کی پیدائش پر کرسمس (عید میلاد) مناتے ہیں، ہمارے نبی کی شان تو سب سے اعلیٰ ہے، ہم مسلمان اپنے نبی کا یوم پیدائش کیوں نہ منائیں؟

عبداللہ : عیسائی تو اپنے نبی کو خدا اور خدا کا بیٹا بھی کہتے ہیں، کیا عیسائیوں کی ریس میں ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا یا خدا کا بیٹا بنالیں۔ میرے بھائی ! عیسائیوں کو قرآن و حدیث نے اسی لئے تو گمراہ قرار دیا ہے کہ وہ سب کچھ اپنے نبی کی تعلیمات کے خلاف کرتے ہیں، کرسمس منانا عیسائیوں کا اپنا مذہب ہے، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات نہیں ہے۔

جنید : عید میلاد النبی کوئی فضول رسم ہے؟

عبداللہ : اگر یہ اچھا کام ہوتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیوں نہ کیا، کیا اس زمانے میں وسائل کی کمی تھی یا جذبے کی، جو لوگ دو عیدیں منا سکتے تھے ان کو تیسری عید منانے میں کیا حرض تھا؟

جنید : صحابہ کے زمانے میں بہت سے کام نہیں ہوتے تھے جو آج کل ہوتے ہیں۔ آج ہم گاڑیوں اور ہوائی جہازوں پر سفر کرتے ہیں۔ آپ صحابہ کرام والے اسلام پر

عمل کرتے ہوئے گدھوں اور گھوڑوں پر سفر کیوں نہیں کرتے۔

عبداللہ : میرے بھائی، میرے دوست، ! سائنسی ایجادات سے اسلام میں ملاوٹ نہیں ہوتی، مذہبی ایجادات سے اسلام میں ملاوٹ ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

جس نے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی اسے رد کر دیا جائے گا (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔

حافظ ابن حجر اس کی تشریح میں لکھتے ہیں "والمراد امر الدین" اس سے دین کا امر مراد ہے، یعنی جس نے دین کے اندر کوئی نئی رسم نکالی تو وہ مردود ہے (فتحی الباری ۲۳۳÷ ۵)

ان سے واضح ہوگیا کہ ہر احداث برا اور مردود نہیں بلکہ وہ بدعت اور احداث مردود ہے جس کا تعلق دین اور دینی معاملات سے ہو اور اسے دین کا کام اور کار ثواب سمجھ کر کیا جائے، لہذا جتنی بدعتیں لوگوں نے دین کے اندر نکالی ہیں تہ تمام کی تمام مردود ہیں۔

جاری ہے

عید میلاد النبی منانے کے حوالے سے - حصہ سوم

جہاں تک دنیاوی چیزوں کا تعلق ہے اس کے لئے اللہ ارشاد فرماتا ہے :
"اور اسی نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور رونق و زینت اور وہ پیدا کرے گا جن کی تمہیں خبر نہیں" سورت النحل ۸)
مذکورہ آیت میں اللہ عزوجل کہہ رہا ہے کہ وہ چیزیں بھی استعمال کر سکتے ہیں جن کا علم اس وقت کے لوگوں کو نہیں تھا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمام مباح دنیاوی نئی (سائنسی) ایجاد کردہ چیزوں کو ہم استعمال کر سکتے ہیں۔
جنید : تو پھر آپ بچے کی پیدائش پر خوشی کیوں مناتے ہیں؟
عبداللہ : خوشی منانے اور خوش ہونے میں فرق ہے۔ بچے کی پیدائش پر ہر انسان فطری طور پر خوش ہوتا ہے نہ کہ مذہبی طور پر، جہاں تک خوشی منانے کا تعلق ہے تو اس کے لئے شریعت نے ساتویں روز عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے، جس کام کے کرنے کا شریعت حکم دے وہ تو دین ہے، اب آپ بتائیں کہ بارہ ربیع الاول کو عید منانے کا حکم شریعت نے دیا ہے یا کوئی ایسی ترغیب دلائی ہے ؟ کیا ایسا

کوئی حکم اور ایسی کوئی ہدایت معاذ اللہ غلطی سے رہ گئی ہے؟ ہر گز نہیں ۔ اللہ ہمیں معاف کرے۔ بھائی بچے کی پیدائش پر خوشی تو صرف ایک دن منائی جاتی ہے جس روز وہ پیدا ہوتا ہے اسی روز مبارکبادیں دی اور وصول کی جاتی ہیں اور جو نہیں مل پاتے وہ جب ملتے ہیں تو مبارک باد دے دیتے ہیں کوئی ہر سال تو نہیں۔ اس طرح سالگرہ منانا اور اسی دن اگلے سالوں میں مبارکبادوں کا سلسلہ جاری کرنا کیا صحیح لگتا ہے۔ اور بچے کی پیدائش پر خوشی بھی ساتویں دن منائی جاتی ہے اس کی پیدائش کے دن نہیں اور وہ بھی ایک مرتبہ صرف ہر سال نہیں۔

جاری ہے

عید میلاد النبی منانے کے حوالے سے - حصہ چہارم

جنید : کہتے ہیں کہ ابو لہب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر لونڈی کو آزاد کیا تھا۔

عبداللہ : وہ اسلئے کہ ابو لہب کو اپنے بھتیجے کی پیدائش پر خوشی ہوئی تھی، اس نے لونڈی اس لئے آزاد نہیں کی تھی کہ ایک رسول دنیا میں تشریف لائے ہیں، یہ بات اتنی پسندیدہ تھی تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کے اعلان کے بعد کبھی بھی ابو لہب کی کی اس سنت کو زندہ کرنے کا حکم دیا؟ ابو لہب نے تو دنیا کے عام رواج کے مطابق خوشی منائی، بچہ تو کسی گھر پیدا ہوا اچھی بات ہوتی ہے، ابو لہب کا لونڈی آزاد کرنا اسلئے نہیں تھا کہ اس نے اس دن کو عید تصور کیا تھا۔ اگر ابو لہب کو اپنے بھتیجے کی نبوت سے محبت ہوتی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدترین عداوت کا مظاہرہ نہ کرتا اور نہ اس کی اور اس کی بیوی کی مذمت میں قرآن کی پوری سورت نازل ہوتی، پھر اگر ابو لہب کے عمل کو عید میلاد النبی کی دلیل شمار کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ عید میلاد النبی سنت نبوی تو نہیں البتہ سنت ابو لہبی ضرور ہے۔

جنید : سنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح تاریخ پیدائش میں مؤرخین کا اختلاف ہے، آخر حقیقت کیا ہے ؟

عبداللہ : اللہ تعالٰی نے جان بوجھ کر انہیں ایک دن پر متفق نہیں ہونے دیا شائد تاکہ اسلام کے خالص ہونے کی دلیل قائم رہے، لوگ اس بدعت سے بچے رہیں، یہی تو ہم اب تک کہتے ہیں کہ یہ دن پہلے زماں میں نہیں منانا جاتا تھا بعد میں ایجاد ہوا ہے۔ اگر بارہ ربیع الاول کا دن کسی بھی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا بعد میں کسی زمانے مین منایا جاتا رہا ہوتا تو سارے مسلمان آپ کی تاریخ پیدائش پر متفق ہوتے۔

جنید : چلئے مان لیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش شروع سے نہیں منائی جاتی تھی۔ لیکن اب جدید سائنسی دور میں بھی یہ تحقیق نہیں ہو سکی کہ آپ کی صحیح تاریخ پیدائش کیا ہے؟

عبداللہ : دیکھیے تاریخ وفات پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ وہ بارہ ربیع الاول ہی ہے۔ لیکن آپ کی صحیح تاریخ پیدائش کے بارے میں جدید تحقیق تو یہی کہتی ہے کہ وہ نو ربیع الاول ہے۔ قاضی سلیمان کی رحمت اللعالمین اور مولانا شبلی نعمانی کی سیرت النبی میں یہ ساری تحقیق موجود ہے۔

جاری ہے

عید میلاد النبی منانے کے حوالے سے - حصہ آخری

جنید : آخر یہ عید میلاد النبی آئی پھر کہاں سے ؟

عبداللہ : آپ ایک چیز ایجاد کرتے ہیں اور اس کا ثبوت ہم سے مانگتے ہیں۔ بہرحال یہ بات تو مسلم ہے کہ عہد رسالت سے آئمہ و محدثین کے زمانے تک اس کا نام ونشان بھی نا تھا۔ یہ رسم ۶۲۵ سے شروع ہوئی کچھ نادان لوگوں نے اسے ایجاد کیا اور سمجھا کہ لو جی دین میں جو کمی رہ گئی تھی عہد نبوت اور صحابہ وتابعین کے زمانے میں ہم نے اسے پورا کردیا معاذ اللہ۔

جنید : یہ تو واقعی ہم زیادتی کرتے ہیں۔ جبکہ ان بزرگوں نے یہ عید نہیں منائی تو پھر ہم کیوں منائیں، کیا ہم نبی سے ان کے ساتھیوں اور جانثاروں سے زیادہ محبت رکھتے ہیں ؟

عبداللہ : جزاک اللہ الحمدللہ اب آپ سمجھ بات۔

جنید : بات تو آپ کی سمجھ گیا ہوں، اچھا اب یہ بھی وضاحت فرمادیجیے کہ جو لوگ عید میلاد مناتے ہیں ان میں جذبہ اور نیت تو نیک ہی ہوتی ہے اور صحیح حدیث میں ہے " اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے "

عبداللہ : میرے بھائی جب آپ کو صحیح حدیث بتائی جاتی ہے اگر وہ آپ کے عمل کے خلاف ہو تو آپ لوگ یہ کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں کہ ہمارے مولوی صاحب نے اس

طرح کہا ہے اور ہمارے بڑوں نے اس طرح کیا ہے، ہم بھی وہی طریقہ اختیار کریں گے۔ اب آپ کو صحیح حدیث یاد آ گئی بہر حال بدعت تو کہتے ہی اس عمل کو ہیں جو نیک نیتی سے کی جائے، مگر عمل بذات خود غلط ہو تو وہ قبول نہیں ہوتا۔ اللہ کے ہاں عمل کی قبولیت کے لئے نیک نیتی کے ساتھ ساتھ عمل کا سنت کے مطابق ہونا بھی شرط ہے وگرنہ وہ عمل برباد ہے۔ قرآن میں جگہ جگہ اس کی صراحت موجود ہے۔ مثال کے طور پر آپ کے کہے ہوئے موجودہ نیک نیتی کے جذبے کے تحت اگر کوئی علامہ یا کوئی بڑے سے بڑے مولوی صاحب آپ کو کہیں کہ چار رکعت فرض نماز کے بجائے آٹھ رکعت فرض نماز پڑھیں تو کیا میرے بھائی آپ کا نیک جذبے کے تحت چار رکعت والی فرض نماز کو آٹھ رکعت والی بنا کر پڑھ لینا کیا آپ کی عقل شریف میں آ جائے گا کہ یہ صحیح کر رہے ہیں آپ یا اگر کوئی کہے کہ نمازوں میں رکعت کے دوران دوسری سورتوں کے اول و آخر میں درود شریف پڑھ لینے سے آپ کی نماز میں چار چاند لگ جائیں گے یا آپ کا یہ عمل مردود شمار کیا جائے گا؟

جنید : اس کا مطلب کہ عید میلاد النبی کا بالکل کوئی ثواب ہی نہیں؟

عبداللہ : بھائی جب اس کا وجود ہی اسلام میں نہیں تو یہ کار ثواب کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ تو بدعت ہے، دین میں اضافہ کوئی معمولی جرم نہیں آپ تو ثواب کی بات پوچھتے ہیں، قیامت کے دن تو ایسے لوگوں کو حوض کوثر سے پانی بھی نصیب نہ ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ان لوگوں کو قریب نہیں آنے دیں گے۔ سنئے حدیث میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے"

فرمایا: قیامت کے روز میں حوض کوثر سے اپنے امتیوں کو پانی پلا رہا ہوں گا، میری امت کے کچھ لوگوں پر فرشتے لاٹھی ماریں گے (حالانکہ ان کے ہاتھ پائوں وضو کی وجہ سے چمک رہے ہونگے) میں پوچھوں گا کہ ان کا کیا قصور ہے؟ انہیں میرے طرف آنے دو، یہ میرے امتی ہیں، جواب ملے گا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انھوں نے دین میں تبدیلیاں کر دی تھی، یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود فرمائیں گے: انہیں دور لے جاؤ، انہیں دور لے جاؤں کہ "ان لوگوں نے میرے بعد میرے دین میں رسم و رواج اور تبدیلیاں کیں

جنید: واقعی معاملہ تو بڑا خطرناک ہے، آپ نے مجھے یہ حدیث سنا کر بہت زیادہ ڈرادیا ہے۔ آپ کی بڑی نوازش کہ آپ نے مجھے راہ حق کی رہنمائی فرمائی۔ انشا اللہ میں اپنے دوست واحباب کی بھی صحیح رہنمائی کروں گا تاکہ وہ تمام بدعمات و خرافات سے تائب ہو کر کتاب و سنت پر گامزن رہیں۔

عبداللہ: اللہ تعالی ہم سب کو نیک اعمال کی توفیق بخشے آمین

ایک ای میل پر بھیج گئی تحریر جو احباب کے سامنے پیش خدمت ہے

نفسیاتی غلامی کے ہاتھوں مجبور - مسلم دنیا

پچھلے ایک ہزار برس سے مسلم دنیا کا سوچنے سمجھنے اور لکھنے بولنے والا ذہن طبقہ تقلید اور عوام الناس کا طبقہ تصوف کے ذریعے نفسیاتی غلامی میں مبتلا رہا ہے۔ مسلم دنیا کی پوری تاریخ میں ایسے افراد کی شدید کمی رہی ہے جنہوں نے طے شدہ دائرے سے ہٹ کر سوچنے (Thinking outside the box) کی کوشش کی ہو۔ بعض جلیل القدر اہل علم نے کسی حد تک روایتی طریقے سے ہٹ کر غور و فکر کی کوشش کی لیکن ان حضرات کی فکر کو بالعموم مسلم معاشروں میں قبول عام حاصل نہیں ہوا۔

ان سب حضرات کو اپنی زندگیوں میں زبردست مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ ان میں سے بہت سے حضرات کو کافر و مرتد قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا۔ ایک طبقہ غیر روایتی طرز فکر سے متاثر ہوا بھی لیکن اس کا اثر مسلم معاشروں میں بالعموم محدود رہا ہے۔ ایسا ضرور رہا ہے کہ عیسائی دنیا کے برعکس ہمارے ہاں "آزادی فکر" کو قانون اور ڈنڈے کی طاقت سے نہیں بلکہ زیادہ تر شخصیتوں کی طاقت سے محدود کیا گیا ہے۔

اس تفصیل سے پوری طرح یہ بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ مسلم دنیا میں غلامی کے

خاتمے کی کوئی تحریک شروع کیوں نہ ہو سکی؟ جب معاشرے کے ذہین ترین طبقے سے لے کر عام آدمی تک ہر شخص نفسیاتی غلامی میں نہ صرف مبتلا ہو بلکہ اس غلامی کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہو تو یہ خیال کیسے سوجھ سکتا ہے کہ وہ کسی بھی قسم کی غلامی کے خاتمے کی بات کرنے کی جرات کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم معاشروں میں اگرچہ غلامی کے خاتمے کی کمزور اندرونی تحریکیں موجود رہی ہیں لیکن فیصلہ کن طریقے پر غلامی کا خاتمہ اہل مغرب کے دباؤ پر ہی کیا گیا ہے۔

احکام دین میں کمی یا اضافہ - مقبول یا مردود؟

دین کو اسی طرح پیش کیا جانا چاہیے جیسا کہ وہ ہے۔ دین کے کسی حکم میں جہاں کوئی کمی ایک نا قابل معافی جرم ہے، وہاں اس میں زیادتی بھی ایک بہت بڑا جرم ہے۔ جو لوگ اپنی طرف سے دینی احکام میں اضافہ کرتے ہیں یا پھر دین نے اگر کسی حکم کو پسندیدہ (مستحب) کے درجے پر رکھا ہے اور وہ اسے فرض قرار دیتے ہیں، وہ اسی جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ دینی احکام میں اضافہ کرنے کے اس رجحان پر امین احسن اصلاحی صاحب کا تبصرہ قابل مطالعہ ہے۔

انسان کے اندر یہ عام کمزوری پائی جاتی ہے کہ جن چیزوں کے ساتھ اس کا تعلق" محض عقلی ہی نہیں بلکہ جذباتی بھی ہوتا ہے، ان کے معاملے میں وہ بسا اوقات غیر متوازن اور غیر معتدل ہو جایا کرتا ہے۔

آدمی اپنے بیوی بچوں سے محبت کرتا ہے تو صرف محبت ہی نہیں کرتا بلکہ بسا اوقات اس محبت میں وہ ایسا اندھا ہو جاتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ عداوت بھی کرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اس اندھے پن میں اس کو خدا کے حقوق کا بھی کچھ ہوش نہیں رہ جاتا۔

اگر اسے اپنے قبیلہ یا قوم یا ملک سے محبت ہے تو ان کی عصبیت اس پر بسا اوقات اتنی غالب آ جاتی ہے کہ وہ ان کے لئے پوری انسانیت کا دشمن بن جاتا ہے۔ حد یہ ہے کہ ان کی حمایت میں خود خدا سے بھی لڑنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ یہی چیز مذہب کے دائرہ میں آ کر اور زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے کیونکہ مذہب کے ساتھ اولاً تو عام لوگوں کا تعلق عقلی کم اور جذباتی زیادہ ہوتا ہے اور اگر عقلی ہوتا بھی ہے تو بھی اس معاملے میں انسان کے جذبات اتنے شدید ہوتے ہیں کہ عقل کے لئے ان کو ضبط میں رکھنا آسان کام نہیں ہوتا۔ یہ جام و سنداں کی بازی کھیلنا ہر شخص کے بس کا کام نہیں ہے۔

چنانچہ اس دائرہ کے اندر ایسا بہت ہوتا ہے کہ آدمی کو جس حد پر رک جانا چاہئے وہاں آ کر وہ نہیں رکتا بلکہ اس حد کو پھلانگ کر آگے نکل جانا چاہتا ہے۔ اگر ایک شخص اس کا مرشد ہے تو وہ اس کو مرشد ہی کے درجہ پر نہیں رکھے گا بلکہ اس کی خواہش ہوگی کہ وہ (کسی طرح اس کو رسالت کے مرتبہ پر فائز کردے (معاذ اللہ

اسی طرح اگر ایک ذات کو خدا نے منصب رسالت سے سرفراز فرمایا ہے تو اپنے جوش عقیدت میں یہ چاہے گا کہ اس کو خدا کی صفات میں بھی کچھ نہ کچھ شریک کردے۔

معاذ اللہ) اگر اس سے کسی کام کا مطالبہ پاؤ سیر کیا گیا ہے تو وہ چاہے گا کہ وہ اس کو)
بڑھا کر سیر بھر کر دے۔

اس غلو پسندی نے دنیا میں بڑی بڑی بدعتوں کی بنیادیں ڈالی ہیں۔۔۔۔۔۔ اسی کے سبب سے انہوں (اہل کتاب) نے اپنے صوفیوں اور عالموں کو اربابا من دون اللّٰہ کا درجہ دیا اور یہی چیز تھی جس نے ان کو رھبانیت کے فتنہ میں مبتلا کیا۔" (تزکیہ نفس کامل (ص 208،

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس غلو کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم۔ ولا تقولوا علی اللّٰہ الا الحق۔ انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللّٰہ و کلمتہ۔ النساء 4:171) "اے اہل کتاب ! اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کے بارے میں) حق کے سوا کچھ نہ کہو۔ بے شک مسیح، عیسیٰ بن مریم تو صرف اللہ کے رسول اور اس کے " کلمہ ہیں۔

اسی بنا پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے متعلق غلو سے منع فرمایا تھا: لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی ابن مریم؛ فانما ان عبدہ، فقولوا: عبد اللّٰہ و رسولہ بخاری، کتاب الانبیاء) "تم مجھے اس طرح حد سے نہ بڑھانا جس عیسائیوں نے عیسی) بن مریم علیہ السلام کو حد سے بڑھایا۔ میں

''صرف اللہ کا بندہ ہوں، پس تم مجھے اس کا بندہ اور رسول ہی کہنا۔

اگر ہم اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں تو ہمیں دین میں اضافوں کی بے شمار مثالیں مل سکتی ہیں۔ ہمارے عقائد میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے متعلق بہت سے ایسے تصورات موجود ہیں جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ ہماری دینی رسومات میں ایک بہت بڑی تعداد ان رسومات کی ہے جن کے بارے میں اللہ تعالی کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں کوئی سراغ نہیں ملتا۔

ہم میں سے کوئی یہ پسند نہیں کرے گا کہ پانچ نمازوں میں ایک اور کا اضافہ کرکے دین میں نمازوں کی تعداد چھ کر دی جائے یا ہر رکعت میں تین سجدے مقرر کر دیے جائیں۔ اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر مثال کے طور پر دین کے 50 احکامات ہمیں عطا فرمائے ہیں تو اس پر 51 ویں کا اضافہ ہر طرح سے قابل مذمت ہے۔ ایسے اضافے کرنے والے شاید یہ سمجھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لایا ہوا دین معاذ اللہ کامل نہیں چنانچہ وہ اپنے تئیں اسے مکمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ ہمیں ہدایت و اعمال صالحہ پر عمل کرنے والا بنائے آمین

صوفیاء کرام کے اور دورِ حاضر کے اکثر مبلغین کے طریقوں میں فرق

بعض صوفیاء کے عقائد و نظریات اور ان کے اعمال سے شدید اختلاف کیا جا سکتا ہے اور جاتا ہے لیکن ان کے طریقہ تبلیغ کا جائزہ لیا جائے تو ان کا طریقہ کار بہت حقیقت پسندانہ اور نتائج کا حامل ہوتا ہے انہوں نے دوسروں کے سر جھکانے کی بجائے ان کے دلوں کو فتح کرنے کو اپنا ہدف بنا لیا۔ وہ جانتے تھے کہ جن لوگوں کو انہوں نے اپنا پیغام پہنچانا ہے، انہیں ان کے جیسا ہی بننا پڑے گا۔ ہندوستان میں زیادہ تر صوفیا وسطی ایشیا سے آئے۔ انہوں نے ہندوستان کو اپنا وطن سمجھا۔ اس کی زبان سیکھی، یہاں کے کلچر سے واقفیت حاصل کی، یہاں کا لباس پہننا شروع کیا اور یہاں کا رہن سہن اپنایا۔ انہوں نے اپنے مخاطبین کو جاہل و حقیر قرار نہیں دیا بلکہ ان سے محبت و الفت کا سلوک کیا۔ کیا ہندو اور کیا مسلمان، جو بھی ان کے پاس آتا، اس سے پیار کرتے، اسے اپنا بناتے۔ ان کے لنگر ہر مذہب کے لوگوں کے لئے بلا تفریق جاری رہتے۔ انہوں نے اپنی دعوت کو لوگوں کی زبان میں عوامی کہانیوں اور نظموں کی صورت میں پیش کیا۔ ان میں اتنی اپنائیت اور محبت ہوتی کہ لوگ انہیں حفظ کر لیتے اور اپنی محفلوں، تقریبات اور یہاں تک کہ روزانہ کی چوپال

کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج (Strategy) میں گا گا کر پڑھتے۔ ان کی اس دعوتی حکمت عملی
پورا برصغیر ہندو و مسلم کی تفریق کے بغیر ان کا دیوانہ ہے۔ آج بھی پنجاب و سندھ کے
دیہات میں ان کی نظمیں لوگ بڑے شوق سے پڑھ کر ایک دوسرے کو سناتے ہیں۔
اس کے برعکس ہمارے آج کے بہت سے مبلغین عوام سے کٹ کر رہتے ہیں۔ اٹھنے بیٹھنے،
کھانے پینے، رہن سہن اور لباس میں عام لوگوں سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ دوسروں
کو حقیر سمجھتے ہیں اور ان کی بات سنے بغیر انہیں اپنی سنانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ یہی
وجہ ہے کہ لوگ ان کی تقاریر سے دور بھاگتے ہیں، ان کی کتب کو کوئی کھول کر دیکھنا پسند
نہیں کرتا۔ اگر کوئی ان کی سن بھی لیتا ہے تو دوسرے کان سے نکال دیتا ہے۔ دل پر وہی
بات اثر کرتی ہے جس کے پیچھے محبت، اپنائیت اور خلوص کے جذبات ہوں اور مخاطب کو
ویسی ہی عزت دی جائے جس کی ہم اپنے لئے توقع کرتے ہیں۔

دین کا مطالعہ کھلے دل و دماغ کے ساتھ

کسی بھی چیز کے مطالعے کے دو طریقے دنیا میں رائج ہیں۔ ایک غیر معروضی (Subjective) طریقہ کہلاتا ہے اور دوسرا معروضی (Objective) طریقہ۔ غیر معروضی طریقے میں انسان کچھ چیزوں کو پہلے سے ہی فرض کر لیتا ہے اور پھر اس کے مطالعے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اس نے جو نقطہ نظر پہلے سے ہی متعین کر لیا ہے، وہ اس کے حق میں دلائل تلاش کرے اور اگر اس کے خلاف کوئی بات اسے نظر آئے تو اسے یا تو نظر انداز کر دے یا پھر توڑ مروڑ کر اس سے اپنے مطلب کی بات اخذ کر لے۔

معروضی طریقے میں انسان پہلے سے کوئی چیز طے نہیں کرتا بلکہ اپنے مطالعے اور مشاہدے سے اس پر جو حقیقت بھی منکشف ہوتی ہے وہ اسے تسلیم کر لیتا ہے۔ دنیا بھر میں عام طور پر مذہبی رہنما، خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو، اپنے مطالعے اور تعلیم میں غیر معروضی طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کے برعکس سائنس دان عموماً غیر جانبداری سے کام لیتے ہوئے، معروضی طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ اس حقیقت کو مشہور فلسفی برٹرینڈ رسل اس طرح بیان کرتے ہیں:

"جب دو سائنس دانوں کے درمیان اختلاف ہوتا ہے تو وہ اختلاف کو دور کرنے کے

لئے ثبوت تلاش کرتے ہیں۔ جس کے حق میں ٹھوس اور واضح ثبوت مل جاتے ہیں، وہ راست قرار پاتا ہے۔ ایسا اس لئے ہے کہ سائنس دان ہونے کے حیثیت سے ان دونوں میں سے کوئی بھی خود کو بے خطا خیال نہیں کرتا۔ دونوں سمجھتے ہیں کہ وہ غلطی پر ہو سکتے ہیں۔

اس کے برخلاف جب دو مذہبی علماء میں اختلاف پیدا ہوتا ہے تو وہ دونوں اپنے آپ کو مبرا عن الخطا خیال کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان سے کوئی غلطی نہیں ہو سکتی۔ دونوں میں سے ہر ایک کو یقین ہوتا ہے کہ صرف وہی راستی پر ہے۔ لہذا ان کے درمیان فیصلہ نہیں ہو پاتا۔ بس یہ ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگتے ہیں کیونکہ دونوں کو یقین ہوتا ہے کہ دوسرا نہ صرف غلطی پر ہے، بلکہ راہ حق سے ہٹ جانے کے باعث گناہ گار بھی ہے۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ جذبات بھڑک اٹھتے ہیں اور نظری مسائل حل کرنے کے لئے دنگا فساد تک نوبت جا پہنچتی ہے۔" (برٹرینڈ رسل: (لوگوں کو سوچنے دو، اردو ترجمہ از قاضی جاوید، ص 86

یہ بات بدیہی طور پر واضح ہے کہ اللہ تعالی کے قرآن اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا مطالعہ غیر معروضی طریقے سے نہیں بلکہ معروضی طریقے پر کرنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص پہلے ہی سے کوئی عقیدہ بنا لے

اور پھر قرآن و سنت کا مطالعہ شروع کرے تو وہ دراصل اپنے دل و دماغ کو اللہ کے سامنے نہیں جھکا رہا بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ العیاذ باللہ قرآن و سنت اس کی خواہش اور اس کے نظریے کے سامنے جھک جائیں۔ اس لئے ایسے لوگوں سے، جو مختلف مذاہب، مسالک اور فرقوں کا مطالعہ کرنا چاہتے ہوں، ہماری گزارش یہ ہے کہ وہ پہلے سے کوئی چیز طے نہ کریں بلکہ جیسا انہیں قرآن اور سنت سے ملے، اسے ہی اپنے عقیدے یا عمل کے طور پر اختیار کریں۔

عقل، علم و عمل - راہ نجات

عقل پر تنقید کرتے ہوئے ایک کتاب میں اشعار کو پیش کیا گیا

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں

عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

عشق دے جھلے ای نمبر لے گئے

عقل منداں ایویں عمراں گالیاں

مصنف کا نقطہ نظر یہ ہے کہ انسان کو جو بھی ہدایت ملتی ہے، وہ اسے اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق و محبت سے ملتی ہے۔ علم و عقل انسان کو گمراہی کی طرف لے جاتی ہے، اس لئے عقل اور اس کے استدلال سے اجتناب کرنا چاہیے۔

قرآن کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا۔

ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنھار لآیات لاولی الالباب۔ (آل عمران 3:
190)
بے شک آسمان وزمین کی پیدائش اور شب و روز کی تبدیلیوں میں اہل عقل کے لئے "
"نشانیاں ہیں۔
و قالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ (الملک 67:10)۔
اہل جہنم کہیں گے) کاش! ہم سنتے اور عقل سے کام لیتے تو دوزخ والوں میں نہ)"
"ہوتے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کی ساری دعوت دراصل عقل اور علم کے مسلمات کی دعوت ہے۔ قرآن بار بار غور و فکر کرنے اور عقل سے کام لینے کی تلقین کرتا ہے۔ عقل اسی کو گمراہ کرتی ہے جو اس کی حدود سے تجاوز کرے۔ جو اپنی عقل کو خدا کی وحی کے تابع کرلے، اس کی عقل اسے بالکل درست راستے کی طرف لے جاتی ہے۔ انسان کو گمراہ اس کے جذبات کرتے ہیں۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا تعلق ہے، تو اس کا عقل سے کوئی اختلاف نہیں۔ یہ عین عقل کا تقاضا ہے کہ انسان اپنے خالق سے اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں سے محبت کرے۔ عقل و دانش

کی مخالفت وہی کرتے ہیں جو لوگوں کو شعور سے بے بہرہ کرکے انہیں اندھوں اور بہروں کی طرح اپنے پیچھے چلانا چاہتے ہوں، ورنہ قرآن کو پڑھنے والا یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ قرآن کی پوری کی پوری دعوت عقل و دانش کی دعوت ہے اور اگر عقل کی تردید کر دی جائے تو پھر دین کی تردید بھی عین ممکن ہے۔

کاش جس طرح ہمارے نام ہوتے ہیں ویسے ہی ہم بن جائیں یا بننے کی کوشش کریں تو کیا ہی بات ہو۔

کیا بات ہو اگر صرف نام ہی غلام محمد نا ہو بلکہ اعمال بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق و محبت کے باعث ویسے ہی ہوں۔

اللہ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے آمین

تکمیل دین کے بعد دین میں اضافے کی سعی مردود

تکمیل دین کے بعد دین میں اضافہ مقبول یا مردود ؟

اللہ تعالیٰ نے ہر امت کی طرف اپنے رسول مبعوث فرمائے تاکہ ان تک خالق کائنات کا پیغام پہنچادیں اور انہیں اللہ کی طرف سے ایسا ضابطہ حیات دیں جو دنیا اور آخرت میں بھلائیوں کا سبب ہے۔ یہ سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور ہمارے نبی علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم پر اس کا اختتام ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں کہ آخری نبی ہیں اس لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنا دین ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے مکمل کر دیا ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (سورة المائدة آيت 3)

"آج مکمّل کر دیا ہے میں نے تمہارے لیے تمہارا دین اور پُوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کرلیا ہے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین۔"

یہ آیت شریعت کے مکمل اور پورے ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالی نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے تخلیق کیا ہے اور اس مقصد عبادت جو کچھ ضروری تھا وہ سب شریعت میں بیان کر دیا گیا ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر "تفسیر القرآن العظیم" (تفسیر ابن کثیر) میں لکھتے ہیں:

"اس امت پر اللہ تعالی کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے ان کے لیے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ اب انہیں کسی دوسرے دین کی ضرورت نہیں ہے اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی دوسرے نبی کی حاجت ہے۔ اللہ تعالی نے اسی لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا آخری نبی بنا کر جن وانس کی طرف بھیجا (کہ ان کے ذریعے دین کی تکمیل ہو جائے)۔ اب حلال وہی ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلال بتایا، اور حرام وہی ہے جسے ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام قرار دیا، دین وہی ہے جو ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے پہنچا اور ہر وہ چیز جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی وہ لاشک ولاریب حق و سچ ہے۔"

قرآن کریم کی اس آیت اور ایک متفق علیہ تفسیر سے معلوم ہوا کہ اسلام میں اس

بات کا کوئی تصور نہیں ہے کہ کوئی شخص اٹھے اور نیک نیتی یا بدنیتی سے شریعت میں کوئی اختراع کرنے بیٹھ جائے۔ ایسا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی ہے کیونکہ اس کا فاعل اپنی دانست میں دین کو مکمل نہیں سمجھتا۔ اس کے خیال میں دین میں کچھ نہ کچھ کمی ایسی رہ گئی ہے جسے وہ اپنے خیال و عقل فاسد سے پوری کرنا چاہتا ہے۔

:امامِ مدینہ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

جس نے اسلام میں کوئی نئی چیز اسے اچھا سمجھتے ہوئے نکالی اس نے (شعوری یا" لاشعوری طور پر) گمان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (نعوذ باللہ) رسالت کا فریضہ ادا کرنے میں خیانت کی۔

:حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

(الۡیَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ" (المائدۃ"

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے"

تو جو چیز (اس آیت کے نزول کے وقت) دین نہیں تھی وہ آج بھی دین کا حصہ نہیں بن "سکتی

بعد کے اضافے دین کا حصہ نہیں بن سکتے۔ اور جو چیز دین کا حصہ ہی نہیں اس میں منہمک ہو جانا نہ صرف یہ کہ کار عبث اور سعی لا حاصل ہے بلکہ عذاب اور گناہ کا سبب ہے۔

عمل درود پاک ہدیہ برائے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد و علیٰ ال سیدنا محمد و بارک وسلم

قرآن و حدیث کو مضبوط تھام لے

نہ یہاں خلاف شرع ہر گز تو کام لے

بندے خدا تو ہر گھڑی مولےٰ کا نام لے

تو حشر میں رسول خدا سے کوثر کا جام لے

رحمت قسم خدا کی لٹی جارہی ہے

پڑھتے رہو درود مومنوں پھر کیا کمی ہے

الحمداللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں دورد و سلام پڑھنے کا حکم فرمایا، قرآن شریف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔

ترجمہ : بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ کی خدمت بابرکت میں درود پڑھا کرو، اور کثرت سے سلام عرض کیا کرو -

(سورۃ الاَحزاب - 56)

اللہ اکبر! نبی پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام ایک ایسا عمل ہے کہ جو کہ ناصرف اللہ اور اس کے فرشتے کرتے ہیں بلکہ ایمان والوں کو اس کا باقاعدہ حکم دیا گیا ہے۔ روایتوں میں آتا ہے کہ جیسا کہ اللہ نے فرمایا اور حق فرمایا کہ یہ عمل اللہ کا بھی ہے۔

چنانچہ قیامت برپا ہوگی تمام جانداروں کو موت دے دی جائے گی یہاں تک کہ موت کے فرشتے کو بھی موت دے دی جائے گی اور اس وقت عالم کائنات میں صرف ایک زات ہوگی جو زندہ و جاوید ہوگی اور وہ زات باری تعالی ہوگی اس وقت جب سب ختم کردیے جائیں گے

اس وقت اللہ عزوجل شان جلال سے اعلان عام کرے گا کوئی ہے میرے ساتھ شریک ؟

سناٹا اور کچھ بھی نہیں سامنے۔

اللہ عزوجل پکارے گا کہاں گئے میرے وہ شریک جنہیں کافر و مشرک میرے برابر یا میرے ساجھے شمار کرتے تھے؟

سناٹا اور کچھ بھی نہیں سامنے۔

کہاں گئے وہ جو لوگوں کی حاجت روائی کے دعوے دار تھے اور جو مخلوق خدا کو زندگی موت خوشی غم رزق اولاد وغیرہ وغیرہ دینے کے دعوے دار تھے؟

سناٹا اور کوئی بھی نہیں سامنے

روایتوں میں آتا ہے کہ ایک بڑا عرصہ اللہ عزوجل اسی طرح کائنات میں موجود اکیلے رہیں گے اور تمام دنیا کی مخلوق چونکہ موت کے حالت میں ہوگی اس لیے کوئی بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام نہیں پڑھ سکتا ہوگا اسلیے تن تنہا اللہ عزوجل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے رہیں گے اور بھیجتے رہیں گے کیونکہ قرآن میں اللہ کا ارشاد یاد کیجیے کہ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود سلام بھیجتے ہیں اور چونکہ فرشتوں کو بھی موت کا مزہ چکھنا پڑ رہا ہوگا اور صرف ذات باری تعالیٰ کائنات کی واحد زندہ ہستی ہوگی اسلیے اللہ عزوجل اپنے عمل یعنی درود و سلام پر قائم ہونگے

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کتاب الشفاء ج 2 ، ص 61 ، میں فرماتے ہیں : اعلم إن الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرض علی الجملۃ غیر محدد بوقت لأمر اللہ تعالی بالصلاۃ علیہ ۔

ترجمہ : یہ بات ذہن نشین کرلو کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کسی بھی وقت علی الاطلاق درود شریف پڑھنا فرض ہے کیونکہ اللہ تعالی نے آپ کی خدمت بابرکت میں درورد شریف پڑھنے کا حکم فرمایا ہے ۔

الشفابتعریف حقوق المصطفیٰ،الباب الرابع فی حکم الصلاۃ علیہ والتسلیم وفرض ذلک وفضیلتہ،ج 2 ، ص 61)

کثرت سے درود شریف پڑھنا باعث اجر وثواب ہے،اہل ایمان کو اللہ تعالی نے درود وسلام کا مطلق حکم فرمایا، کسی ہیئت وحالت کے ساتھ خاص نہیں فرمایا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام پیش کرنے والوں کے لئے احادیث شریفہ میں مژدے اور بشارتیں دی گئی ہیں : حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : لقیت جبریل فقال لی إنی إبشرک إن اللہ

تعالی یقول من سلم علیک سلمت علیہ ۔ ومن صلی علیک صلیت علیہ۔جبرئیل علیہ السلام مجھ سے مل کر عرض کئے: میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: جو شخص آپ کی خدمت میں سلام پیش کرے میں اس پر سلام بھیجونگا، اور جو شخص آپ کی خدمت میں درود پیش کرے میں اس پر رحمت نازل کرونگا۔

۔مستدرک علی الصحیحین، کتاب الصلاۃ، حدیث نمبر:770)

۔مسند امام احمد، مسند سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر:1574

الشفابتعریف حقوق المصطفیٰ،الباب الرابع فی حکم الصلاۃ علیہ والتسلیم وفرض ذلک وفضیلتہ،ج 2 ، ص 75)

مستدرک علی الصحیحین میں ہے: عن عبد اللہ بن ابی طلحۃ الأنصاری، عن ابیہ ،ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء ذات یوم والبشری تری فی وجہہ فقلنا : یا رسول اللہ، إنا لنری البشری فی وجہک، فقال: « إنہ إتانی الملک فقال : یا محمد ،إن ربک یقول : إما ترضی ما إحد من إمتک صلی علیک إلا صلیت علیہ عشر صلوات، ولا سلم علیک إحد من إمتک إلا رددت علیہ عشر مرات ؟ فقال: بلی۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک

دن جلوہ گر ہوئے اور آپ کے چہرہ انور پر مسرت کے آثار نمودار تھے، ہم نے عرض کیا:
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کے چہرہ انور پر مسرت کے آثار دیکھ رہے ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وجہ یہ ہے کہ ایک فرشتہ میری خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے پیکر حمد وثناء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بیشک آپ کا پروردگار فرماتا ہے: کیا آپ اس بات سے خوش نہیں ہیں کہ جب کبھی آپ کا کوئی امتی آپ کی خدمت میں درود پیش کرے تو میں دس مرتبہ اس پر رحمت نازل کرونگا، اور جو آپ کی خدمت میں سلام پیش کرے میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجونگا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں میں راضی وخوش ہوں
مستدرک علی الصحیحین، کتاب التفسیر، حدیث نمبر: 3534 - مصنف ابن ابی شیبۃ،)
- ج 2 ص398
(سنن کبری للنسائی، حدیث نمبر:9888
امام طبرانی کی معجم کبیر میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: اِنَّہٗ مَنۡ صَلّٰی عَلَیۡکَ صَلَّیۡتُ عَلَیۡہِ اِنَا وَمَلَائِکَتِی عَشۡرًا، وَمَنۡ سَلَّمَ عَلَیۡکَ سَلَّمۡتُ عَلَیۡہِ اِنَا وَمَلَائِکَتِی عَشۡرًا .
ترجمہ: آپ کا کوئی امتی آپ کی خدمت میں درود پیش کرے تو میں دس مرتبہ اس پر

رحمت نازل کروںگا اور میرے فرشتے دس مرتبہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرینگے ،
اور جو آپ کی خدمت میں سلام پیش کرے تو میں اور میرے فرشتے اس پر دس مرتبہ سلام بھیجنگے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے : وعن ابن مسعود: إن للہ ملائکۃ سیاحین فی الأرض یُبلغونی عن إمتی السلام ۔
بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں سیر کرنے والے ہیں جو میری امت کی طرف سے میرے پاس سلام پہنچاتے ہیں ۔
(مسند امام احمد ، مسند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ، حدیث نمبر: 3484- سنن نسائی ، حدیث نمبر: 1265- مستدرک علی الصحیحین، کتاب التفسیر، تفسیر سورة الأحزاب ، حدیث نمبر: 3535- کتاب الشفاء ج 2 ، ص 79)

اور ایک روایت میں ہے : وروی ابن وهب إن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من سلم علی عشرا فکأنما إعتق رقبۃ ۔
حضرت ابن وھب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو میری خدمت میں دس مرتبہ سلام پیش کرے گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا ۔
(کتاب الشفاء ج 2 ، ص 77)

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں درود پڑھنا، آگ کے لئے ٹھنڈا پانی سے زیادہ گناہوں کو مٹنے والا ہے، اور آپ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کرنا غلام آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ (کتاب الشفاء ج 2 ، ص 77)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: إکثروا من السلام علی نبیکم کل جمعۃ فإنہ یؤتی بہ منکم فی کل جمعۃ.

ترجمہ: تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر جمعہ کثرت سے سلام پیش کیا کرو، کیونکہ ہر جمعہ وہ تمہاری طرف سے خدمت اقدس میں پیش ہوتا ہے۔ (کتاب الشفاء ج 2 ، ص 79)

مذکورہ روایتوں میں سلام پڑھنے سے متعلق خوشخبریاں دی گئیں، ان روایتوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام پیش کرنے کے فوائد معلوم ہوتے ہیں اور بروز جمعہ کثرت سے سلام پڑھنے کا حکم بھی ہے۔ بڑی بشارت یہ دی گئی کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم امتیوں کا سلام سماعت فرماتے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

شریعت و جہالت - صرف اللہ کی طرف سے ہدایت ہے

قرآن کریم کے آٹھویں پارہ میں سورہ الانعام کے پندرہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۲۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

ترجمہ : سو جس شخص کو اللہ راستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اس کے سینے کو اسلام کے لئے کشادہ کردیتے ہیں اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اس کے سینہ کو تنگ اور بہت تنگ کردیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کو اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے تو اسلام کے لئے اس کا دل کھول دیتا ہے یعنی دین اسلام اختیار کرنا اس کے لئے سہل بنا دیتا ہے چنانچہ یہ چیز علامت ہے اس بات کی کہ اس کی قسمت میں خیر لکھی ہے۔ جیسا کہ فرمایا اسلام کے لئے جس کا دل کھل جاتا ہے تو اللہ کے طرف سے اس کے لئے نور متعین کردیا جاتا ہے (حوالہ تفسیر ابن کثیر بارہ ۸ سورہ انعام کے پندرہویں رکوع کی تفسیر میں)۔

دنیا میں انسان کو بولنا دو طرح کا ہوتا ہے یا تو سچ اور یا جھوٹ۔ اب جو

لوگ سچے ہوتے ہیں وہ تو دنیا سے بے پرواہ ہوتے ہیں اور کسی کو تکلیف دینا پسند نہیں کرتے اور جو لوگ جھوٹے ہوتے ہیں وہ دنیا طلب ہوتے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے جھوٹ بھی بولتے ہیں آپ میں لڑواتے ہیں اور سچے مسلمانوں کو تکلیف بھی پہنچاتے رہتے ہیں۔

ہر زمانے میں دو قسم کے لوگ ہوتے آئے ہیں اور فی الحال بھی ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ ایک سچے اور دوسرے جھوٹے۔ ان میں جھگڑے صرف بعض مسائل پر ہوا کرتے ہیں اور یہی مصیبت آج ہمارے اکثر مسلمان بھائیوں میں پھیل گئی ہے۔

ہزاروں مسلمان اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں مگر افسوس جہالت اور ضد کی وجہ سے اسلام کے خلاف عمل کرتے ہیں اور جب ان بھائیوں کو سمجھایا جاتا ہے تو ان سمجھانے والوں کو وہابی، غیر مقلد اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

دو گروہوں یعنی دیو بندی اور بریلوی میں مسئلہ مسائل کا اختلاف چل رہا ہے۔ ان دونوں میں سے کون سچا ہے یہ بات عام مسلمانوں کے لیے سمجھنا خاصا مشکل ہے۔ ہاں جب مسلک دیو بند اور مسلک بریلی کا جنم نہیں ہوا تھا اگر اس وقت کی پرانی کتب کو دیکھا جائے تو البتہ آسانی سے انشا اللہ تعالی بات سمجھ میں آجائے گی کہ حق پر کون ہے اور غلطی پر کون ہے۔

کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جو شریعت کے بالکل خلاف ہوتے ہیں لیکن لوگ اپنی کم علمی کی وجہ سے اسے شریعت سمجھ کر عمل کرتے ہیں اسی کو ہم وسیع تناظر میں جہالت بھی کہہ سکتے ہیں۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اپنے رحم و کرم ہمیں اور ہمارے ماں باپ اور تمام محسنوں اور مومنوں کو بخشدے آمین ثم آمین یارب العالمین

بلوچستان کے مسائل - پروٹوکول اور رکشہ میں زچگی

وزیراعظم یوسف رضا گیلانی صاحب نے محروم بلوچستان کے درالخلافہ کوئٹہ میں صدر مملکت جناب آصف علی زرداری صاحب کی گزرگاہ کے راستے میں پروٹوکول کے نتیجے میں رکشے میں ہونے والے ایک بچے کی پیدائش پر تبصرہ کرتے ہوئے.بڑے ہلکے پھلکے اور پرمزاح انداز سے فرمایا کہ

بچہ تو جہاز میں بھی پیدا ہوجاتا ہے۔

ٹی وی اینکر کے ایک پروگرام کے مطابق جناب محترم وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب سید یوسف رضا گیلانی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ بچہ نے تو جہاں پیدا ہونا ہوتا ہے وہاں ہو ہی جاتا ہے۔

ایسے شرمناک واقعات پر بھی اپنی حس مزاح کو پیش خدمت کرتے ہو ایک ایسی قوم کے سامنے جو شائد ایک قوم ہے ہی نہیں وگرنہ کوئی یہ تو بتائے کہ اس قوم کی قومی زبان کیا ہے؟ مگر قربان جایئے وزیراعظم موصوف کے کہ فرماتے ہیں کہ بچے تو جہاں پیدا ہونے ہوں ہوجاتے ہیں اور موت سے بچنے والے اور بھاگنے والے

حکمران اور وی وی آئی پی حضرات اپنی موت کی جگہ اور وقت کو ٹالنے کے چکر میں لگے رہتے ہیں وگرنہ ایمان کی مضبوطی تو ایسی ہونی چاہیے کہ وہ اعلان کردیں کہ جس کی جہاں موت لکھی ہے اور جیسے لکھی ہے ہم نہیں ڈرتے اور کوئی پروٹوکول اور ہٹو بچو جیسے لشکر نہیں چاہیے ہمیں اپنی حفاظت کے لیے۔

کاش سید یوسف رضا گیلانی صاحب اس بے بس اور لاچار اور مظلوم عورت کی جگہ اپنی کسی عزیزہ کو رکھ کر سوچیں اور اندازہ لگائیں اور غیرت ایمانی سے فکر کریں کہ ان کی اپنی کوئی عزیزہ گر اس وقت رکشے میں اس کرب اور اس لاچارگی اور اس بے بسی کی حالت میں ہوتی تو کیا پھر بھی گیلانی صاحب یہی ارشاد فرماتے کہ بچے تو جہاں ہونے ہوں ہو ہی جاتے ہیں۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اس واقعہ کی سنگینی کا اندازہ لگاتے ہوئے میرے رگ و پے میں بے چینی کا جو عالم ہے اور بحیثیت ایک بے بس پاکستانی انتہائی غم وغصے کا شکار رہا ہوں۔

کاش پیر زادے اور وزیراعظم پاکستان اسلامی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایمان کی اس بات کو خود بھی سوچ لیتے اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی یقین دلوا دیتے کہ موت کا بھی ایک وقت مقرر ہے اور جہاں اور جس طرح موت لکھی ہوگی وہ

وہاں اور ویسے ہی آئے گی اسلیے کسی پروٹوکول اور حفاظتی دستوں کی ضرورت نہیں ہے۔

مگر کیا کیجیے جناب اس غریب اور فقیر ملک کے حکمران طبقے کو غیرت نہیں آتی جب غیروں سے بھیک میں مانگی گئی دولت اور اپنے عوام کا خون چوسنے کے بعد بھی ہمارے غیرت مند حکمران اور ان کے چمچے کانٹے ستر ستر اسی اسی انتہائی جدید اور بڑی گاڑیوں کے قافلے کی صورت میں ایک علاقے سے دوسرے علاقوں میں دورے کرتے ہیں اور جب پڑول کی قیمتیں بڑھانے کی بات آتی ہے تو زرا نہیں چوکتے۔

ان کو اور ان کی ستر ستر اور اسی اسی گاڑیوں کے قافلوں میں بیٹھے لاٹ صاحب کے بچوں میں سے کسی ایک نے بھی بخدا کسی ایک نے بھی اپنی کمائی سے ان گاڑیوں کے اخراجات اور فیول چارجز ادا نہیں کرنے ہوتے ہیں اور عوام کو گھنٹوں جانوروں کی طرح لائن میں کھڑا رکھا جاتا ہے اور شان بے نیازی سے گزر کر یہ لٹیرے ووٹ دینے والی مشینوں یعنی عوام کو ان کے ووٹ دینے کے جرم کا اچھا خاصا انعام دیتے ہیں۔

اس موقع پر سنا ہے کہ صدر مملکت آصف علی زرداری صاحب نے نا صرف افسوس کا

اظہار کیا ہے بلکہ معافی بھی مانگی ہے کہ اس واقعے پر ان کو انتہائی شرمندگی اور افسوس ہے۔ اور اس معصوم بچے کے لیے پانچ لاکھ کی امداد بھی اس کے گھر والوں کو بھجوائی ہے۔

حالانکہ صدر مملکت کا یہ حکم تو نہیں ہوتا کہ میں جہاں سے گزروں وہاں جانوروں کی طرح عوام الناس کو کھڑا کیا جائے مگر کیا کیجیے ہمارے سسٹم کو بدبو دیتے سسٹم کو کہ اس سسٹم کے کرتا دھرتا ان واقعات کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور جب کوئی خطرناک واقعہ ہونا ہوتا ہے وہ ہو ہی جاتا ہے اور ایسے حفاظتی اقدامات کچھ ایسے واقعات کو روک نہیں سکتے۔ کاش آمریت کو لعن و طعن کرنے والے جمہوری ادوار میں ان غلط روایات کو ختم کرنے کے لیے کوئی اقدام کریں۔

حالانکہ صدر مملکت براہ راست عوام کے منتخب کردہ نہیں ہیں بلکہ بل واسطہ منتخب ہیں مگر ان کی طرف سے تو اظہار افسوس اور شرمندگی اور عوام کے ووٹ لے کر براہ راست منتخب ہونے والے وزیراعظم جو اپنے جیسے طاقتور افراد یعنی میاں صاحبان اور چیف جسٹس صاحب کے پاس تو چل کر جاتے اور ان کے لیے اپنی حس مزاح کو استعمال کرتے ہوئے کوئی ایک لفظ بھی نہیں کہتے اور جب عوام کی بات آتی ہے تو اپنے الفاظ اور اپنے خیالات سے عوام الناس (جسے آپ قوم بھی کہہ لیں کیا حرج ہے) کو بخوبی آگاہ کرتے ہیں۔

کاش ہم کسی طرح صحیح ہو جائیں تو اللہ ہمارے حکمران بھی صحیح کر دتے گا اللہ ہم کوشش
کرتے ہیں ہماری مدد کر کہ تیری مدد کے بغیر تو کچھ بھی ممکن نہیں

اردو ہے جس کا نام - کی قومی حیثیت بارے آئین پاکستان

اردو زبان کے بارے میں پاکستان کا موجودہ آئین بعرف عام انیس سو اکہتر کے آئین پاکستان میں کیا تحریر ہے اس کا اردو ترجمہ دیکھتے ہیں (آئین پاکستان کا انگریزی میں ترجمہ اس کالم کے آخر میں درج کیا گیا ہے) آئین پاکستان میں جو لکھا ہے وہ ملاحظہ ہو پاکستان کے آئین کی آرٹیکل ۲۵۱ کے مطابق

آرٹیکل ۲۵۱ (۱) پاکستان کی قومی زبان اردو ہے اور یوم آغاز سے پندرہ برس کے اندر اندر اس کو سرکاری و دیگر اغراض کے لئے استعمال کرنے کے انتظامات کئے جائیں گے۔

(۲) شق (۱) کے تابع، انگریزی زبان اس وقت تک سرکاری اغراض کے لئے استعمال کی جاسکے گی، جب تک کہ اس کو اردو سے تبدیل کرنے کے انتظامات نہ ہو جائیں۔

(۳) قومی زبان کی حیثیت کو متاثر کئے بغیر، کوئی صوبائی اسمبلی قانون کے کے زریعہ قومی زبان کے علاوہ کسی صوبائی زبان کی تعلیم، ترقی اور اس کے

استعمال کے لئے اقدامات تجویز کر سکتی ہے۔

صوبہ سرحد یا صوبہ پختونستان یا نا معلوم کیا نام ہونے کو ہے اس صوبے کا۔ جس کا نام ہی کنفرم نا ہو اس اسمبلی میں ایک اتفاقیہ (مشہور و معروف جماعتوں کے انتخابی بائیکاٹ کے نتیجے میں) اقتدار پر جا بیٹھنے والی ایک حادثاتی سیاسی جماعت کہ جسے موجودہ صوبہ سرحد کے عوام کی اکثریت گزشتہ انتخابات میں بدترین طریقے سے مسترد کرتی چلی آئی ہے اس جماعت کے سینئر وزیر بشیر احمد بلور کی حسرتیں ملاحظہ ہوں اور ان کی خوش فہمی اور لاعلمی کی انتہا دیکھنی ہو تو ملاحظہ ہو ان کا بیان کہ "اردو قومی زبان نہیں ہے، کیونکہ "اردو ملک بھر میں نہیں بولی جاتی بلکہ صرف رابطہ زبان ہے

انا اللہ و انا الیہ راجعون (بے شک ہم اللہ کا مال ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے)

یعنی اس کا مطلب یہ ہوا کہ کیونکہ اردو اگر پاکستان ملک بھر میں نہیں بولی جاتی اور صرف رابطہ کی زبان ہے تو محترم سے یہ امید رکھی جائے کہ گر پاکستانیوں کو وہ ایک قوم مانتے ہیں تو پھر کونسی ایسی زبان ہے جو ملک بھر میں بولی جاتی ہے کیا پشتو یا کوئی اور اہم زبان ان کی معلومات میں ہیں اور

اگر کوئی ایسی زبان نہیں ہے جو ملک بھر میں چونکہ نہیں بولی جاتی اسلیے وہ قومی زبان کا درجہ نہیں رکھتی تو موصوف سینیر وزیر بشیر بلور سے پوچھنا یہ ہے کہ پاکستان ایک ملک ہے پاکستانی اس کی قوم ہے تو پھر اس قوم کی زبان کیا ہے ؟ یا وہ بھی ایک صوبے کے بے نام (نارتھ ویسٹ فرنٹیر پرووِنس) کی طرح ایک بغیر قومی زبان کی قوم ہے۔

کس طرح کسی زبان کے قومی ہونے کا فیصلہ ہوتا ہے اس کے لیے آئین کو دیکھیں یا بشیر بلور جیسے سیاسی مینڈکوں کی بات مانی جائے جن کے پاس اس معاملے میں آئین سے کھلا اختلاف ہے یعنی آئین کو نا ماننا کھلی غداری نہیں ہے کیا ؟

کل کلاں کو بشیر بلور جیسا کوئی اٹھے اور کہے کہ معاذ اللہ عربی چونکہ تمام عالم اسلام میں نہیں بولی جاتی اور قرآن کریم کی زبان بھی عربی ہے اسلیے یہ صرف عربوں کے لیے اتارا گیا ورنہ ہمارے لیے اتارا جاتا تو پشتو میں اتارا جاتا یا ہماری ہماری علاقائی زبانوں میں اتارا جاتا۔

ایک شخص جو کسی کسی پارٹی کے سینئر ترین افراد میں شامل ہو اور آئین میں صاف صراحت سے دیے گئے بیان یعنی "پاکستان کی قومی زبان اردو ہے" کے الفاظ کو خوابوں میں بھی چاہیں تو نہیں ختم کر سکتا کیونکہ آئین اس سلسلے میں

بالکل واضح ہے اگلی شق میں یعنی

قومی زبان کی حیثیت کو متاثر کئے بغیر، کوئی صوبائی اسمبلی قانون کے کے زریعہ قومی" زبان کے علاوہ کسی صوبائی زبان کی تعلیم، ترقی اور اس کے استعمال کے لئے اقدامات " تجویز کر سکتی ہے۔

غور کریں اور بڑھاپے میں ہوش کے ناخن لیتے ہوئے صوبائی اسمبلی کے سینیئر ترین وزیر موصوف زرا آئین میں غور سے پڑھیں چاہے تو انگریزی اردو ورژن چھوڑ کر اپنی صوبائی زبان میں بھی آئین پڑھ لیں اگر موجود ہو تو بھی یہی قدغن نظر آئے گی کہ قومی زبان یعنی اردو کی حیثیت کو متاثر کئے بغیر ان کی صوبائی حکومت جتنا بھی زور لگا لے قومی زبان یعنی اردو کے علاوہ کسی صوبائی زبان کی تعلیم ترقی اور اس کے استعمال کے لئے اقدامات تجویز کر سکتی ہے اور بس اس سے زیادہ کچھ نہیں باقی بڑ بولے قسم کے لوگ اپنی ہی جگ ہنسائی کا زریعہ بنتے ہیں اور بڑے بڑے بول بولنے کے بعد جب اتر جاتی ہے تو فوراً معافی مانگ لیتے ہیں۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ اپنی ہی مکمل صوبائی حکومت ہونے کے ناطے ان ہی کے اسپیکر کرامت اللہ نے رولنگ دی کہ آئین اس بارے میں واضح ہے (یعنی اردو

قومی زبان ہے) اور شرم کی بات ہے کہ میڈیا سے گفتگو میں بھی بشیر بلور اپنے مؤقف پر قائم رہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آئین وہ ہے جو تحریر شدہ ہے اور جس کی نگہبان سپریم کورٹ اور تمام عدلیہ ہے یا وہ ہے جو بشیر احمد بلور کے دماغ میں اچانک آ جائے اور اگر سوموٹ ایکشن لے لیا جائے اور آئین کے خلاف کی گئی اس بات پر کوئی ایکشن وغیرہ لیا جائے تو فوراً معافی مانگ لیں جیسا کے ان کی پارٹی کے ایک اور صاحب کر چکے ہیں۔

اس معاملے میں ڈاکٹر صغیر احمد جو سندھ حکومت میں وزیر صحت ہیں ان کا بیان قابل غور ہے جس میں انہوں نے بشیر بلور کے لیے کہا ہے کہ

اردو زبان کی اہمیت سے انکار کرنے والے خود اردو زبان میں بات کرنے پر مجبور" ہیں اور انہیں اندازہ ہے کہ اردو زبان کا سہارا لئے بغیر وہ اپنی بات ملک بھر کے عوام تک نہیں پہنچا سکتے۔۔۔۔ اور بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے بھی اردو کو قومی زبان قرار دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اگر بشیر بلور کے بقول اردو قومی زبان نہیں ہے تو ہم ان سے مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ آئندہ اپنی تقریر اور تحریر میں اردو زبان کو زحمت دینے کے بجائے اس زبان میں اظہار خیال کریں جسے وہ قومی زبان سمجھتے ہیں۔

Article: 251 National language

(1)

The National language of Pakistan is Urdu, and arrangements shall be made for its being used for official and other purposes within fifteen years from the .commencing day

(2)

Subject to clause (1), the English language may be used for official purposes .until arrangements are made for its replacement by Urdu

(3)

Without prejudice to the status of the National Language, a Provincial Assembly may by law prescribe measure for the teaching, promotion and use of a provincial language in addition to the national language

کبھی بے چینی محسوس کی ؟

کیا ہمیں اپنی نماز کے چھوٹ جانے یا نماز کا حق ادا نہ کرنے کی بے چینی محسوس ہوتی ہے ؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے " ایک شخص ساٹھ سال تک نماز پڑھتا ہے مگر اسکی ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی" پوچھا گیا : وہ کیسے ؟؟ انہوں نے کہا : کیونکہ نہ وہ اپنا رکوع پورا کرتا ہے اور نا سجود نا قیام پورا کرتا ہے نا اس کی نماز میں خشوع ہوتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا : ایک شخص اسلام میں بوڑھا ہوگیا اور ایک رکعت بھی اس نے اللہ کے لیے مکمل نہیں پڑھی پوچھا گیا کیسے یا امیر المومنین ؟ فرمایا : اس نے نا اپنا رکوع پورا کیا اور نا سجود امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا" لوگ نماز پڑھیں گے مگر انکی نماز نہیں ہوگی اور مجھے ڈر ہے کہ وہ زمانہ یہی زمانہ ہے"

امام اگر آج کا زمانہ آ کر دیکھ سکتے تو کیا کہتے ؟

امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک شخص سجدہ کرتا ہے اس خیال سے کہ اس

سجدہ سے اللہ کا تقرب حاصل کرے گا اس اللہ کی قسم اگر اس کے اس سجدے کا گناہ تقسیم کیا جائے تو سارا بلد ھلاک کر دیا جائے

پوچھا گیا وہ کیسے ؟؟ فرمایا: وہ اپنا سر اپنے اللہ کے سامنے جھکاتا ہے مگر اپنے نفس گناہوں، اپنی شہوات اور دنیا کی محبت میں مصروف ہوتا ہے تو یہ کیسا سجدہ ہے ؟؟،

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے

تو کیا کبھی آپ نے ایسی نماز پڑھی جو آپکے آنکھوں کی ٹھنڈک بنی ہو ؟

کیا کبھی آپ گھر کی طرف تیزی سے پلٹے صرف دو رکعت کی ادائیگی کی نیت سے ؟

کیا کبھی نماز کی محبت نے آپ کو بے چین کیا؟

کیا کبھی آپ نماز کے لیے ترسے ؟

کیا کبھی آپ نے رات کا بے چینی سے انتظار کیا ؟
تاکہ آپ اپنے رب کے ساتھ اکیلے نماز میں ملاقات کر سکیں؟
اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے : (اِلم یاَن للذین آمنوااِن تخشع قلوبھم لذکراللہ) کیا ابھی تک مومنوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ اللہ کی یاد سے ان کے دل نرم ہو جائیں ؟
ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارے اسلام لانے کے چار سال بعد یہ آیت نازل ہوئی اس ایت میں اللہ سبحانہ نے ہم سے شکایت کی ہم سب بہت روےے اپنے قلة خشوع پر پھر ہم گھروں سے نکلتے توایک دوسرے کو عتاب کرتے اور کہتے کیا تم نے اللہ سبحانہ کا یہ فرمان نہیں سنا؟
(اِلم یاَن للذین آمنوااِن تخشع قلوبھم لذکراللہ)
کیا ابھی تک مومنوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ اللہ کی یاد سے ان کے دل نرم ہو جائیں ؟
تو لوگ گر جاتے اور رونے لگتے

اللہ کے اس عتاب پر

توکیا کبھی آپ نے یہ محسوس کیا اس آیت سے ؟

کہ اللہ تعالیٰ آپ سے شکوہ کر رہا ہے ؟

اپنی نمازوں کو ضائع ہونے سے بچائیں

اپنے تمام دوستوں کو یہ میل نشر کریں اور اگر آپ پر یہ بھاری ہو تو جان لیجیئے آپ کے گناہ اس کام میں رکاوٹ ہیں

إذا ضاقت علیک الأرض بما رحبت، وضاقت علیک نفسك بما حملت فاهتف... یا الله

لاإله إلا الله رب السموات السبع ورب العرش العظیم

إفضل موقع

آپ کی دعاؤں کا متمنی اور اللہ کی رحمت اور رسول اللہ کی شفاعت کا بھکاری و

محتاج آپ کا بھائی فرقان

یہ میل اپنے ایک ساتھی محمد سرور بھائی کی طرف سے بھیجے جانے کے بعد اسکو ہماری ویب ڈاٹ کام پر پیش کیا اللہ ہمارے حالوں پر رحم کرے آمین۔

جشن عید میلاد جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کا رد سوال: حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جشن عید میلاد النبی جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کا رد سوال:

سوال :

.برائے مہربانی درج ذیل موضوع کے متعلق معلومات مہیا کریں: عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لوگ دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں, ان میں سے ایک گروہ تو کہتا ہے کہ یہ بدعت ہے کیونکہ نہ تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں منائی گئی اور نہ ہی صحابہ کے دور میں اور نہ تابعین کے دور میں .

اور دوسرا گروہ اسکا رد کرتے ہوئے کہتا ہے کہ : تمہیں جو بھی کہے کہ ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں یا پھر صحابہ کے دور میں یا تابعین کے دور میں پایا گیا ہے, مثلاً ہمارے پاس علم رجال اور جرح وتعدیل نامی اشیاء ایسی ہیں اور انکا انکار بھی کوئی شخص نہیں کرتا حالانکہ انکار میں اصل یہ ہے کہ وہ بدعت نئی ایجاد کردہ ہو اور اصل کی

مخالف ہو۔ اور جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصل کہاں ہے جسکی مخالفت ہوئی ہے, اور بہت سارے اختلافات اس موضوع کے ارد گرد گھومتے ہیں؟
اسی طرح وہ اسکو دلیل بناتے ہیں کہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے جشن میلاد النبی منانے کو صحیح کہا ہے, اسلئے آپ اس سلسلے میں شرعی دلائل کے ساتھ حکم واضح کریں؟

الحمد للہ:

اول:

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ علماء کرام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ پیدائش میں اختلاف پایا جاتا ہے اس میں کئی ایک اقوال ہیں جنہیں ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں:

چنانچہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوموار کے دن دو ربیع الاول کو پیدا ہوئے تھے.

اور ابن حزم رحمہ اللہ نے آٹھ ربیع الاول کو راجح قرار دیا ہے.

.اور ایک قول ہے کہ: دس ربیع الاول کو پیدا ہوئے، جیسا کہ ابو جعفر الباقر کا قول ہے

اور ایک قول ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش بارہ ربیع الاول کو
.ہوئی، جیسا کہ ابن اسحاق کا قول ہے

اور ایک قول ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش رمضان المبارک میں
.ہوئی، جیسا کہ ابن عبد البر نے زبیر بکّار سے نقل کیا ہے

.(دیکھیں: (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر (199 - 200

---جاری ہے

جشن عید میلاد جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کا رد سوال: حصہ ۲

ہمارے علم کے لیے علماء کا یہی اختلاف ہی کافی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والے اس امت کے سلف علماء کرام تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے دن کا قطعی فیصلہ نہ کر سکے، چہ جائیکہ وہ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مناتے، اور پھر کئی صدیاں بیت گئی لیکن مسلمان یہ جشن نہیں مناتے تھے، حتیٰ کہ فاطمیوں نے اس جشن کی ایجاد کی.

شیخ علی محفوظ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" سب سے پہلے یہ جشن فاطمی خلفاء نے چوتھی صدی ہجری میں قاہرہ میں منایا، اور انہوں نے میلاد کی بدعت ایجاد کی جس میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میلاد، اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی میلاد، اور حسن و حسین رضیٰ اللہ تعالیٰ عنہما، اور خلیفہ حاضر کی میلاد، منانے کی بدعت ایجاد کی، اور یہ میلادیں اسی طرح منائی جاتی رہیں حتیٰ کہ امیر لشکر افضل نے انہیں باطل کیا.

اور پھر بعد میں خلیفہ آمر باحکام اللہ کے دور میں پانچ سو چوبیس ہجری میں دوبارہ شروع کیا گیا حالانکہ لوگ تقریباً اسے بھول ہی چکے تھے.

اور سب سے پہلا شخص جس نے اربل شہر میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایجاد کی وہ ابو سعید ملک مظفر تھا جس نے ساتویں صدی ہجری میں اربل کے اندر جشن میلاد النبی منائی، اور پھر یہ بدعت آج تک چل رہی ہے، بلکہ لوگوں نے تو اس میں اور بھی وسعت دے دی ہے، اور ہر وہ چیز اس میں ایجاد کر لی ہے جو ان کی خواہش تھی، اور جن وانس کے شیاطین نے انہیں جس طرف لگایا اور جو کہا انہوں نے وہی اس میلاد میں ایجاد کر لیا" انتہی

(دیکھیں" الابداع فی مضار الابتداع " (ص 251

----جاری ہے

جشن عید میلاد جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کا رد سوال: حصہ ۳

دوم:

سوال میں میلاد النبی کے قائلین کا یہ قول بیان ہوا ہے کہ:

جو تمہیں کہے کہ ہم جو بھی کرتے ہیں اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا عہد صحابہ یا تابعین میں پایا جانا ضروری ہے"

اس شخص کی یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ ایسی بات کرنے والے شخص کو تو بدعت کے معنی کا ہی علم نہیں جس بدعت سے ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچنے کا بہت ساری احادیث میں حکم دے رکھا ہے؛ اس قائل نے جو قاعدہ اور ضابطہ ذکر کیا ہے وہ تو ان اشیاء کے لیے ہے جو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہیں یعنی اطاعت و عبادت میں یہی ضابطہ ہوگا.

اس لیے کسی بھی ایسی عبادت کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرنا جائز نہیں جو ہمارے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع نہیں کی، اور یہ چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ہمیں بدعات سے منع کیا ہے اسی سے مستنبط اور مستمد ہے،

اور بدعت اسے کہتے ہیں کہ: کسی ایسی چیز کے ساتھ اللہ

،کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی جائے جو اس نے ہمارے لیے مشروع نہیں کی
:اسی لیے حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کہا کرتے تھے
" ہر وہ عبادت جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے نہیں کی تم بھی
" اسے مت کرو
اور اسی کے مثل امام مالک نے فرمایا: " جو چیز اسوقت دین نہ تھی ,آج بھی دین نہ
" ہوگی
یعنی: جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں دین نہیں تھا، اور نہ ہی اس
" کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا تھا تو اس کے بعد بھی وہ دین نہیں بن سکتا
---جاری ہے

جشن عید میلاد جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کا رد سوال: حصہ چہارم

پھر سائل نے جو مثال بیان کی ہے وہ جرح و تعدیل کے علم کی ہے، اس نے کہا ہے کہ یہ بدعت غیر مذموم ہے، جو لوگ بدعت کی اقسام کرتے ہوئے بدعت حسنہ اور بدعت سئیہ کہتے ہیں ان کا یہی قول ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے، بلکہ تقسیم کرنے والے تو اس سے بھی زیادہ آگے بڑھ کر اسے پانچ قسموں میں تقسیم کرتے ہوئے احکام تکلیفیہ کی پانچ قسمیں کرتے ہیں:

وجوب، مستحب، مباح، حرام اور مکروہ عزبن عبد السلام رحمہ اللہ نے یہ تقسیم ذکر کیا ہے اور ان کے شاگرد القرافی نے بھی ان کی متابعت کی ہے.

اور شاطبی رحمہ اللہ قرافی کا اس تقسیم پر راضی ہونے کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" یہ تقسیم اپنی جانب سے اختراع اور ایجاد ہے جس کی کوئی شرعی دلیل نہیں، بلکہ یہ اس کا نفس متدافع ہے؛ کیونکہ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی کوئی شرعی دلیل نہ ہو نہ تو نصوص میں اور نہ ہی قواعد میں، کیونکہ اگر کوئی ایسی

شرعی دلیل ہوتی جو وجوب یا مندوب یا مباح وغیرہ پر دلالت کرتی تو پھری کوئی بدعت ہوتی ہی نہ، اور عمل سارے ان عمومی اعمال میں شامل ہوتے جن کا حکم دیا گیا ہے یا پھر جن کا اختیار دیا گیا ہے، چنانچہ ان اشیاء کو بدعت شمار کرنے اور یہ کہ ان اشیاء کے وجوب یا مندوب یا مباح ہونے پر دلائل دلالت کرنے کو جمع کرنا دو منافی اشیاء میں جمع کرنا ہے اور یہ نہیں ہو سکتا.

رہا مکروہ اور حرام کا مسئلہ تو ان کا ایک وجہ سے بدعت ہونا مسلم ہے، اور دوسری وجہ سے نہیں، کیونکہ جب کسی چیز کے منع یا کراہت پر کوئی دلیل دلالت کرتی ہو تو پھر اس کا بدعت ہونا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ ممکن ہے وہ چیز معصیت و نافرمانی ہو مثلاً قتل اور چوری اور شراب نوشی وغیرہ، چنانچہ اس تقسیم میں کبھی بھی بدعت کا تصور نہیں کیا جا سکتا، الا یہ کہ کراہت اور تحریم جس طرح اس کے باب میں بیان ہوا ہے.

اور قرافی نے بدعت کے انکار پر اصحاب سے جو اتفاق ذکر کیا ہے وہ صحیح ہے، اور اس نے جو تقسیم کی ہے وہ صحیح نہیں، اور اس کا اختلاف سے متصادم ہونے اور اجماع کو ختم کرنے والی چیز کی معرفت کے باوجود اتفاق ذکر کرنا بہت تعجب والی چیز ہے، لگتا ہے کہ اس نے اس تقسیم میں بغیر غور و فکر کیے اپنے استاد ابن عبد السلام کی تقلید و اتباع کی ہے.

پھر انہوں نے اس تقسیم میں ابن عبد السلام رحمہ اللہ کا عذر بیان کیا ہے اور اسے " مصالح مرسلہ " کا نام دیا ہے کہ یہ بدعت ہے، پھر کہتے ہیں:

" لیکن اس تقسیم کو نقل کرنے میں قرافی کا کوئی عذر نہیں کیونکہ انہوں نے اپنے استاد کی مراد کے علاوہ اس تقسیم کو ذکر کیا ہے، اور نہ ہی لوگوں کی مراد پر بیان کیا ہے، کیونکہ انہوں نے اس تقسیم میں سب کی مخالفت کی ہے، تو اس طرح یہ اجماع کے مخالف ہوا " انتہی

دیکھیں: الاعتصام (152 - 153).

ہم نصیحت کرتے ہیں کہ آپ کتاب سے اس موضوع کا مطالعہ ضرور کریں کیونکہ رد کے
.اعتبار سے یہ بہت ہی بہتر اور اچھا ہے اس میں انہوں نے فائدہ مند بحث کی ہے
عز بن عبد السلام رحمہ اللہ نے بدعت واجبہ کی تقسیم کی مثال بیان کرتے ہوئے کہا ہے

:

:بدعت واجبہ کی کئی ایک مثالیں ہیں "

:پہلی مثال

علم نحو جس سے کلام اللہ اور رسول اللہ کی کلام کا فہم آئے میں مشغول ہونا اور یکھنا یہ واجب ہے؛ کیونکہ شریعت کی حفاظت واجب ہے، اور اس کی حفاظت اس علم کو جانے بغیر نہیں ہو سکتی، اور جو واجب جس کے بغیر پورا نہ ہو وہ چیز بھی واجب ہوتی ہے.

:دوسری مثال

کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے غریب الفاظ اور لغت کی حفاظت کرنا.

: تیسری مثال

.اصول فقہ کی تدوین

:چوتھی مثال

جرح و تعدیل میں کلام کرنا تا کہ صحیح اور غلط میں تمیز ہو سکے، اور شرعی قواعد اس پر دلالت کرتے ہیں کہ شریعت کی حفاظت قدر متعین سے زیادہ کی حفاظت فرض کفایہ ہے، اور شریعت کی حفاظت اسی کے ساتھ ہو سکتی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے " انتہی.

.(دیکھیں: قواعد الاحکام فی مصالح الانام (2 / 173

---جاری ہے

جشن عید میلاد جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کا رد سوال: حصہ چھٹا

اور شاطبی رحمہ اللہ بھی اس کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" اور عزبن عبد السلام نے جو کچھ کہا ہے: اس پر کلام وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے، اس میں سے واجب کی مثالیں اسی کے حساب سے ہیں کہ جو واجب جس کے بغیر واجب پورا نہ ہوتا ہو تو وہ چیز بھی واجب ہے جیسا اس نے کہا ہے چنانچہ اس میں یہ شرط نہیں لگائی جائیگی کہ وہ سلف میں پائی گئی ہو، اور نہ ہی یہ کہ خاص کر اس کا اصل شریعت میں موجود ہو؛ کیونکہ یہ تو مصالح مرسلہ کے باب میں شامل ہے نہ کہ بدعت میں " انتہی.

دیکھیں: الاعتصام (157 - 158).

اور اس رد کا حاصل یہ ہوا کہ:

ان علوم کو بدعت شرعیہ مذمومہ کے وصف سے موصوف کرنا صحیح نہیں، کیونکہ دین اور سنت نبویہ کی حفاظت والی عمومی شرعی نصوص اور شرعی قواعد سے ان کی گواہی ملتی ہے اور جن میں شرعی نصوص اور شرعی علوم (کتاب و سنت) کو لوگوں تک صحیح شکل میں پہچانے کا بیان ہوا ہے اس سے بھی دلیل ملتی ہے.

اور یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ: ان علوم کو لغوی طور پر بدعت شمار کیا جا سکتا ہے، نا کہ شرعی طور پر بدعت، اور شرعی بدعت ساری مذموم ہی ہیں، لیکن لغوی بدعت میں سے کچھ تو محمود ہیں اور کچھ مذموم.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" شرعی عرف میں بدعت مذموم ہی ہے، بخلاف لغوی بدعت کے، کیونکہ ہر وہ چیز جو نئی ایجاد کی گئی اور اس کی مثال نہ ہو اسے بدعت کا نام دیا جاتا ہے چاہے وہ محمود ہو یا مذموم " انتہی

(دیکھیں: فتح الباری (13 / 253).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" البدع یہ بدعۃ کی جمع ہے، اور بدعت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کی پہلے مثال نہ ملتی ہو، لہذا لغوی طور پر یہ ہر محمود اور مذموم کو شامل ہو گی، اور اہل شرع کے عرف میں یہ مذموم کے ساتھ مختص ہو گی، اگرچہ یہ محمود میں وارد ہے، لیکن یہ لغوی معنی میں ہو گی " انتہی

(دیکھیں: فتح الباری (13 / 340).

----جاری ہے

جشن عید میلاد جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کا رد سوال: ساتھواں حصہ

اور صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب نمبر 2 حدیث نمبر (7277) میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تعلیق پر شیخ عبد الرحمٰن البراک حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" یہ تقسیم لغوی بدعت کے اعتبار سے صحیح ہے، لیکن شرع میں ہر بدعت گمراہی ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

" اور سب سے برے امور دین میں نئے ایجاد کردہ ہیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے"

اور اس عموم کے باوجود یہ کہنا جائز نہیں کہ کچھ بدعات واجب ہوتی ہیں یا مستحب یا مباح، بلکہ دین میں یا تو بدعت حرام ہے یا پھر مکروہ، اور مکروہ میں یہ بھی شامل ہے جس کے متعلق انہوں نے اسے بدعت مباح کہا ہے: یعنی عصر اور صبح کے بعد مصافحہ کرنے کے لیے مخصوص کرنا" انتہی

اور یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

صحابہ کرام کے دور میں کسی بھی چیز کے کیے جانے کے اسباب کے پائے جانے اور موانع کے نہ ہونے کو مد نظر رکھنا چاہیے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد اور صحابہ کرام کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت یہ دو ایسے سبب ہیں جو صحابہ کرام کے دور میں پائے جاتے تھے جس کی بنا پر صحابہ کرام آپ کا جشن میلاد منا سکتے تھے، اور پھر اس میں کوئی ایسا مانع بھی نہیں جو انہیں ایسا کرنے سے روکتا.

---جاری ہے

جشن عید میلاد جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کا رد سوال: حصہ ۸

لہذا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام نے جشن میلاد نہیں منایا تو یہ علم ہوا کہ یہ چیز مشروع نہیں، کیونکہ اگر یہ مشروع ہوتی تو صحابہ کرام اس کی طرف سب لوگوں سے آگے ہوتے اور سبقت لے جاتے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور اسی طرح بعض لوگوں نے جو بدعات ایجاد کر رکھی ہیں وہ یا تو عیسی علیہ السلام کی میلاد کی طرح عیسائیوں کے مقابلہ میں ہیں، یا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور تعظیم میں اللہ سبحانہ وتعالی اس محبت اور کوشش کا تو انہیں اجر وثواب دے گا نہ کہ اس بدعت پر کہ انہوں نے میلاد النبی کا جشن منانا شروع کر دیا حالانکہ آپ کی تاریخ پیدائش میں تو اختلاف پایا جاتا ہے اور پھر کسی بھی سلف نے یہ میلاد نہیں منایا، حالانکہ اس کا مقتضی موجود تھا، اور پھر اس میں مانع بھی کوئی نہ تھا.

اور اگر یہ یقینی خیر وبھلائی ہوتی یا راجح ہوتی تو سلف رحمہ اللہ ہم سے زیادہ اس کے حقدار تھے؛ کیونکہ وہ ہم سے بھی زیادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کرتے تھے، اور آپ کی تعظیم ہم سے بہت زیادہ کرتے تھے،

اور پھر وہ خیر و بھلائی پر بھی بہت زیادہ حریص تھے.

بلکہ کمال محبت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم تو اسی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع و پیروی کی جائے، اور آپ کا حکم تسلیم کیا جائے، اور ظاہری اور باطنی طور پر بھی آپ کی سنت کا احیاء کیا جائے، اور جس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اس کو نشر اور عام کیا جائے، اور اس پر قلبی لسانی اور ہاتھ کے ساتھ جہاد ہو.

----جاری ہے

کیونکہ مہاجر وانصار جو سابقین واولین میں سے ہیں انکا بھی یہی طریقہ رہا ہے اور ان کے بعد ان کی پیروی کرنے والے تابعین عظام کا بھی " انتہی
دیکھیں: اقتضاء الصراط (294 - 295).
اور یہی کلام صحیح ہے جو یہ بیان کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت تو آپ کی سنت پر عمل کرنے سے ہوتی ہے، اور سنت کو یکھنے اور اسے نشر کرنے اور اس کا دفاع کرنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے اور صحابہ کرام کا طریقہ بھی یہی رہا ہے.
لیکن ان بعد میں آنے والوں نے تو اپنے آپ کو دھوکہ دیا ہوا ہے، اور اس طرح کے جشن منانے کے ساتھ شیطان انہیں دھوکہ دے رہا ہے، ان کا خیال ہے کہ وہ اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں، لیکن اس کے مقابلہ میں وہ سنت کے احیاء اور اس پر عمل پیرا ہونے اور سنت نبویہ کو نشر کرنے اور پھیلانے اور سنت کا دفاع کرنے سے بہت ہی دور ہیں.

سوم :

اور اس بحث کرنے والے نے جو کلام ابن کثیر رحمہ اللہ کی طرف منسوب کی ہے کہ انہوں نے جشن میلاد منانا جائز قرار دیا ہے، اس میں صرف ہم اتنا ہی کہیں گے کہ یہ شخص ہمیں یہ بتائے کہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ بات کہاں کہی ہے، کیونکہ ہمیں تو ابن کثیر رحمہ اللہ کی یہ کلام کہیں نہیں ملی، اور ہم ابن کثیر رحمہ اللہ کو اس کلام سے بری سمجھتے ہیں کہ وہ اس طرح کی بدعت کی معاونت کریں اور اس کی ترویج کا باعث بنیں ہوں .

واللہ اعلم .

الاسلام سوال و جواب

مذکورہ تحریر سے امید ہے بہت سوں کو تسلی و تشفی ہو جائے گی مگر بلاشبہ اگر ارادہ حق کا ساتھ ہو اللہ عزوجل کی رضا شامل ہو تو

شکریہ و جزاک اللہ الخیر

دعاگو اور دعاؤں کا متمنی

فرقان

بشکریہ

محمد صالح المنجد

مراجعہ

شفیق الرحمٰن ضیاء اللہ مدنی

ناشر

2010- 1431

)الرّد علی من استحسن شیئاً من البدع کالاِحتفال بمولد النبوی (

[باللغۃ الأردیۃ]

محمد صالح المنجد

مراجعۃ

شفیق الرحمٰن ضیاء اللہ المدنی

الناشر

2010 - 1431

جمعہ کی مسلمہ حیثیت اور اس کے بارے میں آرا حصہ ا

لفظ ''جمعہ'' کا مادہ جمع / ج، م، ع، ہے۔۔۔ جمع الشئی عن تفرقة وان لم یجعل کالشئی الواحد۔ ''بکھری ہوئی چیز کو جمع کرنا اگرچہ ایک چیز نہ بنایا جائے''۔۔۔ ''استجمع الیل اجتمع من کل موضع''۔ سیلاب کا پانی ہر جگہ سے آکر جمع ہو گیا۔۔۔ تجمع القوم۔ ''قوم ادھر ادھر سے آکر ایک جگہ جمع ہو گئی''۔۔۔

الجمع اسم لجماعة الناس۔ ''لوگوں کی جماعت''۔۔۔ قرآن کریم میں ہے۔ اِذَا كَانُوا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ. ''جب صحابہ کرام رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ کسی جامع معاملہ میں موجود ہوں تو بلا اجازت نہیں جاتے''۔۔۔

الزجاجہ نے کہا بعض علماء نے کہا یہ جمعہ کے دن ہوتا تھا۔ کہا کہ اللہ پاک نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب وہ اس کے نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوں جہاں ضرورت ہو مثلاً جنگ وغیرہ جہاں لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت ہوتی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت کے بغیر نہ جائیں۔۔۔ پہلے جمعہ کو ''عروبہ'' کہا جاتا تھا۔

جمعہ یوم میلاد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام سہیلی نے الروض الانف میں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد اعلیٰ کعب بن لوی رضی اللہ عنہ پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے یوم عروبہ (جمعہ) کو لوگوں کو جمع کیا۔۔۔ ''عروبہ'' کو ''جمعہ'' کا نام اسلام نے دیا۔ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے یوم عروبہ کا نام یوم جمعہ رکھا اور سیدنا کعب بن لوی قریش کو خطاب فرماتے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد (بعثت) کے تذکرے سناتے اور ان کو بتاتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری اولاد میں سے ہونگے اور لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم دیتے اور اس محفل میں اشعار پڑھتے جن میں ایک یہ بھی ہے۔

یالیتنی شاہد فحواء دعوتہ

اذا قریش تبغی الحق خذلانا

کاش میں (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دعوت کے وقت موجود ہوتا جب قریش'' حق کو ذلیل کرنے کے درپے ہونگے''۔

الامام الفقیہ المحدث ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ السہیلی (508ھ۔ 581ھ))
(الروض الانف، شرح سیرۃ ابن ہشام ج1 ص 6 طبع لاہور
☆ ثعلب سے یہ بھی مروی ہے کہ جمعہ کا نام جمعہ اس لئے پڑ گیا کہ قریش جناب سیدنا قصی کے پاس دارالندوہ میں جمع ہوتے تھے۔۔۔ بعض نے کہا اسلام میں جمعہ کا نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ لوگ مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔
☆ الکشی کی حدیث میں ہے کہ انصار نے ''جمعہ'' کا نام رکھا تھا کیونکہ وہ اس دن جمع ہوتے تھے۔
☆ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس دن کا نام اس لئے جمعہ پڑا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔
امام لغت محب الدین ابوالفیض السید محمد مرتضٰی الحسینی الواسطی الزبیدی الحنفی، شرح)
(تاج العروس من جواہر القاموس ج5 ص 306 بیروت
علامہ ابوالقاسم الحسین بن محمد، المعروف بالراغب الاصفہانی، المفردات فی غریب)
(القرآن ص 97 طبع کراچی

حافظ علامہ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری ج 2 ص 353)

(طبع بیروت

علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن عینی، عمدۃ القاری ج6 ص 161 طبع کوئٹہ) (العلامہ)

(ابن منظور، لسان العرب ج2 ص 359 طبع بیروت

جاری ہے

جمعہ کی مسلمہ حیثیت اور اس کے بارے میں آرا حصہ ۲

☆ یوم الجمعہ سمی بہ لاجتماع الناس فیہ.

''جمعہ کا دن اس لئے نام رکھا گیا کہ اس میں لوگ جمع ہوتے ہیں''۔

(امام مجدالدین ابوالسعادات المبارک محمد الجزری ابن الاثیر (م 507ھ)، النہایہ فی غریب الحدیث ج1 ص 297 طبع ایران)

☆ سمیت جمعۃ لاجتماع الناس فیہا وکان یوم الجمعۃ فی الجاہلیۃ یسمی العروبہ.

''جمعہ کو جمعہ اس لئے کہا گیا کہ اس میں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں اسے عروبہ کہا جاتا تھا''۔

(نووی شرح مسلم، ج1 ص 279 طبع کراچی)

قرآن و حدیث کی روشنی میں فضائلِ جمعہ

قرآن کریم میں فرمان باری تعالی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ
لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ O فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ
وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ O وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا
عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ O

(الجمعہ، 62 : 9 تا 11)

اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن، تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو!'' اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو، اس امید پر کہ فلاح پاؤ اور جب انہوں نے کوئی تجارت

یا کھیل دیکھا اس کی طرف چل دیئے اور آپ کو خطبہ میں کھڑا چھوڑ گئے۔ آپ فرمائیں وہ جو اللہ کے پاس ہے کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے"۔

فضائل جمعہ احادیث مقدسہ کی روشنی میں

☆ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہم ہی آخر ہیں (دنیا میں آنے میں)۔۔۔ ہم ہی سب سے آگے (جنت میں جانے میں)، البتہ ان کو ہم سے پہلے کتاب ملی اور ہم کو ان کے بعد پھر یہ جمعہ کا دن اُن پر فرض ہوا، جس میں انہوں نے اختلاف کیا، اللہ پاک نے ہم کو اس کی راہ دکھا دی۔ دوسرے لوگ اس سلسلہ میں ہمارے تابع ہیں۔ یہودی کل (ہفتہ) اور نصاریٰ کل کے بعد (اتوار)"۔ (متفق علیہ)

☆ مسلم کی روایت میں ہے فرمایا "ہم ہی آخر و اول ہیں، قیامت کے دن اور ہم ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے ہیں"۔

حضرت ابوہریرہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گفتگو کے آخر میں فرمایا۔

. نحن الاخرون من اہل الدنیا والاولون یوم القیمۃ المقضی لہم قبل الخلائق

دنیا والوں میں ہم ہی سب سے آخر ہیں اور قیامت کے دن ہم ہی سب سے پہلے ہیں۔''

جن کا فیصلہ باقی مخلوق سے پہلے ہوگا''۔

جاری ہے

جمعہ کی مسلمہ حیثیت اور اس کے بارے میں آراحصہ ۳

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق ادم وفیہ ادخل الجنۃ وفیہ اخرج منہا ولا تقوم الساعۃ الا فی یوم الجمعۃ.

''سب سے بہتر دن جس پر سورج چمکا جمعہ کا دن ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی (ان کا یوم میلاد ہے) اسی میں وہ جنت میں داخل ہوئے اور اس میں وہاں سے نکالے گئے اور قیامت جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی''۔ (صحیح مسلم)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''جمعہ کے دن ایک لمحہ ایسا ہے کہ جو مسلمان اس لمحہ اللہ پاک سے جو اچھی چیز مانگے اللہ پاک اسے وہی دیدتا ہے''۔ (متفق علیہ)

مسلم کی روایت میں الفاظ میں اتنا اضافہ ہے کہ ''وہ لمحہ بہت مختصر ہوتا ہے'' اور متفق علیہ روایت میں الفاظ کا اضافہ بھی دوسری روایت میں ہے کہ

جمعہ کے دن ایک لمحہ ایسا ہے کہ اس لمحہ کوئی مسلمان کھڑا نماز ادا کرے اور اللہ پاک سے کوئی بھلائی مانگے، اللہ پاک اسے عطا فرماتا ہے''۔

☆ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قبولیت کی وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے اور (نماز ختم ہونے کے درمیان والا وقت ہے''۔ (مسلم

جاری ہے

جمعہ کی مسلمہ حیثیت اور اس کے بارے میں آرا حصہ ۴

☆ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مقبولیتِ دعا کی وہ گھڑی جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جمعہ کے دن آخری گھڑی کیسے ہو سکتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے کہ جو مسلمان اس وقت نماز پڑھے، حالانکہ غروب آفتاب کے وقت نماز درست نہیں۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو کوئی نماز کے انتظار میں بیٹھے جب تک نماز ادا نہ کرے وہ نماز میں ہے۔ اس پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا درست ہے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہی مراد ہے''۔

(امام مالک، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، احمد)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ گھڑی جس میں قبولیت دعا کی امید ہے جمعہ کے دن نماز عصر سے، سورج غائب ہونے تک ہے''۔ (ترمذی)

☆ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام کی پیدائش اور اسی میں آپ کی وفات ہوئی۔ اسی میں صور پھونکا جائے گا۔ اسی میں دل دہلا دینے والی آواز بلند ہوگی جس سے ہر ذی روح مرجائے گا۔ فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ فان صلوٰتکم معروضۃ علی۔

جمعہ کے دن مجھ پر بہت زیادہ درود (وسلام) پڑھا کرو۔ بے شک تمہارا درود" (وسلام) مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی آپ کی وفات کے بعد آپ پر (ہمارا درود (وسلام) کیسے پیش ہوگا۔ فرمایا:

.ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء

بے شک اللہ پاک نے زمین پر انبیاء کے جسم حرام کر دیئے ہیں"۔"

(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی، بحوالہ مشکوۃ ص 120 طبع کراچی)

جاری ہے

جمعہ کی مسلمہ حیثیت اور اس کے بارے میں آرا حصہ ۵

☆ ابو لبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار (سیدالایام) اور اللہ تعالٰی کے نزدیک سب سے بڑھ کر عظمت والا ہے اور یہ اللہ تعالٰی کے حضور عید قربان اور عیدالفطر سے بھی بڑا ہے۔ اس میں پانچ فضیلتیں ہیں۔ 1۔ اسی میں اللہ پاک نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔۔۔ اور اسی میں اللہ پاک نے انہیں جنت سے زمین پر اتارا۔۔۔ اور اسی میں اللہ پاک نے آدم علیہ السلام کو وفات دی۔۔۔ اور اسی میں ایک ساعت ایسی بابرکت و سعادت ہے جس میں بندہ جو بھی مانگے اسے ملتا ہے بشرطیکہ حرام کا سوال نہ ہو۔۔۔ اور اسی میں قیامت قائم ہوگی۔ تمام مقرر فرشتے، آسمان، زمین، ہوا، پہاڑ اور سمندر جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں۔" (ابن ماجہ، احمد)

☆ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ

يَشْهَدُهُ الْمَلٰئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُه، حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدِ الْمَوْتِ ؟ قَالَ اَللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ وَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ.

مجھ پر جمعہ کے دن بہت زیادہ درود (وسلام) پڑھا کرو! بے شک اس میں شمولیت کے لئے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور کوئی بھی آدمی جب مجھ پر درود (وسلام) پڑھتا رہتا ہے اس کا درود (وسلام) مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو۔ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا بے شک اللہ پاک نے زمین پر نبیوں کے جسم حرام کر دیئے۔ سو اللہ کے نبی زندہ ہیں انہیں رزق ملتا ہے"۔ (ابن ماجہ)

☆ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بھی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو، اللہ پاک اسے قبر کے فتنہ (وعذاب) سے محفوظ رکھتا ہے۔ (احمد، ترمذی)

جاری ہے

جمعہ کی مسلمہ حیثیت اور اس کے بارے میں آرا حصہ ٦

جمعہ روز عید ہے !

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سورہ مائدہ کی آیت کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ پڑھی۔ ان کے پاس ایک یہود تھا بولا:

لو نزلت ہذہ الآیۃ علینا لاتخذونہا عیدا. فقال ابن عباس فانہا نزلت فی یوم عیدین فی یوم جمعۃ ویوم عرفۃ.

”اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی ہم اس دن کو عید بنالیتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت جس دن نازل ہوئی، ہمارے اسلام میں اس دن دو عیدیں تھیں۔

1۔ جمعہ کا دن اور

2۔ نوذی الحجہ، حج کا دن“۔ (ترمذی)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآ لہ وسلم فرماتے:
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ.
الٰہی رجب اور شعبان میں ہمارے لئے برکت کردے اور ہمیں رمضان تک پہنچا”
دے“۔ اور فرماتے۔ لیلۃ الجمعۃ یَوم اَزْھَرُ۔ ”جمعرات کا دن بارونق، نورانی دن ہے“۔
(بیہقی فی الدعوات الکبیر)

ہارون الرشید کا گھر دہشت گردی کا مرکز! ترجمان افواج پاکستان

الحمداللہ گزشتہ روز باجوڑ میں فوج نے مکمل کنٹرول حاصل کر لیا اور ایک ایسا علاقہ جس میں ملک بھر سے غیر قانونی کام کرنے والے جا کر پناہ لیا کرتے تھے کہ جہاں قانون نافذ کرنے والے ادارے بھی جانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے وہاں پاکستان بننے کے بعد پہلی مرتبہ قومی پرچم لہرایا گیا اور علاقائی لوگوں نے پاک فوج کی کامیابی پر جشن منایا۔ اس موقع پر وہ لوگ بڑے یاد آئے جو پوری قوم کو یہ باور کرانے میں لگے رہتے تھے کہ ایسے علاقوں میں افواج کو بھیجنا گویا موت کے منہ میں بھیجنا ہے اور وہ ایسا اور ویسا علاقہ ہے جو ہزار بارہ سو سال سے کسی کے زیر اثر نہیں آ سکا اور وہاں فوج کشی کرنے والے ہمیشہ ناکام ہوئے وغیرہ وغیرہ۔ مگر الحمداللہ افواج پاکستان کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے کہ پاکستان کے خارجی محاذوں پر چوکنا رہنے کے ساتھ ساتھ اندرونی محاذ پر بھی پاک افواج نے زبردست کامیابی حاصل کی اور ووٹوں کی خاطر شدت پسندوں کی حمایت کرنے والے (جماعت اسلامی کے امیدوار ڈاکٹر صاحب اور عمران خان کی پارٹی کے ایک امیدوار) ووٹوں کے میدان یعنی راولپنڈی کے این اے ۵۵ میں ضمانتیں بھی ضبط کروا بیٹھے۔ اور شیخ رشید احمد بلاشبہ ہار ہی گئے مگر گزشتہ انتخابات میں ۱۵ ہزار ووٹ اس اس مرتبہ بیالیس ہزار ووٹ لینے کا کیا

مطلب ہے اور جیتنے والے ن لیگ کے شکیل صاحب باسٹھ ہزار ووٹ لے سکے جبکہ گزشتہ ن لیگ کے جیتنے والے ستر ہزار سے زیادہ ووٹ لیے ہوئے تھے۔ اس سے ثابت یہ ہوا کہ جماعت اسلامی اور تحریک انصاف سے لوگ اس شدت سے نالاں اور بیزار ہیں کہ ان کے جلسوں میں دس پندرہ ہزار تعداد میں آنے کے باوجود ان کو ووٹ چھ ساتھ ہزار اور ساڑھے تین ہزار ہی پڑ سکے یعنی لوگ جماعت اور عمران خان کی سیاست سے بیزار اور دور ہیں۔

افواج پاکستان نے اورکزئی ایجنسی میں بھی آپریشن شروع کرنے کا عندیہ دیا ہے اور جب پوری قوم سیسہ پلائی دیوار کی طرح افواج پاکستان کے شانہ بشانہ ہے تو انشا اللہ شدت پسندوں اور دہشت گردوں کی کمین گاہیں آہستہ آہستہ شدت پسندوں ہی کے لیے قبرستان بنتی جائیں گیں۔

میجر جنرل طارق خان نے ڈی جی آئی ایس پی آر جنرل اطہر عباس کے ساتھ پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ سابق رکن قومی اسمبلی صاحبزادہ ہارون الرشید (غالبا جماعت اسلامی کے مشہور و معروف رہنما) کا گھر دہشت گردی کا مرکز تھا اسلئے اسے تباہ کردیا گیا۔ ان کا (ہارون الرشید) گھر دہشت گردی کا مرکز تھا اسلئے اسے تباہ کردیا گیا۔ ان کے (ہارون الرشید) وارنٹ گرفتاری جاری ہوچکے ہیں تاہم وہ اشتہاری ہیں۔ اطہر عباس نے کہا کہ باجوڑ طالبان دہشت گردوں کا اہم

مرکز تھا۔

پاک فوج کی طرف سے آزاد میڈیا کی موجودگی میں (نا کہ جناح پور کے ڈرامے کے وقت جب صرف ایک ہی پی ٹی وی اور وہ بھی سرکاری تحویل میں تھا) اس قسم کی واضع حقیقت کا اعلان بذات خود ایک بہت بڑا دھماکہ ہے۔

جواب میں امیر جماعت اسلامی پاکستان سید منور حسن نے پارٹی رہنما اور سابق رکن قومی اسمبلی صاحبزادہ ہارون الرشید کے بارے میں پاک فوج کے ترجمان کے بیان کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہارون الرشید دہشتگرد ہیں اور نہ ہی دہشتگردوں کے ساتھ ان کا کوئی تعلق ہے۔ صاحبزادہ ہارون الرشید کو ڈرون حملوں اور فوجی آپریشن کی مخالفت کی سزا دی گئی ہے۔ ان کے گھر سے ایک کارتوس تک نہیں ملا اس کے باوجود ان کے گھر کو دھماکہ خیز مواد سے اڑا دیا گیا (جس میں ان کی بوڑھی والدہ، بھتیجی اور (رشتہ دار بچہ بھی انتقال کرگئے اللہ مرحومین کی مغفرت و بخشش فرمائے آمین

منور حسن صاحب کا پاک فوج کے ترجمان کے بیان کو مسترد کرنا اور یہ کہنا کہ ہارون رشید کو فوجی آپریشن کی مخالفت کی سزا دی گئی سے کیا ثابت ہوتا ہے کہ کیا ہارون رشید محب وطن ہیں یا پاک افواج۔ اور یہ کہ کیا عدلیہ کے دروازے

عدلیہ کو آزاد کرانے والوں کے لیے کھلے نہیں ہیں کہ وہ عدالت میں جائیں اور ہارون الرشید پر ہونے والے ظلم و ستم اور ان پر الزام تراشی کرنے والی افواج پاکستان کو کٹہرے میں لے آئیں۔

حقیقت کچھ ایسی ہے کہ کچھ ہمارے بھائیوں کو بڑی بری لگے گی مگر پے در پے شدت پسند طالبان ظالمان کے بڑے بڑے دہشت گرد جماعت اسلامی کے مرد و خواتین عہدے داران کے گھروں سے گرفتار ہوتے چلے آ رہے ہیں اور سری لنکن ٹیم پر حملے میں گرفتار ہونے والوں کا اعترافی بیان بھی شاہد ہے جس میں ملزمان نے کہا تھا کہ انہیں سری لنکن ٹیم پر حملے کے بعد منصورہ میں پناہ دی گئی تھی یعنی چھپایا گیا تھا۔

چنیوٹ میں پولیس کا ملزمان کو برہنہ کرکے تشدد - خادم پنجاب زندہ باد

چنیوٹ کی تحصیل بھوانہ کے ماڈل پولیس اسٹیشن (غور کیجیے گا ماڈل پولیس اسٹیشن کا یہ حال ہے تو عام پولیس اسٹیشنز کا کیا ہوگا) میں مقدمات میں ملوث ملزمان ریاض، واجد کمہار، زیشان لوہار، شریف کمیار، عابد، ظفر عرف بھٹو، غلام فرید اور محمد اقبال کو تھانے کے سامنے واقع میدان میں سر عام تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

حد تو یہ ہوئی کہ تقریباً تمام ٹی وی چینلز پر ان مناظر کو اس غیرت مند قوم نے دیکھا کہ کس طرح ملزمان (مجرمان نہیں) کی شلواریں اتار کر سر عام پولیس والوں نے ان کے بید اور چھتر برسائے۔ کاش کوئی ان کے ہاتھ روکنے کی طاقت رکھتا ہوتا اور ان کو بھی وہیں لٹا کر ان کی سرکاری پینٹیں اتار کر ایسے ہی نقش و نگار بناتا اور ایسے بید لگاتا کہ اپنی شلواریں اور پتلونیں کچھ دنوں تک پہننے سے ان کو خوف آتا۔

شرم کی بات یہ ہے کہ یہ پولیس والے جو قانون کے رکھوالے کہلاتے ہیں ان کو کس قانون کے تحت اس طرح غیر انسانی اور غیر اخلاقی طریقے سے سر عام تشدد کا نشانہ بنایا گیا کاش اس فرعون کی نسل کے افراد کو جو لٹائے گئے افراد پر

بید برسا رہے تھے کاش کوئی ان کے ہاتھ روکنے والا ہوتا۔

حرف بھیجیے جناب ایسی فرعونیت اور ایسے خادم پنجاب ہونے پر۔ یہ قانون کے رکھوالے جی ہاں قوم کے خون پسینے کے نتیجے میں حاصل ہونے والے ٹیکسوں پر پلنے والے کیا ایک زبردست قسم کے وزیر اعلیٰ صاحب کی پولیس ہونے کا درجہ نہیں رکھتے جن کی پارٹی کبھی بجلی چوری کرنے میں ملوث پائی جاتی ہے تو لائن مین کو برطرف کر کے سمجھتی ہے لو جی دھول جھونک دی جاہل قوم پر۔ واہ جی خادم پنجاب وزیر اعلیٰ شہباز شریف صاحب کی ایڈمنسٹریٹر شپ اور اس کے قصیدے گانے والے پرانے ادوار کے وہ ایمبیسیڈر جو آج کل ان کے لیے بڑے بڑے اخبارات میں کالم لکھنے پر معمور ہیں۔

واہ بھئی کیا حکومت ہے تن تنہا ن لیگ کی پنجاب پر کہ کبھی اپنے حلقے میں انتخابی نتائج مرضی کے آنے کے بعد کھلے عام ممنوعہ ہتھیاروں سے فائرنگ کرتے ہیں اور کبھی بجلی چوری کر کے جلسے کرتے ہیں اور دوسروں کو کہتے ہیں فلاں فلاں دنیاوی تہوار ہم نہیں منانے دیں گے

افسوس اور درندگی کی بات یہ ہے کہ دوسروں کو آمر اور آمریت کے تحفے قرار دینے والے خود کیسے فرعون بنے ہوئے ہیں اور کیسے اپنے زیر اثر اداروں کے

اہلکاروں کو جانوروں کی طرح کاروائیاں کرتے دیکھ رہے ہیں۔ عینی شاہدین کے مطابق ایس ایچ او نے دوران تشدد موجود لوگوں سے کہا کہ ان افراد پر کل بھی تشدد کیا جائے گا۔

مقامی لوگوں کے احتجاج کے بعد سنا ہے چند پولیس اہلکاروں کو گرفتار کرکے جھنگ جیل بھجوا دیا گیا ہے۔ شائد اسلئے تاکہ وہ عوامی غصے سے اپنے ساتھی اہلکاروں کو محفوظ رکھ سکیں اور پھر یہ فرعون اہلکار کسی اور علاقے میں تعینات کر دیے جائیں گے جہاں وہ دوسرے لوگوں کو بھی ننگا کرکے ان پر اپنی وحشت اور درندگی نکالیں گے تاکہ قوم کو اندازہ ہوجائے کہ اس نے کیسے لوگوں کو حکومت دی ہے اور ظاہر ہے قوم کو ایسوں کو منتخب کروا کر اور حکومت سپرد کرکے خود ننگا ہو کر ان کے تشدد کا نشانہ ہی بننا پڑے گا۔

کاش بجلی، گیس، چینی، این آر او، مشرف کے خلاف بے بس اور کچھ نا کر سکنے والی عدلیہ اس معاملے میں تو کوئی سوموٹو ایکشن لے کہ جہاں پولیس افسر کو چیف جسٹس کو زبردستی گاڑی میں ڈالنے پر تو پوری سول سوسائٹی بیدار ہو گئی تھی اب لوگوں پر ناجائز طریقے سے ننگا کرکے تشدد کرنے پر کس غیرت کی وجہ سے خاموش ہے۔

چیف جسٹس صاحب اس قسم کا جو عمل ہوا ہے وہ کسی اور ثبوت کا متقاضی نہیں ہے کسی بھی چینل پر دیکھ لیجیے اور انصاف کیجیے وگرنہ آپ کا دور عدل بھی ختم ہوگا اور قوم اور تاریخ یہ سوچے گی کہ چیف جسٹس صاحب نے اپنے اور اپنے پیٹی بند بھائیوں کے لیے تو ٹھوس اقدامات اور ملک و قوم کے لیے فقط لفاظی سے ہی کام لیا ہے۔

افواج پاکستان کی کاروائی اور جماعت اسلامی کا واویلا

ہفتہ ٦ مارچ ٢٠١٠ کے روزنامہ جنگ کے اداریوں میں میں نزیر ناجی صاحب نے ایک تحریر بنام "جنگ میں سانحے بھی ہوتے ہیں " لکھی جس میں سے ایک حصہ حاضر ہے۔ مزکورہ تحریر میں سے اقتباسات پیش خدمت ہیں جن سے حقائق کے سمجھنے میں آسانی پیدا ہونے کی امید ہے۔

آغاز تحریر

"فوج کے پاس پولیس کی طرح تحقیقات کی مہلت اور سہولت نہیں ہوتی کہ ملزموں کے بارے میں مخبروں یا تحقیقاتی افسروں کے زریعے، پہلے معلومات حاصل کرے یا انہیں اپنی تحویل میں لینے کے بعد تفتیش کرے اور اس کے بعد انہیں عدالت سے سزا دلوائے۔ فوج کا واسطہ ایسے دشمن سے ہوتا ہے جو محاز جنگ پر ہو یا دہشت گردوں کی صورت میں اپنے ہی شہروں اور آبادیوں میں چھپا ہو۔ اسے زندگی یا موت میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ اگر وہ آگے بڑھ کر دشمن پر غالب نہیں آتی، تو دشمن آگے بڑھ کا اسے نقصان پہنچا دیتا ہے۔ اس کھیل میں سوچنے سمجھنے کی مہلت کسی کے پاس نہیں ہوتی۔ ہم سب جانتے ہیں کہ پاک فوج نے قبائلی علاقوں میں دہشت گردوں کے خلاف کاروائی سے طویل عرصے تک گریز کیا۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا شدید دباؤ برداشت کیا، مگر دہشت گردوں کے

خلاف کاروائی شروع نہیں کی۔ میں نے خود جنرل اشفاق پرویز کیانی کو کاروائی سے پہلے یہ کہتے سنا ہے کہ دہشت گردوں کے ٹھکانے آبادیوں اور گھروں کے اندر ہیں۔ اگر ہم کاروائی کرتے ہیں، تو بے گناہوں کا بھی نقصان ہوتا ہے۔ پاک فوج کے اس تامل اور ہچکچاہٹ کے نتیجے میں عالمی طاقتوں کی طرف سے الزام عائد ہونے لگا کہ فوج دہشت گردوں کی مدد کر رہی ہے۔

(آگے تحریر کرتے ہیں)

سوات، جنوبی وزیرستان اور دیگر ایجنسیوں میں فوجی کاروائی حتیٰ الامکان احتیاط سے کی گئی۔ اس وجہ سے فوج کو نقصان بھی زیادہ ہوا۔ اگر بے گناہ شہریوں کا تحفظ مطلوب نہ ہوتا، تو دہشت گردوں کو بڑی تعداد میں باہر نکلنے کے مواقع نہیں مل سکتے تھے۔ انہیں یہ مواقع اسی باعث ملے کہ فوج نے ہر حملے کا پہلے سے اعلان کر دیا تاکہ پرامن شہری وہاں سے بچ نکلیں اور جن شہریوں کو دہشت گردوں نے یرغمالی بنا کر رکھ لیا، انہیں بچانے کے لئے بھی ہر آپریشن کے دوران حد درجہ احتیاط کی گئی۔ لیکن جنگ بہرحال جنگ ہوتی ہے۔ گوریلا جنگ لڑنے والے ہمیشہ بے گناہ لوگوں کو اپنی ڈھال بناتے ہیں۔ ان لوگوں نے عورتوں اور بچوں کو ہتھیار کے طور سے استعمال کیا۔ یہ جہاں زیر زمین اپنے اڈے قائم کرتے، وہیں زمین کے اوپر ایک دو کمرے تعمیر کرے کے صحن

بنا دیتے اور اس صحن میں بچے اور عورتیں کام کرتے اور کھیلتے دکھائی دیتے اور جن ان کا ٹھکانا اڑا دیا جاتا تو یہ دہائی دینے لگتے کہ بے گناہوں کو مار دیا اور اپنے ساتھیوں کی لاشیں غائب کر دیتے۔ بڑے عرصے تک میڈیا کے زریعے یہ ہتھیار استعمال کیا جاتا رہ۔ سرحد میں جماعت اسلامی کے سابق نائب امیر جناب ہارون الرشید کا معاملہ اسی نوعیت کا ہے۔ بے شک وہ پر امن شہری ہیں۔ لیکن اگر ان کے گھر میں اسلحہ موجود تھا یا وہاں دہشت گرد پناہ لیتے تھے، تو فوج کے سامنے کیا راستہ رہ گیا تھا ؟ جماعت اسلامی پراپیگنڈے کے کھیل میں بے حد مہارت رکھتی ہے، جب اس نے خود مشرقی پاکستان کے پرامن اور بے گناہ مسلمانوں کے قتل عام میں یحیٰی خان کے جوانوں کا ساتھ دیا، وہ تب بھی اپنے آپ کو بے گناہ قرار دیتی تھی۔ جب اس نے پاکستان کی یونیورسیٹتوں میں تشدد کا کھیل شروع کیا، وہ تب بھی اپنے آپ کو امن پسند جماعت کہتی تھی۔ افغان جنگ کے دوران جب خوست پر مسلح گروہوں نے قبضہ کیا، تو پرامن اور بے گناہ افغان شہریوں کا خون بھی بہا تھا۔ مگر اس وقت جماعت نے اسے جائز سمجھا اور امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد صاحب نے کندے پر کلاشنکوف لٹکا کر اس شہر کو فاتحانہ انداز میں دیکھتے ہوئے اپنی تصویر شائع کرائی۔ کیا اس جنگ میں بے گناہوں کا خون نہیں بہتا تھا ؟ کیا کوئی بھی ایسی جنگ ہوتی ہے جس میں شہروں کو میدان جنگ بنایا جائے اور وہاں

بے گناہ شہریوں کا نقصان نہ ہو؟ ہماری بستیوں میں دہشت گردوں نے ٹھکانے بنائے۔ پاکستان خاموشی سے اپنے شہروں کو اس لئے برباد ہونے نہیں دیکھ سکتا تھا کہ دشمن ہماری بستیوں میں چھپا ہے۔ جنوبی وزیرستان کی جنگ شروع ہونے سے پہلے فوج کی طرف سے بہت دنوں تک یہ اطلاعات پھیلائی گئیں کہ وہاں کاروائی شروع ہونے والی ہے۔ اس قبل از وقت اعلان پر اعتراضات اٹھے تھے کہ دہشت گردوں کو پہلے ہوشیار کر دیا گیا ہے تاکہ وہ بچ نکلیں۔ عام شہری بھی ان اطلاعات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے محفوظ مقامات کی طرف منتقل ہو گئے۔ جماعت اسلامی کے سابق امیر ایک تعلیم یافتہ سیاسی لیڈر ہونے کے باوجود فوج کی جانب سے عام کی گئی ان اطلاعات سے کیوں بے خبر رہے؟ اور اگر انہیں خبر تھی، تو انہوں نے اپنے خاندان کے بے گناہ افراد کو محفوظ مقامات میں منتقل کیوں نہ کیا؟ فوج کے افسروں اور جوانوں کی جناب ہارون الرشید سے کیا دشمنی ہے

خاص طور پر ان کی والدہ محترمہ اور بھتیجی سے انہیں کیا شکایت ہو سکتی تھی؟ اسے دانستہ کاروائی تو کسی طور پر قرار نہیں دیا جا سکتا، زیادہ سے زیادہ غلطی کہا جا سکتا ہے۔ لیکن ایک ایسے علاقے میں جہاں فوجی کاروائی ہو رہی ہو، وہاں پر کسی بھی پر امن شہری کی موجودگی زندگی کے لئے خطرناک ہوتی ہے۔ دوران جنگ فوج کے پاس تفصیل جاننے کی مہلت نہیں ہوتی۔ اسے جہاں سے بھی اپنے

اوپر حملے کا خطرہ ہوگا، وہاں کاروائی میں پہل ضرور کی جائے گی اور اگر کاروائی ہو رہی ہو تو آگے بڑھ کا وار کرنا مجبوری بن جاتا ہے۔ ہارون الرشید صاحب کا صدمہ واجد ہے، مگر انہیں ان حالات پر بھی نظر رکھنا چاہیے جن میں یہ سانحہ رونما ہوا۔ یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ جماعت اسلامی ملک کی واحد سیاسی جماعت ہے، جو ہمیشہ فوج کی اتحادی رہی اور جس کے لئے فوج کے حلقوں میں پرجوش خیر سگالی پائی جاتی ہے۔ یحییٰ خان سے لے کر پرویز مشرف تک جماعت اسلامی نے ہر فوجی حکمران کا ساتھ دیا۔ پرویز مشرف کی سترھویں ترمیم جماعت اسلامی کی مدد کے بغیر منظور نہیں ہو سکتی تھی۔ ایسے گہرے "رشتوں میں کوئی جان بوجھ کر کسی کے بے گناہ اہل خاندان کو نقصان نہیں پہنچاتا۔

اختتام تحریر

مندرجہ بالا تحریر سے یہ بات واضع ہوتی ہے کہ ہو بہو جو دہشت گردوں کا طریقہ واردات ہوتا ہے وہی ہارون الرشید کی والدہ اور رشتے داروں کے ساتھ رونما ہوااور شائد مرحومین کو اس بات کی اجازت ہی نا دی گئی کہ وہ غیر محفوظ جگہ چھوڑ جاتے اور اسطرح ہارون الرشید نے شائد اپنے ساتھیوں سے وفاداری نبھائی ناکہ اپنے رشتہ داروں سے رشتہ داری۔ وگرنہ ہارون الرشید کے رشتے دار مرحومین بھی ہارون الرشید کی طرح جان بچانے کے لیے محفوظ مقام پر ہوتے۔ فوج نے کوئی بڑا مقصد حاصل کرنے کے لیے وہ حملہ کیا تھا وگرنہ فوج کو اگر یہ

معلومات تھیں کہ وہاں کچھ نہیں ہے اور وہ جگہوں دہشت گردوں کے استعمال میں نہیں ہے یا وہاں سے افواج پاکستان پر کسی قسم کے حملے کا کوئی امکان نہیں تو یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ افواج اپنے وسائل یعنی اپنا بارود اس طرح بے گناہ لوگوں کو نشانہ بنانے پر ضائع کرتے کہ جس کے نتیجے میں صرف بے گناہ عوام الناس کا ہی نقصان ہوتا۔ یعنی یہ بات واضع ہے کہ افواج اپنے طور پر اس بات سے بالکل آگاہ تھیں اور ان کو اس بات کا بخوبی اندازہ تھا کہ وہ کیا کرنے جارہے ہیں۔

اور پروپیگنڈہ کرنے والے توظاہر ہے اپنا ہی کام کریں گے جیسا کہ لال مسجد کے معاملے میں پروپیگنڈہ کیا جاتا تھا کہ وہاں کیمیکل بم اور فاسفورس بم برسائے گئے ایک عمارت پر ایسے ہولناک بم برسائے جاتے رہے اور ارد گرد میلوں کا علاقہ بالکل محفوظ رہا اور لال مسجد کی دیواروں سے چپکے کھڑے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا والوں کو کھانسی تک نہیں ہوئی (اللہ ہی جانے حقائق

غور طلب امر یہ ہے کہ اگر فوج نے یہ کاروائی لاعلمی یا کم علمی کی بنیاد پر کی ہوتی تو یقیناً فوج اس واقعے کے بعد علی الاعلان ہارون الرشید کے گھر کے بارے میں یہ پریس کانفرنس نا کرتی کہ ان کا گھر دہشت گرد کاروائیوں میں استعمال ہوتا تھا اور نا یہ بیان جاری کرنے کی ضرورت پیش آتی کہ ہارون

الرشید مفرور ہیں اور ان کی گرفتاری کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

اب ہم اس دوراہے پر ہیں کہ یا تو افواج پاکستان کی کھلی پریس کانفرنس پر یقین و اعتماد کریں یا پھر مشہور و معروف پروپیگنڈہ پارٹی کے پروپیگنڈے پر !

میلاد - ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ اور ڈاکٹر طاہر القادری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنی کتاب "میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا ہے:

اقتباس:

9۔ علامہ ابن تیمیہ (661. 728ھ)

علامہ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ (1263۔1328ء) اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم میں لکھتے ہیں:

وکذٰلک مایحدثہ بعض الناس، إما مضاہاۃ للنصاری فی میلاد عیسی علیہ السلام، وإما محبۃ للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتعظیمًا. واللہ قد یثیبہم علی ہذہ المحبۃ والاجتہاد، لا علی البدع، من اتخاذ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدًا.

اور اِسی طرح اُن اُمور پر (ثواب دیا جاتا ہے) جو بعض لوگ ایجاد کر لیتے ہیں، میلادِ عیسٰی علیہ السلام میں نصاریٰ سے مشابہت کے لیے یا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور تعظیم کے لیے۔ اور اللہ تعالیٰ اُنہیں اِس محبت اور اِجتہاد پر ثواب عطا فرماتا ہے نہ کہ بدعت پر، اُن لوگوں کو جنہوں نے یومِ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہ طور عید اپنایا۔''

(ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم : 404)

آن لائن ربط

ذیل میں ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی اصل عربی عبارت اور اس کا ترجمہ دیا جاتا ہے۔ دونوں تحریروں کا موازنہ کرکے دیکھیے کہ "شیخ الاسلام" نے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مؤقف کو بالکل ہی الٹ کر کیسے ایک ناجائز کام کو جائز ثابت کرنے کی علمی سعی فرمائی ہے، اور کس طرح وہ صدق و دیانت کے اس معیار سے بھی نیچے چلے گئے ہیں جو ایک عام مسلمان سے مطلوب ہے چہ جائیکہ کسی دینی راہنما کا یہ مقام ہو۔ ان کے پیروکاروں کے لیے بھی سوچنے کا مقام ہے کہ جو شخص سادہ لوح پیروکاروں کو دھوکہ دینے کے لیے علمی بددیانتی کی اس سطح تک گر سکتا ہو اسے "شیخ الاسلام" کے نام سے پکارنا کیا معنی رکھتا ہے۔

وإنما العيد شريعة، فما شرعه الله اتبع . وإلا لم يحدث في الدين ما ليس منه . وكذلك ما يحدثه بعض الناس، إما مضاهاة للنصارى في ميلاد عيسى عليه السلام، وإما محبة للنبي صلى الله عليه وسلم، وتعظيمًا . والله قد يثيبهم على هذه المحبة والاجتهاد، لا على البدع- من اتخاذ مولد النبي صلى الله عليه وسلم عيدًا . مع اختلاف الناس في مولده . فإن هذا لم يفعله السلف، مع قيام المقتضى له وعدم المانع منه لو كان خيرًا . ولو كان هذا خيرًا محضا، إو راجحًا لكان السلف رضي الله عنهم إحق به منا، فإنهم كانوا إشد محبة لرسول الله صلى الله عليه وسلم وتعظيمًا له منا، وهم على الخير إحرص .

عید شریعت کا حصہ ہے۔ تو جس (عید کو) اللہ نے مشروع کیا ہے اس پر چلو اور جسے مشروع نہیں کیا تو پھر دین میں وہ چیزیں ایجاد نہ کی جائیں جو اس میں سے نہیں ہیں۔ یہی معاملہ ان امور کا ہے جنہیں بعض لوگ ایجاد کر لیتے ہیں چاہے وہ نصاریٰ کی مشابہت کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد منانا ہو یا پھر نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی محبت اور تعظیم کا تقاضا سمجھ کران کے یوم ولادت کو عید بنا لینا، جبکہ یہ حقیقت ہے کہ ولادت کے دن کا تعین بجائے خود لوگوں کے درمیان مختلف فیہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالٰی ایسا کرنے والوں کو اِس محبت اور محنت پر ثواب دے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ

وعلی آلہ وسلم کی پیدائش والے دِن کو منانے کی بدعت کو اپنانے پر ثواب نہیں دے گا، میلادالنبی منانا ایسا کام ہے جس کا سلف (صحابہ وتابعین) سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اگر یہ کوئی اچھا یا خیر کا کام ہوتا تو صحابہ وتابعین اور تبع تابعین اس کو ضرور بجالاتے جبکہ اس کی ضرورت بھی تھی (1) اور اسے کرنے میں کوئی رکاوٹ ان کی راہ میں حائل نہ تھی (2) اور وہ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی محبت اور تعظیم میں ہم سے بڑھ کر تھے اور خیر کے کام کرنے کے لیے (بھی ہم سے بڑھ کر) کر خواہش مند اور پھرتیلے تھے پھر بھی انہوں نے ایسا نہیں کیا

وضاحت:

(1) یعنی یہ کہ وہ اپنی محبت رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے مزید اظہار کے لیے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی پیدائش کے دن پر خوشیاں مناتے، اور مختلف قوموں اور بالخصوص عیسائیوں کی رغبت حاصل کرنے کے لیے اُن کی رسموں جیسی کوئی رسم بناتے، لیکن اُن کی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تھی، من مانی تاویلات کرکے دین میں نئے کام ایجاد کرنا اور ان کو نشر کرنا نہیں۔

کہ کہیں معاشرتی طور پر انہیں روکنے والا کوئی نہ تھا اور نہ ہی شرعی طور پر ان پر (2) کوئی قدغن لگائی جا سکتی تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجتماعی عمل دین کے احکام جاننے اور سیکھنے میں سے ایک ہے لہذا خود صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہی کوئی انہیں منع کرتا تو کرتا کوئی غیر صحابی ایسا نہ کر سکتا تھا کیونکہ صحابہ تو اس کے لیے دین سمجھنے کا ذریعہ اور حجت تھے، لیکن اس کے باوجود انہوں نے یہ کام نہیں کیا کیونکہ اس بات کی خوب سمجھ تھی اور بالکل درست سمجھ تھی کہ یہ کام بدعت ہے)

از طرف : عبداللہ حیدر

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم : شرعی حیثیت حصہ ا

بسمہ اللہ الرحمٰن الرحیم۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ::: شرعی حیثیت

قُرآن و صحیح سنّت، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت کے اقوال و افعال، تابعین تبع تابعین، اُمت کے اِماموں رحمہم اللہ تعالٰی جمعیاً کے اقوال و افعال کی روشنی میں اور تاریخ کا مطالعہ کرتے کرتے یہاں تک کی بات سے یہ واضح ہو جاتا کہ ،"" عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم "" منوانے اور منانے والے بھائیوں کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس کے ذریعے وہ اپنے اِس کام کو قُرآن اور سنّت میں سے، صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے اقوال و افعال میں سے، یا کسی ایک بھی صحابی رضی اللہ عنہُ کے کسی قول و فعل سے، یا اُمت کے کسی عالم کے قول و فعل سے ثابت کر سکیں۔

بلکہ پوری اُمت میں تقریباً ساڑھے تین سو سال تک کسی عید میلاد کی کوئی خبر تو کیا، بات تو کیا، کہانی بھی نہیں ملتی، اور پھر جو خبر ملتی ہے تو وہ بھی ایک ایسے گمراہ فرقے کے ایک حکمران کی بارے میں جسے آج تک اہل سنّت

والجماعت کے تمام مکاتب فکر متفقہ طور پر خارج از اِسلام جانتے ہیں، یعنی فاطمی فرقہ جسے اب اِسماعیلی کہا جاتا ہے۔

پس یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے دِن کو کسی طور پر بھی "" تہوار، عید"" بنانا دِین میں نیا کام ہے اور دین میں نیا کام بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے اور گمراہی (اگر اس کی توبہ کا کی جائے اور اگر اللہ توبہ قبول نا کرے) واصل جہنم ہے۔

کیونکہ ایسا کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت میں، نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سُنّت میں، بلکہ یہ کام سراسر خِلافِ سُنّت ہے اور جو بھی عقیدہ، عِبادت، دِین سے متعلقہ کام، سُنّت کے خِلاف ہو، سُنّت میں اُس کی کوئی دلیل نہ ملتی ہو، اُسے ہی بدعت کہا جاتا ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں جانے والی ہے۔

جاری ہے

عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت - حصہ ۲

گزشتہ سے پیوستہ

کسی بدعت کو اچھا اور کسی بدعت کو بُرا کہنے کی کوئی گنجائش نہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ ہے :::

(فَإِنَّ مَن يَعِيشُ مِنكُم فَيَرى إِختلافاً كثيراً، فَعَلَيكُم بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الخُلفاء الراشدين المهديِّين، عضُّوا عليها بالنَّواجذِ، وَإِيَّاكُم وَمُحدَثاتِ الامُور، فَإِنَّ كلَّ بِدعَةٍ ضَلالَةٌ، وَكلَّ ضَلالةٍ فِي النَّارِ)

(پس تُم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا، تو تُم پر میری اور ہدایت یافتہ، ہدایت دینے والے خلفاء کی سُنّت فرض ہے اُسے دانتوں سے پکڑے رکھو، اور نئے کاموں سے خبردار، بے شک ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی آگ میں ہے)

صحیح ابن حبان /کتاب الرقاق، صحیح ابن خُزیمہ /حدیث ۱۷۸۵ /کتاب الجمعہ

باب ۵۱، سُنن ابن ماجہ / حدیث ۴۲/ باب ۶، مُستدرک الحاکم حدیث ۳۲۹، ۳۳۱ ـ /
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
مَن عَمِلَ عملًا لَیس علیہِ امرُنا فھو رد) (جس نے ایسا کام کیا جو ہمارے معاملے کے)
(مُطابق نہیں ہے وہ رد ہے
، صحیح البُخاری /کتاب بدء الوحی / باب ۲۰، صحیح مُسلم /حدیث ۱۷۱۸

یعنی ہر وہ کام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاموں کے مُطابق نہیں وہ کام کرنے والے پر مردود ہے، اور عید میلاد منوانے اور منانے والے میرے کلمہ گو بھائیوں، بہنوں کے ہوائی ، فلسفانہ دلائل کی کوئی دلیل نہیں، نہ قرآن میں، نہ سُنّت میں، نہ صحابہ کے قول و فعل میں ہے، قرآن کی جِن آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جِن احادیث اور صحابہ کے جِن اقوال کو اپنے طور پر اپنی تفسیر اور اپنی شرح میں ڈھال کر، دلیل بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اُن کا جواب گزر چُکا ہے، اور مزید یہ کہ نہ ہی ہم اہل سُنّت و الجماعت کے کسی بھی اِمام کی طرف سے اِس کام یعنی عید میلاد منانے کا کوئی ذِکر وارد ہوا ہے۔

جاری ہے

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: شرعی حیثیت حصہ ۳

گزشتہ سے پیوستہ

اِمام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت علیہ رحمۃُ اللہ کی طرف دیکھیئے کیا اُن کو بھی قُرآن کی اِن آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیر کو روزہ رکھنے کی، عباس رضی اللہ عنہُ کے ابو جہل کے بارے میں دیکھے ہوئے خواب کی، زمانے اور وقت کے مُطابق محبت و عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انداز اظہار میں تبدیلی کرنے کی وہ وجہ اور ضرورت سمجھ نہیں آئی جو عید میلاد منوانے اور منانے والے اِن صاحبان جو کہ اِمام ابو حنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ کے پیروکارو ہیں، کو آ گئی، جبکہ ابو حنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ نہ تو حکومت کرنے والوں میں سے تھے اور نہ ہی جہاد کرنے والوں میں کہ اِن کاموں میں مشغول رہنے کی وجہ سے "میلاد" کی طرف توجہ نہ فرما سکے جیسا کہ "میلاد" منوانے اور منانے والے بھائی فلسفہ پیش کرتے ہیں؟

اور اگر اِمام ابو حنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ کو بھی وہی سمجھ آئی تھی اور وہی ضرورت محسوس ہوئی تھی تو انہوں نے میلاد کیوں نہیں منائی؟

یا کم از کم کوئی بات ہی "میلاد" کے بارے میں کہی ہوتی؟ اور اگر اُنہیں سمجھ نہیں آئی تھی تو پھر اُن کی اِمامیت کیسی؟ پھر تو جِن کو اُن کے بعد یہ سمجھ آئی وہ اُن سے بڑے اِمام ہوئے؟ یعنی یہ شاگرد یا مُرید بھائی اپنے ہی اِمام کے اِمام ہو گئے؟ اِنّا لِلّہِ واِنّا اِلیہِ رَاجِعُون۔

اللہ امام ابو حنیفہ پر اپنی خاص رحمت نازل فرمائے، چاروں اِماموں میں سے سب سے زیادہ مظلوم اِمام ہیں، کہ اُن کے اپنے ہی پیروکار اُن سے اُن کی فقہ کے نام پر وہ کچھ منسوب کرتے ہیں جو اُن جیسے متقی اور صالح اِمام کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا

جاری ہے

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: شرعی حیثیت حصہ ۴

گزشتہ سے پیوستہ

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم : شرعی حیثیت

::::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

(فَإِنَّ اصدقَ الحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ ، وَ خَيرَ الهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ ، وَشَرَّ الامورِ مُحدَثَاتُهَا ، وَ كُلَّ مُحدَثَةٍ بِدعَةٌ، وَ كُلَّ بِدعَةٍ ضَلالَةٌ)

(پس بے شک سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھی ہدایت محمد کی ہدایت ہے، اور کاموں میں سب سے بُرا کام نیا بنایا ہوا ہے ، اور ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے)

صحیح مُسلم / حدیث ۸۶۷،

ایک اور روایت جس میں مزید فرمایا کہ (ہر گمراہی جہنم میں جانے والی ہے) کا ذکر بھی پہلے کر چکا ہوں

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
(مَن احدث فی امرنا ھذا مالیس فیہ فھورد)
جِس نے ہمارے اِس کام (یعنی دِین) میں ایسا نیا کام بنایا جو اِس میں نہیں ہے تو وہ)
(کام رد ہے
صحیح البخُاری / حدیث ۲۶۹۷/کتاب الصلح /باب ۵۔
غور فرمایئے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان میں ہر وہ کام مردود قرار دِیا گیا ہے جو دِین میں نہیں ہے
کچھ لوگ کہتے ہیں
جو کام دِین میں سے نہیں وہ بدعت ہو سکتا ہے، اور فلاں فلاں کام تو دِین میں سے ہیں ، جیسے ذِکر کرنا ، عید منانا وغیرہ
جی ہاں یہ کام دِین میں سے ہیں، لیکن جب یہ کام ایسے طور طریقوں پر کیے جائیں جو دِین میں نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مذکورہ بالا حُکم لاگو ہوتا ہے ، """
"" دِین میں سے ہونا "" اور "" دِین میں ہونا

دو مختلف کیفیات ہیں، کسی کام (قولی و فعلی، ظاہری و باطنی، عقیدہ، اور معاملات کے نمٹانے کے احکام وغیرہ) کا دِین میں سے ہونا، یعنی اُس کام کی اصل دِین میں """ جائز ہونا ہے، اور کسی کام کا دِین میں ہونا، اُس کام کو کرنے کی کیفیت کا دِین میں """

ثابت ہونا ہے

جاری ہے

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: شرعی حیثیت حصہ ۵

گزشتہ سے پیوستہ
عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: شرعی حیثیت

مَن گھڑت، خود ساختہ طریقے اور کیفیات دِین میں سے نہیں ہیں، ذِکر و اذکار، عید، صلاۃ و سلام، یہ سب دِین میں تو ہیں، لیکن سمجھنے کی بات یہ ہے کہ "" اِن کو کرنے کی کون سی کیفیت اور ہیئت دِین میں ہے؟
قُرآن کی آیات کا اپنی طرف سے تفسیر و شرح کرنا، صحیح ثابت شدہ سُنّت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کی موافقت کے بغیر اپنی طرف سے معنی و مفہوم نکالنا اور اُس کو بُنیاد بنا کر عِبادات و عقائد اخذ کرنے سے کوئی کام عبادت اور کوئی قول و سوچ عقیدہ نہیں بن سکتے، نہ ہی کچھ حلال و حرام کیا جا سکتا ہے، نہ ہی کچھ جائز و ناجائز کیا جا سکتا ہے، نہ ہی کسی کو کافر و مشرک و بدعتی قرار دیا جا سکتا ہے، اور نہ ہی ایسے بلا دلیل اور ذاتی آراء و فہم پر مبنی اقوال و افعال و اَفکار دِین کا جُز قرار پا سکتے ہیں، وہ

یقیناً دِین میں نئی چیز ہی قرار پائیں گے، جِسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدعت قرار فرمایا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذکورہ بالا اِن فرامین کے بعد دِین میں کِسی بھی نئے کام یعنی بدعت کی کوئی گنجائش نہیں رہتی ، "" ہر "" بدعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گمراہی قرار دِیا ہے، کِسی بدعت کو اچھا یعنی بدعتِ حسنہ کہہ کر جائز کرنے کی کوئی گنجائش نہیں، اور میں کہتا ہوں کہ بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سئیہ کی تقسیم بذات خود ایک بدعت ہے۔

اِمام الالکائی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا کہ

(کُلّ بدعۃ ضلالۃ واِن رآھا النَّاسُ حسنہ)

(ہر بدعت گمراہی ہے خواہ لوگ اُسے اچھا ہی سمجھتے ہوں)

صحابہ رضی اللہ عنہم سے اِس موضوع پر بہت سے فرامین صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہیں، ،اِنشاء اللہ کبھی اُن کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کی سعی کروں گا ،

جاری ہے

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرعی حیثیت : حصہ ٦

گزشتہ سے پیوستہ

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : شرعی حیثیت :

اِمام الشاطبی رحمہُ اللہ نے اپنی معروف کتاب "" الاعتصام "" میں ابن ماجشون سے نقل کیا ہے کہ اُنھوں نے اِمام مالک علیہ رحمہ اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ "" جس نے اِسلام میں نیا کام گھڑا اور (اُس کام کو) اچھی بدعت سمجھا تو گویا اُس نے یہ خیال کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رسالت میں خیانت کی، کیونکہ اللہ تعالی کہتا ہے
(الیَومَ اَکمَلت لَکُم دِینُکُم)
(آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دِیا) لہذا جو اُس دِن (یعنی جس دِن آیت نازل ہوئی) دین نہیں تھا وہ آج دِین نہیں ہو سکتا ""

بدعت کے بارے میں کچھ بات دسویں دلیل کے جواب میں کی جا چکی ہے۔

::::::: مزید بات ::::::

محترم قارئین اللہ تعالیٰ کے حکم سے جِن کو سمجھ آنا ہو گی وہ اب تک یہ سمجھ چکے ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے دِن یا کسی بھی اور خاص واقعہ رونما ہونے کے دِن کو کسی بھی طور پر """ تہوار ، عید """ بنا کر منانا اِسلامی طریقہ نہیں، اور جب یہ اِسلامی طریقہ نہیں تو آپ خود ہی بتایئے یہ کام دِین کا حصہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ اور اگر دِین کا حصہ نہیں اور یقیناً نہیں تو اِس پر اجر و ثواب کہاں ؟

بلکہ دِین سمجھ کر کرنے والے پر عتاب ضرور ہو گا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاف اور صریح احکامات کی خلاف ورزی کر رہا ہے، جیسا کہ جلیل القدر تابعی سعید بن المُسیب رحمہُ اللہ کا فتویٰ ہے جو کہ اِمام البیہقی نے اپنی """سنن الکبری """ میں صحیح اسناد کے ساتھ نقل کیا کہ """ سعید بن المُسیب نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ فجر طلوع ہونے کے بعد دو رکعت سے زیادہ نماز پڑھتا ہے اور اِس نماز میں خوب رکوع اور سجدے کرتا ہے تو سعید نے اُسے اِس کام سے منع کیا

اُس آدمی نے کہا

یا ابا مُحَمَّدٍ یُعَذِّبُنِی اللّٰہُ عَلٰی الصَّلَاۃِ

اے ابا محمد کیا اللہ مجھے نماز پر عذاب دے گا ؟

تو سعید رحمۃُ اللہ علیہ نے جواب دِیا

لَا وَلکِن یُعَذِّبُکَ اللہ بِخِلَافِ السُّنَّۃِ

" نہیں لیکن تمہیں سُنّت کی خِلاف ورزی پر عذاب دے گا "

سنن البیہقی الکبریٰ / حدیث ۴۲۳۴ /کتاب الصلاۃ /باب ۵۹۳ من لم یصل بعد الفجر الا رکعتی الفجر ثم بادر بالفرض ، کی آخری روایت ،اِمام الالبانی نے "اِرواء الغلیل جلد 2 صفحہ 234 " میں اِس رواہت کو صحیح قرار دِیا ،

قارئین کرام، یہ میرا نہیں ، دو چار سو سال پہلے بنے ہوئے کسی "گستاخ فرقے "کا نہیں، ایک تابعی کا فتویٰ ہے،اِس پر غور فرمایئے، اور بار بار فرمایئے، اتباع سُنّت، محبت و عظمتِ رسول کے اظہار کا صحیح اور ہمیشہ سے انداز ہے نا کہ کچھ اور

جاری ہے

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: شرعی حیثیت حصہ ۷

گزشتہ سے پیوستہ

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : شرعی حیثیت

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہوآلہ وسلم کی ہر ہر سُنّت کو پہچاننے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر اُس کام کو جاننے اور پہچاننے اور اُس سے بچنے اور کم از کم اُس پر اِنکار کرنے کی توفیق عطاء فرمائے جو سُنّت کے خِلاف ہے۔ اور محبت اور عظمتَ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ انداز واطوار اپنانے اور پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے جو مطلوب و مقصود ہیں، یعنی سہت کے مطابق ہیں

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثبوت میں، پہلے ذکر کی گئی باتوں کے علاوہ، اگر کسی کے پاس، قُرآن، صحیح ثابت شدہ سُنّت، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے اقوال وافعال میں سے کوئی ثبوت ہو تو عنایت فرمائے، اِن مندرجہ بالا تین کسوٹیوں، پر جو بات پوری نہیں اترتی وہ "اہل سُنّت والجماعت" کے لیے قابل قبول نہیں، اور یہ ہی منہج اللہ کی طرف سے

مسلمانوں کے لیے مقرر کیا گیا ہے

باقی بھائی ڈر ڈر کے کرنا اور کر کر کے ڈرنا اور اللہ کی رحمت سے ناامیدمت ہونا کہ بلاشبہ اللہ کی رحمت سے کافر ہی ناامید ہوتے ہیں۔

اللہ گواہ ہے اس تمام تحریروں کا مقصد کسی کو نیچا اور اپنے کو اونچا ثابت کرنا ہرگز نہیں کیا میں یا اس تحریر کو نقل کرنے والے کو آپ یا دوسرے حضرات جانتے ہیں اور کیا ہمیں ایک دوسرے کے سامنے عزت دار بننے کا شوق ہے بخدا ایسا نہیں ہے کیونکہ نا میں آپ کو جانتا ہوں اور نا کبھی ملا ہوں اور نا کبھی ملنے اور جاننے کا کوئی بظاہر بڑا امکان ہے۔ یہ سب یعنی اپنے وقت اور اپنے وسائل کا (چاہے جسمانی ہوں یا دماغی) استعمال صرف اور صرف اللہ کی رضا ہے وگرنہ مجھے آپ سے کچھ نہیں چاہیے اور آپ کو بھی مجھ سے کچھ نہیں چاہیے ہوگا اگر ہمارا مقصد کچھ سیکھنا سکھانا اور اپنے ایمان کی حفاظت کرنا ہو تو کیا بات ہے اور اللہ نے چاہا تو ہماری جدوجہد (جہاد) ہر ہر طرح سے تولی اور پرکھی جائے گی اور اللہ روز جزا فیصلہ کرنے میں کافی ہے کہ کون سیدھے راستے پر تھا باقی ہدایت و رہنمائی تو اللہ ہی کی طرف سے ہے کلی طور پر الحمداللہ اور ہمارا سب کا یہی ایمان ہے۔

ہم اور ہمارا سب کچھ اللہ کی قسم سب کچھ بیچ ہے اللہ اور اس کے رسول کے سامنے اور ہمارا بیڑا پار لگ گیا اگر اللہ ہم سے راضی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے خوش ہوگئے روز جزا اور ہمیں کیا چاہیے کیا چاہیے بھلا ہمیں۔

اللہ ہم سب کو ہدایت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ہم سے جس جس قدر کام لے سکے لے لے اور ہمارے حالوں پر رحم فرمائے اور ہماری ہر ہر خدمت پر محض اپنے لطف و کرم سے برکتیں عطا فرمائیں اور ہم سے کو معاف فرمائے آمین

نوٹ: یہ تحریر نقل کی گئی ایمان والوں کے لیے نا کہ کسی کا دل دکھانے یا کسی کو نیچا ثابت کرنے کے لیے

کامران الطافی صاحب کے کالم اور تبصرہ نگاروں کے جواب میں تحریر۔ حصہ ا

السلام و علیکم

بہتر تو یہ تھا کہ میں کامران الطافی صاحب کے کالم کے تبصرے میں یہ تحریر درج کرتا مگر چونکہ ہماری ویب ڈاٹ کام تبصرے کی جگہ پر چند لائنوں سے زیادہ تحریر کی سہولت نہیں فراہم کرتی اسلیے اپنے تبصرے کو کالم کی شکل دینے پر مجبور ہوں جس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

باقی اپنے چہرے سے میں کیسے نقاب اتار دوں کیا ویسے جیسے لال مسجد کے فرار حاصل کرنے والا مولانا عبدالعزیز برقعے سمیت جان بچا کر نکلنے کے دوران پکڑے گئے عورتوں کی طرح اور نقاب اتارے ٹیلی وژن پر سب نے ان کو دیکھ لیا میں نے کوئی فرار کے لیے نا کوئی برقعہ پہنا ہے جس کے نقاب کو ہٹانے کی ضرورت پیش آئے۔

ہماری ویب ڈاٹ کام پر کامران الطافی صاحب حیرت انگیز طور پر ایک کالم پیش کرتے ہیں اور وہ اپنے کالم بنام " فرقان صاحب چہرے سے نقاب اتار دو" میں اپنے رائے کا کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ موصوف (یعنی فرقان خان) فرقہ

پرستی کی جانب مائل ہوگئے ہیں۔۔۔ (اور آگے استفسار فرماتے ہیں کہ) ۔۔ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ تمام متحدہ کے ذمہ دار جس میں گورنر سندھ۔ ڈاکٹر عشرت العباد بھائی، ناظم کراچی، تمام کارکنان، اور الطاف بھائی اس دن کو منانے کے سبب جہنمی ہوگئے۔

جناب کامران صاحب سے ایک سوال ہے کہ اگر الطاف بھائی، ایم کیو ایم کے ذمہ داران اور کارکنان اگر ہولی کے دن ہندوں کے مندروں میں جاکر ان کو نا صرف ہولی کی مبارک باد دیتے ہیں بلکہ ان کی خوشیاں میں کچھ دیر کے لیے شامل بھی ہوجاتے ہیں تو کیا وہ معاذ اللہ ہندو ہوجاتے ہیں آپ کے فارمولے کے حساب سے اور اسی طرح کرسمس کے مواقع پر اور اسی طرح سکھوں کے دنوں پر خوشیاں منانے سے کوئی کیا کرسمس یا سکھ ہوجاتا ہے؟ کامران صاحب اگر اس سوال کے جواب میں آپ کہیں نہیں " تو اسی طرح بارہ ربیع الاول یا دس محرم الحرام کے مواقع پر بھی ایسا نہیں ہے۔" امید ہے آپ کی سمجھ میں بات آگئی ہوگی وگرنہ آپ اپنا کام کرتے رہیں اور میں الحمداللہ اپنا کام اللہ کے حکم سے کرتا رہوں گا اور مجھے آپ جیسے کسی سے کوئی سرٹیفیکٹ لینے کی ضرورت بھی نہیں ہے الحمداللہ۔

کامران الطافی صاحب کے کالم اور تبصرہ نگاروں کے جواب میں تحریر۔ حصہ ۲

اب آتے ہیں تبصرہ کرنے والے بھائیوں اور بہنوں کی طرف کہ تبصرے کرنا جن کا حق ہے بے شک۔

بھائیوں آپ کے تمام تبصروں کا شکریہ آپ کو بالکل حق حاصل ہے تنقید کا کاش آپ لوگ کوئی حق کی بات بھی کہیں نا کہ اس ناچیز کے خلاف ایک بھائی کے کالم شائع کرنے کے تبصروں میں اپنے دل کا غبار نکالیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہم سب کو ہدایت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے

موصوف زاہد صدیقی کہتے ہیں الطاف بھائی نے آج تک حقیقی والوں کو اپنے پلیٹ فارم پر جمع نہیں کیا الطاف بھائی کے دل کو چھوڑیے جناب اصول کی بات ہے دہشت گرد عناصر کو متحدہ قومی موومنٹ سے صاف کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اگر ان میں سے کوئی بے گناہ سمجھتا ہے اور متحدہ قومی موومنٹ میں شمولیت اختیار کرنا چاہتا ہے تو وہ کرسکتا ہے جیسے گزشتہ دو ایک مہینے میں حقیقی کے ایک بڑے سرگرم حضرت الطاف بھائی اور ایم کیو ایم سے معذرت کرتے ایم کیو ایم میں شمولیت اختیار کرچکے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ زرا چیف جسٹس صاحب کو بھی مشورہ دیجیے زاہد صاحب کہ وہ بڑے دل کا مظاہرہ کریں اور خود بھی تو پی سی او کے تحت حلف لیے ہوئے تھے چنانچہ جن ججز کو پی سی او کے طعنے سجا کر ججز کے عہدوں سے ہٹا دیا گیا ہے ان کو بھی دل بڑا کرکے ججز بنادیں اور پھر تماشہ دیکھیے

زرا وکلا کو بھی مشورہ دیجیے کہ زاہد صاحب کہ وہ بڑے دل کا مظاہرہ کریں اور وہ مخالف وکلا جن کی رجسٹریشن دھڑا دھڑ منسوخ کروائیں وکلا تحریک میں شامل نا ہونے والوں کی ان کو بھی وکلا میں شامل کر لیجیے۔

زرا نواز شریف صاحب کو بھی مشورہ دیجیے کہ جو ان کی پیٹھ میں چھرا گھونپ کر الگ ہوگئے تھے ان کو نواز شریف صاحب دل بڑا کرکے نا صرف اپنی پارٹی میں شامل کرلیں بلکہ اپنے بھائی کی جگہ زرا ان کو پارٹی کا یا صوبے کا سربراہ لگا دیکھیں پھر نظارا کیجیے۔ اور یہی مشورہ پی پی پی سے الگ ہوجانے والے حضرات کے لیے بھی ہوگا۔ احمقوں کی جنت میں رہنے والا ہی یہ کہہ سکتا ہے کہ کوئی ایریا شہر کا نو گو ایریا ہے ہاں لیاری کے علاوہ جہاں پولیس کی بکتر بندوں پر راکٹ لانچر تک برسائے جاتے ہیں باقی زاہد صاحب تمام آزاد میڈیا کے زریعے دیکھ لیجیے کہ سارا شہر سب کے لیے جانے آنے کے لیے کھلا ہے اور لوگوں

کو بیوقوف بنانے کی متحدہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ متحدہ لوگوں کے (اپنے حمایتیوں اور ووٹرز اور کراچی کے بہت بڑے حصے کے لوگوں کے) دلوں پر راج کرتی ہے اور چند سیٹیں دوسرے لے جاتے ہیں تو ان کا حق ہے محترم اور ظاہر ہے ہر کوئی تو متحدہ قومی موومنٹ سے خوش نہیں۔ ہر کوئی تو اللہ اور رسول سے بھی خوش نہیں اور ان کے توہین اور ان پر انگلیاں اٹھانے والے رہے تھے رہیں ہیں اور رہیں گے مگر جب تک کہ جب تک اللہ چاہے کیونکہ آخر میں تو اللہ ہی کا نام غالب آنے والا ہوتا ہے۔

کامران الطافی صاحب کے کالم اور تبصرہ نگاروں کے جواب میں تحریر۔ حصہ ۳

عبداللہ صاحب لاہور سے حکم لگاتے ہیں فرقان خان اسلام دشمن قوتوں کے آلہ کار ہے ۔ جو کالم اس نے لکھے ہیں وہ جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ اس کیلیے ہدایت کی دعا ہی ہو سکتی ہے۔

محترم عبداللہ صاحب شائد سمجھے ہیں کہ نام سے عبداللہ ہو جانا کافی ہے جناب سے سوال ہے کہ ان کے پاس کیا حقائق ہیں اور ثبوت ہیں فرقان خان کے اسلام دشمن قوتوں کے آلہ کار ہونے کے۔ صرف باتیں کرنے سے کسی کو کچھ اور کسی کو کچھ آپ ہی کر سکتے ہیں اور کچھ نہیں ثابت کرنے کو تو کہتے ہیں کہ جو کالم اس نے لکھے ہیں وہ جھوٹ ہی جھوٹ ہے ۔ اور فرماتے ہیں اس کے لیے ہدایت کی دعا ہی ہو سکتی ہے۔ الحمداللہ یہ بات بڑی حق کی کہی بس ایک اضافہ اس میں اپنے آپ کو ہدایت سے مبرا سمجھنے والے عبداللہ صاحب فرام لاہور کے لیے کروں گا کہ ہدایت کی دعا صرف فرقان خان کے لیے نا کریں کچھ اپنے لیے اور تمام لوگوں کے لیے بھی کر لیں وگرنہ کیا عبداللہ صاحب آپ اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں۔ والسلام

ایک تبصرہ نگار نام لکھتے یا لکھتی ہیں انشا اور کہتے ہیں اپنے تبصرے میں

میں سمجھتا ہوں" (میں سمجھتی ہوں کی جگہ اور میں یہاں کراچی میں ہی رہتا ہوں" رہتی ہوں کی جگہ) اور حیدرآباد کی انگریزی میں ہجے بھی نہیں لکھ پائے یا پائی ہیں) چنانچہ ایسے مشکوک تبصرہ نگار کہ جو نام بدل بدل کر اپنے دل کی بھڑاس نکالیں ان سے کیا کہا جائے سوائے اس کے کہ جھوٹ سے بچو سچ بولو اور اسلام زندہ باد کے نعرے لگانے سے نہیں اسلام کو اپنی زندگی میں لانے سے اسلام زندہ رہتا ہے۔ اگر انشا سچے یا سچی ہیں تو اللہ ان کو خوش رکھے وگرنہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔

اور جو مذہبی تحریریں میں نے ہماری ویب ڈاٹ کام پر پیش کیں وہ مجھ جیسے کم علم کی طرف سے ہوتیں تو میں خوش قسمت ہوتا جو اس قدر عملی تحریریں پیش کر سکتا وہ تو علما کرام کی آرا ہیں جو اس ناچیز نے مفاد مسلمین یعنی مسلمانوں کے مفاد کی غرض سے شامل کیں اور انشا اللہ شامل کرتا رہوں گا۔

کامران الطافی صاحب کے کالم اور تبصرہ نگاروں کے جواب میں تحریر۔ حصہ ۴

محسن خان فرام اسلام آباد کا بھی شکریہ کہ بجائے خود کوئی تحریر پیش کرنے کے قرآن کا ترجمہ پیش کرتے ہیں جو کہ سب کے الحمداللہ گھروں میں موجود ہے اور اپنی طرف سے کچھ لکھنے کا موقع ملا تو کوئی تحریر لکھ نہیں پاتے اور لکھتے ہیں

kaamran bhai asal main furqan khan sahib ka taluq

mutahida qomi movement say nahin nazariati tor pr anka

taluq threek e taliban pakistan say hay

محسن میاں فرماتے ہیں اصل میں فرقان خان صاحب کا تعلق ۔۔۔۔۔ تحریک طالبان سے ہے محسن صاحب مجھے کتنا جانتے ہیں یہ تو وہی جانیں وگرنہ میرے سابقہ کالم زرا پڑھنے کی کوشش کریں اور پھر اپنے سیاسی فتوے پر نظر کریں کہ فرقان صاحب کا تعلق تحریک طالبان پاکستان سے ہے۔ میرے چند کالموں کے نام جو ہماری ڈاٹ کام پر شائع ہوئے ان کے نام مندرجہ زیل ہیں:

ڈالروں کے لیے پرائی لاش کو سیاسی وجوہ سے اٹھانے والوں کی کہانی۔ فروری

۱۶، ۲۰۱۰

سلیم صافی کے کالم میں پروفیسر ساجد میر اور ان کی اولاد کے بارے میں ۔ فروری ۱۶، ۲۰۱۰

طالبان کی جنگ اور مذہبی قائدین کا کردار ۔

منور حسن اور قاضی حسین احمد اور ان کی اولادیں ۔ فروری ۱۴، ۲۰۱۰

جنگ و جدل اور مزہبی قائدین اور ان کی اولادوں کا کردار۔

مولانا سمیع الحق صاحب ۔ فروری ۱۲، ۲۰۱۰

گرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں ۔ جنوری ۱۰، ۲۰۱۰

حمید گل اور قاضی حسین احمد کی بچھائی ہوئی بساط ۔ جنوری ۸، ۲۰۱۰

نام نہاد خدائی فوجداروں ۔ اسلام کے ٹھیکیداروں کے نام ۔ جولائی ۱۷، ۲۰۰۹

نام نہاد خدائی فوجداروں ۔ اسلام کے ٹھیکیداروں کے نام ۔ جولائی ۲۰، ۲۰۰۹

متاثرین میں موجود ٹولے اور انکے شیطانی افعال ۔ جون ۷، ۲۰۰۹

کسی سیاستدان نے ڈرون حملوں سے متعلق کوئی بات نہیں کی جون ۷، ۲۰۰۹

امت مسلمہ سے ہالبروک کا استفسار اور ہماری خاموشی جون ۷، ۲۰۰۹

اللہ کا معجزہ، کہہ دو حق آگیا اور باطل مٹ گیا

اور باطل تو ہے ہی مٹنے کے لیے مئی ۲۹، ۲۰۰۹

پاکستان ۔ تیرا احسان ہے ہم پر مئی ۲۹، ۲۰۰۹

) تحریک انصاف کی طالبان کے بونیر میں داخلے کی مذمت

کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے ۔ محاورتا) اپریل ۲۴، ۲۰۰۹)

صوفی محمد کونسلر کا انتخاب لڑے اور کچھ تھوڑے سے کافر ہوئے تھے اپریل، ۲۲، ۲۰۰۹

صوفی محمد غور سے سن لیجیے اپریل، ۲۳، ۲۰۰۹

طالبان کی پیش قدمی اور رحمان ملک ، اپریل، ۲۰۰۹، ۲۲

نظام عدل کے خلاف آئینی درخواست ، اپریل، ۲۰۰۹، ۲۲

جمہوریت کا نظام کفر کا نظام ؟ اپریل، ۲۰، ۲۰۰۹

بے مہار نام نہاد خدائی فوجدار (طالبان ظالمان کے خلاف) اپریل، ۰۳، ۲۰۰۹

امید ہے میرے ان پیش کردہ کالمز کو پڑھ کر محسن میاں کو اپنے تبصرے میں موجود مکر وفریب کا بخوبی اندازہ ہوجائے گا محسن صاحب۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ مجھ سمیت آپ سب کو اور ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے آمین

جماعت اہلسنت والجماعت کے رہنما مولانا عبدالغفور ندیم پر بزدلانہ حملہ

گزشتہ روز علی الصبح ناظم آباد کے علاقے میں موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ سے اہلسنت والجماعت کے رہنما مولاناہ عبدالغفور ندیم اپنے دیگر دو بیٹوں اور ۲ گارڈز کے ساتھی زخمی ہوگئے اور ان کے ایک صاحبزادے معاویہ ندیم شہید ہوگئے۔

افسوس کی بات ہے کہ دہشت گردوں کی حرکات و سکنات اور اس کی تفصیلات جاننے اور خبردار کرنے والے حکومتی ادارے اس وقت ناکام ہوجاتے ہیں جب دہشت گرد اپنے ناپاک ارادوں میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ وگرنہ کیا وجہ ہے کہ شہر میں گزشتہ کئی عرصے سے ڈبل سواری پر پابندی ہونے کی وجہ سے عام شہری جب کبھی مجبوری کی حالت میں ڈبل سواری پر کہیں جاتے ہیں تو ہماری مستعد پولیس اور قانون نافذ کرنے والے ادارے فی الفور حرکت میں آجاتے ہیں اور جب دہشت گرد اور مسلحہ درندے منصوبہ بندی کے ساتھ کسی قسم کی قتل و غارت گری کی کوشش کرتے ہیں تو توبہ کیجیے کہ ان مسلحہ دہشت گردوں کو کوئی پولیس والا یا دہشت گردوں کی حرکات و سکنات اور ان کے منٹ منٹ کی موومنٹ سے واقف کوئی حکومت ایجنسی یا ادارہ ان کی راہ میں حائل ہونے کی کوشش کرے۔

افسوسناک امر یہ ہے کہ مولانا عبدالغفور پیشی کے لیے اپنے صاحبزادوں کے ہمراہ سٹی کورٹ جارہے تھے تاکہ انصاف کے تقاضے پورے کیے جائیں اور ان کے مقدمے کی کاروائی آگے بڑھے۔

افسوس اس بات کا ہے کہ عدلیہ مقدموں کی کاروائی کے لیے تو طلب کرلیتی ہے مگر شہریوں کو اس بات کی کون ضمانت دے گا کہ وہ اپنے مقدمات کے سلسلے میں آنے جانے کے دوران اپنے مخالفین کے فیصلوں کے مطابق موت کے حقدار نا ہوجائینگے۔

اس وحشت انگیز واقعے کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اس بات کے ذمے دار ہیں کہ شہر میں ہونے والی دن دہاڑے کاروائیوں کے جوابدہ بھی قانون نافذ کرنے والے ادارے ہیں۔ کوئی ہے جو ان سے پوچھ سکے کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں کا فرض کیا ہے۔ کیسے موٹر سائیکل سوار ڈبل سواری میں آئے اور آرام سے اتنی بڑی کاروائی کرنے کے بعد فرار ہوگئے اور کیا وہ شہر سے نکل گئے ہونگے نہیں جناب شہر قائد میں دہشت گردوں کے سرپرست اور چھپانے والے بہت ہیں اور اس بات سے بھی قانون نافذ کرنے والے بخوبی آگاہ ہیں مگر کیا کریں اوپر سے حکم نہیں ہوتا ہوگا وگرنہ قانون نافذ کرنے والے ادارے کیا کچھ نہیں جانتے۔

مفتی مولانا سعید احمد جلال پوری اور ساتھیوں کی حق کے راستے میں شہادت

عالمی مجلس تحفظ ختم النبوت کراچی کے امیر مفتی مولانا سعید احمد جلال پوری اور ساتھیوں کی حق کے راستے میں شہادت

اہل ایمان نے اس خبر کو بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ سنا کہ ممتاز عالم دین اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مفتی مولانا سعید احمد جلال پوری، اپنے بیٹے حذیفہ جلال پوری اور دو ساتھیوں فخر الزماں اور مولانا عبدالرحمٰن کے ساتھ جاں بحق ہوگئے (انا اللہ وانا الیہ راجعون)۔ مفتی سعید احمد جلال پوری روزنامہ جنگ کے جمعہ کو شائع ہونے والے ایڈیشن اقرا کے صفحے پر "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے عنوان سے دینی اور شرعی معاملات پر عوامی سوالات کے جوابات دیا کرتے تھے۔

مفتی شہید تھانہ سچل کی حدود اسکیم نمبر ۳۳ گلزار ہجری کی جامع مسجد خاتم النبیین میں درس دینے بعد رات قریباً ۱۰ بجے گھر جانے کے لئے روانہ ہوئے کہ تھانہ سہراب گوٹھ والی سڑک پر نامعلوم حملہ آوروں نے ان کی کار پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں چاروں محترم شہید ہوگئے۔

واضح رہے کہ معروف عالم دین مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور مولانا محمد جمیل کے مقبرے اسی جامعہ مسجد خاتم النبیین سے متصل ہیں۔

قانون نافذ کرنے والے اداروں کو یہ بات یقیناً معلوم ہو گئی ہو گی کہ ڈبل سواری پر پابندی کے باوجود ایک موٹر سائیکل پر تین افراد سوار تھے جنھوں نے فائرنگ کرکے پوری گاڑی کو چھلنی کر دیا

کس طرح علمائے حق ایک ایک کرکے اس دنیائے فانی سے رخصت ہو رہے ہیں اور کس طرح قوم جمہوریت کے مزے لوٹ رہی ہے اور کس طرح انصاف کھلم کھلا بٹ رہا ہے جس کے لیے جمہوریت اور عدل کے نہیں تو کم از کم عدلیہ کے متوالے تو بڑے خوش ہو نگے۔

کس طرح علمائے حق اللہ کے راستے میں جہاد کر رہے ہیں اور اللہ کی راہ میں موت تو گوارہ کر لیتے ہیں مگر کسی طاغوت کے آگے نہیں جھکتے کیا تھا اگر یہ بھی علمائے سو کی طرح صرف روڈوں پر ہندو و یہود کو لعن طن کرتے رہے اور سیاسی تماشے کرتے ہوئے روڈوں پر صرف امریکہ وغیرہ کے جھنڈے جلاتے رہتے اور

پیچھے سے ڈالر کی بوریاں جمع کرتے رہتے۔ مگر شاباش ہے علمائے حق پر کہ انہوں نے اللہ کے راستے میں حق کے خلاف کسی طاقت کے آگے جھکنے سے انکار کیا اور شہادت کو قبول کیا اور بنا گئے اپنی زندگی اور اپنی آخرت۔

مولانا شہید زندگی بھر تحفظ ختم النبوت کے داعی رہے اور ختم نبوت کے دشمنان ان کو حق کے راستے سے تو نا ہٹا سکے مگر جسمانی طور پر ضرور انہیں خاموش کرا دیا مگر ظالموں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مولانا سعید اور ان جیسے حق کے متوالے بے شک دنیا سے جسمانی طور پر تو رخصت کر دیے گئے مگر ان کا روحانی کردار ان جیسے علمائے حق جو انہوں نے اپنے زندگیوں میں ہی تیار کر دیے انشا اللہ دشمنوں کی راہ ہمیشہ کھوٹی ہی رکھے اور حق کی آواز بلند کرتا رہے گا اور دشمنوں کو بخوبی اندازہ ہوتا رہے گا کہ تم کتنے ہی علمائے حق کو شہید کرتے رہو اور علمائے سو کو سپورٹ کرتے رہو بالاخر جیت حق ہی کی ہوتی ہے اور اللہ عزوجل کا حکم بالکل کھلا اور حق ہے کہ "کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل تو ہے ہی مٹنے کے لیے"

ہم دعا گو ہیں سہراب گوٹھ کے قریب ہونے والے قاتلانہ حملے میں اللہ عزوجل مولانا سعید اور انکے ساتھیوں کی شہادت پر اللہ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے لواحقین اور ان کے شاگردوں کو اس غم کو سہنے کی توفیق عطا فرمائے

اور ان کے حق کے مشن کو جاری و ساری فرمائے اور ظالموں کا نشان تک مٹادے
ہم دعاگو ہیں مولانا عبدالغفور کے صاحبزادے جو ناظم آباد میں شہید ہوئے ان کو بھی
اللہ اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور مولانا عبدالغفور اور ان کے ساتھ زخمی
ہونے والوں کو جلد از جلد صحتیابی عطا فرمائے آمین

یہ بجلی بھی نا

دو پاکستانی دوستوں کی گفتگو ۱۹۸۰ میں

پہلا دوست : یار یہ بجلی کب جاتی ہے۔

دوسرا دوست : پتہ نہیں یار۔ میرے خیال میں تو سال میں ایک دو دفعہ ہی جاتی ہے۔

آندھی طوفان کے موسم میں

گفتگو ۱۹۹۰ میں

پہلا دوست : یار یہ بجلی کیوں چلی گئی

دوسرا دوست : معلوم نہیں لگتا ہے ٹرانسفارمر تبدیل کیا جارہا ہے۔

گفتگو ۲۰۰۹ میں

پہلا دوست : یار یہ بجلی کب آئے گی

دوسرا دوست : تجھے پتہ نہیں کہ جب میرے علاقے کی جائے گی تو تمہارے علاقے کی

آئے گی اور جب میرے علاقے میں آئے گی تو تمہارے علاقے میں جائے گی۔

گفتگو ۲۰۲۰ میں

پہلا دوست : یار بجلی آ جائے گی آج؟

دوسرا دوست : ابے یار تجھے بھی یاد نہیں رہتا بھائی آج فیصل آباد میں بجلی ہے، لاہور میں کل آئے گی، پرسوں کراچی کی باری ہے ایک ایک دن کا کوٹہ ہے ہر شہر کا۔

گفتگو ۲۰۳۰ میں

پہلا دوست : یار سنا ہے پچھلے زمانوں میں بجلی وجلی ہوا کرتی تھی تھی

دوسرا دوست : ابے یار سوجا مچھر دانی میں یہ بجلی وجلی کچھ نہیں ہوتی یہ سب تیرا وہم ہے۔

! جئے جمہوریت اور شہدائے جمہوریت

قانون اندھا ہوتا ہے کیا قانون دان بھی ؟

مہنگائی سب کے لیے انصاف کے ساتھ کیوں نہیں؟

اختیار سب کے لیے سوائے عوام کے

تحریکی زمہ داری اور جہد مسلسل کا عزم مصمم

۱۸ مارچ ایک تاریخی دن جس روز ایم کیو ایم کا قیام عمل میں آیا یہ دن اس اعتبار سے بھی اہمیت کا حامل ہے اور اس اعتبار سے ایک تاریخی دن ہے کہ اس دن سندھ کے شہری علاقوں میں ایک عوامی نمائندہ جماعت قائم ہوئی جو پڑھے لکھے متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں پر مشتمل تھی ان نوجوانوں کا ایک ہی مقصد تھا عوام کی خدمت۔ اور ان نوجوانوں کی قیادت ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں تھی کہ جسے لوگ الطاف حسین کے نام سے جانتے ہیں۔ الطاف حسین ایک شخص کا نہیں بلکہ ایک ارادے کا نام ہے جہد مسلسل کا نام ہے۔ جو حق کی راہ میں کسی بھی طاقت کے سامنے جھکنے سے انکاری رہا اور جس کے قول و فعل اور جس کے عظم و ارادے نے بڑے بڑے بت زمیں بوس کر دیے۔

اصل مسائل کی جڑ سیاسی ناخواندگی ہے۔ قوم کی اکثریت یعنی ۹۸ فیصدی عوام کو سیاسی شعور، سیاسی تربیت دی ہی نہیں گئی، اور دی بھی کیسے جاتی انہیں تو روٹی کپڑا مکان اور پھر شادی بیاہ کے مسائل نے ہی اس قابل نہیں چھوڑا جو وہ سیاسی شعور اور علم و آگہی جیسی عیاشیوں میں پڑتے۔ ان کو اپنے حقوق و فرائض سے کبھی آگاہ ہونے ہی نہیں دیا گیا اور ہمیشہ یہ باور کرایا گیا کہ تم سب

کی کمین اور رعایا ہو اور تمہارے مالک اور تمہارے آقا وہ دو فیصد طبقہ ہے جس میں یا تو جاگیردار، وڈیرہ، صنعت کار یا ایسی سوچ رکھنے والے ہیں۔

ملک کے باشعور عوام (جو کسی وڈیرہ، جاگیردار اور ایسے ہی کسی فیوڈل لارڈز کے زیر اثر نہیں) اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ مملکت خداداد پاکستان کے سارے وسائل جس دو فیصدی طبقے کے پاس ہیں ملک کے مسائل اسی دو فیصدی طبقے ہی کی وجہ سے ہیں۔ یعنی ۲ فیصدی فیوڈل طبقہ سارے وسائل پر قابض اور سارے مسائل کا ذمہ دار ہے۔ اور ۹۸ فیصدی عوام وہ بے چارے کچھ بولتے بھی تو کیسے کہ ان کو تو اس بات کا بھی حق نہیں تھا کہ وہ سوچ بھی سکیں چنانچہ بولنا تو بہت دور کی بات تھی۔

کیا بیشتر ہوشمند پاکستانی اس بات سے آگاہ نہیں کہ خراب حالات سے ان پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں اور کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ زیادہ تر لوگ بخوبی سمجھتے ہیں مگر شان بے نیازی یا بے چارگی سے بس کندھے اچکا کر کہہ دیتے ہیں کہ کہ بھائی جو بھی ہوا کرے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ ہم کیا کر سکتے ہیں ! ارے بھائی اور کیا باہر سے آ کر کوئی کرے گا، ہم کیوں نہیں کر سکتے؟

پھر لوگ جان چھڑانے والے انداز سے کہہ دیتے ہیں کہ سیاست اور ملک کو مسائل

کی دلدل سے نکالنا ہم مڈل کلاس والوں کا کام نہیں ہمارے پاس اختیارات نہیں ہیں۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

بس کرو سوچنا شروع کرو بھائیوں کہ سارے مسائل کا حل شروع ہی یہاں سے ہوتا ہے کہ ہم یہ سوچ پیدا کرلیں کہ کیا ہوا جو ہم مڈل کلاس سے ہیں اور ہمارے پاس اختیارات نہیں ہیں، تو نا ہوا کریں ہمارے پاس فہم وفراست تو ہے! قوم کا درد تو ہے! مسائل سے آگہی تو ہے! اور مسائل کا حل ہمارے کھلے دل و دماغ میں موجود ہے! اور ہم چونکہ ۹۸ فیصدی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اسلیے ہم سمجھتے ہیں کہ ۹۸ فیصدی عوام کے اصل مسائل اور پریشانیاں کیا ہیں۔ ارے بھائی ہم ہی تو دراصل سمجھتے ہیں اپنے جیسے مڈل کلاس اور لوئر مڈل کلاس کے لوگوں کے ان حقیقی مسائل کو کہ جن کو یہ اشرافیہ یہ مراعات یافتہ ۲ فیصدی طبقہ نہیں سمجھتا، سمجھ بھی کیسے سکتا ہے یہ وسائل پر قابض طبقہ کہ جس طبقے کے افراد کو یہ تک معلوم نہ ہو کہ اگر نلوں میں پانی ندارد ہو اور گھروں میں بجلی نہ آتی ہو تو کیسے دن گزارا جاتا ہے۔ جس طبقے کو یہ معلوم نہ ہو کہ کمانے والا ایک ہو اور کھانے والے چار ہوں تو وسائل کے تحت مسائل کیسے حل کیے جاتے ہیں۔ جس طبقے کے بھولپن کا یہ حال ہو کہ جب انہیں یہ پتہ چلے کہ عوام کو روٹی میسر نہیں ہے تو وہ کمال معصومیت سے دریافت کرتے ہوں کہ اگر روٹی نہیں ملتی تو لوگ کیک کیوں نہیں کھالیتے؟۔ تو ایسے طبقے پر تکیہ

کرنا کہ وہ ۹۸ فیصدی عوام کے مسائل کو سمجھتا ہوگا اور ان مسائل کو حل کرنے کی سعی کرے گا کیا یہ حقیقت پسندی کہلائے گی یا بے وقوفی۔

سیاست دانوں نے سیاست میں شمولیت یعنی انتخابات میں ہونے والے اخراجات کو اس قدر بڑھاوا دیا ہے اور عام شہری کو یہ باور کرانے کی مکمل کوشش کی ہے کہ سیاست کرنا مڈل کلاس والوں کا کام نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ مڈل کلاس والے اچھوت ہیں کہ ان پر صرف براہمن یا اونچی زات والے فیوڈل ہی حکومت کریں گے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب تک بڑے بڑے فیوڈلز، جاگیرداروں، سرمایہ داروں، وڈیروں اور خوانین نے ملک میں حکومتیں قائم کرکے مملکت عزیز میں کونسی دودھ اور شہد کی نہریں بہادیں ہیں کہ لوگ سوچیں کہ ۲ فیصدی طبقہ ہی ملک کے سیاہ و سپید کا مالک ہے۔ کس نے صحیح معنوں میں مملکت پاکستان کو مسائل کے گرداب سے نکالنے کی کوشش کی۔

ہاں کوششیں دیکھنی ہیں تو ۲ فیصدی طبقے سے تعلق رکھنے والے ہر اس خاندان کی مالی حیثیت پر نظر دوڑائیں جنہوں نے ملک کی سیاست میں حصہ لیا بلکہ صحیح کہا جائے تو ملک کی سیاست سے حصہ لیا اور جن کے مربعوں کی تعداد ۵۰ تھی ان کے مربعوں کی تعداد اب ۵۰۰ سے تجاوز کر گئی ہے۔ جن کے پاس ایک گھر رہنے کا تھا اب ان کے پاس ہر بڑے شہر میں ایک ایک گھر یا بنگلہ موجود ہے جن کے اپنے

پاس بمشکل ایک گاڑی ہوتی تھی اب ان کے ہر ہر بچے کے پاس جدید سے جدید گاڑیاں ہیں جو خود تو ملک میں جیسے تیسے پڑھ سکے مگر ان کے بچے ملک ملک میں پڑھ رہے ہیں۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ اتنے بڑے بڑے نامی گرامی سیاستدان ابن سیاستدان جب کچھ نہ کرسکے تو تم مڈل کلاس سے تعلق رکھنے والے کیا کرلوگے۔ یہی تو سوچنے کی بات ہے کہ جب وہ سیاستدان ابن سیاستدان کچھ نہ کرسکے جبھی تو ہمیں کچھ کردکھانے کا موقع ملا ہے اور ہمیں کرنا ہے۔

پاکستان میں حقیقت پسندی اور عملیت پسندی پر صرف ایک ہی جماعت یقین محکم رکھتی ہے اور وہ ہے متحدہ قومی موومنٹ کہ جس کے لیڈران اور کارکنان سب کے سب متوسط یعنی مڈل کلاس سے تعلق رکھتے ہیں جس کے منتخب رہنماؤں کو سب جانتے ہیں کہ ان کا ماضی اور حال کیسا ہے۔

۱۸ مارچ آغاز تحریکی سفر، مراحل اور مقصد

سترہ ستمبر ۱۹۵۳ کو کراچی کے ایک متوسط وضعدار گھرانے میں ایک بچے نے جنم لیا جس کا نام الطاف حسین رکھا گیا۔ بچپن، لڑکپن کا سفر طے کیا اور چونکہ اس گھرانے کے افراد علم و عمل کی اہمیت سے بخوبی آگاہ تھے چنانچہ وہ بچہ تعلیم کے مراحل بتدریج طے کرتا چلا گیا۔ سائنس میں گریجویشن (بی ایس سی) کی کامیابی کے بعد کراچی یونیورسٹی میں بی فارمیسی میں داخلے کے حصول کے لیے پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

چونکہ بی ایس سی کا رزلٹ بی فارمیسی کے داخلے کے بعد آیا تھا اسلئے انتظامیہ کی طرف سے ان کو داخلہ دینے سے انکار کر دیا گیا۔ گر ہوتا الطاف حسین نام کا یہ نوجوان بھی ایک عام نوجوان تو اپنے ہم عصر اکثر نوجوانوں کی طرح وہ بھی کندھے اچکا کر دوسروں کی طرح یا تو قسمت کو الزام دیتا یا داخلے جلد بند ہو جانے کو، اور کہہ دیتا کہ اب ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟ مگر وہ ایک باشعور اور ہوشمند نوجوان تھا جس نے نے حالات کے جبر اور ستم ظریفی کے سامنے ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا اور بی ایس سی ایکشن کمیٹی بنا ڈالی جس کا چیئرمین یہی پرجوش اور پر عزم نوجوان مقرر ہوا کہ جس کے جوش و جذبے جواں اور ہمت و حوصلہ سچا تھا للذا اصولی مؤقف اختیار کرتے ہوئے متعلقہ افراد

سے بات چیت کی گئی کہ رزلٹ آنے میں ہمارا قصور نہیں لہٰذا داخلے دیے جائیں یہ بہت سے طلبہ کے مستقبل کا مسئلہ ہے مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی جس پر پرامن احتجاجی مظاہرے کیے گئے اور بالآخر ایکشن کمیٹی نے بھوک ہڑتال کا فیصلہ کیا۔

درپردہ یونیورسٹی انتظامیہ نے الطاف حسین اور ان کے چند ساتھیوں کو اس مہم کے خاتمے اور ان کو اور ان کے چند ساتھیوں کو داخلہ دینے کا لالچ دیا کہ وہ اپنی مہم ختم کردیں۔ مگر الطاف حسین نے اس تعلیمی رشوت کو مسترد کردیا چنانچہ سب سے پہلے الطاف حسین نے بھول ہڑتال کی۔ یہ مہم ۹ ماہ تک جاری رہی آخر کار یونیورسٹی انتظامیہ نے الطاف حسین اور ان کی ایکشن کمیٹی کی عزم اور جذبے کے سامنے ہار مانی اور تمام طلبہ وطالبات (جن میں تمام قومیتوں کے لوگ شامل تھے) کو داخلہ دے دیا گیا۔

دوران تعلیم الطاف حسین نے یہ محسوس کیا کہ ہر جماعت اور قومیت کی اپنی طلبہ تنظیم کراچی یونیورسٹی میں روبہ عمل تھی چنانچہ ان حالات میں اے پی ایم ایس او کا قیام ۱۱ جون ۱۹۷۸ کو جامعہ کراچی میں عمل میں لایا گیا جس کے بانی اور پہلے چیئرمین الطاف حسین تھے۔ قائد تحریک نے صحت مندانہ اور فلاحی طلبہ سیاست میں حصہ لیا اور ۱۹۷۹ میں کراچی یونیورسٹی سے بی فارمیسی

اختیاری حیثیت سے پاس کرنے میں کامیاب رہے۔ بی فارمیسی کے بعد تعلیم کے عمل کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے ۱۹۸۰ میں ایم فارمیسی میں داخلہ لیا مگر مسلح طلبا فیوڈلز تنظیموں اور غنڈوں کی بدمعاشی کے سبب کراچی یونیورسٹی چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ فروری ۱۹۸۱ کو ایک نام نہاد اسلامی طلبہ تنظیم کے غنڈوں اور دہشت پسند عناصر نے (جی ہاں یہ وہی غنڈہ گرد عناصر ہیں جنھوں نے پاکستان بھر کی جامعات میں اسلحہ کلچر متعارف کروایا اور جو فی الزمانہ بھی ملک بھر کی مختلف جامعات میں تشدد اور ٹکراؤ کی کاروائیوں میں مشغول رہتے ہیں) قائد تحریک اور دیگر ساتھیوں پر مسلح حملے کیے اور اے پی ایم ایس کا جامعہ کراچی میں داخلہ بند کر دیا گیا۔

جامعہ کراچی چھوڑنے کے بعد الطاف حسین نے کراچی سیونتھ ڈے اسپتال میں کام کیا اس کے بعد بوٹس نامی دوا ساز کمپنی میں ملازمت اختیار کی۔

الطاف حسین کے کراچی یونیورسٹی میں داخل نہ ہو سکنے کے بعد مخالفین نے یہ خیال کیا کہ انہوں نے الطاف حسین اور اس کے فکر و فلسفہ کو ناکام بنا دیا ہے مگر کرنی خدا کی کیا ہوئی کہ کراچی یونیورسٹی سے مسلح دہشت گردوں کی جانب سے بے دخل کیے جانے کے بعد الطاف حسین نے ۱۸ مارچ ۱۹۸۴ کو ایم کیو ایم نامی ایک تحریکی سیاسی جماعت بنانے کا باضابطہ اعلان کر دیا۔ جس نے دیکھتے

ہی دیکھتے اہلیان کراچی کو سمجھا دیا کہ سچائی سے بھرپور سیاست .برائے خدمت کیا ہوتی ہے
۔

اور پھر دیکھا دیکھنے والوں نے کہ شہر قائد سے مفاد پرستوں اور .بڑے .بڑے بتوں کو کس طرح عوامی غیض و غضب نے زمین بوس کر دیا وہ .بڑے .بڑے بت جو اپنے آپ کو کراچی کا مالک اور آقا سمجھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ شہر کراچی کے وہ قائدین ہیں اور اس شہر کراچی میں کوئی دوسرا نہیں جو ان کے اقتدار کو چھیننا تو دور کی بات چیلنج بھی کرسکے۔ جس طرح ان کا غرور اور فرعونیت پاش پاش ہوئی اور آزمائے ہوئے سیاسی پیشہ وروں کو عوام نے جس طرح اپنے ووٹوں کی طاقت سے کراچی کی سیاست سے دربدر کیا اس کی جلن اور اس کی تپش آج بھی وہ سیاسی زعما اور سیاسی شعبدے باز محسوس کرتے ہیں اور یہی دراصل وہ سیاسی عداوت ہے جو ماضی میں کراچی کے اقتدار پر قبضہ کیے ہوئے چند گروہوں کو اپنا ماضی نہیں بھولنے دیتی اور انہیں ہر ہر لحظہ یہ پریشان کن خیال تنگ کرتا ہے کہ اس ایک الطاف حسین نامی شخص نے ان کے سارے سیاسی مزے اور اجارہ داری کو زمین بوس کرکے جس طرح انہیں رسوا کیا ہے وہ فی الواقع ایک مثال ہے۔

۱۸ مارچ آغاز تحریکی سفر، مراحل اور مقصد حصہ دوم

الطاف حسین ہے جس کا نام

شہری سیاست میں نوارد مگر بلند عزم و ہمت اور حوصلہ مند شخص الطاف حسین اور اس کے محنتی اور جانثار ساتھیوں نے اپنے عمل و کردار اور انتھک فلاحی خدمت سے شہر قائد کے لوگوں کے دل جیت لیے اور اہل کراچی چونکہ بنیادی طور پر باشعور اور ہوشمند واقع ہوئے تھے چنانچہ اہل کراچی نے دل کھول کر ایم کیو ایم نامی اس تحریک کی ہر ہر طرح سے پشت پناہی کی اور ہر ہر امتحان میں ایم کیو ایم نے اہلیان کراچی اور اہلیان کراچی نے ایم کیو ایم کا ساتھ دیا۔

چنانچہ ۱۹۸۷ انیس سو ستاسی سے آج تک یعنی تیئس سال کے طویل عرصے میں جب جب ایم کیو ایم عوام کے سامنے گئی ہے ایم کیو ایم کو عوام نے ہمیشہ سر آنکھوں پر بٹھایا ہے کیونکہ عوام اس بات کا بالکل صحیح ادراک رکھتی ہے کہ ایم کیو ایم نا صرف شہر قائد بلکہ حیدرآباد اور میرپور خاص جیسے شہروں اوون کرتی ہے اور گر ہوتی ایم کیو ایم کوئی روائتی سیاسی جماعت جو صرف ووٹ لینے عوام کے در پر جاتی تو یقین کریں کراچی، حیدرآباد اور میرپور خاص بلکہ سندھ بھر کے شہری علاقوں کے عوام کوئی بھیڑ بکری یا کسی جاگیردار اور وڈیرہ کے غلام

نہیں ہیں جو وہ ایم کیو ایم کو ووٹ دینے پر مجبور ہوتے۔ یہ تو ایم کیو ایم کی سیاست برائے خدمت اور اعزاز ہے کہ شہری علاقوں کے عوام نے ہمیشہ ایم کیو ایم کو ووٹ دیا اور کامیاب کرایا۔

ایک اور بات ریکارڈ کی درستگی کے لیے پیش خدمت ہے الحمداللہ ایم کیو ایم کو ملک کی واحد جماعت ہونے کا اعزاز حاصل ہے کہ جس جس انتخاب میں ایم کیو ایم نے حصہ لیا اس میں ایم کیو ایم کو کامیابی حاصل ہوئی اور کبھی بھی الحمداللہ ثمہ الحمداللہ ایم کیو ایم کا ووٹ بینک کم نہیں ہوا ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ کسی کے بھی دور حکومت میں (چاہے وہ پی پی کی حکومت ہوتی یا میاں صاحب کی یا چوہدری صاحبان کی)، ایم کیو ایم کا ووٹ بینک کبھی کم نہیں ہوا یعنی ایسا نہیں ہوا کہ کسی انتخابات میں ایم کیو ایم کو اچھی خاصی اور کسی میں کم نشستیں ملی ہوں چاہے ایم کیو ایم کا سیاسی اتحاد یا تعلق کسی بھی سیاسی جماعت سے ہو ایم کیو ایم کا ووٹ بینک اس سے متاثر نہیں ہوتا جیسا کہ ملک کی دو بڑی جماعتیں کسی انتخابات میں ۷۰۔۸۰ اور کسی انتخابات میں ۳۰۔۴۰ نشستیں حاصل کرتی رہی ہیں اور الزام دیتی ہیں کہ اس وجہ سے اور اس وجہ سے یہ ہوا۔

گزشتہ آزاد کشمیر کے انتخابات میں بھی ایم کیو ایم نشستیں لینے میں کامیاب

رہی ہے یعنی ایم کیو ایم کا فکر و فلسفہ سندھ کے شہری علاقوں سے نکل کر آزاد کشمیر کی وادیوں تک پہنچ چکا ہے اور حالیہ گلگت بلتستان کے انتخابات میں بھی ایم کیو ایم کے ایک امیدوار کامیاب ہوئے اور کئی دوسرے نمبر پر آنے میں کامیاب رہے۔

انشا اللہ وہ دن دور نہیں جب ایم کیو ایم کا مشن اور عوام دوستی شہر شہر قصبہ قصبہ پھیل جائے گی اور فیوڈل ازم کی بوسیدہ جڑیں بل کر رہ جائیں گیں اور ایم کیو ایم کا فکر و فلسفہ کیونکہ حقیقت کے انتہائی قریب ہے لہذا پوری امید ہے کہ ایم کیو ایم کا پیغام جہاں جہاں پہنچے گا وہاں کے عوام بھی ایم کیو ایم کو اسی طرح خوش آمدید کہیں گے جس طرح سندھ کے شہری علاقوں کے عوام کہتے ہیں۔

سوات میں کوڑے مارنے کی ویڈیو بابت حقائق

یہ تحریر سلیم اللہ شیخ صاحب کے کالم بنام "کوڑے مارنے کی جعلی ویڈیو بنانے والا گرفتار: حقائق تو یہ ہیں" کہ جواب میں پیش خدمت ہے۔ معذرت اس بات کی کہ تبصرے کے بجائے ایک کالم ہی تحریر کرنا پڑااس کی وجہ یہ رہی کہ تبصرے کی محدود جگہ پر اتنے بڑے تبصرے کی کوئی گنجائش نہیں تھی چنانچہ میں یہ تحریر ایک کالم کے طور پر لکھنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔

سلیم اللہ شیخ صاحب نے ایک سواتی کے گرفتار ہونے کی ایک خبر سے یہ نتیجہ اخذ کرلیا کہ وہ سارا واقعہ جو سوات میں پیش آیا تھا جس میں چند شدت پسندوں نے اپنی تشریحات دینی کے مطابق ایک گھناؤنا فعل انجام دیا اور ایک عورت کو سرعام کوڑوں کا نشانہ بنایا بات حقیقت میں یہی ہے کہ اس ایک واقعے کی اہمیت نہیں ہے بلکہ اہمیت ہے اس واقعے کے مثال کی وگرنہ ملک بھر میں اس سے بھی زیادہ ہولناک واقعات ہوتے ہیں۔

جی بھائی اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کچھ لوگ مذکورہ واقعے کو جھوٹا اور ڈرامہ قرار دینے کے لیے کتنی ہی تگ و دو میں مصروف ہونگے۔

شاباش ہے سوات کے شہری پر جس نے اسے ڈرامہ قرار دیتے ہوئے این جی او سے پانچ لاکھ روپے لینے کا انکشاف کیا ہے۔

کوہاٹ کی انتظامیہ سے دہشت گرد اور شدت پسند تو گرفتار نہ ہوسکے جو روز کاروائیوں میں مصروف رہتے ہیں اور ایک ایسا شہری گرفتار کرلیا گیا جو ایک سال سے زیادہ عرصے پہلے یہ ڈرامہ کرچکا ہے (بقول شخصے)۔ اور اس شہری نے اس این جی او کا نام نہیں بتایا اور نا ہی کوہاٹ کی انتظامیہ کو اس بات کی فکر ہے کوہاٹ کی انتظامیہ نے بس یہ ضروری سمجھا کہ پیسے لینے والے کو گرفتار کرلیا جائے باقی کس نے پیسے دیے اس سے انہیں کوئی غرض نہیں معلوم ہوتی ملک کے وار (وقار) کو دھچکا لگنے والی بات بھی آپ نے خوب کہی بھائی جان کون سا وقار ؟

اور دو کم عمر بچوں نے اس لڑکی کو جکڑا ہوا تھا جبکہ ویڈیو میں صاف دکھائی دے رہا ہے کہ بڑی بڑی داڑھی والے مردوں نے اس عورت کو پکڑا ہوا تھا۔ چلیں یہ بات وفاقی حکومت کو روانہ ہو گئی ہے اور دوسرے معاملات کے بعد وفاقی حکومت اس پر بھی کوئی اقدام کرے گی۔ جب خبر میں کہیں بھی این جی او کا نام نہیں دیا گیا تو اس سے کیا ڈرامہ دی اینڈ معلوم ہوتا ہے ؟

پوری خبر ابھی کہاں ہوئی ہے بھائی صاحب آزاد مادر پدر آزاد میڈیا کے لشکارے ابھی آپ دیکھتے جایئے کہ ملک و قوم کو کتنی ترقی پر لے جائیں گے۔ ہر خبر پر نظر رکھنے والے یا دوسرے میڈیا چینلز بھی اگر اس خبر کی سچائی پر یقین رکھتے اور ثابت ہو جاتا کہ وہ ڈرامہ تھا تو آپ کو چنداں پریشان ہونے کی ضرورت نا ہوتی بلکہ چینل آپ سے پہلے اس خبر کو بریک کر دیتے مگر کہتے ہیں اس سوات کے شہری نے پانچ لاکھ روپے لیے تھے ڈرامہ کرنے کے تو کیا یہ تو نہیں ہوا کہ کسی شہری نے پانچ دس لاکھ روپے لیے ہوں اس واقعے کو ڈرامہ ثابت کرنے کے لیے کیونکہ اس کے بیان کے علاوہ کوئی حقیقیت اس بات کو عیاں نہیں کرتی کہ وہ ایک سال سے زیادہ پہلے ہونے والا واقعہ جھوٹا تھا۔

اسلامی تعلیمات کو کسی نے بدنام نہیں کیا بلکہ اسلامی تعلیمات کی غلط تشریح اور من مانی تشریح کی مذمت کی گئی تھی اور الحمداللہ پورے ملک میں کی گئی۔

ایک بے وقعت خبر کے شائع ہونے سے پہلے کیا کسی کا یہ فرض نہیں بنتا تھا کہ ویڈیو کے ایک سال تک سچ رہنے کے دوران اس واقعہ کی مذمت نہیں کی اور اب کسی شخص کو خرید کر اپنے من پسند کے بیان دلوا دینا اور بغیر کسی ثبوت کے اور اس کے بعد یہ کہنا کہ جعلی ویڈیو بنائی گئی ایک بے تکا مؤقف ہے۔ ملکی وقار

کو نا قابل تلافی نقصان پہنچانے والی کس کس این جی او کے خلاف آپ محترم کاروائی کا مطالبہ کرتے ہیں زرا نام بھی پیش کریں پاکستان بھر میں مبینہ طور پر ہزاروں این جی اوز ملک کو نقصان پہنچا رہی ہیں (یہاں میں یہ نہیں کہوں گا کہ ملک کے وقار کو کیونکہ (ملک کا وقار کو فوت ہوئے کئی برس ہو چکے ہیں

کسی کالم کار نے اس لیے اس خبر کو موضوع نہیں بنایا کیونکہ اس ایک جھوٹی خبر یعنی ایک سواتی کے اعتراف کی کسی کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے کیونکہ کوئی ثبوت نہیں ہے کہ سوات کے واقعے کی ویڈیو جعلی ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہوچکی تھی کہ وہ واقعہ سچا تھا اور اس پر کئی آزاد اور سب سے آگے والوں نے بھی اپنے اپنے طور پر تحقیقات کی تھیں۔

معذرت کے ساتھ پیش خدمت ہے کہ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس ویڈیو کو بنیاد بنا کر دنیا کی بہترین افواج میں سے ایک پاکستانی افواج نے بلا سوچے سمجھے سوات اور مالاکنڈ میں فوجی آپریشن شروع کیے اور دوسری طرف تو بچے اور معصوم تھے کہ جن کی گولیوں سے کتنے ہی فوجی اب تک شہید ہوچکے ہیں اور کتنے ہی دہشت گرد جہنم رسید ہو چکے ہیں۔ کیا خیال ہے آپ کا لگتا ہے آپ انفرادی طور پر پوری افواج سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھتے ہیں اور معاف کیجیے گا بھائی اسلام

کو بدنام تحریر کرنے کے لیے سیاسی واقعات کو مت استعمال کیجیے آپ کے لکھ دینے سے کہ "اس ویڈیو ہی کی بنیاد پر دنیا بھر میں اسلام کو بدنام کیا گیا" اسلام معاذ اللہ کوئی ایسا بدنام نہیں ہوگیا۔ اسلیے اپنے سیاسی نقطہ نظر میں خدارا اسلام کو بدنام ثابت کرنے کی تحریروں سے گریز بہتر ہے۔

لے دے کر صرف جماعت اسلامی (کے موجودہ کارکن افواج پاکستان کو مطلوب ملزم) کے سابق ممبر قومی اسمبلی ہارون الرشید کی معمر والدہ اور کم عمر بھانجی کا تذکرہ ضرور ہی کردیا وگرنہ اور کسی کا بھی بتادیں جو چھ ہزار شہری جان بحق ہوئے کہ کون کس کی ماں بہن باپ بھائی اور دوسرے عزیز تھے۔

حقائق کی بات تو یہ ہے کہ قوم کے سامنے حقائق ہیں کہ پاکستان کے دو ٹکڑے کیسے ہوئے تو کیا کر لیا قوم نے۔

اور اپنی تحریروں میں افواج پاکستان کی تذلیل کرنے کے لیے اپنے تئیں آپ کیسے قرار دے سکتے ہیں کہ قبائلی علاقوں میں پاک فوج کے خلاف نفرتوں کی خلیج ناقابل بہت وسیع ہوجائے گی۔ کیوں فوج کے دہشت گردوں اور شدت پسندوں کو مزید ڈھیل دینے سے دہشت گردوں کے دوست ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے افواج پاکستان کے خلاف زہر اگل رہے ہیں آپ۔

قبائلی علاقوں میں پاک فوج کا جس طرح سے استقبال کیا جارہا ہے اور پاک فوج کی کاروائیوں سے قبائلی علاقوں میں جس طرح امن قائم ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ پہلے کیا ہوتا تھا کہ دہشت گرد اور جرائم پیشہ ملعون نما انسان غیر قانونی حرکتیں کرتے پاکستان بھر کے شہروں میں اور قبائلی علاقوں میں بھاگ جاتے کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ قبائلی علاقوں میں کوئی فوج یا قانون نافذ کرنے والا نہیں آسکتا اب کہاں بھاگ کر جائیں گے جرائم پیشہ شدت پسند کیونکہ ان کی کمین گاہوں پر تو فوج نے صفائی شروع کردی ہے اور شائد یہی بات دہشت گردوں کے حالی موالیوں کو بڑی کھل رہی ہے۔

اسلامی تعلیمات کو بدنام کیا کس نے ارے بھائی کیونکر اپنی تحریروں میں اسلامی تعلیمات اور اسلام کو بدنام کرنے والے الفاظ اپنی طرف سے ڈالتے ہو اور کیونکر فوج کے خلاف نفرتوں کو بڑھاوا دینے کی بات کرتے ہو۔

جب حقیقتاً اس سوات کے واقعے کو جھوٹا ثابت ہونے دو پھر کسی سے معافی کی امید رکھنا کاش اس واقعے کے آج اپنے تئیں جھوٹا قرار دینے سے پہلے اس کو سچا مان کر دہشت گردوں کی سوچ اور ان کی کاروائیوں کی مخالفت کرنے کی جرآت اپنے اندر پیدا کرو کہ دیکھ لو کہ عوام نے راولپنڈی اور لاہور کے انتخابات

میں تمہارے بھاری بھرکم امیدواروں کی ضمانتیں ضبط کروا کر یہ ثابت کردیا ہے کہ عوام سیدھے سادے ضرور ہیں مگر دہشت گردوں اور شدت پسندوں کے حمایتیوں اور ان کو پناہیں دینے والوں سے بے زار ہیں اور ان کے خلاف ہیں۔

ایک سواتی کے کہہ دینے سے (وہ بھی غالباً کسی لالچ کے نتیجے میں) کوئی ویڈیو جعلی ثابت نہیں ہوجایا کرتی۔

یعنی ضروری نہیں کہ آپ کا گمان حقیقت ہی ہو ہوسکتا ہے آپ نیند سے جاگیں تو آپ کو پتہ چل جائے کہ آپ خواب دیکھ رہے تھے اور حقیقت ویسی ہی ہے جیسے آپ کے سونے کے وقت تھی۔

اس مذکورہ ویڈیو کے کلی طور پر اور کسی باحیثیت ادارے کی طرف سے جعلی قرار دیے جانے کے بعد آپ کو دوسروں سے معافی کی امید ہونی چاہیے وگرنہ جب تک وہ ویڈیو حقیقی طور پر جعلی ثابت نہیں ہوجاتی اس کو سچ ہی سمجھا اور اس ہی نظر سے دیکھا جائے

شکریہ

ڈاکٹر قدیر خان ادوار آمریت اور جمہوریت میں

تئیس مارچ ۲۰۱۰ کو روزنامہ جنگ کے پہلے صفحے پر ایک خبر شائع ہوئی جس میں پاکستان کے زبردست عظیم سائنسدان ڈاکٹر قدیر کے حوالے سے ایک خبر شائع ہوئی جس پر امید تھی کہ اہل قلم کچھ سیر حاصل تحریر پیش کریں گے مگر چونکہ کوئی ایسی تحریر سامنے نا آسکی اسلیے یہ عاجز اپنی کم مائیگی اور کم علمی کے اعتراف کے ساتھ ایک تحریر پیش کرنے پر مجبور ہے۔

اخباری خبر کے مطابق

وفاقی حکومت نے ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے تفتیش کیلیئے درخوست لاہور ہائی کورٹ میں دائر کردی ہے۔ ایک نجی ٹی وی کے مطابق لاہور ہائی کورٹ میں وفاقی حکومت کی جانب سے دائر درخواست میں مؤقف اختیار کیا گیا ہے کہ ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے ۱۵ مارچ کو امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کو ایک انٹرویو دیا جس میں پاکستان کے اہم راز افشاں کیۓ اور غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا۔ للہذا عدالت سے استدعا ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے پوچھ کچھ کی اجازت دی جائے۔ اس سے قبل بھی عدالت میں ڈاکٹر عبدالقدیر پر انٹرویوز اور ملاقاتوں پر پابندی سے متعلق ایک درخواست زیر سماعت ہے اور اس

کا فیصلہ سنایا جانا تھا تاہم اب وفاقی حکومت کی جانب سے ایک اور درخواست دائر کر دی گئی عدالت نے درخواست سماعت کیلئے منظور کر لی۔

مندرجہ بالا خبر پڑھ کر اندازہ ہونا چاہیے کہ پرویز مشرف کے دور حکومت میں بھی ڈاکٹر عبدالقدیر خان نظر بند تھے جس کے خلاف انسانی حقوق کی تنظیموں اور مختلف سیاسی جماعتوں خصوصاً جماعت اسلامی، تحریک انصاف، ن لیگ اور دوسری تنظیموں کی طرف سے اس امر کی مذمت کی تحریکیں جاری تھیں مگر آج عین جمہوریت کی چھپا چھپ میں بھی ڈاکٹر عبدالقدیر تقریباً حراست میں ہی ہیں یعنی ان پر وہی پابندیاں عائد ہیں جو مشرف کے دور میں تھیں اور ڈاکٹر صاحب کے خلاف زیادتی تھیں پھر کیا وجہ ہے کہ مشرف دور میں تو ڈاکٹر صاحب کی نظر بندی اور پابندیوں کی مذمت اور مثبت قسم کی تحریکیں اور عین شباب جمہوریت میں انہی پابندیوں کے خلاف کوئی سیاسی جماعت جو پہلے اس کو برا سمجھتی تھی آج اس کو برا کیوں نہیں سمجھ رہی۔

جو تنظیمیں پہلے مشرف دور میں اس معاملے میں غیر جانبدار رہیں ان سے تو یہ امید بعید ہے کہ پہلے کی طرح اب بھی ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب کی تقریباً زیر حراست پوزیشن پر کچھ کہیں مگر امید ہے مشرف دور میں ڈاکٹر صاحب سے ہونے والے اس سلوک پر احتجاج کرنے والے جمہوریت میں بھی کچھ حرکت پیدا کریں گے۔

چند اہم معلومات برائے چین

۱۔ چین میں آئندہ ۱۰ سالوں کے دوران نیویارک جیسے دس بڑے شہر بسائے جانے کا منصوبہ زیر تکمیل ہے۔

۲۔ ۲۰۳۰ تک چین میں ایسے نئے شہر بسائے جائیں گے جن کی آبادی امریکہ کی مجموعی آبادی سے زیادہ ہوگی۔

۳۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک یعنی امریکہ، جاپان اور پورا یورپ جتنا اسٹیل استعمال کرتے ہیں چین ان سب ممالک کی اسٹیل کی مجموعی کھپت سے دوگنا اسٹیل استعمال کر رہا ہے۔

۴۔ اگر چائنیز کسی ایک دن بھی اتنا آئل استعمال کریں جتنا ہر ایک امریکی شہری استعمال کرتا ہے تو پھر دنیا کو سات سے زیادہ سعودی عرب جتنے تیل کی دولت کے حامل ممالک چاہیے جو کہ چین میں آئل کی کھپت کو پورا کر سکیں۔

۵۔ چین میں اٹلی سے زیادہ کرسچن آباد ہیں اور چین دنیا میں سب سے زیادہ کرسچن شہری رکھنے والے ملک کا درجہ حاصل کرنے کے قریب ہے۔

۶۔ چین میں انٹرنیٹ استعمال کرنے والے پانچ گنا سے زیادہ بلاگس رکھتے ہیں امریکہ کی نسبت۔

۷۔ چائنا دنیا میں سب سے زیادہ تیز رفتاری سے ترقی کرنے والا ملک ہے۔

۸۔ چین میں ۱۵۰ پرسنٹ سپاہی زیادہ ہیں امریکہ کی نسبت۔

۹۔ چین دنیا کا واحد ملک ہے جس کے توسیع عزائم نہیں ہیں یعنی اس کا باضابطہ کوئی دشمن ملک نہیں ہے۔

۱۰۔ چالیس فیصدی چینی چھوٹے کاروباری ادارے تباہ ہوگئے یا تباہی کے قریب پہنچ گئے حالیہ ورلڈ فائنانشل کرائسس کے دوران۔

۱۱۔ دنیا بھر میں جتنی سزائے موت دی جاتی ہیں صرف اکیلے چین میں اس سے تین گنا زیادہ سزائے موت دی جاتی ہیں اور اس کام کو تیزی سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے موبائل سزائے موت کی گاڑیاں بھی استعمال کی جاتیں ہیں تاکہ سزائے موت کے مجرم کو جیل وغیرہ نا لایا جائے بلکہ گاڑی اس کو موت کی سزا

دینے اس کے گھر تک آسانی سے پہنچ سکے۔

۱۲۔ چین میں ہر روز اوسطاً 274 احتجاج ہر روز ہوتے ہیں۔

۱۳۔ جب آپ کوئی چائنیز اسٹاک خریدتے ہیں تو آپ بنیادی طور پر چینی حکومت کو سرمایہ فراہم کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ چین کے دس چوٹی کے بہترین اسٹاکس میں سے آٹھ چینی حکومت کی ہیں۔

۱۵۔ دنیا کے شاپنگ کاؤنٹرز میں سے پچاس فیصد اشیا چین سے آتی ہیں۔

۱۵۔ چین کی اکثریت شہری پولیٹڈ یعنی ملاوٹ شدہ پانی استعمال کرتے ہیں۔

جمعیت کی دہشت گردی کی مذمت تحریک انصاف کے عمران خان کی طرف سے

جماعت اسلامی کی بغل بچہ دہشت پھیلانے پر معمور طالب علموں کے روپ میں دہشت گرد کی طلبا تنظیم جو شہروں میں دہشت پھیلانے میں کمال درجے کی مہارت رکھتے ہیں ان کے مظالم اور ان کے سیاہ کارنامے جماعت اسلامی سے بہت سے معاملات پر اتفاق کرنے والی جماعت یعنی تحریک انصاف کے لیے کس قدر نا قابل برداشت ہو گئے وہ آپ کے سامنے پیش خدمت ہے۔ اب بھی کسی کو لگتا ہے کہ پاکستان بھر میں کوئی بھی طلبہ جماعت ایسی ہے جو جمعیت سے زیادہ اسلحہ بردار اور اساتذہ کرام کی عزت اتارنے میں ماہر ہے تو ثبوت پیش کرے انشا اللہ حقائق کی روشنی میں سچ اور جھوٹ ثابت ہو جائے گا۔

زیر نظر تحریر تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان نے پروفیسر افتخار احمد بلوچ کی رہائش گاہ پر کی :

" تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان نے انصاف سٹوڈنٹس فیڈریشن کے وفد کے ہمراہ جمعیت کے قاتلانہ حملے سے زخمی ہونے والے پروفیسر افتخار بلوچ کی رہائشگاہ پنجاب یونیورسٹی میں عیادت کی۔ اس موقع پر عمران خان نے میڈیا سے

گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پروفیسر افتخار بلوچ پر جمیعت کے قاتلانہ حملے کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے کاروائی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ جو معاشرہ استاد کی عزت واحترام نہیں کرتا وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ اسلامی جمعیت طلبا کا پروفیسر افتخار بلوچ پر تشدد حکمرانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ جمیعت کے دہشت گردوں کو کھلے عام دندنانے کی سب سے بڑی ذمہ داری وزیراعظم یوسف رضا گیلانی اور وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف پر عائد ہوتی ہے جن کی ناک تلے طلبہ کے روپ میں چند دہشت گردوں نے پنجاب یونیورسٹی کو یرغمال بنا رکھا ہے اور جو کہ پوری دنیا میں پاکستان کے لئے ایک سیاہ دھبہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں جن میں اسلامی جمعیت طلبہ ملوث ہے۔ اور ان کے خلاف تھانہ مسلم ٹاؤن مین ایف آئی آر درج ہونے کے باوجود ابھی تک کوئی کاروائی نہیں کی گئی۔"

یہ تحریر تحریک انصاف کی ویب سائٹ پر موجود ہے جس کا پتہ درج زیل ہے۔

http://www.insaf.pk/News/tabid/60/articleType/ArticleView/articleId/3794/Imran-khan-visits-Professor-Iftikhar-Baloch-of-Punjab-University.aspx

اب تو ٹیررسٹ ونگ یعنی جمعیت کے سابق طلبہ لیڈر منور حسن کی سکھائی سدھائی جمعیت ایسے ایسے کارنامے انجام دے رہی ہے کہ جس جماعت کے مخالفین تو ایک طرف جماعت کے کسی حد تک حمایتی بھی اظہار مذمت اور اظہار نفرت کرنے پر مجبور ہیں۔

اب بھی اگر کی آنکھیں نا کھلیں تو یہ بندہ کیا کر سکتا ہے دعا کے علاوہ۔

یا اللہ میری توبہ

مانگ لے اللہ سے جو مانگنا ہے کیونکہ صرف وہی ہے جو سنتا ہے اس کی جو پکارے اس کو زور سے اور آہستہ سے اور دل سے اور کون ہے اس کے علاوہ جو سنتا ہے اس کی بھی جو نہیں پکارتا اسے آواز کے ساتھ مگر دل ہی دل میں۔

جب باپ کی عزت گھٹ جائے
جب قوم کی غیرت سو جائے
جب بھائی کلب کو جاتے ہوں
اور بہنوں کا حق کھاتے ہوں
جب ماں کی نظریں جھک جائیں
الفاظ بھی لبوں تک رک جائیں
جب گھر گھر میں سرتال چلے

جب عورت ننگے بال چلے
جب رشوت سر چڑھ کے بولے
اور تاجر جان کے کم تولے
اور جب یہ سب کچھ ہوتا ہے
رب غافل ہے نا سوتا ہے
جب اس کا قہر برستا ہے
قارون زمیں میں دھنستا ہے
پھر جب وہ پکڑ پر آتا ہے
فرعون بھی غوطے کھاتا ہے
قوم عاد بھی زیر و زبر ہوئی
قرآن میں اسکی خبر ہوئی
یہ سب عبرت کو ہے کافی

آج مانگ لے اللہ سے معافی

اے اللہ میری توبہ اے

اللہ میرے حال پر رحم کر میرے گناہوں کو معاف فرما اور مجھ پر اپنی خصوصی رحمت نازل فرما اور مجھ پر انعام فرما ویسا انعام جیسا تو نے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین پر فرمایا اور ہم سے راضی ہو جا اور ہمیں اپنا شکر گزار اور فرمانبردار بنا اور تو ہمیں اپنے سوا ہر ایک سے بے نیاز فرما دے بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

اے اللہ جو مانگا وہ بھی عطا فرما اور جو خیر ہم اپنی کم علمی کے باعث نہیں مانگ سکے وہ بھی عطا فرما اور ہمارے ساتھ رحمت خصوصی کا معاملہ فرما آمین یا رب العالمین۔

اے اللہ میری یہ دعا میرے لیے میرے والدین کے لیے میرے بہن بھائیوں، بیوی بچوں، عزیزوں رشتہ دارں اور تمام مسلمین و مسلمات کے لیے قبول فرما اور ہمیں ہدایت و رہنمائی عطا فرما آمین۔

ن لیگ قلابازی لیگ اور متحدہ پڑھے لکھے متوسط طبقے کی جماعت - عمران خان

تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ مسلم لیگ ن اپنے کسی مؤقف پر قائم نہیں رہتی اس لئے اس کا اصل نام "قلابازی لیگ" ہونا چاہیے۔ متحدہ قومی موومنٹ پڑھے لکھے اور متوسط طبقے کی جماعت ہے۔ (یہ خبر آج کے روزنامہ جنگ میں شائع ہوئی ہے)

چلیں جی تحریک انصاف نے بھی بالآخر اس بات کا اعتراف کر ہی لیا جس سے تحریک انصاف نے بھی ایک طرح سے ایم کیو ایم کے عدم تشدد اور صحیح معنوں میں حق پرستی کی جدوجہد کو تسلیم کر ہی لیا۔

عمران خان کا مزید یہ بھی کہنا تھا کہ ن لیگ اپنے ہر مؤقف پر قلابازی کھاتی ہے پہلے انتخابات کے بائیکاٹ میں آگے آئے، پختونخواہ نام پر اسٹینڈ لیا اور اڑتالیس گھنٹے میں دباؤ پر اپنی پٹری تبدیل کردی اس کے علاوہ بھی عدالت کا معاملہ ہو یا دیگر ن لیگ والے اپنے مؤقف پر قائم نہیں رہتے۔

عمران خان نے اے این پی کے لیے کہا کہ عوامی نیشنل پارٹی نے پختونوں کے خون

پر امریکا سے سودے بازی کی ہے (پہلے یہی بات مشرف کے لیے کی جاتی تھی اور اب اس سودے بازی میں اے این پی کو بھی شامل کر لیا گیا ہے اور یاد رہے کہ اے این پی اور مشرف سے پہلے امریکیوں سے صرف پختونوں کی نہیں بلکہ پورے پاکستان کے بھولے بھالے عوام کے خون کی سودے بازی ڈالرز کی بوریوں کے عوض نام نہاد جہاد میں دوسروں کے بچوں کو جھونکنے والے چند نام نہاد مذہبی عناصر نے بھی بڑا مال بنایا ہے۔

اسکے علاوہ متحدہ قومی موومنٹ کے بارے میں عمران خان نے کہا کہ متحدہ قومی موومنٹ پڑھے لکھے لوگوں اور متوسط طبقے کی جماعت ہے۔ ایک سازش کے تحت کراچی اور بلوچستان میں ٹارگٹ کلنگ کی جارہی ہے۔ بلوچستان میں سیکولر لوگوں کو جبکہ کراچی میں سیاسی کارکنوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ غور طلب بات یہ ہی کہ ایم کیو ایم تو اس بات پر شروع دن سے مصر تھی کہ کراچی شہر جس کی سب سے بڑی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم ہے اس شہر میں قتل و غارت گری اور لاقانونیت کو ایک منظم سازش کے تحت پروان چڑھانے کی کوششیں کی جارہی ہیں تاکہ ایم کیو ایم اور عوام کے درمیان خلیج حائل کی جائے مگر ظالم یہ نہیں جانتے کہ جتنا عوام اپنی نمائندہ جماعت یعنی ایم کیو ایم کو جانتے اور سمجھتے ہیں وہ کسی سازش کے زریعے ایم کیو ایم سے دور نہیں ہو سکتے بلکہ عوام اور ایم کیو ایم کے درمیان تعلق اور زیادہ مضبوط ہوتے جاتے ہیں الحمداللہ۔

عمران خان ن لیگ کی دوسری قلابازیاں درج کرتے تو اضافہ اس طرح بھی ہو جاتا کہ پہلے ن لیگ والوں کا اسٹینڈ یہ تھا کہ عدلیہ بحال کردے حکومت ہم حکومت سے کوئی دوسرا مطالبہ نہیں کریں گے اور حکومت گرانے میں بھی کوئی کردار ادا نہیں کریں گے مگر سب نے دیکھ لیا کہ عدلیہ بحال ہونے کے باوجود انہوں نے ایک اور اسٹینڈ لیا کہ جب تک سترھویں ترمیم ختم نہیں کی جائے گی اور صدر اپنے اختیارات وزیر اعظم کو منتقل نہیں کریں گے ملک میں صحیح معنوں میں جمہوری حکومت تسلیم نہیں کی جائے گی اور پھر جبکہ سترھویں ترمیم بھی ختم ہو گئی پھر بھی وفاقی حکومت میں شرکت سے بھاگتے ہیں کیونکہ اس طرح مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں جوابدہی بھی لازمی ہو گی جس سے ن لیگ والے جس لیے بھاگتے ہیں وہ قابل فہم ہے کیونکہ جو لاقانونیت اور اراکین اسمبلی کی بدمعاشیاں اور قانون کی خلاف ورزیاں حکومت پنجاب میں شامل اراکین نے کی ہے پورے پاکستان بھر میں کسی اور صوبائی حکومت میں اس قدر بے ضابطگیاں اور خلاف قانون امور کسی اور نے نہیں کیے۔

بات اصل میں یہ اہم نہیں ہے کہ عمران خان نے ایم کیو ایم کے لیے یہ بیانات دیے ہیں تو ایم کیو ایم کی بڑی واہ واہ ہو گئی ہے نہیں کیونکہ ایم کیو ایم کسی ایک لیڈر یا کئی لیڈران کی واہ واہ نہیں چاہتی بلکہ حق پرستی چاہتی ہے۔

اہمیت اس بات کی ہے کہ عمران خان کو بھی بہت سے دوسرے سیاستدانوں کی طرح اس بات کا ادراک ہوتا جا رہا ہے کہ ایم کیو ایم کو بدنام کرنے کی سازشیں کی جاتی ہیں کیونکہ عمران خان تو یہ دیکھتے ہونگے کہ کراچی میں ایم کیو ایم نے تحریک انصاف کے انتخابات میں رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی یا کرسکتی ہے مگر وقت نے ثابت کر دیا کہ تحریک انصاف کے ساتھ ضمنی انتخابات میں ان کے حمایتیوں نے جو ہاتھ کیے ان سے یقیناً عمران خان پر یہ حقیقت آشکار ہو گئی ہو گی کہ سیاسی سازشیں اور دوغلہ پن کیا ہوتا ہے اور انتخابات میں بظاہر ایک ہی رائے رکھنے والے وقت پڑنے پر اپنی طاقت کس کس طرح استعمال کر سکتے ہیں۔

کمپنی کی مشہوری کے لیے

روزنامہ جنگ اخبار کی ایک اہم خبر کے مطابق سپریم کورٹ نے عافیہ صدیقی کا کیس خارج کر دیا جبکہ جسٹس سردار رضا نے لاپتہ افراد کے کمیشن کا سربراہ بننے سے انکار۔
لیجیے جناب مادر پدر آزادی اسی لیے مانگی تھی کہ کمپنی کی مشہوری بھی ہوتی رہے اپنے عہدے بھی مل جائیں اپنی تنخواہیں اور مراعات لاکھوں روپے ماہانہ پر پہنچ جائیں اور عوام مرتی ہے تو مرتی رہے واہ بھئی واہ آزاد عدلیہ اور عوام کی باتیں کرنے والوں کیا کہنے تمہارے۔

پاکستان کی آزاد عدلیہ یعنی سپریم کورٹ آف پاکستان نے عافیہ صدیقی کو امریکی جیوری سے سزا یافتہ قرار دیتے ہوئے کیس خارج کر دیا (انا للہ وانا الیہ راجعون: بے شک ہم اللہ کا مال ہیں اور اسی کی طرف واپس جانا ہے)

افسوس ناک امر یہ سامنے آیا کہ حال ہی میں ریٹائر ہونے والے جج جسٹس (ر) سردار رضا نے لاپتہ افراد کے کمیشن کا سربراہ بننے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کا مطلب کیا لیا جائے کیا یہ کہ اگر کسی منافع بخش ادارے یا کسی اہم ادارے

کا سربراہ بنایا جائے (جیسے بھگوان داس کو چپڑی روٹی ملی تو عہدہ قبول اور رضا صاحب کو باسی روٹی ملی تو انکار) تو چونکہ پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑھائی میں ہوگا اسلیے ملک و قوم کے عظیم تر مفاد میں ایسی ذمہ داریاں بخوشی قبول کرلی جائیں اور جہاں صرف ملک و قوم کا مفاد ہو اور کوئی منافع نا ہو تو انکار کر دیا جائے ایسی فضول ذمہ داریوں کو سنبھالنے سے۔

کیا اسی آزاد عدلیہ کے نعرے لگا رہے تھے لگانے والے اب کیوں منہ میں انگلیاں ڈالے بیٹھے ہیں وہ ڈھکو سلے انصاف کے علمبردار جو اپنی مرضی کے ججز کے تو پی سی او کے تحت حلف اٹھانے کو صحیح اور قابل معافی اور اپنے مخالفین کے اسی عمل کو گناہ عظیم یا کم از کم آئین کی سنگین خلاف ورزی سمجھتے تھے۔

اور اب تو عدلیہ بحالی مہم کے سرکردہ رہنماؤں یعنی اعتزاز احسن اور اکرم شیخ کے درمیان ٹگ آف وار جو ہو رہی ہے اس سے دونوں کو کوریج بھی خوب مل رہی ہے یعنی کمپنی کی مشہوری کے لیے۔

افسوس صد افسوس کہ عوام مہنگائی اور محرومی کی چکی میں پس رہے ہیں اور بااختیار اداروں اور لوگوں کی سمجھ میں نہیں آرہا کہ عوام کی توجہ مہنگائی اور محرومی سے ہٹانے کے لیے کیا کچھ ڈرامے کیے جائیں کہ جس سے عوام مہنگائی

کا شکار بھی رہے اور آئینی مسئلے مسائل اور پیچیدگیوں میں الجھی رہے۔

لوڈشیڈنگ شیئر کریں سب صوبے اور دو روپے کی روٹی کوئی شیئر نا کرے

ملک عزیز جس بری طرح لوڈ شیڈنگ کے عذاب سے دوچار ہے اس کے نتیجے میں ملک بھر میں خصوصاً صوبہ پنجاب میں اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ کی گئی جس کی تصاویر اور رپورٹس قومی اخبارات اور پرائیوٹ چینلز پر ملک بھر میں دیکھی گئیں اس عذاب کا سب سے زیادہ شکار صوبہ پنجاب رہا جہاں خادم اعلیٰ پنجاب اپنی ایڈمنسٹریشن اور عوام دوستی کے گن گنواتے ہیں۔ اب اس بھیانک بحران کے حل کے لیے کسی خادم اعلیٰ و ارفع نے کیا اقدامات کیے وہ تو وہی جانیں ہم تو صرف یہ بات جان سکے کہ خادم اعلیٰ پنجاب نے مسائل کو حل کرنے میں دلچسپی لینے کے بجائے دہائی دینی شروع کردی تھی کہ پنجاب میں ہونے والی لوڈ شیڈنگ دوسرے صوبوں کو بھی بھگتنی چاہیے اور خاص طور پر سندھ کے کچھ شہروں میں جہاں صرف ۳ گھنٹوں کی لوڈ شیڈنگ کی جاتی ہے وہاں کے یہ جنت نظیر تصور کہ سندھ کے شہروں میں (خصوصاً) کراچی میں صرف تین گھنٹوں کی لوڈ شیڈنگ کی جاتی ہے اس خبر نے سنا ہے خادم اعلیٰ کی نیندیں ہی اڑادیں ہیں۔

کاش خادم اعلیٰ پنجاب لوڈ شیڈنگ کے خاتمے کے لیے اپنی صوبائی حکومت کے زریعے کچھ موئثر اقدامات ہی اٹھا سکیں جس طرح انہوں نے مہنگے آٹے کے مسئلے

پر پنجاب بھر میں (سیاسی) روٹی دو روپے کی مہیا کی تھیں (اور اس کابل وفاقی حکومت کو پیش کر دیا تھا)۔ اس وقت خادم اعلیٰ نے یہ نہیں سوچا کہ رزق یعنی سستی روٹی کو صرف پنجاب کے غریبوں تک محدود رکھنے کے بجائے ملک بھر کے تندوروں پر دو روپے کی روٹی مہیا کرنے کا اہتمام کیا جاتا تو صرف پنجاب بھر کے نہیں بلکہ ملک بھر کے غریب عوام دو روپے کی روٹی کے حقدار قرار پاتے جس طرح لوڈ شیڈنگ کا بھوت شیئر کرنے کے لیے خادم اعلیٰ دہائی دے رہے ہیں کہ ملک بھر میں لوڈ شیڈنگ کو یکساں تقسیم کیا جائے کیا تھا کیا اپنی سیاسی دکان یا سیاسی دو روپے کی روٹی بھی خادم اعلیٰ ملک بھر میں یکساں تقسیم کرنے پر تگ و دو کرتے پائے گئے۔

شہباز شریف کی ایک تقریب میں موجودگی کے دوران انجمن تاجران چنیوٹ کے عہدیدار محمد جمیل فخری نے اپنے خطاب میں چار بار شہباز شریف کو صوبے میں اپنا امیر المومنین قرار دیا اور کہا کہ صوبہ پنجاب کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بڑا بھائی کہہ کہہ کر ان کا حق مارا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا بجلی کی چوری تو صوبہ سندھ اور سرحد میں ہوتی ہے کراچی میں کنڈے ڈال کر مفت بجلی حاصل کی جاتی ہے جبکہ پنجاب میں پیسے دیکر بھی بجلی نہیں ہے (جس پر مبینہ طور پر شہباز شریف صاحب مسکراتے پائے گئے)۔

وزیراعلیٰ پنجاب جو اپنے آپ کو خادم اعلی پنجاب کھلوانے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں کہ اس طرح خادم کا لفظ لگا دینے سے ان کے تئیں وہ ہر قسم کی زمہ داریوں سے بری الذمہ ہو جانا چاہتے ہیں کیونکہ وزیراعلیٰ تو جواب دہ ہے عوام کو اور اسمبلی کو جبکہ خادم اعلیٰ کا مطلب یہ کہ خادم سے کس بات کی زمہ داری کی توقع۔

اسلام آباد میں گزشتہ دنوں لوڈشیڈنگ کے حوالے سے ہونے والی کانفرنس سے ایک بات تو واضع ہو ہی گئی کہ صاحب اختیار افراد جن کا تعلق چاہے وفاقی حکومت سے ہو یا پنجاب کی صوبائی حکومت سے ان کو یہ بات.بری طرح کھلتی ہے کہ کراچی کیونکر لوڈشیڈنگ کے ہولناک عذاب سے بچا ہوا ہے۔ اور کیوں نا کراچی کو بھی اٹھارہ گھنٹے کی اعلانیہ و غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کا شکار کرکے گھٹنوں کے بل جھکا لیا جائے۔ یعنی وڈیروں جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور ان جیسی سوچوں رکھنے والوں کی سوچیں تو کم از کم سب پر آشکار ہو ہی گئیں۔

بات دراصل یہ ہے بھائی شائدآپ بھی اس کی تائید کریں کہ کراچی میں ایک ایسی سیاسی تنظیم وجود رکھتی ہے جس کا نام ایم کیو ایم ہے اور جو اپنی سیاسی حکمت عملی اس طور پر بنانے پر قادر ہے کہ ملک پر حکومت چاہے پی پی پی کی ہو چاہے ن لیگ کی یا کسی اسٹیبلشمنٹ کی یا کسی کی بھی، کراچی کوئی پنجاب کے

خادم اعلیٰ یا کسی دوسرے .ڑبولیے کے زیر اثر چلنے والا شہر نہیں ہے بلکہ یہ ایک متوسط طبقے سے ابھری ہوئی ایک ایسی سیاسی تنظیم کا مینڈیٹ رکھنے والا شہر ہے جس کے متوسط اراکین اسمبلی اپنی زاتی جیبیں بھرنے اسمبلیوں میں نہیں بیٹھے ہوئے بلکہ اپنی سیاسی تحریک کے قائد الطاف حسین کے فکر و فلسفے پر عمل کرتے ہوئے ہر چیلنج کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور عوام کو ریلیف مہیا کرنے کی ہر ممکن کوشش میں لگے رہتے ہیں

جاری ہے

لوڈشیڈنگ اور مہنگائی کا عذاب زمہ واری کس کی ؟

مسلم لیگ ن کے میاں نواز شریف نے کہا کہ پرویز مشرف نے ملک کو لوڈشیڈنگ کے اندھیروں میں دھکیل دیا۔ نواز شریف صاحب نے خود جنرل مشرف کو چوہدری نثار کے مشورے پر آرمی چیف بنایا تھا چنانچہ کیا میاں نواز شریف نے ہی ملک کو مسائل کی دلدل میں نہیں پھنسا دیا تھا اور اس کی کبھی قوم سے معافی بھی مانگ لیں وہ اگر بڑائی کا ثبوت دیں۔ ایسا ہی واقعہ بھٹو صاحب کے ساتھ جنرل ضیا نے کیا۔ جنرل ضیا غلط نا ثابت ہوا مگر مشرف غلط ثابت کر دیا گیا کیوں بھائی ؟ جنرل مشرف کو برا بھلا کہنے والے اور خصوصاً میاں صاحبان سے کون کہے کہ یہ مصیبت آپ ہی کی لائی ہوئی تھی۔ ویسے فرمایا تو بالکل صحیح میاں صاحب نے، نا ہی مشرف میاں صاحب کو معاہدے کے خلاف وقت سے پہلے ملک آنے کی اجازت دیتے اور نا ہی ملک دوبارہ میاں صاحبان کے ادوار کی طرح مصائب و مسائل کا شکار بنتا کیونکہ ایک بات تو صاف ہے کہ مشرف کے دور میں نا تو توانائی کے شعبے میں اتنا برا حال تھا اور نا مہنگائی اتنی زیادہ تھی بلکہ خدا جھوٹ نا بلوائے تو ملک آج کے مسائل سے محفوظ ہی تھا جو میاں صاحب کی ملک اور سیاست میں واپسی کے بعد شروع ہوئی۔

میاں صاحب نے فرمایا کہ مسلم لیگ ن تاجر برادری کے مسائل سے آگاہ ہے۔ یہ بھی صحیح کہا میاں صاحب نے کیونکہ میاں صاحب کی سیاست کا مرکز صرف آگاہ ہونا ہی ہے باقی مسائل حل کرنا نہیں کیونکہ مسائل پچھلوں نے خراب کیے اور مسائل آنے والے حل کریں گے میاں صاحب کا فارمولہ صاف ظاہر ہے۔ بڑے مسائل میں ایک بڑا مسئلہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر بھی ہیں کہ جس مسئلہ پر ن لیگ کچھ نہیں کر سکتی دوسرے مسائل پر کیا کرے گی یہ بھی دیکھا ہوگا۔

شہباز شریف کبھی کراچی میں بجلی کی بلا تعطل فراہمی پر چراغ پا ہوتے ہیں اور کہتے پائے گئے کہ سب کو لوڈ شیڈنگ شئیر کرنی چاہیے یعنی جیسے بچے کھیل کود میں ہارنے کے بعد کھیل ہی بگاڑ دیتے ہیں کہ "نا تو خود کھیلیں گے اور نا کھیلنے دیں گے" چنانچہ کھیل خراب کرنے کا یہ رویہ شہباز شریف صاحب کی فطرت ثانیہ ہی بن گیا ہے جیسے انہوں نے طالبان کے حملوں سے خوفزدہ ہو کر کہا تھا کہ طالبان کو پنجاب میں حملے نہیں کرنے چاہیے کیونکہ پنجاب حکومت کے ذمہ داران (یعنی ن لیگ) بھی طالبان کی طرح کے نظریات رکھتے ہیں یعنی ایک طرح سے طالبان سے اپنی مماثلت کو ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ وگرنہ کیونکر شہباز شریف صاحب نے پنجاب پر "طالبان کو ہتھ ہولا رکھنے کا" بیان دیا تھا۔ ڈاکٹر اجمل نیازی نے اپنے کالم میں لکھا کہ چوہدری ظہیر الدین نے دلچسپ بات کہی ہے کہ نون لیگ فون لیگ ہو گئی ہے۔

۸۰ روپے کلو چینی خرید کر لوڈ شیڈنگ کے عذاب سے گھبرائے ہوئے لوگ واقعی پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ نواز شریف صاحب چاہتے کیا ہیں۔

جج بحال ہوئے تو لوگ خوش ہوئے کہ چلو جی انصاف دہلیز پر خود چل کر آئے گا اب اس انتظار میں لوگ اپنے کام کاج چھوڑ کر تو نہیں بیٹھ سکتے کہ نا معلوم کب انصاف دہلیز پر آئے دروازہ کھٹکھٹائے اور سائل کو موجود نا پا کر چلا جائے۔ کاش عدلیہ چینی اور پیٹرول کے مسئلے پر لوگوں کو مایوس نا کرتی۔ حکومتوں نے سپریم کورٹ کے احکامات کی توہین پر توہین کرنے کے ریکارڈ قائم کر دیئے مگر توبہ کیجیے جو آزاد عدلیہ کے ماتھے پر شکن بھی آئی ہو۔

ایسا کیوں ہے ؟

انگریزی کا لفظ 'abbreviated' جو دوسرے الفاظ کو چھوٹا یعنی ابریویٹ کرتا ہے خود اتنا بڑا کیوں ہے ؟

جو علاج ڈاکٹر مریض کے ساتھ کرتے ہیں ڈاکٹر حضرات اس کو پریکٹس کیوں کہتے ہیں ؟

کیا وجہ ہے کہ لیمن جوس تو بنایا جاتا ہے مصنوعی فلیور سے اور برتن دھونے کا لیکوڈ اصلی لیمن فلیور سے ؟

کیا وجہ ہے کہ ہم جس کے پاس اپنا پائی پیسہ سرمایہ کاری کے لیے جمع کرواتے ہیں وہ بروکر کہلاتا ہے ؟ (بروکر کنگال کو کہا جاتا ہے اردو میں)

کیا وجہ ہے کہ اس وقت کو رش آور کہا جاتا ہے جس وقت ٹریفک سب سے زیادہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا ہوتا ہے؟

کیوں کوئی چوہے کے فلیور کا بلی کا کھانا نہیں ہوتا ؟

کیونکر زہریلے خطرناک (لیتھل) انجیکشنز کی نیڈلز کو اسٹیریلائیز کیا جاتا ہے؟

کیا وجہ ہے کہ پورے جہاز کو اسی دھات سے نہیں بنایا جاتا جس دھات سے بلیک باکس کو بنایا جاتا ہے جو وہ بڑے سے بڑے حادثے میں بھی تباہ نہیں ہو پاتا اور محفوظ رہتا ہے؟

کیا وجہ ہے کہ بھیڑ شرنک یعنی سکڑتے نہیں جب بارش ہوتی ہے؟

اگر فضائی سفر اتنا ہی محفوظ ہے تو کیونکر ہوائی اڈوں کو ٹرمینل یعنی (ختم کرنے کی جگہ) کہا جاتا ہے۔

مسکراتے رہیے اور خوش رہیے دنیا میں ہر سوال ایسا نہیں ہوتا کہ جس کا جواب دیا جائے

سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ اور ن لیگی لیڈران کی جلن و پریشانی

حکومت پنجاب کی بے بسی اور بے حسی ملاحظہ ہو کہ چوہدری نثار صاحب کو یہ بات کتنی بری اور معیوب معلوم ہوئی کہ وفاقی سرکاری ملازمین کی بنیادی تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ کر دیا گیا۔

پورے پاکستان بھر کی کسی صوبائی حکومت کو اتنی جلن اور تکلیف عام سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کی خبر سے نہیں ہوئی جتنی پنجاب حکومت اور ن لیگی رہنماؤں کو ہوئی جس کی مثال چوہدری نثار احمد کے بیانات سے ہو سکتی ہے جس میں موصوف نے انتہائی چوہدرانہ انداز سے سرکاری ملازمین کی بنیادی تنخواہوں میں 50 فیصدی اضافہ کو حکومت پر بوجھ قرار دے دیا ہے۔

یہ کس حکیم نے کہا ہے کہ پنجاب حکومت کو بھی صوبائی سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اتنا ہی اضافہ کرنا لازمی ہے۔ خادم اعلیٰ چاہیں تو اپنے صوبے کے پولیس والوں کی اور موٹر وے ٹریفک پولیس کی تنخواہیں دگنی کرتے پھریں اور دوسرے اگر اپنے زیر اثر محکموں یا اداروں میں کچھ کرنا چاہیں تو میاں صاحبان کو خاص طور پر اور پنجاب حکومت کو عام طور پر جلن ہی محسوس ہوتی ہے۔ لہٰذا سوال یہ بھی ہے کہ کیا یہ بات لازمی ہے کہ اگر وفاقی حکومت

اپنے وفاقی ملازمین کی تنخواہوں میں جتنا اضافہ کرے صوبائی حکومتیں بھی اتنا ہی اضافہ کرنے کی پابند ہیں؟

دوسری بات جو پنجاب حکومت کی بددیانتی ثابت کرنے کے لیے کافی ہے وہ یہ ہے کہ وفاقی ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کی مد میں وفاق نے چالیس ارب روپے مختص کیے ہیں وفاقی بجٹ میں توکیا پنجاب حکومت کا دہائیاں دینا کہ پنجاب حکومت پر بھی چالیس ارب روپے ہی کا بوجھ پڑے گا اس لیے بھی سراسر جھوٹ اور بددیانتی پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ وفاقی ملازمین کی پورے پاکستان میں تعداد اتنی ہے کہ ان تمام کی تنخواہوں میں 50 فیصدی اضافہ پر وفاق نے چالیس ارب روپے مختص کیے جس میں ملک کے بڑے بڑے ادارے مثلاً ریلوے، سرکاری بینکس اور کئی دوسرے اداروں کے لاکھوں ملازمین شامل ہیں اب کیا وجہ ہے کہ پنجاب حکومت بھی وفاق کے برابر ہی یعنی چالیس ارب روپے کے بوجھ کی بات کر رہی ہے حالانکہ حکومت پنجاب کے صوبائی ملازمین کی تعداد وفاقی ملازمین کی تعداد میں ایک تہائی کا تناسب بھی نہیں رکھتے۔

ان تمام باتوں سے مجھ جیسے ایک ایک عام آدمی کے لیے بھی یہ سمجھنا دشوار نہیں ہے کہ وفاق کے برابر تنخواہوں کی مد میں چالیس ارب روپے کی رقم رکھ کر (حالانکہ پنجاب حکومت کے صوبائی ملازمین میں یہ رقم شائد دس پندرہ ارب روپے

سے زیادہ نہیں ہوگی) باقی بچ جانے والی رقم کو ہڑپ کرنے کی صوبائی کوششیں کی جارہیں ہیں اور صوبائی ملازمین کی تنخواہوں کی مد میں دس یا پندرہ ارب روپے چھوڑ کر باقی کے پچیس تیس ارب روپے پنجاب حکومت ہڑپ کرنے کی مکمل کوشش کرسکتی ہے۔ کیونکہ یہ بات ناقابل فہم ہے کہ بالفرض وفاقی ملازمین کی تعداد 20 لاکھ کے لگ بھگ ہے جس کے لیے وفاق کو چالیس ارب روپے مختص کرنے پڑے تو کیا پنجاب حکومت کے صوبائی ملازمین کی تعداد بھی 20 لاکھ کے لگ بھگ ہے جس کے لیے پنجاب حکومت بھی چالیس ارب روپے کے بوجھ کی بات کررہی ہے۔

اس طرح کی اوچھی حرکتیں کرکے حکومت پنجاب یا ن لیگ کے کرتا دھرتا کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں وفاق اگر سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں پندرہ یا بیس فیصد اضافہ کرتا تو یہی ن لیگی کہہ رہے ہوتے کہ یہ اضافہ تو سرکاری ملازمین اور ان کے خاندان والوں کے ساتھ مذاق ہے اور سرکاری ملازمین کے ساتھ ناانصافی ہے اور اب جبکہ حکومت پاکستان نے ملک کے دگرگوں حالات کے باوجود مہنگائی کے بڑھتے ہوئے طوفان سے سرکاری ملازمین کو کچھ ریلیف دینے کی کوشش کی تو بھی ن لیگی اس پر سیاست کررہے ہیں کہ یہ تو بوجھ ہوگا۔

کاش ن لیگی لیڈران مہنگائی کے ہاتھوں پسنے والے عوام کے حال پر رحم کھاتے ہوئے حکومتی اقدام کو سراہتے اور یہ کہتے کہ یہ اضافہ بھی ناکافی ہے اور

سرکاری ملازمین کے پے اسکیل ریوائز کرنے کے لیے جس کمیٹی نے سال بھر لگائے اس کی تجاویزات کے مطابق سرکاری ملازمین کی حالت زار کو بہتر بنانے کے اقدامات کیے جائیں تو لوگ بھی سکون کا سانس لیتے کہ شکر ہے کہ حکومت اور اپوزیشن کو سرکاری ملازمین اور عوام کے مسائل کا ادراک ہے اور دونوں یعنی حکومت اور اپوزیشن جس طرح اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے ایک ہوجاتے ہیں اسی طرح عوام کے مفادات کے لیے بھی ایک ہونے کے لیے تیار ہیں مگر افسوس کہ ن لیگیوں نے ماضی اور حال سے کوئی سبق نا سیکھنے کی لگتا ہے قسم ہی کھالی ہے۔

جلن شائد چوہدری نثار صاحب کو یہ ہوئی کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کا فیصلہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے کیونکر کرلیا کیونکہ لگتا ہے کہ ن لیگی اس معاملے میں اپنی متوقع اگلی حکومت میں کچھ کرنے کی منصوبہ بندی کررہے ہوں اور پیپلز پارٹی نے ان سے پہلے یہ اقدامات کرلیے تو ن لیگیوں کو شائد تکلیف ہوئی کہ کریڈٹ ہم لینا چاہ رہے تھے اور لے گئی پیپلز پارٹی۔

پنجاب حکومت کا ایک اقدام سستی روٹی کے تندور لگانا بھی ہے جس میں نیک نامی حکومت پنجاب لینے میں مصروف ہے اور سستی روٹی اسکیم کی مد میں ن لیگ کی حکومت پنجاب وفاق سے رقم کا مطالبہ کرتی ہے۔ اور حالات گواہ ہیں کہ جس تواتر سے ن لیگی جعلی ڈگری اور دوسری جعل سازیوں میں سامنے آرہے ہیں گزشتہ

دو ڈھائی سالوں سے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ن لیگ اس وقت ملک کی کرپٹ ترین جماعت کا روپ دھار چکی ہے اور شائد ہی کوئی مہینہ ایسا گزرتا ہو جس میں ن لیگیوں کی جعل سازیوں اور دھوکہ دہی کی کوئی بات عوام کے سامنے نا آتی ہو۔

نتیجہ

ورلڈ ویمن کانفرنس میں کئی ممالک کی خواتین مدعو تھیں۔۔۔ پہلی مندوب جو آکلینڈ سے تھی وہ کھڑی ہوئی اور بولی۔۔ "پچھلے سال ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ خاوند سے گھر کا کام لینا لازمی ہوگیا ہے۔ چنانچہ کانفرنس کے بعد جب میں گھر گئی تو میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ اب کھانا میں نہیں پکاؤں گی۔ تم خود ہی پکایا کرو۔ پہلے دن میں نے دیکھا کہ اس نے کچھ کام نہیں کیا تھا۔ دوسرے دن بھی یہی حال تھا مگر تیسرے دن میں میں کیا دیکھتی ہوں کہ اس نے بڑا اچھا روسٹ تیار کیا تھا۔ اب میرا شوہر سدھر گیا ہے"۔

سب خواتین نے تالیاں بجائیں۔

دوسری مقررہ جس کا تعلق امریکہ سے تھا۔ وہ کھڑی ہوئی اور بولی۔ "پچھلی بار جب میں کانفرنس سے گھر گئی تو اپنے شوہر سے جو اس وقت ٹی وی دیکھ رہا تھا، کہا کہ میں آئندہ کپڑے نہیں دھویا کروں گی۔ تم اپنے کپڑے خود دھوگے۔۔۔ "پہلے اور دوسرے دن تو اس نے کچھ نہیں کیا۔ مگر تیسرے دن یہ ہوا کہ نہ صرف وہ اپنے کپڑے دھو رہا تھا بلکہ میرے کپڑے بھی دھونے کے لیے پاس رکھے ہوئے

تھے۔

تیسری مندوب جس کا تعلق پاکستان سے تھا بولی۔۔ "پچھلے سال کانفرنس میں شرکت کے بعد میں گھر گئی تو میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ اب میں تمہارے کپڑے استری نہیں کروں گی۔ بلکہ اپنا ہر کام اب تم خود کروگے۔ اگلے دن مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ دوسرے دن بھی کچھ نظر نہیں آیا۔ تیسرے دن آنکھ کی سوجن کچھ کم ہوئی تو تھوڑا تھوڑا نظر آنے لگا تو بہنوں ہمارے ملک کے مرد بالکل نہیں بدلے۔

پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات اور قومی بے حسی و بے غیرتی

پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات جمہوری حکومت کے قیام کے بعد مزید بڑھ گئے ہیں اور مشرف کے کم و بیش ۸ برس کے دور حکومت میں دہشت گردی کے اتنے واقعات نہیں واقع ہوئے جتنے جمہوری دور حکومت میں پیش آ رہے ہیں اور افسوس کا مقام ہے کہ مشرف کے دور میں ہونے والی ہلاکتوں پر آواز بلند کرنے اور زکر کرنے والے موجودہ دور حکومت میں ہونے والے ظلم و ستم کے خلاف کوئی آواز اٹھانے پر بھی تیار نہیں ہیں اور قومی بے حسی بلاشبہ ترقی کی منازل طے کر رہی ہے۔
مثال کے طور پر ہمارے اس پلیٹ فارم یعنی ہماری ویب ڈاٹ کام پر بھی ہم نے عجیب قسم کی بے حسی اختیار کر لی ہے اور کسی ایک واقعے میں ہونے والی سو سے زائد اموات اور سینکڑوں زخمی ہونے والے پاکستانی شہریوں کے حق میں ہمارا کوئی ساتھی کیا ایسے واقعے کو اہمیت نہیں دے رہا جو کسی نے اس پر قلم اٹھانے کی زحمت کی ہو (مجھ سمیت کہ بھائی ٹائم نہیں تھا) اور طرح طرح کی کہانیاں اور قصے سنانے میں ہم مشغول رہتے ہیں۔
۹ جولائی کو مہمند ایجنسی کی تحصیل یکہ غنڈ میں ہونے والے خود کش حملے اور

کار بم دھماکے کے نتیجے میں خواتین اور بچوں سمیت ۱۱۱ سے زائد افراد ہلاک اور ۲۰۰ سے زائد افراد زخمی ہوئے اور مانو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی بات ہی نہیں ہوئی ہماری قومی زندگی اپنی رفتار سے رواں دواں ہے اور کوئی احساس زیاں اور کوئی احساس ذمہ داری اور معذرت کے ساتھ کیا ہم قومی حمیت اور قومی غیرت سے بالکل ہی ناآشنا ہوتے جارہے ہیں۔

مذکورہ واقعے میں روائتی طور پر تحریک طالبان پاکستان نے خودکش حملے کی ذمہ داری قبول بھی کرلی تھی۔ اور حسب روایت صدر مملکت اور وزیراعظم نے اس واقعے کی شدید مذمت بھی کرلی۔ اور وزیراعظم صاحب نے اس واقعے کی انکوائری کا حکم دیتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ حکومت عسکریت پسندوں کی اس قسم کی بزدلانہ کاروائیوں سے مرعوب نہیں ہوگی اور انتہا پسندی و دہشت گردی کی خلاف مہم جاری رہے گی۔

کیوں بھائیوں چند مخصوص بارہ مئی ٹائپ کی تاریخوں کو یاد رکھنے اور رکھانے کے بعد کیا مہمند ایجنسی جیسے ایک دہشت گردی کے واقعے کہ جس میں سو سے زائد انسانی جانیں ضائع ہوئیں ان کی مذمت کرنے اور ان پر افسوس کرنے کے لیے کیا ہمارے پاس چند الفاظ بھی نہیں ہیں کیا ان دہشت گردی کی کاروائیوں میں ہلاک ہونے والے مسلمان نہیں تھے کیا انسان نہیں تھے جو ان کی اموات پر کوئی

الفاظ بھی نہیں ہیں ہمارے پاس۔ اور کیا صرف حکومت اور سیاسی لیڈران کا ہی کام ہے کہ ایسے واقعات کے بعد مذمتی بیانات جاری کردیں اور ہم من حیث القوم ٹوٹنی ٹوٹنی جیسے خوابوں میں کھوئے رہیں۔

معذرت کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ افسوس قومی بے حسی اور بے غیرتی کی جس راہ پر ہم چل نکلے ہیں اس کا انجام اس سے کہیں زیادہ ذلت آمیز ہوتا ہے کہ جس انجام سے ہم گزر رہے ہیں کہ جس طرح کے چیپٹرز ہمارے ملک کے آئین ساز اداروں میں سرائیت کر چکے ہیں اور جس قسم کی سیاست اور حکومت ہمارے ملک میں ہو رہی ہے اس پر سوائے کف افسوس ملنے کے ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔ کاش ہم کچھ تو سمجھداری کا ثبوت دیں اور محنت، لگن، غیرت اور قومی مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے فرائض کو انجام دینے کی کوشش کریں۔ اور ہر بات میں حکومت کر رونے پیٹنے کے بجائے ہم اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکیں اور اپنی اصلاح کی کوششیں کریں۔

اپنے کالم کا اختتام اس شعر پر کرتا ہوں۔

جو سورما ہو تو چنگیز خان سے ٹکر لو
فقت مذمت چنگیز خان سے کیا ہوگا

اللہ کی آزمائش یا تنبیہ - سیلاب ا

الحمداللہ رب العالمین

گزشتہ کئی ہفتوں بلکہ شائد مہینوں سے ہماری ویب پر کچھ زیادہ پیش کرنے سے اپنے آپ کو معذور پاتا رہا پھر سوچا کہ چلو کچھ تو سلسلہ جاری رکھوں اور سردست سیلاب کی تباہ کاریوں اور اس کے نتیجے میں بے شمار انسانوں کو پیش آنے والے مسائل کو دیکھتے ہوئے سوچا کہ جتنا ہوسکا وہ تو کرتے ہی رہنا ہے مگر چلیں جی تحریر بھی شروع کردیں کہ سیکھنے اور سکھانے اور جاننے کا عمل تو جاری رہنا چاہیے۔

حالیہ دنوں میں بارش و سیلاب سے ہونے والی تباہ کاریوں کے نتیجے میں بے شمار انسان مملکت عزیز میں بے پناہ مصائب اور پریشانیوں کا شکار ہوئے۔ کہنے کو تو یہ اللہ کی طرف سے ہی تھا اب چاہے کوئی اس کو اللہ کی ناراضگی سے تعبیر کرے یا تنبیہ سے مگر درحقیقت اللہ کی طرف سے انعام اور اللہ ہی کی طرف سے گرفت و تنبیہات کا سلسلہ طویل ہے اور ہر حال میں اللہ کر کرنی ہو کر رہتی ہے اب انعامات ہوں یا مصائب و آزمائشیں اس سے اللہ بہتوں کو ہدایت نصیب فرمادیتا ہے اور جس کو چاہے بے مراد ہی رکھتا ہے۔ ہمیں ان حالات و

واقعات کو اتنے قریب سے دیکھنے کے بعد بھی اپنی مستیوں میں مست رہنے اور اپنے کو محفوظ سمجھتے ہوئے مشکلات کا شکار لوگوں کی صرف ٹی وی فوٹیجز دیکھ کر افسوس کرنے سے کام نہیں چلے گا بلکہ اللہ جب کسی پر کوئی آزمائش ڈالتا ہے تو اس کو ہوشیار ہو جانا چاہیے۔ روائیوں میں آتا ہے اللہ کے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی بادلوں کی گرج سنتے تھے یا سیاہ بادل آسمان پر دیکھتے تھے تو اللہ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے اور مختلف وظائف اور نمازوں میں مشغول رہا کرتے تھے اور اللہ سے توبہ واستغفار کے کلمات پڑھتے تھے تاکہ دوسروں کو بھی اللہ کے غصے اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا جائے تاکہ مسلمان ہر وقت اور ہر ہر گھڑی اللہ سے ڈر کر اپنے معاملات کو صحیح کرنے والا بن جائے۔

سیلاب کی تباہ کاریوں کے موضوع پر شیخ عبدالمجید صاحب کا ایک مضمون پڑھا تو آپ لوگوں کے ساتھ بھی شیئر کرنا چاہا۔

ملک میں جاری قانون طبعی، عام موسمی تغیر کا حادثہ، عذاب الہی کا حکم نہیں رکھتا۔" مگر قرآن کریم سے یہ پتہ ضرور چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بسا اوقات اسی مادی طبعی قوانین میں جب شدت پیدا کر دیتا ہے تو موسمی تغیرات غیر معمولی کروٹ لیتے ہیں گویا بارشوں میں شدت پیدا کر دی جاتی ہے تو یہ مخلوق خدا پر

تباہی.بربادی بن کر.برستی ہیں۔ دنیا میں اسکی بہت سی مثالیں ہیں مگر پاکستان میں حالیہ تباہ کن بارشوں کی بھی مثال دی جاسکتی ہے۔ یعنی جب عام طبعی قانون کے تحت موسمی تغیر جب مشیت الٰہی کے تحت غیر معمولی کروٹ لیں۔ تو کبھی زلزلوں' کبھی سونامی' سمندری طوفان بن کر نازل ہوتے ہیں۔ پھر زلزلوں سے بھی بعض ممالک کی سرزمین لرزش کھا رہی ہوتی ہے۔ خوفناک زلزلوں کے نظارے ایران' ترکی' اٹلی اور (2005 ء) پاکستان کی سرزمین پر بالخصوص آزاد کشمیر' اور کوہستان کی عمارتیں ہم تہہ بالا ہوتی دیکھ چکے ہیں۔ پاکستان کی حالیہ بارشیں جو سیلابی طوفانوں اور قیامت کی شکل اختیار کر گئی ہیں۔ ان قیامت خیز بارشوں کے تسلسل سے دریاؤں کی طغیانی نے پاک سرزمین کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا ہے۔ دیگر ممالک میں بھی جب قیامت خیز بارشیں.برستی ہیں تو سونامی طوفان کی صورت اختیار کر جاتی ہیں۔ زلزلے زمینوں میں لرزش پیدا کر دیتے ہیں۔ بعض ممالک کی زمینوں میں یہ زلزلے (جیسے چلی کی زمین) کو تہہ بالا کر کے رکھ دیا۔ یعنی طبعی حوادث جب غیر معمولی کروٹ لیں تو ہر عقل سلیم اس کو قہرالٰہی کے سوا اور کوئی نام نہیں دے سکتا۔۔ہاں یہ بھی درست ہے کہ دنیا میں جاری عام طبعی حوادث کو مذہب کے حوالے سے انہیں عذاب کا نام نہیں دیا گیا۔ مگر اسلام اور دیگر مذاہب کی رُو سے غیر معمولی حوادث کو جو اللہ تعالیٰ کی مشیت خاص کے تحت نازل' رونما ہوتے ہیں۔ ایسا ہر غیر معمولی قدرتی حادثہ عذاب کا آئینہ دار ہے۔ بسا اوقات مادی اور طبعی قوانین مومنوں

کے لئے رحمت اور نبیوں کے مخالف (آسمانی تعلیم کی باغی سرکش قوم کے لوگوں کے لئے) زحمت بن جاتے ہیں اور انہیں طبعی قوانین کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مادی طاقتوں کی ہلاکت پر مامور کردیا جاتا ہے۔ جو روحانی اور مذہبی اقدار کی نہ صرف منکر تھیں بلکہ مادی ذرائع کو استعمال کرکے روحانی اور مذہبی اقدار کو مٹانے کے درپے تھیں۔ اور عذاب الٰہی کی مورد ایسی غافل قومیں بھی تھیں جنہوں نے ایمان لانے کے بعد آسمانی تعلیم، شریعت کی پیروی کی بجائے خدا تعالیٰ سے آنکھیں موند کر چند من مانی مذہبی رسومات پر تکیہ کیا ہوا تھا۔

اللہ عزوجل کی آزمائش یا تنبیہ کا تسلسل - سیلاب ۲

آج دنیا قسم قسم کے عذابوں کی زد میں ہے۔ مثال کے طور پر متعدی بیماریاں پھیل جاتی ہیں زلزلے آتے ہیں' کوہ آتش فشاں پھٹ پڑتے ہیں' طوفان بادباراں آجاتے ہیں' سیلاب بلا خیز اُمڈ آتے ہیں آبادی کی آبادیاں صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو جاتی ہیں' ہزاروں' لاکھوں افراد لقمہ اجل بن جاتے ہیں اور جو موت کے منہ سے بچ جاتے ہیں ان میں سینکڑوں ہزاروں ایسی تکالیف میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ اس سے موت ہی بھلی۔ یہ حادثات اور مصائب و آلام انسان خود پیدا نہیں کرتا' آخر اس کا ذمہ دار کون ہے؟ سو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے یہ مصائب آلام بھی بہت حد تک خود انسان کے پیدا کردہ ہوتے ہیں۔ اور ان کی طرف اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ انعام میں فرماتا ہے۔۔۔یعنی کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے ہم کتنی ہی قوموں کو ہلاک کرچکے ہیں جنھیں ہم نے دنیا میں قوت دی ایسی قوت دی تھی جو تم کو نہیں دی اور ہم نے ان پر موسلا دھار بارشیں برسائی تھیں اور ایسی نہریں جاری کردی تھیں جو ان کے قبضے میں تھیں پھر ہم نے انہیں ان کے گناہوں اور (ظلم) کی وجہ سے ہلاک کردیا۔۔(الانعام آیت 6)۔

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو جہاں عذاب الٰہی سے ڈرایا وہاں ایمان کی

صورت میں اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں اور رحمتوں کا وارث بننے کا وعدہ دیا قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق یہی بارشیں رحمت الٰہی کا مظہر بھی بن سکتی تھیں۔ ایک امر تو بہرحال مقدر ہو چکا ہے کہ طبعی قانون کے نتیجہ میں اس علاقہ میں جہاں حضرت نوح کی قوم آباد تھی۔ بکثرت بارشیں برسنے والی تھیں۔ اس امر کا فیصلہ کہ یہ بارش رحمت کی ہو یا عذاب کی' قوم نوح پر چھوڑ دیا گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کہتے ہیں ۔: ترجمہ۔ میں نے ان سے کہا اپنے رب سے استغفار کرو وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ اگر تم توبہ کروگے تو برسنے والے بادل کو تمہاری طرف (رحمت بنا کر) بھیجے گا اور مالوں اور اولاد سے تمہاری امداد کریگا۔ اور تمہارے لئے باغات اگائے گا اور تمہارے لئے دریا چلائے گا۔ سورۃ نوح آیت 11،13) نوح کے قول کے مطابق (جو یقیناً وحی الٰہی تھا) یہ بارشیں) اگر وقفہ وقفہ کے ساتھ برستیں تو سیلاب لانے کی بجائے فیض رساں نہریں بہا دیتی اور اس کے نتیجہ میں حضرت نوح کی قوم کے اموال غیر معمولی برکت پاتے اور ان کے نفوس میں بھی برکت پڑتی۔" مگر حق کے انکار اور ان کی سرکشی اور بداعمالیوں نے لیکن افسوس کہ اس پانی کو عذاب کے پانی میں تبدیل کر دیا گیا۔ خطہ ارض کے کونہ کونہ میں طوفان نوح کی بربادی ایک مثل بن چکی ہے ۔ (سرزمین پاک بھی طوفان نوح کا نظارہ پیش کر رہی ہے)۔

اللہ عزوجل کی آزمائش یا تنبیہ کا تسلسل - سیلاب ۳

فرعون اور فرعونی گروہ کے لئے یہی پانی عذاب الٰہی کے طور پر استعمال کیا گیا۔ اور حضرت موسیٰ کے تعلق میں ہی پانی کے رحمت بننے کی ایک عملی مثال موجود ہے۔ جس پانی نے فرعون اور اس کے لشکر کو بے شمار وسائل کے باوجود دریائے نیل میں غرق مغلوب کیا۔ وہ پانی جب رحمت بنا تو ایک دودھ پیتے بچے (حضرت موسیٰ علیہ اسلام) کو ایک کمزور لکڑی کے صندوق میں اپنی لہروں پر بہائے ہوئے خطرے کی جگہ سے امن کے مقام پر لے گیا۔ اور ہلاکت کی بجائے نجات کا مؤجب بنا۔ کیونکہ اس بچہ نے بعد ازاں بڑے ہو کر نبوت کا دعویٰ کرنا تھا اور خدا کے عظیم الشان پیغمبر کے طور پر دنیا میں ظاہر ہونا تھا۔ لیکن دعویٰ نبوت کے بعد جب موسیٰ علیہ اسلام کا مقابلہ فرعون انتہائی طاقتور دشمن سے ہوا تو یہی پانی انتہائی طاقتور دشمن کو اپنے قومی وسائل کے باوجود خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے گیا۔ اہل بصیرت کیلئے اس میں فکر وتدبر کے سامان موجود ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں قوم نوح پر مسلسل شدید بارشوں اور زمین کے پانی کی سطح بلند ہونا اور اس کے نتیجہ میں ایک ہولناک عذاب کا سورۃ القمر آیت 11تا13 میں بجز مومنوں کے قوم نوح کی سیلاب میں غرقابی کا ذکر ہے۔ نوح کی دعا کہ میری قوم نے مجھے مغوب کرلیا ہے پس میرا بدلہ تو لے۔ فرمایا جس پر ہم نے بادل کے دروازے ایک

جوش سے بہنے والے پانی کے ذریعہ کھول دئے اور زمین میں بھی ہم نے چشمے پھوڑ دئے پس آسمان کا پانی (زمین کے پانی کے ساتھ) ایک ایسی بات کے لئے اکٹھا ہو گیا جس کا فیصلہ ہو چکا تھا۔" اس پانی کے طوفان سیلاب میں قوم نوح کی غرقابی ہوئی مگر اسی پانی نے نوح اور ان کے پیروکار قبل از وقت ان کی تیار کردہ کشتی نوح کے ذریعہ امن کی جگہ پر پہنچا دیا۔ اور پھر قرآن کریم میں سرکش قوموں پر عذابوں کے ذکر میں قوم لوط کے بارے فرمایا کہ ایک موعود عذاب نے قوم لوط کو دن چڑھتے ہی پکڑ لیا جس پر ہم نے اس بستی کی اوپر کی سطح کو نچلی کی سطح کردیا اور ان پر سنگریزوں کی سے بنے ہوئے پتھروں کی بارش برسائی۔ (سورۃ الحجرات 74.75) اور پھر عاد کی قوم کی بداعمالیوں سرکشیوں اور انکار کی پاداش میں عذاب کا ذکر ہے۔ یعنی ہم نے ایک ایسی ہوا بھیجی جو تیز چلنے والی تھی اور ایک دیر تک رہنے والے منحوس وقت میں چلائی گئی تھی۔ وہ لوگوں کو اکھیڑ پھینکتی تھی گویا وہ کھجور کے ایسے تنے ہیں جن کے اندر کا گودا کھایا ہوا ہے۔ (سورۃ القمر 19.21)۔

پس دنیا کا کوئی لامذہب بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ ہر نبی اپنے دعویٰ کے وقت کمزور ہی نہیں بلکہ اہل دنیا کو اتنا نظر آتا ہے کہ اس کا ہونا یا نہ ہونا گویا ان کے نزدیک برابر ہوتا ہے آدم سے لیکر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک بلا استثناء ہمیشہ یہی کہانی دوہرائی گئی۔

اس کے برعکس اس کے مخالفین کو ہر پہلو سے اس پر مکمل دنیاوی فوقیت حاصل تھی کیا بلحاظ تعداد، بلحاظ مال دولت، کیا بلحاظ سیاسی قوت اور کیا بلحاظ اسباب جنگ، ہر پہلو سے نبوت کے دعویدار کے مقابل پر اس کے دشمن اتنے طاقتور قوی تھے کہ وہ باآسانی انبیاء اور ان کے پیروکاروں کو ہلاک کر دینے کی پوری طاقت رکھتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو غالب کیا اور اس کے مقابل بلآخر یہ مادی طاقتیں خس وخاشاک کی طرح بہہ کر رہ گئیں۔

اللہ عزوجل کی آزمائش یا تنبیہ کا تسلسل - سیلاب ۴

عذاب تو قانون شریعت کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہے۔ خدا کسی کو عذاب دینے میں راضی نہیں۔ عذاب دینا خدا کی مستقل صفات میں داخل نہیں۔ وہ تو صرف انسان کے گناہوں اور نافرمانیوں کے عوض دیا جاتا ہے۔ اگر آدمی سرکشی چھوڑ دیں، تو بطور تقاضائے صفاتِ الٰہیہ کوئی عذاب لوگوں کے لئے نہیں ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ترجمہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ تم کو خوامخواہ کا عذاب دے۔ اگر تم مومن اور شکر گزار ہو۔ اس کی صفات تو شاکر اور علیم ہیں نہ کہ معذب اور موذی۔
(النساء 148)

خدا کی بے بہا نعمتوں عنایتوں اس کی رحمتوں کے علاوہ خدا کا عذاب دینا بھی اس لئے ضروری ہے کہ جس طرح ایک مالی پھل دار درختوں کی حفاظت کرتا ہے اور اس کو نقصان پہنچانے والی جڑی بوٹیوں کو تلف کرتا ہے ایسا ہی کام (یعنی عذاب دینا) خدا کے بڑے پلان کے ماتحت ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی قوم اپنی نافرمانی' سرکشی اور گناہوں کے ارتکاب میں حد سے گزر جاتی ہے۔ 'بار بار تنبیہ کے باوجود ظلم و عصیاں میں بڑھتی ہی چلی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے غیب کی بناء پر دیکھ لیتا ہے کہ اب مستقبل میں اس کے سدھرنے کا

قطعاً امکان نہیں تو وہ اسے زلزلوں، سیلابوں، مہلک اور تباہ کن بیماریوں یا جابر و سفاک سلاطین کے ذریعہ پکڑ لیتا ہے۔ عذاب اس لئے بھی ہیں باقی بچ جانے والے عبرت حاصل کریں توبہ کریں آسمانی تعلیم کی پیروی کے ذریعہ ہدایت پائیں۔ جس ملک میں (بالخصوص کراچی میں) پاکستان میں خوف خدا کے فقدان نے ابن آدم خدائی خدائی کر رہا ہے ابن آدم کے ہاتھوں خون کی ارزانی ہے۔ مذہبی، لسانی اور سیاسی اختلافات کی بناء پر ایک دوسرے کی ٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ جاری ہے۔ مساجد امام بارگاہوں کو بموں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اور خود مسلمان، مسلمان کی گردن زدنی کر رہا ہے۔ اس کی مثال داتا دربار پر انتہائی افسوس دہشت گردی کا حملہ ہے۔ اور بعض مذہبی و سیاسی جماعتیں امریکہ دشمنی کے رد عمل میں ریاست کے خلاف دہشت گردی کی کھل کر مذمت کرنے کی بجائے دہشت گردی کے جواز تلاش کر رہی ہیں۔ پاک سرزمین پر شب روز بے گناہ شہری دہشت گردی کا نشانہ بن رہے۔

ابن آدم کے انسانیت کش اقدام نے سرزمین پاک پر اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جگہ قسم قسم مصائب و آلام قیامت خیز بارشوں، سیلابوں کی پیدا کردہ عبرت ناک تباہی۔بربادی کے سامان نازل ہو رہے ہیں۔ یہ سب کچھ ابن آدم کے پیدا کردہ ہیں۔ خدا تعالیٰ اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔ یہ مصائب و آلام اور بلاؤں کے نزول انسانوں کی بداعمالیوں کی پاداش ہیں

"پھر ابن آدم کا خدا سے اس کا گلہ کرنا" کیونکر درست قرار دیا جاسکتا۔

غور طلب بات ہے کہ پہلے کی اقوام جن پر اللہ عزوجل کا غیظ و غضب نازل ہوا اور جن کو اللہ نے عبرت کی مثال بنا کر پیش کیا ان میں سے کوئی کسی مخصوص دن شکار کے نتیجے میں ہلاک ہوئے کوئی کم تولنے پر کوئی ازلام پرستی پر۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ ہمارے معاشرے میں کون سا ایسا کام نہیں ہو رہا جس پر اللہ چاہے تو زمین الٹ پلٹ کر ہمیں کوئی ایک عذاب نہیں بلکہ عذابوں کا کوئی مکمل پیکج دے دے۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اللہ ہمارے اعمال میں بہتری پیدا فرمائے اور ہمیں ہدایت نصیب فرمائے تاکہ ہمیں حکمران بھی ہدایت یافتہ ہی مل سکیں کیونکہ جیسی قوم ہوتی ہے ویسے ہی اس کے حکمران ہوتے ہیں۔

آپ کی دعاؤں کا طالب

محمد فرقان

کراچی میں ضمنی انتخاب سے فرار اور شرپسندی

رضا حیدر کی شہادت کے نتیجے میں خالی ہونے والی صوبائی نشست پی ایس ۹۴ پر کل بلکہ آج یعنی سترہ اکتوبر ۲۰۱۰ کو ضمنی انتخاب ہونے جارہا ہے جس میں کچھ گھنٹے پہلے ہی زور شور سے فتح اور کامیابی کے دعوے کرنے والی اے این پی نے کوئی راہ نا پاتے ہوئے اس نشست کے انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ حلقہ بھی ایم کیو ایم کا ووٹ بینک رکھنے والا حلقہ ہے اور گزشتہ انتخابات میں ایم کیو ایم کے امیدواران نے ہی اس حلقے سے شاندار کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ جیسے گزشتہ انتخابات یعنی ۲۰۰۸ کے انتخابات میں شہید رضا حیدر نے اس حلقے سے ۸۹ ہزار سے زیادہ ووٹ حاصل کیے تھے اور ان کے مقابلے میں پی پی پی کے امیدوار پانچ ہزار سے بھی کم ووٹ لینے میں کامیاب ہوئے تھے۔

رضا حیدر کی شہادت کے بعد خالی ہونے والی اس نشست پر گزشتہ مہینے انتخاب ہونا تھا مگر لندن میں شہید انقلاب ڈاکٹر عمران فاروق کی شہادت کے بعد الیکشن کمیشن نے اس حلقے کے انتخابات کی تاریخ میں توسیع کرتے ہوئے انتخاب کی تاریخ ۱۷ اکتوبر ۲۰۱۰ مقرر کی جس پر اے این پی نے اپنی کمپنی کی مشہوری کے لیے بڑے بیانات وغیرہ دیے جیسے انتخابی تاریخ کی توسیع سے اس کی فتح

شکست میں تبدیل ہو جائے گی۔
کافی دعوے کرنے والی اے این پی اس ضمنی انتخاب سے پہلے پورے حلقے میں کہیں چند ہزار کے انتخابی جلسے بھی منعقد نا کر کی جبکہ ۱۵ اکتوبر کو ایم کیو ایم نے انخابی جلسے کا انعقاد کیا جس میں ہزارہا لوگوں نے شرکت کی۔ جس سے اس حلقے میں الیکشن کی فاتح جماعت کا تعین کرنے میں ہر ایک کو بڑی آسانی ہو گئی۔
جیسا کہ مصطفیٰ کمال نے بڑی درست بات کہی کہ ہماری سیاسی غیرت کا کیا کہنا، کہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ رضا حیدر کی اپنے مدمقابل حریف پر ۸۵ ہزار ووٹوں کی برتری کے بعد اور ان کی شہادت کے اس حلقے میں ہونے والے ضمنی انتخاب میں کسی سیاسی جماعت کو ایم کیو ایم کے خلاف اپنا امیدوار نہیں کھڑا کرنا چاہیے تھا کہ جیسے غالباً پی پی اور دوسری سیاسی جماعتوں نے اپنا کوئی امیدوار اس حلقے سے کھڑا نہیں کیا۔ مگر غیرت کے دعوے کرنے والے اے این پی کی تھنک ٹینک کے ٹینکرز کی تو بات ہی نرالی نکلی۔
پہلے تو ایم کیو ایم کے خلاف انتخابات میں کامیابی کے بوگس اور بونگے دعوے اس حلقے کے حوالے سے کیے گئے اور جب اندازہ ہو گیا کہ چند گھنٹوں کے بعد

الیکشن ہونے جارہے ہیں تو انتخاب کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔

انتخاب میں حصہ لینا یا بائیکاٹ کرنا ہر جماعت یا امیدوار کا حق ہے مگر انتخابات سے بائیکاٹ کرنے کے اپنے زیر اثر علاقوں سے گزرنے والے دوسرے لوگوں کو نا گزرنے دینا یا بسوں پر فائرنگ کر دینا کونسی سیاست ہے۔

رات کے اس پہر ہماری ویب کے مندرجہ ذیل لنک کے مطابق

http://hamariweb.com/news/newsdetailimage.aspx?

id=331423

کراچی کے مختلف علاقوں میں فائرنگ کے واقعات میں آٹھ افراد جاں بحق جبکہ دس شدید زخمی ہوگئے۔ پولیس کے مطابق گارڈن کے علاقے دھوبی گھاٹ میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے تین افراد ہلاک ہوگئے۔ بلدیہ ٹاؤن میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے تین افراد شدید زخمی ہوئے۔ جن میں سے ایک شخص زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اسپتال میں چل بسا۔ قصبہ موڑ پر فائرنگ سے ایک شخص جاں بحق جبکہ گھاس منڈی کے قریھب موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ کے نتیجے میں بچے سمیت دو افراد زخمی ہوگئے۔ مسکن چورنگٹ اور کٹی پہاڑی پر نامعلوم افراد کی فائرنگ سے دو افراد جاں بحق ہوگئے۔ بلدیہ ٹاؤن، بنارس، کٹی پہاڑی، گھاس منڈی، سہراب

گوٹھ، میٹروویل، ابوالصفہانی روڈ اور پہلوان گوٹھ اور دیگر علاقوں میں وقفے وقفے سے فائرنگ کا سلسلہ جاری ہے جس کی وجہ سے شہر بھر میں خوف وہرس کی فضا قائم ہے۔

مندرجہ بالا خبر کے علاوہ ٹی وی خبروں میں ہلاک شدگان کی تعداد ۱۳ سے تجاوز کرچکی ہے۔ ایک حلقے میں ہونے والے ضمنی انتخاب کسی کو اتنے ناگوار معلوم ہورہے ہیں کہ بے گناہوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے اور یہ تاثر دیا جارہا ہے کہ کراچی بدامنی کا شکار ہے۔

کاش اس انتخاب کا بائیکاٹ کرنے والے کھلے دل سے اس ضمنی انتخاب میں حصہ لیتے اور ہارنے والا کھلے دل سے اپنی ہار کو تسلیم کرتا۔ اور اللہ کرے کہ اس ضمنی انتخاب میں کامیابی حاصل کرنے والا اللہ کا شکر ادا کرے اور ہارنے والا اپنی ہار تسلیم کرتے ہوئے عوامی مینڈیٹ کو تسلیم کرے ناکہ شہر قائد کو ٹارگٹ کلنگ کا شکار بنا کر پیش کرے۔

یہ کھیل اب ختم ہونا چاہیے کہ نا کھیلیں گے اور نا کھیلنے دیں گے کیونکہ اے این پی کو یہ بات اچھی طرح سے یاد رکھنی چاہیے کہ گزشتہ انتخابات میں چند پارٹیوں کے انتخابی بائیکاٹ کے نتیجے میں ہی اے این پی کراچی میں دو نشستیں

اور خیبر میں حکومت بنانے میں کامیاب ہوپائی ہے باقی آنے والے انتخابات میں اے این پی اپنے ووٹ بینک کو اچھی طرح جان اور پہچان جائے گی۔

شہر میں ہونے والی بے گناہ ہلاکتوں پر دل افسردہ بھی ہے اور اللہ سے امید ہے کہ کہ کل ہونے والے الیکشن پرامن طریقے سے انجام پذیر ہوں اور اس کے بعد بھی شہر قائد کی فضا کو مزید ہلاکتوں سے بچایا جائے جسکے لیے قانون نافذ کرنے والے اداروں کا کردار بہت اہم ہے اور خصوصا رینجرز کو جو غیر معمولی اختیارات دیے گئے ہیں تاکہ شہر میں امن و امان کو یقینی بنایا جاسکے۔

کل ہونے والے انتخاب میں جیتنے والوں کو پیشگی مبارک باد اور ہارنے والوں سے التماس ہے کہ براہ مہربانی شہر میں اپنی انتخابی ہار کے نتیجے میں کسی قسم کی خونریزی اور شرپسندی سے باز رہا جائے۔

مسجد کا عشق

ایک شخص نے یوں قصہ سنایا کہ میں اور میرے ماموں نے حسب معمول مکہ حرم شریف میں نماز جمعہ ادا کی اور گھر کو واپسی کیلئے روانہ ہوئے۔ شہر سے باہر نکل کر سڑک کے کنارے کچھ فاصلے پر ایک بے آباد سنسان مسجد آتی ہے، مکہ شریف کو آتے جاتے سپر ہائی وے سے بارہا گزرتے ہوئے اس جگہ اور اس مسجد پر ہماری نظر پڑتی رہتی ہے اور ہم ہمیشہ ادھر سے ہی گزر کر جاتے ہیں مگر آج جس چیز نے میری توجہ اپنی طرف کھینچ لی تھی وہ تھی ایک نیلے رنگ کی فورڈ کار جو مسجد کی خستہ حال دیوار کے ساتھ کھڑی تھی، چند لمحے تو میں سوچتا رہا کہ اس کار کا اس سنسان مسجد کے پاس کیا کام! مگر اگلے لمحے میں نے کچھ جاننے کا فیصلہ کرتے ہوئے اپنی کار کی رفتار کم کرتے ہوئے مسجد کی طرف جاتی کچی سائڈ روڈ پر ڈال دیا، میرا ماموں جو عام طور پر واپسی کا سفر غنودگی میں گزارتا ہے اس نے بھی اپنی آنکھوں کو وا کرتے ہوئے میری طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا، کیا بات ہے، ادھر کیوں جا رہے ہو؟

ہم نے اپنی کار کو مسجد سے دور کچھ فاصلے پر روکا اور پیدل مسجد کی طرف چلے، مسجد کے نزدیک جانے پر اندر سے کسی کی پر سوز آواز میں سورۃ الرحمٰن

تلاوت کرنے کی آواز آرہی تھی، پہلے تو یہی ارادہ کیا کہ باہر رہ کر ہی اس خوبصورت تلاوت کو سنیں، مگر پھر یہ سوچ کر کہ اس بوسیدہ مسجد میں جہاں اب پرندے بھی شاید نہ آتے ہوں، اندر جا کر دیکھنا تو چاہیئے کہ کیا ہو رہا ہے؟

ہم نے اندر جا کر دیکھا ایک نوجوان مسجد میں جاء نماز بچھائے ہاتھ میں چھوٹا سا قرآن شریف لئے بیٹھا تلاوت میں مصروف ہے اور مسجد میں اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

بلکہ ہم نے تو احتیاطاً ادھر ادھر دیکھ کر اچھی طرح تسلی کر لی کہ واقعی کوئی اور موجود تو نہیں ہے۔

میں نے اُسے السلام و علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہا، اس نے نظر اُٹھا کر ہمیں دیکھا، صاف لگ رہا تھا کہ کسی کی غیر متوقع آمد اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی، حیرت اس کے چہرے سے عیاں تھی۔

اُس نے ہمیں جواباً وعلیکم السلام و علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہا۔

میں نے اس سے پوچھا، عصر کی نماز پڑھ لی ہے کیا تم نے، نماز کا وقت ہو گیا ہے اور ہم نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔

اُس کے جواب کا انتظار کئے بغیر میں نے اذان دینا شروع کی تو وہ نوجوان قبلہ کی طرف رخ کئے مسکرا رہا تھا، کس بات پر یا کس لئے یہ مسکراہٹ، مجھے پتہ نہیں تھا۔ عجیب معمہ سا تھا۔

پھر اچانک ہی اس نوجوان نے ایک ایسا جملہ بولا کہ مجھے اپنے اعصاب جواب دیتے نظر آئے،

نوجوان کسی کو کہہ رہا تھا؛ مبارک ہو، آج تو باجماعت نماز ہوگی۔

میرے ماموں نے بھی مجھے تعجب بھری نظروں سے دیکھا جسے میں نظرانداز کرتے ہوئے اقامت کہنا شروع کردی۔

جبکہ میرا دماغ اس نوجوان کے اس فقرے پر اٹکا ہوا تھا کہ مبارک ہو، آج تو باجماعت نماز ہوگی۔

دماغ میں بار بار یہی سوال آرہا تھا کہ یہ نوجوان آخر کس سے باتیں کرتا ہے، مسجد میں ہمارے سوا کوئی بندہ و بشر نہیں ہے، مسجد فارغ اور ویران پڑی

ہے۔ کیا یہ پاگل تو نہیں ہے؟
میں نے نماز پڑھا کر نوجوان کو دیکھا جو ابھی تک تسبیح میں مشغول تھا۔
میں نے اس سے پوچھا، بھائی کیا حال ہے تمہارا؟ جسکا جواب اس نے 'بخیر و للہ الحمد' کہہ کر دیا۔
میں نے اس سے پھر کہا، اللہ تیری مغفرت کرے، تو نے میری نماز سے توجہ کھینچ لی ہے۔ 'وہ کیسے' نوجوان نے حیرت سے پوچھا۔
میں نے جواب دیا کہ جب میں اقامت کہہ رہا تھا تو نے ایک بات کہی مبارک ہو، آج تو باجماعت نماز ہو گی۔
نوجوان نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ اس میں ایسی حیرت والی کونسی بات ہے؟
میں نے کہا، ٹھیک ہے کہ اس میں حیرت والی کوئی بات نہیں ہے مگر تم بات کس سے کر رہے تھے آخر؟

نوجوان میری بات سن کر مسکرا تو ضرور دیا مگر جواب دینے کی بجائے اس نے اپنی نظریں جھکا کر زمین میں گاڑ لیں، گویا سوچ رہا ہو کہ میری بات کا جواب دے یا نہ دے۔

میں نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ مجھے نہیں لگتا کہ تم پاگل ہو، تمہاری شکل بہت مطمئن اور پر سکون ہے، اور ماشاء اللہ تم نے ہمارے ساتھ نماز بھی ادا کی ہے۔

اس بار اُس نے نظریں اُٹھا کر مجھے دیکھا اور کہا؛ میں مسجد سے بات کر رہا تھا۔

اس کی بات میرے ذہن پر بم کی طرح لگی، اب تو میں سنجیدگی سے سوچنے لگا کہ یہ شخص ضرور پاگل ہے۔

میں نے ایک بار پھر اس سے پوچھا، کیا کہا ہے تم نے؟ تم اس مسجد سے گفتگو کر رہے تھے؟ تو پھر کیا اس مسجد نے تمہیں کوئی جواب دیا ہے؟

اُس نے پھر مسکراتے ہوئے ہی جواب دیا کہ مجھے ڈر ہے تم کہیں مجھے پاگل نہ

سمجھنا شروع کر دو۔

میں نے کہا، مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے، یہ فقط پتھر ہیں، اور پتھر نہیں بولا کرتے۔

اُس نے مسکراتے ہوئے کہا کہ آپکی بات ٹھیک ہے یہ صرف پتھر ہیں۔

اگر تم یہ جانتے ہو کہ یہ صرف پتھر ہیں جو نہ سنتے ہیں اور نہ بولتے ہیں تو باتیں کس سے کیں؟

نوجوان نے نظریں پھر زمیں کی طرف کر لیں، جیسے سوچ رہا ہو کہ جواب دے یا نہ دے۔

اور اب کی بار اُس نے نظریں اُٹھائے بغیر ہی کہا کہ ؛

میں مسجدوں سے عشق کرنے والا انسان ہوں، جب بھی کوئی پرانی، ٹوٹی پھوٹی یا ویران مسجد دیکھتا ہوں تو اس کے بارے میں سوچتا ہوں

مجھے خیال آجاتا ہے جب لوگ اس مسجد میں نمازیں پڑھا کرتے ہونگے۔
پھر میں اپنے آپ سے ہی سوال کرتا ہوں کہ اب یہ مسجد کتنا شوق رکھتی ہوگی کہ کوئی تو ہو جو اس میں آکر نماز پڑھے، کوئی تو ہو جو اس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے۔ میں مسجد کی اس تنہائی کے درد کو محسوس کرتا ہوں کہ کوئی تو ہو جو ادھر آکر تسبیح و تحلیل کرے، کوئی تو ہو جو آکر چند آیات پڑھ کر ہی اس کی دیواروں کو ہلا دے۔
میں تصور کر سکتا ہوں کہ یہ مسجد کس قدر اپنے آپ کو باقی مساجد میں تنہا پاتی ہوگی۔
کس قدر تمنا رکھتی ہوگی کہ کوئی آکر چند رکعتیں اور چند سجدے ہی ادا کر جائے اس میں۔
کوئی بھولا بھٹکا مسافر، یا راہ چلتا انسان آکر ایک اذان ہی بلند کردے۔
پھر میں خود ہی ایسی مسجد کو جواب دیا کرتا ہوں کہ اللہ کی قسم، میں ہوں جو تیرا شوق پورا کرونگا۔

اللہ کی قسم میں ہوں جو تیرے آباد دنوں جیسے ماحول کو زندہ کرونگا۔
پھر میں ایسی مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت پڑھتا ہوں اور قرآن شریف کے ایک سیپارہ کی تلاوت کرتا ہوں۔
میرے بھائی تجھے میریباتیں عجیب لگیں گی مگر اللہ کیقسم میں مسجدوں سے پیار کرتا ہوں، میں مسجدوں کا عاشق ہوں۔
میریآنکھوں آنسوؤں سے بھر گئیں، اس بار میں نے اپنینظریں زمیں میں ٹکا دیں کہ کہیں نوجوان مجھے روتا ہوا نہ دیکھ لے ،
اُس کیباتیں۔۔۔۔۔ اُس کا احساس۔۔۔۔۔ اُسکا عجیب کام۔۔۔۔۔اور اسکا عجیب اسلوب۔۔۔۔۔کیا عجیب شخص ہے جسکا دل مسجدوں میں اٹکا رہتا ہے۔۔۔۔۔
میرے پاس کہنے کیلئے اب کچھ بھیتو نہیں تھا۔
صرف اتنا کہتے ہوئے کہ، اللہ تجھے جزائے خیر دے، میں نے اسے سلام کیا، مجھے

اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا کہتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا۔
مگر ایک حیرت ابھی بھی باقی تھی۔
نوجوان نے پیچھے سے مجھے آواز دیتے ہوئے کہا تو میں دروازے سے باہر جاتے جاتے رُک گیا،
نوجوان کی نگاہیں ابھی بھی جُھکی تھیں اور وہ مجھے کہہ رہا تھا کہ جانتے ہو جب میں ایسی ویران مساجد میں نماز پڑھ لیتا ہوں تو کیا دعا مانگا کرتا ہوں؟
میں نے صرف اسے دیکھا تاکہ بات مکمل کرے۔
اس نے اپنی بات کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا میں دعا مانگا کرتا ہوں کہ
'اے میرے پروردگار، اے میرے رب! اگر تو سمجھتا ہے کہ میں نے تیرے ذکر، تیرے قرآن کی تلاوت اور تیری بندگی سے اس مسجد کی وحشت و ویرانگی کو دور کیا ہے تو اس کے بدلے میں تو میرے باپ کی قبر کی وحشت و ویرانگی کو دور فرما دے، کیونکہ تو ہی رحم و کرم کرنے والا ہے'

مجھے اپنے جسم میں ایک سنسناہٹ سی محسوس ہوئی، اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔

پیارے دوست، پیاری بہن

!کیا عجیب تھا یہ نوجوان، اور کیسی عجیب محبت تھی اسے والدین سے

کسطرح کی تربیت پائی تھی اس نے؟

اور ہم کس طرح کی تربیت دے رہے ہیں اپنی اولاد کو؟

ہم کتنے نافرض شناس ہیں اپنے والدین کے چاہے وہ زندہ ہوں یا فوت شدہ؟

بس اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نیک اعمال کی توفیق دے اور ہمارا نیکی پر خاتمہ کرے،
اللھم آمین

ازراہ کرم! اگر آپ کو اس ایمیل کا موضوع اچھا لگا ہے تو اپنے ان احباب کو

بھیج دیجیئے جن کا آپ چاہتے ہیں بھلا اور فائدہ ہو جائے۔

مت بھولئے کہ نیکی کی ترغیب دلانے والے کو نیکی کرنے والے جتنا ثواب ملتا ہے۔

کیا کبھی آپ میں سے کسی نے یہ سوچا ہے کہ موت کے بعد کیا ہوگا؟ جی ہاں موت کے بعد کیا ہوگا؟

تنگ وتاریک گڑھا، گھٹاٹوپ اندھیرا، وحشت و ویرانگی، سوال و جواب، سزا وجزا،اور پھر جنت یا دوزخ۔

یا اللہ، سب کے دکھ درد اور پریشانیاں دور فرمادے۔

مچھر اور انسان

انسانوں کو اذیت دینے والے حشرات میں مچھر کا نام بہت نمایاں ہے۔ یہ نہ صرف انسانوں کا خون چوستے ہیں بلکہ اس عمل میں انسانوں کو ایک غیر معمولی تکلیف بھی پہنچاتے ہیں۔ خون چوسنے اور تکلیف پہنچانے کے علاوہ مچھر بعض جان لیوا بیماریوں کا سبب بھی بن جاتے ہیں۔ جیسے ملیریا، زرد بخار اور ڈینگو کی بیماریاں وغیرہ۔

ہمارے ملک پاکستان میں جہاں عوامی مسائل کو حل کرنا، صاحب اقتدار لوگوں کی ترجیحات میں شامل نہیں ہے، ایک عام آدمی کے پاس صرف یہی راستہ بچتا ہے کہ وہ مضر صحت دھواں اور بو پیدا کرنے والی پروڈکٹس سے مچھروں کو گھر سے بھگانے کی کوشش کرے۔ یہ کوشش اکثر ناکام ہی جاتی ہے اور مچھر بلا خوف وخطر رات بھر انسانوں کو کاٹتے رہتے ہیں۔

مچھر انسانوں کو سوتے ہوئے ہی نہیں، جاگتے ہوئے بھی کاٹ لیتے ہیں۔ مچھر یہ کام اتنی آہستگی سے کرتے ہیں کہ انسان کو اس وقت اس واردات کا پتہ چلتا ہے جب مچھر دانے اور جلن کی نشانی پیچھے چھوڑ کر اڑ چکا ہوتا ہے۔ ان میں اس قدر پھرتی ہوتی ہے کہ آدمی اگر ہاتھ مار کر انہیں مارنے کی کوشش کرے تو وہ

پلک جھپکنے میں اس حملے کی پہنچ سے دور نکل جاتے ہیں۔ تاہم کوئی مچھر اگر خون پی پی کر بہت موٹا ہو جائے یا خون چوسنے کے عمل میں بالکل غافل ہو جائے تو انسان کا تیز رفتار حملہ اسے کچل کر رکھ دیتا ہے۔ خون چوسنے میں حد سے زیادہ انہماک اور غفلت جس طرح مچھر کی موت کا سبب بن جایا کرتا ہے اسی طرح دنیا کمانے میں حد سے زیادہ انہماک اور غفلت انسان کی بربادی کا سبب بن جاتا ہے۔

اس دنیا کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی آزمائش کے لیے بنایا ہے۔ اسبابِ دنیا اس کی زندگی کی بقا کے لیے ضروری ہے۔ لیکن جب انسان آخرت کو بھول کر دنیا کے حصول کو اپنا مقصد بنالیتا ہے تو پھر غفلت کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ اسباب زندگی کا ایک حد سے زیادہ انسان کے پاس اکٹھا ہو جانا اسے شیطان کے لیے تر نوالہ بنا دیتا ہے۔ رزق حرام، لالچ، تکبر، بخل، اسراف اور ان جیسے ان گنت ہتھیار شیطان اپنے ہاتھوں میں لیے انسان کا شکار کرنے کو بیٹھا ہے۔ دنیا کو مقصود بنالینے والا غافل انسان شیطان کا سب سے آسان ہدف ہوتا ہے۔ اور مچھر جیسا یہ غافل انسان شیطان کے پہلے حملے ہی میں اپنی آخرت گنوا بیٹھتا ہے۔

بشکریہ

ریحان احمد یوسفی صاحب

سبق آموز سبق

کلاس روم میں سناٹا طاری تھا۔ طلبا کی نظریں کبھی استاد کی طرف اٹھتیں اور کبھی بلیک بورڈ کی طرف۔ استاد کے سوال کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔ سوال تھا ہی ایسا۔ استاد نے کمرے میں داخل ہوتے ہی بغیر ایک لفظ کہے بلیک بورڈ پر ایک لمبی لکیر کھینچ دی۔ پھر اپنا رخ طلبا کی طرف کرتے ہوئے پوچھا، ''تم میں سے کون ہے جو اس لکیر کو چھوئے بغیر اسے چھوٹا کر دے ؟''۔ ''یہ ناممکن ہے۔''، کلاس کے سب سے ذہین طالبعلم نے آخر کار اس خاموشی کو توڑتے ہوئے جواب دیا۔ ''لکیر کو چھوٹا کرنے کے لیے اسے مٹانا پڑے گا اور آپ اس لکیر کو چھونے سے بھی منع کر رہے ہیں۔'' باقی طلبا نے بھی گردن ہلا کر اس کی تائید کر دی۔ استاد نے گہری نظروں سے طلبا کو دیکھا اور کچھ کہے بغیر بلیک بورڈ پر پچھلی لکیر کے متوازی مگر اس سے بڑی ایک اور لکیر کھینچ دی۔ جس کے بعد سب نے دیکھ لیا کہ استاد نے پچھلی لکیر کو چھوئے بغیر اسے چھوٹا کر دیا تھا۔ طلبا نے آج اپنی زندگی کا سب سے بڑا سبق سیکھا تھا۔ دوسروں کو نقصان پہنچائے بغیر، ان کو بدنام کیے بغیر، ان سے حسد کیے بغیر، ان سے الجھے بغیر ان سے آگے نکل جانے کا ہنر چند منٹ میں انہوں نے سیکھ لیا تھا۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے جس فطرت پر پیدا کیا ہے اس میں اپنا موازنہ دوسروں سے کر کے ان سے آگے بڑھنا انسان کی طبیعت میں شامل ہے۔ اس کام کو کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ دوسرے کو چھوٹا بنانے کی کوشش کی جائے۔ مگر ایسی صورت میں انسان خود بڑا نہیں ہوتا۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دوسروں سے الجھے بغیر خود کو مضبوط، طاقتور اور بڑا بنانے پر توجہ دی جائے۔ دوسرے اس شکل میں بھی چھوٹے ہوجاتے ہیں، مگر اصل بات یہ ہے کہ اس عمل میں انسان خود بڑا ہوجاتا ہے۔

دوسروں سے الجھے بغیر آگے بڑھنا، خدا کی دنیا میں ترقی کا اصل طریقہ ہے۔ فرد اور قوم دونوں کے لیے دیرپا اور مستقل ترقی کا یہی واحد راستہ ہے۔

کاش ہمارے ملک کے سیاستدان اس سبق سے سبق حاصل کریں اور دوسروں کو مٹانے، فتح کرنے اور ہتھیار اٹھانے کی باتیں چھوڑ کر ہوشمندی اور تعمیر کی باتیں کرنا شروع کریں۔

کاش ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے اور ایک دوسرے کو ذلیل اور بدکردار ثابت کرنے کے بجائے ہم ایک دوسرے کی عزت ایسے ہی کرنا سیکھیں کہ جیسی عزت ہم دوسروں سے چاہتے ہیں اور دوسروں کا احترام اپنے اوپر واجب قرار دے لیں اور

اپنے کردار کی تعمیر پر توجہ دیں اور دوسروں کی چھوٹی چھوٹی خامیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ کسی کی خامیوں پر پردہ ڈالتے ہوئے اس کو سمجھانا بجھانا تو نفع دے سکتا ہے مگر کسی کی خامیوں کو اچھالتے ہوئے اس کی عزت تار تار کرنے سے دوسرا اپنی خامیوں کو بھی درست سمجھتے ہوئے آپ سے ہی الجھتا رہے گا اور اپنی غلطیوں پر توجہ نہیں دے سکے گا۔

جہاں رہیے اللہ کے بندوں کے لیے باعثِ آزار نہیں، باعثِ رحمت بن کر رہیے۔

یہ موضوع (چند ایک باتوں کے علاوہ) میرے ایک دوست نے مجھے ای میل کیا تھا اس تحریر کی معنویت کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ آپ بھائیوں کے ساتھ بھی شیئر کرتا چلوں۔

والسلام

اللہ عزوجل کو دل میں بسالو

ایک بزرگ نے ایک طوطا پالا ہوا تھا اور اس طوطے کو اللہ اللہ کہنا سکھایا ہوا تھا۔ وہ طوطا جب بھی اللہ اللہ کرتا تو نیک بزرگ ایمانی طمانیت محسوس کرتے اور بڑا خوش ہوتے۔ ایک دن پنجرہ کھلا رہ گیا ایک بلی آ نکلی اور طوطے کو دبوچا اور بھاگی تو طوطا ٹیں ٹیں کرنے لگا۔

بزرگ دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے اور بڑے حیران تھے کہ میں نے تو اسے اللہ اللہ سکھایا تھا اور یہ کبھی ٹیں ٹیں نہیں کرتا تھا۔ اب کیونکر ٹیں ٹیں کرنے لگا۔ ان کے ساتھ ہی ایک دوسرے بزرگ بھی تھے۔ انہوں نے سارا ماجرا دریافت کیا۔ دوسرے صاحب نے سارا ماجرا سن کر فرمایا کہ چونکہ آپ نے طوطے کو اللہ اللہ کہنا سکھایا تھا اس لیے طوطے کی زبان پر تو اللہ اللہ تھا مگر اس کے دل میں ٹیں ٹیں ہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس نے خطرہ محسوس کیا اور جان کے لالے پڑے اور بلی نے دبوچ لیا تو وہی کچھ اس کی زبان سے نکلا جو اس کے دل میں چھپا ہوا تھا یا بھرا ہوا تھا۔

سوچنے کی بات ہے دوستوں اور بھائیوں کہ آج ہمارے دل میں کیا بھرا ہوا ہے؟

برزبان تسبیح در دل گاؤآخر

ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

چنانچہ اگر دل میں اللہ نہیں سمائے گا اور ہم اپنے دل میں اللہ کو نہیں بسائیں گے، اس کے انوارات کو نہیں بھریں گے، ذکر و اذکار و عمل صالح نہیں کریں گے، تو ہماری موت کے وقت ہماری زبان سے اللہ کیسے نکلے گا۔ ہمارے اندر یہ آفاقی سچ نہیں اترے گا تو پھر سوچیے کہ ساری دنیاوی زندگی اپنی مرضی سے گزارنے کے بعد آخرت کیونکر ہماری مرضی کی ہوگی اگر زندگی اللہ کے حکم کے مطابق نہیں گزاریں گے۔

اس کے لیے بڑی محنت اور دیانت داری کے ساتھ ایمانداری کے ساتھ اور خوداحتسابی کے ساتھ اپنی زندگی کا ایک ایک پل گزارنے کی ضرورت ہے اور جتنی ضرورت آج مجھے اور آپ کو ہے کسی کو نہیں کیونکہ میرا حساب میں نے اور آپ کا حساب صرف آپ نے ہی دینا ہے۔ میں آخرت میں یہ نہیں کہہ سکوں گا کہ فلاں نے تو مجھے یہ بتایا تھا اور فلاں نے وہ۔ آخرت میں سوال یہ نہیں ہوگا کہ کس سے کیا کچھ سیکھا اور حاصل کیا بلکہ یہ ہوگا کہ تو نے اپنی زندگی میں کیا کیا۔

یہ محنت ایک عظیم محنت ہے اور یقین کریں جو اس محنت میں لگ جائیں، فرقے اور اعتقادات سے بالاتر ہو کر سوچیں کہ اللہ والے بن جائیں اللہ کے کاموں میں لگ جائیں اور اللہ کے دعوے اور فخر کو سچ ثابت کر دیں جو اللہ عزوجل نے ابلیس مردود سے کیا تھا جب ابلیس نے اللہ کو چیلنج کیا تھا۔ تو کیا ہم اللہ کی جماعت والے بنتے جارہے ہیں یا اللہ کے دشمن کی۔ بھائیوں خدارا خود بھی سمجھو اور اللہ مجھے بھی سمجھا دے اور ایسا سمجھا دے کہ میری دنیا و آخرت سنور جائے میں آگ سے، سزا سے اور سب سے بڑھ کر اللہ کے سامنے شرمندگی سے بچ جاؤں اور اس کے لیے راستہ یہ ہے کہ اللہ کے احکامات اور اللہ عزوجل کی کتاب کی روشنی میں اور اللہ کے محبوب اور ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور رہنمائی اور سیرت طیبہ کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے میں لگ جائیں اللہ کے کام میں لگ جائیں کہ اللہ بھی ہمارے کام آسان فرمائے آمین۔

اللہ مجھے اور آپ کو معاف کرے اور ہمارے ہدایت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین یا رب العالمین۔

نماز سے متعلق

جب ہم نماز نہ پڑھ سکیں تو سوچنا کا ایک زاویہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہم سے کونسی غلطی ہوئی ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے ہم کو اپنے سامنے کھڑا کرنا پسند نہ کیا . . .
جب ہمارا ایمان اتنا کمزور ہو جائے کہ دنیا میں زندگی گزارتے ہوئے ہمیں نماز کے لیے مسجد تک نہ لے جاسکے تو سوچیں کہ بھلا ہمارا ایمان ہمیں روز آخرت پل صراط اور سخت حساب وکتاب سے گزار کر بھلا کیسے جنت تک لے جاسکے گا۔
ہر کوئی چاہتا ہے کہ مجھے کامیابی مل جائے لیکن جب مسجد سے دن میں 5 مرتبہ آواز آتی ہے "حی علی الفلاح" آؤ کامیابی کی طرف۔ تو اس طرف جانے کی ہم زحمت نہیں کرتے. افسوس کہ جس چیز کو وہ ساری زندگی ہر جگہ تلاش کرکے بھی حاصل نہیں کرسکا وہ تو خود اسے اپنے پاس بلا رہی ہے . . . . ذرا سوچیں ! ! !
اللہ رب العزت نے فرمایا اگر میں نے تمام باتیں قسمت میں لکھی ہوتیں تو میں اپنے بندے کو دعا مانگنا نہ سیکھاتا.

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عزرائیل سے پوچھا کہ "کیا میری امت کو بھی موت کی اتنی تکلیف برداشت کرنی پڑے گی" تو فرشتے نے فرمایا "جی". تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک سے اشک جاری ہو گئے تو اللہ نے فرمایا "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت اگر ہر نماز کے فوراً بعد آیۃ الکرسی پڑھے ! گی تو موت کے وقت اس کا ایک پاؤں دنیا میں ہوگا اور ایک جنت میں ... سبحان اللہ !!!

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ کوشش کرو کہ تم دنیا میں رہو دنیا تم میں نہ رہے کیونکہ کشتی جب تک پانی میں رہتی ہے خوب تیرتی ہے لیکن جب پانی کشتی میں جاتا ہے تو وہ ڈوب جاتی ہے

جزاک اللہ

اللہ مجھے اور آپ کو ہدایت کاملہ و عاجلہ نصیب فرمائے آمین

سیدھے ہو جاؤ

ایک ون فیملی نامی ٹی وی پروگرام میں ڈاکٹر ٹی ای ال یحیٰی شریک تھے۔
انہوں نے کہا کہ مسلمان بے ترتیب یعنی ڈس آرگینگائزڈ نہیں ہیں بس ان کو کنونس کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر انہوں نے ایک واقعہ سنایا ایک نو مسلم امریکی کا جو ان سے یعنی ڈاکٹر یحیٰی سے اسلام پر گفتگو کر رہا تھا (یہ دونوں حضرات) ساتھ ساتھ خانہ کعبہ سے براہ راست نشریات بھی دیکھ رہے تھے جہاں رمضان المبارک کی آخری طاق راتوں میں سے ایک رات عشا کی نماز کھڑی ہونے میں کچھ ہی وقت رہ گیا تھا۔ اور مسجد الحرام میں قریب کوئی تیس لاکھ مسلمان نماز عشا کے لیے موجود تھے اور بظاہر سب کے سب بڑی بے ترتیبی کی حالت میں نظر آرہے تھے یعنی کوئی کہیں سے آرہا تھا کوئی کہیں جارہا تھا کوئی بیٹھا ہوا تھا کوئی کھڑا ہوا تھا کوئی کچھ اور کوئی کچھ کر رہا تھا۔ اس منظر کو دیکھتے ہوئے ڈاکٹر یحیٰی نے امریکی سے سوال کیا کہ تمہیں کیا لگتا ہے یہ لوگ کتنی دیر میں اپنے آپ کو قطار در قطار، صف در صف ترتیب میں لے آئیں گے نماز کے لیے جو کچھ ہی منٹوں میں شروع ہوا چاہتی ہے۔

امریکی نے کہا کہ تیس لاکھ کا مجمع جو اس طرح بے ترتیبی کا شکار ہے ایسے مجمع کو ترتیب بنانے میں کم از کم تین گھنٹے تو لگیں گے۔ یعنی آرگنائز ہونے میں۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یاد رہے کہ یہ مسجد یعنی مسجد حرام چار منزلہ ہے

امریکی نے کہا پھر تو کم از کم بارہ گھنٹے لگیں گے۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ بھی یاد رہے کہ یہ تمام لوگ دنیا کے مختلف ممالک سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی زبانیں بھی مختلف ہیں۔

امریکی نے کہا پھر تو ان کو ترتیب میں لانا ممکن ہی نہیں ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اچھا اب دیکھو

اسی اثنا میں نماز عشا کا وقت ہوگیا اور امام کعبہ کھڑے ہوئے اور مائک پر پکارا گیا کہ نماز کے لیے صفیں سیدھی کرلی جائیں۔

اور امریکی نے ٹی وی اسکرین پر دیکھا کہ چند ہی سیکنڈز میں تمام منظر تبدیل ہوتا چلا گیا
اور تیس لاکھ کا بے ترتیب مجمع دیکھتے ہی دیکھتے بغیر کسی کی مداخلت اور زور دہ رستی کے
ترتیب میں آگیا وہ بھی چند سیکنڈز میں
وہ امریکی شخص یہ منظر دیکھ کر دم بخود رہ گیا اور پھر بولا تو یہ کہ
ترجمہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمد صلی)
(اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی اور رسول ہیں

(I bear witness that there is none worthy of worship but ALLAH, and I bear witness that Mohammad is His Servant and Messenger)

الحمداللہ

اللہ ہمیں ترتیب میں لے آئے آمین

یقین کرنے کی کوشش کر دیکھیے

بلند نظری اور حوصلہ مندی کے باوجود

ایک بڑی جدوجہد اور سفر کے بعد یاد رہے کہ نتیجہ یعنی اینڈ بہت ہی برا بھی ہو سکتا ہے

اور اگر منزل پر من چاہے پہنچ گئے تو کیا کہنے۔

ریٹائرمنٹ

آپ اپنے آپ کو اپنی زندگی میں اتنا کچھ دے چکے اور اپنے ساتھ اتنا وقت گزار چکے

کہ اب آپ کے پاس کچھ کرنے کو نہیں ہے۔

فقط بلندی کی طرف مت دیکھو بلکہ بلندی کی طرف بڑھنے کی کوشش کرو کیونکہ یاد رکھو

کہ ہر کوئی اسٹرونوٹ یعنی خلاباز نہیں بن جاتا جو اوپر کی طرف دیکھتا رہتا ہو۔

خواب اور صرف خواب مت دیکھو کیونکہ خواب تو رینبوز یعنی قوس قزاح کی طرح

ہوتے ہیں اور احمق ان کو حاصل کرنا چاہتا ہے بغیر محنت اور کوشش کے۔

ہمیشہ کوشش کیجیے کہ کسی احمق اور اس کے مقاصد کے راستے میں حائل نہ ہوا جائے۔

غصہ کی حالت میں تینتالیس مسلز استعمال ہوتے ہیں جبکہ مسکراتے وقت صرف سترہ جبکہ ایک بھی عضو استعمال نہیں ہوتا اگر کوئی احمقوں والی شکل بنا کر ڈمپ بیٹھا رہے۔

انفرادیت کے لیے ہمیشہ اپنے آپ کو یقین دلاتے رہیں کہ آپ منفرد ہیں آپ جیسا کوئی نہیں ٹھریے یہ بھی یاد رکھیے کہ دوسرے بھی آپ ہی کی طرح منفرد ہیں ان جیسا بھی کوئی دوسرا نہیں ہوتا آپ بھی نہیں۔

ڈرنا اور خوفزدہ ہونا چھوڑ دیجیے کیونکہ کوئی آپ کو دبا نہیں سکتا جب تک آپ خود خوفزدہ نا ہوں ہاں لوگ کوشش ضرور کرتے ہیں مگر ان کو ان کی کوشش کرنے دیجیے آپ اپنی جگہ خود ایک دنیا ہیں۔

رہنما بالکل باز کی طرح ہوتا ہے اور ہمارے پاس یہ دونوں ہی نہیں ہیں۔

جب تک آپ اپنے پر نا پھیلائیں (کچھ کرنے کی کوشش نا کریں) آپ کو بالکل

اندازہ نہیں ہو سکتا کہ آپ کہاں تک جا سکتے ہیں۔
یاد رکھیں ابھی تو بہت کچھ کرنا ہے اور بہت کچھ کیا جا سکتا ہے اس سے پہلے ہم کیونکر اپنی شکست تسلیم کرلیں۔
ایک باس اپنے جونیئر سے تنگ آکر کہتا ہے کہ جب تک ہم ایک دوسرے کے ساتھ کام کر رہے ہیں ہیں ہم کبھی اپنی مشکلات سے چھٹکارا نہیں پا سکتے۔
آپ ہر وہ کام کر سکتے ہیں جس کے لیے آپ نے اپنا ارادہ بنا لیا ہے، جس کام کے لیے آپ کے پاس وژن ہے، حوصلہ ہے بھروسہ ہے اور نا ختم ہونے والی توانائی ہے جسے عقیدہ کہتے ہیں۔
دنیا میں طاقت خراب کرتی ہے اور بے پناہ طاقت بے پناہ خرابی کرتی ہے مگر یاد رکھیے وہ طاقت خود بھی ختم ہو جاتی ہے۔
کچھ لوگ کامیابی کے خواب دیکھتے ہیں اور بہت سے لوگ اس کامیابی کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔ (ایک زورداری سب پر بھاری) (معذرت کے ساتھ

انسان جب ناکام ہو جاتا ہے جب وہ اپنے آپ سے کہتا ہے کہ بس یار ختم کرو یہ سب۔
بہت سے باتیں ذو معنی بھی محسوس ہو سکتی ہیں لیکن یہ سب ہلکے پھلکے انداز سے ترجمہ
کرنے کی میری ناقص سی کوشش ہے امید ہے آپ لوگ اس میں غلطیوں پر معاف
فرمائیں گے۔

کاش میں

یہ تحریر ایک عزیز کی طرف سے موصول ہوئی۔ اس تحریر کے نتیجے میں یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ فریضہ حج کو ٹال کر کسی دوسری ضرورت کو ادا کر دینا ہی نیکی ہے۔ لیکن اس تحریر سے سبق لینے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے ضروری اور غیر ضروری اخراجات میں فرق محسوس کرتے ہوئے دوسروں کی مدد کی ہر ممکن کوشش کر سکیں۔ ہر فرض عبادت کی اہمیت اپنی جگہ برقرار رکھتے ہوئے ہمیں خلق خدا کے لیے بھی کچھ کام کرنا چاہیے کہ اللہ اپنے حقوق تو معاف کر دے گا مگر اپنی مخلوق کے حقوق کبھی معاف نہیں کرے گا۔

میدان عرفات میں ہزاروں لاکھوں مسلمان تھے، سب کی آنکھیں ادب سے جھکی تھیں اور ماتھوں پر عقیدت کے قطرے چمک رہے تھے، انہوں نے سر اٹھایا، لوگوں کے اس ہجوم کو دیکھا اور دل ہی دل میں اللہ سے عرض کیا "یا پروردگار ان عقیدت مندوں میں وہ کون خوش نصیب ہوگا جسے تو حج مبارکہ کی سعادت بخشے گا"۔ پوچھنے والے صاحب حال، صاحب الہام تھے۔ انہیں جواب ملا "مقبول ترین حج کی سعادت علی ہجویری کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی"۔ بزرگ اٹھے اور علی ہجویری کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، ہجویر کے چند حاجی وہاں موجود تھے، ان سے پوچھا، معلوم ہوا علی نام کا کوئی شخص اس سال حج پر نہیں آیا۔ حیرت سوا

ہوئی لہٰذا مناسک کے بعد ہجویر چلے گئے، شہر میں علی کی تلاش شروع کی، بڑے دنوں کی جدوجہد کے بعد معلوم ہوا کہ مضافات میں علی نام کا ایک موچی رہتا ہے جو بڑا ہی متقی، پرہیزگار اور نمازی ہے۔ آپ اس کے پاس چلے گئے اور اس کا ہاتھ چوم کر پوچھا "اے اللہ کے مقرب بندے تمہیں حج مبرورکہ کیسے نصیب ہوا"۔ علی کا رنگ فق ہوگیا، اس نے ان کا ہاتھ پکڑا، انہیں اندر لے گیا اور سوال کا پس منظر جاننے کی خواہش کی، بزرگ نے ساری واردات بیان کردی، سن کر علی نے رونا شروع کردیا، جب طبعیت سنبھلی تو گویا ہوا "حضرت میں ذات کا موچی، پرانے بدبودار جوتے گانٹھنا میرا پیشہ، میں نے پیسہ پیسہ جوڑ کر حج کے لئے زادہ راہ جمع کیا، سفر کا وقت آیا تو ایک روز بیوی نے فرمائش کی، ہمسایوں میں گوشت بھونا جارہا ہے۔ میں بھی گوشت کھانا چاہتی ہوں، مجھے لاکر دو میں نے رقم گنی اس سے گوشت کی گنجائش نہیں نکلتی تھی۔ ناچار میں نے اپنے ہمسائے کا دروازہ کھٹکٹایا اور اس سے تھوڑے سے گوشت کی درخواست کی، ہمسایہ بہت بھلا مانس تھا، وہ شرمندہ سا ہوا اور سر جھکا کا بولا "میرے بھائی ہمارا گوشت آپ لوگوں پر حلال نہیں"۔ میں نے اس سے عرض کیا "بھائی تم بھی مسلمان، میں بھی مسلمان پھر حلال حرام کا کیا معاملہ"۔ اس کی شرمندگی بڑھ گئی، وہ بھاری آواز میں بولا "حضرت میں پیشے کے لحاظ سے مزدور ہوں، پچھلے دو ہفتوں سے بے روزگار تھا، گھر میں فاقے تھے، آج صبح بھوکے بچوں کے چہرے دیکھے نہ گئے تو باہر نکل گیا، شہر سے باہر ایک گدھا مراپڑا تھا، اسے دیکھا تو یاد

آیا اللہ نے بھوکے پر حرام حلال کر دیا تھا، میں نے اس کا گوشت کاٹا، گھر آیا اور بچوں کو کھلا دیا تو میرے بھائی یہ گوشت شائد ہم پر حلال تھا لیکن آپ کے لئے تو قطعی حرام"۔ علی نے جھرجھری لی اور آنکھیں پونچھ کر بولا "حضرت یہ سن کر میں نے چیخ ماری اور خود سے کہا تم پر تف ہو تمہارا ہمسایہ مردار کھانے پر مجبور ہے اور تم حج پر جارہے ہو، میں نے اسی وقت حج کی رقم اس کو پیش کر دی، جائے نماز بچھا کر اللہ سے اپنی غفلت پر توبہ کی اور اس سے عرض، یا میرے پروردگار علی صرف نیت کر سکتا بس تو اس کی نیت ہی قبول کرلے"۔

یہ واقعہ مدت پہلے میں نے کسی کتاب میں پڑھا تھا، اسے پڑھ کر احساس ہوا، اللہ کی سلطنت میں اس کے بندے قیام و سجود اور مناسک وزکر سے کہیں افضل ہیں، کسی بھوکے کو کھانا کھلا دینا، کسی یتیم کی پرورش، کسی بیمار کا علاج اور کسی بے آسرا کو آسرا دے دینا سو سال کی عبادت، سو سال کی ریاضت سے عظیم ہے۔ حج تمام آزاد اور صاحب حیثیت مسلمانوں پر فرض ہے لیکن اگر صاحب حیثیت اور آزاد مسلمان کا ہمسایہ روز بھوکا سوتا ہو، اس کے آگے پیچھے یتیم بچے بھیک مانگتے ہوں اور بیوہ عورتیں سر چھپانے کا ٹھکانہ تلاش کرتی ہوں تو اس کے اس حج کی کیا حیثیت ہو گی، اللہ اس کی عبادت کیوں قبول کرے گا! اللہ ہم پر رحم کرے سوچنے کی بات ہے کہ اگر کسی صاحب حیثیت شخص کے قرب وجوار میں لوگ بیماریوں سے مر رہے ہوں، لوگ غربت کے باعث اپنے گردے اور اعضا بیچ رہے

ہوں، اپنے بچوں کا سودا کر رہے ہوں تو اللہ اس شخص کا حج قبول کرے گا؟ اس کا جواب صرف علما کرام ہی دے سکتے ہیں۔ میں تو بس اتنا جانتا ہوں اس سال ایک لاکھ اکیاسی ہزار سے زائد پاکستانیوں نے حج کی درخواست دی، ان تمام لوگوں نے مجموعی طور پر بیس پچیس ارب روپے جمع کروائے۔ یہ سب لوگ عازمین حج ہیں اللہ ان کے حج قبول فرمائے لیکن افسوس شائد ان میں علی جیسا کوئی شخص نہ ہو، جو ذات کا موچی ہو، جس نے اپنا زاد راہ ہمسائے کے حوالے کیا ہو اور جو حاضری کے بغیر حج مبروکہ کی سعادت پا گیا ہو۔

ڈاکٹر مقبول جعفری میرے ایک مہربان ہیں، کراچی کے ایک بڑے اسپتال کے شعبہ حادثات میں خدمت انجام دیتے ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک واقعہ سنایا۔ ڈاکٹر صاحب کے پاس رات تین بجے دو میاں بیوی آئے، ان کے ساتھ چھوٹی سی بچی تھی، بچی کو ہیضے کی شکایت تھی، ڈاکٹر صاحب نے کہا "بچی کو فوراً داخل کرنا پڑے گا۔ یہ سن کر والدین نے رونا شروع کر دیا ڈاکٹر نے وجہ پوچھی تو باپ بولا "ڈاکٹر صاحب میرے دو بچے ہیں، دونوں صبح سے دست اور الٹیوں کا شکار تھے۔ میرے پاس ڈاکٹر اور دوا کے لئے پیسے نہیں تھے لہٰذا دونوں بچے گھر پر ہی پڑے رہے۔ ابھی آدھ گھنٹہ پہلے میرا بچہ فوت ہو گیا اور بیٹی نے تڑپنا شروع کر دیا، ہم دونوں میاں بیوی نے بیٹے کی نعش کمرے میں چھوڑی، گھر کو تالا لگایا اور بیٹی کو لے کر آپ کے پاس آ گئے، اب آپ کہتے ہیں بچی کو داخل کرنا

پڑے گا۔ آپ خود بتایئے جن والدین نے اور اس کے دونوں معصوم بچوں نے چار دن سے کھانا نہ کھایا ہو، جن کے گھر میں معصوم بچے کی نعش پڑی ہو اور جن کی جیب میں کفن اور گور و کفن کے لئے پیسے نہ ہوں وہ بچی کے داخلے کی فیس کہاں سے دیں گے، وہ بچی کو دوائیں کہاں سے لا کر دیں گے۔ آپ کی مہربانی، آپ ہمیں واپس جانے دیں، ہم دونوں بچوں کو ایک ہی قبر میں دفن کر دیں گے" ڈاکٹر صاحب نے یہ واقعہ سنا کر مجھ سے پوچھا "کیا بچے کی اس نعش کے بعد اللہ تعالیٰ کراچی کے عازمین کا حج قبول کرے گا" میرے پاس ان کے اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا، میں نے یہ واقعہ اپنے ایک دوست کو سنایا جو حج کی فیس جمع کرانے جا رہا تھا، اس نے اسی وقت دو ڈرافت بنوائے ایک حج کے لئے جمع کرا دیا دوسرا بچوں کے ہسپتال میں دے آیا اور پھر میرے گلے لگ کر گویا ہوا "کاش میں بھی ذات کا موچی ہوتا، کاش میرا نام بھی علی ہوتا"۔

یہ تحریر پڑھ کر اگر آپ کا دل بھی بھر آئے اور آپ کے آنسو نکل آئیں تو سوچیے گا ضرور اور اپنی دعاؤں میں مجھے بھی یاد رکھیے گا۔

دماغی مشین کا استعمال

گزشتہ دنوں حسن نثار کا آرٹیکل "دماغی مشین کا استعمال" پڑھا سوچا آپ لوگوں میں سے جنھوں نے نہیں پڑھا ان سے بھی شیئر کرتا چلوں۔

" ایک محاورہ ہے "خدا واسطے کا بیر" یعنی کسی کا بلاوجہ برا لگنا۔ مجھے ذاتی طور پر اس کا کوئی تجربہ نہیں بلکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس اور الٹ ہے کہ کچھ لوگ زندگی میں خوامخواہ بلاوجہ اچھے لگتے ہیں، انہیں دیکھنا سماعت، بصارت اور طبعیت پر گراں نہیں گزرتا، خوشگوار سا محسوس ہوتا ہے۔ پاکستان کے سابق وزیراعظم میر ظفر اللہ جمالی بھی مجھے "خوامخواہ" اچھے لگتے ہیں۔ ان کی پرسنالٹی اور گفتگو میں ایک نایاب سا بھولا پن اور کمیاب سا دھیما پن ہے۔ ان کا انکسار بھی جنرل ضیاالحق کے برعکس بڑا جینوئین اور اصلی محسوس ہوتا ہے۔ میرا ان سے تعلق کیا، تعارف بھی نہیں لیکن پھر وہی بات کہ خدا واسطے ہی اچھے اور بھلے لگتے ہیں۔ لیکن حامد میر کے اک حالیہ پروگرام میں انہیں دیکھ کر مزہ نہیں آیا کیونکہ جو شخص اپنے دفاع کے لئے سامنے موجود نہ ہو، اس کے بارے میں اس طرح کے گول مول الزام کچھ جچتے نہیں کہ سابق صدر پرویز مشرف کرنسی نوٹوں یا نوٹ پر بابائے قوم کی تصویر کو اپنی

تصویر کے ساتھ ری پلیس کرنا چاہتے تھے۔ ممکن ہے کبھی کسی چمچے کے جوش خوشامد میں ایسا مشورہ دیا ہو۔ باقی سب فضول ہے اور پھر یہ کہنا کہ ڈاکٹر قدیر خان کو لے جانے کے لئے امریکن جہاز پہنچ چکا تھا لیکن "ہم" نے ایسا نہیں ہونے دیا۔ فیشن بن چکا کہ جو ملبہ نظر آئے۔ پرویز مشرف پر ڈال دو، ہر برا کام اس کے کھاتے پر اچھا کام یاروں کا کارنامہ۔۔۔ یہ نامناسب رویہ ہے اور پھر سابق صدر پر سو الزام اور خامیاں ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ لگی لپٹی کے بغیر دوٹوک بات کرنے والا منہ پھٹ آدمی ہے جس میں اتنا حوصلہ ضرور ہے کہ اگر ایک طرف این آر او پر قوم سے معذرت کی تو دوسری طرف ڈنکے کی چوٹ پر یہ بھی کہہ دیا کہ اکبر بگٹی اور لال مسجد والے معاملات پر کوئی پچھتاوہ نہیں اور موقعہ ملا تو ایسے معاملات میں پھر یہی کچھ کروں گا لیکن ہم عجیب لوگ ہیں کہ نہ پسند میں کوئی حد نا پسند میں، حالانکہ میں بھی سوچتا تھا اور اب بھی سوچتا ہوں کہ کیا اکبر بگٹی، قدیر خان اور لال مسجد والوں کے ساتھ پرویز مشرف کی کوئی ذاتی دشمنی یا خاندانی و قبائلی جنگ تھی ؟ کوئی زن، زر، زمین کا جھگڑا تھا ؟ لیکن اعتدال اور میانہ روی ہماری ہمارے مزاجوں میں ہی نہیں اور نہ ہمیں واقعات سانحات، حادثات اور بیانات کو دماغی مشین مین غیر جانبداری سے "پراسیس" کرنے کی عادت ہے۔

اک اور بات بھی دھیان میں رہے کہ ہر کوئی یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتا کہ آج

بھی پرویز مشرف کی پالیسیاں جاری و ساری ہیں لیکن یہ سوچنے کی زحمت کوئی نہیں کرتا کہ ایسا ہے کیوں؟ کیا آصف زرداری نے پرویز مشرف کے ہاتھ پر بیعت کر رکھی ہے؟ اصل کہانی یہ ہے کہ ہم جیسے ملکوں کی پالیسیاں نہیں۔ مجبوریاں اور مصلحتیں ہیں۔ باہر بیٹھ کر چیڑ چیڑ کرنا، باتیں بنانا اور بڑھکیں مارنا بہت آسان، یہ تو وہاں پہنچ کر پتہ چلتا ہے کہ "ٹمپریچر" کیسا ہے اور کس بھاؤ بک رہی ہے؟ اقتصادی طور پر کنگال سیاسی طور پر غیر مستحکم، دہشتگردی عام اور پڑوس میں اندرا گاندھی اور اس کی بہو کا ہر لحاظ سے چھلانگیں مارتا بھارت۔۔۔ اسلحہ اور اس کے سپیئر پارٹس تک کے لئے امریکہ کی ضرورت تو بھائی! پرویز مشرف ہو یا آصف زرداری یا کوئی اور۔۔۔ پالیسیاں اس وقت تک تبدیل نہیں ہوں گی جب تک ہمارے معروضی و دیگر حالات تبدیل نہیں ہوتے۔ باقی "تو تھا چنا باجے گھنا" والی بات ہے تو بولتے رہو۔۔۔ بک بک پر کون سا خرچ آتا ہے اور خواب دیکھنے پر بھی کوئی پابندی نہیں۔ اصل اوقات یہ کہ ۶۳ یعنی تریسٹھ سال بعد بھی باتیں ہی باتییں، مثلاً اقبال اور جناح کے فرمودات کی روشنی میں پاکستان کو عظیم فلاحی ریاست بنایا جاسکتا ہے۔۔۔ بندہ پوچھے بناؤ اسے عظیم بھی اور فلاحی بھی کس نے تمہارے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں؟ لیکن نہیں یہ سب بول بچن کے بادشاہ ہیں جن کے خزانے میں عوام کے لئے کھوکھلی اور بے معنی باتوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔ حوصلہ ہے عوام کو جو ایک جیسے لوگوں سے ایک ہی طرح کی باتیں تریسٹھ سال سے سن رہے ہیں اور ابھی تک ان کے کان سن نہیں ہوئے۔

کاش ہمیں عادت ہوتی کہ باتوں، بیانوں اور بھاشنوں کو اپنے ذاتی دماغ کی مشین میں ڈال کر "پراسیس" کرنے کے بعد خود نتائج اخذ کرتے کہ فرمایا جارہا ہے یا بھونکا بکا "جارہا ہے لیکن جنہیں ہر وقت پیٹ کی بڑی ہو۔۔۔ دماغ کا استعمال کب کرینگے۔

حقیقت کچھ ایسی ہی لگتی ہے کہ آج جو جمالی صاحب ایسے خوابی انکشافات کررہے ہیں اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کسی شرمیلی دوشیزہ جیسے معلوم ہوتے ہیں کہ وزیراعظم پاکستان کی حیثیت رکھتے ہوئے انہوں نے ایک تاریخی جملہ ادا کیا تھا کہ پرویز مشرف میرے باس ہیں اور صحافی نے کچھ حیرت اور کچھ شرارت سے ان سے جملہ دوبارہ دھروایا اور جمالی صاحب نے کمال معصومیت مگر پراعتماد انداز سے کہا اور اس کو واضح بھی کیا کہ ہاں کیا ہوا جو میں وزیراعظم ہوتے ہوئے بھی مشرف صاحب کو باس کہہ رہا ہوں۔

آج جبکہ مشرف این آر او پر معافی مانگتا پایا جاتا ہے تو لوگ اس کو لعن طعن کرتے ہیں وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ریٹائرڈ حمید گل کے کتنے ہی بیانات ہیں جن میں سی چند یہ تھے کہ حمید گل نے بیانگ دہل یہ تسلیم کیا کہ "ہاں آئی جے آئی میں نے ہی بنائی تھی تاکہ پیپلز پارٹی کا زور توڑا جاسکے" اس کے علاوہ

موصوف نے یہ بھی بتایا تھا کہ آئی جے آئی کی قیام کے بعد نواز شریف، قاضی حسین احمد اور دیگر سیاستدانوں کو کتنے کتنے پیسے دیے گئے تھے۔ مگر حمید گل سے کوئی کچھ نہیں پوچھا۔ عدالت میں بھی یہ مقدمہ گزشتہ دس پندرہ سال سے التوا ہے مگر ایکٹیو جیوڈیشل ازم تو مرچ مصالحے کے کیسسز ہی سننے میں لگی ہوئی ہے اب تک۔
اس کے علاوہ مشرف کے چہیتے اور اپنے تئیں مشرف کے ممکنہ وزیر اعظم محترم عمران خان بھی تو مشرف کے منہ بولے بیٹے کی طرح تھے اور سپورٹ کیا تھا ریفرنڈم میں اور اس کے بعد جب وزارت عظمیٰ کا تاج عمران صاحب کے سر نہ سج سکا تو مخالف ہو گئے اور لگے اپنی سیاست الگ سے چمکانے میں۔ عمران خان کی تحریک انصاف میں گزشتہ دس بارہ سال میں کئی رہنما منظر پر آئے اور عمران خان کی "خلافت" کے نتیجے میں پارٹی چھوڑتے گئے۔ عمران خان کی پارٹی کو تو لوگ جانتے ہیں مگر عوام میں سے شائد ہی کوئی ایسا ہو جو عمران خان کی """ملک گیر ! """ پارٹی کے آٹھ دس رہنماؤں کے نام بھی جانتا ہو۔ عوام کی بات کر رہا ہوں وگرنہ ڈھونڈ ڈھانڈ کر تو میں بھی ان کے نام پیش کر سکتا ہوں مگر بخدا عمران خان کی پارٹی کے کتنے رہنماؤں کو لوگ جانتے ہیں۔ جیسے دوسری جماعتوں کے رہنماؤں اور لیڈران کو جانتے ہیں اور جو رہنما اور لیڈران اپنی اپنی جماعت کی ترجمانی کرتے عوام کے سامنے آتے رہتے ہوں۔

اسی طرح نواز شریف صاحب ہی ملک میں پرویز مشرف کی قائم کی ہوئی حکومت کے ذمے دار تھا۔ نا تو نواز شریف صاحب میرٹ کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے ایک جونیئر آفسر کو چیف آف دی آرمی اسٹاف بناتے اور نہ ملک و قوم کے ساتھ وہ کچھ ہوتا جس پر نواز شریف اینڈ کمپنی واویلا کرتی ہے۔

اسی طرح قاضی صاحب نے بھی تو اپنی صوبہ سرحد کی حکومت آخری لمحے تک نہیں گرنے دی یا برخاست نہیں کی اور ایل ایف او پر پرویز مشرف کو ووٹ دیا بعد میں معافیاں تو قاضی صاحب بھی مانگتے ہیں اور ضیاالحق کی حکومت میں مزے کرنے کے بعد اس کی بھی مذمت میں بیان جاری کرنا ہو تو مسئلہ ہی کوئی نہیں۔ دو ہزار دو کے بلدیاتی الیکشن میں صوبہ سندھ کے شہری علاقوں کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم نے بائیکاٹ کیا (راہ فرار نہیں) تو جماعت نے مشرف کے زیر اثر ہونے والے انتخابات میں بھرپور حصہ لیا اور چار پانچ سال تک شہری حکومت مزے سے چلائی اور جب دو ہزار آٹھ میں ایم کیو ایم میدان میں تھی تو جماعت نے انتخابات سے راہ فرار اس لیے اختیار کی کہ معلوم تھا کہ چار سال میں لوگوں کی کتنی "خدمت" کی ہے جو لوگ ووٹ دیں گے۔

آپس کی بات ہے مشرف سے میرا کوئی تعلق نہیں لاکھ اس پر الزامات لگائے جائیں

مگر ایک بات تو حقیقت ہے "قوم" کو مشرف جیسے لیڈر کی ضرورت ہے اور مشرف آئے یہ میری شدید ذاتی خواہش ہے اور امید ہے مشرف آئے گا اور یہ لولے لنگڑے بھاگتے نظر آئیں گے جو اس کو برا بھلا کہنے میں مصروف ہیں۔ کیونکہ وہ کیسا بھی تھا اس ملک کا صدر تھا، اس ملک کی افواج کے اعلیٰ ترین عہدے یعنی چیف آف آرمی اسٹاف تھا اور یہ اعزازات یا رتبے اس نے اپنے باپ دادا کی جاگیروں اور جائیدادوں کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی انفرادی محنت اور کچھ بد عقلوں کی حماقتوں کے نتیجے میں حاصل کیے تھے۔

! اب بنے ہو جوان تم

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کہیں ایک خوشحال شخص رہتا تھا۔ اسکا ایک اکلوتا بیٹا تھا۔ ماں کے اکلوتے بیٹے کیلئے فطری خوف کے تحت مگر ناز و نعم میں پلا ہوا، یہاں تک کہ جوان ہو گیا۔ نہ کوئی ہنر، نہ ہی کسی کام کا تجربہ۔ اسے ایک ہی کام آتا تھا اور وہ تھا باپ سے چھپا کر ماں کے دیئے ہوئے پیسوں سے کھیل کود اور مستیاں کرنا اور سڑکوں چوراہوں پر وقت گزارنا۔

اور ایک دن صبح کے وقت باپ نے اسے آواز دیکر اپنے پاس بلایا اور کہا: بیٹے اب تم بڑے ہو گئے ہو اور خیر سے جوان بھی ہو۔ آج سے اپنی ذات پر بھروسہ کرنا سیکھو، اپنے پسینے کو بہا کر کمائی کرو اور زندگی گزارنے کا ڈھنگ سیکھو۔

بیٹے کو یہ بات کچھ ناگوار سی گزری، تقریباً احتجاج بھرے انداز میں اس نے باپ سے کہا: مجھے تو کوئی کام کرنا نہیں آتا۔

باپ نے کہا: کوئی بات نہیں، اب سیکھ لو، تم آج ہی شہر روانہ ہو جاؤ، اور

یاد رکھو جب تک میرے لئے ایک سونے کی اشرفی نہ کما لینا لوٹ کر واپس نہ آنا۔

مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق، بیٹا گھر سے جانے کیلئے دروازے کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ اس کی ماں جو یہ سب گفتگو چھپ کر سن چکی تھی بیٹے کے سامنے آ گئی، مٹھی میں چھپائی ہوئی اشرفی بیٹے کو دیتے ہوئے بولی کہ شہر چلے جاؤ، رات گئے لوٹ کر یہ اشرفی باپ کو لا کر دینا اور کہنا کہ میں شہر سے کما کر لایا ہوں۔ اور یہ نوجوان خوشی خوشی گھر سے روانہ ہو گیا۔

شام گئے لوٹ کر بیٹے نے ویسے ہی کیا جس طرح اسکی ماں نے اسے سمجھایا تھا، سیدھا باپ کے پاس جاکر بولا: ابا جان، یہ لیجیئے سونے کی اشرفی، میں نے سارا دن بہت جان لڑا کر کام کیا اور بہت ہی مشکل سے یہ اشرفی کما کر آپ کے پاس لایا ہوں۔

باپ نے اشرفی کو لیکر کافی غور سے دیکھا، پھر آتشدان میں جلتی آگ میں جھونکتے ہوئے بیٹے سے کہا: نہیں برخوردار، یہ وہ اشرفی نہیں ہے جو میں نے مانگی تھی۔ تم کل سے دوبارہ کام پر جاؤ اور دیکھ لینا جب تک ایک اشرفی کما نہ لینا لوٹ کر واپس نہ آنا۔

بیٹا خاموشی سے باپ کی اس حرکت کو دیکھتا رہا، نہ کوئی احتجاج اور نہ کوئی ردِ عمل۔

دوسرے دن شہر کو جانے کیلئے گھر سے باہر نکلتے ہوئے دروازے کی اوٹ میں ماں کو پھر منتظر پایا، ماں نے اسکی مٹھی پر ایک اور اشرفی رکھتے ہوئے کہا: بیٹے اس بار جلدی واپس نہ آنا، شہر میں دو یا تین دن رکے رہنا، اور پھر لوٹ کر باپ کو یہ اشرفی لا دینا۔

بیٹے نے شہر جا کر ماں کے کہے پر عمل کیا، تین دن کے بعد گھر لوٹ کر سیدھا باپ کے پاس گیا اور اشرفی اسے تھماتے ہوئے کہا: اے والد محترم، یہ لیجیئے سونے کی اشرفی، اسے کمانے کیلئے مجھے بہت کٹھن محنت کرنا پڑی ہے۔

باپ نے اشرفی لیکر اسے کافی دیر غور سے دیکھا اور دوبارہ یہ کہتے ہوئے آگ میں پھینک دی کہ: بیٹے یہ وہ اشرفی نہیں ہے جو میں چاہتا ہوں، کل تم پھر سے کام کیلئے جاؤ اور اس وقت تک نہ لوٹنا جب تک اشرفی نہ کما لینا۔

اس بار بھی اپنے باپ کی اس حرکت پر بیٹا بغیر کوئی ایک لفظ بولے خاموش رہا۔

تیسری مرتبہ اس بار یہ نوجوان اپنی ماں کے جاگنے سے پہلے ہی شہر کی طرف روانہ ہو گیا اور وہاں ایک مہینہ رہا۔ اور اس بار ایک مہینے کے بعد حقیقی معنوں میں محنت و مشقت سے کما کر اشرفی کو نہایت حفاظت سے مٹھی میں دبائے، مسکراتے ہوئے اپنے باپ کے پاس حاضر ہوا، اشرفی باپ کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا: اے والدِ محترم، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس بار یہ اشرفی میرے پسینے کی کمائی ہے، یقین کیجئے اسے کمانے کیلئے مجھے بہت محنت کرنا پڑی ہے۔

سونے کی اشرفی کو ہاتھ میں لیکر باپ کافی غور سے دیکھتا رہا، اس سے پہلے کہ اسکا باپ اشرفی کو آگ میں ڈالنے کیلئے ہاتھ بڑھاتا، نوجوان نے آگے بڑھ کر باپ کا ہاتھ تھام لیا۔ اس بار باپ ہنس دیا اور بڑھ کر بیٹے کو گلے لگاتے ہوئے کہا: اب بنے ہو جوان تم! بے شک یہ اشرفی تیری محنت اور پسینے کی کمائی ہے۔ کیونکہ اسے ضائع ہونا تجھ سے نہیں دیکھا گیا۔ جبکہ اس سے پہلے میں دو بار اشرفیاں آگ میں پھینک چکا ہوں مگر تجھے کوئی افسوس نہیں ہوا تھا۔

سچ ہے کہ بغیر محنت کے آنے والا مال جاتا بھی تو اسی آسانی سے ہے۔

کسنجر کا جہاز - شاہ کا دلیرانہ فیصلہ

عربوں کی اسرائیل کے ساتھ 1973 میں لڑی گئی مشہورِ زمانہ جنگ یوم کپور یا جنگِ اکتوبر میں امریکہ اگر پس پردہ اسرئیل کی امداد نہ کرتا تو مؤرخین لکھتے ہیں کہ فلسطین کا مسئلہ حل ہو چکا ہوتا۔ فخر کی بات یہ ہے کہ اس جنگ میں پاکستان نے بھی مقدور بھر حصہ لے کر تاریخ میں پنا نام امر کیا۔ اس جنگ کا مختصر احوال وکیپیڈیا پر موجود ہے اس جنگ کے دوران شاہ فیصل مرحوم نے ایک دلیرانہ فیصلہ کرتے ہوئے تیل کی پیداوار کو بند کردیا تھا، ان کا یہ مشہور قول (ہمارے آباء واجداد نے اپنی زندگیاں دودھ اور کھجور کھا کر گزاری تھیں، آج اگر ہمیں بھی ایسا کرنا پڑ جاتا ہے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا) اپنی ایک علیحدہ ہی تاریخ رکھتا ہے۔

شاہ فیصل مرحوم کا یہ فیصلہ امریکہ کیلئے ایک کاری ضرب کی حیثیت رکھتا تھا جس کو تبدیل کرنے کی ہر امریکی تدبیر ناکام ہو رہی تھی۔ امریکی وزیرِ خارجہ کسنجر نے شاہ فیصل مرحوم سے 1973 میں اسی سلسے میں جدہ میں ایک ملاقات کی۔

تیل کی پیداوار کو دوبارہ شروع کرنے میں قائل کرنے کی ناکامی کے بعد کسنجر نے گفتگو کو ایک جذباتی موڑ دینے کی کوشش کرتے ہوئے شاہ فیصل مرحوم سے کہا کہ اے معزز بادشاہ، میرا جہاز ایندھن نہ ہونے کے سبب آپ کے ہوائی اڈے پر ناکارہ کھڑا ہے، کیا آپ اس میں تیل بھرنے کا حکم نہیں دیں گے ؟

دیکھ لیجئے کہ میں آپ کو اسکی ہر قسم کی قیمت ادا کرنے کیلئے تیار بیٹھا ہوں۔

کسنجر خود لکھتا ہے کہ میری اس بات سے شاہ فیصل مرحوم کے چہرے پر کسی قسم کی کوئی مسکراہٹ تک نہ آئی، سوائے اس کے کہ انہوں نے اپنا جذبات سے عاری چہرہ اٹھا کر ، میری طرف دیکھا اور کہا

میں ایک عمر رسیدہ اور ضعیف آدمی ہوں، میری ایک ہی خواہش ہے کہ مرنے سے پہلے مسجد اقصیٰ میں نماز کی دو رکعتیں پڑھ لوں، میری اس خواہش کو پورا کرنے میں تم میری کوئی مدد کر سکتے ہو؟

یہ ای میل ہمارے ایک مہربان نے بھیجی جس کی معنویت کے سبب اسے شائع کرنا

چاہا
کاش ہمارے حکمران بھی کچھ جرآت و غیرت کا مظاہرہ کر سکیں کاش ہمارے حکمران اپنے
اپنے ادوار میں محض امریکی فون پر اپنی پالیسیاں نا تبدیل کرتے پھریں۔ اے کاش

ایک قصہ، ایک سبق، ایک عبرت

قصہ ایک مچھیرے کا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک تھا مچھیرا، اپنے کام میں مگن اور راضی خوشی رہنے والا۔ وہ صرف مچھلی کا شکار کرتا اور باقی وقت گھر پر گزارتا۔ قناعت کا یہ عالم کہ جب تک پہلی شکار کی ہوئی مچھلی ختم نہ ہو دوبارہ شکار پر نہ جاتا۔ ایک دن کی بات ہے کہ۔۔۔۔ مچھیرے کی بیوی اپنے شوہر کی شکار کردہ مچھلی کو چھیل کاٹ رہی تھی، کہ اس نے ایک حیرت ناک منظر دیکھا۔۔۔۔۔۔ حیرت نے تو اسکو دنگ کرکے رکھ دیا تھا۔۔۔ایک چمکتا دمکتا موتی مچھلی کے پیٹ میں۔۔۔ سبحان اللہ۔۔۔۔۔۔ سرتاج، سرتاج، آؤ دیکھو تو، مجھے کیا ملا ہے۔۔۔ کیا ملا ہے، بتاؤ تو سہی۔۔۔ یہ دیکھو اتنا خوبصورت موتی۔۔ کدھر سے ملا ہے.. مچھلی کے پیٹ سے...

لاؤ مجھے دو میری پیاری بیوی، لگتا ہے آج ہماری خوش قسمتی ہے جو اس کو بیچ کر مچھلی کے علاوہ کچھ اور کھانا کھانے کو ملے گا... مچھیرے نے بیوی سے موتی لیا...اور محلے کے سنار کے پاس پونہچا...

السلام و علیکم

و علیکم السلام

...جی قصہ یہ ہے کہ ہمیں مچھلی کے پیٹ سے موتی ملا ہے

.. دو مجھے ، میں دیکھتا ہوں اسے

...اوہ، یہ تو بہت عظیم الشان ہے

... میرے پاس تو ایسی قیمتی چیز خریدنے کی استطاعت نہیں ہے

چاہے اپنا گھر، دکان اور سارا مال و اسباب ہی کیوں نہ بیچ ڈالوں، اس موتی کی قیمت پھر

... بھی ادا نہیں کر سکتا میں

تم ایسا کرو ساتھ والے شہر کے سب سے بڑے سنار کے پاس چلے جاؤ، ہو سکتا ہے کہ وہ

... اسکی قیمت ادا کر سکے، جاؤ اللہ تیرا حامی و ناصر ہو

مچھیرا موتی لے کر، ساتھ والے شہر کے سب سے امیر کبیر سنار کے پاس پونہچا، اور اسے سارا قصہ کہہ سنایا...

مجھے بھی تو دکھاؤ، میں دیکھتا ہوں ایسی کیا خاص چیز مل گئی ہے تمہیں...

اللہ اللہ، پروردگار کی قسم ہے بھائی، میرے پاس اسکو خریدنے کی حیثیت نہیں ہے.. لیکن میرے پاس اسکا ایک حل ہے، تم شہر کے والی کے پاس چلے جاؤ... لگتا ہے ایسا موتی خریدنے کی اسکے پاس ضرور حیثیت ہوگی...

مدد کرنے کا شکریہ، میں چلتا ہوں والی شہر کے پاس...

اور اب شہر کے والی کے دروازے پر، ہمارا یہ مچھیرا دوست ٹھہرا ہوا ہے، اپنی قیمتی متاع کے ساتھ، محل میں داخلے کی اجازت کا منتظر... اور اب شہر کے والی کے دربار میں اس کے سامنے...

میرے آقا، یہ ہے میرا قصہ، اور یہ رہا وہ موتی جو مجھے مچھلی کے پیٹ سے ملا...

اللہ اللہ.... کیا عدیم المثال چیز ملی ہے تمہیں، میں تو گویا ایسی چیز دیکھنے کی حسرت میں ہی تھا ...

لیکن کیسے اس کی قیمت کا شمار کروں.... ایک حل ہے میرے پاس، تم میرے خزانے میں چلے جاؤ... اُدھر تمہیں 6 گھنٹے گزارنے کی اجازت ہوگی۔

جس قدر مال و متاع لے سکتے ہو لے لینا، شاید اس طرح موتی کی کچھ قیمت مجھ سے ادا ہو پائے گی...

آقا، 6 گھنٹے!!!! مجھ جیسے مفلوک الحال مچھیرے کیلئے تو 2 گھنٹے بھی کافی ہیں...

نہیں، 6 گھنٹے، جو چاہو اس دوران خزانے سے لے سکتے ہو، اجازت ہے تمہیں...

ہمارا یہ مچھیرا دوست والی شہر کے خزانے میں داخل ہو کر دنگ ہی رہ گیا، بہت بڑا اور عظیم الشان ہال کمرا، سلیقے سے تین اقسام اور حصوں میں بٹا ہوا، ایک قسم ہیرے، جواہرات اور سونے کے زیورات سے بھری ہوئی... ایک قسم ریشمی پردوں سے مزین اور نرم و نازک راحت بخش مخملیں بستروں سے آراستہ... اور

...آخری قسم کھانے پینے کی ہر اُس شے سے آراستہ جس کو دیکھ کر منہ میں پانی آجائے
مچھیرے نے اپنے آپ سے کہا، 6 گھنٹے؟؟؟ مجھ جیسے غریب مچھیرے کیلئے تو بہت ہی
...زیادہ مہلت ہے یہ
کیا کروں گا میں ان 6 گھنٹوں میں آخر؟؟؟ خیر... کیوں نہ ابتدا کچھ کھانے پینے سے
کی جائے؟؟؟ آج تو پیٹ بھر کر کھاؤں گا، ایسے کھانے تو پہلے کبھی دیکھے بھی نہیں... اور
اس طرح مجھے ایسی توانائی بھی ملے گی جو ہیرے، جواہرات اور زیور سمیٹنے میں مدد دے
...

اور جناب ہمارا یہ مچھیرا دوست خزانے کی تیسری قسم میں داخل ہوا... اور ادھر اُس
نے والیِ شہر کی عطاء کردہ مہلت میں سے دو گھنٹے گزار دیئے.. اور وہ بھی محض
کھاتے، کھاتے، کھاتے..... اس قسم سے نکل کر ہیرے جواہرات کی طرف جاتے
ہوئے، اس کی نظر مخملیں بستروں پر پڑی، اُس نے اپنے آپ سے کہا... آج تو پیٹ بھر
کر کھایا ہے... کیا بگڑ جائے گا اگر تھوڑا آرام کر لیا جائے تو، اس طرح مال و متاب جمع
کرنے میں بھی مزا آئے گا... ایسے پر تعیش بستروں پر سونے کا موقع بھی تو بار بار نہیں
ملے گا، اور موقع کیوں گنوایا جائے... مچھیرے نے بستر پر سر رکھا اور بس،،،، پھر وہ
گہری سے گہری نیند میں ڈوبتا

...چلا گیا

...اُٹھ۔ اُٹھ اے احمق مچھیرے، تجھے دی ہوئی مہلت ختم ہو چکی ہے

ہائیں، وہ کیسے ؟؟؟

...جی، تو نے ٹھیک سنا ہے، نکل ادھر سے باہر کو

...مجھ پر مہربانی کرو، مجھے کافی وقت نہیں ملا، تھوڑی مہلت اور دو

آہ.. آہ... تجھے اس خزانے میں آئے 6 گھنٹے گزر چکے ہیں، اور تو اپنی غفلت سے اب جاگنا چاہتا ہے... !اور ہیرے جواہرات اکٹھے کرنا چاہتا ہے کیا؟؟؟

تجھے تو یہ سارا خزانہ سمیٹ لینے کیلئے کافی وقت دیا گیا تھا... تاکہ جب ادھر سے باہر نکل کر جاتا تو ایسا بلکہ اس سے بھی بہتر کھانا خرید پاتا... اور اس جیسے بلکہ اس سے بھی بہتر آسائش والے بستر بنواتا... لیکن تو احمق نکلا کہ غفلت میں پڑ گیا... تو نے اس کنویں کو ہی سب کچھ جان لیا جس میں رہتا تھا۔ باہر نکل کر سمندروں کی وسعت دیکھنا تو نے گوارہ ہی نہ

...کی.... نکالو باہر اس کو

.... نہیں، نہیں، مجھے ایک مہلت اور دو، مجھ پر رحم کھاؤ

(یہ قصہ تو ادھر ختم ہو گیا ہے)

لیکن عبرت حاصل کرنے والی بات ابھی ختم نہیں ہوئی... اُس قیمتی موتی کو پہچانا ہے آپ لوگوں نے؟ وہ تمہاری روح ہے اے ابن آدم، اے ضعیف مخلوق! یہ ایسی قیمتی چیز ہے جس کی قیمت کا ادراک بھی نہیں کیا جا سکتا... اچھا، اُس خزانے کے بارے میں سوچا ہے کہ وہ کیا چیز ہے؟ جی، وہ دنیا ہے... اسکی عظمت کو دیکھ دیکھ اسکے حصول کیلئے ہم کیسے مگن ہیں؟؟؟ اس خزانے میں رکھے گئے ہیرے جواہرات...!!! و تیرے اعمال صالحہ ہیں.... اور وہ پر تعیش و پر آسائش بستر، وہ تیری غفلت ہیں....اور وہ کھانا-پینا، وہ شہوات ہیں... اوراب.. اے مچھلی کا شکار کرنے والے دوست.. اب بھی وقت ہے کہ نیندِ غفلت سے جاگ جا،، اور چھوڑ دے اس پر تعیش اور آرام دہ بستر کو... اور جمع کرنا شروع کر دے ان ہیروں اور جواہرات کو جو کہ تیری دسترس میں ہی ہیں... اس سے قبل کہ تجھے دی گئی 6 گھنٹوں کی مہلت ختم ہو جائے... تجھے محض حسرت ہی رہ جائے گی... خزانے پر مامور سپاہیوں نے تو تجھے ذرا سی بھی اور زیادہ فرصت نہیں دینی، اور

...تجھے ان نعمتوں سے باہر نکال دینا ہے جن میں تو رہ رہا ہے

ڈرون یا فرعون

ڈرون (امریکی جاسوسی طیارہ) کی تاریخ

کلاشنکوف، سٹنگر میزائل اور گن شپ ہیلی کاپٹر جیسے تباہ کن ہتھیاروں کے ناموں سے پاکستانی انیس سو اسی کی دہائی میں امریکہ کے ایماء پر افغانستان پر سویت یونین کے قبضے کے خلاف لڑے جانے والے جہاد کے دوران روشناس ہوئے۔ عام پاکستانی دو عالمی طاقتوں کے اس ٹکراؤ سے پہلے ان لفظوں سے بالکل ناآشنا تھے۔

سن دو ہزار ایک میں افغانستان پر امریکی حملے نے پاکستانیوں کو ان سے کہیں زیادہ خطرناک جدید ہتھیاروں اور بموں 'ڈیزی کٹر، بنکر بسٹر، کروز میزائل، شنوک ہیلی کاپٹروں، ڈرون اور ان پر نصب ہیل فائر میزائلوں سے آشنا کر دیا۔

پاکستان میں بسنے والا آج شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جو ڈرون کے نام سے واقف نہ ہو۔

ڈرون یا بغیر پائلٹ کے جہاز کے لیے امریکی فوج میں انگریزی زبان کا لفظ

مِیل' استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لفظ کا اگر اردو میں ترجمہ کیا جائے تو اس کا مطلب نر ہو' گا۔

ایک ڈرون سسٹم میں چار جہاز شامل ہوتے ہیں

اصل میں میل مخفف ہے 'میڈیم ایلٹیٹوڈ لانگ اینڈورینس' کا۔ ابتداء میں بغیر پائلٹ کے جہاز یا 'پریڈیٹر' کو دشمن کے علاقے میں فضائی جاسوسی یا نگرانی کرنے کے مقصد سے بنایا گیا تھا لیکن بعد میں اس پر اے جی ایم ہیل فائر میزائل بھی نصب کر دیئے گئے۔

سن انیس سو پچانوے سے امریکی فوج کے زیر استعمال یہ ڈرون افغانستان اور پاکستان کے قبائلی علاقوں سے پہلے بوسنیا، سربیا، عراق اور یمن میں بھی استعمال کیئے جا چکے ہیں۔

ڈرون صرف ایک جہاز ہی نہیں بلکہ یہ ایک پورا نظام ہے۔ اس پورے نظام میں چار جہاز، ایک زمینی کنٹرول سٹشین اور اس کو سیٹلائٹ سے منسلک کرنے والا حصہ ہوتا ہے۔ اس نظام کو چلانے کے لیے پچپن افراد کا عملہ درکار ہوتا ہے۔

پینٹاگن اور سی آئی اے انیس سو اسی کی دہائی کے اوائل سے جاسوسی کے لیے ڈرون طیاروں کے تجربات کر رہے تھے۔

انیس سو نوے میں سی آئی کو ابراہم کیرم کے بنائے ہوئے ڈرون میں دلچسپی پیدا ہوئی۔

ابراہم کیرم اسرائیلی فضائیہ کا چیف ڈیزائنر تھا جو بعد میں امریکہ منتقل ہو گیا۔

ڈرون انیس سو نوے کی دہائی میں مختلف تجرباتی مراحل سے گزرتا رہا اور انیس سو پچانوے میں پہلی مرتبہ اسے بالکان میں استعمال کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

ڈرون کے بارے میں حقائق

بنیادی کام: جاسوسی اور اہداف کو نشانہ بنانا

بنانے والے: جنرل اٹامکس ایئرونا ٹیکل سسٹم انکارپوریٹڈ

انجن: روٹیکس 914 ایف چار سلنڈر

قوت: ایک سو پندرہ ہارس پاور

پروں کا پھیلاؤ: اڑتالیس اعشاریہ سات فٹ

لمبائی: ستائیس فٹ

اونچائی چھ اعشاریہ نو فٹ

وزن: ایک ہزار ایک سو تین پاؤنڈ

اڑان کا وزن: دو ہزار دو سو پچاس پاؤنڈ

ایندھن کی گنجائش: چھ سو پینسٹھ پاؤنڈ

رفتار: چوراسی میل فی گھنٹہ سے ایک سو پینتیس میل فی گھنٹہ

مار: چار سو پینتالیس میل

پرواز کی بلندی: پچیس ہزار فٹ

ہتھیار: دو لیزر گائڈڈ میزائل

افغانستان پر فوجی چڑھائی سے قبل امریکی فضائیہ ساٹھ کے قریب پریڈیٹر طیارے حاصل کر چکی تھی اور ان میں بیس مختلف کاروائیوں میں ضائع ہو گئے تھے۔ ضائع ہونے والے زیادہ تر موسمی خرابیوں کی وجہ سے تباہ ہوئے۔

انتہائی کم درجہ حرارت کی وجہ سے پیدا ہونے والی فنی خرابیوں کے باعث بعد میں ان طیاروں کو برف پگھلانے والے آلات اور ٹربو چارج انجنوں سے لیس کر دیا گیا۔

سن دو ہزار ایک میں افغانستان میں پریڈیٹر جہاز کے جاسوسی مشن کے نتائج دیکھنے کے بعد سی آئی کے انسداد دہشت گردی کے مرکز کے سربراہ کوفر بلیک نے اسامہ بن لادن کو نشانہ بنانے کے لیے ڈرون جہازوں پر میزائل نصب کرنے کی ضرورت پر زور دینا شروع کیا۔

بائیس مئی اور سات جون سن دو ہزار ایک میں ڈرون سے میزائل داغنے کے مزید تجربات کیئے گئے اور جون کے پہلے ہفتے میں امریکہ کے نیواڈا صحرا میں افغانستان کے صوبے قندہار کے علاقے ترناک میں اسامہ بن لادن کے گھر کی طرح کا ایک گھر بنایا گیا اور اس پر ڈرون سے میزائل داغا گیا۔ یہ میزائل اس گھر کے کمرے میں پھٹا اور یہ فرض کیا گیا کہ اس کمرے میں موجود بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔

تاہم ستمبر دو ہزار ایک میں امریکہ پر ہونے والے حملوں سے پہلے ڈرون کو میزائل داغنے کے لیے استعمال نہیں کیا گیا۔

سی آئی اے اور پینٹاگن نے سن دو ہزار میں مشترکہ طور پر افغانستان میں اسامہ بن لادن کو تلاش کرنے کا پلان بنایا۔ اس پلان کو 'افغان آئیز' کا نام دیا گیا اور ڈرون طیاروں کا ساٹھ دن کی تجرباتی پروازیں شروع کی گئیں۔

اس سلسلے کی پہلی تجرباتی پرواز سات ستمبر دو ہزار کو کی گئی۔ وائٹ ہاؤس کے سیکیورٹی چیف رچرڈ اے کلارک ان تجرباتی پروازوں کے نتائج سے بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اس امید کا اظہار کیا کہ مستقبل میں اسامہ بن لادن کو ڈرون سے نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔

رچرڈ کلارک، سی آئی اے کے کاونٹر ٹیررزم کے سینٹر کے چیف کوفر بلیک اور سی آئی اے کے خفیہ معلومات اکٹھی کرنے والے آپریشن کے انچارج چارلس ایلن امریکی انتظامیہ کے وہ تین اعلیٰ اہلکار تھے جنہوں نے فوری طور پر ڈرون کی تجرباتی پروازوں کی حمایت کی۔

ڈرون کی افغانستان کے اوپر پندرہ میں سے دس پروازوں کو کامیاب قرار دیا گیا۔ ڈرون کی کم از کم دو پروازوں میں قندہار کے قریب ترناک کے فارمز پر سفید لباس میں ملبوس ایک طویل قامت شخص جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اسامہ بن لادن تھے دیکھا گیا۔

اُس سال اکتوبر کے مہینے میں موسم سرد ہو جانے کے ساتھ ازبکستان سے ڈرون کی پروازیں کرنا ممکن نہیں رہا۔

چار ستمبر دو ہزار ایک کو بش انتظامیہ کی طرف سے القاعدہ اور طالبان کے خلاف کارروائی کی منظوری دینے کے بعد سی آئی اے کے چیف جان ٹینٹ نے ڈرون کی پرواروں کی اجازت دی۔ اسوقت تک ڈرون سے میزائل داغنے کی صلاحیت حاصل کر لی گئی تھی لیکن ازبکستان کی حکومت کی اجازت نہ دینے کی وجہ سے ڈرون پر میزائل نصب نہیں کیئے گئے۔

گیارہ ستمبر کے حملوں کے بعد امریکہ نے فوری طور پر ڈرون کے لیے ہیل فائر میزائل روانہ کر دیے اور سولہ ستمبر تک یہ ازبکستان میں امریکی اڈوں پر پہنچ گئے تھے۔ اٹھارہ ستمبر دو ہزار ایک کو کابل اور قندھار کے اوپر پہلی مرتبہ ڈرون جہازوں نے پروازیں کیں لیکن اس وقت ان پر میزائل نصب نہیں تھے۔

فروری دو ہزار چار کو ڈرون نے ایک قافلے کو نشانہ بنایا جس میں القاعدہ کے ایک رہنما ہلاک ہو گئے۔ خفیہ اہلکاروں کا ابتدائی طور پر خیال تھا کہ یہ اسامہ بن لادن تھے۔

(بشکریہ فراز ہاشمی)

دہشت گردی میں پاکستان کا نمبر ۲ حاصل کرلینا لمحہ فکریہ

بین الاقوامی سطح پر دہشت گردی کے خطرات پر نظر رکھنے اور اس حوالے سے مشاورت فراہم کرنے والے ایک برطانوی ادارے میپل کروفٹ نے کہا ہے پاکستان ان سولہ ممالک کی فہرست میں اب دوسرے نمبر پر آ گیا ہے جہاں دہشت گردی کے خطرات انتہائی شدید ہیں۔

'میپل کروفٹ' نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ دنیا میں سولہ ممالک کو دہشت گردی کے شدید خطرے کا سامنا ہے جن میں صومالیہ پہلے نمبر پر ہے۔ ماضی میں اس فہرست میں پاکستان تیسرے نمبر پر تھا لیکن اب پاکستان میں دہشت گردی کا خطرہ اور بڑھ گیا ہے اور وہ دوسرے نمبر پر آ گیا ہے۔

رپورٹ کے مطابق دہشت گردی کے شدید خطرے میں مبتلا سولہ ملکوں میں افغانستان بھی شامل ہے لیکن تازہ ترین درجہ بندی میں وہ دوسرے نمبر سے چوتھے نمبر پر یعنی پاکستان سے دو نمبر پیچھے چلا گیا ہے۔

فہرست میں ایک سو چھیانوے ممالک شامل ہیں اور یہ مستقبل کے حوالے سے اپنی رپورٹ تیار کرتا ہے جس میں بتایا جاتا ہے کہ دنیا کے کس ملک کو دہشت گردی

کا سب سے زیادہ خطرہ درپیش ہے۔
اس فہرست میں امریکہ تینتیسویں، فرانس چوالیسویں اور برطانیہ چھیالیسویں نمبر پر ہے جب کہ کینیڈا سڑسٹھویں اور جرمنی سترویں نمبر پر ہے۔
دہشت گردی کے سب سے زیادہ خطرات کا شکار سولہ ممالک کی فہرست میں صومالیہ پہلے، پاکستان دوسرے، عراق تیسرے، افغانستان چوتھے، فلسطینی علاقے پانچویں، کولمبیا چھٹے، تھائی لینڈ ساتویں، فلپائن آٹھویں، یمن نویں جب کہ روس دسویں نمبر پر ہے۔ بھارت پہلے چھٹے نمبر پر تھا لیکن تازہ ترین درجہ بندی میں پندرہویں نمبر پر چلا گیا ہے۔
میپل کرفٹ' کے ماہرین کی تیارہ کردہ اس فہرست کے مطابق ماضی میں عراق میں ' دہشت گردی کا حملوں کا خطرہ سب سے زیادہ تھا اور وہ دہشت گردوں کا نشانہ بن سکنے والا پہلا ملک تھا لیکن اب صومالیہ نے عراق کی جگہ لے لی ہے۔ ادارے کا کہنا ہے کہ سنہ دو ہزار تین میں امریکی قیادت میں عراق پر حملے کے نتیجے میں یہاں مذہبی قتل و غارت میں بہت اضافہ ہوگیا تھا لیکن اب یہ سلسلہ کم ہو رہا ہے جس کی وجہ سے دہشت گردی کے خطرے سے دوچار ممالک کی فہرست میں عراق کا نمبر تیسرا ہے۔

ان ماہرین کا کہنا ہے کہ دہشت گردی کے خطرات روس، یونان اور یمن میں بھی بڑھ رہے ہیں لیکن بھارت اور الجیریا دو ایسے ملک ہیں جہاں دہشت گردی کے خطرات نسبتاً کم ہو رہے ہیں۔

میپل کروفٹ کا کہنا ہے کہ صومالیہ اور یمن میں دہشت گردی کے خطرات القاعدہ یا اس سے منسلک تنظیموں کے تشدد کی وجہ سے بڑھ رہے ہیں جبکہ روس میں ان خطرات میں شمالی کوہ قاف کے علیحدگی پسندوں کے حملوں کے سبب اضافہ ہو رہا ہے۔

لیکن دنیا میں دہشت گردی کا سب سے زیادہ نشانہ بن سکنے والے سولہ ممالک کی درجہ بندی میں بڑی تبدیلی یہ ہوئی ہے کہ یورپ میں یونان جو پہلے ستاونویں نمبر پر تھا اب چوبیسویں نمبر پر آ گیا ہے۔ رپورٹ تیار کرنے والوں کے نزدیک اس کی وجہ تشدد پسند بائیں بازو کے گروپ ہیں۔

سکیورٹی کے ماہرین کہتے ہیں کہ شدت پسندوں کے ہاتھوں عالمی سطح پر درپیش خطرات کی اہمیت اس وجہ سے بھی اور بھی بڑھ گئی ہے کہ القاعدہ نے پچھلے مہینے یمن سے امریکہ کارگو لے جانے والے جہازوں میں دھماکہ خیز مواد نصب

کرنے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔

میپل کروفٹ' کے مطابق صومالیہ جون دو ہزار نو سے جون دو ہزار دس تک کے' دورانیے میں (جس پر ادارے کی درجہ بندی کی بنیاد ہے) دہشت گردی کے پانچ سو چھپن حملے ہوئے جن میں ایک ہزار چار سو سینتیس افراد ہلاک اور تین ہزار چار سو آٹھ زخمی ہوئے۔

اس برطانوی ادارے نے یہ بھی کہا ہے کہ صومالیہ میں تشدد کی ایک بڑی وجہ القاعدہ تنظیم سے منسلک الشباب شدت پسند گروپ بھی ہے جو تین برس سے ایک کمزور عبوری حکومت سے برسرِپیکار ہے اور ملک کے جنوب اور مرکز کا کنٹرول بھی اسی کے پاس ہے۔

یمن سے مغرب کو فکر لاحق ہے کیونکہ یہ جزیرہ نمائے عرب میں القاعدہ کا گڑھ ہے اور یہیں پر امریکہ جانے والے کارگو جہازوں میں دھماکہ خیز مواد رکھے جانے کی ذمہ داری قبول کی گئی ہے۔ دسمبر دو ہزار پانچ میں ڈیٹرائٹ جانے والی پرواز کو نائیجیریا کے ایک طالب علم کی جانب سے بم سے اڑانے کی سازش کے تانے بانے بھی یہیں سے ملتے ہیں۔

خیبر پختونخواہ کیوں ڈوبا؟

پاکستان میں حالیہ آنے والے سیلاب نے ملک بھر میں بالعموم اور صوبہ خیبر پختونخواہ میں بالخصوص جو تباہی برپا ہوئی ہے اس سے ہم سب اچھی طرح آگاہ ہیں۔

بشکریہ ہارون رشید صاحب

”صوبہ خیبر پختونخواہ میں مذہبی قدامت پسندی (معذرت کے ساتھ) کو اگر ذہن میں رکھیں تو گلی میں گھومنے والے افراد کا یہ جواب ہے کہ یہ سیلاب تو ’اللہ کا عذاب تھا، اللہ رحم کرے‘ حیرت نہیں ہونی چاہیے۔

ہر کسی کا ’خیبر پختونخواہ کیوں ڈوبا‘ کے سوال پر یہی جواب ملے گا۔ لیکن ضمنی سوال کہ حکومت اگر تیار ہوتی ایک منظم انداز میں اس قدرتی آفت سے نمٹنے کو تو ہر کسی کا غصہ ابل پڑتا ہے۔ کوئی مناسب وارننگ نہ ملنے اور کوئی امداد نہ ملنے کی شکایت کرتا ہے۔

نوشہرہ کے ایک امدادی کیمپ میں امداد کے لیے قطار میں کھڑے محمد صفدر سے

پوچھا کہ ان کا علاقہ کیوں ڈوبا تو ان کا کہنا تھا کہ یہ تو ایک قدرتی آفت تھی۔ آشوب چشم سے سرخ آنکھوں والے اس شخص نے کہا کہ اب یہ آفت محض ان کے صوبے تک محدود نہیں بلکہ پورا پاکستان اس سے متاثر ہے۔ 'یہ ایک مصیبت ہے انشاء اللہ لوگوں کی امداد سے گزر جائے گی'۔

ظاہر شاہ نے بھی سیلاب میں کافی نقصان اٹھایا۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ تو اسے اللہ کی جانب سے قہر قرار دیتے ہیں لیکن کچھ لوگ اسے سیاسی رنگ بھی دیتے ہیں اور پارٹی بازی بھی کرتے ہیں۔ 'اسی پارٹی بازی کی وجہ سے کوئی کہتا ہے ڈیم بنا چاہیے کوئی کہتا ہے نہیں۔ ہمیں نہیں معلوم کیا بہتر ہے۔ مگر اپنی پینتیس چھتیس سالہ زندگی میں اتنا پانی نہیں دیکھا تھا'۔

گلی بازار کے بعد پڑھے لکھے طبقے کے سامنے یہی سوال رکھا کہ صوبہ کیوں ڈوبا تو قدرے مختلف جواب ملے۔ وکیل شاہد بر کی حکومت کو اس ساری تباہی کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔ سب لوگوں کو غصہ مقامی ضلعی انتظامیہ پر چڑھا ہوا ہے کہ انہوں نے ہمیں بروقت 'مطلع نہیں کیا ہے۔

لیکن زیادہ تباہی کی ایک بڑی وجہ بڑی آبادی کا تنبیہ کے باوجود انخلاء نہ کرنا بھی ہے۔ یہ وارننگ کا واضح نہ ہونا بھی ہو سکتا ہے۔ متاثرین اور ماہرین

سے بات ہوئی تو دونوں کا ماننا ہے کہ محکمہ موسمیات کی تنبیہ آئی ضرور تھی لیکن غیر معمولی' سیلاب کی پیشگوئی کو مناسب انداز سے واضح نہیں کیا گیا تھا کہ اس' غیر معمولی سیلاب سے کیا مراد ہے۔

پشاور، چارسدہ اور نوشہرہ کے اضلاع 'سیلاب پرون' اضلاع ہیں۔ یہاں ہر سال سیلاب آتے ہیں، نقصانات بھی ہوتے ہیں لیکن چند روز کے بعد معملہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس مرتبہ بھی بڑی آبادی نے اسے سالانہ سیلاب کے معمول کا حصہ مانا اور انخلاء میں تاخیر کی۔ درست صورتحال کی بروقت ترسیل نہیں ہوئی۔

شاہد برکی نے بتایا کہ لوگ یہی سمجھ رہے تھے ہر سال کی طرح کا سیلاب آئے گا جس سے خشکی روڈ پر ایک دو فٹ پانی ایک آدھ دن کھڑا رہے گا اور بس۔ 'لوگوں کے خواب وخیال میں بھی نہیں تھا کہ یہ سیلاب انھوں نے اپنی زندگی یا اس سال میں نہیں دیکھا گیا ہوگا۔ ڈی سی او صاحب نے نہیں بتایا کہ بیس بائیس فٹ پانی آئے گا'۔

خیر آباد کے مقام پر بھی دریائے کابل کے کنارے کافی بڑی آبادی ہے۔ لیکن یہاں بسنے والوں کو صرف تاکید کی ہے، واضح نہیں کیا تھا۔ یہاں کے رہائشی انوار الحق نے کہا کہ فوج کے لوگ ان سے پھنسے ہوئے لوگوں کے بارے میں

دریافت کر رہے تھے انہیں بتانے والوں کوئی ضلعی انتظامیہ کا اہلکار موجود نہیں تھا۔
لوگوں نے سب کچھ اپنی مدد آپ کے تحت کیا ہے'۔'
محکمہ موسمیات کی ویب سائٹ پر اٹھائیس جولائی کی صوبہ خیبر پختونخوا میں موسم کی ایک سطر کی رپورٹ میں صوبے میں جگہ جگہ شدید بارش کی پیشگوئی کی گئی ہے اور بس۔ یہ بارش کتنی شدید یا غیر معمولی ہو سکتی اس بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا ہے۔ عام لوگوں کے لیے یہ معلومات یقیناً ناکافی تھیں۔"

کیا سندھ ڈوبنے سے بچ سکتا تھا؟

سکھر کے قریب ڈوبا ہوا گاؤں سجاول

پاکستان میں آنے والے تاریخی سیلاب میں صوبہ سندھ کے ایک بڑے علاقے کے متاثر ہونے کی کئی وجوہات پیش کی جاتی ہیں۔ کچھ لوگ اسے ایک قدرتی آفت مانتے ہیں تو کچھ اس تباہی کا ذمہ دار پاکستان آرمی کو ٹھراتے ہیں۔ صوبہ پنجاب کی حکومت اور سندھی وڈیروں پر بھی اس تباہی کے ذمہ دار ہونے کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ ان الزامات میں کتنی حقیقت ہے یہ جاننے کے لیے نامہ نگار اعجاز مہر نے کشمور سے کیٹی بندر تک دریائے سندھ کے دونوں جانب سفر کیا ہے۔ اس سفر نامے کی آخری قسط ہے۔

بدھ، بائیس ستمبر

سب سے پہلے تو ڈیمز انتظامیہ طے کرتی کہ کتنا پانی ہے اور کتنی مقدار میں ڈیم میں پانی جمع کیا جائے اور کتنا پانی دریا میں چھوڑا جائے۔ یہاں غلطی یہ ہوئی کہ سب سے پہلے خالی ڈیم بھرنے کی کوشش کی گئی اور جب ڈیم بھر گئے تو جتنا پانی آ رہا تھا وہ دریا میں چھوڑا گیا۔ اگر ابتدا سے ہی کچھ پانی ڈیم میں جمع ہوتا اور کچھ دریا میں جاتا تو ایک دم سے پانی کے بڑے ریلے کو

کنٹرول کیا جاسکتا تھا۔
دوسرا یہ کہ اگر تونسہ بیراج کے نیچے لغاری، کھوسہ، ہنجراہ اور دیگر قبائل کی 'پانڈ ایریا' میں کھڑی فصلوں کو بچانے کے بجائے پانی اس میں چھوڑا جاتا تو بھی پانی کا زور ٹوٹ جاتا اور دریا کے نارمل پیٹ اور پانڈ ایریا کا پانی آگے چل کر بھی مل نہ پاتے اور یوں تھوڑا تھوڑا ہو کر گزر جاتا۔ تیسرا یہ کہ پنجند سے پانی پہلے گزارا جاتا اور وہ دریائے سندھ کی بائیں کنارے چاچڑاں کے پاس آتا اور گڈو سے گزر جاتا اور تونسہ بیراج سے آنے والا پانی اس کے ساتھ نہ ملتا تو یہ بڑا ریلا نہ بنتا۔
کسی غلطی یا کوتاہی کی وجہ سے اگر ایسا بر وقت ممکن نہیں ہو سکا تو پھر سندھ حکومت کو دریا کے اندر قبضہ کردہ زمینوں کو بچانے کے لیے اگر گھوٹکی ضلع میں قائم کردہ نجی زمینداری بند توڑے جاتے تو بھی ٹوری بند کو ٹوٹنے سے بچایا جاسکتا تھا۔ گھوٹکی شگر ملز کے مالکان نے جو مختلف لوگوں سے ہزاروں ایکڑ زمین پٹے پر لے کر گنے کی کاشت کی ہے، اُسے بچانے کے لیے بارہ کلومیٹر طویل نجی زمینداری بند اگر توڑا جاتا تو بھی پانی کا دباؤ کم ہو جاتا اور کشمور کا ٹوڑی بند نہ ٹوٹتا۔

جب ٹوڑی بند پر پانی کا دباؤ بڑھا تو 'اولڈ ٹوڑی لوپ بند'، جو نیو ٹوڑی، گھوڑا گھٹ اور بیٹ بندوں کے جنکشن کو غوث پور بند سے ملاتا ہے، اس کے اوپر سے جام سوٹھاروں گاؤں کے پاس سے پانی بہنے لگا تو اس وقت ضلعی انتظامیہ اگر دو پانی نکالنے کی مشینیں لگاتی تو بھی اس بند کو اونچا کرکے پانی کو روکا جاسکتا تھا۔ فوجی اہلکاروں کا وہاں سے مقامی رضاکاروں کو کام سے مبینہ طور پر روکنا اور بھگانا، محکمہ آبپاشی اور ضلعی انتظامیہ کی جانب سے کوئی اقدامات نہ کرنا، جان بوجھ کر غفلت برتنے کے زمرے میں آتے ہیں اور یہ واضح ہوتا کہ یہاں سے بند کو اگر توڑا نہیں بھی گیا تو ٹوٹنے ضرور دیا گیا۔ جس کی بڑی وجہ دریائے سندھ کے بائیں کنارے پاکستان کا سب سے بڑا گیس فیلڈ قادر پور اور پنو عاقل فوجی چھاؤنی کے ڈوبنے کا خطرہ بتایا جاتا ہے۔

سات اگست کو ٹوڑی بند ٹوٹا اور انتیس اگست کو فرنٹیئر ورکس آرگنائیزیشن یا ایف ڈبلیو او نے شگاف پُر کرنے کا کام شروع کیا۔ یعنی تن ہفتے تک یہاں سے پانی بڑی مقدار میں خارج ہوتا رہا۔ ایف ڈبلیو او کے کرنل محمد بابر کے مطابق ٹوڑی بند ٹوٹنے کے ایک ہفتے بعد جب دریا میں پانی کی مقدار کم ہونا شروع ہوئی تو اس وقت بھی کوئی کوشش ہوتی تو اس شگاف کو بند کیا جاسکتا تھا۔ ان کے بقول شنوک ہیلی کاپٹر کے ذریعے پتھر یا مٹی سے بھرے کنٹینر اگر شگاف میں رکھے جاتے تو سندھ اور بلوچستان میں اتنی تباہی نہیں ہوتی اور کم از کم

شہداد کوٹ اور دادو اضلاع کو تو یقینی طور پر بچایا جاسکتا تھا۔ اگر ایف ڈبلیو او والے ٹوڑی کے 'نان ایکٹو شگاف' کے بجائے غوث پور بند کے 'ایکٹو شگاف' کو بند کرنے پر توجہ دیتے تو بھی کم از کم دادو ضلعے کو بچایا جاسکتا تھا۔

اس طرح دریائے سندھ میں ٹھٹہ ضلعے میں پڑنے والے شگاف پر بھی کنٹینر رکھ کر قابو پایا جاسکتا تھا۔ جس طرح دریائے سندھ کے دائیں کنارے پر پڑنے والے شگاف، جس سے ٹھٹہ شہر کے ڈوبنے کا اندیشہ تھا، اُسے پر کرنے کی فوری کوششیں ہوئیں، ویسے ہی اگر بائیں کنارے کوٹ عالمو میں پڑنے والے شگاف کو بند کرنے کی کوشش ہوتی تو ٹھٹہ ضلعے کے متعدد دیہات ڈوبنے سے بچائے جاسکتے تھے۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ صوبہ سندھ کی سیاسی قیادت اور متعلقہ حکام نے کوئی منصوبہ بندی کی اور نہ کوئی ٹھوس اقدامات۔

سب سے پہلا کام تو سندھ حکومت کو یہ کرنا چاہیے کہ دریا کے پیٹ میں جسے کچے کا علاقہ کہتے ہیں وہاں سے نجی زمینداری بند توڑے جائیں اور کچے میں کسی کو بھی زمین الاٹ نہ کی جائے۔ اب تک جو بھی زمین الاٹ کی گئی ہے وہ منسوخ کی جائے اور پٹے پر مقامی لوگوں کو دی جائے۔

جس طرح سندھ میں 'گھوسٹ' سکول اور اساتذہ ہیں بالکل اسی طرح محکمہ آبپاشی میں بھی سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں 'گھوسٹ' ملازمین ہیں۔ کشمور کے مختلف بندوں کی نگرانی کرنے والے محمکہ آبپاشی کے افسران سے لے کر ٹھٹہ کے سپرنٹنڈنٹ انجنیئر احمد جنید تک جتنے بھی افسران سے ملا، انہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ صوبے بھر میں دریائے سندھ اور اس سے نکلنے والی تمام نہروں کے پشتوں اور حفاظتی بندوں پر ہر فرلانگ پر ایک بیلدار تعینات ہے۔ ہزاروں کی تعدا میں سندھ بھر میں بیلدار مقامی سیاسی بااثر لوگوں کے 'ملازم' بتائے جاتے ہیں جن پر الزام ہے کہ وہ تنخواہ لینے کے علاوہ کوئی سرکاری کام نہیں کرتے۔

سینکڑوں کی تعداد میں بیلدار محکمہ آبپاشی کے دستاویزات میں بھرتی کیے جاتے ہیں اور ان کی تنخواہیں بھی لی جاتی ہیں لیکن اصل میں یہ خانہ پری ہے کیونکہ پیسہ مبینہ طور پر افسران کھا جاتے ہیں۔ ایک طرف مستقل ملازمین ہیں تو دوسری جانب عارضی اور موسمی بنیاد پر بھرتیاں بھی کی جاتی ہیں، جن کا کام پشتوں کی نگہداشت کرنا اور پانی چھڑکنا ہے۔ لیکن انہوں نے محمکے کے افسران اور مقامی بااثر لوگوں کی ملی بھگت سے پشتوں پر لگے شیشم اور کیکر کے ہزاروں درخت بیچ دیے ہیں۔

ہر سال حفاظتی بندوں اور نہروں کے پشتوں کی مرمت کے لیے خرچ ہونے والی رقم کا حساب کتاب لیا جانا چاہیے اور آئندہ اس کا استعمال شفاف بنایا جانا ضروری ہے۔

لیکن اہم ترین سوال یہ ہے کہ عالمی بینک کے بقول پاکستان کے چاروں صوبوں میں سندھ کرپشن اور اقربا پروری کے اعتبار سے سرِفہرست ہے۔ جہاں وزیروں اور مشیروں کو محکمے اور افسران کے اہم عہدے نیلام ہوتے ہیں اور ریٹائرڈ اعلیٰ افسران کو منافع بخش عہدوں پر تعینات کرنے کے لیے بولیاں لگتی ہوں، کیا وہاں کچھ بہتری آ سکتی ہے؟ اگر ایسا ہوتا ہے تو یہ کسی معجزے یا انقلاب سے کم نہیں ہوگا۔

بشکریہ اعجاز مہر

مشرف امریکہ کے کہنے پر نہیں چل سکا، رچرڈ ہالبروک

چلیے جی کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے اور پرویز مشرف پر ہمارے ملک میں تمام مخالفین یہی الزام لگاتے رہتے ہیں کہ اس نے امریکہ کے یہ حوالے کر دیا وہ کر دیا اور امریکہ کے کہنے پر یہ کر دیا اور وہ کر دیا اب دیکھیے قبلہ، بڑے حکیم رچرڈ ہالبروک جو پاکستان اور افغانستان کے لیے امریکہ کے خصوصی ایلچی ہیں وہ کیا کہتے ہیں۔

واشنگٹن میں سفارت کاروں اور سیکورٹی ماہرین کے ایک اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے امریکی ایلچی رچرڈ ہالبروک نے کہا کہ سابق صدر جنرل ریٹائرڈ پرویز مشرف کے اقتدار میں آنے کے بہت کم امکانات ہیں۔ رچرڈ ہالبروک کا کہنا تھا کہ اگر سابق صدر بش کے ساتھ کیئے گئے وعدے سابق صدر مشرف پورے کرتے تو صورتحال بہتر ہوتی۔ رچرڈ ہالبروک کا کہنا تھا کہ صدر مشرف نے پاکستان میں جمہوریت کی بحالی، شدت پسندوں کے مدارس بند کروانے اور قبائلی علاقوں کی صورتحال کنٹرول کرنے کے لیے اگر کچھ کیا ہوتا تو آج ہمیں اس صورتحال کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

لیجیے جناب اب تو بہت سے ان لوگوں کی بڑی سبکی ہو گئی ہو گی ہمارے ملک

پاکستان میں کہ جن کی سیاست کا اوڑھنا بچھونا صرف مشرف کے دور حکومت اور اس کی حکمرانی کو برا بھلا کہنا ہے کیونکہ کسی کو برا بھلا کہنے میں کونسے ہاتھی گھوڑے لگتے ہیں۔
کیا وجہ ہے کہ رچرڈ ہالبروک جیسے اونچے درجے کا امریکی اہلکار پاکستان یا افغانستان میں نہیں بلکہ اپنے ملک کے دارالحکومت واشنگٹن میں سفارت کاروں اور سیکورٹی ماہرین کے اجلاس میں یہ بات کہہ رہا تھا اور کوئی ایسا نہیں تھا جو کہتا کہ نہیں جی مشرف نے ہمارے لیے وہ کچھ کیا جو نواز شریف یا بے نظیر یا آج کی پاکستانی حکومت نہیں کرپائی یا کر سکتی۔
اگر یادداشت کو ٹٹولیں تو معلوم ہوگا کہ پاکستان سعودی عرب کے بھی بعد دنیا کا سب سے آخری اسلامی ملک تھا جس نے طالبان کی حکومت کا ساتھ چھوڑا۔
اور یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ مشرف نے ہی آنکھیں دکھائیں تھیں امریکہ کو جب امریکہ بہادر کہتا تھا ڈو مور ڈو مور تو مشرف نے بیانگ دہل کہا تھا "کہ کیا ڈو مور ڈو مور کہتے ہو ہمیں دو کوئی انفارمیشن ہے ہمارے ملک میں موجود دہشت گردوں کے متعلق تو ہم خود کاروائی کریں گے اور کوئی ہمیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ڈو مور ڈو مور اور ہمیں پتہ ہے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔"

اور پھر دنیا نے دیکھا کہ دنیا کی طاقتور ترین حکومت امریکہ نے مشرف کو ہٹانے کے لیے اور اپنی مرضی کا حکمران پاکستان پر مسلط کرنے کے لیے کیسے گٹھ جوڑ اور سازشوں کے تانے بانے بنتے ہوئے پہلے مشرف حکومت کو مجبور کیا کہ بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کو ملک آنے کی اجازت دی جائے اور پھر امریکہ کھلاڑیوں نے پاکستان میں بے نظیر بھٹو کو قاتلانہ حملے میں شہید کروایا اور اس کا الزام مشرف پر لگاتے ہوئے مشرف کی حمایتی جماعت ق لیگ کو شکست دلوائی اور اس طرح زرداری صاحب کو اقتدار نصیب ہو سکا۔
ہمارے سیاست دان اپنی سیاسی دکان چمکانے کے لیے مشرف پر الزامات لگاتے ہیں کہ مشرف نے یہ کر دیا وہ کر دیا ملک کو بیچ دیا اور اتنا کچھ کر دیا تو ان دوستوں سے سیدھا سوال یہ ہے کہ اگر ایسا زبردست کام مشرف کر رہا تھا تو امریکہ اس سے خوش کیوں نا ہوا اور مشرف کے آنکھیں دکھانے اور کہنے کہ کیا مجھے ڈو مور ڈو مور کہتے ہو ہمیں پتہ ہے ہمیں اپنے ملک کے لیے کیا کرنا ہے تو اس کی آنکھیں دیکھ کر امریکہ بہادر نے یہ فیصلہ کر لیا کہ جس طرح بھٹو اور ضیاالحق کو آنکھیں دکھانے کی سزا دیتے ہوئے رخصت کیا اسی طرح مشرف کو بھی رخصت کرنا ہوگا مگر پہلے سے زیادہ مضبوط آرمی کے ہوتے ہوئے یہ خطرناک کام تو نا ہو سکا مگر سیاسی چالیں چلتے ہوئے مشرف کو ضرور طاقت سے محروم کر

دیا۔
رچرڈ ہالبروک کو یہ کیونکر کہنا پڑا کہ "اگر سابق صدر بش کے ساتھ کئے گئے وعدے "سابق صدر مشرف پورے کرتے تو صورتحال بہتر ہوتی۔

اس کا سیدھا اور سچا مطلب یہی نکالا جاسکتا ہے کہ سابق صدر مشرف نے صدر مشرف کے اشاروں پر چلنے سے صاف انکار کیا اس کے علاوہ ہالبروک کا یہ کہنا کہ "شدت پسندوں کے مدارس بند کروانے" جیسے معاملات میں مشرف نے کچھ نہیں کیا تو اب ان پاکستانیوں کی انکھیں ضرور کھل گئی ہونگیں جو مرحوم ایم ایم اے کی زبان سے مشرف کے مدارس پر حملوں پر یقین رکھتے تھے۔ ارے یہ ہالبروک کیا کہہ گیا کہ شدت پسندوں کے مدارس بند کروانے میں بھی مشرف کچھ نا کرسکا تھا۔

اور تو اور بقول ہالبروک "قبائلی علاقوں کی صورتحال کنٹرول کرنے کے لیے اگر کچھ کیا ہوتا تو آج ہمیں اس صورتحال کا سامنا نہیں کرنا پڑتا"۔ یعنی مشرف نے جو پرائی جنگ اپنے سر لی وہ بھی امریکہ کو ایک آنکھ نا بھائی اور امریکہ یہ سمجھتا رہا کہ مشرف کا قبائلی علاقوں میں شروع کیا ہوا آپریشن بھی ہلکا پھلکا تھا اسی لیے آج امریکہ موجودہ حکومت اور موجودہ عسکری کمان سے مطمئن

ہے کہ ہاں اب ہماری مرضی کا آپریشن ہو رہا ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ مملکت خداداد پاکستان میں مشرف کے دور حکومت میں یعنی ۱۰ سالہ اقتدار میں صرف ۵ یا ۷ ڈرون حملے ہوئے تھے اور مشرف حکومت کے بعد کی حکومت میں اب تک بلامغالبہ سینکڑوں ڈرون حملے امریکہ بہادر ہماری جیسی غیور قومیتوں پر کر چکا ہے اور نا جانے کتنے مزید ہونے باقی ہیں۔

انشاءاللہ مشرف ضرور عنقریب اپنے کہے کے مطابق اگلے الیکشن سے پہلے ہی ملک میں واپس آئیں گے اور ملک کی خدمت کریں گے اور پلے بوائے، جھوٹے، مکار اور منافقین کی جماعتوں کا حال دیکھنے جیسا ہوگا۔ ایک بات تو یقینی ہے کہ اگر ملک میں عمران خان جیسے پلے بوائے کہ جن کے ماضی کی کاروائیوں اور اعترافات سے کون واقف نہیں، کے چاہنے والے بہت سے ہیں تو مشرف جو افواج پاکستان کا اعلیٰ ترین سپہ سالار یعنی چیف آف آرمی اسٹاف رہا ہے اس کے چاہنے والے بھی بے شمار ہیں۔ اور کہاں ایک عمران خان جیسا اور کہاں ایک ملک کی عظیم ترین آرمی کا سپائی ایک سپہ سالار۔

عمران خان چیریٹی کی بنیاد پر اچھا کام یعنی کینسر اسپتال بنا کر اس کے عوض سیٹیں حاصل کرنا چاہتا ہے جبکہ مشرف نے سپہ سالاری اور ملک عزیز پر دس سال

حکومت کی ہے اور اسے خوب معلوم ہے کہ ملک کیسے چلایا جاتا ہے جیسے عمران خان کو معلوم ہے کہ ایک یا چند خیراتی اسپتال کیسے چلائے جاتے ہیں۔

عمران خان اور نواز شریف جیسے آج ملک میں ہیں اور سب کو پتہ ہے کہ ملک کا حشر کیا ہے کاش مشرف جلد ملک آجائے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے مشرف کا پرانا دور واپس آجائے اور لوگ تو چھوڑیے بڑے بڑے فنکار اینکرز بھی یہ کہتے پائے جاتے ہیں کہ موجودہ پاکستان میں حکومت سے بہتر تو مشرف کی حکومت ہی بہتر تھی۔ صبر کرو بھائیوں ابھی مزید دو ڈھائی سال انتظار کرو پھر لگ پتا جائے گا کہ مشرف کی آمرانہ حکومت کی چینی زیادہ اچھی تھی یا موجودہ جمہوری حکومت کی چینی۔

کاتونی اصل ہیرو

کتنے عظیم ہو تم کاتونی: جی ہاں، یہ ہے وہ فقرہ جو آج عالمِ اسلام میں بسنے والے ہر مسلمان کی زبان ہے۔ اور آخر یہ بلا وجہ بھی تو نہیں ہے ناں!!! اِس غیرت مند مسلمان نے اپنی جیب سے سات لاکھ امریکی ڈالر Usd. 700,000 جو کہ پاکستانی روپوں میں پانچ کروڑ اٹھانوے لاکھ پانچ ہزار نو سو پچپن (59805955.24) روپے بنتے ہیں، ادا کرکے اندلس میں ایک قدیم مسجد کو مسمار ہونے سے بچایا ہے۔
اصل میں سپین کی ایک ریئل اسٹیٹ ایجینسی اس دعوے کے ساتھ کہ یہ مسجد ایسی زمین پر بنی ہوئی ہے جس کے معاہدے کی مدت ختم ہو گئی ہے اور اب اس زمین کو کسی بھی غیر مذہبی کام کیلئے استعمال کیا جا سکتا ہے، ہر حال میں مسجد گرا کر اپنے استعمال میں لانے کے ارادہ سے سرگرم تھی۔
اور جیسے ہی یہ خبر اندلس میں بسنے مسلمانوں کے توسط سے افریقی ملک مالی کے اس عظیم فٹبال پلیئر فریڈرک کاتونی کو پہنچی کہ مسلمان نہ تو اس مسجد کو بچا پانے کیلئے پیسے اکٹھے کر پا رہے ہیں اور نہ ہی کوئی دوسرا راستہ، تو کاتونی نے فوراً اپنی جیب سے یہ پیسے ادا کرکے مسجد کو منہدم ہونے سے بچا کر مسلمانوں کیلئے وقف کر دیا، تاکہ یہ جگہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اللہ کی

عبادت کیلئے برقرار رہے۔ واضح رہے کہ یہ رقم کاتونی کیلئے کوئی اتنی معمولی بھی نہیں، لگ بھگ ایک سال کی تنخواہ بنتی ہے۔

شہرت سے قطعی دور، جب بھی کبھی کاتونی سے اس موضوع پر بات کی گئی تو اس نے اتنا سا جواب دیکر: مجھے موقع ملا اور میں نے مسجد کو برقرار رکھنے کیلئے اپنی سی کوشش کی، ہمیشہ بات ختم کر دی۔

اگر بات اس کھلاڑی کی سیرت کی ہی ہو رہی ہے تو یہاں اس بات کا ذکر بھی کرنا پڑے گا کہ: فریڈرک کاتونی کئی ایک فلاحی منصوبوں میں مستقل طور پر شریک رہتا ہے چاہے وہ اُسکے اپنے ملک مالی میں ہوں یا کہیں اور مسلمان ملک میں۔ جن منصوبوں کا خاص طور پر ذکر کرنا چاہیے وہ مالی کے بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے پیسے اکٹھے کرنا ہے۔

فریڈرک کاتونی 2 ستمبر 1977 کو فرانس کے شہر (Sainte-Foy-lès-Lyon, RhÔne) میں پیدا ہوئے، آجکل سپین کے مشہورِ زمانہ کلب اشبیلیہ اور اپنے اصلی ملک مالی کی قومی ٹیم کی طرف سے کھیلتے ہیں، اشبیلیہ کلب نے انہیں 17 اگست 2005 کو 6.5 ملین یورو کے عوض معاہدہ طے کرکے خریدا تھا پاکستانی روپوں میں یہ رقم چھہتر کروڑ سنتالیس لاکھ چار ہزار سات سو چھ روپے بنتی ہے، 2 فروری

کو بیسٹ افریقن فٹبال پلیئر آف دی ایئر کا اعزاز پا چکے ہیں۔ کئی ایک معرکتہ 2008 الآراء میچوں میں میچ وننگ کارکردگی پیش کرنے کا اعزاز رکھتے ہیں، بیس سال کی عمر سے فریڈرک میں دین سے لگاؤ بڑھا حتیٰ کہ بات یہاں تک جا پہنچی کہ اُس نے اپنے کلب کے اسپانسر کی شرٹ یہ کہہ کر پہننے سے انکار کر دیا کہ وہ غیر اسلامی سرگرمیوں میں ملوث ہے، کلب کو اُسکی بات ماننا پڑی۔ اور اب عجیب منظر ہوتا ہے کہ وہ اپنی علیحدہ شرٹ پہن کر میدان میں کھیل رہا ہوتا ہے۔

صبح کی نماز ہی آپکے اللہ کے ساتھ محبت کا پیمانہ ہے)، یہ ہے وہ سلوگن یا نعرہ جو سپین) میں مسلمانوں کی ایک تحریک کا ہے جس کی قیادت یہ عظیم کھلاڑی فریڈرک کانونی کرتا ہے۔ یہ تحریک مسلمانوں میں صبح کی نماز ادا کرنے کی اہمیت اور ضرورت کا احساس پیدا کرتی ہے۔

اس تحریک کے تحت سپین میں ریلیاں، لیکچرز اور دیگر پروگرام منعقد کیئے جاتے ہیں جو مسلمانوں کو فجر کی نماز کا ثواب بتاتے ہیں اور صبح کی نماز سے قبل پڑھی جانے والی دو سنتوں کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ دو سنتیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بہت زیادہ اہمیت رکھتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فجر کی دو رکعتیں اس دنیا اور

اس دنیا میں موجود ہر شئے سے زیادہ بہتر ہیں۔ جبکہ مسلم کی ایک روایت کے مطابق: یہ ساری دنیا سے زیادہ پسندیدہ چیز ہیں۔ سوچنے والی بات یہ بنتی ہے کہ یہ ساری دنیا اپنی شان و شوکت و عظمت و رعنائی سمیت اگر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں فجر سے قبل والی دو سنتوں کے برابر کی چیز تک نہیں بنتی تو بذاتِ خود فجر کی نماز کی قیمت کیا بنے گی؟

سپین میں مسلمان تنظیمیں لوگوں کو وزٹنگ سے مشابہ کارڈ چھپوا کر مفت تقسیم کرتی ہیں جن پر صبح کی نماز کیلئے سستی بھگانے کا طریقہ اور دوسرے ترغیبی طریقے چھپے ہوتے ہیں۔

فریڈرک کاتونی کہتا ہے کہ: اگر کوئی انسان کسی دوسرے انسان سے سچا پیار کرتا ہے تو لامحالہ اُس سے ملنے کی تڑپ اور شوق بھی تو رکھتا ہے۔ بلکہ اُسے حیلے بہانوں سے بار بار یاد بھی کرتا رہتا ہے، اور جب ملاقات کی گھڑی قریب آنے لگے تو نیند غائب ہو جاتی ہے۔ تو پھر کیا کہا جائے ان لوگوں کیلئے جو صبح کی نماز کیلئے سستی کرتے ہیں، کیا وہ لوگ واقعی اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والے ہیں؟ کیا وہ لوگ واقعی اُس کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں اور اُس ذاتِ باری سے ملنے کا شوق رکھتے ہیں؟

یاد رہے کہ: مالی دنیا کے غریب ترین ممالک میں سے ایک ہے۔ جمہوریہ مالی (فرانسیسی : République du Mali) (انگریزی: Republic of Mali) مغربی افریقہ کا زمین بند ملک ہے، جو براعظم افریقہ کا ساتواں بڑا ملک ہے۔ لگ بھگ 65 فیصد علاقہ صحرائی یا نیم صحرائی ہے جہاں گزشتہ صدی میں کئی خشک سالیاں آ چکی ہیں۔ زیادہ تر معاشی سرگرمیاں دریائے نائیجر کے سیراب کردہ علاقہ تک محدود ہیں۔ 10 فیصد آبادی نوماڈک ہے اور لگ بھگ 80 فیصد افرادی قوت فارمنگ اور ماہی گیری سے منسلک ہے۔ صنعتی سرگرمیاں فارمی پیداواروں کی سربندی سے متعلقہ ہیں۔۔برتن سازی اہم گھریلو صنعت ہے جو زیادہ تر عورتیں کرتی ہیں۔

اے کاتونی: کاش مجھے موقع ملے تو میں تیرے خوبصورت کالے سر پر بوسہ دوں، تو کتنا مسلمانوں کیلئے درد رکھتا ہے!! جو بھی نیک اعمال تو نے کیئے ہیں اللہ تجھے اُنکا اجر عظیم عطا فرمئے، کیونکہ تو ہر مسلمان کیلئے فخر کی علامت ہے!! اے کاش ہمارے ہیرو، کھلاڑی، سیاستدان، جاگیر دار اور وڈیرے تجھ سے کچھ سبق سیکھیں کہ پیسہ کس لئے کمایا جاتا ہے اور کس طرح اللہ کی رضا و خوشنودی کیلئے مسلمانوں کی فلاح اور بہبود پر خرچ کیا جاتا ہے۔ کاش کوئی اُسے بتا دے کہ میں اللہ کی خاطر اُس سے پیار کرتا ہوں۔

یہ ڈو مور کیا بلا ہے - میرا ستائیس مارچ ۲۰۰۹ کا کالم

آج سے قریباً ڈیڑھ دوس سال پہلے میں نے "یہ ڈو مور کیا بلا ہے بھائی - پتہ نہیں امریکہ جانے" کے نام سے ایک کالم لکھا تھا جس کو موجودہ حالات پر موضوع ہونے کے سبب دوبارہ شائع کر رہا ہوں

یہ ڈو مور کیا بلا ہے بھائی - پتہ نہیں امریکہ جانے

(M. Furqan Khan, Karachi)

آج بروز جمعہ ستائیس مارچ دو ہزار نو کو امریکی صدر باراک حسین اوباما نے نئی حکمت عملی کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ جسے دوسرے الفاظ میں پہلے کہتا رہا ہے کہ Do More Do More Do More

"وہ دہشت گرد جنھوں نے 9/11 کو پلان کیا اور سپورٹ کیا وہ پاکستان اور افغانستان میں موجود ہیں" انہوں نے مزید کہا کہ "القائدہ اور دوسرے جنگجو شدت پسندوں نے 11/9 کے بعد سے ہزاروں پاکستانیوں کو قتل کیا ہے۔ اور یہ کہ کئی پاکستانی سولجرز اور پولیس کے لوگوں کو بھی قتل کیا ہے۔" باراک اوباما

نے محترمہ بے نظیر بھٹو کا نام لے کر کہا کہ ان دہشت گردوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو کو قتل کر دیا۔ وہ دہشت گرد بلڈنگیں دھماکوں سے اڑا رہے ہیں، غیر ملکی سرمایہ کاروں کو بھگا رہے ہیں اور مملکت کی سالمیت کے لیے خطرہ ہیں۔ اور یہ کہ القائدہ اور اسکے شدت پسند حامی ایک ایسے کینسر کی طرح ہیں جو پاکستان کی ریاست کو اندر ہی اندر ختم کر رہا ہے۔" (اتنا خیال تو ہمیں اپنا نہیں ہے جتنا امریکہ کو ہے واہ واہ بھی واہ!)

انہوں نے مزید کہا کہ امریکی کانگریس ایک بل پاس کرے گی جس کے تحت ہر سال اور پانچ سال تک پاکستانی عوام کو ایک اعشاریہ پانچ بلین ڈالر براہ راست (پاکستانی حکومت کو نہیں بلکہ اپنے منتخب اداروں یعنی این جی اوز کے زریعے) مدد فراہم کرنے کے لیے دیے جائیں گے اور انھوں نے مزید کہا کہ ہم پاکستان کو بلینک چیک نہیں دے سکتے۔ پاکستان کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ القائدہ اور اسکے شدت پسند حامیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے پر عزم ہے۔ اور مزید ایک منتخب صدر فرماتے ہیں کہ چاہے حالات کچھ بھی ہوں ہم ایکشن لینگے جب کبھی ہمیں خفیہ زرائع سے پتہ چلا High Level Target کے بارے میں اور پھر مزید بھیک کے سکے ڈالتے ہوئے کہا کہ امریکہ کہے گا "ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کو کہ پاکستان کی مدد کریں

تو میرے دوستوں، بھائیوں، سجنوں اور وغیرہ وغیرہ۔

آج (امریکی پالیسی میں جان اور وزن ڈالتے ہوئے) خیبر ایجنسی کے علاقے جمرود میں آج جمعہ کی نماز کے دوران دھماکہ ہوا اور آخری خبریں آنے تک ستر سے زائد افراد ہلاک اور سو سے زیادہ لوگ زخمی ہو چکے تھے۔ تو امریکی پالیسی اپنے پہلے ہی دن اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی کہ پاکستان از دی سینٹر آف ایول۔ (Pakistan Is The Center And Cause Of Evil)

اللہ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے زلت دے یہ تو ہو گئی ہمارے ایمان کی بات بات وہیں آ گئی جہاں سے چلی تھی۔ پرویز مشرف کا حشر خراب کیوں ہوا ہے۔ وقت کا ایسا شخص جس کے اشارے پر ملک نو دس سال بلا شرکت غیرے چلتا رہا۔ اور وہ طاقت ورترین شخص جو مجبور کیا گیا۔ کس کام کے لیے ڈو مور (یعنی اور کرو، اور کرو) کے لیے اور جب اس شخص نے امریکہ اور مغرب کو آنکھیں دکھائیں کہ کیا ڈو مور ڈو مور، ہمیں ثبوت دو اور ہمیں معلومات فراہم کرو کاروائی ہم خود کرلیں گے اور جب مشرف نے امریکہ کو یہ بتانا شروع کیا کہ امریکی پالیسیوں کی وجہ سے دہشت گردی میں اضافہ ہو رہا ہے تو امریکہ بہادر اور اسکے حواریوں نے اپنے پتے پھیلائے جس کے نتیجے میں ملک و قوم جیسے جاگ سی

گئی اور پوری قوم، پوری سول سوسائٹی اور سارے (پرنٹ و الیکٹرونک) میڈیا کو اچانک پتہ چلا کہ مشرف تو ایک گالی ہے اس ملک کے لیے اور اس کو لٹکانے اور اس کو عبرت کا نشان بنانے کی باتیں چل پڑیں اور ان باتوں کی آڑ میں آٹا مشرف دور کے پچیس روپے سے تجاوز کرتے ہوئے چالیس اور چینی تیس روپے سے تجاوز کرتے ہوئے چھیالیس روپے کی ہو گئی ہے۔ بجلی، گیس کے ریٹ آسمانوں کو چھونے لگے۔

ہاں تو بات ہو رہی تھی ڈو مور پر امریکہ کو آنکھیں دکھانے والے کی آنکھیں اور طاقت کا امریکہ بہادر نے جو حشر کیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ اور جو لوگ برسہا برس خاموش رہے اور اکیلے میں اپنے سائے سے بھی بات کرنے اور بیان دینے اور میڈیا کے سامنے آنے سے سے گھبراتے رہے (ملک میں یا ملک سے باہر) وہ اب شیروں کی طرح دھاڑتے پھر رہے ہیں تو میرے بھائی یہ طاقت اگر آپ کو عوام کی لگتی ہے تو لگتی رہے میں تو خدا لگتی کہوں گا کہ جس کی ڈور امریکہ کے ہاتھ میں آجاتی ہے وہ ناچنا شروع کر دیتا ہے اور جس کی ڈور امریکہ سائڈ میں رکھ دے اس کا کھیل رک جاتا ہے۔ تو آصف زرداری صاحب کیا عوام کی طاقت کے آگے مجبور ہیں نہیں میرے بھائی ہمارے محترم صدر کو ان زمینی حقائق کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور ان کو اس

بات کا اندازہ ہے کہ پاکستانی حکمرانوں کے پاس حکمرانی کتنی محدود ہوتی ہے۔ اب اگر آصف علی زرداری صاحب اپنے تمام تر خلوص کے ساتھ بھی کام کرتے ہیں تو بھی امریکی مفادات کے تحت ان کو ڈو مور کی ہدایات پہنچ چکی ہیں اور جس نئی پالیسی کا اعلان صدر اوباما نے کیا ہے کیا ان سے پاکستان کا کوئی اچھا مفاد وابستہ ہے۔ آصف علی زرداری صاحب کو گزشتہ کئی دنوں سے میڈیا اور باہر سے اچھی طرح باخبر کر دیا گیا ہے اور انکو یہ باور کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی ہے کہ واشنگٹن نواز شریف کے لیے نرم گوشہ رکھنے لگا ہے۔ یعنی زرداری صاحب وہ کرنے پر مجبور کیے جا رہے ہیں جن سے انکار کی صورت میں امریکہ وہ کام اپنے کسی اگلے منتخب پاکستانی حکمران سے لے لے گا چاہے وہ نواز شریف صاحب ہوں یا زرداری صاحب۔

اب زرداری صاحب بھی کیا کریں، ففٹی ایٹ ٹو بی سے شائد وہ چند دنوں میں دستبردار ہو جائیں اور امریکی اشاروں کو سمجھتے ہوئے وہ شرکت اقتدار کے لیے نواز شریف صاحب کا ساتھ قبول کرلیں وہی نواز شریف صاحب جنہوں نے ہاتھ لہرا لہرا کر اور نام لے لے کر کہا تھا " کہ اب آصف زرداری صاحب سے کوئی بات نہیں ہوگی وہ ہمارے ساتھ ہاتھ کر چکے ہیں اور وہ ہمیں کئی مرتبہ دھوکہ دے چکے ہیں وغیرہ وغیرہ" ویسے آصف علی زرداری صاحب کے لیے اچھا ہی ہوا کہ انہیں کھرے اور کھوٹے کا پتا چل گیا کہ کون بھائی بنانے میں کتنا تیز ہے

اور زلیل و رسوا کرنے میں کتنی جلدی دکھاتا ہے۔ اور جو برے وقت میں ہی دوسرے کیمپ سجا بیٹھے ان پر بھروسہ تو زرداری صاحب کو اب بھی کرنا پڑے گا چاہے وہ پاکستان کے مفاد میں ہو یا نو ہو مگر امریکی مفادات کے ضرور حق میں ہوتا۔

آصف علی زرداری صاحب بھی کیا کریں، اگر اشارے ملنے لگے تو عدلیہ بھی این آر او کو دیکھنے پر مجبور ہو گی۔

ادھر سے بچ نکلے تو بلوچستان میں جو امریکی مفادات کا ڈرامہ رچایا جارہا ہے جس میں ہندوستان بھی پورے زور شور سے شرکت کے لیے بے چین ہے اس سے بھی نکلنے کے لیے آصف علی زرداری صاحب کو بڑی طاقت اور ہمت و عزم کا مظاہرہ کرنا پڑے گا۔

ہماری دعائیں ہمارے منتخب صدر کے ساتھ ہیں۔

آج زرداری صاحب کو یقیناً لگ رہا ہو گا کہ صدر مملکت کی مسند کوئی پھولوں کی سیج نہیں بلکہ کانٹوں کا ہار ہے۔ قوم اسی پراعتماد آصف علی زرداری کو دیکھنا چاہتی ہے جیسے پراعتماد وہ انتخابات کے فوراً بعد نظر آتے تھے۔ کاش صدر مملکت تک ہماری یہ التجا پہنچ جائے کہ زرداری صاحب آپ کے گرد جو سازشوں کے جال بنے جارہے ہیں ان سے تو آپ کو خود ہی نمٹنا ہو گا۔ آپ کی مدد کے لیے

ہم تو صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ قائداعظم نے ایک جگہ فرمایا تھا کہ "میری جیب میں بھی کچھ کھوٹے سکے ہیں" انہوں نے کھوٹے سکے کن کن حضرات کو کہا تھا ان کا تو وہ اور ماہرین جانیں مگر آپ اپنے کھوٹے سکوں سے زرا بچ کر رہیے گا کیونکہ اتنی قیمت آپ شاہدٗ اپنے کھوٹے سکوں کو نہ دے سکیں جتنی کوئی اور دے جائے گا۔

اللہ ہمارے قومی ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر کی حفاظت فرمائے کیا پتہ کب کیسے اور کیوں امریکی مفادات کے آگے اللہ ہمیں وقت سے محفوظ فرمائے۔

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر رہے۔ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین۔

اٹھنے نہیں ہیں ہاتھ اس دعا کے بعد۔

پاکستان چلانا ہے تو ملاؤں کو ختم کرنا ہوگا

ایک منٹ بھائی آگے بھی پڑھ لیں یہ گستاخانہ بیان یا تحریر میں نے پیر پگارا صاحب کے آج کے اخباری بیان اور گزشتہ روز مختلف چینلز پر آن ایئر ہونے والے بیان سے نقل کی ہے جو آج کے روزنامہ جنگ کے صفحہ اول پر شائع ہوا ہے جس میں حروں کے روحانی پیشوا اور مسلم لیگ فنکشنل کے سربراہ بلکہ بہت ساری مسلم لیگوں کو جمع کرکے ایک مستقبل کی مسلم لیگ بنانے والے پیر پگارا صاحب انکشافات کرتے پائے گئے اپنے بیان میں مرحومین کے حوالے سے بیانات کے حصے کو تو چھوڑیں زندہ نواز شریف صاحب کے لیے ان کا کہنا تھا "کہ نواز شریف اور قوم پرستوں کا مستقبل تاریک ہے، قوم پرست صرف پیسہ بناتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ حمید گل اور میں نے (میں نے نہیں بلکہ پیر پگارا صاحب نے) مل کر نواز شریف کی دس سال تک تربیت کی۔ آگے چل کر انہوں نے کہا کہ پاکستان کو چلانا ہے تو ملاؤں کو ختم کرنا ہوگا اور انہیں وہیں بھیجنا ہوگا جہاں سے لائے گئے (توبہ توبہ کتنی بے ہودہ کی بات ہے)

یاد رہے یہ حمید گل صاحب نواز شریف اور دوسرے سیاستدانوں کو سیاست کی تربیت دینے والی وہی ہیں جنہوں نے آئی جے آئی بنائی اور اس کا کھل کر اعتراف کیا،
سیاستدانوں میں پیسے بانٹے چاہے وہ سیاستدان مطلقاً سیاسی ہوں یا نیم سیاسی یعنی مذہبی جماعتوں کا لبادہ اوڑھے ہوئے بھی اور نا صرف پیسے بانٹے بلکہ پیسے بانٹنے کا اعتراف بھی کیا جس کا مقدمہ آزاد عدلیہ کے چیمپئنز کی عدالتوں میں التوا کا شکار ہے کہ اتنے مقدس اور بھاری پتھر کو سب اٹھا کر اور چوم کر پھر رکھ دیتے ہیں۔
حیرت انگیز بات یہ ہے کہ پیر پگارا کسی کو کوا کہہ دیتے ہیں اور کسی کو دنبہ اور نا تو غلام ارباب رحیم سے اور نا ہی میر ظفر اللہ خان جمالی سے ہو سکتا ہے کہ چوں بھی کر سکیں۔ اور تو اور ملک کے سب سے بڑے صوبے کے حکمرانوں اور ان کے بھائیوں بھتیجوں یعنی شریف اینڈ کمپنی کے اتنے بڑے بڑے لیڈران کے خلاف پیر صاحب آف پگارا اکثر انکشافات کرتے رہتے ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ نواز شریف یا دوسرے بڑے بڑے لیڈران سوائے آئیں بائیں کرنے کے کوئی برابر کی ٹکر کا جواب نہیں دے پاتے ہو سکتا ہے نواز شریف صاحب آرمی چیف سے ۱۰ سالہ معاہدے کی طرح کا کوئی بیس پچیس سال کا معاہدہ پیر پگارا سے بھی کر چکے ہوں۔

باقی آج ملاؤں کے خلاف اتنی بڑی بات کہہ کر کہ اگر "پاکستان کو چلانا ہے تو ملاؤں کو ختم کرنا ہوگا" یہ بات اتنی بڑی اور اتنی افسوسناک ہے کہ میں بھی ایسے بیان کی مذمت ہی کر سکتا ہوں کہ پاکستان کی سلامتی کو ملاؤں کے خاتمے سے منتھی کر دینا انتہائی سخت اور عجیب بات ہے۔

پاکستان کو چلانا ہو تو سیاست سے ملاؤں یا مذہبی لیڈران کا خاتمہ جیسا بیان بھی انتہائی قابل اعتراض ہوتا مگر پاکستان چلانے کے لیے ملاؤں کو ختم کرنا انتہائی نامناسب اور قابل اعتراض اور قابل گرفت بیان ہے۔

میں تو اپنے طور پر ایسے بیان کی کھل کر مذمت کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اس بیان کو دینے والے پیر پگارا صاحب اور دوسرے متعلقین ضرور اس معاملے پر انسانی حقوق کی عدالتوں سے رجوع کریں گے کہ جس میں ملاؤں کو ختم کرنے جیسے بیانات بانگ دہل دیے جارہے ہیں۔

اور اگر اس معاملے پر بھی ہنسی مذاق یا ٹالم ٹولی والا کوئی بیان صف مخالف سے آیا تو کیا عوام یہ سمجھنے پر مجبور نا ہونگے کہ پیر پگارا نے جو کہا اس پر متعلقین صرف اپنی سیاسی دکان کو برقرار رکھنے کے لیے خاموش ہو گئے یا ہلکا لے گئے۔

یاد رہے کہ اگر اس قسم کا بیان پیر پگارا کے علاوہ کسی سیاسی لیڈر کی طرف سے آتا تو بھائی لوگ زمین و آسمان برابر کر چکے ہوتے اور میڈیا پر اب تک جنگ شروع ہو چکی ہوتی۔ جس طرح الطاف حسین نے فوج کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر کرپشن ختم کرنے کے لیے فوج آگے بڑھے تو ہم ان کے ساتھ ہونگے جس پر بھائی لوگوں نے الطاف حسین کی اس بات کو فوج کو اقتدار کی دعوت دینے کے مترادف قرار دیا تھا اور پورے ملک میں ہلچل مچ گئی تھی مگر جب دوسرے دن پیر پگارا نے الطاف حسین سے بھی زیادہ آگے بڑھ کر بات کی تھی کہ فوج کو تو دو تین سال کے لیے اقتدار پر قبضہ ہی کر لینا چاہیے اور انتخابات جب کرانے چاہیے جب کرپشن ختم ہو تو الطاف حسین کے فوج کو مخاطب کرنے پر تو بڑی باتیں اور بڑی لفاظی کی گئی مگر اسی دن یا دوسرے دن کے پیر پگارا کے بیان کو نظر انداز کر دیا گیا۔

باقی اتنی سخت بات پیر پگارا نے ملاؤں کے خلاف کی ہے کہ میرے تو کان سرخ ہو گئے تھے یہ بات سن کر اور میرے ہونٹ کانپ ہی جاتے ہیں ایسی بات دوسروں کو بتاتے ہوئے بھی کہ پیر پگارا کیا کہہ گئے۔

کاش ایک دوسروں پر کفر کے فتوے لگانے والے مگر اقتدار کی خاطر ایک دوسرے کو

گلے لگانے والے اور اقتدار ختم ہونے پر پھر ایک دوسرے کو شت و شتم کرنے والے ایک ہوجائیں اور پیر پگارا کے اس انتہائی سخت، معیوب اور غلط بیان پر عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے کم از کم محترم مولوی حضرات کے تقدس اور عزت نفس کو برقرار رکھنے کے لیے کوئی انتہائی سخت رد عمل ظاہر کریں جس سے پیر پگارا یا دوسروں کی حوصلہ شکنی ہو اور انہیں معلوم ہوجائے کہ ملاؤں یا مولوی حضرات سے لاکھ اختلافات کیے جا سکتے ہیں مگر اتنی معیوب بات وہ بھی تمام مذہبی رجحانات رکھنے والوں کے خلاف نا قابل برداشت ہے امید ہے اہل علم و عمل اس معاملے پر مجھ سے متفق ہوں گے۔

علمائے حق کا ایک ادنیٰ سا خادم

آر جی ایس ٹی نافذ ہو ہی جانا چاہیے

آج کل ہر جگہ آر جی ایس ٹی جو کہ حکومتی حلقوں کے مطابق موجودہ جنرل سیلز ٹیکس کی ریفارمڈ شکل ہے کہ جس کے نافذ کرنے سے ملک میں ٹیکسوں کے نظام میں ایک انقلاب برپا ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ آر جی ایس ٹی دراصل ویلیو ایڈڈ ٹیکس کا دوسرا نام ہے۔ جیسا کہ بہت سے لوگ جانتے ہیں کہ حکومت وقت ویلیو ایڈڈ ٹیکس نافذ کرانے پر سرگرداں تھی مگر کامیابی نظر نہ آنے کی صورت میں اس کا نام بدل کر آر جی ایس ٹی رکھ دیا گیا ہے اور جو لوگ کہتے تھے کہ حکومت ویٹ نہیں بلکہ عوام کی واٹ لگانا چاہتی ہے چنانچہ حکومت وقت نے مناسب یہی خیال کیا کہ ویٹ کا نام تبدیل کر کے آر جی ایس ٹی رکھ دیا جائے۔ جیسا کہ صاف ظاہر ہے کہ تقریباً ہر نئی قانون سازی کے سلسلے میں موجودہ اسمبلیوں کو جو مشکلات درپیش ہوتی ہیں وہ الائنس آف پارٹی کے باعث بننے والی حکومتوں کا خاصہ ہوتی ہے۔

گزشتہ کئی دنوں سے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا میں سب سے زیادہ زور دار خبریں آر جی ایس ٹی کے متعلق ہی آ رہی ہیں۔ یاد رہے یہ مسئلہ بھی اسی طرح کا ہے جس طرح قوم کو این آر او، کیری لوگر بل وغیرہ کے جھمیلوں میں لگا کر چینی، بجلی، اور دوسری کموڈیٹیز، عام استعمال کی چیزوں میں بے پناہ اضافہ

کیا گیا۔

آر جی ایس ٹی کا معاملہ انتہائی توجہ طلب ہے مگر کرنا کس نے اور کیسے ہے اس بات سے قطع نظر ہر شخص اسی مسئلے پر لگا ہوا ہے اور ہر ایک کا مؤقف یہی ہے کہ اس قانون سازی سے مہنگائی میں بے انتہا اضافہ ہوجائے گا۔ دیکھنے اور سمجھنے والی بات یہ ہے کہ کیا تین سال پہلے بیس تیس روپے میں مل جانے والی چینی اب نوے یا سو روپے کی مل رہی ہے تو کیا یہ مہنگائی نہیں اور آر جی ایس ٹی سے پہلے گزشتہ دو ڈھائی سالوں میں ہونے والی انتہائی ہوش ربا مہنگائی کیا آر جی ایس ٹی کے بعد کی ہے جو ہمیں مزید سے ڈرایا جارہا ہے۔

سب جماعتوں اور لوگوں کے مؤقف اپنی جگہ مگر میری زاتی رائے کے مطابق آر جی ایس ٹی لگ ہی جانا چاہیے۔

اپوزیشن کی نالائقی اور پی پی کے اتحادیوں کو دانہ بزبان عرفان صدیقی

آج روزنامہ جنگ کے ایک مستقل کالم نگار عرفان صدیقی صاحب کا کالم "حکومتی روش اور اتحادی جماعتیں" نظر سے گزرا جس میں موصوف نے نامعلوم کن اشاروں کے سبب یہ بلاواسطہ یہ تسلیم کرلیا کہ (عرفان صدیقی عام طور پر ن لیگ کے ہمدرد اور مشرف کے سخت ترین مخالف لکھاری کے طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں) ن لیگ یا فرینڈلی اپوزیشن جماعتیں اس پوزیشن میں بالکل نہیں کہ وہ حکومت وقت کو اپنی من مانی سے روک سکیں ہاں بیانات کی حد تک ن لیگ ضرور پیپلز پارٹی کی انتہائی سخت مخالفت کرتی ہے مگر کوئی عملی مخالفت ن لیگ کے طرف سے دیکھنے میں نہیں آتی۔

عرفان صدیقی لکھتے ہیں

"ایک حقیقت ابھر کر سامنے آرہی ہے کہ موجودہ حکومت کو راہ راست پر رکھنے اور من مانی سے روکنے کے لئے سب سے موثر اور نتیجہ خیز کردار صرف وہی جماعتیں ادا کرسکتی ہیں جو مخلوط حکومت کا حصہ ہیں اور موجودہ بندوبست کے ستونوں کا درجہ رکھتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔"

محترم آگے تحریر کرتے ہیں

ایسے میں ان جماعتوں کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ جو پیپلز پارٹی کی حکومت کو مطلوبہ " عددی اکثریت فراہم کر رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

عملاً صورت حال یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے پاس تین سو بیالیس کے ایوان میں صرف ایک سو پچیس کے لگ بھگ ارکان ہیں۔ سادہ اکثریت کے لئے اسے بہتر ارکان کی ضرورت ہے۔ گویا سینتالیس ارکان اسے مزید چاہئیں۔ یہ کمی اے این پی جمعیت العلمائے اسلام ف)، ایم کیو ایم، فاٹا اور کچھ آزاد ارکان پوری کر رہے ہیں۔ گویا حکومت ان کی) مرہون منت ہے۔ اس کے اقتدار کی جان انہی تین طوطوں میں ہے۔ وہی کسی قانون سازی کی راہ ہموار کر سکتے یا روک سکتے ہیں، اس کا ایک نمونہ این آر او کے وقت پیش آیا۔ حکومت اسے قائمہ کمیٹی کی سطح پر بلڈوز کرنے میں کامیاب ہو گئی لیکن اسمبلی سے منظور معرکہ سر نہ کر سکی۔ پیپلز پارٹی کی اہم اتحادی جماعت ایم کیو ایم فولادی دیوار بن گئی۔ اسکی دیکھا دیکھی دوسری اتحادی جماعتوں نے بھی منہ پھیر لیا۔ اپوزیشن پہلے ہی سپریم کورٹ جا چکی تھی۔ نتیجہ یہ کہ پیپلز پارٹی کی زبردست کوشش اور شدید آرزو کے باوجود این آر او اسمبلی کی سند توثیق حاصل نہ کر سکا۔ اگر ایم کیو ایم اور دیگر اتحادی جماعتیں یہ کردار ادا نہ کرتیں تو اپوزیشن محض واویلا کرتی رہ جاتی اور این آر او ایک باضابطہ قانون بن جاتا۔۔۔۔۔۔۔

ایم کیو ایم نے زرعی ٹیکس کی کڑی شرط عائد کردی ہے۔ اے این پی نے بھی اپنی حمایت کو کچھ اقدامات کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ صورتحال یہی رہتی ہے تو حکومت کو آر جی " ایس ٹی کے نفاذ میں شدید مشکلات پیش آئیں گی۔

آگے چارہ ڈالتے ہوئے عرفان صدیقی صاحب فرماتے ہیں۔

یہ بات یقینی ہے کہ شدید مہنگائی کی ایک نئی لہر اٹھے گی۔ پہلے سے جاں بہ لب عوام" شاید یہ نئی ضرب کاری.برداشت نہ کرسکیں۔ اتحادی جماعتیں اور اپوزیشن مل جائیں تو "حکومت شدید مشکلات کا شکار بھی ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔۔

آگے عرفان صاحب فرماتے ہیں کوئی ڈیڑھ سال قبل مجھے لندن سے قائد تحریک جناب الطاف حسین کا فون آیا۔ ایک گھنٹہ سے زائد جاری رہنے والی گفتگو میں انہوں نے بڑی وضاحت سے قومی امور پر اپنا نقطہ نظر پیش کیا۔ مجھے لگا کہ وہ حکومت روش سے مطمئین نہیں۔ ان کی جماعت چاہے تو پی پی کی حکومت کو کسی نہ کسی حد تک نیک چلنی پر مجبور کر سکتی ہے۔ الطاف حسین نے پہل کی تو مولانا فضل الرحمان اور اسفندیار ولی کے عشق پر بھی اوس پڑ جائے گی۔ اپوزیشن بحر حال وہ کچھ نہیں کر سکتی جو حکومت کے یہ اجزائے ترکیبی کر سکتے ہیں۔ یہی تین جماعتیں

پیپلز پارٹی کی نااہلیوں اور بدعنوانیوں سے حصہ بھی پا رہی ہیں اور انہی پہ لازم آتا ہے کہ وہ اس طرح کے نازک مقامات پر پوری قوت سے عوام کے ساتھ کھڑی ہو جائیں۔

غالبا الطاف حسین نے یہ نکتہ سمجھ لیا ہے۔

شوہر برائے فروخت

شوہر سیل پر

بازار میں ایک دکان کھلی جو شوہروں کو فروخت کرتی ہے' اس دکان کے کھلتے ہی لڑکیوں اور عورتوں کا اژدہام اس بازار کی طرف چل پڑا۔ دکان کے داخلہ پر ایک بورڈ رکھا تھا جس پر لکھا تھا۔

اس دکان میں کوئی بھی عورت یا لڑکی صرف ایک وقت ہی داخل ہو سکتی ہے

پھر نیچے ھدایات دی گئی تھیں کہ : " اس دکان کی چھ منزلیں ہیں ہر منزل پر اس منزل کے شوہروں کے بارے میں لکھا ہوگا' جیسے جیسے منزل بڑھتی جائے گی شوہر کے اوصاف میں اضافہ ہوتا جائے گا خریدار لڑکی یا عورت کسی بھی منزل سے شوہر کا انتخاب کر سکتی ہے' اور اگر اس منزل پر کوئی پسند نہ آئے تو اوپر کی منزل کو جا سکتی ہے ۔ مگر ایک بار اوپر جانے کے بعد پھر سے نیچے نہیں آ سکتی سوائے باہر نکل جانے کے ۔
"

ایک عورت جو جوان اور خوبصورت تھی دکان میں داخل ہوئی۔ پہلی منزل کے

دروازے پر لکھا تھا۔ " اس منزل کے شوہر برسر روزگار ہیں اور اللہ والے ہیں -
دوسری منزل کے دروازہ پر لکھا تھا " اس منزل کے شوہر برسر روزگار ہیں ' اللہ والے ہیں ' اور بچوں کو پسند کرتے ہیں "
تیسری منزل کے دروازہ پر لکھا تھا۔ " اس منزل کے شوہر برسر روزگار ہیں ' اللہ والے ہیں ' بچوں کو پسند کرتے ہیں اور خوبصورت بھی ہیں " یہ پڑھ کر عورت کچھ دیر کے لئے رک گئی ' مگر پھر یہ سوچ کر کہ چلو ایک منزل اور جا کر دیکھتے ہیں وہ اوپر چلی گئی -
چوتھی منزل کے دروازہ پر لکھا تھا۔ " اس منزل کے شوہر برسر روزگار ہیں ' اللہ والے ہیں ' بچوں کو پسند کرتے ہیں ' خوبصورت ہیں اور گھر کے کاموں میں مدد بھی کرتے ہیں " یہ پڑھ کر اس کو غش سا آنے لگا ' کیا ایسے بھی مرد ہیں دنیا میں ؟ وہ سوچنے لگی کہ شوہر خرید لے اور گھر چلی جائے ' مگر دل نہ مانا ' وہ ایک منزل اور اوپر چلی آئی -
' پانچویں منزل کے دروازہ پر لکھا تھا۔ " اس منزل کے شوہر برسر روزگار ہیں

اللہ والے ہیں ' بچوں کو پسند کرتے ہیں ' بے حد خوبصورت ہیں گھر کے کاموں میں
- " مدد کرتے ہیں اور رومانوی بھی ہیں

اب اس عورت کے اوسان جواب دینے لگے۔ وہ خیال کرنے لگی کہ ایسے مرد سے بہتر
۔بھلا اور کیا ہو سکتا ہے مگر اس کا دل پھر بھی نہ مانا وہ آخری یعنی چھٹی منزل پر چلی آئی
یہاں بورڈ پر لکھا تھا

آپ اس منزل پر آنے والی ۳۴۴۸ ویں خاتون ہیں۔ اس منزل پر کوئی بھی شوہر "
نہیں ہے۔ یہ منزل صرف اس لئے بنائی گئی ہے تاکہ اس بات کا ثبوت دیا جاسکے کہ
"عورت کو مطمئن کرنا ناممکن ہے"

آگے لکھا تھا

۔ہمارے اسٹور پر آنے کا شکریہ ' اب سیڑھیاں صرف باھر کی طرف جاتی ہیں

Confidence Is The Key Of Success

پلیز ٹیک اٹ ایزی اینڈ فار فن اونلی

مولانا فضل الرحمٰن کی سیاست

گزشتہ دنوں بالاخر مولانا فضل الرحمٰن نے اپنے سیاسی پتے شو کر دیے ہیں۔ جس میں انہوں نے اپنے ایک وزیر کی حکومت سے جبری برطرفی کو بنیاد بناتے ہوئے وفاقی حکومت سے علیحدگی کا باقائدہ اعلان کر دیا۔

اس فیصلے سے جہاں پیپلز پارٹی اپنے انتہائی ٹھنڈے حکومتی پارٹنر سے محروم ہو گئی ہے وہیں مولانا فضل الرحمٰن حکومت سے علیحدگی کے باوجود انتہائی فائدے کا سودا کر گئے کیونکہ ڈوبتے ہوئے جہاز یعنی انتہائی مشکل حالات حکومت سے علیحدگی میں مولانا فضل الرحمٰن نے پہل کی ہے جس کا مولانا کی جماعت یعنی جے یو آئی (ایف) کافی عرصے سے انتظار کر رہی تھی۔

مولانا کے حکومت سے علیحدگی کے بعد مولانا نے ایم ایم اے کے دوبارہ احیا کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یعنی قاضی حسین احمد اور ایم ایم اے کے دوسرے لیڈران کی سب سے بڑی شرط یعنی حکومت سے علیحدگی کو پورا کر دیا ہے۔

گزشتہ عام انتخابات میں ایم ایم اے کے موقف یعنی انتخابات کے مکمل بائیکاٹ

کی پالیسی کے باوجود مولانا فضل الرحمٰن کی انتخابات میں شرکت کے بعد جے یو آئی
الیف) اور جماعت اسلامی اور دوسری جماعتوں کے لیڈران کی ایک دوسرے پر کڑی)
نکتہ چینی جاری تھی مگر مولانا صاحب نے اپنی جیتی ہوئی چند یعنی ۶ یا ۷ سیٹوں کے
باوجود موجودہ حکومت سے ۳ وفاقی وزارتیں اور ۵ قومی اسمبلی میں قائمہ کمیٹیوں کی
چیئرمین شپ حاصل کرکے شاندار سیاسی کارنامہ انجام دیا۔

اب جبکہ مولانا صاحب کو بھی اچھی طرح ادراک ہے کہ موجودہ حکومت کی معیاد ختم
ہونے میں دو سال کے لگ بھگ وقت رہ گیا ہے وہ بھی اگر کوئی اندرونی ہاتھ نہ
ہوجائے یعنی حکومت کو وقت سے پہلے چلتا نا کردیا جائے تو۔

چنانچہ مولانا صاحب نے ایم ایم اے کی تشکیل کے سلسلے میں قاضی صاحب کی سب سے
بڑی شرط یعنی حکومت سے علیحدگی اختیار کرکے ایم ایم اے یا اس سے ملتا جلتا کوئی دوسرا
الائنس بنانے کی راہ ہموار کردی ہے اور عنقریب قوم دیکھے گی کہ نیم مذہبی یا نیم سیاسی
جماعتوں کی طرف سے مذہب کی خدمت نا سہی سیاسی دکانداری پر کوئی نا کوئی الائنس
بن جائے گا جو کہ گزشتہ ادوار کے مسائل یعنی گوانتانا موبے یا امریکی مداخلت یا
پاکستان کی سرحدوں کے اندر غیر ملکی حملوں کے خلاف نا صرف خود بیدار ہوجائے گا بلکہ
عوام کو یہ باآور کرایا

جائے گا کہ پاکستان خصوصاً خیبر پختونخواہ کے عوام کے ساتھ موجودہ حکومت امریکی حکومت کے ساتھ ملکر بہت ظلم کر رہی ہے۔ یاد رہے کہ ایم ایم اے یا اس کی طرز پر بننے والا کوئی بھی الائنس اگر پاکستان بھر میں کہیں اچھی خاصی تعداد میں نشستیں حاصل کر سکتا ہے تو وہ خیبر پختونخواہ یا فاٹا جیسے علاقے ہی ہو سکتے ہیں۔

چنانچہ عوام بھی تیار رہیں کہ پاکستان کو مسائل و مصائب سے چھٹکارا دلانے کے لیے نا سہی مگر اس کا آسرا ہی دلانے کے لیے ایک اور نیم سیاسی نیم مذہبی جماعتوں کا ایک اور الائنس ہونے جا رہا ہے۔ اس الائنس سے ایک بات تو واضح ہو جائے گی کہ خیبر پختونخواہ میں اے این پی کی حکومت کو آئندہ انتخابات میں اپنی طاقت اور خدمات کا خوب اچھی طرح پتہ چل جائے گا۔ کیونکہ یہ بات تو حقیقت ہے کہ ایم ایم اے کے انتخابات سے بائیکاٹ کے نتیجے میں اے این پی نے صوبہ سرحد یعنی موجودہ خیبر پختونخواہ میں اپنی بساط سے بڑھ کر نشستیں حاصل کر لیں اور چونکہ اے این پی کبھی اقتدار کا ایسا مزہ نہ چکھ سکی تھی چنانچہ مشرف دور میں ہونے والے ۵ یا ۷ ڈرون حملوں کے مقابلے میں موجودہ اے این پی کی صوبائی حکومت کے ہوتے ہوئے صوبہ خیبر پختونخواہ میں بلامبالغہ سینکڑوں ڈرون حملے ہو چکے ہیں جس کے روکنے میں کوئی کردار ادا کرنا تو کجا اے این پی اس کی مخالفت میں کوئی ریلی تک نہیں نکال پاتی کہ حکومت بھی ہاتھ سے نہیں

جانے دینا چاہتی کیونکہ اے این پی کے کرتا دھرتا اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ اگلی آنے والی حکومت میں اے این پی کا کردار انتہائی محدود ہو جائے گا اور شائد اے این پی عزت بچانے والی نشستیں بھی حاصل نہ کر سکے۔

مولانا صاحب کی سیاسی بصیرت پر کسی کو کوئی شک نہیں ہونا چاہیے کیونکہ مولانا صاحب مشرف کے ساتھ تھے تو مزے میں تھے پی پی پی کے ساتھ ہیں تو مزے میں ہیں اور آگے بھی انکے لیے ان کے پرانے ساتھی باہیں وا کرکے ان کے انے کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔

قومی اسمبلی میں پیپلز پارٹی کے پاس ۱۲۷ (یعنی ایک سو ستائیس) نشستیں اور وفاق میں بے حساب وزارتیں ہیں اور چیئرمین شپیں ہیں۔

قومی اسمبلی میں جے یو آئی (ایف) کے پاس ۷ یا ۸ (سات یا آٹھ) نشستیں ہیں اور وفاق میں ۳ وفاقی وزارتیں تھیں اور ۵ قائمہ کمیٹیوں کی چیرمین شپ اب بھی برقرار رکھی گئی ہے۔

قومی اسمبلی میں اے این پی کے پاس ۱۳ (تیرا) نشستیں اور وفاق میں ۳ وزارتیں ہیں

جبکہ حکومت کی سب سے بڑی اتحادی جماعت یعنی ایم کیو ایم کے پاس قومی اسمبلی میں ۲۵
پچیس) نشستیں اور وفاق میں صرف ۲ نشستیں ہیں۔)

مولانا فضل الرحمٰن کو پاکستان کے مسائل حکومت میں رہتے ہوئے اتنے اچھی طرح نظر
نہیں آرہے تھے جتنے اب نظر آئیں گے۔ کیونکہ مذہبی جماعتوں کے سیاسی میدان میں
آنے سے یقیناً پاکستان کے مسائل کو حل کرنے میں کافی مدد مل گی۔

فائدے کا سودا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلامُ علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

سرکارِ دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہما کے درمیان تشریف فرما تھے کہ ایک یتیم جوان شکایت لیئے حاضر خدمت ہوا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ؛ میں اپنی کھجوروں کے باغ کے ارد گرد دیوار تعمیر کرا رہا تھا کہ میرے ہمسائے کی کھجور کا ایک درخت دیوار کے درمیان میں آ گیا۔ میں نے اپنے ہمسائے سے درخواست کی کہ وہ اپنی کھجور کا درخت میرے لیئے چھوڑ دے تاکہ میں اپنی دیوار سیدھی بنوا سکوں، اُس نے دینے سے انکار کیا تو میں نے اُس کھجور کے درخت کو خریدنے کی پیشکس کر ڈالی، میرے ہمسائے نے مجھے کھجور کا درخت بیچنے سے بھی انکار کر دیا ہے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس نوجوان کے ہمسائے کو بلا بھیجا۔ ہمسایہ حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے نوجوان کی شکایت سُنائی جسے اُس نے تسلیم کیا کہ واقعتاً ایسا ہی ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے

فرمایا کہ تم اپنی کھجور کا درخت اِس نوجوان کیلئے چھوڑ دو یا اُس درخت کو نوجوان کے ہاتھوں فروخت کر دو اور قیمت لے لو۔ اُس آدمی نے دونوں حالتوں میں انکار کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات کو ایک بار پھر دہرایا؛ کھجور کا درخت اِس نوجوان کو فروخت کرکے پیسے بھی وصول کر لو اور تمہیں جنت میں بھی ایک عظیم الشان کھجور کا درخت ملے گا جِس کے سائے کی طوالت میں سوار سو سال تک چلتا رہے گا۔

دُنیا کے ایک درخت کے بدلے میں جنت میں ایک درخت کی پیشکش ایسی عظیم تھی جسکو سُن کر مجلس میں موجود سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہما دنگ رہ گئے۔ سب یہی سوچ رہے تھے کہ ایسا شخص جو جنت میں ایسے عظیم الشان درخت کا مالک ہو کیسے جنت سے محروم ہو کر دوزخ میں جائے گا۔ مگر وائے قسمت کہ دنیاوی مال و متاع کی لالچ اور طمع آڑے آ گئی اور اُس شخص نے اپنا کھجور کا درخت بیچنے سے انکار کردیا۔

مجلس میں موجود ایک صحابی (ابا الدحداح) آگے بڑھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اگر میں کسی طرح وہ

درخت خرید کر اِس نوجوان کو دیدوں تو کیا مجھے جنت کا وہ درخت ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ہاں تمہیں وہ درخت ملے گا۔

ابا الدحداح اُس آدمی کی طرف پلٹے اور اُس سے پوچھا میرے کھجوروں کے باغ کو جانتے ہو؟ اُس آدمی نے فوراً جواب دیا؛ جی کیوں نہیں، مدینے کا کونسا ایسا شخص ہے جو اباالدحداح کے چھ سو (600) کھجوروں کے باغ کو نہ جانتا ہو، ایسا باغ جس کے اندر ہی ایک محل تعمیر کیا گیا ہے، باغ میں میٹھے پانی کا ایک کنواں اور باغ کے ارد گرد تعمیر خوبصورت اور نمایاں دیوار دور سے ہی نظر آتی ہے۔ مدینہ کے سارے تاجر تیرے باغ کی اعلیٰ اقسام کی کھجوروں کو کھانے اور خریدنے کے انتظار میں رہتے ہیں۔

ابالداحداح نے اُس شخص کی بات کو مکمل ہونے پر کہا، تو پھر کیا تم اپنے اُس کھجور کے ایک درخت کو میرے سارے باغ، محل، کنویں اور اُس خوبصورت دیوار کے بدلے میں فروخت کرتے ہو؟

اُس شخص نے غیر یقینی سے سرکارِ دوعالم کی طرف دیکھا کہ کیا عقل مانتی ہے کہ ایک کھجور کے بدلے میں اُسے ابالداحداح کے چھ سو کھجوروں کے باغ کا قبضہ بھی مِل پائے گا کہ نہیں؟ معاملہ تو ہر لحاظ سے فائدہ مند نظر آ رہا تھا۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور مجلس میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے گواہی دی اور معاملہ طے پا گیا۔

ابالداحداح نے خوشی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور سوال کیا؛ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جنت میں میرا ایک کھجور کا درخت پکا ہو گیا ناں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ ابالدحداح سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے حیرت زدہ سے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات کو مکمل کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا اُس کا مفہوم یوں بنتا ہے کہ؛ اللہ رب العزت نے تو جنت میں ایک درخت محض ایک درخت کے بدلے میں دینا تھا۔ تم نے تو اپنا پورا باغ ہی دیدیا۔ اللہ رب العزت جود و کرم میں بے مثال ہیں اُنھوں نے تجھے جنت میں کھجوروں کے اتنے باغات عطاء کیئے ہیں کثرت کی بنا پر جنکے درختوں کی گنتی بھی نہیں کی جا سکتی۔

ابالدحداح، میں تجھے پھل سے لدے ہوئے اُن درختوں کی کسقدر تعریف بیان کروں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اِس بات کو اسقدر دہراتے رہے کہ محفل میں موجود ہر شخص یہ حسرت کرنے لگا اے کاش وہ ابالداحداح ہوتا۔

ابالداحداح وہاں سے اُٹھ کر جب اپنے گھر کو لوٹے تو خوشی کو چُھپا نہ پا رہے تھے۔ گھر کے باہر سے ہی اپنی بیوی کو آواز دی کہ میں نے چار دیواری سمیت یہ باغ، محل اور کنواں بیچ دیا ہے۔

بیوی اپنے خاوند کی کاروباری خوبیوں اور صلاحیتوں کو اچھی طرح جانتی تھی، اُس نے اپنے خاوند سے پوچھا؛ ابالداحداح کتنے میں بیچا ہے یہ سب کُچھ؟

ابالداحداح نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے یہاں کا ایک درخت جنت میں لگے ایسے ایک درخت کے بدلے میں بیچا ہے جس کے سایہ میں سوار سو سال تک چلتا رہے۔

ابالداحداح کی بیوی نے خوشی سے چلاتے ہوئے کہا؛ ابالداحداح، تو نے منافع کا سودا کیا ہے۔ ابالداحداح، تو نے منافع کا سودا کیا ہے۔

دنیا کی قُربانی کے بدلے میں آخرت کی بھلائی یا دُنیا میں اُٹھائی گئی تھوڑی سی مشقت کے بدلے کی آخرت کی راحت۔۔۔۔ کون تیار ہے ایسے سودے کیلیے؟؟؟ زندگی کی سمت متعین کرنے کیلیئے آپ سوچیئے گا ضرور۔۔۔

یہ مضمون بھائی جمشید الحسن صاحب نے عربی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔آپکی دعاؤں کا طالب ہوں۔

ہائے بے چارے شوہر

شائع کیا گیا سوسائٹی میں شوہروں کی تسلی و تشفی کے لیے۔

مردوں کے مختلف ادوار

انگیجمنٹ کے بعد سپر مین

شادی کے بعد جینٹلمین

شادی کے دس سالوں کے بعد : واچ مین

شادی کے ۲۰ سالوں کے بعد : بور مین

شادی کے ۳۰ سالوں کے بعد : اولڈ مین

دنیا میں ایک زبردست بچہ ہوتا ہے اور وہ ہر ماں کے پاس ہوتا ہے۔
اور دنیا میں زبردست بیوی ہوتی ہے اور وہ دوسروں کی ہوتی ہے۔
ایک نیا نیا شوہر بک اسٹال پر جاتا ہے اور سیلز گرل سے پوچھتا ہے مجھے کوئی ایسی کتاب دیجیے جو ان مردوں کے متعلق ہوں جو اپنی بیویوں کو کنٹرول میں

رکھ پاتے ہیں۔

سیلز گرل شان بے نیازی سے ان صاحب کی طرف دیکھتی ہے اور کہتی ہے جناب فکشن پر کہانیوں کا اسٹور اس مارکیٹ کے پرلے کونے پر ہے شائد وہاں مل جائے

شوہر کو ایک ٹیلیگرام ملتا ہے کہ آپ کی بیوی کا انتقال ہوگیا ہے اس کو دفنا دیا جائے یا جلا دیا جائے

شوہر فوراً جوابی ٹیلی گراف بھیجتا ہے کہ کوئی چانس مت دیجیے جناب ، باڈی کو فورا جلا دیں اور راکھ کو دفنا دیں۔

ایک بچہ اپنے والد سے سوال کرتا ہے کہ ابو کتے شادی کیوں نہیں کرتے ؟

باپ ٹھنڈی سانس بھر کر ! بیٹا ان کو شادی کی کیا ضرورت وہ تو ویسے ہی کتے کی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔

زندگی کی حقیقت ایک شوہر کی نظر میں

ایک عورت (ماں) ہمیں اس دنیا میں لاتی ہے جب ہم رو رہے ہوتے ہیں

اور دوسری عورت (بیوی) ساری زندگی اس کام پر لگی رہتی ہے (رلانے پر) یہاں تک کہ ہمارے زندگی ختم ہوجاتی ہے۔

ایک مغربی شوہر اپنے ایک وکیل دوست سے پوچھتا ہے کہ کیونکر ہمارا قانون ہمیں دوسری شادی کی اجازت نہیں دیتا

وکیل دوست: کیونکہ قانون آپ کو ایک ہی جرم پر دوبارہ سزا نہیں دینا چاہتا۔

شوہر اپنے وکیل سے: میں طلاق چاہتا ہوں ہر حال میں کیونکہ میری بیوی مجھ سے گزشتہ ایک سال سے بات نہیں کر رہی

وکیل: جناب عالی ہزار مرتبہ سوچ لیجیے طلاق سے پہلے کیونکہ ایسی بیویاں تو نصیب والوں کو ملتی ہیں اور دوبارہ تو ڈھونڈے سے نہیں ملتیں

ایم ایم اے کا کوئی مستقبل ہے نہ جماعت اسلامی اسکے احیا کی خواہاں

ایم ایم اے کا کوئی مستقبل ہے نہ جماعت اسلامی اسکے احیا کی خواہاں۔

اس حوالے سے جب جماعت اسلامی کے سینئر رہنما امیر العظیم سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے تصدیق کی کہ ایم ایم اے کا کوئی مستقبل ہے نہ جماعت اسلامی اسکے احیاء کی خواہاں ہے۔ملک کی موجودہ صورتحال میں جماعت اسلامی یقینی طور پر چاہتی ہے کہ مذہبی جماعتوں کا ایک مضبوط فورم ہو اور امید ہے جماعت اسلامی مذہبی جماعتوں کے اتحاد کے قیام میں جلد کامیاب ہو جائے گی۔ جماعت اسلامی کے رہنما نے کہا کہ مذہبی جماعتوں کا نیا اتحاد موثر سیاسی فورم ہوگا،جس میں مولانا فضل الرحمٰن سے راستے جدا کرنے والی نمایاں شخصیات اور تحریک انصاف کے عمران خان بھی شامل ہونگے۔اگر مولانا فضل الرحمٰن کو اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا ہے اور وہ فوری طور پر حکمران اتحاد سے باہر نکل آتے ہیں تو شاید انہیں بھی نئے اتحاد میں شامل کر لیا جائے۔

امیر العظیم نے کہا کہ جماعت اسلامی نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ ہم کسی ایسے نئے اتحاد میں ہرگز شامل نہیں ہونگے جس میں موجودہ حکومت کے ساتھ شریک

امیداور اور فوائد حاصل کرنے والی کوئی مذہبی یا سیاسی طاقت شامل ہو گی۔اس حوالے سے جے یو آئی (ف) کے سینئر رہنماؤں مولانا فضل الرحمٰن، حافظ حسین احمد اور مولانا عبدالغفور حیدری سے انکی رائے لینے کی متعدد بار کوشش کی، لیکن ان میں سے کسی کے ساتھ رابطہ ممکن نہ ہو سکا

جنگ نیوز کے مطابق سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان اور ایم ایم اے کے صدر قاضی حسین احمد کا کہنا تھا کہ حکومت میں شامل ہمارے کچھ دوست مجلس عمل کی بحالی میں رکاوٹ ہیں۔ قاضی حسین احمد نے مجلس عمل کی بحالی سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے کہا" کہ مجلس عمل کی بحالی دین دار لوگوں کی خواہش ہے، لیکن حکومت میں شامل ہمارے کچھ دوست اس میں رکاوٹ ہیں، ہمارے کچھ دوست کہتے ہیں کہ حکومت میں اس لئے شامل ہیں کہ ہم مدارس کی حفاظت کر سکیں۔انھوں نے کہا کہ امریکی اشاروں پر کام "کرنے والی حکومت میں رہ کر مساجد ومدارس کی حفاظت کی بات سراسر دھوکہ ہے

اے آر وائی نیوز کے مطابق سابق امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ جے یو آئی حکومتی اتحاد سے نکل کر ہی متحدہ مجلس عمل میں شامل ہو سکتی ہے۔ کراچی میں جماعت اسلامی کے زیر اہتمام علماء کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ مولانا فضل الرحمٰن حکومتی اتحاد میں رہتے ہوئے

ایم ایم اے کا حصہ بننا چاہتے ہیں،تاہم ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ اس اتحاد سے نکلیں۔انہوں نے کہا کہ عوام امریکی مفادات کے لئے کام کرنے والی حکومت کے خلاف باہر نکلیں، سیکولر اور قادیانیوں کے خلاف وسیع تر اتحاد کی ضرورت ہے، قاضی حسین احمد کا کہنا تھا کہ حکومت میں شامل ہمارے بعض ساتھی غلط فہمی کا شکار ہیں۔

ایک اخباری خبر کے مطابق حکمران اتحاد میں شامل واحد مذہبی جماعت جمعیت علمائے اسلام (فضل الرحمٰن گروپ) کی مذہبی جماعتوں کے اتحاد متحدہ مجلس عمل (ایم ایم اے) کے احیاء کی کوششیں اپنی موت آپ مر گئی ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ سابق امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد جو ایم ایم اے کے سربراہ تھے اور جنہوں نے مولانا فضل الرحمٰن کی جانب سے حال ہی میں بلائے گئے ناکام اجلاس میں شرکت بھی کی تھی، وہ مذہبی جماعتوں کے اتحاد کی بحالی کے حق میں نہیں ہیں۔

جماعت اسلامی کے ذرائع نے دی نیوز کو بتایا کہ جماعت کے تمام سینئر رہنما اس پر متفق ہیں کہ مذہبی جماعتوں کا ایک مضبوط اور موثر اتحاد ہونا چاہیے۔لیکن ان میں سے کوئی بھی ایم ایم اے کی بحالی کے حق میں نہیں۔

انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جماعت کے رہنما کسی نئے مذہبی اتحاد میں بھی جے یو آئی
ف) کی نمائندگی کے مخالف ہیں۔ذرائع کے مطابق جماعت اسلامی کے اندر سروے میں)
بھی یہ بات سامنے آئی ہے کہ جماعت کو کسی دوسری مذہبی جماعت کی حکمرانی اور مالی
مفادات کا کسی قیمت پر تحفظ نہیں کرنا چاہیۓ۔ایم ایم اے کی چھتری تلے جماعت اسلامی
کو مذہب کے نام پر استعمال کرنے کی تاریخ دہرائی نہیں جانی چاہیۓ۔ذرائع نے دعویٰ کیا
کہ دیگر مذہبی جماعتوں کا بھی اتحاد میں جے یو آئی (ف) کی شمولیت کے حوالے سے
ایسے ہی خیالات ہیں۔

ایم ایم اے کی بحالی اور مولانا و قاضی صاحبان - حصہ اول

ایم ایم اے کی سیاست کا سلسلہ ختم تو نہیں ہوا بلکہ مشرف کے جانے کے بعد اور ایک بظاہر ہچکچاتی عسکری قیادت کے ہوتے ہوئے کچھ تھم سا گیا اس کی وجوہات صاف ہیں۔ پاکستان میں بڑھتی ہوئی بدامنی، معاشی بدحالی، عوام کا استحصال، فوجی اداروں پر اندرونی و بیرونی طور پر شکوک و شبہات اور سب سے بڑھ کر نیم سیاسی نیم مذہبی جماعتوں کے آپس کے اختلافات اور حصہ بقدر جثہ لینے کی فطری خواہش۔

ایم ایم اے میں شریک پارٹیاں اپنے اپنے حلقہ اثر میں اپنے طور پر اپنے اپنے حمایتیوں کا ایک بڑا حلقہ اثر رکھتی ہیں۔ اور ایم ایم اے کو آنے والے دنوں میں اپنی حیات نو یا تشکیل نو کے سلسلے میں انتہائی سازشی چالوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اور ظاہر ہے کھلا میدان تو کوئی بھی کسی کو نہیں دیتا بلکہ جو جس طرح حالات و واقعات کا سامنا کرتا ہے اور اپنا وزن قائم رکھتا ہے اسے مان بھی بالاخر سب ہی جاتے ہیں۔

کیونکر مولانا فضل الرحمان کو اچانک ایم ایم اے کی بحالی کے لئے اپنا کردار ادا کرنے کا خیال آگیا اور اس حوالے سے قاضی حسین احمد سے خصوصی طور پر

ملاقات بھی کی ۔ اس سلسلے میں 13 جون کو لاہور میں ایم ایم اے حوالے سے متعلقہ جماعتوں کے سربراہان کا اجلاس منعقد ہوا جس کے اختتام پر صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے مولانا فضل الرحمان کا کہنا تھا اگر ایم ایم اے کی تمام جماعتیں اتفاق رائے سے جے یو آئی (ف) سے حکومت سے علیحدگی کا مطالبہ کریں تو وہ یہ مطالبہ مان لیں گے ۔ بعد ازاں جے یو آئی (ف) کی اپنی پارلیمانی پارٹی نے بھی جمعیت کی مرکزی مجلس عاملہ سے حکومت سے علیحدگی کا فیصلہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ یہ خیال کرنا کہ وزیراعظم کی طرف سے اپنے ایک وزیر کے استعفی نے مولانا کو حکومت سے علیحدگی پر مجبور کیا ایک خام خیالی ہو سکتا ہے۔

بائیس جولائی کو اسلام آباد میں ایم ایم اے کے سربراہی اجلاس میں بھی ایم ایم اے کی بحالی کے حوالے سے کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا اور یہ طے پایا کہ تمام رہنما اپنی اپنی متعلقہ جماعتوں کی مجالس عاملہ سے رجوع کرکے 22 جولائی کے اجلاس میں سامنے آنے والی تجاویز کے حوالے سے حتمی رائے لینے کے بعد مجلس کے آئندہ سربراہی اجلاس میں جو ابوالخیر محمد زبیر کی سربراہی میں منعقد ہوگا حتمی فیصلوں کا اعلان کریں گے ۔ اس موقع پر یہ توقع ظاہر کی گئی کہ تقریباً ایک ماہ بعد ایم ایم اے کا سربراہی اجلاس دوبارہ منعقد ہوگا جس میں تمام معاملات کو حتمی شکل دی جائے گی انہی ایام میں متعدد مبصرین

کی رائے تھی کہ مولانا فضل الرحمان وفاقی حکومت سے اپنے کچھ مطالبات منوانے کے لئے ایم ایم اے کی بحالی کے دباؤ کا حربہ استعمال کر رہے ہیں جن میں سرفہرست مولانا شیرانی کی اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین کی حیثیت سے تقرری ہے اور چونکہ اس مطالبے کی تکمیل کی یقین دہانی کر دی گئی ہے اس لئے اب جے یو آئی (ف) ایم ایم اے کی بحالی کے حوالے سے فعال نہیں رہے گی۔

ایم ایم اے کی بحالی اور مولانا و قاضی صاحبان - حصہ دوم

اب بائیس جولائی کو گزرے تقریباً پانچ ماہ ہو گئے تھے اور اب تک نہ ہی مجلس عمل کے سربراہان کا وہ اجلاس منعقد ہو سکا جو ابوالخیر محمد زبیر کی سربراہی میں منعقد ہونا تھا اور نہ ہی مولانا فضل الرحمان کی جانب سے ایم ایم اے کی بحالی میں وہ غیر معمولی دلچسپی دوبارہ دیکھنے میں آرہی تھی جو جون اور جولائی میں نظر آئی تھی۔ جس سے ان تبصروں کو جو مذکورہ مہینوں میں مولانا شیرانی کی چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل تقرری کے حوالے سے کئے گئے تھے تقویت ملتی ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ مولانا شیرانی کی تقرری کا آرجی ایس ٹی کے نفاذ کے معاملے پر جے یو آئی (ف) کی حمایت حاصل کرنے سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ تقرری سابقہ یقین دہانیوں کا ثمر ہے۔

کچھ ہی عرصے پہلے قبل جے یو آئی (ف) کے صوبائی سربراہ شیخ الحدیث مولانا امان اللہ نے اپنے دورہ ملاکنڈ کے دوران قاضی حسین احمد کو ایم ایم اے کی بحالی میں رکاوٹ قرار دیا (اور ظاہر ہے جے یو آئی ایف کے صوبائی صدر اپنی اعلیٰ قیادت کی زبان ہی بول رہے تھے)۔ جو اس لحاظ سے ایک ذمہ دار شخص کا غیر ذمہ دارانہ بیان ہے کہ ایم ایم اے کے قیام میں قاضی حسین احمد کا کردار

سب سے زیادہ مخلصانہ اور فعال رہا۔
قاضی حسین احمد نے جماعت کی قیادت تو چھوڑنا گوارا کیا مگر ایم ایم اے کی صدارت کو گویا موروثی سمجھ کر اس سے لگے بیٹھے ہیں۔ اب مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا حکومت چھوڑنے کا اعلان۔ دیکھنا یہ ہے کہ مولانا صاحب حکومت سے جزوی علیحدگی کے بعد کیا ایم ایم اے کی موروثی صدارت قاضی صاحب کو رکھنے دیں گے یا پھر ایم ایم اے سے قاضی صاحب کی صدارت کو ختم کرنے کی شرط بھی عائد کی جائے گی کہ اپنے تئیں مولانا صاحب نے حکومت کا ساتھ تو چھوڑ دیا ہے مگر کیا وہ ایم ایم اے کو احیا بخشنے جا رہے ہیں یا اپنی منشا اور اپنی مرضی والا کوئی اتحاد بنانا پسند کریں گے ایک بات تو واضح ہے کہ موجودہ عسکری قیادت کسی بھی قسم کی سیاسی پیشقدمی کے لیے مزہبی کم سیاسی جماعتوں کو کوئی تعاون فراہم کرپائیں گیں کیونکہ نا تو موجودہ عسکری قیادت کو وردی کی لیجیٹیمیسی چاہیے اور نا وہ کوئی داغ اس سلسلے میں لینا ہی چاہیں گے۔ چنانچہ مشہور زمانہ ملا ملٹری الائنس کے علاوہ اب سیاسی کم مذہبی جماعتیں کیا نام اپنے ٹولے کا رکھنا چاہیں گی وہ ابھی دیکھنا باقی ہے۔

ایم ایم اے کی بحالی - مولانا و قاضی صاحبان - حصہ سوم

اس وقت قاضی صاحب کی کیفیت بڑی دلچسپ معلوم ہوتی ہے ایک وقت تو وہ جے یو آئی (ایف) کو حکومت سے علیحدگی اختیار کرنے پر زور دے رہے تھے مگر اب جب کہ جے یو آئی نے کسی حد تک حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اب قاضی صاحب کا اصل امتحان شروع ہوتا ہے۔ جماعت اسلامی کی سربراہی سے علیحدگی کے بعد اگر ایم ایم اے کے باقاعدہ خاتمہ اور کسی نئے سیاسی الائنس کا اعلان مذہبی جماعتیں کرتی ہیں تو قاضی صاحب کی کیا حیثیت ہوگی اس کا تعین کرنا ابھی واقع ہے۔ جماعت اسلامی کی قیادت سے علیحدگی کی اہم وجوہات میں سے ایک قاضی صاحب کا اپنی صحت اور جماعت کی قیادت نسبتاً جوان ہاتوں میں دینا تھا تو یہی باتیں ایم ایم اے کے لیے کیونکر سوچی نہیں جا سکتیں اور کیسے قاضی صاحب جو جماعت جیسی ایک جماعت کی قیادت مزید نا کر سکے وہ کیسے ایم ایم اے یا اس سے ملتے جلتے ایک بڑے الائنس کی قیادت کر پائیں گے۔

اور کیونکہ اسلامی نظریاتی کونسل کی چیئرمین کے مسئلے کے بعد مولانا صاحب کے انتہائی طاقتور رکن اسمبلی اعظم سواتی صاحب کو جس طرح وزیراعظم صاحب نے برطرف کر دیا تو مانو مولانا صاحب کے لیے آسانیاں ہی آسانیاں پیدا ہو گئیں۔

اور جس اعتماد سے مولانا صاحب حکومتی الائنس میں دوبارہ داخلے کی ہر خبر کو مسترد کرتے چلے آرہے ہیں وہ توظاہر ہے کیونکہ مولانا صاحب کو قومی اسبلی میں اپنی سات نشستوں کے مقابلے میں وفاقی تین وزارتوں اور پانچ قائمہ کمیٹیوں کی چیئرمین شپ ہونے کے باوجود حکومت کا ساتھ چھوڑ دیناظاہر ہے "جز کے بجائے کل" یعنی چھوٹے حصے کے بجائے بہت زیادہ حصے کو حاصل کرنے کی خواہش نے مولانا صاحب کو یہ باور کروادیا ہے کہ حکومتی اتحاد سے سب سے پہلے علیحدگی کے نتیجے میں اگلے حکومتی سیٹ اپ میں ان کے لیے ن لیگ کے ساتھ الائنس بنانے میں زیادہ فائدہ حاصل ہونے کی امید ہے کہ ن لیگ نسبتا پی پی کے مقابلے میں نیم مزہبی نیم سیاسی جماعتوں کے لیے زیادہ اٹریکشن رکھتی ہے وہ تو ن لیگ کی حد سے کم نشستیں تھیں اور مولانا صاحب کا ادراک تھا کہ انہوں نے ۲۰۰۸ کے انتخابات میں ن لیگ کی کمزور پوزیشن کو بھانپتے ہوئے موجوں کے ساتھ بہنے کا فیصلہ کیا۔

یاد رہے نومبر میں سعودی عرب میں حجاج کے لئے ناکافی انتظامات پر وفاقی وزیر مذہبی امور کو سخت تنقید کانشانہ بنایا جانے لگا اور سب سے پہلے جمیعت علماء اسلام کے وفاقی وزیر سائنس و ٹیکنالوجی اعظم سواتی نے ان پر بدعنوانی کا الزام عائد کیا جس پر حامد سعید کاظمی نے انہیں ہرجانے کا نوٹس بھی بھجوایا اور ثبوت فراہم کرنے کا مطالبہ بھی کیا۔

دریں اثناء سپریم

کورٹ نے بھی اس معاملے پر از خود نوٹس لے لیا

دوسری جانب حامد سعید کاظمی اور اعظم سواتی کے دوران میڈیا جنگ جاری رہی اور آئے دن نئے نئے الزامات ایک دوسرے پر عائد کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی دوران وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے دونوں وزراء کو بیان بازی ترک کرنے کا مشورہ دیا تاہم بات نہ بنی۔ اور بالاخر منگل کو وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے دونوں وزراء کو برطرف کر دیا۔

اندھا کیا چاہے دو آنکھیں جمعیت علماء اسلام پہلے ہی اپنے پرانے اتحادیوں کے دباو پر مناسب موقع کا انتظار کر رہی تھی اور اسلامی نظریاتی کونسل کی چیرمین شپ کے مسئلے پر بھی جو یو آئی ایف کی بات مان لی گئی تو حکومت سے علیحدگی کا کوئی سلسلہ نہ بن سکا مگر اب اپنے وزیر سائنس و ٹیکنالوجی اعظم سواتی کی برطرفی پر بظاہر سخت رد عمل ظاہر کرتے ہوئے حکومت سے فوری اور مستقل علیحدگی کا اعلان کر دیا۔

یاد رہے موجودہ حکومت میں جے یو آئی کا انتہائی بھرپور حصہ تھا، سات ارکان قومی اسمبلی کے علاوہ سینٹ کی دس سیٹوں پر بھی اس جماعت کا حق ہے۔ اس کے علاوہ جے یو آئی ف کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن پارلیمنٹ کی خصوصی کمیٹی

برائے امور کشمیر کے چیئر مین بھی ہیں۔ ان کے بھائی عطاالرحمٰن وفاقی وزیر برائے سیاحت اور رحمت اللہ کاکڑ ہاؤسنگ اور تعمیرات کے وفاقی وزیر تھے جنھوں نے اپنے استعفٰی وزیر اعظم کو بھجوا دیئے ہیں۔ وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے حال ہی میں جے یو آئی کے مولانا شیرانی کو اسلامی نظریاتی کونسل کا چیئر مین مقرر کیا تھا۔

کچھ تجزیات یہ بات ببانگ دہل بیان کرتے ہیں کہ گزشتہ انتخابات میں ایم ایم اے کو طالبان سے ہمدردی کا نہیں، اصل میں ملٹری الائنس کی وجہ سے ووٹ ملے۔ اس تجزیے کی بنیاد اس بات پر ہے کہ صدر مشرف کو پارلیمنٹ اور صوبوں میں نیم سیاسی نیم مولوی حضرات درکار تھے جن کے بل بوتے پر وہ امریکہ کے سامنے ایک ہوا کھڑا کر سکیں۔

جماعت اسلامی اور جمعیت علمائے اسلام اور تحریک و بانیان پاکستان کی مخالفت

جماعت اسلامی اور جمعیت علمائے اسلام دونوں نے تحریک پاکستان، بانی پاکستان اور پاکستان کی مخالفت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ مولانا مودودی کی اس کتاب کا اصل نسخہ ڈھونڈنے کی کوشش کی جائے جس میں انھوں نے پاکستان کے بارے میں انتہائی نازیبا ریمارکس دیے تھے۔ پاکستان بنتے دیکھ کر اس کتاب میں تحریف کر

دی گئی اور یہ ریمارکس حذف کر دیے گئے لیکن قلم اور منہ سے نکلی ہوئی بات آخر کیسے واپس ہو سکتی ہے۔

یہی قصہ جے یو آئی کا ہے جو کانگریس کا ایک دست و بازو تھی۔اور جس نے قائدا عظم کے سامنے گاندھی کا اوتار کھڑا کر رکھا تھا۔اس تجزیے میں علامہ اقبال کی ایک رباعی بھی کام آ سکتی ہے۔جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ۔۔ز دیو بند حسین احمد ایں‌چہ بو العجبیست۔۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ میرے بیشتر قارئین کو اس کا مطلب نہیں آتا لیکن علامہ اقبال نے جن کے بارے میں یہ رباعی لکھی تھی ان کو اس کی اچھی طرح سمجھ آ جاتی ہے۔

پاکستان بننے کے بعد بھی ان دونوں جماعتوں کو زیادہ عقل نہیں آئی۔کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوا تو مولانا مودودی نے جہاد کشمیر کے خلاف فتویٰ دے دیا اور یوں پاکستان کی شہ رگ اور اس کے ایک اٹوٹ انگ پر کاری ضرب لگائی۔مولانا مودودی نے یہ رکاوٹ نہ کھڑی کی ہوتی تو صرف قبائلی لشکری ہی نہیں پاکستان کے چپے چپے سے مجاہدین کا بگولہ اٹھتا۔کشمیر میں ڈوگرہ اور بھارتی افواج کو خس و خاشاک کی طرح " رول" دیتا۔کشمیریوں کی محکومی اور قتل عام کی ذمہ داری.بڑی آسانی سے مولانا مودودی کے اس فتوے پر ڈالی جا سکتی ہے۔

مولانا سمیع الحق کی پوزیشن بے حد کمزور ہے۔ان کا مدرسہ تو بڑا سادہ سا ہے لیکن اس نے طالبان کی کئی نسلوں کی تربیت کی ہے اور افغانستان اور پاکستان ہی نہیں پوری دنیا میں اس نے ایک فساد کی بنیاد رکھی ہے۔ان طالبان کی فہرستیں آج بھی اکوڑہ خٹک میں جامع حقانیہ سے ملحقہ مدرسے کے ہر کلاس روم کے باہر آویزاں ہیں۔اس فہرست کی روشنی میں مولانا سمیع الحق اور ان کے خاموش طبع فرزند مولانا حامد الحق پر فرد جرم عائد کرنا مشکل کام نہیں ہونا چاہیے۔

حافظ حسین احمد تو اتنا بولتے ہیں کہ ان کے خلاف مزید مواد کی ضرورت نہیں۔ان کے خلاف اصل الزام یہی ہونا چاہیے کہ مولوی اور حافظ ہو کر سنجیدہ نہیں ہیں اور مخولیہ طبیعت کے مالک ہیں۔جو شخص بات بات پر مذاق کرنے کا عادی ہو،اس کی بات کو سنجیدگی سے کیسے لیا جا سکتا ہے،حافظ حسین احمد پر یہ الزام بھی عائد کیا جا سکتا ہے کہ وہ اسمبلی میں نہیں بولتے لیکن ہر ٹی وی چینل پر چہکتے دکھائی دیتے ہیں۔وہ تنخواہ تو پارلیمنٹ کے خزانے سے لیتے ہیں لیکن اپنی صلاحیتوں کے جوہر ایوان سے باہر دکھاتے ہیں۔

مولویوں کے بارے میں عمومی تبصرے یہ بھی ہو سکتے ہیں۔فتوے تو دے سکتے ہیں،استعفے نہیں دے سکتے۔ان کا اپنا انجن جام ہے،پہیہ جام کیسے کریں

گے۔72فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں، وہ ایک ایم ایم اے کی گدڑی میں اکٹھے کیسے رہ سکتے ہیں۔حالیہ بلدیاتی انتخابات میں الگ الگ الیکشن لڑنے سے ان کی جو درگت بنی ہے، خاص طور پر جماعت اسلامی کو جو سبق حاصل ہوا،اس سے اسے اپنی اوقات سمجھنے میں غلطی نہیں کرنی چاہیے۔ سینیٹ کے الیکشن میں مولویوں نے کروڑوں کی رقم حلوہ سمجھ کر ہضم کی ہے ،جہاں مسلم لیگ کا نام ونشان نہیں تھا، وہاں سے سیف اللہ خاندان کی جیت اسی چمک کا نتیجہ ہی تو ہے۔

جماعت اسلامی اور جے یو آئی میں پاکستان کی مخالفت کے سوا کوئی قدر مشترک نہیں۔مذہب سے ان جماعتوں کا کوئی لگاؤ ہوتا تو مذہب دشمن تحفظ حقوق نسواں بل پر یہ استعفے دینے میں دیر نہ کرتیں۔یہ جماعتیں دراصل اقتدار کی بھوکی ہیں پارلیمنٹ سے ملنے والی مراعات کو چھوڑنا ان کے بس کی بات نہیں۔

مولانا فضل الرحمٰن کے لئے ہوا صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے سینئرز خاندان جس نے ڈیرہ اسماعیل خان سے ان کی سیاست کا صفایا کر دیا ہے۔اگر جونئیر سینئر کو کھل کھیلنے کا موقع دیا جائے تو اپوزیشن لیڈر کا تیا پانچا کرنے کے لئے کسی اور کو زور آزمائی کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

دہشت گردی کے خلاف جنگ جیتنے میں ایم ایم اے کی کس پارٹی نے اہم کردار ادا

کیا ہے۔۔ یہ بھی بڑے پتے کا سوال ہو سکتا ہے مگر اگر جواب دینے والا کوئی جواب دینا
چاہے۔

ہالوکاسٹ اور مغرب کا مکروہ چہرہ - حصہ اول

ہالوکاسٹ نازی حکومت اور اُس کے اتحادیوں کی طرف سے کم و بیش 60 لاکھ یہودیوں کے نہایت ہی منظم، ریاستی ایما پر مبنی اور سرکاری سرپرستی میں ہونے والے ظلم و ستم اور قتلِ عام کا واقعہ ہے۔

لفظ "ہالوکاسٹ" کا ماخذ دراصل یونانی زبان سے ہے جس کے معنی ہیں "آگ کے ذریعے قربانی"۔ جرمنی میں نازی جنوری 1933 میں اقتدار میں آئے۔ وہ اِس بات پر یقین رکھتے تھے کہ جرمن نسلی طور پر سب سے اعلیٰ و ارفع قوم ہے جبکہ یہودی سب سے گھٹیا ہیں اور یوں وہ بیرونی طور پر نام نہاد جرمن نسلی برادری کیلئے خطرہ ہیں۔ ہالوکاسٹ کے دور میں جرمنوں نے کچھ دوسرے گروپوں کو بھی نسلی طور پر گھٹیا تصور کرتے ہوئے نشانہ بنایا جن میں روما خانہ بدوش، جسمانی طور پر معذور افراد اور سلاوک لوگوں میں سے کچھ شامل تھے جیسے پولش، روسی اور دیگر۔ کچھ دوسرے گروپوں پر سیاسی، نظریاتی اور مخصوص رویوں کی بنیاد پر ظلم روا رکھے گئے۔ اِن میں کمیونسٹ، سوشلسٹ، جہووا وِٹنس اور ہم جنس پرست لوگ شامل تھے۔

میں یورپ میں یہودیوں کی آبادی 90 لاکھ سے زائد تھی۔ یورپ کے بیشتر 1933 یہودی ایسے ملکوں میں رہتے تھے جن پر دوسری جنگِ عظیم کے دوران نازی جرمنی نے یا تو قبضہ کر لیا یا پھر اُنہیں اپنے زیرِ اثر کر لیا۔ جرمنوں اور اُن کے اتحادیوں نے 1945 تک یورپ کے ہر تین میں سے تقریباً دو یہودیوں کو ہلاک کر دیا۔ یہ اقدام یورپی یہودیوں کے قتلِ عام پر مبنی نازی پالیسی کا حصہ تھا جسے اُنھوں نے فائنل سولیوشن یعنی حتمی حل" سے موسوم کیا تھا۔ اگرچہ نازیوں نے یہودیوں کو جرمنی کیلئے سب سے بڑا" خطرہ تصور کیا تھا اور وہ نازی نسلی امتیاز کا بنیادی نشانہ بنے مگر نشانہ بننے والے دوسرے افراد میں دو لاکھ کے لگ بھگ روما خانہ بدوش بھی تھے۔ جرمن نسل سے تعلق رکھنے والے ذہنی اور جسمانی طور پر معذور کم از کم دو لاکھ افراد بھی جو اداروں کی طرز پر قائم مراکز میں رہائش پزیر تھے، یوتھینیسیا پروگرام یا "رحملانہ موت" کے نام پر ہلاک کر دئے گئے۔

جیسے جیسے نازیوں کی بربریت یورپ میں پھیلتی گئی جرمنوں اور اُن کے اتحادیوں نے لاکھوں دیگر افراد کو اپنے ظلم کا نشانہ بنایا اور اُنہیں ہلاک کر دیا۔ بیس سے تیس لاکھ کے درمیان روسی جنگی قیدیوں کو بھی یا تو قتل کر

دیا گیا یا پھر وہ بھوک، بیماری، لاتوجہی اور بدسلوکی کے باعث ہلاک ہو گئے۔ جرمنوں نے پولینڈ کے غیر یہودی دانشوروں کو بھی قتل کیلئے ہدف بنایا اور لاکھوں پولش اور سویت شہریوں کو جرمنی اور مقبوضہ پولینڈ میں جبری مشقت کیلئے بھجوا دیا جہاں یہ افراد مشقت پر مامور کر دئے جاتے اور اکثر انتہائی ناگفتہ بہ حالات میں یہ افراد مر جاتے۔ نازی تسلط کے ابتدائی دنوں سے ہی جرمن حکام ہم جنس پرست اور ایسے دوسرے افراد پر بھی ظلم کرتے جن کا کردار جرمنوں کی سماجی توقعات پر پورا نہیں اترتا تھا۔ جرمن پولیس اہلکاروں نے ہزاروں سیاسی مخالفین کو بھی نشانہ بنایا جن میں کمیونسٹ، سوشلسٹ اور مزدور یونینوں کے ارکان شامل تھے۔ اِن کے علاوہ ان میں جیہووا ز وِٹنس جیسے مذہبی طور پر اختلاف رکھنے والے افراد بھی شامل تھے۔ اِن میں سے بہت سے افراد جیلوں میں بند کئے گئے اور بدسلوکی کے باعث ہلاک ہو گئے۔

ہالوکاسٹ اور مغرب کا مکروہ چہرہ - حصہ دوم

نازی حکومت کے اوّلین برسوں کے دوران قومی سوشلسٹ حکومت نے جبری کیمپ قائم کئے جہاں خیالی اور حقیقی سیاسی و نظریاتی مخالفین کو قید رکھا جاتا۔ جنگ کے آغاز سے پہلے زیادہ تر ایس ایس اور پولیس اہکاروں نے یہودیوں، روما خانہ بدوشوں اور دوسرے افراد کو نسلی اور فرقہ وارانہ نفرت کی بنا پر اِن کیمپوں میں قید کر لیا۔ یہودی آبادی پر ظلم کرنے اور اُن کی نگرانی کرنے کے ساتھ ساتھ بعد میں اُنہیں ڈی پورٹ کرنے کیلئے جرمنوں اور اُن کے اتحادیوں نے جنگ کے دوران مخصوص یہودی بستیاں یعنی گھیٹو، عارضی کیمپ اور جبری مشقت کے کیمپ قائم کئے۔ جرمن حکام نے نام نہاد عظیم تر جرمن ریچ اور جرمن مقبوضہ علاقوں دونوں میں ایسے غیر یہودیوں کیلئے بھی بے شمار جبری کیمپ قائم کئے جن کی مشقت کا استحصال جرمن کرنا چاہتے تھے۔

1941 میں سوویت یونین پر حملے کے بعد جرمن سیکیورٹی پولیس کے قاتل یونٹ آئن سٹزگروپن اور سیکیورٹی سروس ذیخرہیٹس ڈینسٹ یا ایس۔ ڈی اور پھر بعد میں آرڈر پولیس اہلکاروں کی فوجی بٹالینیں یہودیوں، روما خانہ بدوشوں اور سوویت ریاست اور کمیونسٹ پارٹی کے اہلکاروں کے قتلِ عام کیلئے جرمن دستوں کے

پیچھے پیچھے حرکت کرتی رہیں۔ جرمن ایس ایس اور پولیس کے یونٹوں نے ویہرماخٹ کے یونٹوں اور وافن ایس ایس کی مدد سے دس لاکھ سے زائد یہودی مردوں، عورتوں اور بچوں کے علاوہ لاکھوں دیگر افراد کو ہلاک کیا۔ 1941 اور 1944 کے درمیان نازی جرمن حکام نے جرمنی، جرمن مقبوضہ علاقوں اور اپنے اتحادی ملکوں سے لاکھوں یہودیوں کو یہودی بستیوں یعنی گھیٹو اور خاتمہ کر دینے والے کیمپ کے نام سے موسوم قتل گاہوں میں پہنچا دیا جہاں اُنہیں خاص طور پر تیار کی گئی گیس تنصیبات کے ذریعے ہلاک کر دیا جاتا۔

جنگ کے آخری مہینوں میں ایس ایس گارڈ قیدیوں کو ریل گاڑیوں کے ذریعے یا پھر موت کے مارچ" سے موسوم پیدل مارچ کے ذریعے دوسرے مقامات پر منتقل کرتے" رہے تاکہ قیدیوں کی بڑی تعداد کو اتحادی فوجوں کی طرف سے آزاد کرائے جانے کے اقدام سے روکا جا سکے۔ جیسے جیسے اتحادی فوجیں جرمنوں کے خلاف حملوں کے دوران یورپ کے مختلف مقامات سے گذرتی رہیں اُنہیں جگہ جگہ جبری کیمپوں میں قید قیدی یا پھر ایک کیمپ سے دوسرے کیمپ میں منتقل کرنے کی کوشش میں جبری پیدل مارچ کرتے ہوئے قیدی ملے جنہیں وہ آزاد کراتی گئیں۔ یہ پیدل جبری مارچ 7 مئی 1945 کے دن تک جاری رہے جب جرمن مسلح افواج نے اتحادی فوجوں کے سامنے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دئے۔ مغربی حلیفوں کیلئے دوسری جنگ عظیم اگلے روز یعنی 8 مئی کو باضابطہ طور پر ختم ہو گئی جسے اُنھوں نے فتح کا دن یا

سے موسوم کیا۔ سوویت فوجوں نے فتح کے دن کا اعلان 9 مئی 1945 کو V-E Day کیا۔

ہالوکاسٹ کے بعد زندہ بچ جانے والے بہت سے افراد کو اتحادی طاقتوں کی طرف سے قائم کئے گئے پناہ گذینوں کیمپوں میں رکھا گیا۔ 1948 سے 1951 کے دوران تقریباً سات لاکھ یہودی اسرائیل ہجرت کر گئے۔اِن میں یورپ سے بے دخل ہونے والے ایک لاکھ 36 ھزار یہودی بھی شامل تھے۔ بے دخل ہونے والے دیگر افراد نے امریکہ اور دوسرے ممالک کا رُخ کیا۔ یہودی بے دخل افراد کا آخری پناہ گذیں کیمپ 1957 میں بند کر دیا گیا۔ ہالوکاسٹ کے دوران ہونے والے مظالم کے نتیجے میں بیشتر یورپی یہودی برادیاں تباہ ہو کر رہ گئ اور مقبوضہ مشرقی یورپ میں آباد سینکڑوں یہودی بستیوں کا تو مکمل طور پر خاتمہ ہوچکا

بانی و تحریک پاکستان کے دشمن

جماعت اسلامی اور جمعیت علمائے اسلام دونوں نے تحریک پاکستان، بانی پاکستان اور پاکستان کی مخالفت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ مولانا مودودی کی اس کتاب کا اصل نسخہ ڈھونڈنے کی کوشش کی جائے جس میں انہوں نے پاکستان کے بارے میں انتہائی نازیبا ریمارکس دیے تھے۔پاکستان بنتے دیکھ کر اس کتاب میں تحریف کر دی گئی اور یہ ریمارکس حذف کر دیے گئے لیکن قلم اور منہ سے نکلی ہوئی بات آخر کیسے واپس ہو سکتی ہے۔

یہی قصہ جے یو آئی کا ہے جو کانگریس کا ایک دست و بازو تھی۔اور جس نے قائدِاعظم کے سامنے گاندھی کا اوتار کھڑا کر رکھا تھا۔اس تجزیے میں علامہ اقبال کی ایک رباعی بھی کام آ سکتی ہے۔جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ۔۔ز دیو بند حسین احمد ایں چہ بو العجبیست۔۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ میرے بیشتر قارئین کو اس کا مطلب نہیں آتا لیکن علامہ اقبال نے جن کے بارے میں یہ رباعی لکھی تھی ان کو اس کی اچھی طرح سمجھ آ جاتی ہے۔

پاکستان بننے کے بعد بھی ان دونوں جماعتوں کو زیادہ عقل نہیں آئی۔کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوا تو مولانا مودودی نے جہاد کشمیر کے خلاف فتویٰ دے دیا اور

یوں پاکستان کی شہ رگ اور اس کے ایک اٹوٹ انگ پر کاری ضرب لگائی۔ مولانا مودودی نے یہ رکاوٹ نہ کھڑی کی ہوتی تو صرف قبائلی لشکری ہی نہیں پاکستان کے چپے چپے سے مجاہدین کا بگولہ اٹھتا۔ کشمیر میں ڈوگرہ اور بھارتی افواج کو خس و خاشاک کی طرح " رول" دیتا۔ کشمیریوں کی محکومی اور قتل عام کی ذمہ داری.بڑی آسانی سے مولانا مودودی کے اس فتوے پر ڈالی جا سکتی ہے۔

مولانا سمیع الحق کی پوزیشن بے حد کمزور ہے۔ان کا مدرسہ تو.بڑا سادہ سا ہے لیکن اس نے طالبان کی کئی نسلوں کی تربیت کی ہے اور افغانستان اور پاکستان ہی نہیں پوری دنیا میں اس نے ایک فساد کی بنیاد رکھی ہے۔ان طالبان کی فہرستیں آج بھی اکوڑہ خٹک میں جامع حقانیہ سے ملحقہ مدرسے کے ہر کلاس روم کے باہر آویزاں ہیں۔اس فہرست کی روشنی میں مولانا سمیع الحق اور ان کے خاموش طبع فرزند مولانا حامد الحق پر فرد جرم عائد کرنا مشکل کام نہیں ہونا چاہیے۔

حافظ حسین احمد تو اتنا بولتے ہیں کہ ان کے خلاف مزید مواد کی ضرورت نہیں۔ان کے خلاف اصل الزام یہی ہونا چاہیے کہ مولوی اور حافظ ہو کر سنجیدہ نہیں ہیں اور مخولیہ طبیعت کے مالک ہیں۔جو شخص بات بات پر مذاق کرنے کا عادی ہو،اس کی بات کو سنجیدگی سے کیسے لیا جا سکتا ہے،حافظ حسین احمد پر یہ

الزام بھی عائد کیا جا سکتا ہے کہ وہ اسمبلی میں نہیں بولتے لیکن ہر ٹی وی چینل پر چہکتے دکھائی دیتے ہیں۔وہ تنخواہ تو پارلیمنٹ کے خزانے سے لیتے ہیں لیکن اپنی صلاحیتوں کے جوہر ایوان سے باہر دکھاتے ہیں۔

مولویوں کے بارے میں عمومی تبصرے یہ بھی ہو سکتے ہیں۔ فتوے تو دے سکتے ہیں،استعفے نہیں دے سکتے۔ان کا اپنا انجن جام ہے، پہیہ جام کیسے کریں گے۔72فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں، وہ ایک ایم ایم اے کی گدڑی میں اکٹھے کیسے رہ سکتے ہیں۔حالیہ بلدیاتی انتخابات میں الگ الگ الیکشن لڑنے سے ان کی جو درگت بنی ہے، خاص طور پر جماعت اسلامی کو جو سبق حاصل ہوا،اس سے اسے اپنی اوقات سمجھنے میں غلطی نہیں کرنی چاہیے ۔ سینیٹ کے الیکشن میں مولویوں نے کروڑوں کی رقم حلوہ سمجھ کر ھضم کی ہے ،جہاں مسلم لیگ کا نام ونشان نہیں تھا، وہاں سے سیف اللہ خاندان کی جیت اسی چمک کا نتیجہ ہی تو ہے۔

جماعت اسلامی اور جے یو آئی میں پاکستان کی مخالفت کے سوا کوئی قدر مشترک نہیں۔مذہب سے ان جماعتوں کا کوئی لگاؤ ہوتا تو مذہب دشمن تحفظ حقوق نسواں بل پر یہ استعفے دینے میں دیر نہ کرتیں۔یہ جماعتیں دراصل اقتدار کی بھوکی ہیں پارلیمنٹ سے ملنے والی مراعات کو چھوڑنا ان کے بس کی بات نہیں۔

مولانا فضل الرحمن کے لئے ہوا صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے سینیٹرز خاندان جس نے ڈیرہ اسماعیل خان سے ان کی سیاست کا صفایا کر دیا ہے۔اگر جونیئر سینیٹر کو کھل کھیلنے کا موقع دیا جائے تو اپوزیشن لیڈر کا تیا پانچا کرنے کے لئے کسی اور کو زور آزمائی کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

دہشت گردی کے خلاف جنگ جیتنے میں ایم ایم اے کی کس پارٹی نے اہم کردار ادا کیا ہے۔۔ یہ بھی بڑے پتے کا سوال ہو سکتا ہے مگر اگر جواب دینے والا کوئی جواب دینا چاہے۔

بھٹ شاہ کا جلسہ - ایک دو اور تین

۲۵ دسمبر ۲۰۱۰ کو ایم کیو ایم نے بھٹ شاہ میں ایک عظیم الشان جلسہ کا اہتمام کیا جس میں اندرون سندھ سے لاکھوں سندھی بولنے والے حق پرست عوام نے شرکت کی، یہ جلسہ ایک عاقبت نا اندیش کاروائی کے جواب میں سندھ دھرتی کے سپوتوں کی محبت بھری کاروائی تھی جس میں اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ سندھ میں مستقل طور پر آباد تمام لوگ سندھ دھرتی ہی کے سپوت ہیں، قائد تحریک الطاف حسین بھائی نے اپنے عوامی خطاب میں عوام سے اپنے دل کی باتیں کیں اور انہیں یہ باور کرایا کہ وہ سندھ دھرتی کے غریب باسیوں پر جو ظلم اور زیادتی ہوتی رہی ہے انشا اللہ اپنے ان سندھی بھائیوں کے تعاون سے انہیں جاگیرداروں کے چنگل سے آزاد کرکے دم لیں گے اور انشا اللہ پورے سندھ میں اسی پیمانے پر ترقی ہوگی جس طرح کی ترقی کراچی اور دوسرے حق پرست علاقوں میں ہوئی۔

الطاف حسین بھائی نے بھٹ شاہ میں جو شاندار جلسہ کیا ہے اس میں شریک لوگوں میں اردو اور سندھی بولنے والوں کی کثیر تعداد موجود تھی اور اپنے حلقہ انتخاب سے سینکڑوں اور اپنے رہائشی گھر سے ہزاروں میل دور موجود الطاف بھائی کا یہ جلسہ کراچی کے لال قلعہ یا جناح گراؤنڈ کی طرح کا منظر پیش کر

رہا تھا۔

کیا اس جلسے میں بھی بقول جلنے والوں اور بغض رکھنے والوں کے لوگوں کو اسلحہ کے زور پر جمع کیا گیا تھا اور وہ بھی مرزا جیسے وزیر داخلہ کے ہوتے ہوئے۔

دوسری طرف لاہور میں میاں نواز شریف صاحب کے بھائی میاں شہباز شریف صاحب کی حکومت ہوتے ہوئے جس طرح ۲۵ دسمبر کا ان کا ایک ہال میں جلسہ بد انتظامی کا شکار رہا اور ن لیگ اور ق لیگ کے رہنما ایک دوسرے کے خلاف نعرے لگاتے رہے وہ بھی قوم نے دیکھا اور بھٹ شاہ میں الطاف بھائی کا جلسہ بھی لوگوں نے دیکھا۔

بھٹ شاہ میں پنڈال میں موجود حاضرین و شرکا سے الطاف حسین نے کہا کہ وہ نظم و ضبط کا مظاہرہ کریں اور اپنی نشستوں پر خاموش بیٹھیں انھوں نے ایک دو اور تین تک گنتی گنی جس کے بعد پورے پنڈال اور اطراف میں شاہراہوں اور گلیوں راستوں میں موجود لاکھوں شرکا نے ایک دم خاموشی اختیار کی اور پورے علاقے میں ایسی خاموشی چھا گئی کہ جیسے وہاں کوئی موجود ہی نہیں۔ جناب الطاف حسین نے بہترین نظم و ضبط اور خاموشی اختیار کرنے پر تمام شرکا کو شاباشی دی اور

انہیں خراج تحسین پیش کیا جس پر جناب الطاف حسین نے کہا کہ یہ ایم کیو ایم کا نظم و ضبط ہے جو عزیزآباد سے بھٹ شاہ اور ملک میں ایک ہے۔

بھٹ شاہ کے جلسہ عام میں پورے سندھ سے سندھی عوام و ہمدردوں کے قافلے صبح ہی سے آنا شروع ہوگئے تھے حیدرآباد، نیوہالا، پرانا ہالا، سنادھان، کھانوٹ، کنڈو، لبتنی تھورہ، کنڈوروڈ، بھگیا، پنج مورو، نیو سعیدآباد، خاصخیلی واٹر، سہتا، خیبردور، وڈیروں لعل، بیکھاٹ، بائو ڈیرو، نوتھیانی، مٹھیانی، بھٹ شاہ، جامشورہ، لاکھا، لاکھڑا پاور ہائوس، بھریا، بدین شہر، گولارچی، پنگریو، ماتلی، سانگھڑ، ٹنڈوآدم، تنڈ جام، ہوسٹری، ٹنڈو محمد، ٹنڈوحیدر، ٹنڈوالہیار،، سکھر، شکارپور، لارخانہ، خیرپور، میرپورخاص، سیٹلائٹ ٹائون، نوابشاہ، نئوایا، مریم روڈ، قاضی احمد، دولت پور، سکرنڈ، باندھی، قمبر، شہداد کوٹ، ٹھٹھہ، بدین، سجاول، گھوٹکی، کوٹری، گھارو، جیکب آباد، مورو غرض دور دور کے علاقوں سے شرکا ایم کیا ایم اور پاکستان کا پرچم تھامے آتے رہے۔

صوبہ سندھ میں وڈیروں، جاگیرداروں نے استحصال جاری رکھنے کے لیے شناخت کے مسئلے کو اول دن سے متنازع بنا رکھا ہے دوسرے صوبوں میں بھی یہ مسئلہ ہے لیکن اس کی شدت اس قدر زیادہ نہیں جس کی مثال پاکستان کے سب سے بڑے صوبے

پنجاب کی دی جا سکتی ہے اس وقت پنجاب کی بڑی پارٹی مسلم لیگ ن ہے جس کے لیڈر میاں نواز شریف ہیں ان کا تعلق کشمیر سے ہے لیکن یہ پنجاب کا بڑا پن ہے کہ انہیں کشمیری مہاجر نہیں گردانا جاتا بلکہ انہیں پنجابی ہی تصور کیا جاتا ہے پھر وہ لوگ جو پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے اس علاقے میں رہائش پزیر تھے جہاں پاکستان وجود میں آیا یہ لوگ اپنے آپ کو سن آف دی سوائل کہتے ہیں جبکہ وہ لوگ جنھوں نے پاکستان کی خاطر قربانیاں دیں، اپنا گھر بار چھوڑا اور جن کی جدوجہد سے پاکستان وجود میں آیا انہیں بے زمین ہونے کا طعنہ دیا جاتا تھا اور ابھی تک یہ بدعت جاری ہے۔

ایم کیو ایم میں اس وقت اس کے سندھ سے تعلق رکھنے والے کارکنوں کی ۹۹ فیصدی تعداد ہے جنھوں نے سندھ دھرتی ہی میں جنم لیا یہ لوگ پیدائشی طور پر سندھی ہیں اور ان کے آباؤ اجداد وہ ہیں جن کی وجہ سے آج پاکستان آزاد ہوا اور یہ لوگ جو آج اپنے آپ کو سن آف دی سوائل کہتے نہیں تھکتے۔ انہیں انگریزوں ہندوؤں اور سکھوں کی غلامی سے نجات کس وجہ سے حاصل ہوئی۔ یہ کن کی قربانیوں کا ثمر ہے اور پاکستان میں آزادی سے پہلے ان علاقوں میں مسلمانوں کی کیا حالت تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں دراصل یہ نفاق کی پالیسی صرف ان لوگوں کی پھیلائی ہوئی ہے جو نہیں چاہتے کہ پاکستان یا سندھ ترقی کرے یہ وہ مراعات یافتہ طبقہ ہے جس نے انگریزوں کی چاپلوسی کرکے یا پھر پاکستان سے ہندوؤں

اور سکھوں کے چلے جانے کی وجہ سے ان کی جائیدادوں پر قبضہ کیا اور وارث بن کر وڈیرے اور جاگیردار بن گئے اور اب انہیں ڈر ہے کہ کہیں غریب معصوم عوام ہوش میں آ کر ان سے اپنے استحصال کا جواب نہ طلب کرلے۔

کراچی یا حیدرآباد میں ایم کیو ایم تو ۱۹۸۴ میں آئی ہے اردو بولنے والوں کا اس سے پہلے استحصال کیوں کیا جاتا تھا کیوں ان کی آبادیوں پر اسلحے کے زور پر چڑھائی کی جاتی تھی کیوں اردو بولنے والوں کو تعلیمی اداروں میں زلیل وپریشان کیا جاتا تھا۔ دراصل جب ظلم بڑھ جاتا ہے تو اللہ کی لاٹھی چل پڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں ہی میں سے کسی کو چن لیتا ہے اس طرح قائد تحریک الطاف حسین بھی منظر عام پر آئے اور کراچی اور حیدرآباد کے پڑھے لکھے نوجوانوں کو ایک ہی لڑی میں پرو دیا۔

عوام سوچنے پر مجبور ہے کہ کون ان کا دوست ہے اور کون دشمن۔ الطاف حسین بھائی کا کردار پوری قوم کے سامنے ہے انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے غریب اور متوسط طبقے کے لیے کیا کچھ قربان نہیں کیا الطاف بھائی نے اپنے سگے بھائی، بھتیجے اور پندرہ ہزار کارکنوں کی شہادت کا دکھ سہا ہے لیکن ان کی شخصیت میں غریب کی محبت اور ان کی بھلائی کا جذبہ ماند پڑنے کے بجائے اس میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ الطاف بھائی کے اپنے پاس صرف ایک آبائی گھر جو کہ ایک

سو بیس گز پر محیط ہے اور یہ گھر بھی الطاف بھائی نے اپنی پارٹی کے لیے وقف کر دیا ہے۔ لندن میں الطاف بھائی جس ایک اپارٹمنٹ میں رہتے ہیں اس کا خرچہ اور مہینے کے اخراجات ایم کیو ایم کے اراکین اسمبلی اور دوسرے کارکنان پورے کرتے ہیں الطاف بھائی کا نا کوئی کاروبار ہے اور نا کوئی جاگیر۔

الطاف بھائی انگلینڈ کے شہر لندن میں مقیم ضرور ہیں مگر کیا کسی نے انہیں کسی سینما شاپنگ سینٹر یا کسی بھی تفریحی جگہ پر دیکھا ہے کہ وہ وہاں وہ مزے کر رہے ہوں جو ہمارے پاکستان کے لیڈران لندن میں جا کر کرتے ہیں۔

ن لیگ کی سیاست میں ایم کیو ایم کا تذکرہ

گزشتہ دنوں آزاد کشمیر میں کیۓ گۓ اپنے جلسے میں نواز شریف صاحب نے یہ سوچتے ہوئے کہ شائد یہ دور بھی وہی دور ہے جس میں شریف.برادران ملک کے سیاہ سفید کے مالک تھے اور ان کے حواریوں میں سے کوئی شائد پی ٹی وی کا ایم ڈی بنا بیٹھا ہوگا جو کہ کانٹ چھانٹ کر جلسے کی کوریج کر کے قوم کو پہنچا دے گا ایسی ایسی باتیں کر گۓ جو میڈیا کے زریعے چہار اطراف پھیل گئیں مزکورہ جلسے میں جوش خطابت میں نواز شریف صاحب حقائق کے منافی وہ باتیں بھی کہہ گۓ جو ان کے تقریر لکھنے والے نے نامعلوم کس مستی میں لکھ کر ان کے سامنے پرچہ پر لکھ ماری اور نواز شریف صاحب وہ کہہ بھی گۓ۔

ن لیگ کی بڑی خوش نصیبیوں میں سے ایک خوش نصیبی یہ ہے کہ ن لیگ ملک کے سب سے.بڑے صوبے یعنی پنجاب سے تعلق رکھتی ہے اور پرانے وقتوں میں ن لیگ ملک میں انتخابات کے بعد دو تہائی اکثریت رکھنے والی واحد جماعت ثابت ہوئی تھی جس کے امیدواران ملک بھر سے منتخب ہونے میں کامیاب رہے تھے مگر وائے رے قسمت کہ جوں جوں نواز شریف صاحب مائک تھامے کاغذ سامنے رکھے اور بلٹ پروف شیلڈ کے پیچھے سے اپنے حامیوں میں خطاب کرتے چلے جاتے ہیں توں توں ان کی

بلکہ ان کی جماعت کی مقبولیت کا یہ حال ہے کہ گزرے وقتوں میں ملک بھر سے منتخب ہونے والی جماعت فی الوقت ملک کے دو صوبوں سے ووٹ حاصل کر سکتی ہے اور باقی دو صوبوں سے اپنے امیدواران انتخابات میں کھڑے کرنے کے باوجود کوئی سیٹ حاصل کرنے میں ناکام ثابت ہوئی ہے۔

ن لیگ کے لیڈر نواز شریف نے ملک میں جاری سیاسی کشمکش میں اپنی بظاہر بڑی سیاسی پارٹی کی کوئی سیاسی سرگرمی نا محسوس کرتے ہوئے سیاسی کشمکش میں اپنا کردار ادا کرنے کا سوچا اور بجائے کوئی قومی مسئلے اٹھاتے ہوئے انہوں نے سب سے آسان یہ محسوس کیا کہ سندھ کے شہری علاقوں کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم پر کچھ نکتہ چینی کی جائے موصوف نے سوچا کہ ایم کیو ایم چونکہ اپنی اتحادی جماعت پیپلز پارٹی سے اختلافات کا شکار ہے چنانچہ غفلت میں وہ ان کے جوش خطابت کو نظر انداز کر دے گی مگر وائے رے قسمت کہ ایم کیو ایم نے پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت کو دیے گئے الٹی میٹم کے باعث اپنے دونوں وفاقی وزرا سے استعفیٰ دلوا دیے۔

مسلم لیگ کے سربراہ میاں نواز شریف مظفر آباد میں مسلم لیگ ن کی تنظیمی باڈی کا اعلان کرنے گئے تھے اور آزاد کشمیر میں اپنی کم ہوتی مقبولیت کا اندازہ لگاتے ہوئے اور آزاد کشمیر میں بھی ایم کیو ایم کی بڑھتی ہوئی

مقبولیت نے ان کے اوسان خطا کردیے اور وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ گویا آزاد کشمیر سے بھی ان کے امیدواران کی اسی طرح شکست ہوگی جس طرح ملک کے دو صوبوں ہوئی تھی اور جہاں ن لیگ کا کوئی امیدوار کامیاب نہ ہوسکا تھا۔ ایم کیو ایم جس طرح واشگاف انداز سے گاہے بہ گاہے وڈیروں اور جاگیرداروں کے خلاف عوامی رائے عامہ کو بیدار کرنے کی کوشش کررہی ہے اس سے اور پنجاب بھر میں نوجوان اور متوسط طبقے میں متحدہ قومی موومنٹ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خوفزدہ نواز شریف بالآخر ایک مرتبہ پھر ایم کیو ایم کی قیادت کے خلاف زہر اگلنے لگے۔

ن لیگ کے سربراہ نواز شریف صاحب وہ وقت بھول گئے جب ۱۹۹۷ (انیس سو ستانوے کو) نواز شریف صاحب اور ان کی پارٹی نے ۱۹۹۲ کے آپریشن کو غلط قرار دیتے ہوئے ایم کیو ایم سے معافی مانگی تھی اور کہا تھا کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ اور لوگوں کو یاد ہے کہ کس کس طرح فوج کے اور آئی بی اور آئی ایس آئی کے سربراہان اور اعلیٰ ترین عہدے داران ٹی وی چینلز پر آکر اس بات کا اعتراف کرچکے ہیں کہ ایم کیو ایم کے خلاف جناح پور اور دوسرے الزامات بے بنیاد تھے اور ایم کیو ایم کی طاقت کو ختم کرنے کی غرض سے ایسے الزامات لگائے گئے۔

ایم کیو ایم کو ۱۲ مئی اور دوسرے واقعات کا ذمہ دار ٹھہرانے والے نواز شریف

صاحب وہ وقت بھول جاتے ہیں جب انہوں نے سپریم کورٹ آف پاکستان کی عمارت پر حملہ کیا تھا جس کے ثبوت وہ آج تک مٹانے میں ناکام ثابت ہوئے ہیں۔

نواز شریف صاحب کی جنرل جیلانی کے ہاتھوں تربیت کا اعتراف کرنے میں نامعلوم ن لیگ کے لیڈران اس قدر چراغ پا کیونکر ہو جاتے ہیں نواز شریف صاحب کو چاہیے کہ اپنی پارٹی کے لیڈران کو سمجھائیں کہ ہاں بھئی جنرل جیلانی میرے استاد اعلیٰ تھے۔ کون نہیں جانتا کہ نواز شریف صاحب کے والد محترم نے ملک کے معروف اداکار رنگیلا صاحب سے نواز شریف صاحب کو ڈرامہ سکھانے کی دلانے کی کوشش کی مگر رنگیلا صاحب نے ہاتھ جوڑ کر نواز شریف صاحب کو کچھ بھی سکھانے میں اپنی ناکامی کا اعتراف کر لیا چنانچہ میاں صاحب نے جنرل جیلانی کے پاس نواز شریف صاحب کو بڑی سفارشیں لگوا کر کچھ سکھوانے کے لیے بٹھا ہی دیا چنانچہ جنرل جیلانی سے کچھ سیکھنے کے بعد نواز شریف صاحب جنرل ضیا تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو ہی گئے جسکے بعد نواز شریف صاحب اسحاق خان، فاروق خان لغاری اور پھر مشرف سے ڈیلیں کرنے میں لگے رہے۔

نواز شریف صاحب کو جیلانی صاحب سیاست میں لے آئے اور جیسا کہ عرض کیا کہ خوب روئی کے سبب وہ ضیا الحق کے منظور نظر ٹھرے اور ان کے بعد ان کے سیاسی جانشین بھی بنے۔ ضیا الحق کے منعقد کردہ غیر جماعتی الیکشن کے نتیجے میں

وزیراعلیٰ کی حیثیت میں اسمبلی تک پہنچے۔ نواز شریف صاحب کی خوشنصیبی کہیے یا بدنصیبی کہ جونیجو صاحب کی حکومت کو ضیاالحق نے برخاست کیا ہی تھا کہ ضیاالحق کی المناک حادثاتی موت واقع ہو گئی چنانچہ نواز شریف صاحب کے لیے میدان بالکل صاف ہوگیا (ہیر پلانٹیشن سے پہلے جیسا) اور ہمیشہ کی طرح پی پی پی مخالف اسٹیبلشمنٹ کو سب سے زیادہ موزوں امیدوار نواز شریف ہی نظر آئے کہ جن کی کلیں ہلانا اسٹیبلشمنٹ کے لیے ہمیشہ سے آسان رہا۔ کیونکہ نواز شریف صاحب کی سمجھ میں ہر مسئلے کے بگڑنے کا اصل سبب تلاش کرنا ہمیشہ ہی دقت آمیز کام رہتا تھا اس کے مقابلے میں وہ اپنی کابینہ میں سے دو دو کرکٹ کی ٹیمیں بنا کر کرکٹ پر ہی ہاتھ صاف کرنے میں مصروف رہتے اور امپائر ظاہر ہے کیا کر سکتا تھا جب ہر بلے باز کی جگہ دوبارہ بیٹنگ کرنے میاں صاحب ہی آجاتے ہوں۔

ہمیشہ کی طرح اقتدار کی مستی اور خود پسندانہ مقبولیت کے نشے میں چور میاں صاحبان اسٹیبلشمنٹ کے ہاتھوں کھیلنے کے باوجود یہ سمجھ کر کہ وہ اسٹیبلشمنٹ پر ہاتھ صاف کرجائیں مگر ۱۹۹۹ کے دل ہلا دینے والے واقعے نے ان پر ثابت کر دیا کہ دو تہائی اکثریت رکھنے کے باوجود وہ اس قدر طاقتور نہیں۔

الطاف حسین - مناظرہ کا چیلنج اور شریفوں کی قلابازیاں

گزشتہ دنوں ایم کیو ایم کے قائد جناب الطاف حسین کی جانب سے مناظرے کا چیلنج قبول کرتے ہوئے پی ٹی وی کے سابق سربراہ پرویز رشید نے کہا کہ ہم پاکستان کے کسی بھی شہر میں مناظرے کیلیے تیار ہیں وقت کا تعین ایم کیو ایم خود کرے۔ چے پدی چے پدی کا شوربہ۔

حیرت انگیز اور تعجب انگیز بات یہ ہے کہ مناظرے کا چیلنج ایم کیو ایم کے قائد نے ن لیگ کے سربراہ نواز شریف صاحب کو دیا ہے اور چیلنج قبول کرنے کی باتیں کر رہے ہیں پرویز رشید صاحب۔ محترم کی خدمت میں عرض ہے کہ مناظرہ کا چیلنج الطاف حسین نے لندن سے ہی کیا ہے اور وہ بھی نواز شریف صاحب کو اور چیلنج قبول کرنے والا اپنی مرضی کا میدان چننے کا حقدار نہیں کہ فلاں فلاں جگہ اور فلاں فلاں وقت یہ مناظرہ کسی گراؤنڈ یا اسٹیڈیم میں ہونا چاہیے۔

الطاف حسین نے یہ چیلنج یقیناً ٹیلی فون کے زریعے خطاب میں دیا ہے اور چیلنج قبول کرنے کے لیے بھی یقیناً نواز شریف کو یا الطاف حسین کو کسی میدان میں آ کر یہ مقابلہ نہیں کرنا ہے بلکہ میڈیا کے سامنے جدید ٹیکنالوجی

استعمال کرتے ہوئے یہ اس مناظرہ کا چیلنج اور جواب چیلنج انجام پزیر ہو سکتا ہے۔ جس کے گواہ اور دیکھنے والوں کے لیے کسی مخصوص میدان میں جانے کے بجائے اپنے اپنے ٹیلی وژن اسکرینز کے سامنے ہونے کے سبب گلوبل ٹیکنالوجی یعنی کانفرنسنگ کے زریعے دنیا بھر میں دیکھا اور سنا جاسکے گا۔ اور یوں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ کہ کون فوجی گملے کی پیداوار ہے اور کون عوام کی آواز ہے۔

ن لیگ کے سربراہ اور پارٹی لیڈران یقیناً یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ الطاف حسین کی باتوں کے جواب تو اسٹیبلشمنٹ نا دے سکی تو اسٹیبلشمنٹ کے ہاتھوں کھیلنے کودنے والے نواز شریف کیا دے پائیں گے۔ نواز شریف صاحب کی آنکھوں سے چشمہ اور سامنے پڑا تقریر کا کاغذ اٹھا لیا جائے تو ان کا خطاب جن الفاظ کا مجموعہ رہ جاتا ہے وہ اکثر ان کی پریس کانفرنس کے بعد ہونے والا سوالات و جوابات کی بے معنویت سے ہو ہی جاتا ہے۔

قوم کے حافظے سے یہ بات یقیناً ابھی محو نہیں ہوگی کہ جب کہ لال مسجد پر پاکستان بھر کے میڈیا پرسنز پرویز مشرف کی حکومت کو غیرت دلانے پر مجبور تھے کہ جناب پاکستان کے دارالحکومت میں میں چند مٹھی بھر شرپسند ایک مسجد پر بزور اسلحہ قبضہ کیے بیٹھے ہیں اور حکومت ان کے خلاف ایکشن نہیں لے رہی

تو عین انہی دنوں ن لیگ کے نواز شریف صاحب اپنے تمام پارٹی رہنماؤں اور دوسری پارٹیوں کے لیڈران کو لندن کے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں تین دنوں تک جمع کیے بیٹھے رہے اور ایک کانفرنس منعقد کرتے رہے اور تمام شریک پارٹیوں سے دستخظ لیتے رہے جس کا مقصد میاں صاحب کے نزدیک اپنی کھوئی ہوئی ساکھ حاصل کرنا اور پاکستان کی جماعتوں میں ن لیگ کو نمایاں جگہ دلوانا تھا جس ہوٹل کو بک کیا گیا تھا اس میں تمام شریک جماعتوں کے مندوبین کو ٹھہرایا گیا تھا اور یوں مزکورہ ہوٹل تین دنوں تک ن لیگ نے کرائے پر حاصل کر رکھا جی ہاں نواز شریف صاحب نے کہ جنھوں نے ٹیکس کی ادائیگی کی مد میں پانچ ہزار روپے ادا کیے ہیں۔
مسلم لیگ ن کے زیرِ اہتمام آل پارٹیز کانفرنس لندن میں 7 اور 8 جولائی 2007ء کو ہوئی۔ اس کانفرنس کا مقصد مشترکہ اپوزیشن کا مشرف حکومت کے خلاف متحد ہو کر جدوجہد کرنا تھا۔ لیجیے جناب کانفرنس ہونی تھی مشرف حکومت کے خلاف جو کہ پاکستان کی حکومت کے متعلق تھی اور اجلاس لندھ میں ہو رہے تھے حد ہوتی ہے جناب یہ بھی۔ مزکورہ کانفرنس میں قومی اسمبلی میں قائدِ حزبِ اختلاف مولانا فضل الرحمان، ایم ایم اے کے سربراہ قاضی حسین احمد اور اے آر ڈی کے سربراہ اور پاکستان

پیپلز پارٹی پارلیمنٹیریز کے رہنما مخدوم امین فہیم سمیت دیگر اہم اپوزیشن رہنما، سینیئر تجزیہ کار اور سول سوسائٹی کے نمائندے بھی شریک ہوئے۔ آل پارٹی کانفرنس کے دیگر اہم شرکاء میں بائیں بازو کے رہنما عابد حسن منٹو، تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان، پختونخواہ ملی عوامی پارٹی کے محمود خان اچکزئی، سندھی قوم پرست رہنما ڈاکٹر قادر مگسی، ممتاز بھٹو، اور رسول بخش پلیجو بھی شامل ہوئے چنانچہ سب ہی نے خوب مزے کیے اور ہنس کر کھاؤ پوھڑ کا مال کی حکایت کو زندگی بخشی۔

پاکستان کے نام پر آل پاکستان ڈیموکریٹک موومنٹ یعنی اے پی ڈی ایم بنائی جائے لندن میں بیٹھ کر پاکستان کے لیے میثاق جمہوریت تحریر اور تسلیم کیے جائیں تو وہ تو نواز شریف صاحب لندن میں منعقد کریں اور کوئی ان کو چیلنج کرے اور چیلنج کرنے والا مقیم بھی لندن میں ہو تو ن لیگ والے پاکستان میں جواب دینے کے لیے جگہ اور وقت کا تعین کرنے کا مشورہ دیں یہ بات کچھ ہضم نہیں ہو رہی۔

ن لیگ کے سربراہ کو چاہیے کہ فی الفور الطاف حسین کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے پاکستان میں رہتے ہوئے لندن میں مقیم الطاف حسین کے چیلنج کا سامنا کریں الطاف حسین نے تو یہ فرمائش نہیں کی کہ چیلنج قبول کرنے والے کو جواب

دینے کے لیے اسی لندن آنا پڑے گا جہاں نواز شریف صاحب اکثر جاتے آتے رہتے ہیں۔

پاکستان کے لیے درد رکھنے والے پاکستان سے باہر خصوصاً لندن میں تو کانفرنسوں کا انعقاد کرتے اور پاکستان کی جمہوریت کو لندن کے ہوٹلوں میں زندہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور چیلنج قبول کرنے کے لیے پاکستان آنے کی دعوت دیتے ہیں۔

نواز شریف صاحب کے پارٹی رہنماؤں کا کہنا ہے کہ الطاف حسین کو اگر پاکستان کا ویزہ ملنے میں دشواری کا سامنا ہے تو وہ یعنی ن لیگ کے لیڈران ویزہ دلوانے میں مدد کرنے کے لیے تیار ہیں کاش اس طرح کے ویزے دلوانے میں آسانی وہ نواز شریف صاحب کے لیے بھی کروا دیتے کہ جب نواز شریف صاحب معاہدے پر دستخط کرکے نکل بھاگے تھے اور پھر مشرف نے ہی آنے دیا تو آئے وگرنہ چپ سادھے پڑے تھے وہ تو شکر ادا کریں محترمہ کا کہ جن کے آنے کے بعد ن لیگ کے نواز شریف صاحب کو بھی ملک آنے کی اجازت مل پائی۔

دھاڑتا شیر بن گیا قربانی کا بکرا

گزشتہ دنوں سندھ کے وزیر داخلہ ڈاکٹر ذوالفقار مرزا نے بدین میں میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے کہا "کہ اگر ان کے جانے سے سندھ کا مسئلہ حل ہوتا ہے تو وہ جمہوریت کے لئے یہ قربانی دینے کو تیار ہیں انہوں نے مزید نرم لہجے میں کہا کہ متحدہ قومی موومنٹ ایک جمہوری پارٹی ہے جس کے مینڈیٹ کا وہ احترام کرتے ہیں۔

ابھی کچھ ہی دن پہلے ذوالفقار مرزا کے گرجنے اور برسنے کو تو پاکستان بھر کے میڈیا نے خوب جی بھر کر دکھایا مگر افسوس کی بات ہے کہ مرزا صاحب کے ممنانے کو کوئی نہیں دکھا رہا تاکہ معلوم ہو جائے کہ دھاڑتا ہوا شیر جب بکری کی طرح ممنانے لگ جائے تو کیسا لگتا ہے۔

لیجیے جناب ایک جانب تو حکومتی شہہ یا اشارے پر ذوالفقار مرزا شیر جیسے ہو جاتے ہیں اور مانتے بھی ہیں کہ وہ ایک بدمعاش ہیں اور دوسری طرف جب ایم کیو ایم صرف زبانی جمع خرچ نہیں یعنی خالی خولی الٹی میٹموں تک نہیں رکی بلکہ استعفے دینے جیسے عملی اقدامات پر بھی آ گئی تو حکومت نے بھی حالات کو بھانپتے ہوئے ان کو دوسرا اشارا کیا اور لیجیے جناب قربانی کا بکرا بھی

حاضر ہو ہی گیا۔

زوالفقار مرزا جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ صدر زرداری صاحب کے زاتی دوستوں میں سے ہیں جن کا تعلق پٹارو کیڈٹ کالج یعنی ۱۹۶۸ سے ہے تو زرداری صاحب کو بھی تو ناہید خان اور صفدر عباسی جیسے چند دوست رکھنے کا حق ہے وہ دوسری بات ہے کہ زوالفقار مرزا صاحب کی زوجہ محترمہ فہمیدہ مرزا کو بھی قومی اسمبلی کا اسپیکر بنا دیا گیا اس سے بڑی دوستی کی مثال اور کیا ہوگی۔

نامعلوم اپنی گزشتہ تقریر کے حقائق کو ثابت کرنے کے لیے جو مرزا صاحب کراچی چیمبر آف کامرس میں کر رہے تھے اور جس میں انہوں نے ایم کیو ایم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ساٹھ میں سے چھبیس ٹارگٹ کلرز ایم کیو ایم سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ مرزا صاحب نے گرفتار بھی کر لیے ہیں تو کیا بات اور وجہ مانع رہی جواب تک عدالتوں، میڈیا اور عوام کے سامنے ان گرفتار افراد کا چٹھہ نہیں کھولا گیا اور زوالفقار مرزا اپنی قربانی دینے کو تیار ہیں کہ شائد اس طرح ایم کیو ایم ان سے ناراضگی ختم کر لے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ایم کیو ایم نے زوالفقار مرزا کو ان کے عہدے سے ہٹانے کی کبھی فرمائش کی ہی نہیں بلکہ پی پی پی کو ہمشیہ یہ باور کرایا ہے کہ زمہ

دارای کا مظاہرہ کرنے کی اپنے اراکین کو تلقین کی جائے اور یہ یقین دلایا جائے کہ زوالفقار مرزا کے بیانات کیا پیپلز پارٹی کے پالیسی بیانات تصور کیے جائیں جس کے جواب میں پیپلز پارٹی کی قیادت اور لیڈران کسی نا کسی حدتک زوالفقار مرزا کے بیانات کو ہم آہنگ کرتے رہے کہ دیکھتے ہیں کہ ایم کیو ایم کس حدتک جا سکتی ہے کیونکہ ظاہر ہے این آر او اور آر جی ایس ٹی جیسے معاملات کی مکمل مخالفت اور فوجی جرنیلوں کو دعوت خاتمہ کرپشن ظاہر ہے پی پی پی اور ن لیگ کے دلوں پر کانٹوں کی طرح لگا ہے۔
اب دیکھنا یہ ہے کہ اپنی ایک اتحادی جماعت اعظم سواتی کو تو ڈسپلن کی خلاف ورزی پر پیپلز پارٹی کے وزیر اعظم نے وزارت سے برخاست کر دیا تھا یہاں بھی وہی اخلاقی اصول یاد رکھتے ہوئے جناب وزیر اعظم صاحب اپنی اسپیکر اسمبلی کے شوہر نامدار کو بھی ڈسپلن یعنی فضولیات سے پرہیز کے زبان بندی کے صدارتی حکم کے باوجود فضول گوئی کرنے پر معطل تو دور سرزنش کرنے کی بھی طاقت رکھتے ہیں یا صدارتی اختیارات منتقل ہونے کے باوجود وزیر اعظم صاحب کو اس کام کے لیے بھی آئین میں کوئی ترمیم کروانی پڑے گی کہ اپنی پارٹی میں موجود وزرا کی فضول گوئی پر کوئی ایکشن لے سکیں۔
نا معلوم کیوں اپنی پارٹی میں موجود وزارتوں کے عیش کرتے نا عاقبت اندیشوں کی

اشتعال انگیزی کے باوجود پیپلز پارٹی کی قیادت کوئی ایسا اقدام اٹھانے سے قاصر ہے کہ جس پر اسے مملکت کے عوام کا اعتماد حاصل ہوسکے اور وہ سکون واطمینان کے ساتھ اپنے بقیہ دو سال پورے کرکے عوام کے سامنے جاکے کہہ دیجیے جناب ہم نے یہ کارنامے انجام دیے تھے اپنے دور حکومت میں۔ ہاں اگر اپنے وزرا یا اپنے لگائے ہوئے مختلف اداروں کے سربراہوں کو کرپشن پر برطرف کرنے کے اقدامات کا تعلق ہے تو یہ بھی یاد رہے کہ مزکورہ کرپٹ لوگوں کو اہم سیٹیں دی ہی کیوں گئیں تھیں جو ان کو ہٹانا پڑگیا۔

پیپلز پارٹی کو چاہیے کہ اپنی گورننس کو بہتر بنائے مملکت پاکستان اور عوام پاکستان کی فلاح و بہبود کی خاطر اقدامات کرے بلاشبہ پاکستان برے حالات کا شکار ہے مگر اگر سب ملکر کوشش کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان موجودہ مصائب وآلائم سے بخوبی نبرد آزما ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اس بات کو پاکستان کے دشمن پاکستان کے دوستوں سے زیادہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود پاکستان دنیاکے نقشے پر موجود ہے۔

مجھ پر زیادہ کیچڑ اچھالی گئی میرے کیچڑ اچھالنے کے بعد - شکوہ

گزشتہ دنوں اپوزیشن لیڈر چوہدری نثار علی نے پارلیمنٹ کے باہر جس طرح کی زبان استعمال کی اور ایک سیاسی جماعت کے قائد کی ذاتی زندگی کو نشانہ ہدف بنایا ظاہر ہے اس کے جواب میں پھول تو برسنے سے رہے یہ فیصلہ کرنا کہ کس کی غلطی ہے اور کس کی نہیں اسکی مثال کچھ اس طرح ہے "کہ بالفرض کوئی کسی دوسرے کے دامن پر کیچڑ اچھالے اور جواباً دوسرا جب وہی عمل کرے تو پہلے کیچڑ اچھالنے والا معصومانہ انداز سے انصاف چاہتے ہوئے یہ دلیل دے کہ دیکھیے جناب میں نے کیچڑ اچھالی تو ان کے اتنے کپڑے خراب ہوئے جبکہ انہوں نے جواب میں جو کیچڑ اچھالی تو میرے کپڑے زیادہ خراب ہوئے ہیں چنانچہ جواباً کیچڑ اچھالنے والے کو سزا دی جائے اور مجھے تو معصوم اور شریف سمجھا جائے " تو بھائی یہ معصومانہ سوچ رکھنے والا اس طرح کے کام کرتا ہی کیوں ہے کہ منصف کسی کو شریف اور کسی کو غیر شریف قرار دینے پر مجبور ہو۔

ن لیگ اور ایم کیو ایم کے لیڈران کی اسمبلی سے باہر گفتگو اسمبلی میں بھی ہو سکتی تھی مگر ن لیگ والوں کو تماشہ کرنے اور بننے میں کچھ زیادہ ہی لطف آتا ہے جیسا کہ ان کی صوبائی حکومت اس بات کی گواہی دینے کے لیے کافی ہے کہ

جتنے اسکینڈل اور تماشے بازی قوم نے ن لیگ کے منتخب اراکین صوبائی اسمبلی کی دیکھی ہیں وہ کسی ایک جماعت تو کیا مجموعی طور پر پاکستان بھر کی تمام سیاسی پارٹیوں نے مل کر بھی اپنے لیے نہ کروائی ہوں۔

غالباًن لیگ نے محسوس کیا کہ ساڑھے تین سو سے زائد کے ایوان میں سو کے قریب سیٹیں رکھنے والی ن لیگ کہیں ایم کیو ایم، پیپلز پارٹی اور دوسرے اتحادیوں کے درمیان سینڈوچ نا بن جائے چنانچہ بڑی پلاننگ کے ساتھ اسمبلی میں تو چوہدری نثار صاحب نے خاموشی میں ہی اپنی عافیت سمجھی اور اسمبلی کے باہر جب ایم کیو ایم اپنے اتحادیوں کے ساتھ موجود نہیں ہوتی وہاں ن لیگ والے محترم دوست یہ سمجھ بیٹھے کہ چونکہ وہ یعنی ن لیگ والے نیشنل اسمبلی میں سو کے قریب نشستیں رکھتے ہیں اور ایم کیو ایم والے اسمبلی کی عمارت کے باہر صرف پچیس سیٹیں رکھتے ہیں چنانچہ اس طرح کی بیان بازی میں ن لیگ والے ایم کیو ایم والوں کو باآسانی دبا لینگے مگر حسرت ان غنچوں پر ہے جو بن کھلے مرجھا گئے (غور غنچوں پر ہی ہے بالوں پر نہیں)۔

بہرکیف نوازشریف صاحب اور الطاف حسین صاحب نے اپنے اپنے پارٹی لیڈران کو روکنے کے احکامات جاری کردیے ہیں مگر کہتے ہیں نہ کہ "ڈیمیج ہیز بین ڈن" تو صحیح بات ہے کہ کمان سے نکلا تیر اور منہ سے نکلی بات کس کی پکڑ میں آتی

ہے۔ نواز شریف صاحب کو بھی دیکھنا چاہیے کہ بحیثیت ملک کے سب سے بڑے صوبے پر حکومت کرنے والی پارٹی کے سربراہ ہونے کے کون سی سیاسی جماعت ہے جو نواز شریف کے ساتھ کندھا سے کندھا ملا کر کھڑی ہے اس کا کیا مطلب ہے کیا یہ کہ نواز شریف صاحب صحیح ہیں اور باقی سب غلط یا دوسرا مطلب۔

ن لیگ پہلے کی طرح دو تہائی اور چاروں صوبوں سے منتخب ہونے والی سیاسی جماعت اب سمٹ کر دو صوبوں میں رہ گئی ہے کہیں ایسا نا ہو سیاست کی جگہ نفرتوں کی فصل اگاتے ن لیگ کے امیدواران کہیں ایک یا آدھے ہی صوبے میں نہ رہ جائیں کہ ق لیگ اور پیپلز پارٹی والے جس طرح جم کر صوبہ پنجاب میں ن لیگ کا مقابلہ کریں گے

ہزاروال اور دوسرے علاقوں والے ویسے ہی ن لیگ سے بری طرح نالاں ہی اور ن لیگ کو اپنی ہی سیٹوں سے ضمنی انتخابات میں شکست یہ بات خواب سے جگانے کے لیے کافی ہے اگر وہ سمجھنا چاہیں۔ چنانچہ نواز شریف صاحب کو چاہیے کہ پنجابیوں کو جگانے کی سیاست چھوڑ کر خود جاگ جائیں اور پیار محبت رواداری، بھائی چارے اور خلوص و اعتماد کو فروغ دینے والی سیاست کریں تاکہ صوبہ پنجاب کے علاوہ بھی دوسرے صوبوں کے عوام اور حکومتیں انہیں اپنا دوست اور ہمدرد سمجھیں۔

زاتیات پر باتیں کرکے سیاست چمکانے کی کی کوشش اور اینکر پرسنز کے چٹخارے بریک پر جانے کے لیے

گزشتہ دنوں ن لیگ کے سربراہ نواز شریف صاحب اور ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین صاحب کے درمیان سیاسی جملے بازی کو لے کر پارلیمنٹ سے باہر آ کر چوہدری نثار علی نے حالات کی نزاکت کو بھانپے بنا اپنی صوبائی حکومت کے زعم میں ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین صاحب کے بارے میں انتہائی ذاتی نوعیت کے کمنٹس ادا کیے جس کے بعد ان کمنٹس کے لیے مکمل غیر متوقع ایم کیو ایم نے اپنے قائد کے بارے میں ایسے ریمارکس کے بعد جو جوابی جذباتی کمنٹس دیے گئے وہ سب کے سامنے ہیں۔ جس میں سے چند باتوں کو لیتے ہوئے ن لیگ کے لیڈران اب بھی اپنے حلقہ احباب میں اور میڈیا میں ان باتوں کو بلاوجہ گھما پھرا کر پنجاب کی محنت کش اور بھولے بھالے عوام کو ایم کیو ایم سے ورغلانے کے لیے ان الفاظ کو اپنے مطلب کا لبادہ اوڑھانے میں مشغول ہیں اور یہ نہیں سوچ رہے کہ کوئلے کی دلالی میں ہاتھ کالے خود ن لیگ کے لیڈران کے ہی ہونگے۔

مثال کے طور پر ایم کیو ایم کے رکن اسمبلی وسیم اختر نے یہ جملہ کہا اور محاورتاً گھر گھر کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے کہا کہ "لاہور کے گھر گھر میں فلاں کام ہو رہا ہے" اور وغیرہ وغیرہ تو اس کو لے کر ایک پروگرام میں شریک

دو میزبان غالباً اگر مجھے ان کے نام صحیح معلوم ہیں تو نصرت جاوید اور منہاس صاحب خوامخواہ معصوم بھولے بھالے پنجابی عوام کو گمراہ کرنے کی غرض سے ایک دوسرے سے بار بار تکرار کے انداز میں یہ پوچھتے پائے گئے کہ کیا واقعی لاہور کے گھر گھر میں فلاں کام ہو رہا ہے اور کیا واقعی گھر گھر ایسے کام ہو رہے ہیں۔

ٹی وی پر ایک پارٹی بنے ہوئے یہ دونوں حضرات یا تو خود بھی اتنے بھولے ہیں کہ انہیں یہ نہیں معلوم کہ گھر گھر کی بات جب کی جاتی ہے تو وہ محاورتاً کہا جاتا ہے جیسے کہا جائے کہ گھر گھر اجالا ہو رہا ہے تو اس کا مطلب مطلقاً یہ نہیں ہوتا کہ واقعتاً ہر گھر میں اجالا ہو رہا ہے یا کوئی یہ کہے کہ میں تو گناہ والا کام نہیں کرتا کیا اس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ کہنے والا اتنا پاک صاف فرشتہ ہے کہ وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس سے اللہ عزوجل ناراض ہو یا کہا جائے کہ فلاں شخص تو فرشتہ ہے تو کیا اس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ فلاں شخص انسان نہیں بلکہ غیر انسان ہے یا کوئی کہے کہ یار انسان بنو انسان تو اس کا مطلب کیا یہ لیا جاتا ہے کہ کسی شخص کو جانور سے انسان بننے کی بات کی جا رہی ہے جیسے کسی کو کہنا کہ فلاں شخص آمریت کی پیداوار ہے اور فوجی گملوں میں اس کی پرورش ہوئی ہے تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے وہ وہی نہیں ہوتے جیسا کہ الفاظ میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

چنانچہ کس کے اشاروں پر ن لیگ کے ازلی حمایتی اینکر پر سبز غیرت و بے غیرتی والی
باتوں پر بھی سیاست چمکانے کی کوشش کر رہے ہیں کیا اس کی ہدایات انہیں ن لیگ کی
طرف سے دی جارہی ہیں یا کہیں اور سے چونکہ یہ تو سب جانتے ہیں کہ مرچ مصالحہ
جس قدر زیادہ ہوگا وہ چینل اتنا ہی زیادہ دیکھا جائے گا اور اس چینل کا اینکر ہر تھوڑی
دیر بعد کہے گا اب ہم لیتے ہیں چھوٹا سا بریک اور کہیں مت جایئے گا کہ ہم آتے ہیں فوراً
بریک کے بعد۔ اور ظاہر ہے بریک پر جانے کے بعد وہ کمرشل اشتہارات کی مد میں
کمانے کے چکر میں لگے رہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف چوہدری نثار علی کا فوجی پس منظر اور مستند آمروں سے روابط

اس تمام نامعقولیت کی اولین ذمہ واری مسلم لیگ ن سے تعلق رکھنے والے قائد حزب اختلاف چوہدری نثار علی (جنکے بھائی فوج کے ایک انتہائی اہم اعلیٰ عہدے کے افسر تھے یا نامعلوم اب بھی ہیں) پر عائد ہوتی ہے جی ہاں وہی چوہدری نثار صاحب جو اپنی اس کوالیفیکیشن (یعنی ایک فوجی عہدے دار کا سگا بھائی ہونا) کو ہر ہر مرحلے اور ہر ہر حکومت میں استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یاد کیجیے کہ ضیا الحق کی شدید آمریت کہ جس میں کتنے ہی سیاستدانوں، صحافیوں اور انسانی حقوق کی بات کرنے والوں کو کوڑے مارے گئے یا جیل میں ڈال دیا گیا۔ چوہدری نثار مزے میں رہے۔

ایک ٹیلی ویژن پروگرام میں پلاٹوں کی بندر بانٹ کے سلسلے میں دنیا نیوز کی اینکر پرسن عاصمہ چوہدری نے رؤف کلاسرہ سے سوال کیا کہ جرنیلوں کا احتساب کیوں نہیں ہوتا۔ کمیٹی کے چیئرمین چوہدری نثار علی خان اُن کی لسٹیں کیوں نہیں منگواتے؟ جس کے جواب میں رؤف کلاسرہ نے کہا کہ "اُس کی وجہ ہے کہ نثار خان صاحب کا بیک گراؤنڈ فوجی ہے۔ صحافی، بیوروکریٹ، سیاستدانوں کو پکڑ لینا بہت آسان ہے۔ یہ ہونا چاہیے تھا کہ آپ نے ایک آرڈر پاس کیا۔ اُنہوں نے منسٹری آف ہاؤس میں نثار سے کہا کہ تمام لوگوں سے لسٹیں لیں۔ اُسی طرح

سے وزارت دفاع کو بھی آرڈر کرتے کہ کتنے آرمی جرنیلوں کو زمینیں ملی ہیں۔
پھر چاہے ن لیگ کی حکومت ہوتی یا پیپلز پارٹی کی چوہدری صاحب اپنے فوجی بھائی کی وجہ سے کسی بھی قسم کی گرفت سے بالاتر گردانے جاتے اور ن لیگ کی حکومت میں علی الاعلان اور پیپلز پارٹی کی حکومتوں میں درپردہ فوجی افسران سے رابطے میں رہتے۔ پھر مشرف کے دور اقتدار میں ن لیگ کی اعلیٰ قیادت معاہدے کرکے بھاگتی بنی یا ملک سے نکل گئی یا پھر دفاعی سیاست پر آ گئی مگر چوہدری نثار اپنے فوجی بھائی کی وجہ سے آرام سے سائڈ میں ہوگئے۔ زرا معلوم تو ہو کہ جہاں ملک کے سیاسی لیڈران نے جیلیں کاٹی چوہدری نثار صاحب نے کتنے سال جیل میں گزارے۔ پھر مشرف صاحب کی حکومت کے بعد بھی موجودہ پیپلز پارٹی کی وفاقی حکومت میں بھی رابطے رکھنے والے چوہدری نثار علی صاحب پنجاب کے وزیراعلیٰ کو لیے رات کے اندھیروں میں چھپتے چھپاتے اکثر آرمی چیف اور دوسرے اعلیٰ فوجی افسران کے پاس جاتے آتے رہے کہ شائد کوئی تیر ایسا فٹ ہوجائے کہ ہینگ لگے نا پھٹکری اور رنگ چوکھا ہی آئے کہ شائد کام بن جائے اور نہیں بھی بنا تو کوئی نہیں کوشش میں کیا حرج ہے۔ مگر جب موجودہ چیف آف آرمی اسٹاف اب تک جمہوریت پر کوئی وار کرنے پر آمادہ نہیں پائے گئے تو چوہدری صاحب بھی چپ سادھے بیٹھے تھے پھر سوچا کہ چلو ایم کیو ایم کو ہی

لپیٹ دوں مگر لگتا ہے لینے کے دینے پڑ گئے۔

فوجی جرنیلوں کے باقاعدہ اعلانیہ جانشین اور کمپنی کی مشہوری کے لیے امیر المونین

یاد کیجیے ضیاالحق کا زمانہ کہ جب فوجی جرنیلوں نے بہانگ دہل ایک سیدھے سادھے دیہاتی شخص کے بیٹے کو اپنی سیاسی گود لے لیا اور اسے عملاً اپنا سیاسی جانشین مقرر کر دیا کہ مرحوم ضیاالحق کی روح اب بھی بے چین ہوتی ہو گی کہ جتنا احسان میں نے منہ بولی اولاد کو لے کر اس کی سیاسی پرورش کی اس سے کئی گنا کم توجہ اپنی اولاد پر دے دیتا تو میرا بیٹا آج کل رل پٹ نا رہا ہوتا وہ سیاسی جانشین اور سیاسی لے پالک کوئی اور نہیں جی ہاں وہی ہیں جن کو محترمہ بے نظیر بھٹو شہید از رائے مذاق (میرا گمان ہے از رائے مذاق) نواز الحق کہا کرتی تھی کیونکہ حقیقتاً نواز شریف صاحب جتنی محبت ضیاالحق سے کیا کرتے تھے اتنی تو لوگ اپنے باپ سے نہیں کرتے اور یہ بات آن ریکارڈ ہے کہ میاں صاحب نے ضیاالحق کی قبر پر کھڑے ہو کر ان کا مشن (آمریت اور وہ بھی مطلق آمریت اور وہ بھی اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئی آمریت) جاری و ساری رکھنے کی قسمیں کھائیں تھیں اور آج وہ اپنی قسموں کے کفارے ادا کر چکے ہیں یا کیا کیونکہ وہ اب تو ضیاالحق سے دوری ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اب تو ہر آمر کو برا بھلا کہتے نظر آتے ہیں۔

ہائے رے اس سادگی پر کون قربان نہ ہو جائے کہ ایک وقت ایسا تھا کہ آج کا میثاق جمہوریت کا بانی و رہبر اپنی سیاسی کونپل کو منہ تھوڑا سا بھی کھلوانے کے لیے جرنل جیلانی اور جنرل ضیاالحق کا محتاج و نظر کرم کا متمنی تھا اور جس کو وزارت اعلیٰ بھی کب عنایت کی گئی جی ہاں اسی مطلق العنان جنرل ضیاالحق کی کابینہ میں جو کہ مارشل لا لایا تھا۔ اور امیر المومنین جیسا اعلیٰ مقام پانے کی تمنا کرنے والے منافق اور دھوکے باز اور وعدہ خلاف اور پیٹھ میں چھرا گھونپنے والے کے ساتھ تقدیر نے بھی کیا انتقام لیا کہ دنیا نے دیکھا کہ کس طرح ہانپتے کانپتے اپنی جانوں کی بخشش کے لیے فوجی بوٹوں کو ہاتھ لگا لگا کر قسمیں کھاتے اور اپنے والد محترم سے قسمیں کھلاتے۔ غیر ملکی آقاؤں کو بیچ میں ڈال کر معافیاں قسمیں کھاتے سیاست اور مملکت سے دس سال دور رہنے والے شرمناک معاہدوں پر بلا دیکھے بھالے دستخط کرکے بھاگتے بن پڑی۔

زلزلہ ایک انتباہ

19 جنوری کی شب رات ایک بجکر 23 منٹ پر کراچی سمیت پاکستان کے مختلف شہروں میں ایک شدید نوعیت کا زلزلہ آیا جس کے اثرات دبئی سے نئی دہلی تک محسوس کیے گئے۔ امریکی جیالوجیکل سروے کے مطابق ریکٹر اسکیل پر اس زلزلے کی شدت 7.4 رہی۔ کشمور میں 7.9 جبکہ کراچی میں اس کی شدت 6.3 ریکارڈ کی گئی۔ زلزلے کا دورانیہ 30 سیکنڈ رہا۔ معجزانہ طور پر اس زلزلے سے کوئی نقصان نہیں ہوا۔

لفظ 'معجزانہ' کا مطلب اسی وقت واضح ہو سکتا ہے جب یہ معلوم ہو کہ اس سے قبل جو چند بڑے بڑے زلزلے دنیا میں آئے، ان کی شدت اس زلزلے جیسی ہی تھی۔ مثلاً ہیٹی میں 10 جنوری 2010 میں آنے والے زلزلے میں 3 لاکھ سے زائد لوگ ہلاک ہوئے تھے اور اس کی شدت 7.0 تھی۔ اکتوبر 2005 کے کشمیر کے زلزلے کی شدت 7.6 تھی اور اس میں مرنے والوں کی تعداد لاکھ سے اوپر تھی۔ سن 1935 میں کوئٹہ میں آنے والے زلزلے کی شدت 7.7 تھی اور اس زمانے میں 60 ہزار کی تعداد میں لوگ مارے گئے تھے۔ جبکہ سن 2001 جنوری میں گجرات، انڈیا کے زلزلے کی شدت 7.6 تھی جس میں 20 ہزار لوگ مارے گئے تھے۔

موجودہ زلزلے کی زد میں کراچی جیسا گنجان آباد شہر بھی تھا جس کی آبادی کوئی دو کروڑ کے قریب ہے۔ یہاں لوگ بلند عمارات میں رہتے ہیں جن میں شاذ ہی کوئی زلزلہ پروف ہے۔ اوپر سے غیر معیاری تعمیراتی سامان سے بنی عمارتیں اتنی مخدوش ہیں کہ شدید زلزلے کی صورت میں ان کا گرپڑنا یقینی ہے۔ اللہ تعالی اگر اپنے فضل سے اس آفت کو نہ روک دیتے تو اس زلزلے میں اتنی بڑی تباہی آتی کہ دنیا تمام سابقہ زلزلوں کو بھول جاتی۔ بیس تیس لاکھ لوگوں کا مرجانا، اتنی ہی تعداد کا زخمی اور معذور ہوجانا اور باقی لوگوں کا بے گھر ہوجانا یقینی تھا۔ اللہ ہم پر مہربان ہے۔

ہر گھر سے لاشیں اٹھ رہی ہوتیں۔ جنازے زیادہ ہوتے، کندھا دینے والے کم پڑجاتے۔ پہلے پیاروں کے جانے کا غم مار ڈالتا۔ پھر معذوروں اور زخمیوں کی آہ و فغاں تڑپا دیتی۔ بچنے والے گھروں کے بجائے سڑکوں پر رہنے پر مجبور ہوجاتے۔ نہ کھانے کو کچھ ہوتا، نہ سردی کی شدت سے تن ڈھانکنے کے لیے گرم کپڑے ہوتے۔ رہائش، کاروبار، دکانیں، روزگار سب تباہ ہوجاتے۔ کراچی کی تباہی سے پورا پاکستان معاشی طور پر تباہ ہوجاتا۔

مگر ایسا کچھ نہ ہوا۔ جو ہوا وہ یہ کہ بیشتر لوگوں کو پتہ ہی نہ چلا۔ جو جاگ رہے تھے انھوں نے اپنے در و دیوار اور سامان کو لرزتا پایا۔ ٹی وی

کھولا تو ہر جگہ زلزلے کی بریکنگ نیوز تھی۔ کچھ دیر خوف رہا۔ پھر غفلت کی نیند سو گئے۔ زلزلہ بہت شدید تھا مگر مرا کوئی نہ تھا۔ اس لیے میڈیا کے لیے یہ ایک بے کار خبر تھی۔ چنانچہ صبح تک یہ خبر چینلز کی ہیڈ لائن سے غائب ہو چکی تھی۔ صبح کے اخبارات نے رسمی طور پر ایک ذیلی سرخی لگا دی تھی۔ اگلے دن کسی کو یاد بھی نہیں رہنا تھا کہ کیسی تباہی ٹل گئی۔

مگر کیا یہ غفلت ہی اللہ تعالیٰ کی اس غیر معمولی عنایت کا بدلہ ہے۔ کیا اب بھی ہم اس کی مہربانیوں کی شکر گزاری نہیں سیکھیں گے۔ کیا اب بھی ہم لوگ اپنے اخلاقی رویے نہیں بدلیں گے۔ کیا اب بھی ہمارے اہل سیاست اپنی کرپشن اور مفاد پرستی نہیں چھوڑیں گے۔ کیا اب بھی مذہب کے بیوپاری فرقہ پرست نام نہاد مذہبی قیادت مفادات کے لیے مذہب کا استعمال بند نہیں کرے گی۔ کیا اب بھی ٹارگٹ کلنگ اور دہشت گردی نہیں رکے گی۔

ان سوالوں کا جواب یہ ہے کہ سب کچھ جیسا پہلے ہو رہا تھا ویسے ہی ہو گا۔ اخلاقی گراوٹ، فواحش کا فروغ، کرپشن کی بہتات، اہل سیاست و مذہب کے رویے سب ویسے ہی رہیں گے۔ لیکن مجھے اور آپ کو اپنے آپ کو بدلنا ہو گا۔ ہمیں خیر و شر کی کشمکش میں غیر جانبداری کا رویہ چھوڑنا ہو گا۔ ایمان اور اخلاق کو زندگی بنانا ہو گا۔ کیونکہ یہ زلزلہ دوبارہ آئے گا، زلزلہ قیامت کی شکل میں۔

اور اس روز یہ مکمل تباہی برپا کیے بغیر نہ ٹلے گا۔ اس تباہی سے اگر کوئی بچے گا وہ وہی ہوگا جس نے معاشرے کی ساری خرابیوں کے باوجود اپنی راہ کو درست کیا۔ یہی لوگ اللہ کی ابدی رحمت کے امیدوار ہوں گے۔

بشکریہ ایک ای میل منجانب ایک مہربان ایک محسن عارف

ماں باپ کے حقوق

بوڑھے ماں باپ کے حقوق کوئی قسمت والا ہی ادا کر سکتا ہے۔اکثر اوقات اولاد اپنی غفلت اور نادانی سے اس سعادت سے محروم رہ جاتی ہے.

اسی غفلت سے بچنے کی طرف توجہ دلانے کے لئے یہ نظم لکھی گئی ہے۔اللہ تعالٰی ہم سب کو والدین کے حقوق اور اپنے فرائض سمجھنے کی توفیق دے آمین۔

میرے بچو، گر تم مجھ کو بڑھاپے کے حال میں دیکھو
اُکھڑی اُکھڑی چال میں دیکھو
مشکل ماہ و سال میں دیکھو
صبر کا دامن تھامے رکھنا
کڑوا ہے یہ گھونٹ پہ چکھنا
"اُف" نہ کہنا،غصے کا اظہار نہ کرنا

میرے دل پر وار نہ کرنا
ہاتھ مرے گر کمزوری سے کانپ اٹھیں
اور کھانا، مجھ پر گر جائے تو
مجھ کو نفرت سے مت تکنا، لہجے کو بیزار نہ کرنا
بھول نہ جانا ان ہاتھوں سے تم نے کھانا کھانا سیکھا
جب تم کھانا میرے کپڑوں اور ہاتھوں پر مل دیتے تھے
میں تمہارا بوسہ لے کر ہنس دیتی تھی
کپڑوں کی تبدیلی میں گر دیر لگا دوں یا تھک جاؤں
مجھ کو سُست اور کاہل کہہ کر، اور مجھے بیمار نہ کرنا
بھول نہ جانا کتنے شوق سے تم کو رنگ.برنگے کپڑے پہناتی تھی
اک اک دن میں دس دس بار بدلواتی تھی
میرے یہ کمزور قدم گر جلدی جلدی اُٹھ نہ پائیں
میرا ہاتھ پکڑ لینا تم، تیز اپنی رفتار نہ کرنا
بھول نہ جانا، میری انگلی تھام کے تم نے پاؤں پاؤں چلنا سیکھا
میری بانہوں کے حلقے میں گرنا اور سنبھلنا سیکھا

جب میں باتیں کرتے کرتے، رُک جاؤں، خود کو دھراؤں
ٹوٹا ربط پکڑ نہ پاؤں، یادِ ماضی میں کھو جاؤں
آسانی سے سمجھ نہ پاؤں، مجھ کو نرمی سے سمجھانا
مجھ سے مت بے کار اُلجھنا، مجھے سمجھنا
اکتا کر، گھبرا کر مجھ کو ڈانٹ نہ دینا
دل کے کانچ کو پتھر مار کے کرچی کرچی بانٹ نہ دینا
بھول نہ جانا جب تم ننھے منے سے تھے
ایک کہانی سو سو بار سنا کرتے تھے
اور میں کتنی چاہت سے ہر بار سنایا کرتی تھی
جو کچھ دھرانے کو کہتے، میں دھرایا کرتی تھی
کیسے کیسے حیلوں سے تم کو آمادہ کرتی تھی
گر میں جلدی سمجھ نہ پاؤں، وقت سے کچھ پیچھے رہ جاؤں
مجھ پر حیرت سے مت ہنسنا، اور کوئی فقرہ نہ کسنا
مجھ کو کچھ مہلت دے دینا شائد میں کچھ سیکھ سکوں
بھول نہ جانا میں نے برسوں محنت کرکے تم کو کیا کیا سکھلایا تھا
کھانا پینا، چلنا پھرنا، ملنا جلنا، لکھنا پڑھنا
اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے اس دنیا کی، آگے بڑھنا

میری کھانسی سُن کر گر تم سوتے سوتے جاگ اٹھو تو
مجھ کو تم جھڑکی نہ دینا
یہ نہ کہنا، جانے دن بھر کیا کیا کھاتی رہتی ہیں
اور راتوں کو کُھوں کھوں کرکے شور مچاتی رہتی ہیں
بھول نہ جانا میں نے کتنی لمبی راتیں
تم کو اپنی گود میں لے کر ٹہل ٹہل کر کاٹی ہیں
گر میں کھانا نہ کھاؤں تو تم مجھ کو مجبور نہ کرنا
جس شے کو جی چاہے میرا اس کو مجھ سے دور نہ کرنا
پرہیزوں کی آڑ میں ہر پل میرا دل رنجور نہ کرنا
کس کا فرض ہے مجھ کو رکھنا
اس بارے میں اک دوجے سے بحث نہ کرنا
آپس میں بے کار نہ لڑنا
جس کو کچھ مجبوری ہو اس بھائی پر الزام نہ دھرنا
شائد کل تم جان سکو گے ،اس ماں کو پہچان سکو گے
گر چہ جیون کی اس دوڑ میں ، میں نے سب کچھ ہار دیا ہے

لیکن ، میرے دامن میں جو کچھ تھا تم پر وار دیا ہے
تم کو سچا پیار دیا ہے
جب میں مر جاؤں تو مجھ کو
میرے پیارے رب کی جانب چپکے سے سرکا دینا
اور، دعا کی خاطر ہاتھ اُٹھا دینا
میرے پیارے رب سے کہنا، رحم ہماری ماں پر کر دے
جیسے اس نے بچپن میں ہم کمزوروں پر رحم کیا تھا
بھول نہ جانا، میرے بچوں
جب تک مجھ میں جان تھی باقی
خون رگوں میں دوڑ رہا تھا
دل سینے میں دھڑک رہا تھا
خیر تمہاری مانگی میں نے
میرا ہر اک سانس دعا تھا

۲۳ مارچ کا دن اور پاکستانی ٹیم کی شاندار کارکردگی

آج کا دن ۲۳ مارچ ملی قومی جذبے کے تحت منایا گیا اور آج ہی کے دن ورلڈ کپ ۲۰۱۱ کے کواٹر فائنل میں پاکستان اور ویسٹ انڈیز کے درمیان ایک اہم میچ کھیلا گیا جس میں پاکستان نے مکمل طور پر ویسٹ انڈیز کی ٹیم کو کھیل کے ہر ہر شعبے میں شکست دی اور جس طرح قومی ٹیم نے کھیل پیش کیا وہ قابل تعریف ہے اور شکر ہے کہ ہماری ٹیم ایک ہو کر کھیلی فتح حاصل کی۔ کپتان شاہد آفریدی نے بہترین طریقے سے اپنے بولرز کو استعمال کیا اور بہترین حکمت عملی اختیار کی حالانکہ پاکستان ٹاس ہار گیا مگر میچ جیت گیا اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان کے بولرز نے بھی کمال فن کا مظاہرہ کیا اور ساتھ ساتھ آج کتنے ہی عرصے کے بعد پاکستان کے اوپنرز نے بھی اپنے فن کا بہترین مظاہرہ کیا۔

یوں تو بہت سے تجزیہ نگار ورلڈ کپ کے آغاز تک پاکستان ٹیم کو اس قابل ہی نہیں گردانتے تھے کہ اسے اہمیت دی جائے اور باہر کے لوگوں کے کیا کہنے خود ہمارے اپنے ملک کے تجزیہ نگار بھی بہترین چار پانچ ٹیموں میں پاکستان کو رکھنے پر راضی دکھائی نا دیتے تھے مگر شروع ہے اللہ کا کہ ان تجزیہ نگاروں کے حالیہ تجزیوں میں پاکستان کی بے حد تعریف کی جارہی ہے۔ پاکستان کی ٹیم

دنیا کی سب سے زیادہ غیر مستقل مزاج ٹیم جانی مانی جاتی ہے اور کرکٹ سے دلچسپی رکھنے اور کرکٹ کھیل کے تجزیہ نگار اور کھلاڑی حضرات یہ بات بخوبی تسلیم کرتے ہیں کہ پاکستان کی ٹیم دنیا کی سب سے زیادہ حیران کردینے والی ٹیم ہے یہ ٹیم کسی سے بھی ہار سکتی ہے تو یہی وہ ٹیم ہے کہ جو دنیا کی کسی بھی ٹیم کو ہرا سکتی ہے اور جس طرح سب نے دیکھا کہ پاکستان نے اپنے گزشتہ گروپ میچ میں آسٹریلیا کو جس طرح شکست دی وہ ایک مثال ہے اور آسٹریلیا جیسی ٹیم جو کہ ۱۹۹۹ سے کسی بھی ورلڈکپ میچ میں کسی بھی ٹیم سے شکست نا کھائی تھی اسی پاکستانی ٹیم نے آسٹریلیا کی ٹیم کو ۱۹۹۹ میں شکست دی اور ۱۹ مارچ کو بھی پاکستان ہی وہ ٹیم ثابت ہوئی جس نے آسٹریلیا کی ۱۲ سالہ ورلڈ کپ فتوحات (یعنی کسی بھی میچ میں شکست نا کھانا) کا خاتمہ کیا۔

آج کے میچ کی خاص بات یہ تھی کہ پاکستان نے ویسٹ انڈیز کی ٹیم کو ۱۰ وکٹوں سے شکست دی۔

یاد کرنے کی بات ہے کہ جس ورلڈکپ کو جیت کر پاکستان کرکٹ کا عالمی چیمپئن بنا یعنی ۱۹۹۲ کا ورلڈکپ اس میں ویسٹ انڈیز کی ٹیم نے پاکستان کو ۱۰ وکٹوں سے شکست دی تھی چنانچہ پاکستان نے تاریخ کا وہ حساب تو کم از کم برابر کر ہی دیا۔

پاکستان کی قومی ٹیم جس جوش و جذبے اور کھیل میں مہارت کے طریقوں کو استعمال کرتے ہوئے آسٹریلیا کے خلاف اور آج ویسٹ انڈیز کے خلاف فاتح قرار پائی اگر اسی جذبے اور مہارت کا مظاہرہ قومی ٹیم کی طرف سے ہوا اور اللہ کی مرضی ہوئی تو پاکستان کو ورلڈ کپ کے سیمی فائنل اور بعدازاں فائنل میں بھی کامیابی نصیب ہو سکتی ہے۔ مگر اس کے لیے جوش و جذبے اور محنت کی ضرورت ہے اور باقی دعائیں تو پوری قوم کی طرف سے ہونگی ہی چنانچہ پاکستان پاکستان کو صرف دو میچ کی فتح کی ضرورت ہے۔ یہ قوم تو ترسی ہوئی ہے خوشیوں کی۔ اگر ہماری قومی ٹیم جان لڑا دیتی ہے اور کھیل کے ساتھ انصاف کرتی ہے اور اللہ نا کرے فتح سے محروم بھی رہتی ہے تو قوم سمجھتی ہے کہ فتح یا شکست کسی ٹیم کے حصے میں تو آتا ہی ہے اگر لڑ کر یعنی جان لڑا کر کھیل کر ہارے بھی تو ہاری مات نہیں۔

آج کے میچ کی مبارکباد تمام قوم کو دیتا ہوں اس دعا کے ساتھ کہ ہماری ٹیم ملک و قوم کو ورلڈ کپ جتوا دے اور ہم بھی اپنے ملک و قوم کے لیے کچھ بلکہ بہت کچھ کر پائیں آمین۔

فرق صرف اتنا سا تھا

نکاح اور جنازہ

نکاح اور جنازے میں فرق دیکھیے (فرق صرف اتنا سا تھا)

تیری ڈولی اٹھی

میری میت اٹھی

پھول تجھ پر بھی چڑھے

پھول مجھ پر بھی چڑھے

فرق صرف اتنا سا تھا

تو سج گیا اور خود کو دیکھ لیا

مجھے سجایا گیا خود کو دیکھ نا سکا

تو بھی گھر کو چلی

میں بھی گھر کو چلا

فرق صرف اتنا سا تھا
تو اٹھ کر گیا
مجھے اٹھایا گیا
محفل وہاں بھی جمی
لوگ کم یہاں بھی نا تھے
فرق صرف اتنا سا تھا
لوگوں کا ہنسنا وہاں
لوگوں کا گریہ یہاں
فرق صرف اتنا سا تھا
قاضی ادھر بھی تھا
مولوی ادھر بھی تھا
دو بول تیرے پڑھے
دو بول میرے پڑھے
تیرا نکاح پڑھا گیا

میرا جنازہ پڑھا گیا
فرق صرف اتنا سا تھا
تجھے اپنایا گیا
مجھے دفنایا گیا
فرق صرف اتنا سا تھا

اٹکی ہوئی سوئی

ایک طالبعلم مضمون نویسی جیسے عام مضموں میں فیل ہوا تو سکول کے مہتمم نے اُستاد کو اپنے دفتر میں بلا کر اس طالبعلم کے اس قدر عام اور آسان مضمون میں فیل ہونے کا سبب دریافت کیا۔

اُستاد نے بتایا کہ جناب یہ لڑکا مضمون نویسی میں اصل موضوع سے توجہ ہٹا کر اپنے ذاتی افکار کی طرف لے کر چلا جاتا ہے، اِس لیئے مجبوراً سے فیل کرنا پڑا۔

مہتمم صاحب نے اُستاد سے کہا ٹھیک ہے کوئی مثال تو دو تاکہ مُجھے پتہ چلے کہ تمہاری بات صحیح ہے؟

اُستاد نے بتایا، میں نے اِسے موسم بہار پر مضمون لکھنے کو دیا تو اِس نے کُچھ اِس طرح لکھا: موسم بہار سال کا خوبصورت ترین موسم ہے۔ کھیت کھلیان سر سبز اور ہرے بھرے ہوجاتے ہیں۔ ان کھیت کھیلانوں کے ہرا بھرا ہونے سے اونٹوں کیلئے چارے کی فراہمی بہت ہی آسان ہوجاتی ہے۔ اونٹ خشکی کا جانور ہے اور بھوک وپیاس کو صبر کے ساتھ برداشت کرلیتا ہے۔ اسکے پیروں کی بناوٹ ریت پر

چلنے کیلئے بہت اچھی ہوتی ہے، اسی لئے تو اسے صحراء کا سفینہ بھی کہتے ہیں۔ بدو اونٹوں کو نہایت پیار اور مُحبت سے پالتے ہیں۔ اونٹ نا صرف دودھ اور گوشت کے حصول کیلئے پالا جاتا ہے بلکہ اس سے ہر قسم کی بار.برداری اور آمدورفت کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کیلئے سواری کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ اونٹ ایک پالتو جانور ہے اور۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اس طرح اس طالبعلم نے اصل مضمون اور اسکے عنوان کو بھلا اپنی ساری توانائی اونٹ کی غزل سرائی پر خرچ کی۔

مہتمم صاحب نے اُستاد سے کہا، نہیں میں ایسا نہیں سمجھتا، اصل میں تُم نے عنوان ہی ایسا دیا تھا جس میں موسم بہار کی سرسبزی اور شادابی کا تعلق زراعت اور حیوانات کے پالنے وغیرہ سے بنتا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ طالبعلم اس مشابہت کی وجہ سے اصل موضوع کو بھول کر کسی اور سمت میں چلا گیا۔

اُستاد نے کہا، میں ایسا نہیں سمجھتا، ایک بار میں نے اِسے جاپان کی مصنوعات اور ٹیکنالوجی پر مضمون لکھنے کو دیا تو اِس نے کُچھ اس طرح لکھا کہ جاپان ایک ترقی یافتہ مُلک ہے جو اپنی مصنوعات اور خاص طور پر اپنی کاروں کی مصنوعات اور برآمدات کیلئے پوری دُنیا میں مشہور ہے۔ کاریں پوری دُنیا میں انسانوں کے سفر کے وسائل کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں مگر بدو

اپنی آمدورفت کے وسائل کیلئے اونٹ پر ہی انحصار کرتے ہیں۔ اونٹ خشکی کا جانور ہے اور بھوک و پیاس کو صبر کے ساتھ برداشت کرلیتا ہے۔ اسکے پیروں کی بناوٹ ریت پر چلنے کیلئے بہت اچھی ہوتی ہے، اسی لئے تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مہتمم صاحب نے اُستاد سے پوچھا، کیا تمہارے پاس ان دو مثالوں کے علاوہ بھی کوئی اور مثال ہے؟

اُستاد نے جواب دیا، جی ہاں جناب، اِسے آپ کوئی سا بھی عنوان مضمون لکھنے کیلئے دیدیں، یہ ایک سطر اُس موضوع پر لکھ کر باقی کا مضمون اونٹ کی مدح سرائی پر لکھ کر پورا کرتا ہے۔ ایک بار میں نے اسے ایک ایسا عنوان دیا جس سے اسکا ذہن اونٹ کی طرف جا ہی نہ سکے مگر اس نے تو کمال ہی کر دکھایا۔ میں نے اسے دورِ حاضر کی بہترین ایجاد کمپیوٹر پر مضمون لکھنے کو دیا تو اِس نے کُچھ یوں لکھا کہ کمپیوٹر دورِ حاضر کی مفید ترین ایجاد ہے، شہروں میں تو اس کے بغیر زندگی کا تصور ہی محال ہوتا جا رہا ہے مگر بدوؤں کے پاس کمپیوٹر کہاں سے آئے۔ اُن کے پاس تو اونٹ ہوتے ہیں۔ اونٹ خشکی کا جانور ہے اور بھوک و پیاس کو صبر کے ساتھ برداشت کرلیتا ہے۔ اسکے پیروں کی بناوٹ ریت پر چلنے کیلئے بہت اچھی ہوتی ہے، اسی لئے تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مہتمم صاحب نے مدرس سے کہا، تم اس طالبعلم کو فیل کرنے میں حق بجانب ہو۔ ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو۔

طالبعلم کو اپنے فیل ہونے پر بہت غصہ آیا، اُس نے وزیرِ تعلیم کو ایک خط لکھ ڈالا۔

جناب وزیرِ تعلیم صاحب، السلامُ علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں آپ جناب کے علم میں اپنے اوپر ہونے والے ایک ظُلم کی روئیداد لانا چاہتا ہوں۔ میں اپنی جماعت کے ذہین طلباء میں شمار ہوتا ہوں مگر اس کے باوجود بھی مُجھے فیل کر دیا گیا ہے۔ جس پر میرا صبر اونٹ کے صبر جیسا ہے۔ کیونکہ اونٹ خشکی کا جانور ہے اور بھوک و پیاس کو صبر کے ساتھ برداشت کرلیتا ہے۔ اسکے پیروں کی بناوٹ ریت پر چلنے کیلئے بہت اچھی ہوتی ہے، اسی لئے تو اسے صحراء کا سفینہ بھی کہتے ہیں۔ بدو اونٹوں کو نہایت پیار اور مُحبت سے پالتے ہیں۔ اونٹ نا صرف دودھ اور گوشت کے حصول کیلئے پالا جاتا ہے بلکہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں آپ جناب کے علم میں مزید یہ بات بھی لانا چاہتا ہوں کہ اونٹ کی کوہان میں وافر مقدار میں پائی جانے والی چربی اونٹ کیلئے کئی دنوں کیلئے طاقت اور توانائی کی فراہمی کا ذریعہ ہوتی ہے۔

اونٹ کی آنکھوں کی مخصوص بناوٹ اسے صحرائی ریت کے بگولوں اور اندھیوں میں
حفاظت کا باعث بنتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
میری آپ جناب سے التجاء ہے کہ مُجھ پر ہونے والے اس ظلم کا سدِباب کریں بالکل
اسی طرح جس طرح آجکل کے دور میں اونٹ کی کلیجی کے سندوچ کھانے کا فیشن بڑھتا
ہی جا رہا ہے اور اس عادت کے سدِباب کی اشد ضرورت ہے۔
اپنی دعاؤں میں یاد رکھیئے

بچے کی انوکھی دعا اپنے رب سے

ایک پرائمری اسکول ٹیچر نے کلاس کے بچوں کو کلاس ورک دیا کہ وہ ایک مضمون لکھیں کہ وہ (بچے) کیا چاہتے ہیں کہ ان کا خدا ان کے لیے کرے۔

سب بچوں نے مضمون لکھا وہ تمام بچوں کے مضامین اپنے گھر پر چیک کرنے لگی اس دوران ایک مضمون نے اس کو آبدیدہ کردیا اور بے اختیاری میں اس کے آنسو نکل آئے

اس کا شوہر اس کے قریب ہی بیٹھا تھا اس کے آنسو دیکھ کر پوچھنے لگا کہ کیا ہوا؟

ٹیچر بولی یہ مضمون پڑھیے یہ ایک بچے نے مضمون لکھا ہے

شوہر نے مضمون لیکر پڑھنا شروع کیا اس میں لکھا تھا "اے خدا آج میں آپ سے بہت خاص مانگتا ہوں اور وہ یہ کہ مجھے ٹیلی ویژن بنادے میں ٹی وی کی جگہ لینا چاہتا ہوں، ایسے ہی جینا چاہتا ہوں کہ جیسے میرے گھر میں موجود ٹی وی

جی رہا ہے میں ٹی وی کی جگہ لیکر بہت خاص بن جاؤں گا میرے ماں باپ، میرے بہن بھائی سب میرے ہی گرد بیٹھے رہیں گے۔ جب میں ٹی وی کی طرح بول رہا ہونگا تو سب میری باتیں بڑی توجہ سے سن رہے ہونگے۔ میں تمام گھر والوں کی توجہ کا مرکز بنا رہوں گا اور بغیر رکے سب مجھے ہی دیکھتے سنتے رہیں گے کوئی مجھ سے سوال جواب نہیں کرے گا اور نہ ہی کوئی مجھے ڈانٹ ڈپٹ، مار پیٹ کرے گا۔ میں ایسی ہی خاص احتیاط کے ساتھ استعمال کیا جاؤں گا جیسے ٹی وی کو استعمال کرتے ہوئے احتیاط کی جاتی ہے جیسے جب ٹی وی خراب ہو جائے اس کا جتنا خیال کیا جاتا ہے اتنا ہی میرا خیال رکھا جائے گا میری زرا سی خرابی سب کو پریشان کر دے گی۔

میں اپنے ابو کی توجہ کا بھی ایسے ہی مرکز بن جاؤں گا جیسے میرے ابو ٹی وی کو دیتے ہیں کہ آفس سے آتے ہی ٹی وی کی طرف متوجہ رہتے ہیں چاہے ابو کتنے ہی تھکے ہوئے ہوں اسی طرح میں چاہتا ہوں کہ میری امی بھی میری طرف ایسے ہی متوجہ رہیں جیسے وہ ٹی وی کی طرف متوجہ رہتی ہیں چاہے وہ کتنی ہی پریشان اور غصے میں ہوں۔ چنانچہ بجائے مجھے نظر انداز کرنے کے وہ میری طرف متوجہ رہیں گی۔

اور میرے بھائی بہن بھی جو مجھ سے لڑتے اور جھگڑتے رہتے ہیں میرے ٹی وی بن

جانے کے بعد میرے ارد گرد پھریں گے میرے لیے امی ابو کی منتیں کریں گے اس طرح سب کے سب میری طرف متوجہ رہیں گے اور آخر میں سب سے بڑھ کر یہ کہ سب میری وجہ سے پریشان رہتے ہیں اور غصہ کرتے ہیں تو میرے ٹی وی بن جانے کے بعد میں ان سب کو ایسے ہی خوش و خرم رکھ سکوں گا جس طرح ٹی وی رکھتا ہے۔

اے خدا میں نے تجھ سے زیادہ نہیں مانگا بس یہ مانگا ہے کہ مجھے ٹی وی بنادے مجھے اس کی جگہ دے دے۔

ٹیچر کے شوہر نے افسوسناک انداز سے بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا " اے خدایا کتنا مایوس بچہ ہے۔ بے چارے کے ساتھ کتنا برا ہوتا ہے اس کے گھر میں اس کے والدین اور بہن بھائیوں کی طرف سے۔

ٹیچر نے نظریں اٹھا کر اپنے شوہر کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ مضمون "ہمارے اپنے بچے" کا لکھا ہوا ہے!

نتیجہ بے نتیجہ

ورلڈ ویمن کانفرنس میں کئی ممالک کی خواتین نے شرکت کی۔
ایک خاتون جن کا تعلق انگلینڈ سے تھا وہ اپنی کارکردگی بتانے کے لیے کھڑی ہوئی اور بولی "پچھلے سال میں نے فیصلہ کیا تھا کہ خاوند سے گھر کا کام لیں گی۔۔۔کانفرنس کے بعد جب میں گھر گئی تو میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ اب میں کھانا نہیں پکاؤں گی۔ تم خود ہی پکایا کرو۔ پہلے دن میں نے دیکھا کہ اس نے کچھ نہ کیا۔ دوسرے دن بھی یہی حال تھا مگر تیسرے دن میں کیا دیکھتی ہوں کہ اس نے بڑا اچھا روسٹ تیار کیا تھا۔
سب خواتین نے خوب تالیاں بجائیں اور اس عورت کو مبارکباد دی۔
دوسری خاتون کھڑی ہوئیں جن کا تعلق امریکہ سے تھا اور کہنے لگیں کہ پچھلی مرتبہ جب میں کانفرنس سے گھر گئی تو اپنے شوہر سے جو اس وقت ٹی وی دیکھ رہا تھا کہہ دیا کہ میں آئندہ کپڑے نہیں دھویا کرونگی بلکہ تم اپنے کپڑے خود ہی دھویا کرو۔ پہلے اور دوسرے دن تو اس نے کچھ نہیں کیا مگر تیسرے دن یہ ہوا

کہ نہ صرف وہ اپنے کپڑے دھو رہا تھا بلکہ میرے کپڑے بھی دھونے کے لیے پاس رکھے ہوئے تھے۔

سب خواتین نے خوب تالیاں بجائیں اور اس عورت کو بھی بہت بہت مبارکباد دی۔

تیسری خاتون جن کا تعلق پاکستان سے تھا کہنے لگیں۔ پچھلے سال کانفرنس میں شرکت کے بعد جب میں گھر گئی تو میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ اب گھر کی صفائی وغیرہ نہیں کرونگی یہ کام تم کیا کرو۔ اگلے دن مجھے کچھ نظر نہیں آیا، دوسرے دن بھی کچھ نظر نہیں آیا ہاں تیسرے دن جب آنکھ کی سوجن کچھ کم ہوئی تو تھوڑا تھوڑا نظر آنے لگا۔

سانحہ سیالکوٹ کے شکار مغیث اور منیب کی بے گناہی الحمداللہ

الحمداللہ مغیث اور منیب (حافظ) کے سانحہ سیالکوٹ میں دردناک اور المناک موت کے بعد دونوں کے قاتلوں کو انسداد دہشت گردی کی عدالت سے تو کم از کم سزا ملی۔ مجرمین میں سے پولیس اہلکاروں بشمول ڈی پی او چوہان کو 3 ، 3 سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی، سات مجرمین کو 4، 4 مرتبہ سزائے موت، جبکہ 6 مجرمین کو عمر قید کی سزا سنائی گئی۔

دونوں بھائیوں کے بہیمانہ قتل کے بعد بہت سے ملعونوں نے بڑا زور لگایا کہ کسی طرح حافظ بھائیوں کو مجرم قرار دے دیا جائے تاکہ درحقیقت بھائیوں کو قتل کرنے والے کسی طرح سزا سے بچ جائیں ان میں کئی لوگ شامل تھے جو مجرمین کو بچانے کے چکر میں لگے رہے خصوصا جس اہم شخصیت کا نام مجھے یاد رہ گیا ان میں فردوس عاشق اعوان نام کی عورت بھی شامل ہے جو موجودہ حکومت میں بھی جس ڈھٹائی کے ساتھ جمی بیٹھی ہے اسی طرح یہ عورت پرویز مشرف کے دور میں بھی اہم عہدے پر فائز رہی ہے اور جب پرویز مشرف قابل لعنت قرار پاتے ہیں تو نا جانے فردوس عاشق اعوان، وزیر خارجہ مس کھر اور دوسرے کس طرح قابل بھروسہ اور لائق فائق قرار پاتے ہیں۔

بہر کیف مجرمین کو سانحہ سیالکوٹ میں سزا کے بعد گرچہ دونوں بھائی واپس زندگی تو نہیں پا سکتے مگر ان کے لواحقین تو کم از کم دنیا، قانون اور معاشرے کے سامنے اس حقیقت کے ساتھ جا سکتے ہیں کہ ان کے بچوں پر الزام لگایا گیا تھا کہ وہ ایسے یا ویسے تھے جبکہ قانون نے ان کے بچوں کو بے گناہ قرار دے دیا ہے۔ اس طرح اس کے لواحقین دنیا میں کم ظرف لوگوں کی بے سروپا باتوں سے تو محفوظ رہ پائیں گے۔ اور الحمداللہ مغیث اور منیب بھی تمام لوگوں کی دعاؤں کو سمیٹنے والے بنیں گے۔

افسوس کا مقام یہ ہے کہ ملک بھر میں سب سے زیادہ اچھے طریقہ سے حکومت چلانے والے جو اپنے آپ کو خادم اعلیٰ اور نا معلوم کیا کچھ کہلوانے کے لیے کیا کیا پاپڑ نہیں بیلتے پھرتے کیا یہ دردناک واقعہ انہی شہباز شریف صاحب کی وزارت اعلیٰ کے دور میں نہیں ہوا اور کیا عدالت کی طرف سے اس مقدمے میں پولیس اہلکاروں کس سزا میں شامل کرنا کیا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ پنجاب پولیس پاکستان بھر کی پولیس میں سب سے زیادہ کرپٹ اور قانون شکنی کرنے والی پولیس ہے اور کیا پولیس اہلکاروں کا اس واقعہ میں سزا پانا کیا پنجاب پولیس کے ماتھے پر بدنما ٹیکا نہیں ہے اور کیا پنجاب پولیس کے کرتا دھرتاؤں کو اس اور اس جیسے کتنے ہی واقعات کے بعد اپنے عہدوں سے بر طرف نہیں ہو جانا چاہیے

اور سب سے بڑی زمے داری تو ان صاحب کی بنتی ہے جو اپنے آپ کو خادم اعلیٰ کہلاتے ہیں اور جگہ جگہ لوگوں کو برطرف کرتے پھرتے ہیں کیا ان میں اتنی اخلاقی جرآت بھی ہے کہ پنجاب میں رونما ہونے والے کسی ایک واقعے پر وہ بھی غیرت اور حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مستعفی ہونے کا اعلان فرمادیں۔

پنجاب میں چاہے ریمنڈ ڈیوس ہو، پے درپے دھماکے ہوں، خود کش دھماکے ہوں، داتا دربار پر دھماکے، سرفراز نعیمی کی شہادت، سانحہ سیالکوٹ، ڈینگی کے نتیجے میں درجنوں افراد کی اموات اور ہزاروں افراد ڈینگی کے مرض میں مبتلا ہوں مگر جناب شہباز شریف صاحب کی خدمت پنجاب ختم ہی نہیں ہوتی کاش کہ شہباز شریف صاحب جس طرح اپنا علاج کرانے بھاگم بھاگ لندن جاتے ہیں اپنی رعایا کے لیے ایسے ہی اقدام کریں اور کیا ہی اچھا ہو کہ پنجاب بھر کے عوام کو یہ خوشخبری سنانے کے کہ "ڈینگی کا کوئی علاج دریافت نہیں ہوا" کاش ڈینگی کے خاتمے کے لیے ڈینگیں مارنے کے علاوہ بھی کچھ کریں۔

سانحہ سیالکوٹ ہو، یا کوئٹہ میں بے گناہ روسی باشندوں پر کھلے عام قانون نافذ کرنے والوں کی فائرنگ یا کراچی میں سرفراز شاہ کی رینجرز کے ہاتھوں المناک موت اگر یہ واقعات کیمرے کی نظر سے محفوظ رہ جاتے تو ہزارہا واقعات کی طرح ان واقعات پر بھی کسی قسم کا دنیاوی انصاف ملنا تو دور کی بات مرنے

والوں کو مجرم اور گنناہ گار ثابت کرنا بہت ہی آسان ہو جاتا۔

اللہ سے دعا ہے کہ عوام الناس کو ایمان کی بہترین حالتوں میں سے کسی ایک پر رکھے تاکہ ایسے کسی واقعے کو روکنے کے لیے ایمان والوں کے ہاتھ آگے بڑھ کر ظالموں کو ایسے مکروہ عمل سے روک سکیں۔

اے اللہ ہمیں اس دنیا اور آخرت میں رسوامت کرنا اور ہمارا نام اور ہمارا کام رہتی دنیا میں اچھے طریقے سے زندہ فرما آمین۔

کراچی، مزار قائد اور روائتی سیاسی جلسہ

۲۵ دسمبر ۲۰۱۱ کو قائدِ اعظم محمد علی جناح کے یوم پیدائش پر مزار قائد پر پاکستان تحریک انصاف نے اپنا ایک سیاسی جلسہ منعقد کیا، جلسہ اپنے مقررہ وقت سے ۳ گھنٹے کی تاخیر سے شروع ہوا جو کہ بیشتر سیاسی جماعتوں کی طرح وقت کی پابندی نہ کرنے کا ایک عملی مظاہرہ ثابت ہوا۔ حکومت نے جلسے کے انعقاد کی اجازت دے کر اپنی روائتی سیاسی مفاہمت کا مظاہرہ کیا اور جلسے کے پیش نظر فول پروف حفاظتی اقدامات کیے۔ اس جلسے سے ایک بات ثابت ہوئی کہ کراچی ایک ایسا میٹروپولیٹن سٹی ہے کہ جہاں ہر تنظیم کو اپنی مثبت اور قانونی سرگرمیوں کی مکمل آزادی ہے، کچھ لوگ عرصہ دراز سے اپنے ذاتی خوف کی بنا پر کراچی اور اہل کراچی کو دیگر سیاسی جماعتوں کی سرگرمیوں میں عدم دلچسپی پر نالاں نظر آتے تھے مگر اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کہ اہل کراچی ہر جماعت کے جلسے اور جلوسوں میں شرکت تو کرتے ہیں مگر اہل کراچی اپنے ووٹوں کا حقدار جسے سمجھتے ہیں اسے ہی ووٹ دیتے ہیں اور یہ بات ملک کی کئی پارٹیوں کو کھلتی ہے مگر جمہوریت ہے ہی اسی کا نام اور کراچی کے شہری سیاسی شعور کی جس سطح پر فیصلے کرتے ہیں وہ سب کے سامنے ہے کہ کراچی ملک کا سب سے زیادہ تعلیم یافتہ اور ترقی یافتہ شہر ہے، ایک ایسا شہر کہ جو ملک کی معیشت اور ترقی کی راہ میں شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔

جس طرح نوجوانوں کو تحریک انصاف اپنے جلسوں میں جمع کرتی ہے کیا ہی اچھا ہوتا کہ تحریک انصاف پرجوش اور نوجوانوں کو صرف جلسے جلوسوں میں ناچتے گاتے تماشائی بنانے کے بجائے اپنی تنظیم کے اہم معمار بنانے یعنی پالیسی ساز بنانے کے لیے عملی طور پر کردار دینے کی کوشش کا بھی کوئی عملی مظاہرہ کرتی، کیونکہ دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ اپنے پرانے موقف یعنی کرپشن سے پاک سیاسی افراد کو تحریک انصاف میں لینے کے بجائے اب ہر قسم کے افراد کو تحریک انصاف نے اپنے قائدین کے طور پر چننا شروع کر دیا ہے، یاد رہے کہ ان میں زیادہ تعداد ان ہی چلے ہوئے کارتوس ٹائپ روائتی، آزمودہ، بزرگان سیاست ہیں کہ جنہوں نے اپنے سیاسی تجربے کی بنیاد پر اپنی سیاسی وابستگیوں، عہدوں اور جماعتوں کو مستقبل قریب میں اپنے لیے ناقابل فائدہ سمجھتے ہوئے تحریک انصاف کو اپنا اگلا سیاسی پلیٹ فارم منتخب کر لیا ہے کہ بیشتر گھاگ شکاری کبھی سونگھ کر بھی اندازہ لگا لیتے ہیں کہ اسٹیبلشمنٹ کی ہواؤں کا رخ آج کل کس طرف ہے۔

یوں تو سیاسی جماعتوں کو شہر قائد میں جلسے جلوس اور ریلیاں نکالنے کی کوئی ممانعت نہیں مگر مزار قائد پر میوزک اور بینڈز کے ساتھ قائد اعظم کے یوم پیدائش کے دن یہ جلسہ ایک عجیب تاثر پیش کرتا محسوس ہوا، اس سلسلے میں یہ

بات بھی توجہ کی طلب گار ہے کہ کہیں آئندہ سیاسی جماعتیں اپنے جلسے جلوس علامہ اقبال اور دوسرے مزارات پر بھی منعقد نہ کرنے لگیں۔ تحریک انصاف کے کارکنان اور وابستگان کے علاوہ عام شہری بھی رنگ رنگ مفت ورائٹی پروگرام کے مزے لوٹتے محسوس ہوئے۔

تحریک انصاف کے جلسوں کی عام روایات کے عین مطابق مذکورہ جلسے میں میوزیکل بینڈز اور سازو سامان خوب بجائے گئے اور کمپنی کی مشہوری کے لیے جلسے میں آنے والوں کو ہر طرح سے انٹرٹین ہونے کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کیے گئے۔ اس موقع پر تحریک انصاف کے سربراہ اور دوسرے قائدین اگر مزار قائد پر حاضری دے لیتے تو شائد تحریک انصاف کے کارکنان بھی یہ عمل کرتے کہ امکان غالب ہے کہ جلسے کے شرکامیں میں سے اکثریت ایسے حضرات کی تھی کہ جو دور دراز سے قائد کے مزار پر زندگی میں پہلی ہی بار آئے ہونگے۔

سہ پہر میں شروع ہونا والا یہ جلسہ رات ساڑھے آٹھ بجے کے قریب اختتام پزیر ہوا جس پر اہلیان کراچی نے سکون کا سانس لیا کہ الحمداللہ شہر قائد میں کوئی ایسا ناخوشگوار واقع پیش نہیں آیا کہ جس سے یہ جلسہ کوئی اور ہی رخ اختیار کرلیتا اور امن و سکون کے دلدادہ شہری ایک نئ صورتحال سے دوچار ہو سکتے تھے۔

بحر کیف ان باتوں کو چھوڑ کر تحریک انصاف ایک کامیاب سیاسی جلسہ منعقد کرنے میں کامیاب رہی اور چند باتوں پر اگر تحریک انصاف اپنی پالیسی پر مثبت نظر دوڑائے تو اپنی اصلاح کا عمل جاری رکھنے کی صورت میں تحریک انصاف نوجوانوں کو ایک اور پلیٹ فارم مہیا کر سکتی ہے کہ جو ملک و قوم کے لیے کافی خوش آئند ثابت ہو سکتا ہے۔

مشرف کی واپسی

آج بروز اتوار کراچی میں منعقدہ جلسے میں ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کے سابق صدر پرویز مشرف نے اپنے سیاسی عزائم کا اظہار کرتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ ستائیس سے تیس جنوری ۲۰۱۲ کے دوران ملک واپس آئیں گے اور اس سلسلے میں انہوں نے اپنی وطن واپسی کے لیے کراچی کو جبکہ اپنے انتخابی معرکہ کے لیے چترال کو منتخب کیا۔ یہ خبر ان لوگوں کے لیے بہت خوش آئند ہے کہ جو چاہتے ہیں پرویز مشرف صاحب ملک واپس آکر روائتی سیاستدانوں کا مقابلہ کریں انہی روائتی سیاستدانوں کا کہ جنھوں نے ملک کے عوام کا استحصال کیا ہے اور گھسے پٹے نظام کو اس ملک میں طول دیا جبکہ درحقیقت پرویز مشرف کا دور آج کے دور سے بہت بہتر معلوم ہوتا ہے۔

ہم مشرف کو خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کو سیاست کی نئی ڈگر پر چلنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ایک اور جج کا دوست محمد کھوسہ کے خلاف کیس کی سماعت سے انکار

لاہور ہائی کورٹ کے جسسٹس شیخ نجم الحسن نے سابق وزیر اعلیٰ پنجاب اور ن لیگ کے رکن صوبائی اسمبلی دوست محمد کھوسہ کے خلاف انکی بیوی سابق اداکارہ سپنا کے اغوا اور ممکنہ قتل کے خلاف درخواست کی سماعت سے انکار کر دیا ہے۔ جسٹس شیخ نجم الحسن نے کیس کو چیف جسٹس ہائی کورٹ کو بھجوادیا ہے اور اس درخواست کو بھی اسی بنچ کو بھجوانے کی سفارش کی ہے جس نے پہلے اس کیس کی تمام درخواستوں کی سماعت کی۔

اداکارہ سپنا کے والد مثل خان نے دوست محمد کھوسہ کے خلاف سابق اہلیہ اداکارہ سپنا خان کے اغوا اور ممکنہ قتل پر اندران مقدمہ کے لیے کیس دائر کر رکھا ہے۔ دوست محمد کھوسہ نے بھی سپنا خان کی بازیابی کیلئے عدالت میں درخواست دائر کر رکھی ہے۔ ہائی کورٹ کے جسٹس شیخ احمد فاروق بھی دوست محمد کھوسہ کیخلاف کیس سننے سے انکار کر چکے ہیں۔

اس قسم کا کوئی کیس اگر مسلم لیگ ن کے علاوہ کسی اور جماعت کے رکن اسمبلی پر ہوتا تو عدلیہ کے معزز جج حضرات بڑی جانفشانی سے اور بڑی چابکدستی سے اس کیس کو نپٹا دیتے۔ کیا لاہور ہائی کورٹ اس لیے دوست محمد کھوسہ کے خلاف کوئی کیس نہیں سن سکتی کیونکہ دوست محمد کھوسہ اس سیاسی جماعت سے تعلق

رکھتے ہیں کہ جس سیاسی جماعت کی پنجاب میں حکومت ہے۔ کیا اسے کہتے ہیں گڈ گورننس یا اسے کہتے ہیں انصاف کی علمداری اور انصاف کا بول بالا۔

اسی قسم کا ایک اور کیس عائشہ احد ملک کا بھی ہے کہ جو شہباز شریف کی منکوحہ ہونے کی دعوے دار ہے اور اسے کسی فورم پر انصاف نہیں مل رہا۔

شاباش ہے ن لیگ اور ان کے حمایتیوں پر۔

نیٹو سپلائی کی بحالی - چاہو تو لکھ لو!

پاکستان دنیا کا شائد وہ منفرد ترین ملک ہے کہ جس کے مسائل روز بروز بڑھتے جارہے ہیں، ہر نئے مسئلے پر ایسا لگتا ہے کہ یہ مسئلہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے پھر اس مسئلے سے ابھی پوری طرح نکل بھی نہیں پاتے کہ اس کے بطن سے ایک مسائل کی کونپلیں پھوٹنی لگتی ہیں، قوم ان خودساختہ مسائل میں الجھا دیے جاتے ہیں اور حقیقی مسائل کی طرف سے ان کی توجہ ہٹ جاتی ہے، ہمارے ملک میں سوڈو انٹیلیکچوئلز کی بڑی تعداد مختلف انواح کے مسائل کے نتیجے میں روز بروز ترقی پاتی چلی جارہی ہے جس کی مثال پھر کبھی سہی (ہم تو ٹھہرے اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنے والے)۔

کچھ عرصے قبل نیٹو افواج کی جانب سے پاکستانی حدود کی خلاف ورزی اور پاکستانی جوانوں پر بلااشتعال فائرنگ اور اس کے نتیجے میں ہونے والے قیمتی جانی نقصان نے افواج پاکستان کے صبر کا پیمانہ لبریز کردیا اور پاکستان نے نیٹو سپلائی لائن کو عملا منجمد کردیا، یہ ممکنہ معقول جوابات میں سے ایک جواب تھا، نیٹو و امریکی ذمہ داران اور یہاں تک کہ امریکی صدر کو بھی افسوس تو بہت ہے مگر قومی غیرت اور خوداری ان میں اتنی زیادہ ہے کہ وہ اپنی فاش غلطی پر معذرت نہیں کرنا چاہتے مگر یاد رہے کہ وہ واقعہ کو افسوسناک اور

غلط ضرور قرار دے رہیں مگر معافی یہ لفظ ان کی لغت میں دوسروں کے لیے ہے اپنے لیے ایسا کوئی لفظ نہیں۔

اب دوبارہ آتے ہیں پاکستانی مسائل کی جانب، پاکستانی افواج کی نیٹو کے حملے کے بعد ہونے والی ناراضگی کی پرواویسے تو نیٹو یا امریکہ کو کچھ بھی نہیں ہے (بابر اعوان جیسا کچھ نہیں) مگر چونکہ نیٹو سپلائی متاثر ہونے سے نیٹو افواج کو سپلائی صفر ہونے سے شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے (اور تو اور نیٹو افواج کے لیے پیمپرز کی شدید قلت بھی کچھ تجزیہ نگاروں کی نظر میں انتہائی تشویشناک ہے)۔ پہلے پہل تو نیٹو افواج نے سپلائی کو روکے جانے کو اس لیے قبول کرلیا کہ ان کا خیال یہ تھا کہ ابھی چونکہ نیٹو کے ریزرو اور گوداموں میں پچھلی سپلائی کی بڑی تعداد ہے اور کچھ عرصے سپلائی بند ہونے سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا مگر اب جیسے جیسے نیٹو کے گودام خالی ہوتے جا رہے تھے تو نیٹو کی تشویش بڑھتی محسوس ہو سکتی ہے۔ نیٹو نے دوسرے زرائع سے سپلائی کے آپشنز کا جائزہ لیا تو وہ عملی طور پر ناقابل عمل معلوم ہوئے چنانچہ ضرورت یہ محسوس کی گئی کہ پاکستان کو جلد از جلد کسی بھی طرح مجبور یا راضی کیا جائے کہ سپلائی لائن بحال کردے

۔

نیٹو اور امریکی افواج کی کاروائی سے نالاں اور ناراض پاکستانی فوج کو راضی

کرنے کے لیے ایک نیا ڈرامہ رچایا گیا اور وہ تھا منصور اعجاز نامی امریکی شہری کہ جو پاک فوج اور آئی ایس آئی کے خلاف امریکی مفادات کے تحت کافی کچھ لکھتا رہا اور کسی کے کان پر جوں نہیں رینگی، مگر اچانک منصور اعجاز پر الہام ہوا یا امریکی اشارہ کہ منصور اعجاز نے امریکہ میں تعینات پاکستانی سفیر کے خلاف ایک پلان تشکیل دیا جس میں امریکی تھنک ٹینکس نے حسین حقانی کو اس بری طرح سے پھنسا دیا کہ حسین حقانی کے لیے کوئی راستہ نظر نہیں آتا اور اسکو نام دیا گیا میمو اسکینڈل کا۔ اب خبروں کے مطابق منصور اعجاز امریکی شہری نے برطانیہ سے پاکستان کا ویزہ لگوا لیا ہے اور پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کی مکمل یقین دہانی اور مکمل پروٹیکشن میں وہ پاکستان کا دورہ کرنے والے ہیں اور دورے کے دوران حل ہونے والے امور کے بارے میں سب کچھ پہلے سے طے شدہ ہے۔

پاکستان کے سابق صدر مشرف کے پاکستان آنے سے سب کو بڑی پریشانی ہے اور اس کی پاکستان آمد نہ تو حکومت چاہتی ہے، نہ اپوزیشن، نہ مشرف کے دوست، نہ عدلیہ، نہ میڈیا، نہ سول اور ملٹری اسٹیبلشمنٹ اور نہ ہی امریکہ بہادر، سب چاہتے ہیں کہ مشرف ملک میں نہ آئے مگر منصور اعجاز کے لیے صرف ہماری حکومت نہیں چاہتی باقی سب چاہتے ہیں کہ وہ آئے اور پاکستان کو مزید مسائل کی ایک ایسی شاخ دے جائے کہ جس میں بے شمار کونپلیں امریکہ کی پاکستان سے دوستی کا

!چرچہ دیر تک کرتی رہیں

اس موقع پر ارفع کریم کی موت کا افسوس کرتے ہوئے میں اپنے آپ سے یہ سوال کرنے لگا کہ اس قدر زہین اور ٹیلنٹڈ پاکستانی سپوت کو آخر کیوں اس کم عمری میں اللہ نے اپنے پاس بلوالیا تو مجھے اپنے اندر سے ایک جواب موصول ہوا کہ اللہ نے ارفع کریم جیسی ٹیلنٹڈ پاکستانی کو کیا اسلیے بلوالیا کہ ابھی پاکستانی کی تقدیر کے بہتر کا شائد فیصلہ ہی نہ ہوا ہو اور زلت و رسوائی اس ملک پر مسلط ہی رہے، چنانچہ ارفع کریم کی صلاحیتوں اور قابلیت سے پاکستان کی ترقی شائد پاکستان کے مقدر میں ہی نہ ہوا۔ اللہ سے دعا ہے کہ ارفع کریم کو جنت الفردوس مٰیں جگہ عطافمائے، اے اللہ ہمارے حالات بدل دے، اے اللہ ہمیں علم و عمل کی دولت عطافرما، ہمیں زلت و رسوائی کی دلدل سے نکال دے، ہماری محتاجی کو ختم کر تو ہمیں صرف اپنا محتاج رکھ، ہم عوام کو سنوار دے کہ یقینا پھر ہی ہمارے حکمران بھی اچھے مسلط کیے جائیں گے۔

اب امریکہ نے اسٹیبلشمنٹ سے بارگیننگ کی اور ان کو یہ باور کرانے میں کامیاب رہا کہ پاکستان کا سب سے بڑا دشمن تو شائد حسین حقانی اور اس کا سرپرست اعلیٰ ہے چنانچہ ہم امریکی، نیٹو اور پاک افواج تو ایک ہی ہیں چنانچہ ہم امریکہ اور پاکستان کے سب سے بڑے دشمن یعنی حسین حقانی کے خلاف

مکمل تعاون کرتے ہوئے اسے سزا دلوائیں گے۔
اب یہ ڈیل توثیق شدہ ہے کہ منصور اعجاز کہ جس کا پاکستان یا پاکستانی مفادات سے کوئی واسطہ نہیں وہ پاکستان کے وسیع تر مفاد میں امریکی اشاروں پر وہ کچھ کرے گا جو اس سے کہا جائے گا اور اس کے بعد دوسرے فریق کی ناراضگی بھی ختم ہو جائے گی اور اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلے گا کہ پاکستان دہشت گردی کی جنگ کا ایک بار پھر اہم اتحادی بن کر ابھرے گا اس کی افواج کو پہلے جیسے فنڈز ملنے لگیں گے اور نیٹو سپلائی بحال کر دی جائے گی۔
غالب امکان یہی ہے کہ ماہ رواں میں ہی پاکستان نیٹو سپلائی کھول دے گا اور اس کے عوض پاکستان کے کشکول میں امریکی ریوڑیوں میں سے کچھ ضرور جھڑ پڑے گا۔ جس سے متعلقین کے تو وارے نیارے ہو جائیں گے باقی عوام ان کا تو کام ہی یہ ہے کہ مسئلے مسائل میں الجھے رہیں اور مرے ہوئوں کو زندہ باد اور زندوں کو مردہ باد کے نعرے لگاتے رہیں۔
اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے اور ہمیں مخلص بنائے آمین۔

۲۵ افراد کی زائد المیعاد ادویات کے سبب ہلاکت - خادم اعلی پنجاب کچھ تو خوف خدا کریں

ملک میں آئینی اور سیاسی بحرانوں کے نہ ختم ہونے والے سلسلے اپنی جگہ، مگر بہترین گورننس کے دعوے دار خادم اعلیٰ پنجاب جناب شہباز شریف صاحب کے دردمندانہ اپیل ہے کہ خدا کے واسطے چوروں، مکاروں، لٹیروں کو چھوڑیے ان کو اللہ کی عدالت میں آپ اور دوسرے قابل سزا قرار دے ہی دیں گے مگر آپ اور آپ کی حکومت تو اپنے تئیں بہترین کرپشن فری حکومت کے دعوے کرتے نظر آتے ہیں مگر یہ کیا کہ کبھی ڈینگی کے مرض میں ہزارہا عام انسانوں کے متاثر ہونے کے بعد دنیا سے بے بسی اور بے چارگی کی حالت میں رخصت ہوجاتے ہیں، اور اب پنجاب حکومت کے ادارے "پی آئی سی" کی تیار کردہ زائد المیعاد ادویات کے استعمال کے نتیجے میں متعدد بعض خبروں کے مطابق ۲۵ سے زائد افراد موت کے منہ میں چلے گئے ہیں اور لاتعداد زندگی و موت کی کشمکش میں گرفتار ہیں۔

کرپشن سے فری پنجاب اور پاکستان کے سب سے زیادہ کرپشن فری صوبہ پنجاب میں کرپشن کا یہ طوفان تو کسی اور صوبے میں نظر نہیں آتا چنانچہ خدارا مزید کوئی فوری نوٹس لینے اور آزو بازو کے چند اہلکاروں کو فوری طور پر برطرف کرنے کے بجائے کوئی عملی اقدامات اٹھانے کی طرف توجہ دیجیے اللہ کا خوف

کیجیے آپ کی حکمرانی میں بے گناہ لوگ ناحق موت کے منہ میں جارہے ہیں۔
حکومت کی عملداری کے ہوتے ہوئے زائد المیعاد ادویات کی اسپتالوں اور میڈیکل اسٹوروں پر کھلے عام فراہمی انتہائی مجرمانہ غفلت ہے اور اس غفلت سے انتہائی قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع ہوا ہے یہ لوگ یقیناً وہ بدنصیب لوگ ہونگے کہ جو آپ کی طرح اپنے امراض کے لیے لندن یا دوسرے جدید شہروں کے انتہائی جدید صحت کے مراکز میں جانے کے قابل نہ ہونگے، ان بدنصیبوں کے ووٹوں سے آج آپ پنجاب کے حکمران بنے بیٹھے ہیں اور یاد رکھیے اپنی ہی بیان کی ہوئی باتوں کے مطابق آپ کی حکمرانی میں کسی ایک ناحق موت کا وبال اور الزام اللہ کے حضور آپ کے سر ہوگا، آپ کی ہمت پر شاباش ہے کہ پھر بھی آپ اور دوسرے اتنے نڈر ہیں، سمجھ نہیں آتا کہ اتنی اہم زمہ داریوں پر رہتے ہوئے آپ دوسروں پر کیسے انگلیاں اٹھالیتے ہیں اگر غور کریں تو آپ کو تو اپنے ہی فرائض خوف خدا کے لیے کافی ہیں۔ آپ کے دور حکمرانی میں انسانیت کی اس قدر تزلیل اور انسانی جان کی اتنی ارزانی، اس پر کیا تحریر کیا جائے کہ آپ کو اور دوسرے حکمرانوں کو ۹۸ فیصد مظلوم، محکوم، استحصال کا شکار عوام کی حالت زار پر رحم آجائے اور آپ اور دوسرے ۲ فیصد مراعت یافتہ طبقے کے علمبرداروں کو خوف خدا پیدا ہو، مگر نہیں آپ کو غریب کا کیا معلوم، آپ کیا جانیں کہ مظلوم انسانیت کس طرح سسک رہی ہے، بے بسی اور بے کسی نے غریب کو

کہیں کا نہیں چھوڑا، آپ اپنے گریبانوں میں جھانکیے آپ کیا تھے اور عوام نے آپ کو کیا کچھ نچھاور کر دیا مگر آپ نے عوام کو کیا دیا، بھوک، افلاس، دہشتگردی، بے روزگاری، فتنے فساد اور کیا دیا آپ نے۔ بیمار بے بس انسان اب کیا زائد المیعاد دوائوں کے خوف سے دوائیں بھی کھانا چھوڑ دے کیا وہ جیتے جی اپنے پیاروں کو چھوڑ کر بنا علاج کے ہی اس دنیا سے چلا جائے، آپ کیا چاہتے ہیں آخر آپ کا مطمع نظر ہے کیا، ایک ہی بار عوام کو زہر کا ٹیکا لگا دیا جائے تاکہ عوام کی بھی روز روز کی سسکتی بلکتی زندگی سے آزاد ہو جائے۔

صدر آصف علی زرداری، وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی اور خصوصا افتخار محمد چودھری صاحب خدا کے لیے منصور اعجاز اور دوسرے مکاروں کو انصاف دلوانے کے ساتھ ساتھ ان بے گناہ پاکستانیوں پر بھی کوئی سوموٹو لیجیے کہ جو اسی ملک میں کسی غیر ملکی فوج کے ہاتھوں نہیں بلکہ اپنے حکمرانوں کی خدمت اعلی کے سبب اس دنیا میں اپنے روتے سسکتے، بلکتے بال بچوں کو چھوڑ کر اس ملک کی تقدیر سنوارنے کے آپ کے اقدامات سے پہلے ہی حاکم اعلیٰ کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ کیا چیف تیرے جانثار کے نعرے اور شیلا کی جوانی پر تھرکتے وکلاؤں کے ساتھ ساتھ درد دل رکھنے والے آئین اور قانون کی بالادستی کی باتیں اور آمروں کو نشانہ عبرت بنانے والوں کے لیے کیا وہ وقت ابھی بھی نہیں آیا کہ

وہ عام انسانوں کے اس قتل عام پر آواز انسانیت بلند کریں جس طرح سیاست اور معاشرت پر بڑھ بڑھ کر باتیں کرتے ہیں عام انسانوں کے قتل عام سے آپ کو کیا کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

ہم قوم ہیں ؟ ہم کیسی قوم ہے ہم میں قومی غیرت ہے کہاں، ناقص ادویات کی تیاریوں اور خرید وفرخت میں بے شار لوگ ملوث ہونگے یہ کسی ایک فرد واحد کا کام نہیں ہوگا اور وہ ظالم لوگ یقینا اپنے بال بچوں کے ساتھ زندگی کے مزے اڑا رہے ہونگے،اپنے ٹی وی پر آتے پروگرامز میں حکومتی اہلکاروں، سیاستدانوں اور دوسروں پر کھلے بندوں تنقید کے ڈونگے انڈیل رہے ہونگے، کاش اللہ ان کو خصوصی ہدایت دے اور سمجھ دے کہ وہ انسانیت کے قتل میں کیسا گھناؤنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ ہم سب کا کام ہے کہ انسانیت کی کھلی بندوں تنزلیل روکنے میں اپنی اپنی سطح پر ہر ممکن عملی کوششیں کریں کہ کوئی ظالم ہمارے ارد گرد ایسا کام نہ کرنے پائے، ناقص اور مضر صحت ادویات کی تیاری ملک میں بے شمار جگہوں پر جاری ہوگی یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہوتی کہ اس کا کسی کو علم نہ ہو، جس کسی کو اس کا علم ہو خدارا خود اپنا کردار ادا کرو، مت دو سیاستدانوں کو حکمرانوں کو گالیاں، یہ کچھ نہیں کریں گے یہ عوام کا استحصال کرنے کے لیے آئے ہیں اور معدودے چند کو چھوڑ کر یہ اسی گلے سڑے بدبو دیتے ہوئے نظام کو جاری و ساری رکھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں اپنے اندر سے

انقلاب لانا پڑے گا اور پھر انقلاب کی دستک تو آپ کو سنائی بھی دیتی ہے۔ صرف ایک سیاسی جماعت متحدہ قومی موومنٹ کے اراکین اسمبلی نے اس سنگین انسانی جرم پر تشویش کا اظہار کیا اور ہلاک ہونے والے مریضوں کے سوگوار لواحقین سے اظہار تعزیت کیا اور امید ہے کہ متحدہ قومی موومنٹ اس انسانیت سوز واقعے پر بھی عملی کوششوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایوانوں میں اس قسم کی غفلت برتنے والوں کے خلاف قانون سازی کرے گی۔

اللہ عزوجل مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور سوگوار لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اللہ ہم سب کو معاف فرما اور ہدایت کاملہ نصیب فرما اور ظالموں کو نیست و باد فرما، ہمارے ملک کو خوشحالی اور سالمیت عطا فرما اور ہمیں بخش دے (آمین)

میمو اسکینڈل، منصور اعجاز اگر چوبیس جنوری کو پاکستان نہ آیا تو جھوٹا کون

منصور اعجاز ایک مکمل امریکی شہری کہ جس کی اپنی کہی کے مطابق اسکی ساری وفاداری امریکہ کے ساتھ ہے اور اس کا پاکستان کے مفاد اور سلامتی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایک ایسا بزنس مین کہ جو پاکستانی وی وی آئی پیز کو مختلف طریقوں سے اپنے پھندے میں پھنسانے میں ہر وقت مصروف رہتا ہے یہ وہی منصور اعجاز ہے کہ جس نے 1990 کی دہائی میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت کے خلاف سازشوں کے انبار لگادیے۔ بظاہر منصور اعجاز ایک بزنس مین ہے مگر اسکی دولت کا اندازہ اس قدر زیادہ ہے کہ خود منصور اعجاز اس بات پر اصرار نہیں کرتا کہ اس نے یہ ساری دولت کاروبار سے کمائی ہے۔

منصور اعجاز میمو گیٹ اسکینڈل کو سامنے لایا اور الزام تراشیوں پر مبنی اپنی باتیں منظر عام پر لاتا رہا تاکہ پاکستان کی موجودہ حکومت اور ملٹری اسٹیبلشمنٹ کے درمیان شروع ہونے والے کھچاؤ کو اتنا بگاڑ دیا جائے کہ پاکستان کی ملٹری اسٹیبلشمنٹ حکومت وقت کا تختہ الٹ دے۔ یہ تو شکر کا مقام ہے کہ آرمی چیف اور ملٹری اسٹیبلشمنٹ نے غیر معمولی تناؤکے درمیان بھی بنے گئے تانے بانوں میں اپنے آپ کو اس قدر ملوث ہونے سے بچایا کہ جہاں سے واپسی

کا راستہ کسی کے لیے بھی نہ رہ پاتا۔ اس سارے میمو گیٹ میں منصور اعجاز نے انتہائی چابکدستی سے اپنی چالوں کو روائتی امریکی جھوٹ اور مکر و فریب سے اس قدر مہارت سے چنا کہ بہت سے لوگوں کو یہ گمان ہو گیا کہ منصور اعجاز اصل میں پاکستان کی خود مختاری اور سالمیت کے لیے انتہائی مخلص ہے مگر یاد رہے کہ منصور اعجاز یہ بات پہلے ہی واضح کر چکا تھا کہ اس کو پاکستان کی سلامتی اور بقا سے کوئی لگاؤ نہیں ہے اس میمو اسکینڈل کو اس قدر کھینچا گیا کہ پاکستانی پرنٹ و الیکٹرونک میڈیا پر منصور اعجاز اور اکی بیان کی گئی مکاریوں کے ڈھنڈورے کچھ اس انداز سے پیٹے گئے کہ قوم اور دنیا کو یہ منصور اعجاز پاکستان کا سب سے مخلص اور وفادار شخص معلوم ہونے لگا اور کسی بھی قسم کی عدالتی کاروائی سے پہلے ہی حسین حقانی کو پاکستان کا دشمن اور ان کے باس کو پاکستان کا عظیم ترین دشمن ثابت کر دیا گیا۔ چنانچہ عدالت عالیہ نے اس میمو اسکینڈل پر ایک تفصیلی انکوائری کا آغاز کیا کہ جس میں یہ اندازہ لگایا جائے کہ یہ اسکینڈل کیونکر شروع ہوا اور اس میں کتنی حقیقت اور کتنا فسانہ ہے اور اس کا مقصد کیا تھا۔ میمو گیٹ اسکینڈل شروع ہوا جب منصور اعجاز نے الزام لگایا کہ پاکستان کے امریکہ میں سابق سفیر مسٹر حسین حقانی نے ان سے (منصور اعجاز) سے کہا تھا کہ ایک اہم خفیہ میمو امریکی حکومت کے انتہائی اہم عہدے دار کو پہنچا دیا جائے اور یہ وہ میمو تصور کروایا گیا کہ جو میمو حسین حقانی نے صدر مملکت پاکستان آصف علی زرداری کے کہنے پر لکھا

کہ جس میں امریکی حکومت کو یہ باور کرایا گیا کہ پاکستان کی حکومت کو ملٹری انٹیلی جنس اور آئی ایس آئی سے براہ راست خطرات ہیں۔ اس میمو کے خلاف حسین حقانی کا شروع دن سے یہ موقف تھا کہ یہ میمو بالکل غلط ہے اور منصور اعجاز انہیں جال میں پھانس کر تختے پر لٹکوانا چاہتا ہے۔

منصور اعجاز کی وکالت کی اپنے کندھوں پر مشہور و معروف وکلا رہناؤں میں سے ایک رہنما اکرم شیخ نے اٹھائی اور انہوں نے کسی بھی قسم کی عدالتی کاروائی شروع ہونے سے بھی پہلے میڈیا پر گویا اپنی ایک عدالت ہی سجالی اور اس میں اپنے موکل یعنی منصور اعجاز کو پاکستان کا وفادار اور مخلص اور پاکستان کے سابق سفیر حسین حقانی کو قابل گردن زنی مجرم ثابت کر ہی دیا۔ منصور اعجاز کو میمو اسکینڈل کے سلسلے میں پاکستان میں کمیشن کے سامنے 24 جنوری 2012 کو پیش ہونے کا کہا گیا اس سلسلے میں پہلے تو منصور اعجاز اور ان کے وکلا (اکرم شیخ کے علاوہ ٹی پر بے شمار اینکرز اور تجزیہ نگار منصور اعجاز کے بے دام کے وکلا ہی بن بیٹھے تھے) یہ شور شرابا کرتے رہے کہ پاکستان ان کو ویزہ نہیں دے رہا، مگر لندن سے پاکستانی ایمبسی نے انہیں ایک سال کا ملٹی پل ویزہ جاری کر دیا، چنانچہ وہاں سے وہ ویزہ لے کر پاکستان آنے کے دعوے کرتے رہے اور اپنے رونے پیٹنے میں یہ کبھی یہ کہتے رہے کہ میں ضرور آؤں گا اور سچ اور جھوٹ کو ثابت کر دوں گا، کبھی وہ کہتا رہا کہ میری جان اور فیملی کو

دھمکیاں مل رہی ہیں مجھے مکمل سیکورٹی فراہم کی جائے۔ ان کو مکمل سیکورٹی فراہم کی گئی مگر ان کے وکیل باہر کو نکلتی آنکھوں کے ساتھ یہ مطالبے کرتے رہے کہ منصور اعجاز کو فوج کی سیکورٹی فراہم کی جائے، فوج نے اس کی بھی حامی بھر لی مگر پھر ان کے مطالبے بڑھے اور کہا گیا کہ ایک بریگیڈ فوج ان کی حفاظت کے لیے متعین کی جائے، منصور اعجاز اور ان کے وکیل کی بے سروپا فرمائشیں بڑھتی گئیں اور سپریم کورٹ سے ان کو یہ حکم بھی عنایت کیا گیا کہ حکومت پاکستان منصور اعجاز کو کسی بھی پٹیشن پر گرفتار نہیں کرے گی، ان کی فرمائشیں بڑھتی گئیں اور بالاخر کل 24 جنوری آ ہی رہی ہے انشا اللہ کہ جس دن منصور اعجاز کو کمیشن کے سامنے پیش ہونا ہے مگر آنے والی خبروں سے اندازہ ہو رہا ہے کہ منصور اعجاز وجوہات کی بنا پر پاکستان نہیں آ رہے، دیکھیں کہ وہ کل 24 جنوری کو پاکستان آ کر کمیشن کے سامنے پیش ہو کر خود کو سچا اور حسین حقانی اور دوسرے کو کیسے جھوٹا ثابت کرکے پاکستان کی تقدیر بدلنے کی کوشش کرتے ہیں اگر وہ آگئے تو یقیناً اچھی بات ہے کہ انہوں نے جو وعدہ کیا وہ پورا کیا، مگر اگر کل منصور اعجاز پاکستان آنے سے قاصر رہا تو ہم یہ سمجھنے پر حق بجانب ہونگے کہ منصور اعجاز ایک جھوٹا، مکار، فریبی، دھوکے باز اور پاکستان کو نقصان پہنچانے والا ایک شخص ہے اور ہمیں آئندہ ایسے جھوٹوں، مکاروں اور فریبوں میں پھنس کر اپنے ملک و قوم کے ساتھ ہاتھ کرنے میں کچھ تو سوچ کر مظاہرہ کرنا ہوگا۔ کل منصور اعجاز کی یہ فرمائش بھی آ سکتی ہے کہ

میمو کمیشن پاکستان سے باہر کسی ملک میں بنایا جائے پھر شاید یہ کہا جائے گا کہ آئی ایس آئی یا فوج کی ایک بریگیڈ اس ملک میں بھی ان کی حفاظت کرے جہاں کمیشن اپنا کام کرے۔ پاکستان کے بے شمار سیاسی اور معاشرتی پیچیدگیوں میں ایک منصور اعجاز کیا اس جیسے کتنے ہی آکر پاکستان کو راستے سے ہٹا سکتے ہیں کیونکہ جب ہمارے ملک سے مخلص نہیں تو باہر کے سازشی کیونکر پاکستان کے مخلص ثابت ہو سکتے ہیں۔

حکومت نے اس سارے معاملے میں انتہائی چابکدستی کا مظاہرہ کیا حالانکہ فوج اور حکومت کے درمیان حالات انتہائی کشیدہ کردیے گئے مگر حکومت نے ان تمام حالات و واقعات کے باوجود جمہوریت کی بقاکے لیے موثر اقدامات کیے اور پاک فوج نے بھی بڑی حد تک تصادم سے گریز کیا ورنہ دشمنوں کی چال بخوبی کامیاب ہوجاتی۔کاش ہم پاکستانی اپنے ملک سے مخلص ہوجائیں اور چاہے ہم ملک میں ہوں یا بیرون ملک صرف میڈیا اور خاص کر الیکٹرونک میڈیا کے شور شرابے اور صرف اور صرف منفی پروپیگنڈے سے ہٹ کر کچھ عملا پاکستان کے لیے کرنے کی ٹھان لیں تو کیا وجہ ہے کہ ہم ملک کو ترقی نہ دیں سکیں،

یقیناً پاکستان میں بے پناہ ٹیلنٹ ہے مگر ہمارے دشمن باہر تو یقیناً ہونگے مگر ہمارے اپنے ہی سادگی میں بے شک مخلص ہونے کے باوجود غیر ارادی اور غیر محسوس طور پر ملک کا امیج خراب کرنے کا سبب بن جاتے ہیں، کاش ہم اپنے ملک

کو اتنا اہم سمجھیں کہ جیسا ہم اپنی زات کو اہم سمجھتے ہیں اور کاش ہم صرف تنقیدیں اور صرف برائیاں ڈھونڈنے کے بجائے اپنے ملک کے لیے کچھ واقعی کرنے والے بن جائیں۔

ن لیگ کی سیاسی بدحواسیاں

جوں جوں طبل الیکشن بجنے کا وقت قریب آرہا ہے ملک کی سیاسی جماعتوں میں جمع و تفریق کا عمل تیز تر ہو گیا ہے جس کے نتیجے میں زبردست سیاسی عدم توازن پیدا ہوتا جارہا ہے، اس امر کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ملک کی صف اول کی سیاسی جماعتوں کے نامور رہنما اور سیاسی کارکنان اپنے سیاسی مستقبل کو بہتر بنانے یا دیگر وجوہات کی بناپر جماعتوں کی تبدیلی کو ترجیح دے رہے ہیں ۔ اس سلسلے کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ آئندہ الیکشن کے نتیجے میں ایک ایسی معلق حکومت تشکیل پاسکتی ہے کہ جس کا کنٹرول کرنا کسی ایک دو سیاسی جماعتوں کے بس سے باہر ہوگا اور غیر جمہوری قوتوں کے لیے صورتحال انتہائی موزوں اور سہل ثابت ہوگی، اور دو تہائی اکثریت حاصل کرنے کا خواب کسی بھی سیاسی پارٹی کے لیے اب ایک خواب ہی رہے گا۔ ن لیگ کی روائتی ہٹ دھرمی اور نتیجے میں ن لیگ کی سیاسی تنہائی کی کئی بڑی وجوہات میں بڑے میاں صاحب کی ذاتی کوششوں کا بڑا دخل ہے، اس سلسلے میں مسلم لیگ (ن) جو گزرے وقتوں ملک کے پارلیمانی نظام میں دو تہائی اکثریت رکھتی تھی اپنے انتہائی غیر زمہ دارانہ طرز حکومت و دیگر کئی وجوہات کی بناپر ایک ایک کرکے اپنے اتحادیوں کو کھوتی رہی مگر مسلم لیگ (ن) کی اعلی قیادت نے

اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کا سلسلہ جاری رکھا اور کسی قسم کا معقول یا معتدل رویہ اختیار کے بجائے اپنے دور حکومت میں بھی اتحادیوں کے بعد ملک کی اعلیٰ ترین عدلیہ پر جارحانہ حملہ کیا اور بعدازاں افواج پاکستان پر شب خون مارنے کی کوشش کی اور یہ مسلم لیگ (ن) کی مہم جوئیوں کا سلسلہ اپنے منطقی انجام پر پہنچا، اس کے بعد جو کچھ ہوا اس سے ہر شخص بخوبی آگاہ ہے، اپنی سیاسی پوزیشن کو ن لیگ جس موڑ تک لے آئی ہے اس کا الزام وہ کسی اور کو نہیں دے سکتے بلکہ ان کی اس حالت پر امجد اسلام امجد کا یہ شعر بڑا موزوں معلوم ہوتا ہے

نہ آسماں سے، نہ دشمن کے زور وزر سے ہوا
یہ معجزہ تو مرے دست بے ہنر سے ہوا

مسلم لیگ (ن) کی اعلیٰ قیادت کی گرفتاری، مقدمات اسکے نتیجے میں ہونے والی سزاؤں کی قید و بند و دیگر سختیوں سے گھبرا کر ملکی و غیر ملکی ضامنوں کی طفیل معاہدے کے نتیجے میں ن لیگ کی صرف اعلیٰ ترین قیادت کی قید و بند سے رہائی اور باہمی رضامندی کے بعد بیرون ملک رہائش اور سیاست سے عملی طور پر کنارہ کشی نے مسلم لیگ (ن) کے کئی عوامی رہنماؤں اور کارکنوں کو اپنی پارٹی اور اعلیٰ قیادت سے انتہائی بدظن کردیا جسکے نتیجے میں مسلم لیگ (ق) کا

قیام عمل میں آیا کہ جس کی سربراہی کی قرعہ فال بہت عرصے تک چوہدری برادران
کے نام نکلتی رہی جس دوران ان کے اور جنرل پرویز مشرف صاحب کے تعلقات انتہائی
خوشگوار رہے۔ مگر مشرف صاحب کے بیرون ملک روانہ ہونے کے بعد چوہدری
برادرانے پھر وہی عمل دہرایا جو انہوں نے اپنے پہلے قائدین یعنی میاں صاحبان کے
ساتھ کیا تھا یعنی مشرف صاحب کی مخالفت۔

ن لیگ کی سیاسی بدحواسیاں اور انتخابات

یوں تو مسلم لیگ کے کئی رہنما اپنے طور پر کئی دھڑوں میں بٹنے میں مصروف ہیں اور ق لیگ کی نئی شکل کا تعین کرنا کوئی آسان نہیں ہے لیکن اس سے زیادہ مسائل مسلم لیگ (ن) کو درپیش نظر آتے ہیں کہ جس کے حلقہ انتخاب یعنی پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی پوزیشن کو جس طرح متواتر نقصان پہنچ رہا ہے اس سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ موجودہ پارٹیوں میں جو سیاسی جماعت اپنی حماقتوں کے سبب جس تیز رفتاری سے اپنا حلقہ انتخاب اور اپنے ووٹرز تقسیم ہوتے ہوئے دیکھ رہی ہے وہ بلاشبہ ن لیگ ہے اس کی ایک بڑی وجہ تو یہ ہے کہ پہلے مسلم لیگ (ن) کا مقابلہ صرف پیپلز پارٹی کے ساتھ تھا یا کسی حد تک مسلم لیگ (ق) کے ساتھ بھی مگر اب مسلم لیگ (ن) ایک اور انتخابی حریف کے نشانوں کا مرکز و محور ہے اور وہ سیاسی حریف بظاہر ایک نوآزمودہ سیاسی جماعت تحریک انصاف ہے کہ جس کا فوکس پنجاب ہے اور جس تیزی سے تحریک انصاف کا سیاسی قد وکاٹھ بڑھتا جارہا ہے اور سیاسی بصیرت اور افہام و تفہیم کا جو مظاہرہ تحریک انصاف کی جانب سے ہو رہا ہے اس نے عملی طور پر ن لیگ کے چھکے ہی چھڑادیے ہیں، کیونکہ کرکٹ کے دلدادہ میاں صاحب کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ عمران خان اور ان کا مقابلہ کسی بھی عملی میدان میں اس طرح کا ہوسکتا ہے۔

یوں تو مسلم لیگ (ن) کے لیے مسائل ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتے ہی جا رہے تھے، مگر پہلے ملتان کی ایک مشہور و معروف سیاسی قدآور شخصیت مخدوم شاہ محمود قریشی کا مسلم لیگ (ن) میں آتے آتے تحریک انصاف میں جا ٹہرنا اور پھر مسلم لیگ (ن) ہی کے نہیں بلکہ سیاسی حلقوں میں انتہائی عزت و قدر کی نظر سے دیکھے جانے والے اور بڑی بڑی آزمائشوں میں مسلم لیگ (ن) کا ساتھ نا چھوڑنے والے مخدوم جاوید ہاشمی کا بھی مسلم لیگ (ن) کے ساتھ 26 سالہ داغ مفارقت اور تحریک انصاف میں شمولیت نے گویا مسلم لیگ (ن) کے سیاسی تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونک دی۔ مگر روائتی ہٹ دھرمی اور ناعاقبت اندیشی لگتا ہے کہ مسلم لیگ (ن) کی اعلیٰ قیادت کی گھٹی میں ہی پڑی ہوئی ہے اور وہ اپنے حالات کا جائزہ لینے اور ماضی سے سبق سیکھنے کے بجائے تاریخ دہرانے والی پالیسیوں پر عمل پیرا ہے وہی سیاسی تاریخ کہ جس کے زخم ن لیگ نے ایسے سہے کہ سالوں ان کی زبان سیاسی الف ب پڑھنے کے لائق ہی نا رہی، وہ تو شکر ادا کریں کہ بی بی صاحبہ کی سیاسی پیشقدمیوں اور ان کے اصرار کے سبب ن لیگ کے لیے بھی عملی سیاست کے دروازے وا ہو پائے، قصہ مختصر اپنے دور حکومت میں جمہوریت کا لبادہ اوڑھے ن لیگ نے جس مطلق العنانیت کے ساتھ حکومت کی اور ریاست کے ہر ستون کو اپنے زیر نگیں کرنے کی کوششیں کیں، کہ جس کی داغ بیل ان کے سیاسی آباؤ اجداد یعنی جنرل ضیاء الحق اور جنرل جیلانی نے ڈالی تھی اب مسلم لیگ ن نام

کی سیاسی جماعت اپنے منطقی انجام یعنی عروج سے زوال کے جاری سفر کی طرف سرعت سے سفر کر رہی ہے۔

مسلم لیگ (ن) نامعلوم اس حقیقت سے کیوں نظریں چراتی ہے کہ وہ ایک وقت ملک کی مقبول ترین سیاسی جماعت تھی اور اس کے ساتھ کئی سیاسی جماعتوں نے مختلف اوقات میں الائنس قائم کیے مگر ایک ایک کرکے اپنے اتحادیوں کے ساتھ جو ہاتھ مسلم لیگ ن) اور اسکی قیادت نے کیے ان کے نتائج سب کے سامنے ہیں کہ کوئی بھی سیاسی سیاسی) جماعت مسلم لیگ (ن) کے ساتھ اتحاد کرنے کا سوچنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ ن لیگ کی حالت کچھ اس طرح ہو گئی ہے کہ وہ اپنے سیاسی حریف یعنی پی پی پی کا سیاسی میدان میں مقابلہ کرنے کی پوزیشن میں بالکل نہیں اور صرف دشنام طرازی پر انحصار کر رہی ہے، دوسری جانب متحدہ قومی موومنٹ کی اسمبلی میں 20 ویں ترمیم نے گویا مسلم لیگ ن کے تن بدن میں آگ ہی لگادی ہے اور اس کی توپوں کا رخ ایم کیو ایم کی جانب ہو چلا ہے، اور وہ ماضی کی طرح ن لیگ پھر ایم کیو ایم کو مٹانے کے لیے اول فول بکنے میں مصروف ہو گئی ہے مگر نامعلوم ن لیگ یہ کیوں بھول جاتی ہے کہ معاملہ انتہائی نوعیت کا ہو چلا ہے، سمندر کے سینوں میں پلنے والے خوفناک طوفان سطح آب کے اوپر وقت سے پہلے نظر نہیں آتے مگر معاملہ فہم اور اہل نظر سمندروں میں پلے والے طوفانوں کو بھانپ جاتے ہیں، اور اہل نظر جس طرح جاوید ہاشمی کی صورت میں ن لیگ کی

ڈوبتی کشتی چھوڑ چھوڑ کر جا رہے ہیں اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اگر ن لیگ میں تحمل، دانش، حکمت و تدبر اور معاملہ فہمی ہوتی تو اس کا یہ انجام نہ ہوتا۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ ن لیگ کی تمام تر توجہ صرف اسی بات پر مرکوز رہتی ہے کہ کس طرح اقتدار مکمل طور پر حاصل کر لیا جائے اور یہی وجہ ہے کہ ن لیگ اپنے ان غداروں کو بھی اپنے دامن میں سمیٹنے کی کوششوں میں مصروف ہے کہ جنہیں خود مسلم لیگ ن لوٹے اور ناقابل قبول قرار دے چکی تھی اور اب وہی کبھی ہم خیال اور کبھی معقول خیال نامی گروپوں کی صورت میں ن لیگ کے لیے قابل قبول ہوتے جا رہے ہیں۔

سیاسی صورتحال میں مسلم لیگ (ن) آنے والے حالات کو بھانپتے ہوئے ممکنہ کوشش یہ کر سکتی ہے کہ روائتی سیاسی نظام سے بولڈ آؤٹ ہونے کے بجائے اپنے روائتی حریف پیپلز پارٹی کے ساتھ کچھ اس طرح مفاہمت کی جائے کہ تحریک انصاف کے تیز و تند باؤنسرز سے بچتے ہوئے اپنے انتخابی حلقوں کی حصار بندی میں مصروف ہے، مگر یہ بات کچھ اس لیے بعیدالقیاس معلوم ہوتی ہے کہ پی پی پی کی کوشش یہی ہوگی کہ موجودہ گیند پر ن لیگ کی وکٹ لے لی جائے اور آنے والے کھلاڑی کو آؤٹ کرنے کا فیصلہ اگلی گیند پر کر لیا جائے۔

ایم ایم اے سے ملتا جلتا مگر کیا جماعت اسلامی کے بغیر، تحریک انصاف کا کچھ دھندلاتا عکس

ملک بھر میں سیاسی سرگرمیاں بہت حدتک شروع ہوچکی ہیں، اور تمام سیاسی جماعتوں نے کھل کر یا در پردہ اپنی سیاسی سرگرمیوں کا آغاز کردیا ہے، اس معاملے میں تحریک انصاف کی سیاسی پیش قدمیاں سب سے زیادہ تیزی سے جاری ہیں جن سے کسی حدتک خائف مسلم لیگ ن ہر حال میں تحریک انصاف کی پیش قدمیوں کے نتائج سے بچنے کے لیے طبل الیکشن ہر حال میں جلد از جلد بجوانے کے درپے ہے اور مسلم لیگ ن کے رہنمائوں کی پریس کانفرنس اور ان کے بیانات اس بات کی کھلی غمازی کررہے ہیں۔ دوسری جانب پاکستان پیپلز پارٹی نے حکومت کی آئینی مدت مکمل کرنے کی بات پر مفاہمت کرتے ہوئے اس بات پر اظہار آمادگی ظاہر کیا ہے کہ الیکشن چند مہینوں کے بعد منعقد کروائے جاسکتے ہیں، مگر پیپلز پارٹی اس بات پر مصر ہے کہ وفاقی بجٹ الیکشن سے پہلے پیش کردیا جائے جسکے امکانات بظاہر یہی معلوم ہوتے ہیں کہ الیکشن بجٹ کی چابکدستیوں سے پیپلز پارٹی کا انتخابی ایڈوانٹیجر لینے کا موقع حاصل کرلیا جائے۔ بادی النظر میں پیپلز پارٹی کے کئی چوٹی کے رہنما اپنی پارٹی چھوڑ چکے ہیں مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ فی الوقت بھی پیپلز پارٹی کے پاس جس قدر نامی گرامی شخصیات موجود ہیں وہ کسی اور سیاسی جماعت میں نہیں۔ پیپلز پارٹی کے ناراض ورکرز کی تعداد بھی دن بدن

بڑھتی جارہی ہے مگر یہ سوائے معدودے چند سیاسی جماعتوں کو چھوڑ کر اکثریت کا حال ہے، اور جوں ہی الیکشن سر پر آئیں گے ناراض سیاسی کارکنان ہمیشہ کی طرح اپنی ناراضگیاں ایک طرف رکھتے ہوئے اپنی پارٹی کے لیے کام شروع کردیں گے اسے ہی کہتے ہیں نظریاتی کارکن کہ جو ناراضگی رکھے، اظہار بھی کرے مگر پارٹی کا وفادار رہے۔

دوسری جانب جمیعت علمائے سلام (ف) کے اہم رہنمائوں کی پارٹی لیڈرشپ سے ناراضگی کے بعد تحریک انصاف میں جانے کے بعد اپنی مزید بگڑتی سیاسی پوزیشن کے پیش نظر انتخابی تیاریوں میں تیزی پیدا کردی ہے اور ایم ایم اے یا اس سے ملتے جلتے الائنس کی تشکیل کے لیے اپنے تمام تر امکانات پر غور و فکر اور صلاح و مشورے جاری ہیں، یہ بات تو بہت قرین القیاس ہے کہ اگر نیم سیاسی مزہبی جماعتیں کسی الائنس کی صورت میں انتخابات میں حصہ لیتی ہیں تو ان جماعتوں کے مشترکہ الائنس کو ملک بھر میں تو زیادہ نہیں مگر خیبر پختونخواہ اور بلوچستان میں کسی حدتک نشستیں حاصل ہوجائیں گی، اس سلسلے میں صوبہ خیبر پختونخواہ میں امن و امان کی بدترین حالت نے اے این پی کو بڑی مشکل پوزیشن پر لاکھڑا کیا ہے اور اگر مذہبی جماعتیں کسی الائنس کی صورت میں خیبر پختونخواہ میں انتخابی معرکے میں حصہ لیتی ہیں تو اے این پی کے لیے شدید ترین مشکلات پیدا ہوجائیں گی اور اے این پی کسی بھی صورت صوبے میں حکومت

بنانے کی پوزیشن میں شائد نہ رہ سکے۔

نیم سیاسی مذہبی جماعتوں کے الائنس کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ جماعت اسلامی ثابت ہو رہی ہے اور مولانا فضل الرحمٰن کی حتی الامکان کوششیں یہی نظر آ رہی ہیں کہ وہ کسی بھی طور جماعت اسلامی کو الائنس سے باہر رکھ کر کوئی الیکشن الائنس بناسکے اسکی وجہ بظاہر تو یہی بتائی جارہی ہے کہ جماعت اسلامی ایسے کسی الائنس میں شامل ہونے کے لیے پچاس فیصد کا حصہ طلب کر رہی ہے، اک طرف جماعت اسلامی سے بات چیت اور مزاکرات کا سلسلہ بھی درپردہ جاری ہے اور دوسری جانب جمعیت علمائے اسلام کھلے بندوں جماعت اسلامی کی الائنس میں شرکت کی مخالفت کرتی دکھائی دے رہی ہے مگر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جماعت اسلامی بہرکیف کسی بھی طور پر الائنس میں شامل ہوہی جائے گی کیونکہ الائنس سے باہر الیکشن لڑنے کے نتائج گزشتہ کئی ضمنی انتخابات میں جماعت اسلامی کے لیے حوصلہ شکن ہیں چنانچہ مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق جماعت اسلامی پرانی یا اس سے بھی کم تنخواہ پر الائنس میں شامل ہوہی جائے گی۔

عمران خان کی جماعت میں ہر قسم کے لیڈران کی شمولیت نے تحریک انصاف کا عکس کچھ دھندلا سا دیا ہے اور وہ دعوے اور لفاظیاں جو تحریک انصاف کے چوٹی کے

لیڈران کیا کرتے تھے ایمان داری، شفافیت اور باکرداری کے دعووں کو ایک طرف رکھے تحریک انصاف انتخابات کا سامنا کرنا چاہتی ہے مگر ابھی نہیں کچھ ٹھہرکے۔ تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان اور دوسرے لیڈران نوجوانوں کی باتیں تو بہت کرتے ہیں مگر ان کی جماعت میں کارکن تو نوجوان ضرور ہونگے مگر نوجوانوں کو اعلیٰ قیادت میں جگہ ملتی نظر نہیں آرہی کیونکہ ٹوٹ ٹوٹ کے لوٹ لوٹ کے لوگ تحریک انصاف میں جوق درجوق آرہے ہیں، حالیہ اضافے سے تحریک انصاف کے مستقبل کے بارے میں بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ نوجوان طبقہ جو عمران خان سے تبدیلی کی آس لگائے بیٹھا تھا وہ تحریک انصاف میں بھانت بھانت کے چلے ہوئے کارتوسوں کو دیکھ کر کافی مایوس اور خوفزدہ دکھائی دیتا ہے اور نوجوانوں میں یہ خیال تیزی سے جڑ پکڑتا جارہا ہے کہیں نوجوانوں کے ساتھ کوئی ہاتھ تو نہیں کیا جارہا، کہیں عمران خان نے کرسی کے لیے سب کچھ اسی طرح کرنے کا ارادہ تو نہیں کرلیا جس پر ہمارے ملک کی روائتی سیاست چلی آرہی ہے۔

گر نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے

پاکستان کرکٹ ٹیم کی دنیائے کرکٹ کی نمبر ون ٹیسٹ ٹیم انگلینڈ کے خلاف ناقابل فراموش فتح۔

آج کے جیتے گئے ٹیسٹ میچ کے زریعے پاکستانی کھلاڑیوں نے دنیا پر ایک بار پھر یہ واضح کر دیا ہے کہ پاکستان میں ٹیلنٹ کی کوئی کمی نہیں، کمی ہے تو وسائل اور ان کے صحیح استعمال کی اور اگر پاکستان کو مناسب مواقع ملیں تو پاکستانیوں میں وہ صلاحیت ہے کہ وہ ہر مقابلے کے میدان میں بہترین کارکردگی دکھا سکتے ہیں۔ کاش ہمارے ملک کو ہر میدان میں صحیح اور مخلص قیادت میسر آجائے تاکہ پاکستانی مقابلے کے ہر میدان میں اپنا لوہا منوا سکیں۔ پوری قوم کا سر اپنے ہونہار سپوتوں کے اس عمدہ جوش و جذبہ اور محنت کے نتیجے میں جیتے گئے میچ کے نتیجے میں بلند ہوگیا ہے اور ہم کھل کر اپنے کھلاڑیوں کو شاباش اور مبارکباد پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں ان کھلاڑیوں کی عمدہ ترین کارکردگی کے سبب ان کو انعامات واکرامات سے نوازا جائے گا کہ انہوں نے ملک و قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا۔

پاکستان اور انگلینڈ کے درمیان جاری ٹیسٹ سیریز کے دوسرے ٹیسٹ میچ میں

پاکستان نے فتح کن کامیابی حاصل کرتے ہوئے انگلینڈ کے خلاف جاری ٹیسٹ سیریز 2-0 سے جیت لی۔ آج دوسرے ٹیسٹ میچ کے چوتھے دن پاکستان کی ٹیم 214 بنا کر آؤٹ ہوئی اور انگلینڈ کو جیتنے کے لیے 145 رنز کا ہدف ملا جو انگلینڈ جیسی مضبوط ٹیم کے لیے بہت آسان ہدف سمجھا گیا، مگر پاکستان ٹیم کے کپتان مصباح الحق نے شاندار قیادت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیئے گئے بظاہر معمولی ہدف کو ناقابل تسخیر بنادیا اور انگلینڈ کے بلے باز یکے بعد دیگرے جھڑتے ہوئے پتوں کی طرح گرتے گئے اور بالاخر انگلینڈ کی پوری ٹیم صرف 72 رنز کے معمولی اسکور پر پویلین لوٹ گئی۔ مصباح الحق نے انگلینڈ کو آؤٹ کرنے کے لیے انگلینڈ کی اننگ کی ابتداء سے ہی پاکستانی اسپنرز کو استعمال کیا، انگلینڈ کا آغاز مناسب ہوا اور اسکی پہلی وکٹ 21 رنز پر گری اور اس کے بعد تو گویا وکٹوں کی جھڑی سی لگ گئی اور پوری ٹیم پاکستانی اسپنرز کا مقابلہ کرنے میں ناکام ثابت ہوتے ہوئے صرف 72 رنز کے قلیل اسکور پر آؤٹ ہو گئی۔ ایک طرف تو پاکستان کی ٹیم ایک بظاہر ناقابل یقین کامیابی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی، بیٹنگ کے شعبے میں اسد شفیق، اظہر علی اور مصباح الحق نے اس ٹیسٹ میچ میں بہترین کردار ادا کیا اور بولنگ کے شعبے میں عبدالرحمٰن، سعید اجمل اور محمد حفیظ نے اپنی ناقابل یقین پرفارمنس کے سبب پاکستان کو عمدہ ترین طریقے سے کامیابی دلائی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ اور دوسری جانب انگلینڈ کے کھلاڑی، آفیشلز اور سپورٹر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنی ٹیم کو تتر بتر ہوتے دیکھتے

گئے اور ایک ناقابل فراموش سبق ان کی کرکٹ ڈکشنری میں درج ہوگیا کہ پاکستان کی ٹیم اپنے سابقہ بہترین کھلاڑیوں (آصف، عامر اور سلمان بٹ) کی غیر موجودگی میں بھی انگلینڈ کے خلاف پہلے سے زیادہ خطرناک ہے اور یہ بات انگلینڈ اور دنیا کو اچھی طرح معلوم ہے کہ کرکٹ پاکستان کے حوالے سے پاکستانی کھلاڑی ہمیشہ سے بہت زیادہ صلاحیتوں کے حامل ہیں اور اس بات کی گواہی آج کے ٹیسٹ میچ نے ایک بار پھر ظاہر کردی کہ پاکستان کی پوری ٹیم سوائے ایک آدھ کو چھوڑ کر نوجوان کرکٹرز پر مشتمل ہے جبکہ اسکے برعکس انگلینڈ کی ٹیم اس وقت دنیائے کرکٹ کی مضبوط ترین ٹیم ہے اور ٹیسٹ درجہ بندی میں انگلینڈ کا نمبر ون ٹیم کی حیثیت سے دنیائے کرکٹ پر راج کررہی ہے مگر پاکستان کی نوجوانوں پر مشتمل نے انگلینڈ جیسی مضبوط ٹیم کو جس طرح آج شکست دی وہ بیان سے باہر ہے اور بہت عرصے کے بعد پاکستان کرکٹ کے شائقین کو اتنا عمدہ مقابلہ دیکھنے کو ملا۔

یاد رہے کہ انگلینڈ کی ٹیم موجودہ نے جاری پاکستان، انگلینڈ ٹیسٹ سیریز سے پہلے تک پچھلے دو سالوں میں صرف دو ٹیسٹ میچز میں شکست کھائی تھی، اور اس نئے سال کے پہلے ہی مہینے میں انگلینڈ کی مضبوط ترین ٹیم کو پاکستان کی نسبتاً ناتجربہ کار ٹیم کے ہاتھوں جس قسم کی ہزیمت اٹھانی پڑی اس کے گواہ ہم سب ہے، یاد رہے کہ موجودہ سیریز پاکستان کے ہوم گراؤنڈ پر نہیں بلکہ

ابو ظہبی کے میدانوں میں کھیلی جا رہی ہے۔

جاپان جیسے ملک میں لوڈ شیڈنگ اور بجلی کی قیمتوں میں اضافے

لیجیے جناب

جاپان جیسے ملک میں لوڈ شیڈنگ اور بجلی کی قیمتوں میں اضافے شروع ہو گئے ہیں۔

جاپان گزشتہ سال ہی زلزلے اور سیلاب کے نتیجے میں اتنا بے بس ہو گیا کہ لوڈ شیڈنگ اور اضافے شروع۔

ہمارے ملک پاکستان میں تو بے حساب سیلاب، زلزلے اور قدرتی آفات واقع ہوتے ہیں تو یہاں کی لوڈ شیڈنگ تو سمجھ میں آتی ہے مگر ایک ہی بدترین زلزلے کے بعد جاپان نے لوڈ شیڈنگ شروع کر دی اگر پاکستان کی طرح قدرتی و غیر قدرتی (رشوت ستانی، چور بازاری، ملک دشمنی، غداری) واقعات ہر سال ہونے لگیں تو نا معلوم کس قدر قیمتوں میں اضافہ ہو جائے۔

پاکستان میں انرجی کرائسس اور بجلی اور گیس کی قیمتوں میں اضافے کے بعد کئی لوگوں کے ایس ایم ایس اور ای میل تواتر سے آتے تھے کہ چین یا ایران پاکستان کو تین سو روپے ماہانہ فی گھران لمیٹڈ بجلی دینے کو تیار ہے تو کیوں نہ

جاپان اس موقع سے فائدہ اٹھائے اور تین سو روپے یعنی قریبا ساڑھے تین ڈالر فی گھر ماہانہ کے حساب سے چین یا جاپان سے بجلی لے اور مزے کرے۔

امن کی پیامبر و فخر پاکستان ملالہ یوسف زئی، علم جس کا ہتھیار اور جرات اس کا کردار

منگل کے روز صوبہ خیبر پختونخواہ کے شہر سوات کے علاقہ مینگورہ میں ایک اسکول کی گاڑی پر فائرنگ کی گئی، جسکے نتیجے میں عالمی شہرت اور امن ایوارڈ یافتہ ملالہ یوسف زئی دیگر دو طالبات سمیت شدید زخمی ہو گئی۔ پاکستان کی قابل فخر معصوم بیٹی اور ستارہ جرات ملالہ یوسف زئی کی جرات و بہادری نے سنگدلوں اور جبر کی مکروہ داستانیں رقم کرنے والے ظالموں اور درندہ صفت انسانیت کے دشمنوں کے ہوش و حواس کی اس بری طرح دھجیاں بکھیر دیں کہ راہ حق پر چلنے اور علم کی روشنی پھیلانے والے ایک دیئے کو انہوں نے بارود کے ذریعے بجھانے کی کوشش کی مگر حقیقت حال یہ ہے کہ کہ مارنے والے سے بچانے والا طاقتور ہوتا تو اسی طرح معصوم ملالہ کے سر پر گولی مارنے والے بزدل عسکریت پسند کی تمام تر کوششوں کے باوجود رب العزت نے معصوم ملالہ کو اب تک زندہ رکھا ہے اور پوری قوم بلکہ دنیا بھر کے انسان اللہ عزوجل کے حضور سراپا دعا بنے ہوئے ہیں کہ اے رب کائنات قوم کی قابل فخر بیٹی ملالہ یوسف زئی کو جلد از جلد صحت، مزید توانیاں اور لازوال حوصلے عطا فرمائے کہ بہادری اور امید کی مشعل، ملک و قوم کا انمول ہیرا ایکبار پھر ملک کی تقدیر بدلنے کے سفر میں اپنا کردار ادا کرسکے۔

یوں تو ملالہ یوسف زئی کے ساتھ ہونے والے المناک واقعے پر بہت کچھ لکھا اور پڑھا جاچکا ہے مگر اس واقعہ پر کچھ تحریر کرنے کی راہ میں میرے قلم کی نوک لرزاں ، روشنائی گم اور ذہن محو حیرت ہے کہ کیا رحمت العالمینؐ کے ماننے کے جھوٹے دعویدار وں نے دور جاہلیت کی یادیں آج کے ترقی یافتہ دور میں کچھ اس طرح تازہ کرنی تھیں کہ ایک 14 سالہ نہتی اور معصوم لڑکی کا یہ ناقابل معافی جرم سمجھا گیا کہ وہ گزشتہ 4 برسوں سے ظلم و ستم کے نمائندوں یعنی طالبان اور انکے حامیوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بنی ہوئی تھی اور صرف دس برس کی عمر سے ہی فخر انسانیت نبی اخرالزماںؐ کے احکامات کی روشنی میں علم کے حصول اور علم کی روشنی کو پھیلانے میں سرگرداں تھی۔ کیا حضور اکرمؐ کی حدیث ''کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے'' سے کسی کو انکار ہے، جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو حاصل کرنا ضرورت نہیں بلکہ ہر مسلم مرد اور عورت کیلئے فرض قرار دے دیا ہے، اور علم و عمل کیلئے بے شمار ہدایات فرمائیں تھیں۔ جہاں تک تعلق ہے نہتے اور کمزوروں پر حملوں کا تو یاد رہے کہ محسن انسانیت حضور اکرمؐ نے تو جنگوں کے دوران تک کمزوروں، نہتوں، بوڑھوں اور بچوں حتیٰ کہ درختوں تک کے کاٹنے سے منع فرمایا تھا۔ پھر یہ کیسے ظالم ، وحشی اور درندے اس دور میں موجود ہیں کہ جنھوں نے اپنی بہادری اور سورمائی کے مظاہرے کیلئے چنا بھی تو ایک نہتی اور کمسن

لڑکی کو۔ کس نام سے یاد کیا جائے اس وحشی حملہ آور کو کہ جو اس حملے کے بعد بزدلی اور کمینگی کی داستانیں رقم کرتا فرار ہوگیا کہ کہیں ملالہ اور دوسری زخمی لڑکیاں اس حملہ آور کو پکڑ نہ لیں۔ آج یقیناوہ بزدل، تھڑدل اپنی کمین گاہ میں بیٹھا اپنے کارنامے کے بعد اپنے اوپر ہونے والی لعن طعن کو بخوبی سن اور دیکھ رہا ہوگا۔ نامعلوم وہ کس خدا کو ماننے والا ہو، مگر ایک بات یقینی ہے کہ اس شخص کا اسلام اور اسلامی تعلیمات سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوگا وگرنہ اس جرم کی جو سزا ملکی قانون اور قانون شریعت میں ہے اسکا سامنا کرنے کیلئے اپنے آپ کو قانون کے حوالے کرے!

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ وحشی درندوں، مذہب کے نام نہاد خود ساختہ ٹھیکیداروں اور انکے حامیوں نے سونامی کنسرٹ اور میوزک کے دلدادہ پلے بوائز اور گرلز کو تو اپنی وادیوں اور علاقوں میں سیاست کے نام پر جشن اور پکنک منانے کی بخوشی اجازت دے دی اور ان پر ایک پتھر تک نہیں پھینکا، مگر علم کی شمع روشن کرنے والی معصوم لڑکی کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ جہل کے اندھیروں کو دور کرنے میں اپنی سعی لازوال جاری رکھتی۔

جاہلانہ روایات کے نمائندے تحریک پاکستان طالبان کے ترجمان نے اس واقعے کی ذمہ داری فخریہ انداز میں قبول کرلی ہے اور اپنے مکروہ عزم کا اعادہ کیا

ہے کہ اگر ملالہ بچ بھی گئی تو اس کو دوبارہ حملہ کرکے قتل کردیا جائے گا کیونکہ ملالہ کے خیالات طالبان کے خلاف ہیں۔ اسکے ساتھ ساتھ جہالت کے میناروں پر.ترجمان ملالہ پر حملے کی تاویل پیش کرتے ہوئے طالبان ترجمان کی جہالت کا اندازہ لگایئے کہ اس کا کہنا تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے بھی تو ایک لڑکے کو اسلئے قتل کردیا تھا کہ وہ لڑکا بڑا ہوکر والدین کا نافرمان بنتا۔ اس تاویل کو پیش کرنے والوں کی عقلوں پر ماتم کرنے کا جی چاہتا ہے کہ کہاں اللہ کی وحی پانے والے.برگزدہ نبی حضرت خضر علیہ السلام کا وہ عمل اور کہاں جاہل انسانیت کے دشمن ظالمان کا یہ عمل اور ان کی یہ تاویلات۔ ملالہ یوسف ذئی کا قصور تھا جو اس نے سوات میں طالبان کے خلاف فوجی آپریشن کے موقع پر گل مکئی" کے قلمی نام سے ڈائری لکھ کر بین الاقوامی شہرت حاصل کرلی تھی، جس" میں ملالہ نے ببانگ دہل تعلیم پر لگی پابندیوں کی بھرپور مخالفت کی تھی، جسکے بعد حکومت پاکستان نے بچوں کے حقوق کیلیے آواز بلند کرنے پر ملالہ کو انعامات اور ایوارڈ دیا تھا، جبکہ گزشتہ سال 2011 میں ملالہ یوسف ذئی کو "انٹرنیشنل چلڈرن پیس پرائز" کیلیے بھی نامزد کیا گیا تھا۔

کیا کوئی ذی شعور شخص اس بات سے انکار کرسکتا ہے کہ طالبان کے نام سے پھیلنے والے انسانیت کے دشمن دراصل پاکستان میں پھیلنے والا ایسا ناسور بن

چکے ہیں کہ جو لاعلاج ہے اور اس مرض سے نجات جب ہی ممکن ہو سکتی ہے کہ جب اس موذی مرض کو جسم سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ غیر ملکی طاقتوں کے سایوں اور حملوں سے محفوظ رہنے والے یہ وحشی درندے ایک جانب تو مقابلے سے گھبراتے اور طاقتور مخالفین کے سائے سے بھی بچتے پھرتے ہیں اور دوسری جانب وہ پاکستان میں بسنے والے امن پسند افراد کے سامنے بڑے جری اور بہادر بننے کے ثبوت دیتے ہیں کہ کبھی مساجد، کبھی مزارات اور دیگر مقامات پر یہ آدم خور، وحشی درندے انسانیت کے شکار میں مصروف رہتے ہیں۔ ملالہ یوسف زئی نے تو ابھی ابتداء ہی کی تھی کہ جہالت کے اتھاہ اندھیروں کو دور کرتے ہوئے علم کی شمع روشن کرتے ہوئے انسانیت کی خدمت کی جائے، وہ کسی محفوظ جگہ پر نہیں بلکہ نفرت اور درندگی کی نمائندگی کرنے والے درندوں اور وحشیوں کو کی کمین گاہوں کے قریب بستے ہوئے امن و سلامتی اور شعور کی نئی وادیاں بسانا چاہتی ہے، وہ تو یہ چاہتی تھی کہ دکھائی نہ دی جانے والی غلامی، بے بسی اور بے حسی کی زنجیروں کو توڑ کر آزادی اور روشن فضا پیدا کی جائے۔ ملالہ یوسف زئی نے کم عمری میں ہی جس طرح علم و امن کا علم بلند کیا اس کی بازگشت ناصرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں پھیل رہی تھی۔

روشنی اور حوصلے پھیلانے میں مصروف ملالہ یوسف زئی گو کہ ابھی حملے کو سہہ رہی ہے اور اس کی آنکھیں بند ہیں مگر اللہ نے چاہا تو جلد ہی اس کے جسم سے

سلگتے ہوئے بارود کو نکال لیا جائے گا اور اس کی آنکھیں اور دل ایک بار پھر پہلے سے زیادہ امیدوں اور امنگوں کے ساتھ روشن ہونگے، اسکی معصوم آنکھوں کے خواب ایک بار پھر لوٹ آئیں گے اور وہ مزید تندہی کے ساتھ اپنے کام کو جاری رکھ سکے گی۔ مگر جاہلیت سے لتھڑے وحشیوں اور درندوں کے دماغ کیسے درست کئے جائیں، یقیناً انکے دماغوں سے نمٹنے کا صحیح طریقہ شائد وہی ہے کہ جس طریقے پر ملالہ یوسف زئی عمل کرنے میں مصروف تھی کہ جہالت کے اندھیروں کو دور کردیا جائے تاکہ جاہل اور جاہلیت دونوں کا خاتمہ ممکن ہوسکے کیونکہ انسانیت کا شکار کرنے والے درندہ نما انسان ایسے جانوروں کی مانند ہیں جو اپنی درندگی کا شکار اپنے ہی جیسے انسانوں کو بنانے میں بھی دریغ سے کام نہیں لیتے۔ ملالہ یوسف زئی گو کہ اسپتال کے ایک بستر پر زیر علاج ہے مگر علاج کی جن کو ضرورت ہے وہ نفرتیں اور کدورتیں لئے انسانیت کے قتل عام میں مصروف ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ملالہ یوسف زئی کے زخم جلد ہی بھر جائیں گے اور وہ علم کے سفر پر دوبارہ گامزن ہوگی اور یقیناً اسکے دشمن بلکہ تعلیم کے دشمنوں کا اولین علاج بھی تعلیم کے زریعے ہی ممکن ہوسکے گا وگرنہ اگر انکے نصیب میں ہی اللہ نے ہدایت نہیں رکھی تو اللہ ان ظالموں کو ایسی عبرتناک سزائیں دے کہ وہ رہتی دنیا کے سامنے تماشہ عبرت بن جائیں۔

امن صرف علم و عمل سے ہی ممکن ہے اور اس کام بیڑا جس طرح ملالہ یوسف زئی

اور اس جیسے جواں حوصلہ لوگوں نے اٹھا رکھا ہے اس سے امید سحر کا جذبہ مزید بیدار ہوگا۔ طالبان اور اس جیسے دوسرے شر پسند، انسانیت کے دشمنوں کے مکروہ عزائم کو سمجھا جائے جو سادہ لوح افراد کو بے وقوف بنانے کیلئے اپنے نظریات توڑ موڑ کر پیش کرتے ہیں اور اسلام کے نام پر معصوم لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں وہ ظالم نہیں چاہتے کہ علم کی شمع سے جو روشنی پھیلے وہ لوگوں کو شعور و آگہی عطا کرے کیونکہ ایسا ہوا تو شرپسند اور شدت پسندوں کی کمزور، بھربھری دیوار فوری طور پر زمین بوس ہو جائے گی اور ایسا تو ہو کر رہے گا چاہے یہ ظالم کچھ بھی کر لیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دہشتگردوں کی مکروہ کاروائیوں کے آگے کبھی سر تسلیم خم نہ کیا جائے اور دہشتگردی کی اس جنگ کو اسکے منطقی انجام تک ضرور پہنچایا جائے۔

ملالہ یوسف زئی کے ساتھ ہونے والے ظلم و ستم کے اس واقعے پر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے ملالہ یوسف زئی پر حملہ کو انسانیت پر شدید حملہ قرار دیتے ہوئے واقعہ کی پرزور الفاظ میں مذمت کی ہے، اس واقعہ نے پوری پاکستانی قوم کو جسطرح جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے اور جس طرح ہر چھوٹے بڑے شہروں، گاؤں، قصبوں اور دیگر مقامات پر ملالہ یوسف زئی کی صحت یابی کے لئے دعائیں ہو رہی ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ملالہ یوسف زئی اور اس جیسے افراد نے ملک و قوم کی بقاء وسلامتی کیلئے اپنا تن من دھن سب کچھ وار

دیا ہے اور ثابت کردیا۔ ملک بھر میں مختلف سیاسی و سماجی تنظیموں نے جس طرح اس دردناک واقعے کی مذمت کی ہے اور بالخصوص جس طرح متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین کی خصوصی ہدایت پر ملک بھر میں فخر پاکستان ملالہ یوسف زئی کی جلد و مکمل صحتیابی کیلئے بڑے بڑے دعائیہ اجتماعات منعقد ہوئے ان سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ بظاہر اندھیریوں کا راج ہے مگر جلد ہی یہ اندھیرا اپنی تمام تر تاریکی کے ساتھ بس ختم ہونے والا ہے اور صبح کی روشنی پھوٹنے کو ہے۔ ملک و قوم کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کرنے میں انفرادی حیثیت میں ارفع کریم رندھاوا اور ملالہ یوسف زئی ایسے بلند ارادوں اور حوصلوں کی کی نمائندگی کر رہے ہیں کہ جن پر پاکستان کی تاریخ ہمیشہ فخر کرے گی۔ اور دلوں کو بڑی طمانیت ملتی ہے اللہ عزوجل کے ارشادات پڑھ کر کہ جن کا مفہوم ہے کہ

کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور بے شک باطل مٹنے کیلئے ہی ہے"۔ اور"
اور ظالم چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے اڑادیں، مگر اللہ تو اپنے نور کو مکمل"
"کرکے ہی رہے گا چاہے ظالموں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ لگے

*****

ہولوکاسٹ

مرگ انبوہ جسے انگریزی میں Holocaust بھی کہا جاتا ہے دراصل دوسری جنگ عظیم کے دوران قتلِ عام کا شکار ہونے والے تقریباً یہودیوں کی جرمنی کے چانسلر ہٹلر کی نازی افواج کے ہاتھوں مبینہ ہلاکت سے منسوب ہے۔ اس کو یہودیوں کی نسل کشی بھی قرار دیا جاتا ہے۔ ہالوکاسٹ دراصل یونانی لفظ ὁλόκαυστον سے بنا ہے، جس کے معنی ہیں "مکمل جلادینا"۔ اس طرح سے لاکھوں یہودی مرد، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے علاوہ اشت... رایت پسندوں، پولینڈ کے مشترکہ قومیت کے حامل باشندے، غلاموں، معذوروں، ہم جنس پرستوں، سیاسی اور مذہبی اقلیتوں کو انتہائی بے دردی سے موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ تاہم بیشتر ماہرین دیگر قومیتی و مذہبی افراد کے قتلِ عام کو مرگِ انبوہ کا حصہ ماننے سے صریحاً انکار کرتے ہوئے، اس کو یہودیوں کا قتلِ عام قرار دیتے ہیں یا جسے نازیوں نے "یہودیوں کے سوال کا حتمی حل" قرار دیا۔ اگر نازی افواج کی بربریت کا شکار ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ لگایا جائے تو یہ تعداد تقریباً نو سے گیارہ ملین (90 لاکھ سے ایک کڑور دس لاکھ) تک جا پہنچتی ہے۔ یہ انسانیت سوز مظالم و نسل کشی کی مہم مرحلہ وار انجام دی گئی۔ یہودیوں کو مہذب معاشرے سے الگ کردینے کی قانون سازی دوسری جنگِ عظیم سے کئی سال پہلے کی جاچکی تھی۔ خصوصی توجہی کیمپس

میں قیدیوں سے اُس وقت تک غلاموں کی طرح کام لیا جاتا تھا جب تک وہ تھکن یا بیماری کا شکار ہو کر موت کی آغوش میں نہ چلے جائیں۔ جب نازی فتوحات کا سلسلہ مشرقی یورپ میں پہنچا تو اینساٹز گروپین (جرمنی کی خصوصی ٹاسک فورس) کو یہ ہدف دیا گیا کہ یہودیوں اور سیاسی حریفوں کو بے دریغ قتل کر دیا جائے۔ یہودیوں اور رومانیوں کو سینکڑوں میل دور بنائے گئے، مقتل گاہوں پر جانوروں کی طرح کی ریل گاڑیوں میں ٹھونس کر گھیتو منتقل کر دیا گیا، جہاں زندہ پہنچ جانے کی صورت میں اُنہیں گیس چیمبر کے ذریعے موت کے گھاٹ اُتار دیا جاتا۔ جرمنی کے تمام افسرِ شاہی اس عظیم نسل کشی میں پیش پیش تھے، جس نے اس ملک کو "نسل کشی کے اڈے" میں تبدیل کر دیا۔

بشکریہ بی بی سی اردو

اصغر خان کیس پر فیصلے کی ممکنہ سیاسی تباہ کاریاں

جوں جوں طبل الیکشن بجنے کا وقت قریب آرہا ہے ملک کی سیاسی جماعتوں میں جمع و تفریق کا عمل تیز اور غیر معمولی سیاسی عدم توازن پیدا ہوتا جارہا ہے۔ اس امر کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ملک کی صف اول کی سیاسی جماعتوں کے نامور رہنما اور سیاسی کارکنان اپنے سیاسی مستقبل بہتر بنانے سمیت دیگر وجوہات کی بناپر جماعتوں کی تبدیلی کو ترجیح دے رہے ہیں جو اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ آئندہ انتخابات کے نتیجے میں ایسی معلق حکومت تشکیل پائے گی جس کا کنٹرول کسی ایک دو سیاسی جماعتوں کے بس سے باہر ہوگا اور غیر جمہوری قوتوں یا اسٹیبلشمنٹ کے لیے صورتحال موزوں اور سہل ثابت ہوگی کہ دو تہائی اکثریت حاصل کرنے کا خواب کسی بھی جماعت کے لیے اب ایک خواب ہی رہے گا۔ طویل عرصے بعد اصغر خان کیس میں سپریم کورٹ کے مختصر فیصلے کا انتخابات سے چند ہفتوں پہلے رونما ہونا بہت سوں کو ہضم نہیں ہورہا، کہ کہاں تو مزکورہ کیس 15 سال سے زائد وقت سے زیر سماعت تھا اور کہاں اچانک سپریم کورٹ نے فیصلہ صادر کردیا، اس سلسلے میں 1990 کے انتخابات میں اسلامی جمورہ اتحاد مشہور عام IJI میں شامل 9 ستارے اس وقت تو اقتدار کے آسمان پر چمکتے دمکتے رہے اور پیپلز پارٹی کو اقتدار سے دور رکھنے میں کامیاب رہے، مگر فطری طور پر اقتدار حاصل

کرنے کے بعد رفتہ رفتہ انکے حوصلے اور چمک دمک ماند پڑ گئی۔ یوں تو اسلامی جمہوری اتحاد میں دیگر جماعتیں بھی شامل اقتدار رہیں مگر ان میں نمایاں نام موجودہ مسلم لیگ ن کے میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف، مرحوم پیر پگارہ، غلام مصطفیٰ جتوئی، جماعت اسلامی کا ہے جنھوں نے اس مارشل لاء (کرتا دھرتاؤں کے حلفیہ اورآن کے پودے میں کھلے پھولوں کا سب سے زیادہ IJI ریکارڈ بیانات موجود ہیں) کے لگائے رس کشید کیا۔ اب اصغر خان کیس میں سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد مسلم لیگ (ن) عجیب شش و پنج میں مبتلا ہے اور ن لیگ کے ترجمان حضرات کے مختلف موقف اس بات کو ظاہر کر رہے ہیں کہ ن لیگ کی صفوں میں شدید اضطرات کی صورتحال ہے کیونکہ موجودہ دور حکومت میں یہ پہلا موقع ہے کہ عدل و انصاف کے منبروں کی جانب سے کئے گئے کسی فیصلہ سے ن لیگ کی موجودہ اعلیٰ ترین قیادت.براہ راست متاثر ہوئی ہے۔

سپریم کورٹ کے اکثر فیصلوں پر ملک کی دوسری جماعتوں پر ن لیگ ہمیشہ یہ الزام عائد کرتی رہی ہے کہ دوسری جماعتیں عدالتی احکامات کی تعمیل میں اگر مگر اور چوں چراں سے کام لیتی ہیں ۔ اب حقیقت حال یہ ہے کہ یہ پہلا موقع ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کے نتیجے میں ایک جانب تو ن لیگ کی قیادت عدالتی حکم کے احترام کا مژدہ سناتے ہیں اور دوسری جانب انہیں اس حکم پر شدید تحفظات ہیں اور روائتی اگر، مگر ان کی جانب سے شروع ہوچکی ہے۔ یاد رہے کہ

اعلی عدلیہ کے کسی بھی فیصلے کو مکمل طور پر من و عن قبول نہ کرنا اعلی عدلیہ کے فیصلوں کی توہین میں شمار ہوتا ہے مگر ن لیگ ایک منہ سے تو فیصلے کو قبول کرنے کا اعلان کرتی ہے مگر دوسری جانب وہ عدالتی فیصلے کے مطابق میاں برادران کو رقم ملنے کی تحقیقات سے کرانے کے عدالتی حکم کو ماننے پر تیار نہیں FIA فیڈرل انویسٹی گیشن ایجنسی یعنی یعنی فیصلہ مکمل قبول نہیں بلکہ جزوی طور پر قبول ہے)۔ن لیگ کی جانب سے ایف آئی) اے کی تحقیقات کو قبول نہ کرنا گویا اس بات کی نشانی ہے کہ ن لیگ عدالتی فیصلوں میں اپنی مرضی اور منشا کے مطابق ردو بدل کی خواہشمند ہے۔

مسلم ن لیگ کی روائتی ہٹ دھرمی اور نتیجے کے طور پر میں ن لیگ کی سیاسی تنہائی کی بڑی وجوہات میں بڑے اور چھوٹے میاں صاحبان کی زاتی کوششوں کا بڑا دخل ہے،

اس سلسلے میں مسلم لیگ (ن) جو گزرے وقتوں ملک کے پارلیمانی نظام میں دو تہائی اکثریت رکھتی تھی اپنے انتہائی غیر زمہ دارانہ طرز حکومت و دیگر جوہات کی بنا پر اپنے اتحادیوں کو کھوتی رہی مگر مسلم لیگ (ن) کی اعلی قیادت کی ضد اور ہٹ دھرمی کا سلسلہ جاری رہا اور کسی قسم کا معقول یا معتدل رویہ اختیار کے بجائے اپنے دور حکومت میں اپنے حکومتی اتحادیوں کے بعد ملک کی اعلی ترین عدلیہ پر جارحانہ حملہ کیا اور بعد ازاں افواج پاکستان پر شب خون مارنے کی کوشش کی اور یوں مسلم لیگ (ن) کی مہم جوئیوں کا سلسلہ اپنے

منطقی انجام پر پہنچا اور جو کچھ ہوا اس سے ہر شخص بخوبی آگاہ ہے، اپنی سیاسی پوزیشن کو ن لیگ جس موڑ تک لے آئی ہے اس کا الزام وہ کسی اور کو نہیں دے سکتے بلکہ ان کی اس حالت پر امجد اسلام امجد کا یہ شعر بڑا موزوں معلوم ہوتا ہے نہ آسماں سے، نہ دشمن کے زور وزر سے ہوا ۔ یہ معجزہ تو مرے دست بے ہنر سے ہوا۔

میاں برادران کی گرفتاری، مقدمات اور سزاؤں کی قید و بند و دیگر سختیوں سے گھبرا کر ملکی و غیر ملکی ضامنوں کی طفیل معاہدے کے نتیجے رہائی، بیرون ملک رہائش اور سیاست سے عملی طور پر کنارہ کشی نے مسلم لیگ (ن) کے کئی رہنماؤں وکارکنوں کو پارٹی اور اعلی قیادت سے انتہائی بدظن کر دیا جسکے نتیجے میں مسلم لیگ (ق) کا قیام عمل میں آیا جس کی سربراہی چوہدری برادران کے نام نکلی جن کے تعلقات جنرل پرویز مشرف صاحب کے ساتھ انتہائی خوشگوار رہے۔ مگر مشرف صاحب کے بیرون ملک روانہ ہونے کے بعد چوہدری برادران نے پھر وہی عمل دہرایا جو انھوں نے اپنے پہلے قائدین یعنی میاں صاحبان کے ساتھ کیا تھا یعنی مشرف صاحب کی مخالفت۔

یوں تو مسلم لیگ کے کئی رہنما اپنے طور پر کئی دھڑوں میں تقسیم ہونے میں مصروف ہیں اور ق لیگ کی نئی شکل کا تعین کرنا کوئی آسان نہیں ہے لیکن زیادہ

مسائل مسلم لیگ (ن) کو درپیش نظر آتے ہیں کہ جس کے حلقہ انتخاب یعنی پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی پوزیشن کو جس طرح متواتر نقصان پہنچ رہا ہے اس سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ موجودہ پارٹیوں میں جو سیاسی جماعت اپنی حماقتوں کے سبب جس تیز رفتاری سے اپنا حلقہ انتخاب اور اپنے ووٹرز تقسیم ہوتے ہوئے دیکھ رہی ہے وہ بلاشبہ ن لیگ ہے اس کی ایک بڑی وجہ تو یہ ہے کہ پہلے مسلم لیگ (ن) کا مقابلہ صرف پیپلز پارٹی کے ساتھ تھا یا کسی حدتک مسلم لیگ (ق) کے ساتھ بھی مگر اب مسلم لیگ ن) ایک اور انتخابی حریف کے نشانوں کا مرکز و محور ہے اور وہ سیاسی حریف بظاہر) ایک نوآزمودہ سیاسی جماعت تحریک انصاف ہے کہ جس کا فوکس پنجاب اور خیبر پختونخواہ ہے اور جس تیز رفتاری سے تحریک انصاف سیاسی و روائتی حربے استعمال کر رہی ہے ، اس نے واقعتاًن لیگ کے چھکے ہی چھڑا دیے ہیں، کیونکہ کرکٹ کے دلدادہ میاں صاحب کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ عمران خان اور ان کا مقابلہ کسی بھی عملی میدان میں اس طرح کا ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں یوں تو مسلم لیگ (ن)کے لیے مسائل ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتے ہی جارہے تھے ، پہلے ملتان کی ایک مشہور و معروف سیاسی قدآور شخصیت مخدوم شاہ محمود قریشی کا مسلم لیگ (ن) میں آتے آتے تحریک انصاف میں جاٹھہرنا اور پھر مسلم لیگ (ن) ہی کے نہیں بلکہ سیاسی حلقوں میں انتہائی عزت و قدر کی نظر سے دیکھے جانے والے اور بڑی بڑی آزمائشوں میں مسلم لیگ (ن) کا ساتھ نا چھوڑنے والے مخدوم جاوید ہاشمی کا بھی مسلم لیگ (ن) کے ساتھ 26 سالہ

داغ مفارقت اور تحریک انصاف میں شمولیت نے گویا مسلم لیگ (ن) کے سیاسی تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونک دی۔ مگر روائتی ہٹ دھرمی اور ناعاقبت اندیشی لگتا ہے کہ مسلم لیگ (ن) کی اعلی قیادت کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے اور وہ اپنے حالات کا جائزہ لینے اور ماضی سے سبق سیکھنے کے بجائے تاریخ دہرانے والی پالیسیوں پر عمل پیرا ہے وہی سیاسی تاریخ کہ جس کے زخم ن لیگ نے ایسے سہے کہ سالوں ان کی زبان سیاسی الف ب پڑھنے کے لائق ہی نہ رہی، وہ تو شکرادا کریں کہ بی بی صاحبہ کی سیاسی پیشقدمیوں اور ان کے اصرار کے سبب ن لیگ کے لیے بھی عملی سیاست کے دروازے وا ہوپائے، قصہ مختصر اپنے دور حکومت میں جمہوریت کا لبادہ اوڑھے ن لیگ نے جس مطلق العنانیت کے ساتھ حکومت کی اور ریاست کے ہر ستون کو اپنے زیر نگیں کرنے کی کوششیں کیں، کہ جس کی داغ بیل ان کے سیاسی آباؤ اجداد یعنی جنرل ضیاء الحق اور جنرل جیلانی نے ڈالی تھی اب مسلم لیگ ن نام کی سیاسی جماعت اپنے منطقی انجام یعنی عروج سے زوال تک کے سفر پر سرعت سے سفر کر رہی ہے۔ مسلم لیگ (ن) نامعلوم اس حقیقت سے کیوں نظریں چراتی ہے کہ وہ ایک وقت ملک کی مقبول ترین سیاسی جماعت تھی اور اس کے ساتھ کئی سیاسی جماعتوں نے مختلف اوقات میں الائنس قائم کیے مگر ایک ایک کرکے اپنے اتحادیوں کے ساتھ جو ہاتھ مسلم لیگ (ن) اور اسکی قیادت نے کیے ان کے نتائج سب کے سامنے ہیں کہ کوئی بھی سیاسی جماعت مسلم لیگ (ن) کے ساتھ اتحاد کرنے کا سوچنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ ن لیگ کی حالت کچھ اس طرح ہو گئی

ہے کہ وہ اپنے سیاسی حریف یعنی پی پی کا سیاسی میدان میں مقابلہ کرنے کی پوزیشن میں بالکل نہیں اور صرف دشنام طرازی پر انحصار کر رہی ہے۔

دوسری جانب متحدہ قومی موومنٹ کی جانب سے اسمبلی میں پیش کی گئی 20 ویں اور دیگر ترامیم نے گویا مسلم لیگ ن کے تن بدن میں آگ ہی لگادی ہے اور اس کی توپوں کا رخ ایم کیو ایم کی جانب ہو چلا ہے، مگر ن لیگ یہ حقیقت بھول رہی ہے کہ معاملہ انتہائی نوعیت کا ہے، سمندر کے سینوں میں پلنے والے خوفناک طوفان سطح آب کے اوپر وقت سے پہلے نظر نہیں آتے مگر معاملہ فہم اور اہل نظر زیر آب طوفانوں کو بھانپ جاتے ہیں، اور اہل نظر جس طرح جاوید ہاشمی کی صورت میں ن لیگ کی ڈوبتی کشتی چھوڑ کر جارہے ہیں اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اگر ن لیگ میں تحمل، دانش، حکمت و تدبر اور معاملہ فہمی ہوتی تو اس کا یہ انجام نہ ہوتا۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ ن لیگ کی تمام تر توجہ صرف اسی بات پر مرکوز رہتی ہے کہ کس طرح اقتدار مکمل طور پر حاصل کر لیا جائے اور یہی وجہ ہے کہ ن لیگ اپنے ان غداروں کو بھی اپنے دامن میں سمیٹنے کی کوششوں میں مصروف ہے کہ جنہیں خود مسلم لیگ ن لوٹے اور نا قابل قبول قرار دے چکی تھی اور اب وہی کبھی ہم خیال اور کبھی خام خیال گروہوں کی صورت میں ن لیگ کے لیے قابل قبول ہوتے جارہے ہیں۔

اصغر خان کیس میں عدالتی فیصلہ نے مسلم لیگ ن کی ساکھ کو مزید نقصان پہنچایا ہے جس کا خمیازہ انہیں آئندہ انتخابات میں ممکنہ طور پر بھگتنا پڑ سکتا ہے، دوسری جانب پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے کوئی بھی جارحانہ اقدام ن لیگ اور جماعت اسلامی کے درمیان وقتی انتخابی اتحاد کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ اصغر خان کیس میں ن لیگ اور جماعت اسلامی براہ راست شدید متاثرین میں شامل ہو چکے ہیں کہ دونوں سیاسی جماعتوں پر 1990 میں آئی ایس آئی سے رقوم لینے کے الزامات ہیں، اس اتحاد کے نتیجے میں ایک جانب تو صوبہ پنجاب میں ن لیگ کو پیپلز پارٹی، ق لیگ اور تحریک انصاف سے مقابلہ میں کچھ آسانی میسر آسکے گی اور دوسری جانب دوسرے فریق یعنی جماعت اسلامی کو صوبہ خیبر پختونخواہ میں نو تشکیل شدہ ایم ایم اے، تحریک انصاف اور اے این پی سے مقابلہ میں آسانی ہو سکے گی۔ اس صورتحال میں پاکستان پیپلز پارٹی مفاہمتی فارمولہ پر عمل درآمد کرتے ہوئے اپنے حلیفوں کے ساتھ اپنے حلقوں میں مضبوط جماعت کے طور پر اگلی حکومت بنانے کی بہتر پوزیشن میں ہے۔

وزیر اعلیٰ سندھ۔ ڈھکن !

وزیر اعلیٰ سندھ ۔ ڈھکن !

معاف کیجیئے گا عنوان میں کچھ کمی رہ گئی اس لہٰذا اسے اس طرح پڑھا اور سمجھا جائے ’’ وزیر اعلیٰ سندھ کی تصویر والے مین ہول کے ڈھکن لگانے پر وزیر اعلیٰ کا اظہار برہمی‘‘۔ اخباری اطلاعات کے مطابق کراچی میں گٹروں کے ڈھکن لگوانے کیلیئے سوشل میڈیا پر جاری مہم نے کار گر اثر دکھایا اور سندھ کے بزرگ وزیر اعلیٰ قائم علی شاہ نے زچ ہو کر بالاخر ایڈ منسٹریٹر کراچی سجاد عباسی سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور سخت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے معصومانہ استفسار کیا کہ آیا گٹر کے ڈھکن لگوانا بھی وزیر اعلیٰ کا کام ہے؟ شکر ہے کہ بالاخر وزیر اعلیٰ صاحب نے متعلقہ ادارے سے رابطہ کرتے کیا اور مزید یہ دریافت کی بھی کوشش کی کہ آخر وزیر اعلیٰ سندھ کی حیثیت سے ان کے فرائض منصبی میں کیا کچھ شامل ہے ؟ ہمیں امید ہے کہ سندھ حکومت کے نامزد (منتخب نہیں) ایڈ منسٹریٹر کراچی جناب سجاد عباسی موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کراچی کی عوام الناس کی فلاح کے پیش نظر وزیر اعلیٰ صاحب کے گوش گزار یہ

حقیقت واشگاف انداز میں بیان کریں گے کہ جناب جب تک بلدیاتی منتخب نمائندوں کو اختیارات اور وسائل فراہم نہیں کیئے جاتے اس وقت تک وزیر اعلیٰ صاحب بحیثیت کپتان گٹروں کے ڈھکن لگانے پر بھی معمور ہیں کیونکہ نامزد ایڈمنسٹریٹرز دراصل صوبائی حکومت کے ماتحت ہی کام کرتے ہیں اور صوبائی حکومت کے آئینی کپتان دراصل معمر وزیر اعلیٰ ہی ہیں جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب نے اس وقت اس واقعہ پر نوٹس لیا۔ یاد رہے کہ گزشتہ کچھ دنوں سے سوشل میڈیا پر جاری مہم کہ جس میں اجہاں کہیں گٹر کے ڈھکن غائب تھے وہاں مصور نے وزیر اعلیٰ صاحب کی تصویر پینٹ کرکے لگانی شروع کردی تھی اب یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ گٹر کا کھلا مین ہول کس طرح وزیر اعلیٰ صاحب کے چہرے کی رعنائیوں اور شگفتگی سے چھپ پاتا ہوگا۔ مزید یہ کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کے ایم سی اور ڈی ایم سیز کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ شہریوں کی پریشانی کا احساس کریں اور فوری طور پر کھلے مین ہولز کے ڈھکن لگوائیں۔ گستاخی معاف ! وزیر اعلیٰ صاحب کی ان ہدایات سے یہ بات واضع نہیں ہوئی کہ شہریوں کی پریشانی کیا مین ہول پر ان کی تصویر سے مزین ڈھکن دیکھ کر ہو رہی ہے ، اور ہدایات کا یہ حصہ کہ فوری طور پر کھلے مین ہولز کے ڈھکن لگوئیں جائیں تو کیا ان کا مقصد یہ ہے کہ ان کی تصویر والے ڈھکن ہی لگائے جائیں یا بغیر تصویر والے۔ اگر انصاف کی نظر سے (تحریک

انصاف کی نظر سے نہیں) دیکھا جائے تو یہ بات قابل ذکر ہے کہ دراصل وزیر اعلیٰ صاحب کی تصویر والے ڈھکن لگانے کی مہم کی وجہ سے ہی کراچی میں کھلے مین ہول کو مستقبل قریب میں بالاخر ڈھکن نصیب ہونے والے ہیں (کہ جمہوریت ہی بدترین انتقام ہے) ، تو چونکہ کریڈٹ وزیر اعلیٰ صاحب کو جاتا ہے کہ جنھوں نے احکامات جاری کیئے لہٰذا یہ حق تو وزیر اعلیٰ صاحب کا بنتا ہے کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو اپنی تصویر سے مذین ڈھکنوں کو ہی مین ہولز کی زینت بننے دیں کہ جس طرح کسی منصوبے کے افتتاح پر مہمان خصوصی کا ہی زکر خیر ہوتا ہے۔ ویسے گستاخی معاف بھولا بھالا کل کہہ گیا تھا کہ حکومت سندھ کے زیر اثر اداروں میں بے شمار ڈھکن ہی کار حکمرانی پر تعینات ہیں ۔
بحر کیف اس بات کا کریڈٹ تو سوشل میڈیا کو دیا جانا چاہیے کہ شہر قائد میں بے شمار مسائل میں سے چند ایک ، چاہے گٹر کے ڈھکن لگانے کا مسئلہ ہی کیوں نہ ہو اس پر سوشل میڈیا نے پر اثر نتائج مرتب کرتے ہوئے اقتدار کے اعلیٰ گٹروں (معاف کیجیے گا اعلیٰ ایوانوں) میں بے چینی اور سراسیمگی پھیلا دی تھی ۔ بھلا بتایئے کہاں ہمارے حکمرانوں کے لشکارے اور کہاں ان کی تصاویر والے مین ہولز۔ اب دیکھتے ہیں کہ چند دنوں بعد کھلے مین ہولز پر ڈھکن تصویر والے لگتے ہیں یا بغیر تصویر والے !

دیوانے کی بڑ یا سہانہ سپنا۔ چائنا پاکستان اقتصادی راہداری منصوبہ۔

آج پاکستان میں سی پیک یعنی چین پاکستان اکنامک کوریڈور نامی منصوبے کا بڑا شور وغوغا ہے، ہر چینل اور اخبار میں اس منصوبے کے متعلق بلند و بالا دعوے کئے جارہے ہیں ، جس کو جتنا معلوم ہے وہ اس میں اضافہ کرکے اس منصوبے کو پاکستان کی بقاء و سلامتی کی کنجی ثابت کرنے پر تلا بیٹھا ہے۔ بے شک اقوام عالم میں اس قسم کے منصوبے بنانا اور ان کی تکمیل کرنا عام سی بات ہے مگر توجہ طلب بات یہ ہے کہ ایسے منصوبے ابتدائی طور پر ہی ہر قسم کی تنقیدی جانچ کے انتہائی شدید مراحل سے گزرتے ہیں اور پھر ان کی فیزیبلیٹی کے تمام پہلوؤں کا باریک بینی اور پیشہ وارانہ ماہرین کے زیر نگرانی جائزہ لیا جاتا ہے اور پھر اسے باقاعدہ طور پر متعلقہ وزارتوں یا اداروں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تاکہ اس پر سیر حاصل ڈیبیٹ کی جاسکے، مگر ہمارے ملک عزیز میں بدقسمتی سے منصوبے فوری طور پر الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا میں پوسٹ مارٹم کے لئے پیش کیئے جاتے ہیں اور ہمارے معزز و محترم تجزیہ نگار، نقاد اور ایکسپرٹ اس اور اس جیسے منصوبے کی خرید و فروخت میں مصروف عمل نظر آتے ہیں اور چاند کو زمین پر لانے کے دعوے دار ہیں ان دعوں میں کتنی حقیقت اور کتنی کمی ہے یہ تو وقت گزرنے کے ساتھ ہم سب پر واضح ہو جائے

گی۔ ویسے ہم من حیث القوم ان جیسے منصوبوں پر ایسے ٹوٹے پڑتے ہیں کہ خدا کہ پناہ اور ہر کوئی اس قسم کی باتیں کرتا نظر آتا ہے کہ فلاں منصوبہ ملک و قوم کی تقدیر بدل دے گا، اب چاہے وہ منصوبے ریکوڈک کے ہوں ، تھر کول کے، یا ایران پاکستان گیس پائپ لائن ۔ گزشتہ دنوں چین نے باقاعدہ حکومت پاکستان کو اس اہم منصوبے سے متعلق پاکستان کے تمام صوبوں کے تحفظات دور کرنے کا انتباہ دیا ہے جس پر اگر سنجیدگی سے غور و خوض نہ کیا گیا تو یقیناً یہ منصوبہ دیوانے کی بڑ ثابت ہوگا اور ہمارے سامنے سینہ اور سر پیٹنے کے لئے ایک اور مثل کالا باغ ڈیم موجود ہوگا۔ اس معاملے پر منفی سیاست اور خود غرضی یقیناً نہ صرف پاکستان کی معاشی خوشحالی کو متاثر کرے گی بلکہ پاک چین مثالی دوستی میں دڑاریں پڑنے کا سبب بنے گی جس کی تمنا و آرزو دشمنان پاکستان کی روز اول سے ہے۔ اس اہم معاملے میں پاکستان کی عسکری قیادت کے بھی کچھ تحفظات کو ہوا دینے کی کوشش جاری ہے کیونکہ ملک کے دشمن ہر حال میں یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادتیں آمنے سامنے آجائیں۔

ستم ظریفی ہے کہ ہم تو ملک و قوم کی تقدیر بدلنے والے ایسے منصوبے بھی سن چکے ہیں کہ جن کے متعلق مہینوں ہمارے ملک کے طول و عرض پر یہ بحث ہوتی رہی کہ اب تو پاکستان نہ صرف اپنی بلکہ دنیا کی بھی تقدیر بدل دے گا، مثال کے

طور پر ایک مشہور المعروف منصوبہ ایک صاحب بنام آغا وقار پٹھان نے غالبا 2012 میں پیش کیا تھا جس پر ملک بھر میں مہینوں یہ بحث عام رہی کہ پانی کو بطور ایندھن استعمال کرنے سے پیٹرول کی انقلابی بچت ہوجائے گی، یاد رہے کہ اس دور میں وزیراعظم پاکستان راجہ پرویز اشرف نے ایک تین رکنی کمیٹی تشکیل دی تھی کہ جس میں خورشید شاہ (اس دور کے وزیر مذہبی امور)،چنگیز خان جمالی (اس دور کے وزیر برائے سائنس و ٹیکنالوجی) اور مشہور و معروف ڈاکٹر عاصم حسین (اس دور میں وزیراعظم کے مشیر خاص برائے پیٹرولیم اینڈ نیچرل ریسورسز) شامل تھے۔ ان تین مہان ہستیوں میں خورشید شاہ نے تو باقاعدہ آغا وقار پٹھان کے اس دعوے کو باقاعدہ پبلک میں سپورٹ کیا تھا۔ تو آج کیا رہا اس منصوبے کا اور کیا تقدیر بدلی ملک و قوم کی، افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ملک و قوم کے ساتھ سنگین ہاتھ کرنے کی کوشش کرنے والوں کو آج کس عدالت میں پیش کیا گیا۔

چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ کسی بھی قسم کی غیر ذمہ داری اور کوتاہی کو چائنا پاکستان اکنومک کاریڈور کے منصوبے کی راہ میں حائل نہیں ہونا چاہیے وگرنہ ہم سب اس قومی جرم میں برابر کے شریک ہونگے اور ہماری آنے والی نسلیں ہمیں انتہائی غیر ذمہ دار سمجھنے میں حق بجانب ہونگیں۔ ہم سب کو چاہیے کہ پاکستان کے بہتر اور روشن مستقبل کیلئے نہایت دیانتداری اور لگن سے نا صرف کام کریں بلکہ ہر ممکن مثبت اور تعمیری سوچ کو پروان چڑھائیں کہ صرف اسی

طرح ہم اقوام عالم میں اپنا بلند مقام حاصل کر سکیں گے۔

چائنا پاکستان اکنامک کاریڈور

پاکستان معرض وجود میں آنے کے بعد سے ہی شدید قسم کے اندرونی و بیرونی بحرانوں کا سامنا کرتا چلا آ رہا ہے۔ ماضی کی مشکلات اور بحرانوں کی ایک طویل داستان ہے جس سے پاکستان نمرد آزما رہا ہے اور اس حقیقت سے کوئی آنکھیں نہیں چرا سکتا کہ ان بحرانوں سے نمٹنے میں ہماری قومی اور قائدانہ نااہلیاں ہماری مشکلات کو بجائے کم کرنے کے اور تیز تر کرتیں رہیں۔

آج کا پاکستان بھی ہمیشہ کی طرح بحرانوں کا شکار ہے اور اس کی ترقی و خوشحالی میں وجہ ایک بار پھر وہی ہے یعنی تعلیم کی کمی، قائدانہ صلاحیتوں کا نہ ہونا اور قومی افراتفری و ذاتی و گروہی مفادات۔

گزشتہ کچھ عرصہ قبل پاکستان نے چین کے ساتھ اشتراک عمل سے ترقی و خوشحالی کے لیے ایک منصوبہ جسے دنیا چائنا پاکستان اکنامک کاریڈور کے نام سے جانتی ہے، شروع کیا۔ شروع شروع میں تو اس منصوبے کے خدوخال چونکہ ظاہر نہ ہوئے اسلئے اس کی مخالفت میں وہ شدت نہیں نظر آئی جو اب اس منصوبے کے تقریبا شروع ہو جانے کے بعد سامنے آ رہی ہے۔ پاکستان میں مختلف جماعتیں اور گروہ اس

منصوبے کو ایک صوبے کا قرار دیتے ہیں اور کوئی اس منصوبے میں اپنے حصے کی کمی کا رونا روکا درپردہ اس منصوبے میں زیادہ پرجوش نہیں مگر اس سے خطرناک بات یہ سامنے آرہی ہے کہ پاکستان کے ازلی دشمن اور دوست نما درپردہ دشمن پاکستان اور چین کے درمیان اس منصوبے کے شروع ہونے اور اس کے پایہ تکمیل پا جانے کے خوف میں شدید طریقے سے مبتلا ہوگئے ہیں اور ان کے لئے اس منصوبے کا مکمل ہوجانا ایک خوفناک خواب کی مانند ہے کہ اگر یہ منصوبے پایہ تکمیل تک پاگیا تو پاکستان اقوام عالم میں ایک ترقی یافتہ ملک کی جانب پیش قدمی کرنا شروع کردے گا اور دشمنان پاکستان کے لئے یہ منظر کوئی اتنا دلفریب نہیں ہوگا۔ چنانچہ پاکستان کو اس منصوبے سے محروم رکھنے کے لئے بڑے پیانے پر بین الاقوامی سازشیں شروع ہوچکیں ہیں جن کھلم کھلا سامنے آنے والے مخالفین میں امریکہ، انڈیا اور درپردہ مخالفین میں اسرائیل، بنگلہ دیش، ایران، افغانستان شامل ہیں۔

پاکستان اور چین کے اس منصوبے کی تکمیل کی راہ میں اب کھل کر مخالفت سامنے آرہی ہے اور دشمنان پاکستان پر یہ حقیقت اچھی طرح واضع ہوگئی ہے کہ اگر یہ منصوبہ کسی طرح پورا ہوگیا تو پاکستان کو دبانے اور اس کو پسماندہ رکھنے کی کوئی صورت نہیں رہے گی چنانچہ منصوبے کی تکمیل کا انتظار کرنے کے بجائے ہر قیمت پر اس کو ختم کرنے کی کوششیں شروع کردیں گئی ہیں۔ حال ہی میں انڈیا کا

واویلا اور پاکستان پر جنگ مسلط کرنا اور پاکستان کو دہشت گرد ملک قرار دینے کی کوششیں شروع کر دینا اسی عمل کا حصہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم پاکستانی اندرونی طور پر متحد رہیں اور دشمنوں کی سازشوں کو سمجھیں اور ان سے محفوظ رہتے ہوئے پاکستان کے وسیع تر مفاد میں باہم متحد رہ کر ملک دشمنوں کے دانت کھٹے کریں۔ ہمیں اس حقیقت سے باخوبی آگاہ رہنا ہوگا کہ پاکستان اور چین کے درمیان اس معاہدے کا بھی وہی حشر نہ ہو جو پاکستان کی ترقی و خوشحالی کے اکثر منصوبوں کا ہو چکا ہے۔

پاکستان کی ترقی و خوشحالی کے لئے ہمیں من الحیث القوم دیانت داری اور بردباری سے اپنے حصے کا کام انجام دیتے ہوئے متحد رہ کر دشمنوں کے شرمناک منصوبوں کو ناکام بنانا ہوگا ہمیں یہ بات یاد رکھنی ہوگی کہ پاکستان قائم رہنے کے لئے اور ترقی کرنے کے لیے بنا ہے۔

پاکستان کو اس بات پر بھی بھروسہ رکھنا ہوگا کہ چین پاکستان کا ایک واحد ایسا دوست ملک ہے کہ جو پاکستان کی ہر اس بحران میں مدد کرتا آیا ہے کہ جس میں پاکستان کا مفاد ہو، مگر اس کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی زمہ داری کا مظاہرہ کرنا ہوگا، پاکستان پر یہ ایک کڑا وقت ہے اور اگر ہم نے اس وقت کو کھو دیا تو ہم ترقی و خوشحالی کے خواب ہی دیکھتے رہیں گے۔

اللہ پاکستان کا حامی و ناصر رہے اور ہمیں پاکستان کی ترقی و خوشحالی میں اپنا مثبت کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ۔ پاکستان زندہ باد

پاکستان، دھرنے اور امپائرنگ

ملک عزیز گزشتہ کئی دھائیوں سے طالع آزماؤں کے ہاتھ کھلونا بنا ہوا ہے جس کا جی چاہتا ہے وہ قومی مفاد اور قومی سلامتی کے ناموں کو استعمال کرکے اپنی چودھراہٹ کی دھاک بٹھانے پر مصروف ہے اور ظاہر ہے کہ ہم جیسے کم علم، کم ہمت، کم نصیب عمومی عوام الناس ان کی بساط پر مہروں کی طرح آگے پیچھے ہونے پر مجبور ہیں۔
گالی، گلوچ، الزام تراشی، طعنے تشنے اور دھونس دھمکیوں میں جو آگے ہے مانو وہی مرکز نگاہ بنا ہوا ہے۔ رواداری، عزت واحترام، شائستگی، ہمدردی، مروت، انکسار، وضع داری جیسے الفاظ اگر کسی سے دریافت کئے جائیں تو اگلا ہونق شکل بنا کر ایسے دیکھتا ہے کہ جیسا مخاطب کوئی خلائی مخلوق ہو۔ افسوس در افسوس کہ یہ عمومی طرز زندگی معاشرے کے ہر ہر شعبے میں گویا ناپید ہوتا جارہا ہے۔ الزام کے جواب میں پتھر کا جواب اینٹ سے نہ دینا گویا شکست تسلیم کرنے کے مترادف ہوگیا ہے۔
ملک تاریخ کے ناموزوں ترین مراحل سے گزر رہا ہے اور ہماری سیاست اور معاشرت میں گراوٹ کے آثار ہی نہیں بلکہ گراوٹ کے علاوہ کچھ اور تلاش کرنا گویا

ریگستان میں سوئی تلاش کرنے کے مترادف ہوگیا ہے۔

ملک عزیز ایک ایسے دوراہے پر کھڑا ہے جہاں سے ایک راستہ خوشحالی، ترقی اور شان و شوکت کی جانب ہے اور دوسرا رستہ تباہی اور بربادی کی آتش فشاں میں لے جارہا ہے۔

ہمارے ملک میں جو اہل اقتدار میں ہیں وہ اپنے اقتدار کو دوام بخشنے میں مصروف ہیں اور جو اقتدار سے باہر ہیں وہ ہر جائز و ناجائز طریقے سے اقتدار کی منازل لوٹ لینا چاہتے ہیں صبر اور تحمل کس چڑیا کا نام ہے اس سے وہ گویا سخت بے زار ہیں۔

خدارا پاکستان کو اپنا گھر سمجھتے ہوئے اسے سجانے اور بچانے کی فکر کرو وگرنہ اگر یہ ملک طالع آزماؤں کی آماجگاہ بنا رہا تو ہم اقوام عالم میں ناکام اور بدترین قوم ثابت ہوجائیں گے اور اپنی آنے والی نسلوں کے مجرم گردانے جائیں گے۔

اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے اور ہمیں اپنے فرائض تندہی، دیانت اور بردباری سے انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین